مرآۃ المناجیح

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

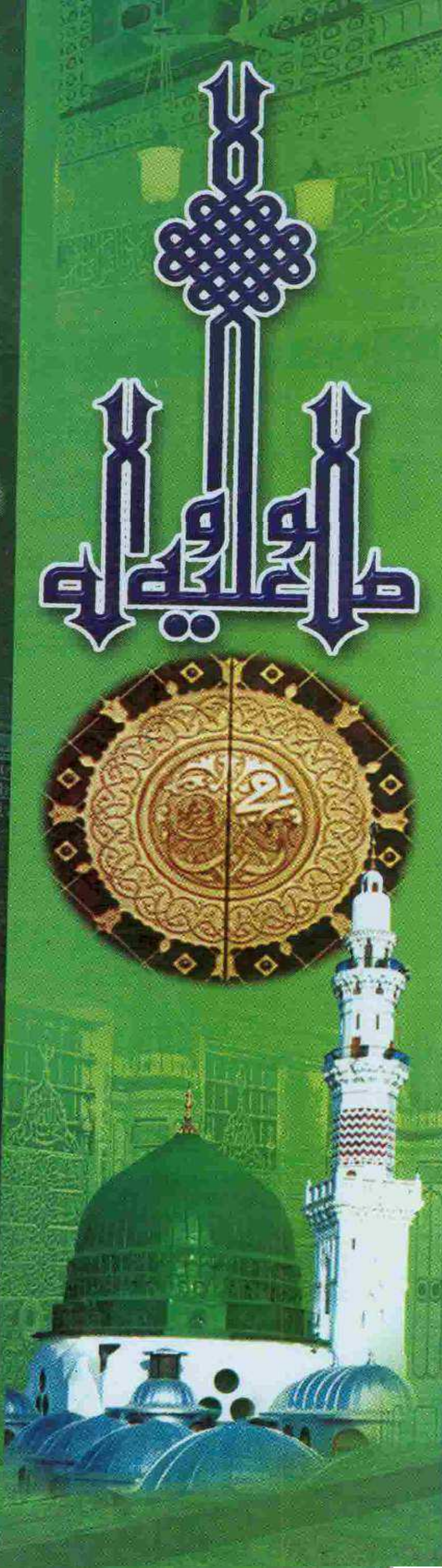
8

ترتیب و تدوین

علامہ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم و شارح

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ



قادری پبلشرز

اردو بازار۔ لاہور

مراٰۃ المناجیح

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

جلد ہشتم

ترتیب و تدوین

علامہ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم و شارح

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

قادری پبلشرز

اردو بازار۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	....	مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح (جلد ہشتم)
ترتیب وتدوین	....	امام شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب رحمۃ اللہ علیہ
مترجم وشارح	....	حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
باہتمام	....	غلام عبدالقادر خان
کمپوزنگ	....	ورڈزمیکر
مطبع	....	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

فہرست مرأت المناجیح

(جلد ہشتم)

بَابُ فَضَائِلِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَوٰتُ اللہِ وَسَلَامُہٗ

رسولوں کے سردار کے فضائل کا بیان ان پر اللہ کی رحمتیں اور سلام

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

فضائل جمع ہے فضیلت کی فضیلت وہ خصوصی بزرگی ہے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی آپ کے سوا کسی نبی ولی جن فرشتے کو عطا نہ ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد خدا تعالٰی ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ آپ کا مثل رب تعالٰی نے پیدا ہی نہ فرمایا شعر:۔

دہر میں سب سے تو بڑا تجھ سے بڑی خدا کی ذات — قائم ہے تیری ذات سے سارا نظام کائنات

حضور کے خصوصی فضائل حد سے وراء شمار سے زیادہ ہیں۔ ان کا شمار ساری مخلوق نہیں کر سکتی جو کوئی کچھ بیان کرتا ہے وہ صرف برکت کے لیے سمندر کا قطرہ ریگستان کا ذرہ ہی بیان کرتا ہے۔ وہ ایسے ہیں جیسا انہیں رب تعالٰی ہی جانتا ہے۔

شعر:۔

لا یمکن الثناء کما کانَ حقہ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اسی طرح صاحب مشکوٰۃ نے صرف ایمان تازہ کرنے اپنا نام حضور کے نعت خوانوں میں لکھوانے کے لیے یہ باب باندھا اور یہ فقیر گنہگار احمد یار اپنے نصیب پر ناز کرتا ہے کہ مجھے رب تعالٰی نے اس باب کی شرح لکھنے کی توفیق بخشی مجھے تو ان کا گنہگار امتی ہونے پر فخر ہے۔ شعر:۔

بریں نازم کہ ہستم امت تو — گنہگارم و لیکن خوش نصیبم

خیال رہے کہ حضور انور ساری خلقت سے افضل ہیں لہذا آپ نبیوں سے رسولوں سے عرش اعظم سے کعبہ معظمہ سے، کتاب اللہ لفظی قرآن مجید سب سے افضل ہیں کہ یہ سب چیزیں اللہ کی مخلوق ہیں چنانچہ کعبہ دیکھنے والا حاجی ہے کوئی نمازی کوئی غازی کوئی قاری یا قاضی ہے مگر حضور کو ایمان کے ساتھ دیکھنے والا صحابی ہے جو تمام سے افضل ہے اسی لیے جب حضور انور نے مکہ معظمہ کو چھوڑا وہاں سے ہجرت کی تو مسلمانوں کو بلا عذر وہاں رہنا حرام ہوگیا۔ حالانکہ کعبہ شریف وغیرہ وہاں موجود تھے جب فتح مکہ فرمائی تب تا قیامت وہاں رہنا جائز بلکہ ثواب ہوگیا۔ جب حضور مکی تھے تو آیات قرآنیہ مکی ہوئیں جب حضور مدنی ہوگئے تو آیات قرآنیہ مدنی ہوگئیں۔ رب نے مکہ کی قسم فرمائی اس لیے نہیں کہ وہاں کعبہ ہے بلکہ اس لیے کہ وہاں حضور ہیں لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ (۹۰-۱،۲) مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ (کنزالایمان) حضور کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا درجہ ہے پھر موسیٰ علیہ السلام کا اس کے بعد خاموشی بہتر ہے۔ دیکھو! اشعۃ اللمعات

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی کُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ مِنْہُ ۔

(۵۴۸۷) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اولاد آدم میں بہترین گروہ میں بھیجا گیا، یکے بعد دیگرے گروہ۔ حتی کہ میں اس گروہ سے ظاہر ہوا

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

جس میں سے میں پہلے سے تھا۲۔ (بخاری)

(۵۴۸۷)۱؎ یعنی آدم علیہ السلام سے لےکر حضرت عبداللہ تک میرا نور جس قبیلہ وخاندان میں رہا وہ ہمیشہ دنیا بھر میں تمام خاندانوں سے بہتر تھا۔اس میں اچھی خصلتیں شرافت،نجابت تھی اور جن کے پیٹھوں یا پیٹوں میں یہ نور رہا وہ زنا اور کفروشرک سے محفوظ رہے از آدم علیہ السلام تا حضرت عبداللہ حضور انور کا کوئی دادا دادی کافر نہ ہوئے سب موحد مومن رہے حتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین مومن تھے۔خود جناب خلیل نے فرمایا: رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ (۱۴،۴۱) اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔(کنزالایمان) یہاں والوالدی سے آپ کے باپ تارخ اور والدہ متلی بنت نمر مراد ہیں اور وَاغْفِرْ لِاَبِیْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ (۲۶،۸۶) اور میرے باپ کو بخش دے بے شک وہ گمراہ ہے۔(کنزالایمان) میں اب سے مراد چچا آزر ہے والد اور اب کا فرق خیال میں رہے۔۲؎ قرن کے لفظی معنی ہیں ملنا اصطلاح میں جماعت کو قرن کہتے ہیں۔پھر زمانہ،ہم زمانہ،لوگ،گروہ سب کو قرن کہتے ہیں یہاں مراد ہے جماعت یا گروہ اور جماعت سے مراد ہیں حضور کے باپ داداؤں،ماں اور ناناؤں کی جماعت یا اس سے مراد ہے صحابہ کرام اہل بیت اطہار کی جماعت یا مراد ہے تاقیامت حضور کی امت یا حضور کا سارا قبیلہ وخاندان اگر آخری معنی مراد ہیں تو خیریت سے مراد ہے اعلیٰ واشرف قوم جس کی دنیا میں بڑی عزت کی جاتی ہو۔حضور کے خاندان میں اگرچہ بعض لوگ کافر تھے جیسے ابولہب وغیرہ مگر تھے اونچے خاندان والے قریشی ہاشمی کہ ان کی دنیا میں بڑی عزت تھی اور دوسرے احتمالات کی بناء پر خیر کے معنی ہیں مومن متقی پرہیزگار کہ حضور انور کے والدین دادا نانا سب کے سب مومن موحد پرہیزگار تھے کفر،زنا بری حرکتوں سے محفوظ تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (۲،۱۲۸) اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار(کنزالایمان) اور پھر فرمایا: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (۲،۱۲۹) اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہی میں سے۔(کنزالایمان) خدایا میری اولاد میں ایک جماعت مومن رہے۔میرے مولیٰ اس مومن جماعت میں آخری رسول بھیج۔کیسے ہوسکتا ہے کہ حضور تو نور ہوں حضور کی نسل پاک آباؤ اجداد نار والے ہوں۔اللہ تعالیٰ نے حضور کا نور نورانی لوگوں میں رکھا۔(اشعۃ اللمعات)

وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَ اصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِىْ هَاشِمٍ وَّ اصْطَفَانِىْ مِنْ بَنِىْ هَاشِمٍ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِىْ رِوَايَةٍ لِّلتِّرْمِذِىِّ اِنَّ اللهَ اصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ اِبْرَاهِيْمَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ بَنِىْ كِنَانَةَ .(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۸۸) روایت ہے حضرت واثلہ ابن اسقع سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں سے کنانہ کو چنا۱؎ اور کنانہ میں سے قریش کو منتخب فرمایا۲؎ اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا اور مجھ کو بنی ہاشم میں سے چنا۳؎ (مسلم) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم سے جناب اسماعیل کو چن لیا۴؎ اور اولاد اسماعیل میں سے بنی کنانہ کو چن لیا۵؎

(۵۴۸۸)۱؎ لغت میں قریش سمندر کی وہ بڑی اور طاقتور مچھلی ہے جو دوسری مچھلیوں کو کھائے اور اسے کوئی نہ کھا سکے پھر اس کے معنی ہوگئے غالب جو کسی سے مغلوب نہ ہو پھر قریش نام ہوگیا نضر ابن کنانہ کی اولاد کا کہ یہ جماعت ہمیشہ سب پر غالب رہی اور تاقیامت

سب سے اشرف رہے گی کیوں نہ رہے کہ حضور انور قریشی ہیں۔۲؎ کنانہ کے چند بیٹے تھے ان میں سے ایک نضر ابن کنانہ تھے،نضر کی اولاد قریش ہے کنانہ کے دوسرے بیٹوں کی اولاد کنانی تو ہے مگر قریش نہیں۔قریشی سب سے افضل ہیں۔۳؎ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف یہ ہے محمد رسول اللہ ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدمناف ابن قصی ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن لوئی ابن غالب ابن فہر ابن مالک ابن نضر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن یاس ابن نضر ابن نزار ابن معد ابن عدنان آگے اختلاف ہے ہاشم حضور کے چوتھے دادا ہیں ان کی اولاد کو بنی ہاشم کہتے ہیں یہ حضرات سارے قریش میں افضل ہیں بنی ہاشم ہی میں وہ آفتاب نبوت ماہتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم چمکے خیال رہے کہ حضرت اسحاق ابن ابراہیم کی نسل شریف میں ہزاروں نبی ہوئے اولاد اسماعیل میں کوئی نبی نہیں ہوا بجز ہمارے حضور کے کیونکہ جس آسمان پر سورج ہے اس میں کوئی اور تارا نہیں اسی طرح عرب میں حضرت اسماعیل سے لے کر حضور انور تک کوئی نبی تشریف نہیں لائے۔۴؎ حضرت اسحاق علیہ السلام ہزاروں نبیوں کے والد ہیں مگر چونکہ حضرت اسماعیل حضور انور کے والد ہیں اس لیے وہ اسحاق علیہ السلام سے بھی افضل ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ شعر:-

انسانیت کو فخر ہوا تیری ذات سے ۔۔۔ بے نور تھا خرد کا ستارہ ترے بغیر

۵؎ فرق یہ ہوا کہ پچھلی روایت میں بنی کنانہ تھا اور یہاں صرف کنانہ ہے بنی نہیں مگر مطلب ایک ہی ہے کنانہ ابن خزیمہ حضور انور کے پندرہویں دادا ہیں جن کی اولاد کو قریش کہا جاتا ہے۔حضور کی ذات سے تمام باپ یا داداؤں کے نام روشن ہوگئے ہم کو تو اپنے تیسرے دادا کا نام نہیں معلوم مگر حضور انور کے داداؤں کا نام دنیا میں مشہور ہے آج کوئی نہیں بتا سکتا ہے کہ شاہجہان یا اکبر بادشاہوں کی ماں یا دائی کا نام کیا تھا۔وہ کیسی تھیں حضور کی دائی حلیمہ سعدیہ والدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی شان کے قصیدے دنیا میں پڑھے جارہے ہیں شاعر کہتا ہے شعر:-

کم من اب قد علا بابنی شرف ۔۔۔ قد علا برسول اللہ عن نان

حضور نے وہ جگہ جس میں مشرکین کی قبریں اور گھورا تھا مسجد نبوی بنا دی تو آج تک وہاں لاکھوں سجدے ہورہے ہیں اگر وہ کریم ہمارے گندے دلوں پر نظر فرمادیں تو یہ دل عرش معلی بن جائے۔شعر:-

گر سر میں رہے سودا ان کا سر گنبد خضرا ہوجائے ۔۔۔ گر دل میں کھچے نقشہ ان کا دل عرش معلی ہوجائے

گلشن میں میں نے دیکھا ہے پھولوں میں خار بھی رہتے ہیں ۔۔۔ اے شاہ عرب مجھ بد کا بھی طیبہ میں گذارا ہوجائے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَّاَوَّلُ مَنْ يَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَ اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ . (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۸۹) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں،فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں۱؎ اور میں پہلا وہ ہوں جن کی قبر کھلے گی۲؎ اور میں پہلا شفاعت فرمانے والا ہوں اور پہلا شفاعت قبول کیا ہوا۳؎ (مسلم)

(۵۴۸۹)۱؎ قوم کا سیّد(سردار)وہ ہے جس کی طرف قوم مصیبتوں میں پناہ لے اور وہ ان کی مصیبتیں دفع کرے حضور تمام مخلوق کی پناہ دافع البلاء ہیں دیکھو مرقات۔چونکہ اس سرداری کا ظہور قیامت میں ہوگا کہ کوئی اس کا انکار نہ کرسکے گا دنیا دیکھ لے گی وہ انہی کا دن ہے سب ان کی پناہ لیں گے اس لیے قیامت کی قید لگائی گئی(لمعات،مرقات،اشعہ)جو لوگ آج ان سے فریاد کرنے کو شرک کہتے ہیں کل وہ

بھی شفاعت کی بھیک انہیں سے مانگیں گے۔شعر:۔

ہم بھی محشر میں سیر دیکھیں گے نجدی آج ان سے التجا نہ کرے

ورنہ حقیقت یہ ہے کہ آج بھی حضور تمام جہان کے لیے پناہ ہیں انہیں کی پناہ ہے کہ ہم جیسے گنہگار عذاب الٰہی سے بچے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور تمام نبیوں کے سردار سب سے افضل ہیں کیونکہ سارے نبی اولاد آدم ہیں اور جب سب نبیوں سے افضل ہوئے تو ساری مخلوق سے افضل ہوئے فرشتے ہوں یا جنات یا کوئی اور مخلوق (اشعہ، مرقات، لمعات) ۲؎ یعنی قیامت میں دوسرے نفخہ پر سب سے پہلے ہماری قبر کھلے گی پہلے ہم اٹھیں گے ترمذی اور حاکم کی روایت میں ہے کہ پہلے ہماری قبر کھلے گی پھر ابوبکر صدیق کی پھر عمر فاروق کی پھر ہم بقیع والوں کا انتظار کریں گے۔پھر مکہ معظمہ کے مدفونین کا ان سب کا حشر ہمارے ساتھ ہوگا۔۳؎ یہ واقعہ بہت تفصیل سے شفاعت کے بیان میں گزر چکا کہ پہلے شفاعت حضور کریں گے اسی شفاعت کا نام شفاعت کبریٰ ہے پھر دوسرے شفیع شفاعت کریں گے حتی کہ چھوٹے بچے، ماہ رمضان، قرآن مجید، کعبہ معظمہ وغیرہم شفاعت کریں گے وہ شفاعتیں شفاعت صغریٰ ہیں اس لیے حضور انور کو شفیع المذنبین کہتے ہیں گنہگاروں کو اس وقت پوچھنے والے جب کوئی نہ پوچھے ہم نے عرض کیا شعر:۔

ہیں جیتے جی کے یہ سارے جھگڑے مچی جو آنکھیں تمام چھوٹے کریم جلوہ وہاں دکھانا جہاں کہ سب منہ پھرا رہے ہیں

ترمذی کی روایت میں ہے کہ سب سے پہلے ہم کو جوڑا پہنایا جائے گا عرش کی داہنی طرف خاص جگہ پر ہم جلوہ گر ہوں گے۔وہاں ہمارے سوا کوئی کھڑا نہ ہوگا (مرقات) احمد، ترمذی، ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ اس دن حمد کا جھنڈا ہمارے ہاتھ ہوگا۔حضرت آدم اور ان کے سوا سارے نبی ہمارے جھنڈے تلے ہوں گے۔ہم یہ فخر یہ نہیں فرماتے۔(مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۹۰) روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن تمام نبیوں سے زیادہ تابعین والا (امت والا) ہوں گا۱؎ اور میں پہلا وہ ہوں جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا۲؎ (مسلم)

(۵۴۹۰) ۱؎ یعنی قیامت میں سب نبیوں سے زیادہ میری امت ہوگی۔چنانچہ جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی صفیں حضور کی امت کی ہوں گی باقی چالیس صفوں میں سارے نبیوں کی امتیں۔معلوم ہوا کہ زیادہ غلاموں والا ہونا آقا کی عظمت کی دلیل ہے چنانچہ قاریوں میں عاصم، اماموں میں حضرت امام ابوحنیفہ امام اعظم افضل ہیں کہ ان کے متبع زیادہ ہیں مذہب حنفی مذہب اولیاء ہے اسی فی صدی ولی حنفی ہیں دیکھو ہماری کتاب جاء الحق حصہ دوئم اور دیکھو مرقات یہی مقام ۲؎ یعنی دروازہ جنت ہم ہی کھلوائیں گے حضور انور سے پہلے دروازہ جنت پر نبیوں اور اُمتیوں کا میلہ لگ چکا ہوگا۔حضور انور بھی محشر میں ہوں گے گرتوں کو سنبھالنے گنہگاروں کو بخشوانے فریادیوں کی فریاد رسی میں مشغول ہوں گے ادھر دروازہ جنت بند ہوگا۔حضور کی آمد کا انتظار ہوگا آپ کے آنے پر دھوم مچ جائے گی آپ کے کھلوانے پر دروازہ جنت کھلے گا پہلے حضور تشریف لے جائیں گے پھر دوسرے نبی پھر حضور کی امت پھر دوسری امتیں اللہ تعالٰی جنت کھلنے کا یہ نظارہ ہم کو بھی نصیب کرے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۵۴۹۱) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ

اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن جنت کے دروازے میں آؤں گا دروازہ کھلواؤں گا تو خازن جنت کہے گا آپ کون ہیں میں کہوں محمد ہوں ۱ وہ عرض کرے گا کہ مجھے آپ کے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے نہ کھولوں ۲ (مسلم)

(۵۴۹۱) ۱ اس کھلوانے میں اور پہلے سے کھلے ہوئے نہ ہونے میں یہی دکھانا ہے کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اتفاقاً حضور انور نے کھلوا دیا اور نبی بھی اگر کھلواتے تو کھل جاتا ۲ یہ ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا (۱؍۴۸) بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح دی۔ (کنزالایمان) کا ظہور ہر دروازہ حضور کے ہاتھ سے ہی کھلے گا۔ پہلا دروازہ شفاعت سے کھلے گا دروازہ رحمت دروازہ مغفرت دروازہ جنت حضور کے ہاتھ سے کھلیں گے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا شعر:-

تم سے جہاں کا وجود تم سے کھلا باب جود
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ شَفِیْعٍ فِی الْجَنَّةِ لَمْ یُصَدَّقْ نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ نَبِیًّا مَا صَدَّقَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۹۲) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت کے بارے میں ہم پہلے شفاعت کرنے والے ہیں ۱ کسی نبی کی تصدیق اتنی نہ کی گئی جتنی میری تصدیق کی گئی ۲ نبیوں میں بعض نبی وہ ہیں جن کی کسی نے بھی ان کی امت سے تصدیق نہ کی سوائے ایک کے ۳ (مسلم)

(۵۴۹۲) ۱ یعنی جو لوگ اعمال سے جنت کے قابل نہ ہوں گے ان کی شفاعت کر کے انہیں جنت میں داخل کروں گا فی الجنۃ سے پہلے دخولہم پوشیدہ ہے یعنی جنت کے داخلہ کے بارے میں ورنہ جنت میں پہنچنے کے بعد شفاعت کیسی (از مرقات) یا یہ مطلب ہے کہ جنت کے قابل جو لوگ ہوں گے اور ان کی شفاعت فرماؤں گا ترقی درجات کے متعلق کہ نیچے والوں کو اونچا کر دیا جائے تب درجات پوشیدہ ہے فی درجات الجنۃ ۲ اس فرمانِ عالی کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ جتنے زیادہ لوگوں نے مجھ پر ایمان قبول کیا اتنے لوگ کسی اور نبی پر ایمان نہیں لائے یہ بالکل ظاہر ہے کیونکہ دوسرے نبی کسی خاص قوم کے نبی ہوتے تھے حضور انور سارے جہان کے نبی ہیں نیز اور نبیوں کا زمانہ نبوت محدود تھا حضور کی نبوت تا قیامت ہے دوسرے یہ کہ جس قسم کی تصدیق میری کی گئی اس درجہ کی تصدیق کسی نبی کی نہیں کی گئی میری امت مجھ پر دل و جان سے فدا ہے اور ہوگی۔ یہ عشق، سوز و گداز کسی اور امت کو نہیں ملا۔ (اشعۃ اللمعات) ۳ یہ عبارت جملہ اوّل کے پہلے معنی کی تائید کرتی ہے۔ یعنی میری امت دوسرے نبیوں کی امت سے زیادہ ہے نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرمائی مگر صرف اسی آدمی ایمان لائے آٹھ آدمی اپنے گھر کے بہتر آدمی دوسرے حضور نے تئیس سال تبلیغ فرمائی۔ دیکھ لو آج تک کیا حال ہے۔ نوح علیہ السلام کے بارے میں ربّ فرماتا ہے۔ وَمَا اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ (۱۱؍۴۰) اور اس کے ساتھ مسلمان نہ تھے مگر تھوڑے۔ (کنزالایمان) ۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَآءِ كَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُهٗ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهٖ

(۵۴۹۳) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اس محل کی سی ہے جس کی تعمیر بہت ہی اچھی کی گئی اور اس میں ایک

النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِهٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَكُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ وَخُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی دیکھنے والے اس کے گرد چکر لگاتے تھے، اور اچھی تعمیر سے تعجب کرتے تھے سوا اس اینٹ کے۱ تو میں نے اس اینٹ کی جگہ پر کردی مجھ پر انبیاء ختم کردیئے گئے اور مجھ پر رسول ختم کردیئے گئے۲ ایک روایت میں ہے کہ وہ آخری اینٹ میں ہی ہوں اور نبیوں میں آخری نبی ہوں۳ (مسلم و بخاری)

(۵۴۹۳)۱ سبحان اللہ کیسی پیاری مثال ہے نبوت گویا نورانی محل ہے۔ حضرات انبیاء کرام گویا اس کی نورانی اینٹیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم گویا اس محل کی آخری اینٹ ہیں جس پر اس عمارت کی تکمیل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ حضور آخری نبی ہیں آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں شعر:-

کوئی اور پھول کہاں کھلے نہ جگہ ہے جوشش حسن سے نہ بہار آور یہ رخ کرے کہ جھپک پلک کی تو خار ہے

۲ یعنی جیسے اس آخری اینٹ سے وہ محل مکمل ہو جائے گا اور اس کے بعد اس میں کسی اینٹ کی جگہ نہ رہے گی یوں ہی مجھ سے نبوت کا محل مکمل ہوگیا اب کسی نبی کی گنجائش نہ رہی خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت زمین پر تشریف لائیں گے مگر وہ پہلے کے نبی ہیں بعد کے نبی نہیں یہ اینٹ پہلے کی لگی ہوئی ہے نیز وہ اب نبوت کی شان سے نہ آئیں گے بلکہ حضور کے امتی ہو کر دیکھو موسیٰ علیہ السلام جب خضر علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے تو نبوت کی شان سے نہ گئے۔ ورنہ خضر علیہ السلام آپ کی اطاعت کرتے بلکہ اطاعت کی شان سے گئے تھے حالانکہ اس وقت نبوت موسوی منسوخ نہیں ہوئی تھی، تو اگر عیسیٰ علیہ السلام جن کی نبوت منسوخ ہو چکی ہے حضور کی امت بن کر آئیں تو کیوں انکار ہے۳ اب کسی نبی کی نبوت ممکن نہیں خیال رہے کہ آخری بیٹا وہ ہے جس کے بعد کوئی بیٹا پیدا نہ ہو یہ ضروری نہیں کہ پچھلے سارے بیٹے مر چکے ہوں حضور کے آخری نبی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے زمانہ میں اور آپ کے زمانہ کے بعد کوئی پیدا نہ ہوگا اگر پہلے کے کوئی نبی زندہ ہوں تو مضائقہ نہیں۔ چار نبی اب تک زندہ ہیں دو زمین پر حضرت خضر اور حضرت الیاس اور دو آسمان پر حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام ان کی زندگی حضور انور کے خاتم النبین ہونے کے خلاف نہیں اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کے زمانہ میں بھی کوئی نبی نہ پیدا ہوا نہ بہ شان نبوت رہا۔ سب سے اوّل سب سے آخر ایک ہی ہوسکتا ہے۔ حضور اوّل مخلوق ہیں اور آخری نبی ہیں۔ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ (۵۷،۳) وہی اوّل وہی آخر۔ (کنزالایمان) دیکھو ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِیَ مِنَ الْاٰیَاتِ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَیْهِ الْبَشَرُ وَ اِنَّمَا كَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُ وَحْیًا اَوْحَی اللهُ اِلَیَّ فَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۴۹۴) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نبیوں کی جماعت میں کوئی نبی نہ تھے مگر انہیں اتنے معجزات دیئے گئے جتنے لوگ ان جیسے معجزوں پر ایمان لائے۱ اور جو خصوصی معجزہ مجھے عطا ہوا ہے وہ وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی تو میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن زیادہ متبعین میں ہوں گا۲ (مسلم بخاری)

(۵۴۹۴)۱ یعنی ہر نبی کو وقت کے مناسب معجزے دیئے گئے جنہیں دیکھ کر اس زمانہ کے لوگ ایمان لانے پر مجبور ہوں۔ چنانچہ

دور عیسوی طب یونانی کا زور تھا تو آپ کو مردے زندہ کرنے اندھے کوڑے اچھا کرنے کا معجزہ عطا ہوا دور موسوی میں جادو کا زور تھا تو آپ کو عصا کو سانپ بنا دینے اور ہاتھ چمکا دینے کا معجزہ عطا ہوا تاکہ ان چیزوں کو ان فنون کے استاد دیکھیں اور ایمان لائیں ان کی پیروی میں دوسرے لوگ ایمان لائیں جب وہ دور گزر گیا وہ معجزے ختم کردیئے گئے۔اگر مرزا قادیانی نبی ہوتا تو وہ زمانہ سائنس کا تھا اسے کوئی ایسا معجزہ ملتا جس سے سائنس والے عاجز رہتے۔دیکھو حضور انور کے زمانہ میں فصاحت و بلاغت زبان دانی کا زور تھا تو حضور کو بلیغ کلام یعنی قرآن کا معجزہ عطا ہوا یہ قانون قدرت ہے۔۲؎ یعنی گزشتہ نبیوں کے معجزات ان کے ساتھ ہی چلے گئے اب نہ عصاء موسوی ہے نہ تخت سلیمانی مگر میرا معجزہ قرآن ہے جو تا قیامت باقی رہے گا کیونکہ میری نبوت تا قیامت ہے اس سے ہر زمانہ میں لوگ قرآن کے ذریعہ مجھ پر ایمان لائیں گے خیال رہے کہ قرآن فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے آج علماء کے لیے معجزہ ہے مگر اس میں یہ خوبیاں ہیں کہ بار بار پڑھنے سے پرانا نہیں ہوتا۔بغیر سمجھے لذت دیتا ہے حفظ ہو جاتا ہے عوام کو تڑپا دیتا ہے اس کے ایک نقطہ میں تبدیلی نہ ہوسکی ان وجوہ سے عوام کے لیے معجزہ ہے دوسری کتب آسمانی میں یہ خوبیاں نہ تھیں لہذا وہ معجزہ نہ تھیں۔خیال رہے کہ حضور کا ذکر کثیر،حضور کی بغیر دیکھے محبوبیت بھی زندہ جاوید معجزے ہیں تمام حسینوں کے دیکھنے والے لاکھوں مگر ان کے عاشق ایک ایک آج حضور کا دیکھنے والا کوئی نہیں مگر حضور کے عاشق ان کے نام پر جان دے دینے والے لاکھوں ہیں یہ زندہ معجزے ہیں رب نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا والقیت علیک محبۃ منی نیز آج آسمان پر پتھروں پر گائے بکریوں مرغی کے انڈوں پر حضور کا نام قدرتی طور پر لکھا دیکھا گیا ہے اور دیکھا جارہا ہے یہ سب حضور کے معجزے ہیں۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَھُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَۃَ شَھْرٍ وَّجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَھُوْرًا فَاَیُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَدْرَکَتْہُ الصَّلٰوۃُ فَلْیُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَّبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۴۹۵) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے پانچ نعمتیں وہ دی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ دی گئیں ۱؎ میں ایک ماہ کے راستہ سے رعب کے ذریعہ مدد کیا گیا ۲؎ اور میرے لیے ساری زمین مسجد اور ذریعہ طہارت بنادی گئی ۳؎ کہ میری امت کے آدمی کو جس جگہ نماز آجائے وہ وہاں ہی پڑھ لے اور میرے لیے غنیمتیں حلال کردی گئیں مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کی گئیں ۴؎ اور مجھے بڑی شفاعت دی گئی ۵؎ اور نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے ۶؎ میں سارے انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں ۷؎ (بخاری ومسلم)

(۵۴۹۵) ۱؎ یہاں پانچ فرمانا حصر کے لیے نہیں بلکہ اس کے معنی ہیں کہ یہ پانچ خصوصی فضیلتیں وہ ہیں جو میرے سوا کسی نبی کو نہ دی گئیں تو آئندہ کسی ولی کو ملنے کا احتمال ہی نہیں ہزارہا خصوصیات ہیں جو حضور انور ہی کو ملیں کسی اور کو نہ ملیں۔لہذا یہ حدیث دوسری ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں اور خصوصیات کا بھی ذکر ہے ۲؎ یعنی جو دشمن مجھ سے جنگ کرنے آئیں ابھی وہ ایک ماہ کے راستہ پر مجھ سے دور ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں میری ہیبت چھا جاتی ہے اگرچہ وہ جنگ کریں مگر مرعوب ہوکر یہ معجزہ کسی نبی کو نہیں دیا گیا اب بھی حضور کے روضہ اطہر پر پہلی حاضری کے وقت زائر کے دل میں حضور کی ہیبت بہت ہی ہوتی ہے بعد میں حضور سے انس و محبت پیدا ہو جاتی ہے ۳؎ یعنی دوسرے نبیوں کے دینوں میں نماز صرف ان کے عبادت خانوں میں ہوتی تھی گرجوں وغیروں میں میری امت تمام روئے زمین

پر جہاں چاہے نماز پڑھ سکتی ہے ہاں بعض جگہ نماز جائز نہیں وہ کسی عارضہ سے ہے جیسے قبرستان،حمام مذبح وغیرہ نیز کسی دین میں تیمم نہ تھا یہ صرف میرے دین میں ہے غسل اور بے وضوئی دونوں کا تیمم زمین پر ہوسکتا ہے۔ یہ ہماری خصوصیات میں سے ہے۴ چنانچہ پچھلے دینوں میں جہاد تھے اوران جہادوں میں مال غنیمت بھی حاصل کیا جاتا تھا مگر یہ مال غنیمت کسی پہاڑ پر رکھ دیا جاتا تھا اگر اس میں کچھ غبن نہ ہوتا تو غیبی آگ آتی اسے کھا جاتی اگر ذرہ بھر بھی غبن ہوتا تو آگ نہ آتی ہمارے دین میں غنیمت کا مال مجاہدین میں تقسیم ہوتا ہے یوں ہی قربانی کا گوشت دوسرے دینوں میں کھایا نہیں جاتا تھا بلکہ پہاڑ پر رکھ دیا جاتا تھا جسے آگ کھا جاتی تھی اسلام میں قربانی کرنے والا بھی اور دوسرے بھی کھا سکتے ہیں ۵ یعنی شفاعت کبریٰ جسے شفاعت عامہ کہتے ہیں وہ صرف حضور ہی کریں گے شفاعت صغریٰ دوسرے نبی اولیاء اللہ اور رمضان قرآن وغیرہ بھی کریں گے یہاں شفاعت کبریٰ مراد ہے۶ اپنی قوم سے مراد وہ خاص قوم ہے جو ان کی امت دعوت ہوتی تھی جس پر واجب ہوتا تھا کہ ان نبی پر ایمان لائے خواہ اپنے خاندان کے لوگ ہوں یا اپنے شہر کے یا دوسرے لوگ لہذا اس فرمانِ عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ ابراہیم ولوط علیہم السلام ملک شام وفلسطین کے نبی تھے یہ لوگ نہ ان حضرات کے خاندان کے تھے نہ وطن کے ۷ علماء کرام کے نزدیک اس فرمانِ عالی کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی نبوت کے ظہور سے لے کر قیامت تک لوگ آپ کے امتی ہیں خواہ کسی قوم کے ہوں کسی جگہ کے ہوں کسی وقت میں ہوں،صوفیاء کرام کے نزدیک از آدم علیہ السلام تا روز قیامت سب حضور کے امتی ہیں حتیٰ کہ گزشتہ انبیاء کرام بھی ہاں وہ تو میں بالواسطہ امتی تھیں ہم لوگ بلاواسطہ اس لیے سارے نبیوں سے حضور پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ (۳:۸۱) اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔ (کنزالایمان) اور نبیوں نے حضور کے پیچھے معراج میں محمدی نماز پڑھی یہاں تو ہے کہ ہم سارے انسانوں کی طرف بھیجے گئے آگے آرہا ہے کہ ساری مخلوق کی طرف بھیجے گئے جس کا ربّ اللہ ہے،اس کے نبی حضور ہیں اللہ تعالیٰ ربّ العٰلمین ہے حضور رحمۃ للعالمین۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَّاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَآفَّةً وَّخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۹۶) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو تمام پیغمبروں پر چھ چیزوں سے بزرگی دی گئی ۱ مجھے جامع الفاظ دیئے گئے ۲ ہیبت سے میری مدد کی گئی ۳ میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئیں اور میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاکی کا ذریعہ بنائی گئی اور میں ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ۴ اور مجھ سے نبی ختم کردیئے گئے ۵ (مسلم)

(۵۴۹۶) ۱ ہم ابھی کچھ پہلے عرض کرچکے ہیں کہ پانچ چھ کا ذکر فرمانا حد بندی کے لیے نہیں حضور کو بیشمار خوبیوں میں بزرگی دی گئی ہے۔لہذا پانچ والی روایت بھی درست ہے اور چھ والی اور زیادہ والی بھی۔ ۲ قرآن مجید کے الفاظ بھی جامع ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے الفاظ بھی نہایت جامع ہیں کہ لفظ تھوڑے معنی مطلب بہت زیادہ دیکھو حضور فرماتے ہیں اعمال کا اعتبار نیتوں سے ہے۔دین کی حقیت خیر خواہی ہے۔مومن کامل وہ ہے جو بیکار اور غیر مفید باتیں چھوڑ دے چھوٹے چھوٹے جملے ہیں مگر ساری شریعت وطریقت ان میں بھری ہے بعض محدثین نے ایسی حدیثیں کتابی شکلوں میں جمع فرمادی ہیں۔ ۳ اس کی شرح ابھی گزر گئی کہ دشمنوں کے دل میں قدرتی طور پر حضور کا رعب تھا ایسا دیکھا گیا ہے کہ حضور انور اکیلے سو رہے ہیں کافر تلوار لے کر آ کھڑا ہوا مگر قتل نہ کرسکا۔ تھر تھرا کر گر گیا شعر:۔

ہیبت حق است ایں از خلق نیست ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست

سے خلق سے مراد ساری مخلوق ہے جاندار ہو یا بے جان عاقل ہو یا غیر عاقل سب پر حضور کی نبوت حضور کے احکام نافذ ہیں۔ ہاں حضور کے احکام ہر قسم کی مخلوق کے لیے علیحدہ ہیں چاند سورج حضور کے مطیع ہیں کنکروں پتھروں لکڑیوں نے حضور کا کلمہ پڑھا ساری کائنات حضور کو نبی مانتی ہے سوا کفار جن وانس باقی سب حضور کو مانتے ہیں لہذا اس فرمانِ عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ ساری کائنات مطیع ہے تو سب پر نماز روزہ وغیرہ فرض ہونے چاہئیں۔ کیونکہ ہر مخلوق کے احکام جداگانہ حضرت سلیمان سارے جن وانس کے بادشاہ تھے ان سب کے نبی نہ تھے اسی طرح آدم علیہ السلام نہ ساری خلقت کے نبی تھے نہ سارے انسانوں کے بلکہ آپ کے زمانہ میں انسان تھے ہی تھوڑے جن کے آپ نبی تھے اسی طرح نوح علیہ السلام کفار کے ڈوب جانے کے بعد سارے کشتی والوں کے نبی تھے اس وقت کل انسان اتنے ہی رہ گئے تھے حضور انور کی خصوصیت یہ ہے کہ لاتعداد انسان ہوں اور آپ سب کے نبی ہوں تو سارے انسانوں کا اسی طرح نبی ہونا بھی حضور کی خصوصیت ہے۔ اور ساری مخلوق کا نبی ہونا بھی حضور کی خصوصیت ۵ یعنی میں آخری نبی ہوں جس پر دورِ نبوت ختم ہوگیا میرے زمانہ میں یا میرے بعد کوئی نبی نہیں جو نبی زندہ ہیں ان کی نبوت بھی منسوخ ہوگئی اب وہ میری امت کے ولی ہیں حضرت ابن عباس کی روایت میں جو ہے کہ زمین کے سات طبقے ہیں ہر طبقہ میں ابراہیم و موسیٰ اور محمد ہیں وہاں مراد ہادی برحق ہیں نہ کہ نبی۔

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدَيَّ . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۴۹۷) روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جامع باتوں کے ساتھ بھیجا گیا۔ اور ہیبت سے میری مدد کی گئی جبکہ میں سورہا تھا تو میں نے دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں تو میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں ۱ (مسلم بخاری)

(۵۴۹۷) ۱ یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے زمین کے سارے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائیں۔ خیال رہے کہ تمام زمینی اور دریائی پیداواریں زمینی خزانے ہیں ان کی چابیاں آپ کو دیئے جانے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو ان سب کا مالک بنا دیا اور مالک بھی اختیار والا کہ آپ لوگوں کو اپنے اختیار سے تقسیم فرمادیں۔ شعر:-

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے ہر کار بنایا تمہیں مختار بنایا

بے یار و مددگار جسے کوئی نہ پوچھے ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا

اس حدیث کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے ہے: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا (۴۸:۱) بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح دی (کنزالایمان) حضور بہ عطاء الٰہی اللہ کے سارے خزانوں کے مالک ہیں حضرت ربیعہ ابن کعب نے حضور سے جنت مانگی جو منظور فرمالیا گیا۔

وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَ مَغَارِبَهَا وَ اِنَّ اُمَّتِيْ سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَازُوِيَ لِيْ مِنْهَا وَ اُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْيَضَ وَاِنِّيْ

(۵۴۹۸) روایت ہے حضرت ثوبان سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی تو میں نے اس کے مشرق و مغرب دیکھے ۱ اور میری امت کا ملک وہاں تک ہی پہنچے گا جہاں تک کہ میرے لیے سمیٹ دیا گیا ۲ اور مجھے دو

سَأَلْتُ رَبِّيْ لِأُمَّتِيْ اَنْ لَّا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَّاَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحَ بَيْضَتَهُمْ وَاِنَّ رَبِّيْ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَاِنَّهٗ لَا يُرَدُّ وَاِنِّيْ اَعْطَيْتُكَ لِاُمَّتِكَ اَنْ لَّا اُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَّاَنْ لَّا اُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحَ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِاَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُوْنَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَيَسْبِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ).

خزانے دیئے گئے سرخ وسفید۳ اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لیے سوال کیا کہ انہیں عام قحط سے ہلاک نہ کرے۴ اور ان پر ان کی جماعت کے سوا کوئی دشمن مسلط نہ کرے جو ان کی اصل اکھیڑ دے۵ میرے رب نے فرمایا اے محمد ہم جب کوئی فیصلہ فرمادیتے ہیں تو وہ رد نہیں ہوسکتا۶ میں نے آپ کو آپ کی امت کے متعلق یہ وعدہ دے دیا کہ انہیں عام قحط سال سے ہلاک نہ کروں گا، اور ان پر ان کی جماعت کے علاوہ کوئی دشمن مسلط نہ کروں گا جو ان کی اصل اکھیڑ دے اگرچہ وہ دنیا کے ہر طرف سے جمع ہوجائیں حتیٰ کہ وہ امتی خود ان کے بعض بعض کو ہلاک کردیں گے اور بعضے بعض کو قیدی کریں گے۸ (مسلم)

(۵۴۹۶)۱؎ یعنی ساری زمین مجھے مختصر کرکے دکھادی گئی میرے سامنے رکھ دی گئی یہاں مرقاۃ میں ہے کہ ساری زمین حضور انور کے سامنے کردی گئی جیسے آئینہ دار کے ہاتھ میں آئینہ (مرقاۃ) حضور انور کو مشرق و مغرب کی سلطنت عطا کی گئی (دیکھو اشعۃ اللمعات) اس سے معلوم ہوا کہ زمین و آسمان مشرق و مغرب حضور انور کی نظر میں بھی ہیں اور حضور انور کے تصرف میں بھی سمیٹ دیئے اور دکھا دینے سے یہ دونوں باتیں ثابت ہوتی ہیں حاظر ناظر کے یہی معنی ہیں مشرق و مغرب دیکھنے کے معنی ہیں کہ میں نے ساری زمین دیکھ لی اس کا کوئی ذرہ چھپا نہیں رہا۔ یہاں سمیٹ دینے دکھا دینے کا ذکر تو ہوا مگر بعد میں چھپا لینے کا ذکر نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات حضور انور کے سامنے ہے۔۲؎ یعنی ساری روئے زمین پر میری امت کی سلطنت ہوگی زمین کے اکثر حصہ پر مسلمانوں کی بادشاہت رہ چکی ہے قرب قیامت حضرت امام مہدی و عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تمام روئے زمین پر مسلمانوں کی بادشاہت ہوگی۔۳؎ سرخ خزانہ سے مراد ہے کسریٰ شاہ فارس کے خزانے جن میں سونا زیادہ تھا اور سفید خزانہ سے مراد ہے روم کے خزانہ جن میں چاندی زیادہ تھی یہ دونوں ملک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوئے اور حضور انور کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔۴؎ یعنی میری امت قحط و بھوک سے ہلاک نہ ہوجائے لہذا اس پر اعتراض نہیں کہ بعض جگہ مسلمانوں پر قحط آجاتا ہے بعض مسلمان بھوک سے مرجاتے ہیں یہاں عام امت کی ہلاکت مراد ہے۔۵؎ بیضہ کے معنی ہیں انڈا بھی اور خود بھی پھر اسے بمعنی اصل استعمال کیا جاتا ہے یہاں اس سے مراد مسلمانوں کا وہ دارالسلطنت ہے جس کی تباہی سے مسلم قوم بالکل تباہ ہوجائے خواہ مدینہ منورہ مراد ہو یا کوئی اور جگہ حضور کی اس دعا کا ہی اثر ہے کہ اگرچہ مسلمانوں پر کبھی کفار غالب آجاتے ہیں مگر الحمدللہ انہیں فنا نہیں کرسکتے اور نہ فنا کرسکیں گے۔ مسلمان اگرچہ گنہگار ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے سایہ میں ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری دعا اور بھی مانگی تھی جس کا ذکر دوسری احادیث میں ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں جنگ اور خونریزی نہ ہو یہ متفق رہیں۔ اس کے متعلق آگے ارشاد ہے خیال رہے کہ اس حدیث میں کفار کی سلطنت کی نفی نہیں بلکہ مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی نفی ہے کفار مسلمانوں پر بادشاہ تو ہوجائیں گے مگر انہیں بالکل مٹا نہ سکیں گے کہ زمین پر ایک مسلمان نہ رہے۔۶؎ یعنی اے محبوب نبی کو چاہیئے کہ ایسی دعا نہ فرمائیں جو ہمارے فیصلے کے خلاف ہو کیونکہ ہمارے فیصلہ کے خلاف ہو نہیں سکتا اور ہم یہ پسند نہیں کرتے کہ نبی کی دعا خالی جائے لہذا نبی ایسی دعا کریں ہی نہیں آپ کی یہ دونوں دعائیں تو قبول ہیں مگر تیسری دعا کرنے کی آپ کو اجازت نہیں۔۷؎ یعنی

مسلمان خود آپس میں لڑتے جھگڑتے رہیں گے اس لیے کبھی کمزور بھی ہو جائیں گے اور تکلیف بھی پائیں گے اس کا ظہور آج تک ہو رہا ہے اس گئے گزرے زمانہ میں بھی مسلمانوں کی اتنی بادشاہتیں موجود ہیں کہ اگر یہ سب متفق ہو جائیں تو کوئی طاقت انہیں دبا نہ سکے گی مگر یہ ایسے نیک ہیں کہ دو ایک نہیں ہوتے مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ مصرع۔

دل میں دو حرف ہیں اور وہ بھی جدا ایک سے ایک! ۸؎ اس فرمانِ عالی میں اس جانب اشارہ ہے کہ مسلمان آپس میں لڑتے، جھگڑتے رہیں گے مگر فنا بھی نہ ہوں گے۔

وَعَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِىْ مُعَاوِيَةَ دَخَلَ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ وَ دَعَا رَبَّهٗ طَوِيْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ سَاَلْتُ رَبِّىْ ثَلٰثًا فَاَعْطَانِىْ ثِنْتَيْنِ وَ مَنَعَنِىْ وَاحِدَةً سَاَلْتُ رَبِّىْ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِىْ بِالسَّنَةِ فَاَعْطَا فِيْهَا وَسَاَلْتُ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِىْ بِالْغَرَقِ فَاَعْطَا فِيْهَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يَجْعَلَ بَاْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيْهَا ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۹۹) روایت ہے حضرت سعد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی معاویہ کی مسجد پر گزرے۱؎ اس میں تشریف لے گئے وہاں دو رکعتیں پڑھیں۲؎ اور ہم نے حضور کے ساتھ نماز پڑھی۳؎ حضور نے اپنے ربّ سے دراز دعا مانگی پھر فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں نے اپنے ربّ سے تین چیزیں مانگیں۴؎ اس نے مجھے دو عطا فرمادیں اور ایک سے منع فرمادیا۵؎ میں نے اپنے ربّ سے یہ سوال کیا کہ میری امت کو قحط سے ہلاک نہ کرے اس نے مجھے یہ عطا فرمادیا میں نے سوال کیا کہ میری امت کو ڈبو کر ہلاک نہ کرے۔ اس نے مجھے یہ بھی عطا فرمادیا ہے میں نے اس سے سوال کیا کہ ان کی آپس میں جنگ نہ ہو مجھے اس سے سوال سے منع فرمادیا۶؎ (مسلم)

(۵۴۹۹) ۱؎ بنی معاویہ انصار کا ایک قبیلہ ہے انہوں نے اپنے محلّہ میں مسجد بنائی تھی۔ جسے مسجد بنی معاویہ کہا جاتا تھا۔ شیخ نے فرمایا کہ وہ مسجد اب بھی عوالی مدینہ میں ہے اس کے کچھ آثار موجود ہیں اس کے صحن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے قدم کا نشان ہے مگر اب اس کے نشان دیکھے نہیں جاتے ۲؎ ظاہر یہ ہے کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد تھی اگر کسی مسجد میں اتفاقاً جائے تو بھی وہاں دو رکعت پڑھ لے اسے تحیہ المسجد کہا جاتا ہے ۳؎ ظاہر یہ ہے کہ ساتھ سے مراد جماعت نہیں بلکہ ان سب حضرات نے الگ الگ تحیۃ المسجد کے نفل پڑھے مگر حضور کے ساتھ پڑھے اور اگر جماعت مراد ہے تو یہ جماعت اتفاقیہ طور پر تھی اہتمام سے نہ تھی نفل کی جماعت بغیر اہتمام اتفاقاً کر لینا جائز ہے ۴؎ اس حدیث میں تفصیل ہے پچھلی حدیث میں اجمال تھا وہاں دو دعاؤں کا ذکر تھا یہاں تین دعاؤں کا ذکر ہے یہ واقعہ صرف یہاں ایک بار ہوا مگر اس کا ذکر مختلف طریقہ سے مختلف احادیث میں ہے ۵؎ یعنی اس تیسری چیز کے مانگنے سے منع فرمادیا کہ آپ یہ دعا نہ کریں ۶؎ خیال رہے کہ اس قسم کی دعاؤں سے حضور انور کو منع فرمادینے میں حضور کی انتہائی عظمت کا اظہار ہے اس ممانعت کا مقصود یہ ہے کہ حضور انور کی زبان خالی نہ جائے سوال نہ کرنے دینے اور سوال رد کردینے میں بڑا فرق ہے۔

وَعَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ اَخْبِرْنِىْ عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى التَّوْرٰتِ قَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ

(۵۵۰۰) روایت ہے حضرت عطاء ابن یسار سے۱؎ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے ملاقات کی میں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ صفات سناؤ جو توریت میں

اِنَّهٗ لَمَوْصُوْفٌ فِی التَّوْرٰتِ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِی الْقُرْاٰنِ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّیِّیْنَ اَنْتَ عَبْدِیْ وَ رَسُوْلِیْ سَمَّیْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَیْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِیْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَدْفَعُ بِالسَّیِّئَةِ السَّیِّئَةَ وَلٰكِنْ یَعْفُوْا وَ یَغْفِرُوَلَنْ یَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰی یُقِیْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعِوَجَآءَ بِاَنْ یَّقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَیَفْتَحَ بِهَا اَعْیُنًا عُمْیًا وَّ اٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) وَكَذَاالدَّارِمِیُّ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ نَحْوَهٗ وَ ذُكِرَ حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ فِیْ بَابِ الْجُمُعَةِ ۔

مذکور ہیں۲ انہوں نے کہا ہاں اللہ کی قسم حضور توریت میں بعض ان صفات سے موصوف ہیں جو قرآن میں موجود ہیں۳ وہاں ارشاد ہے اے نبی۴ ہم نے تم کو گواہ۵ بشارت دینے والا ڈرانے والا۶ بے پڑھوں کا حفاظت کرنیوالا پناہ بنا کر بھیجا۷ تم میرے بندے اور رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا۸ نہ سخت زبان نہ بازاروں میں شور کرنے والے۹ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معافی و بخشش کردیتے ہیں۱۰ اللہ انہیں وفات نہ دے گا حتیٰ کہ ان کے ذریعہ ٹیڑھے دین کو سیدھا کردے گا۱۱ اس طرح کہ لوگ کہیں گے لا الہ الا اللہ۱۲ اور اس سے اللہ اندھی آنکھیں بہرے کان اور ڈھکے دل کھول دے گا۱۳ (بخاری) یوں ہی اسے دارمی نے بروایت عطاء عن عبداللہ ابن سلام بھی اسی طرح روایت کیا اور حضرت ابوہریرہ کی حدیث کہ ہم آخر ہیں باب الجمعہ میں ذکر کردی گئی۔

(۵۵۰۰)۱ عطاء ابن یسار مشہور تابعی بھی ہیں اور آپ حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص نے توریت علماء یہود سے سیکھی تھی۲ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف پڑھنی اور دوسرے سے پڑھوا کر سننی دونوں سنت صحابہ ہیں اور گزشتہ آسمانی کتابوں کے نعت والے مضامین یاد کرنا لوگوں کو سنانا بھی سنت ہے پچھلی کتابوں میں حضور کی نعت تلاش کرنی بھی سنت ہے بعض حضرات نے ہندو شاعروں کے نعتیہ کلام کتابی شکل میں شائع کیے ہیں یہ سب اس عمل سے ماخوذ ہیں ۳ یعنی توریت شریف میں بزبان عبرانی حضور انور کی بعض صفات ایسی مذکور ہیں جو قرآن کریم میں مذکورہ صفات کے عین مطابق ہیں۴ جیسے قرآن مجید میں گزشتہ نبیوں کو پکارا گیا ہے ایسے ہی توریت شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پکارا گیا تھا۔ جس آیت توریت کا یہ ترجمہ ہے اس میں حضور انور کو پکار کر حضور کے اوصاف بیان کئے گئے اور مخلوق کو سنائے گئے ہیں کہیں توریت میں اہل کتاب کو پکار کر حضور کے اوصاف سنائے گئے یہ آیت کریمہ جزوی طور پر قرآن مجید میں موجود ہے اس کی تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو شاہد یا بنا ہے شہود سے تو اس کے معنی ہیں حاضر یا مشاہدہ سے تو معنی ہیں ناظر و شہادت سے تو معنی ہیں گواہ حضور دنیا میں اللہ کی ذات و صفات سارے عالم غیب کے گواہ ہیں پچھلے نبی سن کر گواہ تھے حضور انور عینی گواہ کہ سب کچھ دیکھ کر آئے اور گواہی دی اسی لیے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں کہ عینی گواہ پر گواہی ختم ہو جاتی ہے سمعی گواہ پر عینی گواہ کا انتظار رہتا ہے آخرت میں حضور، رب کے سامنے اپنی امت کے عقائد اعمال، اقوال کے عینی گواہ سارے نبیوں انکی امتوں کے ہر حال کے عینی گواہ ہیں نیز دنیا میں لوگوں کے انجام کے گواہ ہیں کہ کون مومن مرے گا کون کافر مومنوں میں کون صدیق ہے کون فاروق کون کس عہدے پر ہے غرض کہ حضور کی گواہی بہت اعلیٰ اور جامع ہے شاہد۔ معنی محبوب یعنی عشاق کے دل میں رہنے والے بھی ہیں۵ یہ آیت کریمہ جزوی طور پر قرآن مجید میں موجود ہے اس کی تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو شاہد یا بنا ہے شہود سے تو اس کے معنی ہیں حاضر یا مشاہدہ سے تو معنی ہیں ناظر یا شہادت سے تو معنی ہیں گواہ حضور دنیا میں

اللہ کی ذات وصفات سارے عالم غیب کے گواہ ہیں پچھلے سن کر گواہ تھے حضور انور عینی گواہ کہ سب کچھ دیکھ کر آئے اور گواہی دی اسی لیے آپ کے بعد کوئی نہیں کہ عینی گواہ پر گواہی ختم ہو جاتی ہے سمعی گواہ پر عینی گواہ کہ سب کچھ دیکھ کر آئے اور گواہی دی اسی لیے آپ کے، بعد کوئی نہیں کہ عینی گواہ پر گواہی ختم ہو جاتی ہے سمعی گواہ پر عینی گواہ کا انتظار رہتا ہے آخرت میں حضور رب کے سامنے اپنی امت کے عقائد اعمال، اقوال کے عینی گواہ سارے نبیوں ان کی امتوں کے ہر حال کے عینی گواہ ہیں نیز دنیا میں لوگوں کے انجام گواہ ہیں کہ کون مومن مرے گا کون کافر مومنوں میں کون صدیق ہے کون فاروق کون کس عہدے پر ہے غرض کہ حضور کی گواہی بہت اعلیٰ اور جامع ہے شاہد ۔بمعنی محبوب یعنی عاشق کے دل میں رہنے والے بھی ہیں ۶؎ سارے نبیوں نے سن کر بشارت دی اور ڈرایا حضور انور نے جنت و دوزخ کی سیر فرما کر ہر شخص کا ٹھکانہ مکان جگہ دیکھ کر بشارت دی اور ڈرایا یہ فرق ہے حضور کی بشارت ونذارت اور دوسرے نبیوں کی بشارت ونذارت میں ۷؎ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے ایک مضبوط قلعہ ہیں کہ آپ کے دامن میں امت پناہ لیے ہوئے ہے امین کے معنی یا تو ہیں ام القریٰ والے یعنی مکہ کے لوگ یا بے پڑھے لوگ کیونکہ اہل عرب عموماً بے پڑھے تھے اس زمانہ میں یا اس کے معنی ہیں نبی اُمی والے یعنی ساری امت کے رسول اللہ یہ تیسرے معنی بہت موزوں ہیں کہ اس میں ساری امت داخل ہے (مرقات) حضور کا پناہ ہونا توریت میں مذکور تھا شعر:-

یا رسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام ہمچو کاہ ہے آدم کو ہے گناہ آوردہ ام

۸؎ حضور انور بھی اللہ کے عبد ہیں اور ہم بھی اللہ کے عبد و بندے ہیں مگر دونوں کی عبدیت میں فرق یہ ہے کہ ہم کو ناز ہے کہ ہم اللہ کے بندے ہیں اور دست قدرت کو ناز ہے کہ حضور انور میرے بندے ہیں هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ (۹:۳۳) وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ (کنزالایمان) ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں شعر:-

عبد دیگر عبدہ چیزے دگر ایں سراپا انتظار او منتظر

سارے بندے اللہ کی رحمت کا انتظار کرتے ہیں اور اللہ کی رحمت حضور انور کا انتظار کرتی ہے توریت میں حضور کا نام متوکل تھا کیونکہ حضور نے اتنا بڑا تبلیغ کا کام کیا بغیر ظاہری سہارے کے بھائی کوئی نہیں ماں باپ بچپن شریف میں رخصت ہوگئے جو اقربا تھے وہ دشمن تھے ایسے ناسازگار حالات میں دنیا کی کایا پلٹ دینا غیبی طاقت نہیں تو اور کیا ہے ۹؎ حضور جیسا نرم دل حضور جیسا شیریں گفتار حضور جیسا نیک کردار آسمان نے نہ دیکھا آسمان تو کیا خالق دو جہاں نے نہ دیکھا کیونکہ اس نے ایسا کوئی بندہ پیدا ہی نہیں کیا پھر دیکھنے کے کیا معنی حضور وہ ہیں جنہوں نے ابوسفیان ہندہ، عکرمہ، وحشی کو معاف فرمایا لوگوں کی گالیاں سن کر دعائیں دینے والے رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم شعر:-

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

حضور بازار میں تشریف لے جاتے تھے مگر وہاں شور کے لیے نہیں بلکہ تبلیغ احکام کے لیے اسی لیے یہاں سخاب کی نفی فرمائی نہ کہ ذہاب یعنی جانے کی ۱۰؎ یہاں ذاتی برائی کرنے والوں کا ذکر ہے۔ حضور انور نے اپنے ذاتی دشمن سے بدلہ نہ لیا معافی دی مگر دینی قومی ملکی دشمن کو معاف نہ کیا ضرور سزا دی وحشی، عکرمہ وغیرہم کو معافی دیدی کہ وہ دشمن ذاتی تھے مگر فاطمہ مخذومیہ نے چوری کرلی تو اسے ہرگز معاف نہ کیا فرمایا ہاتھ کٹوا دیا کہ وہ دینی قانون کی مجرمہ تھی یہ فرق ضرور خیال میں رہے آج ہمارا عمل برعکس ہے معافی اور بخشش میں بڑا فرق ہے رب فرماتا ہے: اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (۲۳:۹۶) سب سے اچھی بھلائی سے برائی کو دفع کرو۔ (کنزالایمان) حضور کی زندگی شریف اس آیت کی تفسیر ہے مرقات نے فرمایا کسی کا عیب چھپا لینا مغفرت ہے اور سزا نہ دینا معافی ہے حضور اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہیں اللہ تعالیٰ

عفو بھی ہے اور غفور بھی ہے حضور کو یہ صفات رب نے پوری پوری طرح عطا فرمائی ہیں ۱۱ ٹیڑھے دین سے مراد ملت ابراہیمی ہے، جس میں کفار مکہ نے زیادتی کمی کر کے اسے ٹیڑھا کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام برائیوں کو دور کر کے جیسی وہ ملت تھی اسے ویسا کر دیا یہ ہے اس ملت کا سیدھا کرنا (مرات) یہ شرح بہت اعلیٰ ہے۔ ۱۲ لا الہ کہنے سے مراد ہے سارے اسلامی عقیدے مان لینا جیسے کہا جاتا ہے کہ نماز میں الحمد پڑھنا واجب ہے یعنی ساری سورہ فاتحہ ۱۳ یعنی حضور کے ذریعہ سے لوگوں کو کلمہ طیبہ نصیب ہوگا اور کلمہ طیبہ کے ذریعہ لوگوں کی اندھی آنکھیں روشن بہرے کان سننے والے غافل دل جاگ جائیں گے بعض روایات میں بھا کی بجائے بہ یعنی حضور انور کے ذریعہ یہ تین نعمتیں ان کو ملیں گی۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ خَبَّابِ ابْنِ الْاَرَتِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً فَاَطَالَهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّيْتَ صَلٰوةً لَمْ تَكُنْ تُصَلِّيْهَا قَالَ اَجَلْ اِنَّهَا صَلٰوةُ رَغْبَةٍ وَّرَهْبَةٍ وَّاِنِّيْ سَاَلْتُ اللّٰهَ فِيْهَا ثَلٰثًا فَاَعْطَانِيْ اثْنَتَيْنِ وَ مَنَعَنِيْ وَاحِدَةً سَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِسَنَةٍ فَاَعْطَانِيْهَا وَ سَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ غَيْرِهِمْ فَاَعْطَانِيْهَا وَ سَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُذِيْقَ بَعْضَهُمْ بَاْسَ بَعْضٍ فَمَنَعَنِيْهَا ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ النَّسَآئِيُّ)

(۵۵۰۱) روایت ہے حضرت خباب ابن ارت سے ۱ فرماتے ہیں ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو اسے بہت دراز فرمایا ۲ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ایسی نماز پڑھی جو کبھی نہ پڑھتے تھے ۳ فرمایا ہاں یہ نماز رغبت اور ڈر کی ہے ۴ میں نے اس میں اللہ سے تین چیزیں مانگیں تو اس نے مجھے دو عطا فرمادیں اور ایک سے منع فرمادیا ۵ میں نے اس سے مانگا کہ میری امت کو قحط سے ہلاک نہ فرمائے اس نے مجھے عطا فرمادیا اور میں نے اس سے مانگا کہ ان پر ان کا غیر دشمن مسلط نہ فرمائے ۶ مجھے عطا فرمادیا اور میں نے اس سے مانگا کہ ان کے بعض کو بعض کی سختی نہ چکھائے اس سے مجھے منع فرمادیا ۷ (ترمذی، نسائی)

(۵۵۰۱) ۱ آپ مشہور صحابی ہیں پرانے مومن ہیں حضور کے دار ارقم میں تشریف لے جانے سے پہلے اسلام سے مشرف ہوئے کفار کی ایذا پر بہت صبر کیا بدر میں شریک ہوئے کوفہ میں سب سے پہلے وہ مسلمان ہیں جن کی وفات ہوئی حضرت علی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی کوفہ میں ہی آپ کا مزار شریف ہے (اشعۃ) ۲ یا تو اس طرح دراز فرمائی کہ اس نماز کے سارے ارکان دراز کئے یا اس طرح کہ اس میں دعا دراز مانگی دیکھو مرقات یا سجدہ دراز کیا اور سجدے میں دعا طویل مانگی نوافل کے سجدہ میں دعا مانگنا جائز ہے یہ نماز نفل ہی تھی جو اس کے لیے ادا کی گئی تھی ۳ یعنی اس وقت آپ نماز کبھی نہ پڑھتے تھے یا ایسی دراز اور لمبی نماز آپ کبھی نہ پڑھتے تھے اس صورت میں دن کی نماز مراد ہوگی کیونکہ حضور انور تہجد کی نماز تو بہت ہی دراز پڑھتے تھے۔ ۴ یعنی دوسری نمازوں میں یا امید غالب ہوتی ہے یا خوف الٰہی غالب مگر اس نماز میں امید و خوف دونوں کامل طور پر جمع تھے۔ جب نماز ایسی میسر ہو تو اسے خوب دراز پڑھنا چاہیے تاکہ خوف و امید کا کمال دیر تک رہے خیال رہے کہ یہاں امید و خوف سے مراد ہے اپنی امت کے متعلق امید و خوف ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی محبوبیت مقبولیت کا یقین ہے وہاں نہ محض امید کی گنجائش ہے نہ خوف کی یا مطلب یہ ہے کہ اس نماز میں جو دعا مانگی اس کی قبولیت کی امید تھی اور انکار کا خطرہ

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دو دعائیں قبول ہوئیں اور تیسری دعا سے روک دیا گیا۔۵؎ منع فرمانے کے دو ہی معنی ہیں کہ مجھے یہ دعا مانگنے سے منع فرما دیا اس میں دعا کا رد نہیں ہے رد دعا اور چیز ہے منع عن الدعاء کچھ اور چیز منع میں محبوبیت کی شان ظاہر ہوتی ہے۶؎ غیر سے مراد کفار ہیں اور مسلط کرنے سے مراد ہے مسلمانوں پر اس طرح چھا جانا کہ مسلمانوں کو وہ بالکل ہلاک کردیں کہ کوئی مسلمان نہ بچے جیسا کہ پہلے گزرا آج تک نہ تو ایسا ہوا ہے اور نہ انشاء اللہ ایسا ہوگا۔۷؎ اس کی شرح پہلے ہو چکی کہ مسلمانوں میں آپس کی جنگیں تو رہیں گی۔ چنانچہ خلافت عثمانی کے آخر دور میں مسلمانوں میں جنگ ہوئی سب سے پہلے حضرت عثمان غنی شہید کیے گئے اس دن کی میان سے نکلی ہوئی تلوار آج تک میان میں نہ گئی ہر دور میں مسلمان آپس میں لڑتے جھگڑتے ہی رہے خلافت حیدری میں مسلمانوں کا آپس میں جو کشت و خون ہوا وہ سب کو معلوم ہے تمام جنگوں میں فریقین کے قریبًا اسی ہزار مسلمان قتل ہوئے معالم التنزیل میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ (۶؍۶۵) تم فرماؤ وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے۔ (کنزالایمان) تو حضور انور نے عرض کیا اعوذ بوجهك پھر فرمایا گیا اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ (۶؍۶۵) یا تمہارے پاؤں کے تلے (نیچے) سے (کنزالایمان) عرض کیا اعوذ بوجهك پھر فرمایا: اَوْ یَلْبِسَكُمْ شِیَعًا وَّ یُذِیْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ (۶؍۶۵) تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کرکے اور ایک کو دوسرے کی سختی چکھائے۔ (کنزالایمان) حضور انور نے عرض کیا الٰهی هذا اهون هذا الیسر الٰهی آسمانی عذاب اور زمینی عذابوں سے یہ آپس کی جنگوں کا عذاب آسان ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَجَارَكُمْ مِنْ ثَلٰثِ خِلَالٍ اَنْ لَّا یَدْعُوَ عَلَیْكُمْ نَبِیُّكُمْ فَتَهْلِكُوْا جَمِیْعًا وَاَنْ لَّا یَظْهَرَ اَهْلُ الْبَاطِلِ عَلٰى اَهْلِ الْحَقِّ وَاَنْ لَّا تَجْتَمِعُوْا عَلٰى ضَلٰلَةٍ ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

(۵۵۰۲) روایت ہے حضرت ابو مالک اشعری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالٰی نے تم کو تین آفتوں سے امان دے دی، تم پر تمہارے نبی بددعا نہ کریں گے، کہ تم سارے ہلاک نہ ہو جاؤ۱؎ اور جھوٹے لوگ حق والوں پر غالب نہیں آئیں گے۲؎ اس سے کہ تم گمراہی پر جمع نہ ہو گے۳؎ (ابوداؤد)

(۵۵۰۲)۱؎ یعنی جیسے گزشتہ نبیوں نے اپنی سرکش قوموں کے لیے بددعائیں کیں اور ان پر عام عذاب آئے حتی کہ زمانہ نوح میں روئے زمین پر کوئی کافر نہ رہا۔ الحمدللہ میں تمہارے لیے بددعا نہ کروں گا۔ اولًا تو اس لیے کہ میں رحمۃ اللعالمین ہوں کسی پر بددعا نہیں کرتا۔ دوسرے اس لیے کہ میری قوم گزشتہ قوموں کی طرح سرکش نہیں میری قوم میں اکثر لوگ مومن ہو جائیں گے بعض کافر مریں گے مگر ان کی وجہ سے عام بددعا نہ کروں گا۔ (مرقات واشعۃ)۲؎ یعنی میری امت میں بڑے بڑے بیدین پیدا ہوں گے مگر وہ کبھی اہل حق پر غالب نہیں آسکیں گے اگرچہ بظاہر بیدین بڑے ساز و سامان سے لیس ہوں گے اور اہل حق بظاہر بے سامان ہوں گے مگر ہمیشہ غلبہ اہل حق کو ہی رہے گا آج تک اسی کا ظہور ہو رہا ہے اہل سنت کے پاس ترقی کے اسباب بہت کم ہیں اور اہل باطل کے پاس ہر طرح کے اسباب ہیں مگر غلبہ اہل سنت ہی کا ہے۳؎ یعنی جیسے گزشتہ امتیں جب گمراہ ہوتی تھیں تو ساری کی ساری گمراہ ہو جاتی تھیں ان کے پاس کتاب الٰہی اور انبیاء کرام کی تعلیم باقی نہیں رہتی تھی میری امت میں ایسا نہ ہوگا ان میں گمراہ فرقے بہت پیدا ہوں گے مگر ایک فرقہ حق پر بھی رہے گا اس فرقہ کی پہچانیں دو بیان کی گئیں ہیں۔ ایک یہ کہ ما علیه انا و اصحابی میری اور میرے صحابہ کی سنت کے متبع ہوں گے دوسرے یہ کہ جماعت انہیں کی زیادہ ہوگی وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اور فرماتے ہیں: صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ (۱؍۵) راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا

(کنزالایمان) یہ تینوں چیزیں اسی فرقہ اہل سنت والجماعت میں ہیں یہ جماعت برحق ہے۔ اولیاء اللہ وہ ہیں جو مومن ہوں اور متقی ہوں اور لوگ انہیں خواہ مخواہ ولی مانیں ولی کہیں رب تعالٰی فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَھُمُ الْبُشْرٰی (۱۰،۶۳) وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے۔ (کنزالایمان) تمام زندہ ولی اور اولیاء اللہ کے آستانہ سب اہل سنت میں ہیں۔

وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّجْمَعَ اللهُ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ سَيْفَيْنِ سَيْفًا مِّنْهَا وَ سَيْفًا مِّنْ عَدُوِّهَا ۔ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

(۵۵۰۳) روایت ہے حضرت عوف ابن مالک سے، فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالٰی اس امت پر دو تلواریں بھی جمع نہیں فرمائے گا ایک تلوار اس کی اپنی اور دوسری تلوار اس کے دشمن کی۔۱؎ (ابوداؤد)

(۵۵۰۳) عموماً دیکھا گیا ہے کہ اولاً تو مسلمان لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں مگر جب کفار کا حملہ ہو جاتا ہے تو سب یکدم متفق ہو جاتے ہیں ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء میں بھارت نے بڑی قوت سے اچانک پاکستان پر اڑھائی بجے رات حملہ کر دیا اللہ تعالٰی نے اس جنگ میں مسلمانوں کو ایسا متفق کر دیا کہ یہ لڑنا جھگڑنا بھول گئے اور جب اللہ کے فضل سے ہم نے جوابی کارروائی کی تو بھارت کے دانت کھٹے کر دیئے ان کے چھ سو ٹینک۔ بیس ہزار فوج تباہ کر دی آخر وہ صلح پر مجبور ہو گئے سترہ دن جنگ ہوئی اگر کچھ دن جنگ اور رہتی تو انشاء اللہ بہت فتح مسلمان پاتے۔ بڑی طاقتوں نے بیچ میں پڑ کر صلح کرا دی یہ ہے اس فرمانِ عالی کا ظہور کفار جب کبھی مسلمانوں پر غالب آ جاتے ہیں اس کی وجہ ہماری غلطیاں ہماری غفلت ہماری اسلام سے دوری ہوتی ہے اللہ رسول سچے ہیں مگر ہم جھوٹے ہو جاتے ہیں۔

وَعَنِ الْعَبَّاسِ اَنَّهٗ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهٗ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَآئِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَّ خَيْرُهُمْ بَيْتًا ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۵۰۴) روایت ہے حضرت عباس سے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے شاید انہوں نے کچھ سنا تھا۱؎ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے فرمایا میں کون ہوں۲؎ لوگوں نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا میں محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہوں، اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان میں سے اچھوں میں سے بنایا۳؎ پھر ان اچھوں کی دو جماعتیں کیں تو مجھے ان کے اچھے فرقہ میں سے بنایا۴؎ پھر ان اچھوں کے کئی قبیلے کئے تو مجھے اچھے قبیلہ میں بنایا۵؎ پھر ان اچھوں کے گھر بنائے تو مجھے اچھے گھر والوں میں بنایا۶؎ تو میں ان سب میں اچھی ذات والا۷؎ اور اچھے گھر والا ہوں۸؎ (ترمذی)

(۵۵۰۴) بعض بد باطن منافقوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب وحسب شریف پر کچھ طعنہ کیا تھا جیسے آج عیسائی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جناب ہاجرہ کی نسل سے ہیں اور حضرت ہاجرہ بی بی سارہ یا حضرت ابراہیم کی لونڈی تھیں اس کی تحقیق ہم پہلے کر چکے ہیں حضرت عباس کو یہ طعن سن کر بہت صدمہ ہوا اور حضور انور سے اس کی شکایت کی۔۲؎ حضور انور نے اس کا جواب صرف حضرت عباس کو نہ دیا بلکہ مجمع میں کھڑے ہو کر سب کو سنایا تاکہ مسلمان آئندہ ایسے اعتراضات کے جوابات دے سکیں اپنے متعلق لوگوں سے سوال فرمایا

تا کہ لوگ جواب دیں اور ان کے دل میں یہ بات اتر جائے ۳؎ جناب عبدالمطلب سارے عرب میں عظمت وعزت وشرافت میں مشہور و معروف تھے غالبًا معترضین نے کہا تھا کہ نبوت ہم کوملنی چاہئے تھی تب حضور نے یہ فرمایا عرب تمام جہان سے افضل ہیں حضور انور کو عرب میں پیدا فرمایا یا یہ مطلب ہے کہ ساری مخلوق میں انسان افضل مجھے انسانوں میں سے بنایا انسانیت کو حضور سے فخر ہوا ۴؎ یعنی انسان دو قسم کے ہیں عرب وعجم ان میں عرب افضل ہیں مجھے عرب میں پیدا فرمایا ۵؎ یعنی عرب کے بہت سے قبیلے بنائے سب سے بہتر قریش ہیں مجھے قریش میں پیدا فرمایا ۶؎ یعنی قریش میں بہت سے خاندان وبطن بنائے سب خاندانوں میں بنی ہاشم افضل ہیں مجھے بنی ہاشم سے پیدا فرمایا ۷؎ یعنی اللہ تعالٰی نے مجھے ذاتی شرافت بھی بخشی اور خارجی و بیرونی شرافتیں بھی۔ بنی ہاشم افضل ہیں مجھے بنی ہاشم سے پیدا فرمایا ہے۔ لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ (۹،۱۲۸) بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول (کنزالایمان) بعض قرأت میں انفسکم میں ف کا فتحہ بمعنی نفیس ترین بہترین یعنی تم میں وہ رسول تشریف لائے جوتم سب میں سب سے زیادہ نفیس اور شریف ہیں ۸؎ خیال رہے کہ عرب میں چھ طبقات ہوتے ہیں شعب، قبیلہ، عمارہ بطن، فخذ، فصیلہ حضور ان چھ طبقات میں سے بہترین میں تشریف لائے۔ خیال رہے کہ ہمیشہ انبیاء کرام اعلٰی نسب اونچے خاندان میں تشریف لاتے رہے جیسا کہ ہرقل والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے بہترین شکل بہترین آواز بہترین اخلاق سے موصوف ہوتے ہیں۔ کشش والی ہر چیز اللہ انہیں بخشتا ہے یہ بھی خیال رہے کہ نبوت محض اللہ تعالٰی کے فضل سے ملتی ہے اس میں کسب کو یا کسی اور شرف کو دخل نہیں ہاں جسے رب نے نبوت دی اسے ہر طرح اشرف بنایا رب فرماتا ہے: اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ (۶،۱۲۴) اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔ (کنزالایمان) اور فرماتا ہے: وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (۲،۱۰۵) اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے۔ (کنزالایمان) حضور انور تو نبیوں کے سردار ہیں۔ بعد تمام مخلوق سے بہتر آپ ہی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَ اٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۵۰۵) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی فرمایا جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے ۱؎ (ترمذی)

(۵۵۰۵) ۱؎ یعنی جب کہ حضرت آدم کے جسم میں روح پھونکی نہ گئی تھی اس وقت ہم نبی تھے اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ ہم علم الٰہی میں نبی تھے کہ اللہ تعالٰی جانتا تھا کہ ہم نبی ہوں گے کیونکہ اللہ تعالٰی تو تمام انبیاء کرام کی نبوت کو جانتا تھا پھر اس میں حضور کی خصوصیت کیا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور کی نبوت کا اعلان اس وقت ہو چکا تھا۔ فرشتے حضور پر کروڑوں سال سے درود پڑھ رہے تھے تمام روحوں کے سامنے سارے نبیوں سے حضور پر ایمان لانے آپ کی نصرت و مدد کرنے کا عہد و پیمان لیا گیا تھا۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ (۳،۸۱) اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔ (کنزالایمان) عرش اعظم۔ آسمانوں، جنت کے محلوں، دریچوں میں وہاں کے درختوں کے پتوں پر حوروں کی پتلیوں میں فرشتوں کی آنکھوں میں، غلمان کے سینوں پر طوبٰی کے غنچہ وگل میں حضور انور کا نام لکھ دیا گیا تھا انشاء اللہ ہم لوگ بھی وہاں جا کر یہ ساری بہار اپنی آنکھوں دیکھیں گے صوفیاء فرماتے ہیں کہ عالم ارواح میں حضور سارے نبیوں کے نبی تھے آپ ان کی روحوں کو تعلیم وتربیت دیتے تھے سارے نبی حضور کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کر کے دنیا میں تشریف لائے اور حضور سے سیکھے ہوئے علوم مخلوق کو سکھائے (اشعۃ اللمعات) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ

یہ حدیث مختلف الفاظ سے مروی ہے۔ چنانچہ ابن سعد نے اور ابونعیم نے حلیہ میں طبرانی نے کبیر میں حضرت ابن عباس سے یوں روایت کی کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور حاکم نے اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابوہریرہ سے مرفوعًا روایت کی کنت اوّل النبی فی الخلق واخرھم فی البعث ہم پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلے ہیں بعثت میں سب کے بعد، دانہ درخت سے پہلے زمین میں جاتا ہے اور آخر میں وہی دانہ نمودار ہوتا ہے ہم نے عرض کیا ہے۔ شعر:۔

باغ رسالت کی ہیں جڑ اور ہیں بہار آخری　　مبدا جو اس گلشن کے تھے وہ منتہی یہی تو ہیں

خیال رہے کہ جسمانی نبوت کے لیے شرط ہے کہ نبی انسان ہوں اور انسانی سلسلہ حضرت آدم سے شروع ہوتا ہے روحانی نبوت کے لیے یہ شرط نہیں لہٰذا اس فرمانِ عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ نبی انسان ہونے چاہئیں اس وقت حضور صفت انسانیت سے موصوف نہ تھے یا یوں کہو کہ انسانیت کے لیے اولاد آدم ہونا ضروری حضرت بی بی حوا انسان ہیں مگر اولاد آدم نہیں یوں ہی جو مخلوق جنت بھرنے کے لیے پیدا کی جائے گی وہ انسان ہوگی مگر اولاد آدم نہ ہوگی لہٰذا اس وقت بھی حضور انسانیت کی صفت سے موصوف تھے۔

وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ وَسَاُخْبِرُكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِيْ دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ وَبَشَارَتُ عِيْسٰى وَرُؤْيَا اُمِّيَ الَّتِيْ رَاَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِيْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ.

(رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ مِنْ قَوْلِهٖ سَاُخْبِرُكُمْ اِلٰى اٰخِرِهٖ.)

(۵۵۰۶) روایت ہے حضرت عرباض ابن ساریہ سے[۱] وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روای کہ حضور نے فرمایا میں اللہ کے نزدیک آخری نبی لکھا ہوا تھا، جب کہ آدم اپنی خمیر میں لوٹ رہے تھے[۲] میں تم کو اپنی پہلی حالت بتاتا ہوں، میں دعاء ابراہیم ہوں اور بشارت عیسیٰ ہوں[۳] میں اپنی ماں کا نظارہ ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا جس سے ان کے لیے شام کے محل چمک گئے[۴]

(شرح سنہ) اور احمد بروایت ابوامامہ حضور کے فرمان ساخبرکم سے

(۵۵۰۶)[۱] آپ مشہور صحابی ہیں آپ کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں صفہ والے صحابہ میں سے ہیں آپ بہت گریہ زاری کرنے والوں سے تھے آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے متعلق آیت کریمہ وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ (۹٢۹) اور نہ ان پر جو تمہارے حضور حاضر ہوں کہ تم انہیں سواری عطا فرماؤ۔ (کنزالایمان) نازل ہوئی[۲] یہاں لکھنے سے مراد لوح محفوظ میں لکھنا مراد نہیں بلکہ کوئی خاص تحریر مراد ہے جو عالم ارواح میں مشہور کرنے کے لیے لکھی گئی تھی وہاں حضور انور کو سب جانتے پہچانتے تھے اس تحریر وغیرہ کی وجہ سے خمیر میں لوٹنے کے معنی یہ ہیں کہ ابھی اس میں روح نہیں پھونکی گئی خمیر میں سکھایا جارہا تھا[۳] یعنی قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام کی جو دعا مذکور ہے رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (١٢٩٢) اے رب ہمارے! اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے۔ (کنزالایمان) اور اسی قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت مذکور ہے میں وہ ہوں ورنہ بہت نبیوں نے آپ کی دعائیں مانگیں ہیں اور قریبًا سارے نبیوں نے آپ کی بشارتیں دی ہیں صرف ان دونبیوں نے ہی دعا یا بشارت نہیں دی۔ شعر:۔

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا　　دعاء خلیل اور نوید مسیحا

معلم خدائی کے وہ بن کر آئے　　جھکے ان کے آگے سب اپنے پرائے

۴؎ یہاں رویاء سے مراد خواب نہیں بلکہ نظارہ ہے کیونکہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب تو ولادت سے پہلے دیکھا تھا ولادت شریف کے وقت یہ نور اور نور سے ملک شام کے محلات وقصور بیداری میں آنکھوں سے دیکھے تھے ابن جوزی نے کتاب الوفاء شریف میں روایت کی کہ جناب آمنہ نے ولادت کے وقت دیکھا کہ ایک فرشتہ آپ کے پاس آیا بولا کہ آمنہ یہ دعا مانگو اعیذہ بالواحد من شر کل حاسد بلکہ حاملہ ہوتے ہی خواب دیکھا تھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اے آمنہ کیا تم کو خبر ہے کہ تم اس امت کے سیّد اس امت کے نبی سے حاملہ ہو۔ (مرقات) شعر:-

سب بیبیوں میں آمنہ تم کاملہ ہوئیں — اس فخر انبیاء کی جو تم حاملہ ہوئیں
آئی ندا کہ آمنہ جاگے تیرے نصیب — آئیں گے تیری گود میں اللہ کے حبیب
گودی میں تو کھلائے گی آج اپنے لال کو — اللہ نے کیا ماہ کامل ہلال کو !!

اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا میلاد شریف پڑھنا جیسے سنت الٰہیہ اور سنت ملائکہ ہے ویسے ہی سنت رسول اللہ بھی ہے دیکھو حضور انور منبر پر کھڑے ہو کر اپنا میلاد شریف خود ارشاد فرمارہے ہیں۔ قرآن کریم نے تو حضور کا میلاد بہت جگہ بیان فرمایا ہے۔ حضور انور کے معجزات چھ قسم کے ہیں۔ بعض وہ جو حضور انور سے پہلے گزشتہ نبیوں اور امتوں نے دیکھے بعض وہ ہیں جو ولادت پاک سے پہلے والدہ ماجدہ اور عرب بلکہ دنیا نے دیکھے۔ بعض وہ ہیں جو ولادت پاک کے وقت دیکھے گئے بعض وہ ہیں جو بچپن شریف میں دیکھے گئے۔ بعض وہ ہیں جو ظہور نبوت کے بعد سے وفات پاک تک دیکھے گئے۔ بعض وہ ہیں جو ظہور نبوت کے بعد سے وفات پاک تک دیکھے گئے۔ بعض وہ ہیں جو بعد وفات سے قیامت تک دیکھے جائیں گے ان کی تفصیل ہماری کتابوں میں دیکھو۔ بعد نبوت سے وفات تک چھ ہزار معجزات منقول ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَآءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَّبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَآئِیْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۵۰۷) روایت ہے حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں ۱؎ فخر یہ نہیں کہتا ۲؎ اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا ۳؎ فخر یہ نہیں کہتا اس دن کوئی نبی آدم علیہ السلام اور ان کے سوا ایسا نہ ہوگا جو میرے جھنڈے تلے نہ ہو ۴؎ میں ان میں پہلا ہوں جن سے زمین کھلے گی ۵؎ فخر یہ نہیں فرماتا۔ (ترمذی)

(۵۵۰۷) ۱؎ لغت میں سیّد بمعنی سردار پیشوا آتا ہے اس لیے قرآن مجید نے زلیخا کے خاوند یعنی عزیز مصر کو جو کافر تھا زلیخا کا سیّد فرمایا وَوَجَدَا سَیِّدَهَا لَدَى الْبَابِ۔ مگر شریعت کی اصطلاح میں سیّد بمعنی دستگیر حاجت روا مشکل کشا آتا ہے۔ حضور قیامت کے دن سارے انسان بلکہ ساری مخلوق کے فریادرس بھی ہوں گے اور مشکل کشا بھی حاجت روا بھی جس کو ہم بحوالہ مرقات اسی باب کی تیسری حدیث کی شرح میں عرض کر چکے۔ اس وقت سب حضور کو دافع البلاء مشکل کشا حاجت روا مان لیں گے اگرچہ آج بھی حضور سرکار اسی معنی سے سیّد ہیں۔ مگر آج بعض لوگ یہ بات نہیں مانتے قیامت میں سب مان لیں گے۔ اس لیے یوم القیامت فرمایا جیسے ربّ فرماتا ہے: وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ (۳۴:۱) اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے۔ (کنزالایمان) ۲؎ اپنی شیخی وناموری کے لیے اپنی بڑائی بیان کرنا فخر ہے اللہ تعالٰی کی نعمت کے اظہار کے لیے بیان کرنا شکر ہے فخر منع ہے۔ ربّ فرماتا ہے: لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ (۲۸:۷۶) نہیں بے شک اللہ

اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (کنزالایمان) اور اللہ کے شکر کے لیے اپنے فضائل بیان کرنا عبادت ہے۔ ربّ فرماتا ہے: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (۹۳،۱۱) اور اپنے ربّ کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (کنزالایمان) یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا: اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ (۱۲،۵۵) بے شک میں حفاظت والا علم والا ہوں۔ (کنزالایمان) سرکار فرما رہے ہیں کہ میں اپنے فضائل فخریہ نہیں بلکہ شکریہ کے طور پر بیان فرما رہا ہوں خیال رہے کہ اللہ تعالٰی اور حضور کے صفات جاننے ماننے کا نام ایمان ہے اگر حضور اپنے فضائل بیان فرماتے تو ہم حضور کو کیسے پہچانتے اس لیے اللہ تعالٰی نے اپنے صفات قرآن مجید میں بیان کیے اور حضور نے اپنے فضائل بیان نہ فرمائے تاکہ ہم کو ایمان ملے تو یہ فرمان ہم کو ایمان دینے کے لیے ہیں لہٰذا یہ بھی تبلیغ ایمان ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں ان صفات پر فخر نہیں کرتا بلکہ صفات دینے والے ربّ پر فخر کرتا ہوں یا میں ان صفات پر فخر نہیں فرماتا بلکہ مجھے اپنی عبدیت عبودیت، عبادت اور نیاز مندی پر فخر ہے (مرقات) خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کی ان کے سامنے تعریفیں فرمائیں تاکہ انہیں اور زیادہ عبادات کا شوق ہو، اور یہ بھی حکم دیا کہ کسی تعریف اس کے سامنے نہ کرو تاکہ اس میں فخر پیدا نہ ہو جائے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں المدح هو الذبح غرض کہ لوگ مختلف ہیں۔ (مرقات) ۳؎ اس فرمانِ عالی کے بہت معنی کیے گئے ہیں ایک یہ کہ واقعی ایک جھنڈے کا نام لواء الحمد ہے یہ جھنڈا اللہ تعالٰی کی اعلٰی نعمت ہے جو صرف حضور کو عطا ہوگی کیونکہ اللہ کی حمد سب سے افضل ہے دوسرے یہ کہ قیامت میں سب سے پہلے سجدہ میں گر کر اللہ تعالٰی کی بے مثال حمد حضور ہی کریں گے ایسی حمد جو اس سے پہلے کسی نے نہ کی ہو اور علانیہ حمد بھی حضور ہی کریں گے حمد کے جھنڈے سے یہی مراد ہے یعنی اعلان حمد تیسرے یہ کہ حمد سے مراد ہے اللہ تعالٰی کا حضور کی حمد فرمانا اور آپ کی حمد کا اعلان فرمانا کہ تمام دنیا اور خود خدا تعالٰی حضور کی حمد فرمائے آپ کی حمد کا اعلان کرے قیامت کا حساب صرف ۴ گھنٹہ میں ہوگا باقی یہ پچاس ہزار برس کا دن حضور کی مدح خوانی میں صرف ہوگا ربّ فرماتا ہے: عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (۱۷،۷۹) قریب ہے کہ تمہیں تمہارا ربّ ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (کنزالایمان) ان ہی وجوہ سے حضور انور کا نام احمد، محمد اور محمود ہے بلکہ حضور کی امت کا نام ہے حمادون کیونکہ یہ حضور محمد کی امت ہے۔ شعر:۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

۴؎ اگر پہلے جھنڈے سے مراد یہ ظاہری جھنڈا ہے تو یہاں اس کے معنی یہ ہیں کہ سارے نبی میرے اس جھنڈے تلے جمع ہو کر حمد الٰہی کریں گے ہم ان کے امام ہوں گے اور اگر وہاں جھنڈے سے مراد تھی حمد الٰہی تو مطلب یہ ہے کہ سب ہمارے بتانے سکھانے سے حمد الٰہی کریں گے اور اگر وہاں مراد تھی حضور کی حمد تو مطلب یہ ہے کہ ربّ تعالٰی بھی ہماری حمد کرے گا اور ساری مخلوق حتی کہ انبیاء کرام بھی ہماری حمد کریں گے۔ ۵؎ اس کی شرح پہلے ہو چکی کہ دوسرا نفخ صور ہونے سے پہلے حضور انور بیدار ہوں گے بعد میں ترتیب وار اور لوگ۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ اَصْحٰبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتّٰى اِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ اللهَ اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَقَالَ اٰخَرُ مُوْسٰى كَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا وَقَالَ اٰخَرُ فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللهِ وَرُوْحُهُ وَقَالَ

(۵۵۰۸) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگ بیٹھے ۱؎ پھر حضور انور تشریف لائے حتی کہ ان حضرات سے قریب ہو گئے ۲؎ تو انہیں کچھ تذکرہ کرتے سنا ۳؎ ان میں سے بعض نے کہا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو اپنا دوست بنایا دوسرے صاحب بولے کہ اللہ نے حضرت

اٰخَرُ اٰدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذَالِكَ وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذَالِكَ وَعِيْسٰى رُوْحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ وَهُوَ كَذَالِكَ وَاٰدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذَالِكَ اَلَا وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَحْتَهٗ آدَمُ فَمَنْ دُوْنَهٗ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِيْ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَآءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ .

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

موسیٰ سے کلام فرمایا۴ ایک اور صاحب بولے کہ حضرت عیسیٰ اللہ کا کلمہ اس کی روح ہیں۵ ایک دوسرے نے کہا آدم کو اللہ نے برگزیدہ کرلیا۶ اور فرمایا کہ ہم نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجب کرنا سنا۷ یقیناً ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ علیہ السلام راز کی بات کرنے والے ہیں۔۸ واقعی وہ ایسے ہی ہیں اور عیسیٰ اللہ کی روح اور کلمہ وہ ایسے ہی ہیں آدم کو اللہ نے چن لیا واقعی وہ ایسے ہی ہیں۹ مگر خیال رکھو کہ میں اللہ کا محبوب ہوں۱۰ فخر یہ نہیں کہتا قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میں ہی اٹھائے ہوں گا جس کے نیچے آدم اور ان کے سواء ہوں گے فخر یہ نہیں کہتا میں پہلا شفاعت کرنے والا اور پہلا مقبول الشفاعت قیامت کے دن میں ہوں فخر یہ نہیں کہتا میں پہلا وہ شخص ہوں جو جنت کی زنجیر ہلائے گا۱۱ تب اللہ کھولے گا پھر اس میں مجھے داخل کرے گا۱۲ میرے ساتھ فقراء مسلمان ہوں گے۱۳ فخر یہ نہیں کہتا میں سارے اگلے پچھلوں میں اللہ پر زیادہ عزت والا ہوں ۱۴ فخر یہ نہیں کہتا (ترمذی، دارمی)

(۵۵۰۸)۱؎ مسجد نبوی شریف میں بیٹھے یا کسی اور جگہ یوں ہی آپس میں بات چیت کرنے کے لیے دیکھو حضرات صحابہ کے دن رات کی آپس کی گفتگو کیسی ہوتی تھی اور ان کی مجلسیں کیسی پیاری ہوا کرتی تھیں ہماری مجلسیں غیبت، بہتان کسی کے خلاف اسکیم سازی کی ہوتی ہیں مگر وہ مجلسیں دینی ہوتی تھیں ۲؎ اس وقت حضور انور ان حضرات سے قریب تو ہوئے مگر ان پر ظاہر نہ ہوئے ورنہ وہ حضرات اپنی گفتگو بند کردیتے معلوم ہوا کہ آقا اپنے غلاموں کی بات چیت چھپ کر سن سکتا ہے اور اس کی اصلاح بھی کرسکتا ہے یہ تجسس نہیں بلکہ اصلاح اور تبلیغ ہے تجسس کہتے ہیں کسی کی عیب جوئی کرنا یہ ممنوع ہے رب فرماتا ہے: وَلَا تَجَسَّسُوْا ۳؎ ان حضرات کی گفتگو اس بارے میں تھی کہ کون نبی افضل ہیں۔ بعض نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں کیونکہ انہیں اللہ نے خلیل بنایا رب فرماتا ہے: وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا (۱۲۵،۴) اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا۔ (کنزالایمان) خلیل کے معنی اور خلیل وحبیب میں فرق انشاء اللہ ابھی ہم عرض کرتے ہیں۔

۴؎ یعنی اللہ تعالٰی نے موسیٰ علیہ السلام سے ان کی زندگی شریف میں کوہ طور پر بغیر واسطہ فرشتہ کلام کیا اور کئی بار کیا اسی لیے ان کا لقب ہے کلیم اللہ لہٰذا وہ ہی تمام نبیوں سے افضل ہونے چاہئیں خیال رہے کہ تکلیم کے معنی ہیں بار بار کلام فرمانا اللہ تعالٰی نے آپ سے پہلے تو عطا نبوت کے وقت کلام کیا۔ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى (۲۰،۱۷) اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ! (کنزالایمان) پھر بارہا انہیں کوہ طور پر بلا کر کلام فرمایا یہ کلام بیداری میں تھا باقی نبیوں سے ایسے بے واسطہ کلام نہ ہوا مگر خیال رہے کہ یہ کلام تھا حجابانہ ہمارے حضور نے معراج میں بے حجابانہ کلام کیا وہاں دیدار کے ساتھ گفتار تھی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (۵۳،۹) تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ (کنزالایمان) شعر

طورؑ اور معراج کے قصے سے ہوتا ہے عیاں ان سے پردہ تھا خدا کا آپ سے پردہ نہ تھا

۵؎ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو رب نے ذاتی خوبی یہ بخشی کہ آپ کی پیدائش مرد یا عورت کے نطفہ سے نہیں ہوئی بغیر واسطہ نطفہ رب نے حضرت مریم کے پیٹ شریف میں بذریعہ جبریل علیہ السلام کے دم کے آپ کا جسم بنایا۔ چونکہ آپ روح الامین کے دم سے پیدا ہوئے اس لیے آپ کا لقب روح اللہ ہے اور چونکہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک کلمہ کہہ کر دم کیا تھا۔ اس لیے آپ کا لقب کلمۃ اللہ ہے۔ اسی لیے آپ کلمہ، کن فرما کر مردے میں روح ڈال دیتے تھے بیمار اچھے کر دیتے تھے۔ کیونکہ آپ روح الامین کے ایک کلمہ کے ذریعہ پیدا ہوئے اس لیے چاہئے کہ آپ تمام نبیوں سے افضل ہوں۔ ۶؎ یعنی اللہ تعالیٰ نے چند خصوصیات میں آدم علیہ السلام کو ممتاز فرمایا آپ کو ابوالبشر بنایا آپ کو ساری چیزوں کے نام بتائے آپ کو فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ آپ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ آپ کو سارے نبیوں کا والد بنایا۔ اس لیے آپ ہی افضل ہونے چاہئے تھے ان بزرگوں میں کسی نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا ذکر نہ کیا۔ مگر شعر:-

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو نمکین حسن والا ہمارا نبی!

۶؎ یعنی اب حضور انور ان حضرات کے سامنے تشریف لائے اگر پہلے ہی ظاہر ہو جاتے تو وہ حضرات اس آزادی سے گفتگو نہ کر سکتے الحمدللہ کہ ان حضرات کے دلائل بھی ہمارے سامنے آگئے اور حضور انور کا فیصلہ بھی سامنے آ گیا۔ اب تا قیامت یہ فرمان عالی مسلمانوں کے لیے مشعل راہ رہے گا ۷؎ عجب سے مراد ہے ان حضرات کا ان انبیاء کرام کے درجات عالیہ پر تعجب و حیرت کرنا اور انہیں افضل سمجھنا وجہ فضیلت میں گفتگو کرنا ۸؎ نجی، بنا ہے نجوی سے، بمعنی تنہائی میں خفیہ بات کرنا یعنی سرگوشی چونکہ موسیٰ علیہ السلام رب تعالیٰ سے طور پر بالکل تنہائی میں کلام کرتے تھے اس لیے آپ کو نجی اللہ فرمایا آپ کا لقب کلیم اللہ بھی ہے اور نجی اللہ بھی۔ ۹؎ سبحان اللہ یہ ہے حضور انور کا انصاف والا کلام کسی کی شان کا انکار نہیں فرماتے بلکہ ان حضرات کی یہ شانیں حضور انور نے ہی دنیا کو بتائیں اور ان کے اوصاف عالم میں مشہور کیے جس پیغمبر کی جتنی شانیں حضور نے مشہور فرمادیں ان کی صرف اتنی ہی شانیں مشہور ہوئیں جس نبی کا نام نہ بتایا ان کے نام دنیا سے گم ہو گئے جن کے اوصاف کا ذکر نہ کیا ان کے اوصاف گم ہو کر رہ گئے۔ مصرع

شان یوسف جو بڑھی وہ بھی اسی در سے بڑھی

۱۰؎ یعنی میں ان تمام مذکورہ صفات کا جامع ہوں کیونکہ اللہ کا حبیب ہوں خلیل بھی ہوں کلیم بھی۔ مشرف بھی ہوں اس کے ساتھ حبیب میں بھی ہوں (مرقات) خیال رہے کہ خلیل و حبیب چند طرح فرق ہے۔ نمبر۱ خلیل بنا ہے خلت سے بمعنی حاجت حبیب بنا ہے حب سے، یعنی محبت، بمعنی اسم فاعل بھی ہے اور اسم مفعول بھی یعنی محب و محبوب، خلیل وہ جو رب سے محبت کرے حاجت سے، حبیب وہ جو رب سے محبت کرے بغیر کسی حاجت کے یعنی طالب ذات ہو۔ نمبر۲ خلیل وہ جو مرید ہو طالب ہو حبیب وہ جو مراد ہو مطلوب ہو مجذوب ہو نمبر۳ خلیل وہ جو رب کی رضا چاہے حبیب وہ کہ رب تعالیٰ اس کی رضا چاہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (۹۳،۵) اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (کنزالایمان) اور فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا (۲،۱۴۴) تو ضرور ہم پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ (کنزالایمان) نمبر۴ خلیل وہ جو رب کی مغفرت و رحمت کا امیدوار ہو حضرت ابراہیم نے کہا تھا اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَلِیْ حبیب وہ کہ رب تعالیٰ اسے اپنی رحمت کا یقین دلائے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ (۴۸،۲) تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے (کنزالایمان) نمبر۵ خلیل وہ جو اپنا ذکر خیر باقی رکھنے کی درخواست کرے وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ

فِی الْاٰخِرِیْنَ (۲۶،۸۴) اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں (کنزالایمان) حبیب وہ جس کا ذکر رب تعالٰی بلند کرے وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (۱،۱۰۸) اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔(کنزالایمان) بلکہ اپنے نام کے ساتھ ان کے نام ملائے، نمبر ۶ خلیل وہ جو رب سے جنت مانگے وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیْمِ (۲۶،۸۵) مجھے ان میں کر جو چین کے باغوں کے وارث ہیں۔(کنزالایمان) حبیب وہ جسے رب جنت دوزخ بلکہ عالم کثرت کا مالک بنادے اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ (۱،۱۰۸) اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔(کنزالایمان) (مرقات) نمبر ۷ کلیم وہ جو رب سے کلام کرنے طور پر جائے حبیب وہ جسے رب کلام کرنے کے لیے عرش پر بلائے نمبر ۸ خلیل وہ جو باہر کا دوست ہو حبیب وہ جو درون سرا ہو۔ چنانچہ قیامت میں حضرت خلیل فرمائیں گے کنت خلیلا من وراء شعر:-

تم تو ہو مغز اور پوست ہیں باہر کے دوست　　　　تم ہو درون سرا تم پہ کروڑوں درود

نمبر ۹ کلیم وہ جو تجلی صفات کی جھلک کی تاب نہ لائے۔فخر موسیٰ صعقا حبیب وہ جو عین ذات کبریا دیکھے اور مسکرائے شعر:-

موسیٰ ز ہوش رفت بہ یک پر تو صفات　　　　تو عین ذات می نگری و در تبسمی

نمبر ۱۰ کلیم وہ جو جس کی راز دارانہ گفتگو محبوب کو سنا دی جائے حبیب وہ جس سے ہمکلامی کی باتیں کسی کو نہ بتائی جائیں۔نمبر ۱۱ کلیم وہ جس کا عصا غضب کا اژدھا ہو۔حبیب وہ جس کا عصا گرتوں کا سہارا ہو شعر:-

عصاء کلیم اژدہائے غضب تھا　　　　گرتوں کا سہارا عصاء محمد

نمبر ۱۲ کلیم اللہ وہ جو رب سے عرض کرے ارنی اور رب فرمائے لن ترانی حبیب اللہ جسے رب تقاضوں سے بلائے اپنا دیدار دکھائے ان کو یا محمد فرمائے شعر:-

تو بدیں جمال و خوبی سر عرش گر خرامی　　　　ارنی بگوید آں کس کہ بگفت لن ترانی

نمبر ۱۳ روح اللہ وہ کہ جب اس کی پاک ماں کو تہمت لگے تو اس کے بچپن شریف کی میٹھی پیاری باتوں کے ذریعہ اس طیبہ طاہرہ کی عصمت بیان کی جائے یعنی اس کا گواہ بچہ ہو۔حبیب وہ کہ جب اس کی زوجہ طیبہ طاہرہ کو تہمت لگے تو خود خالق گواہی دے۔نمبر ۱۴ روح اللہ وہ جس کا دم بے جان جسموں کو چندروز عارضی زندگی بخشے مگر حبیب اللہ وہ جس کا نام بے جان مردہ دلوں کو دائمی زندگی بخشے اور اس کا یہ فیض تا قیامت جاری رہے۔نمبر ۱۵ روح اللہ وہ جو مرے ہوئے انسانوں حیوانوں کو زندہ کرے حبیب اللہ وہ جو خشک لکڑیوں کنکروں کو زندگی اور گویائی بخش کر ان سے اپنا کلمہ پڑھوائے۔نمبر ۱۶ صفی اللہ وہ جنہیں ایک بار فرشتے سجدہ کریں۔حبیب اللہ وہ جن پر ہمیشہ اللہ تعالٰی اور فرشتے درود بھیجیں نمبر ۱۷ صفی اللہ وہ جو اجسام کے والد ہیں حبیب اللہ ارواح کے والد ہیں۔نمبر ۱۸ صفی اللہ وہ جو سارے انسانوں کے والد ہیں حبیب اللہ وہ جو سارے عالم کی اصل ہیں جن کے نور سے عرش وفرش لوح قلم وغیرہ بنے نمبر ۱۹ صفی اللہ وہ جنہیں اللہ نے چیزوں کا نام سکھایا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا (۲،۳۱) اور اللہ تعالٰی نے آدم کو تمام (اشیاء) کے نام سکھا۔(کنزالایمان) حبیب اللہ وہ جسے رحمٰن نے قرآن سکھایا۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (۵۵،۱-۲) رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا (کنزالایمان) الحلق جمع ہے حلقہ کی اور حلقہ کہتے ہیں چھلے یا زنجیر کی کڑی کو یہ کڑیاں اور چھلے مل کر زنجیر بنتی ہے زنجیر ہلانے سے مراد ہے دروازہ کھلوانا اپنی آمد کی اطلاع دے کر۔۱۲ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ سارے نبی اور ان کی امتیں جنت کے دروازہ پر حضور انور سے پہلے پہنچ جائیں گے حضور انور اپنے گنہگاروں کو بخشوانے نیکیوں کے ہلکے پلے

بھاری کرانے صراط پر گرتوں کو سنبھالنے میں مصروف ہوں گے مگر دروازہ جنت بند ہوگا داروغہ جنت دروازے کے اندر ہوگا کسی کو زنجیر ہلانے بجانے جرأت نہ ہوگی ہمت و جرأت والے نبی کا انتظار ہوگا۔حضور پہنچ کر دروازہ کھلوائیں گے۔۳؎ اس فرمانِ عالی کی شرح وہ حدیث ہے کہ فقراء بمقابلہ اغنیاء کے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے خیال رہے کہ یہاں فقیر سے مراد محتاج الی الخلق نہیں یہ فقیری تو نفس کی ہے۔جس سے حضور انور نے پناہ مانگی ہے بلکہ اس سے مراد محتاج الی اللہ جسے حضور انور نے اپنے لیے فخر فرمایا الفقر فخری صوفیاء کہتے ہیں کہ فقیر وہ ہے جو عدم کے وقت صابر ہے وجود کے وقت باذل وسخی ہو (مرقات) لہذا اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ حضرت عثمان غنی جنت میں آخر میں پہنچیں کیونکہ وہ مال کے غنی تھے دل کے فقر والے۔۴؎ یہ فرمانِ عالی گزشتہ سارے مضمون کا تتمہ یا اس کی وجہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضور جیسا عزت والا کوئی پیدا ہی نہیں کیا حضور جس پر نگاہ کرم کردیں وہ عزت والا ہوجائے خدا تعالیٰ کے بعد حضور ہی عزت والے ہیں۔

وَعَنْ عَمْرِوبْنِ قَيْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاِنِّيْ قَآئِلٌ قَوْلًا غَيْرَ فَخْرٍ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللهِ وَ مُوْسٰى صَفِيُّ اللهِ وَاَنَا حَبِيْبُ اللهِ وَمَعِيَ لِوَآءُ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّ اللهَ وَعَدَنِيْ فِيْ اُمَّتِيْ وَاَجَارَهُمْ مِنْ ثَلٰثٍ لَا يَعُمُّهُمْ بِسَنَةٍ وَّلَا يَسْتَاصِلُهُمْ عَدُوٌّ وَّلَا يَجْمَعُهُمْ عَلٰى ضَلٰلَةٍ .
(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

(۵۵۰۹) روایت ہے حضرت عمرو ابن قیس ۱؎ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم آخری ہیں،اور ہم قیامت کے دن اوّل ہوں گے ۲؎ اور میں ایک بات کہتا ہوں مگر فخر نہیں کہ ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں،موسیٰ اللہ کے برگزیدہ ہیں ۳؎ اور میں اللہ کا محبوب ہوں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے پاس ہوگا ۴؎ اللہ نے مجھے میری امت کے بارے میں وعدہ فرمالیا ہے اور انہیں تین آفتوں سے امان دی ہے ان پر عام قحط نہ بھیجے گا انہیں کوئی دشمن جڑ سے نہ اکھیڑے گا انہیں گمراہی پر جمع نہ کرے گا ۵؎ (دارمی)

(۵۵۰۹)۱؎ آپ کا نام عبداللہ ابن ام مکتوم ہے آپ کے والد کا نام قیس ماں کا نام عاتکہ ہے جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی خالہ ہیں آپ مشہور صحابی ہیں نابینا تھے حضور انور نے بہت موقعوں پر مدینہ منورہ کا خلیفہ وقتی آپ کو بنایا قوی یہ ہے کہ عہد فاروقی میں قادسیہ میں شہید ہوئے۔۲؎ یعنی دنیا میں سب نبیوں سے آخر ہمارا ظہور ہوا کتاب آخری یعنی قرآن ہم کو ملا آخری کلمہ ہمارا جاری ہوا آخری ملت آخری امت ہماری ہے قیامت میں ہر جگہ اولیت کا سہرا ہمارے سر ہوگا اوّل شفیع ہم جنت میں پہلے داخلہ ہمارا پھر دوسرے نبیوں کا ساری امتوں میں پہلے ہماری امت جنت میں جائے گی پھر دوسری امتیں غرضیکہ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ مخلوق میں ہم ہیں اس کی تحقیق ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں ملاحظہ کرو۔۳؎ یہاں صفی لغوی معنی میں ہے یعنی چنے ہوئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے لیے چن لیا۔ورنہ صفی اللہ حضرت آدم علیہ السلام کا لقب ہے آپ کا لقب کلیم اللہ ہے۔۴؎ ان تمام فرمانوں کی شرح ابھی کچھ پہلے ہم عرض کرچکے ہیں حمد سے مراد یا تو حامدیت ہے کہ سب سے زیادہ حمد الٰہی حضور کریں گے اس لیے آپ کا نام پاک احمد ہے یا مراد محمودیت ہے کہ اس دن سب سے زیادہ حمد حضور ہی کی ہوگی۔اسی لیے آپ کا نام پاک محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم محمودیت کا ظہور دنیا میں بھی ہورہا ہے جتنی حمد و ثناء حضور کی ہوئی اور ہورہی ہے اتنی کسی کی نہ ہوئی ہر زبان میں آپ کے نعتیہ قصیدے بھی ہیں اور نعتیہ کلام بھی ۵؎ یعنی میری امت میں اختلافات ہوں گے مگر سارے گمراہ نہ ہوں گے ایک جماعت ضرور حق پر رہے گی وہی سب پر غالب ہوگی سواد اعظم یعنی بڑا گروہ وہی ہوگا۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا

(۵۵۱۰) روایت ہے حضرت جابر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

قَائِدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ وَّلَا فَخْرَ. (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

فرمایا میں رسولوں کا پیش رو ہوں۱ فخر یہ نہیں کہتا میں نبیوں میں آخری ہوں، فخر یہ نہیں کہتا میں پہلا شفاعت والا اور مقبول الشفاعت ہوں فخر یہ نہیں۔ (دارمی)

(۵۵۱۰)۱ قائد بنا ہے قود سے بمعنی کھینچنا کہ چلانے والا آگے ہو چلنے والا کے معنی ہیں ہانکنا چلانے والا پیچھے ہو چلنے والا آگے حضور جنت میں سب نبیوں سے پہلے جائیں گے اور سارے نبی حضور کے پیچھے پیچھے ہوں گے اس لحاظ سے حضور قائد المرسلین ہیں۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُهُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِيْبُهُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفَعُهُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا اَيِسُوْا اَلْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيْحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ وَاَنَا اَكْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰى رَبِّيْ يَطُوْفُ عَلَيَّ اَلْفُ خَادِمٍ كَاَنَّهُمْ بَيْضٌ مَكْنُوْنٌ اَوْ لُؤْلُؤٌ مَّنْثُوْرٌ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۵۱۱) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب لوگ اٹھائے جائیں گے ان سب میں پہلے ہم قبر انور سے باہر آئیں گے۱ اور جب لوگ وفد بنیں گے تو ہم پیش رو ہوں گے۲ اور لوگ جب خاموش ہوں گے تو ہم ان کے خطیب ہوں گے۳ اور جب لوگ روکے ہوئے ہوں گے۴ تو ان کے شفیع ہوں گے لوگ جب مایوس ہوں گے تو انہیں بشارت دینے والا ہم ہوں گے۵ اس دن عزت اور کنجیاں ہمارے ہاتھ ہوں گی۶ حمد کا جھنڈا اس دن ہمارے ہاتھ ہوگا میں ساری اولاد آدم میں اپنے ربّ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہوں۷ ہمارے پاس ایک ہزار خدام گھومیں گے گویا وہ محفوظ انڈے ہیں۸ یا بکھرے ہوئے موتی۹ (ترمذی، دارمی) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۵۱۱)۱ اس کی شرح گزر چکی کہ جب قیامت میں دوسرے صفحہ پر قبریں کھلیں گی۔ مردے نکلیں گے زندہ ہوکر اس کی ترتیب یہ ہوگی کہ سب سے پہلے حضور انور کی قبر کھلے گی اور نبیوں کی بعد میں پھر سب سے پہلے حضرت صدیق و فاروق کی قبریں کھلیں گی۔ دوسرے لوگوں کی بعد میں اس کا یہاں ذکر ہے۔۲ قرآن کریم فرماتا ہے: یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا (۱۹،۸۵) جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے۔ (کنزالایمان) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن متقی مومن ربّ کی بارگاہ میں وفد اور نمائندوں کی صورت میں اس سے ملنے کے لیے حاضر ہوں گے اس وقت حضور انور ان سب کے پیشوا اور پیشرو ہوں گے حضور ہی کے ذریعے لوگ ربّ سے ملیں گے حضور ہی ربّ تعالیٰ کا جواب ان لوگوں کو سنائیں گے یہ واقعہ قیامت میں ہوگا۔۳ یہ واقعہ شفاعت کبریٰ کا ہے۔ جب کہ مخلوق سخت پریشان ہوکر انبیاء کرام کی خدمت میں حاضر ہوگی اور کوئی رسول شفاعت کی جرأت نہ کریں گے ربّ کی بارگاہ میں سب ہی خاموش ہوں گے اس وقت حضور ہی سجدہ کرکے حمد الٰہی کرکے شفاعت کریں گے۔ خطیب بمعنی پیغام پہنچانے والا خطاب کرنے والا بندوں کی طرف سے ربّ کی بارگاہ میں عرض و معروض اور ربّ کی طرف سے بندوں کو فرمان سنانا اس وقت حضور ہی کا کام ہوگا اس کا ذکر ہے۔۴ یعنی جب لوگ میدان محشر میں جمع تو کردیئے جائیں گے مگر کوئی ان کا پرسان حال نہ ہوگا سخت گرمی سے کلیجے منہ کو آ گئے ہوں گے سب خاموش فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا (۲۰،۱۰۸)

تو تو نہ سنے گا مگر بہت آہستہ آواز۔(کنزالایمان) تب حضور انور ربّ سے عرض کر کے حساب و کتاب شروع کرائیں گے حضور کی شفاعت قیامت کے تمام کاموں کی کنجی ہوگی ۵؎ یہاں اس سے مراد خوف کے باعث گویا بخشش سے مایوسی چھا جانا اوّل قیامت میں مومنوں کا یہ حال ہوگا۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ربّ کی طرف سے بخشش رحمت مغفرت کی خوشخبری دیں گے کہ مت گھبراؤ تم بخشے جاؤ گے ربّ تم پر رحم فرمائے گا اس بشارت پر دھڑکتے دل ٹھہر جائیں گے۔ روتی آنکھیں خشک ہو جائیں گی۔ لبوں پر مسکراہٹ آ جائے گی مگر یہ بشارات مومنوں کے لیے ہوں گی ۶؎ یعنی نبیوں ولیوں کی عزت گنہگاروں کو بخشش سیہ کاروں کو معافی میرے ذریعہ سے ملے اللہ تعالیٰ کے لاکھوں خزانے ہیں ہر خزانہ میں کروڑوں رحمتیں ان سب خزانوں کی چابیاں حضور انور کے ہاتھ ہوں گی۔ شعر:-

لاو ربّ البیت جو جس کو ملا ان سے ملا   بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی !

۷؎ اولاد آدم سے مراد انسان ہیں جن میں حضرت آدم و حوا بھی داخل ہیں۔ حضور ان سے بھی افضل ہیں اور جب سارے انسانوں سے حضور افضل ہیں تو باقی مخلوق فرشتے، جن وغیرہ سے بھی افضل ہیں کہ انسان ان سب سے افضل ہے۔ لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ہیں ربّ نے مکہ معظمہ کی قسم اس لیے فرمائی کہ وہاں حضور جلوہ گر ہیں لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ (۹۰، ۱، ۲) مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب! تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔(کنزالایمان) انشاء اللہ یہ تمام صفات قیامت میں سب آنکھوں سے دیکھیں گے جو یہاں بیان ہے وہاں عیاں ہوگا۔ ۸؎ بیض جمع ہے بیضۃ کی بمعنی انڈا اس سے شترمرغ کے انڈے مراد ہیں مکنون کے معنی ہیں جسے گرد و غبار نہ پہنچا اپنی اصلی صفائی پر ہوں عرب میں شترمرغ کے انڈے کے رنگ کو بہت حسین سمجھتے تھے۔ لہٰذا انہیں سمجھانے کے لیے یہ فرمایا یعنی سفیدی مائل بہ زردی اس لیے قرآن کریم نے حوروں کا حسن اسی طرح بیان فرمایا کَاَنَّھُنَّ بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ، باقی دنیا میں جیسے حلب شام وغیرہ میں سفیدی مائل بہ سرخی کو پسند کیا جاتا ہے حضور انور کا حسن ایسا ہی تھا جیسا کہ حلیہ شریف کے بیان میں آئے گا (مرقات) ۹؎ یہاں او، فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تشبیہ صرف عرب کو سمجھانے کیلئے ہے کہ یوں سمجھو جیسے شترمرغ کے محفوظ انڈے یا یوں سمجھو جیسے درناسفتہ خیال رہے کہ موتی جس میں سوراخ نہ کیا جائے اور اسے دھاگہ میں نہ پرویا جائے وہ زیادہ حسین معلوم ہوتا ہے سوراخ کیے ہوئے موتی کے مقابلہ میں کہ وہ اپنی سیپ والی حالت پر ہوتا ہے اس لیے ہر جگہ درمنثور سے تشبیہ دی جاتی ہے یعنی بغیر پروئے ہوئے موتی ہیں بکھرے ہوئے نیز وہ خادم حضور کے ہر طرف پھیلے ہوں گے۔ لہٰذا انہیں بکھرے موتیوں سے تشبیہ دینا بہت ہی موزوں ہے یہ خدام یا تو قیامت ہی میں حضور کے گرد و پیش ہوں گے یا جنت میں ہیں اگر جنت میں ہیں تو علاوہ ان غلمانوں کے ہوں گے جو دوسرے جنتیوں کو عطا ہوں گے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاُكْسٰى حُلَّةً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ يَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِيْ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ جَامِعِ الْاُصُوْلِ عَنْهُ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ فَاُكْسٰى)

(۵۵۱۲) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا پھر مجھے جنتی جوڑا پہنایا جائے گا پھر میں عرش کی داہنی طرف کھڑا ہوں گا ۲؎ مخلوق میں میرے سوا کوئی نہیں جو اس جگہ کھڑا ہو ۳؎ (ترمذی) اور جامع الاصول کی روایت میں، اور انہیں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ میں پہلا وہ شخص ہوں جس کی قبر کھلے گی مجھے جوڑا پہنایا جائے گا۔

(۵۵۱۲) ۱؎ یہ حدیث [illegible] قیامت کے دن قبر

انور سے میں اٹھایا جاؤں گا وہاں ہی مجھے حلہ پہنایا جائے گا وہ جو گزرا کہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حلہ پہنایا جائے گا۔ پھر مجھے یہ دوسرا جوڑا ہوگا حلہ کرامت یہ جوڑا میدان محشر میں پہنچ کر پہنایا جائے گا اور یہاں جس جوڑے کا ذکر ہے وہ جوڑا ستر کے لیے۔ ہے جو قبر انور پر اٹھتے ہی پہنا دیا جائے گا۔ سب ننگے جائیں گے حضور انور اور بعض خاص پیارے کپڑے پہنے ہوئے۲؎ یعنی میرا یہ خاص مقام جہاں میں تشریف فرما ہوں گا۔ عرش اعظم کی داہنی جانب ہوگا اس مقام پر میرے سواء کوئی نہ ہوگا یہ مطلب نہیں کہ عرش کی داہنی طرف سوائے میرے کوئی نہ ہوگا اس دن جب کافر و مومن میں چھانٹ ہوگی اور ارشاد ہوگا **وَامْتَازُو الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ** (٣٦، ٥٩) اور آج الگ پھٹ جاؤ اے مجرمو! (کنزالایمان) تو مومن عرش اعظم کی داہنی طرف کھڑے ہوجائیں گے کفار بائیں طرف۔ ربّ فرماتا ہے: **وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَا اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ** (٥٦، ٢٧) اور داہنی طرف والے کیسے داہنی طرف والے۔ (کنزالایمان) اس آیت کے ایک معنی یہ بھی کئے گئے ہیں یعنی عرش اعظم کی داہنی جانب والے۔۳؎ کھڑے ہونے سے مراد ہے تشریف فرما ہونا یہ مقام وسیلہ ہے یا مقام محمود وسیلہ مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کی شفاعت کریں گے اور مقام محمود پر سب حضور کی تعریفیں کریں گے حتی کہ ربّ تعالٰی بھی۔

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَسِيْلَةُ قَالَ اَعْلٰى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ وَّاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ.
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۵۱۳) روایت ہے انہیں سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں فرمایا اللہ سے میرے لیے وسیلہ مانگو۱؎ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیلہ کیا چیز ہے فرمایا بہشت میں سب سے اونچا درجہ جسے صرف ایک شخص پائے گا۲؎ اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۳؎ (ترمذی)

(۵۵۱۳)۱؎ خیال رہے کہ مقام وسیلہ حضور انور کے لیے ہی نہیں بنایا گیا ہے حضور کے نامزد ہو چکا ہے پھر ہم سے دعا کرانا اس لیے ہے تاکہ اس دعا کے ذریعہ ہم کو بھی کچھ مل جائے کریموں کو دعائیں دینا بھیک مانگنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے شعر:-

قلب کی صورت غنچہ بستہ اس کو کرم سے کر دو شگفتہ — دے گا دعائیں حافظ خستہ صلی اللہ علیہ وسلم

درود شریف پڑھنے کا بھی یہی مقصد ہے اذان کے بعد جو دعائے وسیلہ پڑھی جاتی ہے اس کا ماخذ یہی حدیث ہے۔۲؎ اس کی بحث اذان کے بیان میں گزر گئی اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ وسیلہ جنت میں سب سے بلند و بالا مقام ہے جو صرف حضور انور کے لیے ہے باقی سب کے لیے اس کے نیچے کے مقامات ہیں حتی کہ فردوس والے جنتی بھی اس کے نیچے ہوں گے۔ محشر میں مقام محمود ہی ہے۔ اور اگر وہاں بھی وسیلہ ہے تو وہ دوسرا مقام ہے جو صرف حضور انور کے لیے ہے باقی سب کے لیے اس کے نیچے کے مقامات ہیں حتی کہ فردوس والے جنتی بھی اس کے نیچے ہوں گے۔ محشر میں مقام محمود ہی ہے۔ اور اگر وہاں بھی وسیلہ ہے تو وہ دوسرا مقام ہے۳؎ یہاں ارجو فرمانا بے علمی یا بے یقینی کی وجہ سے نہیں بلکہ تواضعاً ہے یا یوں کہو کہ کریم کی امید بھی یقینی ہوتی ہے۔

وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبُهُمْ وَصَاحِبُ شِفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ.
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۵۱۴) روایت ہے حضرت ابی ابن کعب سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا۱؎ تو میں نبیوں کا امام اور ان کا خطیب ہوں گا اور ان حضرات کا شفاعت والا۲؎ فخر نہیں فرماتا ہوں (ترمذی)

(۵۵۱۴)۱؎ یہاں امام سے مراد نماز کا امام نہیں بلکہ سب سے آگے چلنے والا سب کی طرف سے ربّ کی بارگاہ میں کلام کرنے والا ہر کام میں سب پر پہل کرنے والا مراد ہے حتیٰ کہ جنت میں آگے آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور پیچھے سارے نبی داخل ہوں گے۔۲؎ یعنی تمام نبیوں کی شفاعت ہم کریں گے بلندی درجات کی۔ یا ان سب کی شفاعت کی ابتداء ہم سے ہوگی کہ پہلے ہم دروازہ شفاعت کھول دیں گے پھر ہمارے بعد دوسرے نبی شفاعت کریں گے۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وُلَاةً مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ وَلِيِّیَ اَبِیْ وَخَلِيْلُ رَبِّیْ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۵۱۵) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کے بعض نبی قریب تر ہوتے ہیں۱؎ اور میرے قریبی میرے باپ میرے ربّ کے خلیل ہیں۲؎ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی کہ لوگوں میں ابراہیم سے قریب ترین وہ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے۳؎ اور اللہ والی ہے مومنوں کا۴؎ (ترمذی)

(۵۵۱۵)۱؎ یعنی حضرات انبیاء کرام میں ہر نبی کو کسی دوسرے نبی سے خاص قرب خاص مناسبت ہوتی ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کو نوح علیہ السلام سے مناسبت ہے جلالت میں اور کفار کو ہلاک کرانے میں یا عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام سے تارک الدنیا ہونے میں۔۲؎ یعنی میں صورۃً سیرۃً اخلاقاً حضرت ابراہیم سے بہت ہی مناسبت رکھتا ہوں حتیٰ کہ حضور کا دین اسلام بھی ملت ابراہیم کہلاتا ہے ربّ فرماتا ہے قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا (۱۳۵:۲) تم فرماؤ بلکہ ہم تو ابراہیم کا دین لیتے ہیں۔ (کنزالایمان) حتیٰ کہ حضور انور نے فرمایا کہ بالکل جناب ابراہیم کی ہم شکل ہوں۔ جو انہیں دیکھنا چاہے وہ مجھے دیکھ لے۔۳؎ حضور انور نے اپنے فرمانِ عالی کی تائید میں یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ جس میں حضور کو حضرت ابراہیم سے قریب تر فرمایا گیا ہے معلوم ہوا کہ اچھوں سے قرب بھی اچھا ہے حضور حبیب اللہ ہیں اور خلیل سے قرب خاص رکھتے ہیں نورٌ علیٰ نور ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔۴؎ اس آیت کی تفسیر ہماری تفسیر میں ملاحظہ کرو خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم توکل، صبر، رضا بالقضاء راہ خدا میں قربانی دینے سے، بڑی سے بڑی طاغوتی طاقت کا مقابلہ کرکے اسے فنا کرنے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمونہ ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات زندگی کا مطالعہ کرو پھر آقائے دو جہاں کی سیرت پاک بغور پڑھو۔ یکسانیت نظر آئے گی۔ جو مومن حضور انور کے نقش قدم پر چلے اسے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے انشاء اللہ قرب حاصل ہوگا۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ لِتَمَامِ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَكَمَالِ مَحَاسِنِ الْاَفْعَالِ۔ (رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

(۵۵۱۶) روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے اخلاق کے درجات مکمل کرنے۱؎ اور اچھے اعمال کے کمالات پورے کرنے کے لیے مجھ کو بھیجا (شرح سنہ)

(۵۵۱۶)۱؎ مکارم جمع ہے مکرمتہ کی بمعنی پسندیدہ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر اخلاق جمع ہے خلق کی بمعنی عادت وخصلت یعنی دل کی وہ حالت جس سے اچھے اعمال کرنا آسان ہوں۔ بعض نے فرمایا کہ دلی و باطنی صفات یعنی پچھلے انبیاء کرام بھی لوگوں کو اچھی عادات سکھانے تشریف لائے تھے مگر ہم اعلیٰ درجہ کے اخلاق سکھانے تشریف لائے ہیں۔

وَعَنْ كَعْبٍ يَحْكِیْ عَنِ التَّوْرٰةِ قَالَ نَجِدُ مَكْتُوْبًا

(۵۵۱۷) روایت ہے حضرت کعب سے۱؎ وہ توریت سے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَبْدِیَ الْمُخْتَارُ لَا فَظٌّ وَّلَا غَلِیْظٌ وَّلَا سَخَّابٌ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَةِ السَّیِّئَةَ وَلٰكِنْ یَعْفُوْ وَیَغْفِرُ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَهِجْرَتُهٗ بِطَیْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ وَاُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ یَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ وَفِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ یَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِیْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ وَّیُكَبِّرُوْنَهٗ عَلٰی كُلِّ شَرَفٍ رُعَاةٌ لِّلشَّمْسِ یُصَلُّوْنَ الصَّلٰوةَ اِذَا جَآءَ وَقْتُهَا یَتَاَزَّرُوْنَ عَلٰی نُصَبِ فِهِمْ وَ یَتَوَضَّئُوْنَ عَلٰی اَطْرَافِهِمْ مُنَادِیْهِمْ یُنَادِیْ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ صَفُّهُمْ فِی الْقِتَالِ وَ صَفُّهُمْ فِی الصَّلٰوةِ سَوَآءٌ لَّهُمْ بِاللَّیْلِ دَوِیٌّ لَدَوِیِّ النَّحْلِ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِیْحِ رَوَی لِلدَّارِمِیُّ مَعَ تَغْیِیْرٍ یَّسِیْرٍ ۔

حکایت کرتے ہیں فرمایا ہم وہاں لکھا پاتے ہیں۲ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں میرے پسندیدہ بندے ہیں۳ نہ سخت دل ہیں اور نہ سخت زبان اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے۴ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے لیکن معاف فرما دیتے ہیں بخش دیتے ہیں۵ ان کی ولادت مکہ میں ہوگی۶ اور ان کی ہجرت مدینہ میں ہے۷ اور ان کا ملک شام ہیں۸ ان کے امتی بہت حمد کرنے والے ہیں آرام و تکلیف میں اللہ کی حمد کریں گے، اور ہر درجہ میں اللہ کی حمد کریں گے۹ اور ہر بلندی پر اللہ کی تکبیر کہیں گے۱۰ سورج کا خیال رکھیں گے۱۱ جب نماز کا وقت آئے گا تو نماز پڑھا کریں گے۱۲ اپنی کمر پر تہبند باندھیں گے۱۳ اور اپنے اعضاء پر وضو کیا کریں گے۱۴ ان کا موذن آسمان کی فضا میں اذان دیا کرے گا۱۵ ان کی صف جہاد میں اور ان کی صف نماز میں برابر ہوگی۱۶ رات میں ان کی گنگناہٹ شہد کی مکھی کی بھنکار کی طرح ہوگی۱۷ یہ مصابیح کے لفظ ہیں، دارمی نے معمولی فرق سے روایت کی۔

(۵۵۱۷)۱ محاسن جمع ہے حسن کی خلاف قیاس اس کے معنی ہیں خوبی عمدگی یا خوب عمدہ اعلیٰ، افعال جمع ہے فعل کی بمعنی ظاہری اعضاء کے ظاہری کام یعنی ہماری تشریف آوری اس لیے ہے کہ ہم تمام لوگوں کی دل کی عادتیں بھی اعلیٰ درجہ کی کردیں اور ظاہری اعمال بھی۔ یا ان کے عقیدے بھی ٹھیک کردیں اور اعمال بھی یا انہیں طریقت بھی سکھا دیں شریعت بھی بعض شارحین نے فرمایا کہ ذاتی خوبی کو کرم کہا جاتا ہے۔ بیرونی خوبی کو کمال رب فرماتا ہے: مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ (۲۶،۷) عزت والے جوڑے لگائے۔ (کنزالایمان) یا مقام کریم یا قرآن کریم حضور نے دنیا کی نیت ارادے عقیدے دلی حالات بھی درست فرمائے اور ان کی عبادات، معاملات بھی ٹھیک کئے انسانوں کو فرشتوں سے آگے بڑھا دیا عرب کون تھے انہیں کیا کردیا۔ شعر:-

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کئے ۔۔۔ اندھے شیشوں میں چمکا ہوا نبی

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اللہ جس کی بھلائی چاہتا ہے اسے صدق مقال، اکل حلال، سائلین کی حاجت روائی۔ امانت کی حفاظت حیا اور شرم پڑوسیوں سے اچھا سلوک، مہمان کی تواضع، بڑوں کا احترام چھوٹوں کا لحاظ ماں باپ کی خدمت نصیب فرماتا ہے یہ اخلاق محمدیہ کا ایک کرشمہ ہیں (از مرقات)۲ آپ مشہور تابعی ہیں آپ کو کعب احبار کہتے ہیں یہود کے بڑے عالم توریت کے ماہر تھے حضور انور کا زمانہ شریف پایا مگر اس زمانہ میں نہ ایمان لائے نہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے عہد فاروقی میں ایمان لائے آپ کی کنیت ابواسحاق ہے خلافت عثمانیہ میں ۳۲ھ میں مقام حمص میں وفات پائی وہاں ہی دفن ہوئے (اکمال)۳ مختار کے معنی پسندیدہ بھی ہیں اور اختیار والا بھی حضور دونوں معنی سے مختار ہیں حضور کو اللہ نے اپنے خزانوں کا مالک کیا مختار کیا۔ مختار تو توریت میں بھی آپ کو کہا گیا ہے۔

شعر:-

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے — سرکار کیا مالک و مختار بنایا

مختار مقابل ہے مجبور کا حضور مجبور نہیں مختار ہیں۔ ۴؎ حضور انور دل کے نرم، زبان کے نرم طبیعت کے نرم تھے بازار میں تشریف لے جاتے تھے۔ مگر تبلیغ احکام کے لیے نہ کہ محض سیر و تماشہ کے لیے یہاں بازار میں جانے کی نفی نہیں بلکہ وہاں گھومنے پھرنے وہاں چیخ و پکار کرنے کی نفی ہے۔ ۵؎ ہم عفو اور غفر کے فرق پہلے بیان کر چکے ہیں۔ چھوٹے گناہ معاف کرنا عفو ہے غفر حق العباد معاف کرنا عفو ہے۔ حق اللہ معاف کرنا غفر، جرم معاف کردینا عفو ہے اور جرم چھپالینا کہ اس کا کبھی ذکر نہ کیا جائے تاکہ اسے شرمندگی نہ ہو غفر ہے مدارج النبوۃ میں ہے کہ جب عکرمہ ابن ابی جہل ایمان لائے تو حضور انور نے صحابہ کرام کو تاکید فرمادی کہ عکرمہ کے سامنے کوئی ابوجہل کو برا نہ کہے کہ اس سے فطری طور پر عکرمہ کو تکلیف ہوگی خیال رہے کہ ہمارے ہر گناہ میں حق اللہ بھی مارا جاتا ہے اور حق الرسول بھی لہٰذا ہر گناہ کی معافی حضور سے مانگنا جائز ہے کیونکہ ہمارے گناہ سے حضور کو تکلیف ہوتی ہے۔ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ (۹،۱۲۸) جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ (کنزالایمان) ۶؎ خیال رہے کہ حضور کی پیدائش تو مکہ میں ہوئی مگر حضور کی آمد سارے جہاں میں جیسے سورج رہتا ہے چوتھے آسمان پر مگر چمکتا ہے سارے جہان پر اسی لیے ربّ نے تمام جہان سے خطاب فرمایا لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (۹،۱۲۸) بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول۔ (کنزالایمان) پھر جیسے سورج روشنی ساری زمین پر دیتا ہے مگر پھل پھول کی پختگی باغوں کھیتوں میں کرتا ہے لعل بناتا ہے بدخشاں کے پہاڑوں میں حضور نے ایمان سب کو دیا مگر ولایت و صحابیت کسی کسی کو۔ ۷؎ مدینہ منورہ کے بہت نام ہیں جن میں سے ایک نام طیبہ ہے۔ یعنی نکھاری ہوئی صاف کی ہوئی زمین کہ ربّ نے یہاں کی وبا منتقل کرکے ہجر میں بھیج دیں اور اسے شفا کا گھر بنادیا۔ اب مدینہ کی خاک کا نام خاک شفا ہے۔ ۸؎ یعنی ان کے بعد ان کی خلافت مدینہ یا عراق میں رہے گی۔ مگر ان کی سلطنت شام میں ہوگی چنانچہ اسلام کے پہلے سلطان حضرت امیر معاویہ کا دارالخلافہ دمشق بنا یعنی ملک شام کا ایک شہر یہاں ملک سے مراد ملک نبوت نہیں حضور کا ملک نبوت تو سارا جہان ہے لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا (۲۵،۱) جو سارے جہان کو ڈرسنانے والا ہو۔ (کنزالایمان) (مرقات) اور اگر ملک نبوت مراد ہو تو چونکہ شام میں ہمیشہ جہادوں کا زور رہا ہے اس لیے اسے خصوصیت سے بیان کیا۔ ۹؎ سبحان اللہ نبی محمد ہیں اور امت حمادون یعنی ہر حال میں حمد الٰہی کرنے والی۔ ایسی پاکیزہ امت کسی نبی کو نہیں ملی۔ ۱۰؎ یعنی اونچے قلعوں میں رہ کر بھی اللہ کی عبادت کریں گے اور نیچے جھونپڑوں میں بھی۔ ۱۱؎ یعنی نماز اور روزوں کی وجہ سے ہمیشہ سورج کے طلوع غروب استوا کا حساب رکھیں گے اور اس کی جنتریاں چھاپا کریں گے اسلامی نمازیں افطار سحری تو سورج سے ہیں مگر خود روزے عیدیں حج وغیرہ چاند سے اس لیے مسلمان دونوں کا حساب رکھتے ہیں اور کوئی قوم یہ دونوں کام نہیں کرتی ۱۲؎ نماز پنج گانہ سوائے اسلام کے کسی اور دین میں نہیں ہوئیں اس لیے اس امت کی صفات یہ بیان ہوئیں ۱۳؎ انصاف جمع ہے نصف کی بمعنی آدھا یہاں مراد ہے جسم کا آدھا یعنی کہ مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ کمر پر تہبند یا پائجامہ باندھے رہیں گے نہ تو ننگے پھریں گے نہ ننگے رہیں گے نہ ننگے نہائیں گے اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ وہ لوگ باپردہ بہت رہیں گے ستر ڈھکے رہا کریں گے یا انصاف سے مراد آدھی پنڈلی تب علٰی بمعنی الی ہے یعنی ان کے تہبند پائجامے ٹخنوں کے نیچے نہ ہوا کریں گے تاکہ گندے نہ رہیں بلکہ ٹخنوں سے اونچے ہوا کریں گے کہ پاک رہیں اس صورت میں یہ مسلمانوں کی پاکیزگی اور صفائی کا ذکر ہے (لمعات، مرقات، اشعہ) ہماری اس شرح سے یہ اعتراض اٹھ گیا کہ حضور انور نے ٹخنوں سے اوپر تک تہبند لٹکانے کی اجازت دی ہے اور یہاں نصف پنڈلی فرمایا گیا ۱۴؎ یعنی نماز کے پابند ہوں گے اس پابندی کی وجہ سے وہ ہمیشہ نہایت مبالغہ سے وضو کیا کریں گے خیال رہے کہ

پچھلی بعض امتوں پر بھی نمازیں فرض تھیں اور وہ لوگ وضو بھی کرتے تھے مگر مسلمانوں کی طرح پابند نہ تھے ۱۵ گزشتہ امتوں میں نماز کا اعلان اذان سے نہیں ہوتا تھا کسی دین میں گھنٹے بجائے جاتے تھے کسی میں آگ روشن کر کے نماز کی اطلاع دی جاتی تھی اذان اسلام کی خصوصیات سے ہے آسمانی فضا بتا کر فرمایا گیا کہ موذن اونچے میناروں پر اذانیں دیا کریں گے اب لاؤڈ سپیکروں پر اذان بہت ہی لطف دیتی ہے ساری فضا ساری بستی گونج جاتی ہے سبحان اللہ کبھی فجر کے وقت کی اذانیں سنو اور یہ حدیث پڑھو ۱۶ یعنی مسلمانوں میں تا قیامت نمازیں باجماعت ہوتی رہیں گی اور جہاد قائم رہیں گے وہ لوگ نمازوں جہادوں میں بڑے اہتمام سے صفیں بنایا کریں گے نماز میں مسلمان نفس اور شیطان سے جہاد کرتا ہے جہاد میں کفار سے۔ اس لیے یہاں نماز اور جہاد کی صفوف کا ایک جگہ ذکر فرمایا گیا ۱۷ ظاہر یہ ہے کہ یہاں اس سے مراد آخری رات کی نماز ہے یعنی تہجد۔ یعنی وہ لوگ تہجد کی نماز میں قرأت قرآنیہ آہستہ کیا کریں گے مگر پھر بھی ان کے سینوں سے رونے کی گڑگڑاہٹ ایسی محسوس ہوگی۔ جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ یا اس سے مراد ہے آہستہ آہستہ درد والی آواز سے تلاوت قرآن اور تسبیح وتہلیل ہے اللہ تعالٰی یہ علامت ہم گنہگاروں کو بھی نصیب فرمائے آمین۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ مَکْتُوْبٌ فِی التَّوْرٰاۃِ صِفَۃُ مُحَمَّدٍ وَّعِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ یُدْفَنُ مَعَہٗ قَالَ اَبُوْ مَوْدُوْدٍ وَّقَدْ بَقِیَ فِی الْبَیْتِ مَوْضَعُ قَبْرٍ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۵۱۸) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن اسلام سے ۱ فرماتے ہیں کہ توریت میں حضور محمد کی صف مذکور ہے ۲ اور عیسٰی ابن مریم حضور انور کے ساتھ دفن کئے جائیں گے ۳ ابومودود کہتے ہیں ۴ کہ حجرہ انور میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے ۵ (ترمذی)

(۵۵۱۸) ۱ آپ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے یہود کے بڑے عالم تھے انہیں حضور انور نے جنت کی خوشخبری دی آپ کی وفات ۴۳ھ تینتالیس میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ قرآن مجید میں جہاں اہل کتاب کی تعریف آتی ہے وہاں اکثر آپ ہی مراد ہوتے ہیں۔ بڑے فضائل وخوبیوں کے مالک ہیں۔ ۲ یہاں صفت جنس ہے یعنی حضور کی ہر قسم کی نعت شریف توریت میں بالتفصیل مذکور ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ توریت میں حضور انور کی صرف ایک صفت مذکور تھی ۳ یعنی توریت میں یہ بھی مذکور ہے کہ قریب قیامت عیسٰی علیہ السلام زمین پر تشریف لائیں گے یہاں رہیں گے وفات پائیں گے اور حضور انور کے ساتھ روضہ اطہر میں دفن ہوں گے مرزا قادیانی کہتا تھا کہ عیسٰی ابن مریم میں ہوں مگر وہ مرا ہے لاہور میں دفن ہوا ہے زمین قادیان میں۔ اس حدیث میں سچے عیسٰی ابن مریم کا ذکر ہے۔ ۴ ابومودود کا نام عبدالعزیز ابن سلیمانی مدنی ہے تابعی ہیں۔ حضرت ابوسعید خدری اور سائب ابن یزید۔ عثمان ابن ضحاک وغیرہم صحابہ کرام سے ملاقات ہے (مرقات) مہدی کے زمانہ میں وفات پائی۔ ۵ فی الحال حجرہ شریف میں تین قبریں اس ترتیب سے ہیں کہ آگے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے اس سے متصل حضرت ابوبکر صدیق کی قبر اس طرح کہ جناب صدیق اکبر کا سر شریف حضور انور کے سینہ شریف کے مقابل ہے اس قبر شریف کے متصل حضرت عمر کی قبر انور ہے۔ کہ آپ کا سر جناب صدیق کے سینہ کے مقابل ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام حضرت عمر کی قبر شریف کے متصل دفن ہوں گے اس طرح کہ آپ کا سر حضرت عمر کے سینہ کے مقابل ہوگا یوں سمجھو کہ حضرت صدیق اور فاروق دو نبیوں کے بیچ میں رہیں گے۔ ادھر حبیب اللہ ادھر روح اللہ بیچ میں یہ دونوں حضرات علیہم السلام عیسٰی علیہ السلام حج کریں گے۔ مدینہ منورہ آتے ہوئے راستہ میں وفات پائیں گے۔ مسلمان میت شریف مدینہ منورہ لاکر یہاں دفن کریں گے (مرقات)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَضَّلَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ وَعَلٰى اَهْلِ السَّمَآءِ فَقَالُوْا يَا اَبَا عَبَّاسٍ بِمَ فَضَّلَهُ اللّٰهُ عَلٰى اَهْلِ السَّمَآءِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِاَهْلِ السَّمَآءِ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالُوْا وَمَا فَضْلُهٗ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ الْاٰيَةَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ فَاَرْسَلَهٗ اِلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ۔

تیسری فصل

(۵۵۱۹) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے نبیوں پر اور سارے آسمان والوں پر بزرگی دی۱ لوگوں نے کہا اے ابن عباس آسمان والوں پر کس طرح بزرگی دی فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے آسمان والوں سے فرمایا کہ تم میں سے جو کہے گا کہ میں اللہ کے سواء معبود ہوں۲ تو یہ وہی ہوگا جسے ہم دوزخ کی سزا دیں گے ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۳ اور اللہ تعالٰی نے حضور محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرمایا کہ ہم نے آپ کے لیے روشن فتح دی۴ کہ آپ کے صدقہ سے آپ کی امت کے اگلے پچھلے گناہ اللہ بخشے۵ لوگوں نے کہا کہ نبیوں پر کیسے بزرگی دی فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ان کی قوم کی زبان میں۶ تاکہ وہ ان کے لیے بیان کریں تو اللہ جسے چاہے گمراہ کرے آخر آیت تک اور محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے لوگوں کے لیے کافی۷ تو حضور کو جن وانسان کی طرف بھیجا۸

(۵۵۱۹) ۱ یعنی فرشی عرشی ساری مخلوق سے حضور انور کو اللہ نے افضل کیا۔حضور خیر الخلق کلھم ہیں۔۲ یعنی جو فرشتہ دعوٰی خدائی کرے گا ہم اسے دوزخ میں ڈالیں گے یہ فرمان فرضی صورت پر ہے جیسے قرآن فرماتا ہے کہ اگر خدا کے بیٹا ہوتا تو اسے پہلے میں پوجتا۔فرشتے گناہ بھی نہیں کر سکتے چہ جائیکہ دعوٰی خدائی کریں۔ یہ خوب خیال رہے۔۳ یعنی فرشتوں کے متعلق یہ فرمانِ عالی قہر وغضب پر مبنی ہے جس سے انہیں خوف وہراس ہو۔۴ فتح سے مراد یا فتح مکہ ہے یا رحمت کے تمام دروازے حضور کے لیے کھولنا مراد ہے یا یہ مطلب ہے کہ رب نے آپ کے ذریعہ سب دروازے کھول دیئے۔ اس کی نفیس تحقیق ہمارے حاشیۃ القرآن میں دیکھو۔۵ یعنی حضور انور سے رب تعالٰی نے رحمت وکرم بندہ نوازی والا کلام فرمایا اللہ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہ تو کیا گناہ کے ارادے سے بھی محفوظ ہیں۔لہٰذا ذنبک سے مراد وہ گناہ ہیں جن کا بخشوانا حضور کے ذمہ کرم پر ہے۔یعنی امت کے گناہ اس کی نفیس تحقیق ہماری تفسیر میں ملاحظہ کرو ذنبک کی تفسیریں بہت کی گئی ہیں۔ تقدم اور تاخر سے مراد امت کے اگلے پچھلے گناہ ہیں۔۶ یعنی پچھلے نبیوں کی امتیں خاص ہوتی تھیں۔ یوں ہی ان کے علاقے ان کے زمانے سے مخصوص ہوتے تھے کہ اس کے باہر ان کی نبوت کا ظہور نہ ہوتا تھا۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام جب خضر علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان پر اپنے دین اپنی کتاب کے احکام جاری نہ کر سکے جب ان کی نبوتیں خاص تھیں تو ان حضرات کی زبانیں بھی خاص تھیں۔وہ خاص اسی زبان میں تبلیغ فرماتے تھے۔حضرت سلیمان علیہ السلام کو جانوروں کی بولیوں کا علم عطا

فرمانا ان کا معجزہ تھا تبلیغ کے لیے نہ تھا۔ ۷؎ کافۃ یا تو ناس کا حال ہے تب توت تانیث کی ہے اور یا ارسلناک کے کاف خطاب یہ سے حال ہے تو، ت مبالغہ کی ہے جیسے علامتہ یا فہامتہ کی ت، کافۃ بنا ہے کف سے بمعنی روکنا یا پورا ہونا ناس سے مراد حضور انور کے زمانہ سے لیکر تا قیامت سارے انسان ہیں حضور سب کے نبی ہیں اور سب پر حضور کی اطاعت واجب و لازم ہے رات میں ہر گھر کا چراغ علیحدہ ہوتا ہے مگر دن میں سارے جہاں کا سورج ایک اور ہوسکتا ہے ناس سے مراد ہے سارے انسان از آدم علیہ السلام تا روز قیامت کہ سب کو حضور ہی کا فیض پہنچا کسی کو بالواسطہ اور کسی کو بلاواسطہ رات میں چاند تارے سورج ہی کا نور دنیا کو دیتے ہیں۔ ۸؎ اگرچہ مذکور آیت میں صرف انسانوں کا ذکر ہے مگر چونکہ جنات انسانوں کے تابع ہیں لہٰذا وہ بھی ان میں داخل ہیں بلکہ حضور انور ساری مخلوق کے نبی ہیں فرشتے وغیرہ سب آپ کی امت ہیں۔ رب فرماتا ہے: لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (۲۵،۱) جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔ (کنزالایمان) رب تعالٰی رب العالمین ہے حضور رحمۃ للعالمین بھی ہیں اور نذیر للعالمین بھی۔ خیال رہے کہ ہر نبی اپنی قوم کی زبان سے واقف بھیجے گئے ساری مخلوق حضور کی امت ہے لہٰذا حضور سب کی زبان جانتے ہیں حضور سے اونٹوں، چڑیوں نے فریادیں کی ہیں پتھر سلام کرتے تھے لکڑی کا ستون حنانہ حضور کے فراق میں رویا۔ آپ سے دل کا دکھ درد کہا اور حضور نے سب کچھ سمجھ لیا۔ آج حضور کے دروازے پر ہر شخص اپنی بولی میں حضور سے فریادیں کرتا ہے کوئی ترجمہ کرنے والا درمیان میں نہیں ہوتا سب کی سنتے سمجھتے ہیں سب کی دادرسی فریادرسی کرتے ہیں۔ یہ ہے حضور کا سب زبانیں جاننے کا ثبوت اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلَيْهِ۔ شعر:۔

قدرت کی تحریریں جانے ۔۔۔ اُمی اور تقریریں جانے
بخشش کی تدبیریں جانے ۔۔۔ وہ ہے رحمت والا جن کا نام ہے محمد
ان سے دو جگ ہے اجیالا

وَعَنْ اَبِیْ ذَرِّ نِ الْغِفَارِیِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ كَيْفَ عَلِمْتَ اَنَّكَ نَبِیٌّ حَتّٰى اسْتَيْقَنْتَ فَقَالَ يَا اَبَاذَرَا اَتَانِیْ مَلَكَانِ وَاَنَا بِبَعْضِ بَطْحَآءِ مَكَّةَ فَوَقَعَ اَحَدُهُمَا اِلَى الْاَرْضِ وَكَانَ الْاٰخَرُ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اَهُوَ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَزِنْهُ بِرَجُلٍ فَوُزِنْتُ بِهٖ فَوَزَنْتُهٗ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِعَشَرَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِمِائَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَنْتَثِرُوْنَ عَلَیَّ مِنْ خِفَّةِ الْمِيْزَانِ قَالَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَوْ وَزَنْتَهٗ بِاُمَّتِهٖ لَرَجَحَهَا۔

(رَوَاهُمَا الدَّارِمِیُّ)

(۵۵۲۰) روایت ہے حضرت ابوذر غفاری سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے کیسے جانا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں حتی کہ آپ نے یقین کرلیا ۱؎ تو فرمایا اے ابوذر میرے پاس دو فرشتے آئے جبکہ میں مکہ کے بعض پتھریلے علاقہ میں تھا ۲؎ تو ان میں سے ایک تو زمین کی طرف آ گیا اور دوسرا آسمان و زمین کے درمیان رہا ۳؎ تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کیا یہ وہی ہیں ۴؎ اس نے کہا ہاں اس نے کہا کہ انہیں ایک شخص سے تولو ۵؎ میں اس سے تولا گیا تو میں وزنی ہوا ۶؎ پھر وہ بولا انہیں ہزار سے تولو میں ان سے تولا گیا تو میں ان پر بھاری ہوگیا گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ پلہ ہلکا ہونے کی وجہ سے مجھ پر گرے پڑتے ہیں ۷؎ تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اگر تم انہیں ان کی پوری امت سے تولو تو بھی یہ سب پر بھاری ہوں گے۔ ۸؎ (دارمی)

(۵۵۲۰) ؂یعنی حضور آپ نے دنیا میں آ کر اپنی نبوت یہاں کے کس سبب سے جانی پہچانی لہذا یہ سوال ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ ہم اس وقت نبی تھے جب آدم علیہ السلام آب وگل میں تھے یا بچپن شریف میں ہم کو شجر و حجر سلام کرتے تھے آپ کی نبوت کا اعلان آپ کی ولادت پاک سے پہلے ہو چکا تھا دنیا بھر نے آپ کو نبی جان لیا تھا پڑھو وہ معجزات جو حمل شریف اور ولادت پاک کے وقت تمام دنیا میں ظاہر ہوئے رب فرماتا ہے:یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ (۶:۱۲۰) اس نبی کو پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔(کنزالایمان) انسان اپنے بیٹے کو اس کی ولادت سے پہلے ہی جانتا ہے۔؂غالبًا یہ واقعہ بہت ہی بچپن شریف کا ہے جب حضور حلیمہ دائی کے یہاں تھے یا اس کے کچھ بعد جب بکریاں چراتے تھے بطحاء کہتے ہیں پتھریلے علاقہ کو مکہ معظمہ کے آس پاس تمام علاقہ پتھریلا ہے ؂یعنی ہوا میں یا فضا میں معلق رہا۔میں نے اسے اسی طرح دیکھا مگر حضور یہ عجیب نظارہ دیکھ کر دوڑے نہیں معلوم ہوا کہ حضور نے انہیں پہچان لیا کہ یہ فرشتے ہیں اس لیے فرمایا اتانی ملکان ؂یعنی کیا یہ وہی نبی ہیں جن کا اعلان فرشتوں میں کیا جا چکا ہے جن پر ایمان لانے کا عہد و پیمان نبیوں سے ہمارے سامنے لیا جا چکا ہے جن کی دعائیں جناب خلیل نے مانگی ہیں جن کی بشارتیں جناب مسیح نے دی ہیں جن کے مدرسہ فیض میں سارے نبی تعلیم پا کر دنیا میں آتے رہے جو آگے چل کے سارے جہان کا سارے مومنوں کی آنکھوں کا تارا ہوں گے وغیرہ وغیرہ۔؂اگر امت سے مراد امت مرحومہ ہے تو شاید حضور انور کو جناب صدیق و فاروق کے ساتھ تولا گیا ہوگا اور اگر مطلقًا امت ہے تو حضور کو جناب خلیل و کلیم کے ساتھ تولا گیا ہوگا یہ ترازو بھی کوئی اور ہی تھا اور تولنے والے ہاتھ بھی دست قدرت ہی ہوں گے ؂یہ وزنی ہونا نبوت کے وزن سے ہوا نبوت بڑی وزنی نعمت ہے۔حضور کو ترتیب وار تولنا کہ پہلے ایک شخص سے پھر دس سے پھر سو سے یہ بھی حضور کی شان دکھانے کے لیے ہے ورنہ اگر پہلے ہی ہزار سے تول دیا جاتا تو یہ بات ظاہر نہ ہوتی۔؂یعنی جب ترازو کے ایک پلہ میں دو ہزار رکھے گئے اور دوسرے پلہ میں ہم تشریف فرما ہوئے تو ان سب کا پلہ ہلکا ہونے کی وجہ سے اتنا اونچا ہو گیا کہ وہ آسمان سے باتیں کرنے لگا۔خیال رہے کہ یہاں جسمانیت کا وزن تھا جس میں ہلکا اونچا ہوتا ہے بھاری نیچا روحانیت کے وزن میں ہلکا نیچا ہوتا ہے بھاری اونچا کہ جسم کا رجحان نیچے کی طرف ہے کہ وہ مادی چیز ہے اور نورانیت کا رجحان اوپر کی طرف ہے کہ وہ مجرد ہے جیسا کہ روایات میں ہے۔لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ یہاں ہلکا پلہ اونچا کیوں ہوگا۔رب تو فرماتا ہے:اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ (۳۵:۱۰) اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام(کنزالایمان) ؂خیال رہے کہ یہ تو حضور انور کا ظاہری وزن تھا حقیقی وزن کا یہ حال ہے کہ کارخانہ قدرت میں ایسی ترازو نہیں بنی جو حضور کا ایک سجدہ بھی تول سکے جیسے کسی انسانی کارخانہ نے ایسی ترازو نہ بنائی جو سمندر کا پانی یا ہوا تول سکے۔ایسا میٹر نہ بنا جو سورج کی روشنی ناپ لے تو کارخانہ قدرت نے ایسی ترازو نہ بنائی جو حضور کے اعمال تول لے۔اس لیے قیامت میں حضور کے اعمال کا وزن نہ ہوگا کہ وزن کس ترازو سے کیا جائے وہ ترازو کہاں سے آئے کارخانہ قدرت میں تو بنی نہیں۔حدیث شریف میں ہے کہ ایک گنہگار کے تاحد نظر گناہوں کے دفتر ایک ڈیڑھ ماشہ پرچے کے ساتھ تولے جائیں گے جس پر لکھا ہوگا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو پرچہ بھاری ہوگا۔وہ لاکھوں من کے دفتر ہلکے کیوں نہ ہو کہ وہ تھے اس کے کام یہ ہے اللہ رسول کا نام ہمارے کاموں سے ان کا نام بھاری ہے۔شعر:

دل عبث خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے　　پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا !!

اگر قیامت کے دن حضور ساری امت کے ہلکے پلے میں اپنا قدم رکھ دیں تو قسم خدا کی سب کا پلہ بھاری ہو جائے اور سب کے بیڑے پار لگ جائیں۔اللھم صل وسلم و بارك علیه

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتِبَ عَلَيَّ النَّحْرُ وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ وَاُمِرْتُ بِصَلٰوةِ الضُّحٰى وَلَمْ تُؤْمَرُوْا بِهَا . (رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ)

(۵۵۲۱) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ پر قربانی فرض کی گئی تم پر فرض نہیں کی گئی۱ اور میں چاشت کی نماز کا حکم دیا گیا ہوں تم کو اس کا حکم نہیں دیا گیا۲ (دارقطنی)

(۵۵۲۱)۱یعنی ہم میں تم میں شرعی احکام میں بھی فرق ہے کہ تم میں سے جو شخص امیر ہو اس پر قربانی فرض نہیں بلکہ واجب ہے غریب پر واجب بھی نہیں مگر ہم پر بہرحال فرض ہے۔ خیال رہے کہ حضور پر زکوٰۃ فرض نہیں (شامی) یا اس لیے کہ آپ کا مال وقف ہے اور وقف میں زکوٰۃ نہیں (شامی) یا اس لیے کہ ساری امت حضور کی لونڈی غلام ہے اور اپنے غلام لونڈی کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔ آپ کے لیے مصرف موجود نہیں (شیخی ومرشدی مولانا نعیم الدین صاحب) فقیر کے نزدیک یہ وجہ قوی ہے ورنہ آپ پر قربانی فرض نہ ہوتی مال وقف سے قربانی نہیں دی جاتی حضور کا یہ فرمان اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (۱۰۸،۲) تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ (کنزالایمان) ۲حضور پر چھ نمازیں فرض تھیں پانچ تو یہ نمازیں چھٹی نماز تہجد رب فرماتا ہے: وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ (۷۹،۱۷) اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے۔ (کنزالایمان) آیت کریمہ میں نافلہ بمعنی زائدہ ہے یعنی مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہیں آپ پر نماز تہجد زائد فرض ہے چنانچہ ہمارے لیے ارکان ایمان پانچ ہیں حضور کے چار یعنی زکوٰۃ فرض نہیں ہم پر نمازیں پانچ حضور پر چھ یعنی تہجد بھی فرض ہے۔ خیال رہے کہ پنج گانہ نمازیں اطاعت کی ہیں جو ہمارے لیے آئیں اور نماز تہجد نماز عشق ہے جو حضور انور کے لیے آئی۔ ہم حضور کے طفیل یہ نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اور نماز چاشت حضور پر ایک بار پڑھنا فرض تھی اس کی زیادتی مستحب تھی لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ حضور انور نے کبھی کبھی ہی نماز چاشت پڑھی ہے۔

بَابُ اَسْمَآءِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَصِفَاتِهٖ! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام شریف اور حلیہ شریف کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

حق یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے نام بھی ایک ہزار ہیں اور حضور انور کے نام بھی ایک ہزار اللہ تعالٰی کے دو نام ذاتی ہیں۔ عربی میں اللہ عبرانی میں ایل حضور انور کے بھی دو نام ذاتی ہیں۔ محمد، احمد باقی نام صفاتی۔ چونکہ اللہ رسول کی صفات بہت ہیں نیز ان کے آستانوں پر مختلف حاجت مند اپنی حاجتیں لے کر حاضر ہوتے رہیں گے اس لیے ان دونوں ذاتوں کے نام بہت ہوئے کہ جیسا حاجت مند آئے وہی نام سے پکارے حضور انور سے پہلے کسی کا نام محمد نہ ہوا ہاں یہ ثابت ہے کہ نجومیوں نے پیشین گوئی کی تھی کہ نبی آخر الزمان پیدا ہونے والے ہیں جن کا نام محمد ہوگا تو عرب میں چار شخصوں نے اپنے بیٹوں کے نام محمد رکھے مگر چونکہ یہ سن کر انہوں نے یہ نام رکھے اس لیے پہلے حضور ہی کا نام محمد ہوا چونکہ ساری مخلوق بلکہ خود خالق ہمیشہ حضور کی ہر ادا کی تعریف فرماتے رہیں گے اس لیے نام پاک محمد ہوا۔ اللہ تعالٰی نے اپنے محبوب کو اپنے تیئس نام عطا فرمائے۔ امام سیوطی نے حضور کے نام پر رسالہ مستقل لکھا ہے۔ عبدالمطلب نے بھی ایک خواب دیکھ کر حضور کا نادم محمد رکھا (مرقات، اشعتہ لمعات) خیال رہے کہ حضور کے ناموں میں کوئی نام جامد نہیں۔ سب نام شریف مشتقات ہیں۔ (مرقات)

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِنَّ لِيْ اَسْمَآءَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِي الَّذِيْ يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمَيَّ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۲۲) روایت ہے حضرت جبیر ابن مطعم سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرے بہت نام ہیں میں محمد ہوں۱ میں احمد ہوں۲ محو کرنے والا ہوں کہ اللہ میرے ذریعہ کفر کو محو فرمائے گا۳ اور میں جامع ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر جمع کیے جائیں گے۴ اور میں عاقب ہوں عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۵ (مسلم، بخاری)

(۵۵۲۲)۱ حضور کے تین نام حمد سے مشتق ہیں محمد، احمد، محمود، محمد کے معنی ہیں ہر طرح ہر وقت ہر جگہ ہر ایک کا حمد کیا ہوا یا ان کی ہر ادا کی ہر وصف کی ذات کی حمد کی ہوئی، مخلوق بھی ان کی حمد کرے خالق بھی ان کی حمد فرمائے جتنی نعتیں جتنی سوانح عمریاں ہر زبان میں ہر وقت حضور کی ہو رہی ہیں اتنی کسی کی نہیں ہوئیں کیوں نہ ہو کہ قیامت کا دن اس نعت خوانی ہی میں تو صرف ہونا ہے۔ حساب کتاب تو چار گھنٹہ میں ختم ہو جائے گا اور دن ہے پچاس ہزار سال کا وہ نعت خوانی میں خرچ ہو گا شعر:-

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا　　　　کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

۲ احمد اسم تفضیل ہے حمد کا یا تو حمد معروف کا تو معنی ہوں گے بہت ہی حمد فرمانے والے اپنے رب کی یا حمد مجہول کا تو معنی ہوں گے بہت ہی حمد کیے ہوئے پہلے معنی قوی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جامع ہیں حامدیت اور محمودیت میں جیسے آپ مرید بھی اللہ کے، اور مراد بھی یوں ہی آپ طالب بھی ہیں مطلوب بھی یوں ہی آپ احمد بھی محمود بھی حبیب بھی ہیں محبوب بھی (مرقات) ۳ حضور سورج ہیں دوسرے انبیاء چاند تارے شمع تھے اور کفر تاریکی ہے اگرچہ تاریکی کو چراغ چاند ستارے بھی دور کرتے ہیں مگر وہ رات کو دن نہیں بناتے سورج رات کو دن بنا دیتا ہے نیز چراغ وغیرہ ایک محدود جگہ میں روشنی کرتے ہیں سورج ساری زمین کو منور کر دیتا ہے اس لیے صرف حضور کا نام ماحی ہوا نیز حضور سے پہلے دنیا میں اندھیرا ہی تھا جو حضور نے دور کیا۔ نیز حضور ہم گنہگاروں کے گناہوں کو مجوبوں کے حجاب کو دور کرتے ہیں۔ ۴ سب سے پہلے قبر انور سے حضور اٹھیں گے پھر دوسرے لوگ سب سے پہلے حضور میدان محشر میں پہنچیں گے پھر حضور کے پیچھے ساری مخلوق نیز سارے لوگ آخر کار شفاعت کی بھیک مانگنے حضور ہی کے پاس پہنچیں گے، حضور ہی کے اردگرد جمع ہو جائیں گے حضور ہی کو گھیر لیں گے حضور کے پاس آ کر پھر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے اس لیے حضور حاشر ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ۵ عاقب بنا ہے عقب سے بمعنی پیچھے حضور سارے نبیوں سے پیچھے دنیا میں آئے نیز حضور اپنے پیچھے بہت خیر چھوڑ گئے لہذا حضور عاقب ہیں سب کی عاقبت حضور کے دم سے ہی ہے خیال رہے کہ حضور عاقب یعنی پچھلے نبی ہیں لہذا نہ تو آپ کے زمانہ میں کوئی نبی تھا اور نہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی ہو سکتا ہے۔ جو انبیاء کرام زندہ تھے یا زندہ ہیں وہ اب بہ شان نبوت زندہ نہیں۔ اب وہ حضور کے امتی ہیں جیسے حضرت عیسیٰ و ادریس آسمان میں اور خضر و الیاس زمین میں علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّيْ لَنَا نَفْسَهٗ اَسْمَآءَ فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَحْمَدُ الْمُقَفِّيْ وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ

(۵۵۲۳) روایت ہے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اپنے نام پاک بتاتے تھے فرماتے تھے کہ میں محمد ہوں میں احمد ہوں۱ مقفی ہوں۲ میں حاشر ہوں میں

اَلتَّوْبَةِ وَنَبِیُّ الرَّحْمَةِ .(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) توبہ کا نبی ہوں۳ میں رحمت کا نبی ہوں،(مسلم)

(۵۵۲۳)۱لفظ اللہ اور لفظ محمد میں چند طرح مناسبت ہے اللہ میں حرف چار تو محمد میں حرف چار اللہ کے چاروں حرف بےنقطہ محمد کے چاروں حرف بےنقطہ اللہ میں ایک شد محمد میں ایک شد اللہ کے تین حرف حرکت والے محمد کے تین حرف حرکت والے ہاں اللہ کے شد پر الف ہے محمد کے شد پر الف نہیں اللہ سلطان حضور اس سلطنت کے وزیر اعظم اللہ بولنے سے دونوں ہونٹ جدا ہوتے ہیں محمد بولنے سے دونوں ہونٹ مل جاتے ہیں کہ وہ اوپر والوں سے ملانے ہی تو آئے ہیں۔۲ مقفی اسم فاعل سب نبیوں سے پیچھے دنیا میں آنے والا مقفی اسم مفعول سب نبیوں تمام انسانوں ساری مخلوق سے آگے رہنے والا کہ میرے نقش قدم پر سب چلنے والے یا مقفی اسم سب کی مہمانی کرنے والا کہ دنیا اس کی مہمان ہو وہ سب کا میزبان قفادہ کہتے ہیں لطف وکرم مہمانی کے کھانے کو(مرقات)۔۳ اس طرح کہ میرے ہاتھ پر ساری خلقت نے توبہ کی اور کرے گی یا میرے دین میں توبہ آسان کردی گئی یا میری برکت میرے صدقہ سے حضرت آدم و دیگر نبیوں کی توبہ قبول ہوئی ان کی مشکلیں حل ہوئیں شعر:۔

اگر نام محمد رانیا وردے شفیع آدم نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نہ نجینا

یا جو میرے دروازہ پر آ جائے ربّ کو توّاب و رحیم پائے لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا (۴:۶۴) تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔(کنزالایمان)۴ حضور کی رحمت عامہ تمام جہان پر ہے کہ حضور کی برکت سے دنیا میں عذاب آنا بند ہوگئے رحمت خاصہ مومنوں پر رحمت خاص الخاصہ ولیوں صدیقوں بلکہ گزشتہ نبیوں پر بھی ہے اللہ ربّ العالمین ہے حضور رحمۃ للعالمین حضور مومنوں پر رؤف و رحیم۔شعر:۔

ربّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

حضور کی رحمت کا پورا بیان ناممکن ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ كَیْفَ یَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّیْ شَتْمَ قُرَیْشٍ وَّلَعْنَهُمْ یَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَّیَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ .(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۵۲۴) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ اللہ نے کس طرح مجھ سے قریش کی گالیوں،ان کے لعن کو پھیر دیا وہ تو مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور مذمم پر لعن طعن کرتے ہیں ہم تو محمد ہیں۱(بخاری)

(۵۵۲۴)۱ پہلے کفار مکہ حضور انور کا نام شریف لے کر آپ کی شان اقدس میں گستاخی کرتے تھے ابولہب کی بیوی عورا بنت حرب نے کہا کہ تم لوگ محمد کہنا بھی چھوڑ دو کہ اس نام میں ان کی تعظیم ہے انہیں مذمم کہا کرو یعنی بہت ہی برے اب وہ لوگ مذمم کہہ کر گالیاں دینے لگے اس پر حضور انور نے یہ فرمایا کہ وہ مذمم کو برا کہتے ہیں ہوگا کوئی مذمم ہم تو محمد ہیں۔اللہ نے آپ کے نام کو بھی گستاخی سے بچالیا جو حضور کو محمد کہہ کر گستاخی کرے وہ اپنے منہ سے خود جھوٹا ہے۔محمد وہ جو بےعیب ہو اور تو اسے عیب لگا رہا ہے یہ مردودہ فخریہ کہا کرتی تھی۔مذمما قلینا و بینه اوینا وامره عصینا

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْشَمِطَ مُقَدَّمُ رَاْسِهٖ وَلِحْیَتِهٖ

(۵۵۲۵) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پاک اور داڑھی شریف کا اگلا

وَكَانَ اِذَا ادَّهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ وَاِذَا شَعِثَ رَاْسُهٗ تَبَيَّنَ وَكَانَ كَثِيْرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَّجْهُهٗ مِثْلُ السَّيْفِ قَالَ لَابَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيْرًا وَرَاَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفِهٖ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهٗ ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حصہ کھچڑی تھا! اور جب آپ تیل لگاتے تو ظاہر نہ ہوتا تھا اور بال بکھرے ہوتے تو ظاہر ہوتا۲ داڑھی شریف میں بہت بال تھے۳ تو ایک آدمی بولا کہ حضور کا چہرہ انور تلوار کی طرح تھا۴ فرمایا نہیں بلکہ سورج اور چاند جیسا تھا۵ اور قدرے گول۶ اور میں نے مہر نبوت کو آپ کے کندھے شریف کے پاس دیکھا کبوتری کے انڈے کی طرح تھی جسم اطہر کے ہم رنگ تھی ۷ (مسلم)

(۵۵۲۵)۱ اشمط کے لفظی معنی ہیں کچھ بال سفید ہو جانا کچھ بال سیاہ رہنا اسے اردو میں کھچڑی بال کہتے ہیں۔ سر شریف میں چودہ بال سفید تھے داڑھی شریف میں پانچ بال اور ریش بچی میں ایک بال سفید کل بیس بال شریف سفید ہوئے تھے اس کے متعلق اور بھی روایات ہیں۔۲ یعنی آپ کے بالوں کا کھچڑی ہونا جب ظاہر ہوتا تھا جبکہ بال شریف بکھرے ہوئے ہوتے ورنہ ظاہر نہ ہوتا تھا جس سے معلوم ہوا کہ بہت تھوڑے بال سفید تھے۳ حضور کی داڑھی شریف پورا خط گھنے بال تھے حق یہ ہے کہ ایک مشت رہتی تھی ایک مشت سے داڑھی کم کرنا ممنوع ہے۔ مشت سے زیادہ میں بہت اختلاف ہے۔ حضرت علی کی داڑھی سینہ تک رہتی تھی۔ حضور غوث پاک کی داڑھی لمبی تھی۔ حضرت ابن عمر ایک مشت رکھتے تھے (اشعۃ اللمعات)۴ یعنی جیسے تلوار سفید اور چمک دار ہوتی ہے۔ ایسے ہی حضور کا چہرہ انور چمکدار تھا مگر چونکہ اس تشبیہ میں دھوکہ ہوتا تھا کہ تلوار کی طرح لمبا ہو اس لیے اس کی تردید کردی گئی۔۵ یعنی حضور کے چہرہ کو تلوار سے تشبیہ نہ دو چاند سورج سے تشبیہ دو۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ شعر:-

میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں ان کے چہرے کو | میں ان کے کفش پا پر چاند کو قربان کرتا ہوں !!

۶ یعنی چہرہ انور مائل بہ گولائی تھا نہ بالکل گول نہ لمبا۔ لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ لیس بہ کلثم ۷ یعنی مہر نبوت جسم شریف کے ہمرنگ تھی برص کی طرح بہت چٹی نہ تھی۔ یہ بہت ہی حسین معلوم ہوتی تھی۔ حضور کا حسن اسی شعر میں مذکورہ ہے۔ شعر:-

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات | آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہاداری
کس نیست درجہاں کہ زحسنت عجب نہ ماند | ای در کمال حسن عجب ترزہر عجب

وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ سَرْجَسَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلْتُ مَعَهٗ خُبْزًا وَّلَحْمًا اَوْقَالَ ثَرِيْدًا ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهٗ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَ نَاغِضِ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى جُمْعًا عَلَيْهِ خِيْلَانٌ كَاَمْثَالِ الثَّآلِيْلِ ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۲۶) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سرجس سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے ساتھ گوشت روٹی کھائی یا فرمایا ثرید کھایا! پھر میں آپ کے پیچھے مڑ گیا تو میں نے حضور کی مہر نبوت دیکھی جو آپ کے دو کندھوں کے بیچ بائیں کندے کی گھنڈی کے پاس تھی۲ اکٹھی تھی جس پر کھرنڈ کی طرح تل تھے۔۳ (مسلم)

(۵۵۲۶)۱ راوی کو شک ہے کہ ان صحابی نے گوشت روٹی فرمایا یا ثرید کہا ثرید گوشت کے شوربے میں گلائی ہوئی روٹی کہ روٹی بوٹی اور شوربا ایک جان کردی جائے حضور انور کو بہت پسند تھا۲ ناغض وہ نرم ہڈی جو کندھے کے درمیان دونوں کندھوں کے کناروں کے ملنے

کی جگہ واقع ہے جمعا بمعنی مٹھی آتا ہے جس میں انگلیاں جمع ہوں یعنی یہ پارہ گوشت یا یہ تل الگ الگ نہ تھے۔ بلکہ یکجا ملے ہوئے تھے۔۲ ثالیل جمع ہے ثولول کی چنے کے دانہ کی برابر جو کھرنڈ سا جسم پر نکل آتا ہے اسے عربی میں ثولول فارسی میں زخ کہتے ہیں۔خلاصہ یہ ہے کہ دو کندھوں کے بیچ میں کچھ ابھرا ہوا گوشت تھا جس پر تل تھے اگر بغور دیکھا جاتا تو محمد پڑھنے میں آتا تھا جیسا کہ بعض روایات میں ہے یہ حضور کی نبوت کی علامت تھی اسے مہر نبوت کہتے تھے بحیرہ راہب یہی مہر نبوت دیکھ کر ایمان لایا تھا۔

وَعَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَتْ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيْهَا خَمِيْصَةٌ سَوْدَآءُ صَغِيْرَةٌ فَقَالَ اِيْتُوْنِيْ بِاُمِّ خَالِدٍ فَاُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ فَاَخَذَ الْخَمِيْصَةَ بِيَدِهٖ فَاَلْبَسَهَا قَالَ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ثُمَّ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ وَكَانَ فِيْهَا عَلَمٌ اَخْضَرُ اَوْ اَصْفَرُ فَقَالَ يَا اُمَّ خَالِدٍ هٰذَا اَسَنَاهُ وَهِيَ بِالْحَبَشَةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِيْ اَبِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۵۲۷) روایت ہے جناب ام خالد بنت خالد بن سعید سے۱ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ کپڑے لائے گئے جن میں کالی چھوٹی سی کملی بھی تھی۲ تو فرمایا ام خالد کو لاؤ چنانچہ انہیں لایا گیا گود میں اٹھا کر۳ تو حضور نے وہ کملی اپنے ہاتھ میں لی انہیں پہنائی فرمایا پرانی کرو اور پھاڑو پھر پرانی کرو اور پھاڑو۴ اس میں ہرے یا پیلے بیل بوٹے تھے تو فرمایا اے ام خالد یہ بہت اچھے ہیں سناہ حبشی زبان میں اچھے کو کہتے ہیں۔۵ فرماتی ہیں میں حضور کی مہر نبوت سے کھیلنے لگی۶ تو مجھے میرے والد نے ڈانٹا۷ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو۸ (بخاری)

(۵۵۲۷)۱ام خالد بھی صحابیہ ہیں اور ان کے والد ابن سعید بھی صحابی ہیں خالد ابن سعید ابن عاص اموی بڑے پرانے مومن ہیں۔ آپ چوتھے مسلمان ہیں آپ حضرت علی سے مناظرہ کرتے تھے کہ ہم دونوں میں پہلے اسلام کون لایا۔ام خالد اپنی کنیت میں مشہور ہیں آپ حبشہ میں پیدا ہوئیں بچپن ہی میں مدینہ منورہ لائی گئیں ان سے حضرت زبیر ابن عوام نے نکاح کیا (مرقات،اشعۃ اکمال)۲ خمیصہ مربع کمبل کو کہتے ہیں جس کے کنارے منقش ہوں شاید یہ کپڑے مال غنیمت میں آئے تھے یا کسی جگہ سے ہدیہ حضور انور نے صحابہ کرام میں تقسیم فرمائے اس چھوٹی سی کملی کے لیے نظر انتخاب ان چھوٹی سی صحابیہ پر پڑی۳ ام خالد کے والد انہیں گود میں اٹھا کر لائے کیونکہ اس وقت آپ بہت کمسن بچی تھیں۔۴ یعنی اے ام خالد جیتی جاگتی رہو تمہاری عمر دراز ہو تم اس کملی کو پرانی کر کے پھاڑو اس کے بعد اور کپڑے پرانے کرتی پھاڑتی رہو بعض روایات میں ہے کہ یہ دعا تین بار دی۵ چونکہ ان کے والد خالد بن سعید اولاً ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے وہاں ام خالد پیدا ہوئیں وہاں کی زبان سیکھ گئیں۔اس لیے حضور انور نے ان سے حبشی زبان کا کلمہ ارشاد فرمایا سناہ مدینہ منورہ کی زبان حسنہ نہ فرمایا۔۶ بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہرنئی اور عجیب چیز کو چھوتے چھیڑتے چٹکی سے دباتے ہیں میں بھی مہر نبوت شریف سے یہی حرکات کرنے لگی۷ اور کہا کہ بیٹی ایسی بے ادبی نہ کرو ادب سے بیٹھو خیال رہے کہ حضور انور کی قمیص کا گریبان سینہ پر نہ تھا بلکہ گردن کے دونوں طرف چاک تھے جن میں ایک ایک بٹن لگا تھا وہ بٹن اکثر کھلے رہتے تھے۔ام خالد نے اپنا ننھا سا ہاتھ ان چاکوں کے اندر ڈال دیا،اور مہر نبوت شریف کو مس کرنے لگیں۔کاش وہ پورے وہ انگلیاں ہم کو ان کی زیارت میسر ہوتی تو ہم چوم کر آنکھوں سے لگاتے۔شعر:-

ہوتے صدقے کبھی ناقہ کے کبھی محمل کے ساربان کے کبھی ہاتھوں کی بلائیں لیتے

دشت طیبہ میں ترے ناقہ کے پیچھے پیچھے دھجیاں جیب و گریبان کی اڑاتے جاتے

اس گنہگار فقیر احمد یار نے اپنی داڑھی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پائنتی شریف کی چوکھٹ جھاڑی ہے۔ خدا کرے یہ داڑھی جو اس آستانہ کی جھاڑو بنی ہے میری بخشش کا ذریعہ بن جائے ٦ یعنی اس بچی کو اپنا کام کرنے دو اسے اس کام سے برکت حاصل ہو رہی ہے کبھی یہ اپنے پوروں اپنی ان انگلیوں پر ناز کیا کرے گی اسے آج دوہری برکتیں نصیب ہیں۔ ہماری چادر کا عطیہ اور مہر نبوت سے مس حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے اس حدیث سے بزرگوں کے خرقے ان کا پہننا، ان سے برکت لینا ثابت فرمایا کہ مومنوں کے ان اعمال کی اصل یہ حدیث ہے۔ (مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَصِفُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ اَزْهَرَ اللَّوْنِ وَقَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ بَيْنَ اُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهٖ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) . وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيْ قَالَ كَانَ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَالْقَدَمَيْنِ لَمْ اَرَ بَعْدَهٗ وَلَا قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَكَانَ بَسْطَ الْكَفَّيْنِ وَفِيْ اُخْرٰى لَهٗ قَالَ كَانَ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ .

(۵۵۲۸) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت دراز قد تھے ١ اور نہ بالکل پست قد ٢ اور نہ خالص سفید رنگ تھے ٣ اور نہ گندمی رنگ نہ تو چھلے دار بالوں والے تھے اور نہ بالکل سیدھے بال والے ٤ اللہ نے انہیں نبی بھیجا سرے پر چالیس سال کی عمر شریف کے ٥ مکہ میں دس سال رہے اور مدینہ میں دس سال ٦ اللہ نے آپ کو وفات دی ساٹھ سال کے کنارے پر ٧ اس وقت آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے ٨ اور ایک روایت میں انس حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ قوم میں درمیانہ قد تھے نہ بہت دراز اور نہ پست قد ٩ چمکدار رنگت ١٠ اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف آپ کے آدھے کانوں تک تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے کانوں اور کندھوں کے درمیان تھے ١١ (مسلم بخاری) اور بخاری کی روایت میں ہے کہ انس نے کہا کہ حضور بھاری سر ١٢ اور بھاری قدم والے تھے ١٣ میں نے آپ جیسا حسین نہ آپ کے بعد دیکھا نہ آپ سے پہلے ١٤ آپ کشادہ ہتھیلی تھے ١٥ بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ حضور بھاری قدم بھاری ہاتھوں والے تھے ١٦

(۵۵۲۸) ١ بائن بنا ہے بون سے بمعنی دوری اسی سے ہے طلاق بائنہ یہاں بائن سے مراد ہے بہت زیادہ جو حد اعتدال سے دور ہو یعنی حضور انور اتنے دراز قد نہ تھے کہ حد اعتدال سے دور ہوں ٢ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور مائل بہ درازی تھے کیونکہ طویل کے ساتھ بائن کی قید بیان ہوئی اور قصیر مطلق بغیر قید کے فرمایا ٣ بلکہ آپ کا رنگ شریف سفید مائل بہ سرخی تھا پیلا ہوا سفید جو کہ بہت ہی حسین ہوتا ہے۔ ٤ یعنی حضور کے بال شریف نہ تو حبشہ والوں کی طرح بالکل چھلے دار مٹھے ہوئے تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ بال سیدھے کناروں پر خم دار تھے۔ ایسے بال بہت حسین معلوم ہوتے ہیں ٥ سرے سے مراد آخری کنارہ ہے حضور انور کی نبوت کا ظہور چالیس سال کی عمر شریف میں ہوا جب آپ کا سن شریف پورے چالیس سال کا ہو چکا تھا۔ ٦ تمام کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور انور کی نبوت کا ظہور چالیس

سال کی عمر شریف میں ہوا اس پر بھی سب متفق ہیں کہ بعد ہجرت مدینہ منورہ میں قیاس دس سال رہا مگر اس میں اختلاف ہے کہ ظہور نبوت کے بعد ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں کتنا قیام رہا دس سال تیرہ سال پندرہ سال قوی یہ ہے کہ تیرہ سال قیام رہا لہذا عمر شریف کل تریسٹھ سال ہوئی ساٹھ یا پینسٹھ سال نہیں یہاں دس سال والی روایت ہے۔ ۷ مرقات نے یہاں فرمایا کہ ساٹھ والی روایت میں دہائی لی گئی ہے تین جو کسر تھی وہ چھوڑ دی گئی اور پینسٹھ سال والی روایت میں ولادت اور وفات کے سال شامل کر لیے گئے ہیں ورنہ عمر شریف تریسٹھ سال ہے اور یہ دونوں روایات اس کے خلاف نہیں ۸ بعض روایات میں ہے کہ سر مبارک داڑھی شریف اور ریش بچی سب میں ملا کر بیس بال سفید تھے بعض میں ہے کہ کل چودہ بال سفید تھے۔ یہ روایت چودہ بالوں والی ہے شمار میں اختلاف ہوسکتا ہے۔ اس روایت میں ہے کہ سر مبارک میں چودہ بال سفید تھے داڑھی شریف میں پانچ بال اور ریش بچی میں ایک بال سفید۔ ۹ پہلے گزر چکا کہ حضور انور درمیانہ قد تھے مائل بہ درازی یہ قد بہت حسین ہوتا ہے۔ ۱۰ رنگت سفید جس میں سرخی پلائی ہوئی اور وہ جگمگاتی ہوتی تھی یہ حسن کی انتہا ہے۔

اس چمک دار رنگ پہ لاکھوں سلام جس سے تاریک دل جگمگانے لگے

۱۱ بالوں کی درازی میں چار روایتیں ہیں نصف کان تک۔ کانوں کی گدیوں تک۔ کانوں اور کندھوں کے درمیانی تک کندھوں تک ان میں تعارض نہیں کبھی تا بگوش کبھی تا بدوش مختلف اوقات میں مختلف حالات تھے۔ حضور انور بال کٹواتے تھے اور سواء حج و عمرہ کے کبھی منڈواتے نہیں تھے۔ ۱۲ چھوٹا سر کم عقلی کی علامت ہوتی ہے اور بہت بڑا سر حسین نہیں ہوتا۔ درمیان سر قدرے بڑا بہت حسین ہے وہی یہاں مراد ہے۔ شعر:۔

ہرچہ اسباب جمال است رخ خوب ترا ہمہ بروجہ کمال است کمالا نخفی

(اشعہ) ۱۳ بھاری قدم بہادری۔ ثابت قدمی اور عبادت میں طاقت کی دلیل ہیں پتلے دبلے قدم کمزوروں کی علامت ہے۔ یوں ہی تلوے اندر کو دھنسے ہونا حسن کے خلاف ہے کہ زمین پر صرف کنارہ قدم لگے باقی الگ رہیں۔ پورا قدم زمین کو لگے بھرے قدم ہوں یہ حسن ہے حضور کے قدم شریف ایسے ہی تھے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔ شعر:۔

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کف پا چاند سا سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

۱۴ یعنی آپ کا حسن کما حقہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ بس اتنا سمجھ لو کہ میری آنکھوں نے نہ آپ سے پہلے حسین دیکھا نہ آپ کے بعد حضرت انس کی آنکھ تو کیا دیکھتی جناب جبرائیل امین کی آنکھوں نے ایسا نہ دیکھا۔ شعر:۔

معراج میں جبرائیل سے کہنے لگے شاہ امم تم نے تو دیکھے ہیں بہت بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم

روح الامین کہنے لگے اے مہ جبیں تیری قسم آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری!!

۱۵ کشادہ ہتھیلی علامت ہے جود وسخا کی حضور جیسا سخی پیدا نہ ہوا نہ ہوگا۔ عرب کہتے ہیں **عبدالکف بخیل وسبط الکف جواد**۔ تنگ ہتھیلی والا کنجوس ہوتا ہے وسیع ہتھیلی والا سخی داتا ۱۶ خیال رہے کہ حضور انور کے دست مبارک قدم شریف تھے تو بھاری مگر کھال مبارک نہایت نرم تھی جیسا کہ روایت میں ہے کہ حضور کے اعضاء ریشم سے بھی زیادہ نرم تھے۔ نرمی اور چیز ہے بھاری ہونا کچھ اور یہ بھی خیال رہے کہ ہاتھ پاؤں بھاری ہونا مردوں میں ہنر ہے عورتوں میں عیب ہے کیونکہ مردوں کے مضبوط اعضاء بہادری کی علامت ہیں۔ عورتوں کے

اعضاء نازک چاہئیں (مرقات)

وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا بُعَيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَهُ شَعْرٌ بَلَغَ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ رَأَيْتُهُ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ لَمْ اَرَ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ مَارَأَيْتُ مِنْ ذِيْ لِمَّةٍ اَحْسَنَ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرُهٗ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيْدُ مَابَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ ۔

(۵۵۲۹) روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد تھے۱ دو کندھوں کے درمیان فاصلے والے۲ آپ کے بال آپ کے کانوں کی گدیوں تک تھے۳ میں نے آپ کو سرخ جوڑے میں دیکھا آپ سے اچھا میں نے کبھی کوئی نہ دیکھا ۴ (مسلم بخاری) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا میں نے زلفوں۵ والا سرخ جوڑا پہنے کوئی ایسا حسین نہ دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین ہو، آپ کے بال آپ کے کندھوں کو چھوتے تھے۶ دو کندھوں کے درمیان فاصلہ والے نہ تو دراز قد تھے نہ پستہ قد ۷

(۵۵۲۹)۱ یہ فرمان ترکیبی ہے۔یعنی قریباً درمیانہ تھے کیونکہ حضور انور قدرے طویل قد تھے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا (مرقات) ۲ دو کندھوں میں فاصلہ جب ہی زیادہ ہوگا جب کہ سینہ چوڑا ہو، حضور کا سینہ مبارک بہت کشادہ تھا چوڑا سینہ شجاعت وسخاوت دل کی وسعت کی علامت ہے۔اس سے دل کی وسعت کا پتہ لگتا ہے۔جس کا دل وسیع ہو وہ کینہ غصہ بغض وحسد سے پاک ہوتا ہے۔حضور نے کبھی اپنی ذات کا بدلہ کسی سے نہ لیا۔ بلکہ ہمیشہ درگزر کی، معافی دی یہ ہے حضور کی وسعت قلب۔ ۳ یعنی کبھی آپ کے بال شریف تا بگوش ہوتے تھے۔لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ حضور کے بال شریف کندھوں تک تھے۔ ۴ یہاں سرخ سے مراد خالص سرخ نہیں، کہ مردوں کے لیے خالص سرخ لباس ممنوع ہے بلکہ مخطط بالاحمر مراد ہے یعنی اس کپڑے میں سرخ خطوط بھی تھے اور ہرے بھی اور کپڑا اریشمی نہ تھا سوتی تھا۔حلہ سوتی کپڑے کا بھی ہوتا ہے یہ حلہ یمنی تھا۔حضور کو یمنی لباس محبوب تھا۔ ۵ جو بال کانوں کی گدیوں تک ہوں انہیں وفرہ کہتے ہیں۔جو کانوں اور کندھوں کے درمیان ہوں انہیں جمہ کہا جاتا ہے۔اور جو کندھوں تک پہنچیں انہیں لمہ کہتے ہیں۔حضور انور کے بال کبھی لمہ بھی ہوتے تھے۔اسی کا یہاں ذکر ہے۔ ۶ خیال رہے کہ عورتوں کی طرح بہت لمبے بال رکھنا مردوں کو ممنوع ہیں۔کندھوں تک مردوں کے بالوں کی انتہا ہے۔ ۷ یعنی حضور کے جسم شریف میں وہ درازی یا پستی نہ تھی جو بری معلوم ہو۔(مرقات)

وَعَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيْعَ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنِ مَنْهُوْشَ الْعَقِبَيْنِ قِيْلَ لِسِمَاكٍ مَاضَلِيْعُ الْفَمِ قَالَ عَظِيْمُ الْفَمِ قِيْلَ مَا اَشْكَلُ الْعَيْنِ قَالَ طَوِيْلُ شَقِّ الْعَيْنِ قِيْلَ مَامَنْهُوْشُ الْعَقِبَيْنِ قَالَ قَلِيْلُ لَحْمِ الْعَقَبِ ۔(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۳۰) روایت ہے حضرت سماک ابن حرب سے۱ وہ حضرت جابر ابن سمرہ سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ منہ والے۲ سرخ وسفید آنکھ والے پتلی ایڑیوں والے تھے۳ سماک سے پوچھا گیا کہ ضلیع الفم کیا چیز ہے فرمایا کشادہ منہ۴ کہا گیا کہ اشکل العین کیا ہے فرمایا آنکھ کی لمبائی دراز۵ کہا گیا کہ منھوش العقبین کیا ہیں، فرمایا ایڑی شریف پر گوشت تھوڑا۶ (مسلم)

(۵۵۳۰)۱ آپ مشہور تابعی ہیں کوفی ہیں تیس صحابہ سے آپ کی ملاقات ہے بہت مقبول الدعاء تھے خود کہتے ہیں کہ میری بینائی جاتی رہی تھی۔اللہ تعالٰی سے دعا کی اس نے مجھے بینائی واپس فرمادی (اشعہ) ۲ منہ کی کشادگی حسن ہے اور منہ کی تنگی بدزیب مگر کشادگی زیادہ

مراد نہیں کہ وہ بدزیب ہوتی ہے۔بعض نے فرمایا کہ یہاں کشادگی منہ سے مراد ہے فصاحت و بلاغت مگر یہ قوی نہیں کہ یہاں حلیہ شریف کا ذکر ہے فصاحت کو حلیہ شریف سے تعلق نہیں۔۳؎ اشکل بنا ہے شکلہ سے شکلہ کے معنی ہوتے ہیں مخلوط رنگ جس میں سفیدی میں سرخ ڈورے ہوں یا آنکھ کی سفیدی مائل سرخی ہو اسی سے بنا ہے اشکل۔۴؎ عربی میں وجہ کہتے ہیں چہرہ کو اور فم کہتے ہیں دہان یعنی منہ کو کشادہ منہ سے مراد ہے ہونٹ قدرے دراز ہوں یہ بھی حسن و خوبی ہے۔۵؎ محدثین فرماتے ہیں کہ سماک نے جو اشکل العین کی تفسیر کی ہے وہ درست نہیں تمام محدثین کا اسی پر اتفاق ہے کہ اشکل کے معنی یہ نہیں اس کے معنی وہی ہیں جو ابھی مذکور ہوئے یعنی آنکھ کی تیز سفیدی میں سرخ باریک ڈورے یہ بھی حسن ہے۔۶؎ پتلی ایڑھی بہت حسین ہوتی ہے موٹی و چوڑی ایڑی بھدی ہوتی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں حسن کے تمام اوصاف جمع تھے۔

وَعَنْ اَبِی الطُّفَیلَ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اَبْیَضَ مَلِیْحًا مُقَصَّدًا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۳۱) روایت ہے ابوطفیل سے۱؎ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے حضور گورے نمکین حسن والے میانہ قد تھے۲؎ (مسلم)

(۵۵۳۱)۱؎ آپ کا نام عامر ابن واثلہ ہے لیثی ہیں کنانی ہیں کنیت ابوطفیل اسی کنیت میں مشہور ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شریف کے آٹھ سال پائے روئے زمین میں سب سے آخری صحابی آپ ہیں۔جن کی وفات سب صحابہ سے آخر میں ہوئی آپ کی وفات کے بعد کوئی صحابی دنیا میں نہ رہے دور صحابہ آپ کی وفات پر ختم ہوا،(۱۰۲ھ) ایک سو دو میں وفات پائی۔مکہ معظمہ میں وفات ہوئی وہاں ہی دفن ہوئے (مرقات، اکمال وغیرہ)۲؎ حسن دو قسم کا ہوتا ہے ملیح اور صبیح ملیح جس کا ترجمہ ہے نمکین حسن اگرچہ صباحت بھی حسن ہے مگر ملاحت حسن کا اعلیٰ درجہ ہے اس میں فرق بیان سے معلوم نہیں ہوسکتا بلکہ اس کی چھانٹ عاشق کی نگاہ کرتی ہے اس کے بیان سے زبان قاصر ہے۔(اشعۃ) اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا۔شعر:-

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو ۔۔۔ نمکین حسن والا ہمارا نبی

یوں سمجھو کہ سفید رنگ صبیح ہے اور سفیدی میں سرخی کی جھلک ہو اور اس میں کشش ہو کہ دل ادھر کھچے اور دیدہ اس کے دیدار سے سیر نہ ہو وہ ملیح ہے یعنی نمکین حسن حضور ایسے ہی حسین تھے۔

وَعَنْ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ عَنْ خِضَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ لَمْ یَبْلُغْ مَا یَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتِهٖ فِیْ لِحْیَتِهٖ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَوْ شِئْتُ اَعُدُّ اَنْ شَمَطَاتٍ کُنَّ فِیْ رَاْسِهٖ فَعَلْتُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّمَا کَانَ الْبَیَاضُ فِیْ عَنْفَقَتِهٖ وَفِی الصُّدْغَیْنِ وَفِی الرَّاْسِ نَبْذٌ

(۵۵۳۲) روایت ہے حضرت ثابت سے۱؎ فرماتے ہیں کہ حضرت انس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا۲؎ تو فرمایا کہ اس حد کو نہ پہنچے کہ خضاب لگاتے۳؎ میں اگر چاہتا تو آپ کے سفید بال جو داڑھی شریف میں تھے گن لیتا۴؎ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر میں ان سفید بالوں کو گننا چاہتا جو آپ کے سر شریف میں تھے تو ایسا کر لیتا۵؎ (مسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے فرمایا کہ کچھ سفیدی آپ کی ریش بچی اور کنپٹیوں میں تھی اور سر شریف میں کچھ معمولی سا حصہ۶؎

(۵۵۳۲)۱؎ آپ کا نام ثابت ابن اسلم ہے بنانی ہیں کنیت ابومحمد ہے۔تابعی ہیں بصری ہیں۔حضرت انس کے ساتھ چالیس برس رہے بصرہ میں وفات پائی (مرقات)۲؎ سوال یہ تھا کہ حضور انور نے سر شریف یا داڑھی مبارک میں خضاب لگایا یا نہیں اگر لگایا تو کس رنگ کا اور کس چیز سے۔خضاب بنا ہے خضب سے بمعنی رنگنا۔سیاہ خضاب ممنوع ہے سرخ خضاب بہتر ہے۔۳؎ یعنی حضور انور کے سر یا داڑھی شریف کے بال اتنے سفید نہ ہوئے جن میں خضاب لگایا جاسکتا صرف چند بال سفید ہوئے تھے۔یہاں شیخ نے فرمایا کہ سفید بال تو بہت تھوڑے تھے کچھ بال سرخ ہوگئے تھے یعنی سفید ہونے والے تھے کہ وفات شریف واقع ہوگئی اس پر حدیث پیش کی۔وکان مثیبہ احمر وہ سرخی بھی قابل خضاب نہ ہوتی ۔۴؎ شمطات جمع ہے شمط کی شمط شین کی فتح میم کے سکون سے سفید اور میم کے بھی فتح سے ہو تو سیاہی سفیدی سے مخلوط یہاں پہلے معنی ہیں یعنی سفید بال داڑھی شریف میں پانچ بال سفید تھے۵؎ یعنی سر شریف میں بھی گنتی چنتی کے بال شریف سفید تھے اور داڑھی شریف میں بھی سر شریف میں چودہ بال سفید تھے ظاہر ہے کہ اتنے بال ضرور گنے جاسکتے ہیں۔۶؎ نبذ کے معنی تھوڑے سے بال وہ بھی الگ الگ۔کل بیس بال شریف سفید ہوئے تھے چودہ تو سر شریف میں پانچ داڑھی مبارک میں ایک ریش بچی میں یہ ہے صحابہ کا عشق رسول کہ حلیہ شریف ہو بہو بیان کردیا۔خدا کرے یہ حلیہ شریف قبر میں یاد رہے کہ اس پر وہاں کی کامیابی موصوف ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَزْهَرَ اللَّوْنِ كَانَ عَرَقَهُ اللُّؤْلُؤُ اِذَا مَشٰى تَكَفَّا وَمَا مَسِسْتُ دِيْبَاجَةً وَلَا حَرِيْرًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكًا وَّلَا عَنْبَرَةً اَطْيَبَ مِنْ رَّائِحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۳۳) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چمکدار رنگت والے تھے آپ کا پسینہ گویا موتی تھا۱؎ جب چلتے تھے تو طاقت سے چلتے تھے۲؎ اور میں نے موٹا باریک ریشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ شریف سے زیادہ نرم نہ چھوا۳؎ اور نہ مشک و عنبر سونگھا جو حضور انور کی مہک سے زیادہ خوشبو دار ہو۴؎ (بخاری مسلم)

(۵۵۳۳) یعنی چمک دار اور نہایت ہی آبدار صاف شفاف خوشبودار یہاں صرف صفائی و آب تاب مراد ہے۔خوشبو دوسری احادیث سے مروی ہے۲؎ جب طاقتور آدمی چلتے ہیں تو رفتار کے دوران یکدم پاؤں زمین سے اٹھاتے ہیں۔گویا پاؤں کو ہیٹر رہے ہیں۔حضور انور کی چال پہلی قسم کی تھی،تکفا کے یہ معنی ہیں جیسے انسان اوپر سے اترتے ہوئے قدم اٹھاتا ہے۔حضور کی رفتار ایسی تھی۔۳؎ حضور انور کے ہاتھ موٹے موٹے یعنی بھرے ہوئے نہایت طاقتور تھے مگر ساتھ ہی نہایت نرم بھی تھے اس گنہگار نے ایک بار خواب میں اس دست اقدس کو بوسہ دیا ہے بالکل ایسے ہی دیکھے نہایت ٹھنڈے کہ مصافحہ ہوا تو کلیجہ ٹھنڈا ہوگیا رب تعالٰی پھر نصیب کرے۔شعر:-

خدا نے ان کو اپنے حسن کے سانچے میں ڈھالا ہے وہ آئے اس جہاں میں سب حسینوں سے حسین ہو کر

۴؎ یہ خوشبو حضور کے جسم اطہر سے ہر وقت مہکتی تھی بہت تیز تھی۔اور دور دور پہنچتی تھی حتی کہ گلی سے گزرے تو گھروں والے اندرون خانہ محسوس کرلیتے تھے پھر یہ خوشبو بہت دیر تک پھیلی رہتی تھی کہ جس گلی سے گزر جاتے بعد میں بہت دیر تک وہ گلی مہکی رہتی تھی کہ بعد میں آنے والے پہچان لیتے کہ یہاں سے حضور گزر گئے ہیں۔اعلٰی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔شعر:-

بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ کیسی خوشبو میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

بلکہ اب بھی روضہ اطہر پر خصوصاً مواجہ شریف جہاں کھڑے ہو کر سلام پڑھا جاتا ہے کبھی کبھی نہایت نفیس خوشبو محسوس ہوتی بزرگان

دین فرماتے ہیں کہ کبھی کسی کو اپنے گھر میں خصوصاً تہجد کے وقت غیبی خوشبو محسوس ہوتی ہے اس وقت درود شریف پڑھنا چاہیے یہ خیال کرے کہ یہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ہیں بعض لوگوں کی وفات کے بعد ایسی خوشبو محسوس ہوتی ہے سمجھو حضور تشریف لائے ہوئے ہیں اس میت کو لینے آئے ہیں۔

وَعَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِيهَا فَيَقِيْلُ عِنْدَ هَا فَتَبْسُطُ نِطْعًا فَيَقِيْلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيْرَا لْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهٗ فَتَجْعَلُهٗ فِي الطِّيْبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا قَالَتْ عَرَقُكَ نَجْعَلُهٗ فِيْ طِيْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْيَبِ الطِّيْبِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرْجُوْا بَرَكَتَهٗ لِصِبْيَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۳۴) روایت ہے حضرت ام سلیم سے ۱؎ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے پاس تشریف لاتے تھے تو ان کے پاس قیلولہ کرتے تھے ۲؎ وہ حضور کے لیے چمڑے کا بستر بچھا دیتی تھیں ۳؎ حضور اس پر آرام کرتے تھے حضور کا پسینہ جمع کرلیتی تھیں اسے خوشبو میں ڈال لیتی تھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم یہ کیا ہے بولیں حضور آپ کا پسینہ ہے جسے ہم اپنی خوشبو میں ڈال لیتے ہیں یہ بہترین خوشبو ہے ۶؎ اور ایک روایت میں ہے کہ بولیں یارسول اللہ ہم اس کی برکت کی اپنے بچوں کے لیے امید کرتے ہیں ۷؎ فرمایا تم ٹھیک کرتی ہو ۸؎ (مسلم بخاری)

(۵۵۳۴) ۱؎ آپ کے نام میں بہت اختلاف ہے کنیت ام سلیم بنت ملحان ہے آپ پہلے مالک ابن نضر کے نکاح میں تھیں۔ ان سے حضرت انس ابن مالک پیدا ہوئے مالک ابن نضر مشرک مارے گئے تو ابوطلحہ نے آپ کو اپنے نکاح کا پیغام دیا آپ نے فرمایا کہ میرا مہر یہ ہوگا کہ تم مسلمان ہو جاؤ اس کے سواء میں اور مہر نہیں چاہتی۔ چنانچہ ابوطلحہ مسلمان ہوئے اور آپ سے نکاح کیا بے شمار فضائل وشمائل والی بی بی ہیں ۲؎ خیال رہے کہ ام سلیم اور آپ کی بہن ام حرام دونوں ملحان کی صاحبزادیاں ہیں۔ بعض مورخین نے فرمایا کہ یہ دونوں بیبیاں حضور انور کی رضاعی خالہ تھیں اس لیے آپ سے پردہ نہ کرتی تھیں اور آپ ان کے ہاں آرام فرماتے تھے مگر یہ درست نہیں کیونکہ یہ دونوں بیبیاں مدینہ کے انصار بنی نجار سے ہیں۔ حضور انور کبھی شیر خوارگی میں مدینہ نہ گئے لہٰذا حق یہ ہے کہ یہ دونوں بیبیاں حضور کے والد حضرت عبداللہ کی رضاعی خالہ تھیں۔ کیونکہ عبدالمطلب نے مدینہ منورہ میں بنی نجار میں ایک بی بی سے نکاح کیا تھا وہاں یعنی مدینہ پاک میں ہی حضرت عبداللہ پیدا ہوئے وہاں ہی ان کی شیر خوارگی کا زمانہ گزرا اور بنی نجار میں ہی پلے بڑھے ام حرام اور ام سلیم کی بہن نے انہیں دودھ پلایا اس لیے یہ کہنا درست ہے کہ یہ دونوں بیبیاں حضور کی دادیاں، پھوپیاں ہیں لہٰذا آپ کا ان کے پاس جانا سونا بالکل درست ہے۔ (مرقات) ۳؎ نطعا نون کے کسرہ اور ط کے فتحہ سے چمڑا کا بستر ۴؎ کیونکہ حضور انور بہت حیاؤ والے تھے جس کو حیاؤ شرم بہت ہوتی ہے اسے پسینہ بہت آتا ہے (مرقات) ۵؎ ظاہر یہ ہے کہ ام سلیم جسم شریف سے پسینہ پونچھ پونچھ کر اپنے عطر میں ملا لیتی تھیں۔ انہیں جسم اطہر چھونا جائز تھا اسی رشتہ کی وجہ سے جو ہم نے عرض کیا اور ہوسکتا ہے، کہ اس بستر سے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کپڑے سے نچوڑ لیتی ہوں ۶؎ پسینہ شریف کا خوشبودار ہونا غیر اختیاری معجزہ تھا جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن یا داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی۔ حضرات انبیاء کرام کے معجزات تین قسم کے ہوتے ہیں لازمی معجزات جیسے یہ مذکور معجزے، عارضی اختیاری معجزات جیسے حضرت موسیٰ کا عصاء یا بیضا کہ جب پھینکا وہ سانپ بن گیا عارضی غیر اختیار معجزات جیسے آیات قرآنیہ کا نزول یہ خوشبودار پسینہ پہلی قسم کا معجزہ ہے۔ ۷؎ یعنی بطور تبرک آپ کا

پسینہ اپنے بچوں پر ملتے ہیں جس سے خوشبو بھی حاصل ہو برکت بھی کہ اس کی برکت سے ہمارے بچے آفات اور بلاؤں سے محفوظ رہیں (اشعۃ) معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات واقع بلا ہوتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کی قمیض نے حضرت یعقوب کی بینائی کی بلا دور کردی۔ ۸ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے پسینہ ان کے لباس بال سارے آثار سے برکت اور قرب الٰہی حاصل کرنا مستحب ہے (مرقات) جب حضرت انس کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے وصیت کی کہ میری میت پر جو خوشبو ملی جائے اس میں یہ پسینہ شریف شامل کیا جائے (مرقات) حضور انور نے اپنا تہبند شریف اپنی صاحبزادی زینب کے کفن میں رکھوایا برکت کے لیے۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْاُوْلٰى ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّىْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدِّىْ فَوَجَدْتُ لِيَدِهٖ بَرْدًا اَوْرِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُوْنَةِ عَطَّارٍ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۳۵) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے ۱ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلی نماز پڑھی ۲ پھر اپنے گھر کی طرف چلے میں حضور کے ساتھ چلا آپ کے سامنے بچے آئے تو آپ ان میں سے ہر ایک کے رخساروں پر ہاتھ پھیرنے لگے ایک ایک کے ۳ رہا میں تو حضور نے میرے رخساروں پر ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک پائی اور خوشبو ۴ گویا عطار کے ڈبہ سے نکالا ہے ۵ (مسلم) اور حضرت جابر کی حدیث سموا باسمی ناموں کے باب میں ذکر کی گئی اور سائب ابن یزید کی حدیث کہ میں نے مہر نبوت دیکھی، پانیوں کے احکام کے باب میں بیان کی گئی ۶

وَذُكِرَ حَدِيْثُ جَابِرٍ سَمُّوْا بِاسْمِىْ فِىْ بَابِ الْاَسَامِىْ وَحَدِيْثُ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ نَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ فِىْ بَابِ اَحْكَامِ الْمِيَاهِ ۔

(۵۵۳۵) ۱ آپ اور آپ کے والد سمرہ دونوں صحابی ہیں۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص کے بھانجے ہیں (اشعۃ) ۲ اس سے مراد نماز فجر ہے کہ ان کی پہلی نماز یہی ہے اس وقت دروازہ مسجد پر بچے جمع ہو جاتے تھے دم کرانے یا دست اقدس اپنے سروں پر پھروانے کے لیے۔ ۳ بہت چھوٹے بچے اپنے والد کی گود میں تھے کچھ سمجھ دار بچے خود کھڑے تھے حضور انور محبت سے ان کے رخساروں پر اس طرح چھوتے ہوئے نکلتے چلے گئے کہ انگوٹھا شریف ایک رخسار پر انگلیاں دوسرے رخسار پر ان بچوں کی ٹھوڑی حضور کی ہتھیلی شریف میں جیسے عموماً بزرگ حضرات بچوں کے رخساروں پر ہاتھ پھیرتے ہیں ۴ یعنی ہاتھ شریف ٹھنڈے اور خوشبودار تھے مگر ٹھنڈک تکلیف دہ نہیں بلکہ نہایت ہی خوشگوار تھی جیسا کہ ظاہر ہے۔ ۵ خیال رہے کہ حضور انور کا جسم اطہر خود بھی خوشبو دار معطر تھا اور حضور عطر ملتے بھی تھے تاکہ اصل و عارضی دونوں خوشبوئیں مل کر بہت لطف دیں۔ کیونکہ حضور کی ملاقات فرشتوں سے ہوتی رہتی تھی (مرقات) یہاں اس ذاتی خوشبو کا ذکر ہے اس لیے یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ اور صفات شریف میں ذکر کی گئی۔ ۶ یعنی یہ دونوں حدیثیں مصابیح میں اس جگہ مذکور تھیں مگر ہم نے مناسبت کے لحاظ سے ان بابوں میں بیان فرمادیں وہاں ہی مطالعہ کرو۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَاللِّحْیَةِ شَثْنَ الْکَفَّیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ مُشْرَبًا حُمْرَةً ضَخْمَ الْکَرَادِیْسِ طَوِیْلَ الْمَسْرُبَةِ اِذَا مَشٰی تَکَفَّاتَکَفُّؤًا کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ ۔

دوسری فصل

(۵۵۳۶) روایت ہے حضرت علی ابن ابی طالب سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت دراز قد تھے۱ اور نہ پستہ قد بڑے سر اور داڑھی والے۲ موٹی ہتھیلیاں اور موٹے قدم۳ سرخی پلائے ہوئے۴ موٹے جوڑوں والے۵ دراز بالوں کی ڈوری۶ جب چلتے تو قوت سے چلتے گویا آپ بلندی سے اتر رہے ہیں۷ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ تو آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد۸ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی۔

(۵۵۳۶)۱ اس کی شرح پہلے گزر گئی کہ حضور انور کا قد شریف مائل بہ درازی تھا مگر دراز قد نہ تھے۲ یعنی حضور انور کی داڑھی شریف نہ تو بکچی تھی جو صرف ٹھوڑی پر ہوتی ہے بلکہ بھرا خط تھا اور نہ آپ کٹواتے تھے بلکہ پوری ایک مشت یعنی چار انگل رکھتے تھے۔لہذا یہ حدیث اس حدیث شریف کے خلاف نہیں جس میں ہے کہ حضور انور داڑھی کو اطراف سے لیتے تھے۔اس کی تفسیر حضرت عبداللہ ابن عمر کا وہ عمل ہے کہ آپ اپنی داڑھی شریف مٹھی سے پکڑتے جو حصہ مٹھی سے باہر ہوتا اسے کٹوا دیتے تھے۔تمام انبیاء کرام گھنی داڑھی والے تھے۔حضور انور کی داڑھی شریف بھی گھنی اور بڑی تھی ایک مشت۔۳ یعنی ہتھیلیاں اور تلوے بھرے ہوئے یہ بڑا حسن ہے۔۴ مشرب باب افعال کا مفعول ہے جس کے معنی ہیں سفیدی میں کچھ تھوڑی سرخی پلائی ہوئی۔بالکل سرخ رنگ بھی اچھا نہیں اور سرخی میں سفیدی کی جھلک بھی حسن نہیں بلکہ سفیدی میں سرخی کی جھلک اعلیٰ حسن ہے۔اس حسن کا نام ملاحت ہے یعنی نمکین حسن پچھلے دو حصوں کو صباحت کہا جاتا ہے۔۵ کرادیس جمع ہے کردوس کی اس کے معنی ہیں جوڑ جہاں دو ہڈیاں جڑتی ہیں جیسے کندھے گھٹنے۔کلائی کہنی وغیرہ ہڈیوں کے کناروں کو بھی کردوس کہتے ہیں۔یہ اگر موٹے ہوں تو اعضاء میں طاقت وقوت پوری ہوتی ہے۔۶ مشربہ بالوں کی وہ پتلی ڈوری جو سینہ کے کنارہ سے ناف تک ہوتی ہے یہ کسی کے ہوتی ہے کسی کے نہیں۔یہ ڈوری علامت ہے وفاداری کی اگر سینہ بالوں سے ننگا ہو تو آدمی اکثر بے وفا مطلبی ہوتا ہے۔۷ یعنی حضور انور کی چال میں ضعف بھی نہ تھا اور تکبیر بھی نہیں قوت والی تواضع والی چال تھی۔سر جھکا ہوا قدم پوری طاقت سے اٹھتا، پوری طاقت سے زمین پر پڑتا تھا۔یہ لفظ بنا ہے کفو سے بمعنی قدم پر اعتماد۔۸ یہاں قبلہ سے مراد ہے حضور کی وفات سے پہلے اور بعدہ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کیونکہ حضرت علی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف سے پہلے کا زمانہ دیکھا ہی نہیں۔آپ حضور انور سے قریباً تیس سال چھوٹے ہیں۔

وَعَنْهُ کَانَ اِذَا وَصَفَ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ یَکُنْ بِالطَّوِیْلِ الْمُمَغِّطِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَکَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ وَلَمْ یَکُنْ بِالْجَعْدِ

(۵۵۳۷) روایت ہے انہیں سے کہ آپ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف بیان کرتے تو فرماتے تھے۱ کہ نہ تو آپ بہت ہی دراز قد تھے اور نہ بہت ہی پستہ قد۲ قوم میں درمیانہ قد تھے، اور نہ

الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلًا وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ فِي الْوَجْهِ تَدْوِيرًا أَبْيَضُ مُشْرَبٌ أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ أَهْدَبُ الْأَشْفَارِ جَلِيلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتِدِ أَجْرَدُ ذُوْمَسْرَبَةٍ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ إِذَا مَشٰى يَتَقَلَّعُ كَأَنَّمَا يَمْشِيْ فِيْ صَبَبٍ وَّإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ أَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَأَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَّأَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً وَّأَكْرَمُهُمْ عَشِيْرَةً مَنْ رَاٰهُ بَدِيْهَةً هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً أَحَبَّهٗ يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ أَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

آپ چھلے والے گھونگھر بال تھے، اور نہ بالکل سیدھے بال والے آپ کے بال خم دار تھے۳ اور نہ آپ بہت موٹے تھے۴ نہ بالکل گول چہرے والے آپ کے چہرے میں قدرے گولائی تھی سفید رنگ تھے سرخی پلائی ہوئی خوب کالی آنکھیں دراز پلک۵ موٹی ہڈیوں والے موٹے کندھوں والے۶ جسم شریف صاف۔ ۷ بالوں کی باریک ڈوری موٹی ہتھیلیاں موٹے موٹے قدم جب چلتے تو پوری طاقت سے چلتے گویا آپ گہرائی میں اتر رہے ہیں۸ اور جب ادھر ادھر توجہ کرتے تو پوری توجہ کرتے۹ آپ کے کندھوں کے بیچ مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین ہیں۱۰ لوگوں میں سخی دل لوگوں میں بہت سچی بات والے ان میں نہایت نرم طبیعت والے اور ان میں بہت اچھے برتاؤ والے تھے،۱۱ جو آپ کو اچانک دیکھتا تو آپ سے ہیبت کرتا اور جو آپ سے غلط ملط ملا کرتا جان کر تو آپ سے محبت کرتا۱۲ آپ کا نعت گو کہتا تھا کہ میں نے آپ کی مثل نہ آپ کے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم۱۳ (ترمذی)

(۵۵۳۷)۱؎ یہاں وصف سے مراد ہے صورت پاک کی صفات بیان کرنا یعنی حلیہ شریف حضور انور کی نعت شریف چند قسم پر ہے حضور کے نور کا بیان صورت کا بیان۔ سیرت و اخلاق کا بیان گھر والوں سے برتاؤ کا بیان۔ مخلوق سے تعلق کا بیان۔ رب کی عبادات کا بیان۔ بندوں سے معاملات کا بیان۔ حضور کی جودوسخا و کرم نوازیوں کا بیان۔ غرضیکہ حضور کے ہر حال ہر کمال لازوال کی تعریفیں دریا ناپیدا کنار ہیں۔

زفرق تابہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم　　　　کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

۲؎ ممغط بمعنی ممدود ہے باب انفعال کا اسم مفعول ہے۔ یعنی انتہائی دراز لمبے اور متردد بمعنی انتہائی ہے یعنی بہت ہی پستہ قد (مرقات)
۳؎ حضور انور کے بال شریف سیدھے اور کناروں پر خم دار تھے اسے اردو میں کنڈل والے بال کہتے ہیں یہ بہت ہی حسین ہوتے ہیں۔ حضور کے بال، کھال خدوخال رخسار، گفتار کردار سب ہی حسین تھے حضور حسن کے مرکز ہیں جہاں سے حسن تقسیم ہوتا ہے۔ ۴؎ مطہم بہت موٹے کو بھی کہتے ہیں اور بہت دبلے کو بھی یہ لفظ دوضدوں کے لیے وضع کیا گیا ہے یعنی جیسے حضور انور میانہ قد تھے۔ نہ بہت دراز نہ بہت پستہ قدیوں ہی حضور میانہ جسم تھے نہ بہت بھاری نہ بہت پتلے جسم والے (مرقات) ۵؎ ادعج وہ آنکھ ہے جس کی سفیدی بھی تیز ہو اور پتلی کی سیاہی بھی خوب تیز ہو یہ آنکھ کا بہت حسن ہے۔ گدلی سفیدی یا بھوری پتلی حسن کے خلاف ہیں لمبے پلک حسن ہے پلکوں کا چھوٹا ہونا یا بالکل نہ ہونا حسن کے خلاف ہے۔ ۶؎ جلیل بمعنی موٹے یا بھاری مشاش ہڈیوں کا کنارہ کندھوں کا کنارہ یا کندھے۔ ۷؎ یعنی کلائیوں پنڈلیوں وغیرہ پر بہت بال نہ تھے خیال رہے کہ یہ اعضاء شریفہ بالوں سے بالکل خالی نہ تھے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے (مرقات) ۸؎ صبب بلندی کو

بھی کہتے ہیں اور نشیبی زمین کو بھی پہلے صبب بمعنی بلندی گزر چکا یہاں بمعنی گہرائی ہے۔انسان چڑھتے اترتے دونوں حالتوں میں خوب طاقت سے چلتا ہے۔لہٰذا دونوں فرمان بالکل درست ہیں کہ سرکار کی رفتار بہت طاقت سے ہوتی تھی جیسے چڑھتے یا اترتے وقت چلا جاتا ہے۔۹؎ یعنی اپنے داہنے بائیں کنکھیوں سے نہ دیکھتے تھے بلکہ ادھر دیکھنا ہوتا تو ادھر گھوم کر دیکھتے تھے پوری توجہ سے۔۱۰؎ مہر نبوت کی تفصیل پہلے گزر گئی یہ مہر خاتم النبیین ہونے کی علامت تھی اسی لیے کسی نبی کو یہ معجزہ عطا نہیں ہوا کیونکہ ان میں کوئی صاحب خاتم النبیین نہ تھے ۱۱؎ یعنی حضور کا برتاؤ اپنے پرایوں سے بہت ہی اچھا تھا۔حضور سے کبھی کسی کو تکلیف نہ پہنچی۔جب کسی پر سختی کی تو اللہ کے لیے جیسے جہاد پر کفار مجرمین کو سزائیں ۱۲؎ معلوم ہوا کہ چہرہ انور میں وقار،رعب،دبدبہ اور ہیبت تھی کہ جو اچانک دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا۔مگر اخلاق کریمانہ ایسے تھے کہ چندروز حضور کے پاس حاضر رہتا تو آپ سے مانوس ہو جاتا۔اب روضہ انور پر ہیبت ہے پہلی بار حاضری پر دل تھرا جاتا ہے۔پھر وہاں سے ہٹنے کو دل نہیں چاہتا حتیٰ کہ وداع کے وقت آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔شعر:-

بدن سے جان نکلتی ہے آہ سینے سے ترے فدائی نکلتے ہیں جب مدینہ سے
روضہ اچھا زائر اچھے اچھی اچھے دن سب کچھ اچھا ایک رخصت کی گھڑی اچھی نہیں

۱۳؎ حضرات صحابہ کرام تو حضور کی مثل کیا دیکھتے۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور کا مثل نہ دیکھا۔دیکھتے کیسے خدا نے حضور کا مثل بنایا ہی نہیں۔حضور انور کی بے مثالی کا مسئلہ ہم نے تفسیر نعیمی پارہ اوّل میں اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۲۰،۲) بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔(کنزالایمان) کی تفسیر میں کچھ تفصیل سے عرض کیا ہے جسے کہتے ہیں مسئلہ امتناع النظیر۔حضور کا مثل ناممکن ہے۔خیال رہے کہ آیت کریمہ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (۱۱۰،۱۸) ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔(کنزالایمان) سے مراد ہے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں اس چیز میں مثل کہ خالص بندہ ہوں مجھ میں الوہیت کا شائبہ نہیں نہ خدا ہوں،نہ خدا کا جزنہ خدا کا بیٹا بھائی وغیرہ بلکہ خالص بندہ ہوں۔حضور خود فرماتے ہیں ایکم مثلی تم میں مجھ جیسا کون ہے یعنی کوئی نہیں۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَسْلُكُ طَرِیْقًا فَیَتْبَعُهُ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّهٗ قَدْ سَلَكَهٗ مِنْ طِیْبِ عَرْفِهٖ اَوْقَالَ مِنْ رِیْحِ عَرَقِهٖ۔ (رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ)

(۵۵۳۸) روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چلتے تھے کوئی راستہ پھر پیچھے آتا کوئی اگر وہ پہچان جاتا تھا کہ یہاں سے حضور گزرے ہیں آپ کی اعلیٰ مہک کی وجہ سے یا کہا آپ کے پسینہ کی خوشبو سے ۲؎ (دارمی)

(۵۵۳۸) ۱؎ پیچھے سے مراد یہ نہیں کہ فوراً آپ کے بعد کوئی آتا بلکہ دیر تک گلی کوچہ میں خوشبو رہتی تھی۔کہ اگر کچھ دیر کے بعد بھی کوئی ادھر سے گزرتا تو پہچان لیتا کہ پہلے یہاں سے حضور گزرے ہیں۔صلی اللہ علیہ وسلم۔۲؎ یہ راوی کو شک ہے کہ حضرت جابر نے عرفہ فرمایا ف سے یا عرقہ کہا قاف سے عرف جسم کی ذاتی مہک یا خوشبو کو کہتے ہیں۔عرق قاف سے بمعنی پسینہ یعنی خوشبو ملے ہوئے عطر کی وجہ سے نہ ہوتی تھی بلکہ خود جسم پاک میں خوشبو تھی یا پسینہ معطر میں۔مگر عرف زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضور کی یہ مہک تو دائمی تھی اور پسینہ صرف گرمی کے موسم میں آتا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ قَالَ قُلْتُ لِلرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِبْنِ عَفْرَآءَ صِفِیْ لَنَا

(۵۵۳۹) روایت ہے حضرت عبیدہ ابن محمد ابن عمار ابن یاسر سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب ربیع بنت معوذ ابن عفراء سے کہا

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ یَا بُنَیَّ لَوْرَاَیْتَہٗ رَاَیْتَ الشَّمْسَ طَالِعَۃً ۔ (رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ)

کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف سنایئے۲ وہ بولیں اے میرے بچے اگر تم حضور کو دیکھتے تو چمکتا ہوا سورج دیکھتے ۳ (دارمی)

(۵۵۳۹)۱ عمار ابن یاسر تو صحابی ہیں مگر ان کے بیٹے محمد اور پوتے عبیدہ دونوں تابعی ہیں عبیدہ بہت مشہور تابعی ہیں بڑے عالم بڑے عامل متقی تھے بہت صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان کی ملاقات ہے ان سے عبدالرحمٰن ابن اسحاق جیسے جلیل القدر تابعی نے احادیث روایت کیں۔۲ اس سے معلوم ہوا کہ اہل علم کے پاس جانا ان سے حضور کے احوال طیبہ طاہرہ سننا بلکہ فرمائش کر کے ان سے حضور انور کی نعت شریف سننا بزرگان دین کی سنت ہے دیکھو یہ تابعی ایک صحابیہ بی بی کے پاس جاتے ہیں۔ حضور کے حالات آپ کا حلیہ شریف آپ کی نعت سننے کے لیے مگر یہ سننا سنانا پردہ میں سے ہوتا تھا۔ اجنبی عورت مردوں کو خوش الحانی سے نعت نہ سنائے بلکہ جو عورت قاریہ ہو وہ بھی اپنی قرأت عورتوں کو سنائے مردوں کو نہ سنائے کہ عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے اسی لیے عورت مردوں کی امامت نہیں کرسکتی کہ امام کو قرأت بلند آواز کرنی پڑتی ہے۔۳ یعنی تم کو حضور انور کے چہرہ اطہر میں سورج کی سی تجلی معلوم ہوتی چہرہ حضور کا ایسا چمکتا دمکتا تھا۔ حضور انور کے چہرہ کو بعض صحابہ چاند جیسا کہتے ہیں بعض سورج جیسا یا تو یہ دونوں کلام صرف سمجھانے کے لیے ہیں یا جب حضور انور خوشی میں ہوتے تو انوار اور زیادہ ہوجاتے تھے اس وقت کی چمک کو سورج سے تعبیر کیا گیا ہے عام حالت میں چاند جیسا چہرہ ہوتا تھا صلی اللہ علیہ وسلم۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَۃٍ اِضْحِیَانٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِلَی الْقَمَرِ وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ حَمْرَآءُ فَاِذَا ھُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ)

(۵۵۴۰) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے۱ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا۲ تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور چاند کو دیکھنے لگا۳ آپ پر سرخ جوڑا تھا۴ میری نظر میں حضور چاند سے زیادہ حسین تھے۵ (ترمذی، دارمی)

(۵۵۴۰)۱ آپ کا نام جابر ابن سمرہ ہے کنیت ابوعبداللہ ہے قبیلہ بنی عامر ہے۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص کے بھانجے ہیں کوفہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی (۷۴ھ) چوہتر میں وفات پائی۔ (اکمال)۲ اضحیان الف اور ح کے کسرہ سے وہ رات جس میں چاند رات بھر رہے یعنی چودھویں شب اور بادل بھی نہ ہو آسمان صاف ہو جب یہ دو شرطیں ہوں تو اسے اضحیانی کہتے ہیں۔۳ اس طرح کہ کبھی تو آسمان کے چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی اپنے مدینہ کے چاند شمس الضحیٰ بدر الدجی کو صلی اللہ علیہ وسلم۔ خیال رہے کہ حضور انور کا چہرہ دیکھنا بھی اعلیٰ عبادت ہے جیسے قرآن مجید کا دیکھنا بھی عبادت ہے بلکہ قرآن مجید کو دیکھنے سے چہرہ انور دیکھنا اعلیٰ و افضل ہے کہ قرآن کو دیکھ کر مسلمان صحابی نہیں بنتا حضور کا چہرہ دیکھ کر صحابی بن جاتا ہے۔ ان کا نام مسلمان بنائے ان کا چہرہ صحابی بنائے اور ان کا تصور عارف بناتا ہے۔ شعر:-

تجھی کو دیکھنا تیری ہی سننا تجھ میں گم ہونا حقیقت معرفت اہل طریقت اس کو کہتے ہیں
ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

فرشتے قبر میں وہ چہرہ ہی دکھاتے ہیں پہچان کراتے ہیں قرآن مجید یا کعبہ معظمہ نہیں دکھاتے انہیں چہرہ کی شناخت پر قبر میں بیڑا پار ہوتا ہے ہر مومن کی قبر مدینہ ہے بلکہ ہر مومن کا سینہ مدینہ ہے ہم نے عرض کیا ہے

بنا دو میرے سینہ کو مدینہ نکالو بحر غم سے یہ سفینہ

۴ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضور انور نے خالص سرخ کپڑے کبھی نہ پہنے بلکہ اس سے مردوں کو منع فرمایا۔ان جیسی احادیث میں سرخ دھاریوں والا جوڑہ مراد ہوتا ہے وہی یہاں مراد ہے ۵ ان حضرات کی نگاہ حقیقت بین تھی۔حقیقت میں چہرہ مصطفوی چاند سے کہیں زیادہ حسین ہے کہ چاند صرف رات میں چمکے یہ چہرہ دن رات چمکے چاند صرف تین رات چمکے یہ چہرہ ہمیشہ ہر دن رات چمکے چاند جسموں پر چمکے یہ چہرہ دلوں پر بھی چمکے چاند نور ابدان دے یہ چہرہ نور ایمان دے چاند گھٹے بڑھے یہ چہرہ گھٹنے سے محفوظ رہے چاند کو گرہن لگے یہ کبھی نہ گہے چاند سے عالم اجسام کا نظام قائم ہے۔حضور عالم ایمان کا حضور انور کا چاند سے زیادہ حسین ہونا صرف ان کی عقیدت میں نہ تھا۔بلکہ واقعہ یوں ہی ہے چاند دیکھ کر کسی نے اپنے ہاتھ نہ کاٹے حسن یوسف دیکھ کر زنان مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور حسن یوسفی سے حسن محمد کہیں افضل ہے لہذا حضرت جابر کا یہ فرمان بالکل درست ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ وَمَا رَأَیْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِیْ مَشْیِهٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰی لَهٗ اِنَّا لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ لَغَیْرُ مُكْتَرِثٍ .(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۵۴۱) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی چیز ۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہ دیکھی گویا سورج آپ کے چہرے میں گردش کررہا ہے ۲ اور میں نے کوئی شخص نہ دیکھا جو اپنی رفتار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز ہو ۳ گویا آپ کے لیے زمین لپٹی جاتی تھی ۴ ہم تو اپنی جانوں کو مشقت میں ڈال دیتے تھے اور آپ پرواہ نہ فرماتے تھے ۵ (ترمذی)

(۵۵۴۱) ۱ کوئی چیز میں چاند،سورج تارے اور تمام حسین انسان سب ہی داخل ہیں حضور ان سب سے بہتر ہیں ۲ یعنی نور اور نورانی کرنیں حضور کے چہرے انور میں ایسی چکر کاٹتی معلوم ہوتی تھیں۔جیسے سورج اپنے فلک میں گردش کرتا ہے (مرقات) اور اگر تجری کے معنی کرلیے جائیں جگمگا رہا ہے تو مطلب بالکل ظاہر ہے۔۳ حضور کی رفتار کی تیزی راستہ طے ہونے کے لحاظ سے تھی نہ کہ سرکار کے چلنے کے لحاظ سے حضور انور نہایت وقار سے آہستہ چلتے تھے رب فرماتا ہے: وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ (۱۹:۳۱) اور میانہ چال چل (کنزالایمان) مگر آپ کے آہستہ چلنے کے باوجود راستہ جلد اور بہت زیادہ طے ہوتا تھا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۴ یہ بھی حضور انور کا معجزہ تھا کہ آہستہ چلنے پر زمین زیادہ طے ہوتی تھی بعض صوفیاء کو بھی یہ کرامت عطا ہوتی ہے اسے طے الارض کہتے ہیں معراج میں جو حضور انور نے طی الارض ہی نہیں کی بلکہ زمین وآسمان عرش وکرسی لوح وقلم سب ہی طے فرمالیے۔آصف ابن برخیا کی طی الارض تو قرآن مجید سے ثابت ہے۔رب فرماتا ہے: اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ (۲۷:۴۰) کہ میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔(کنزالایمان) میں ملکہ بلقیس کا تخت یمن سے آپ کے پاس پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا۔۵ رب کا منشا یہ تھا کہ کوئی شخص میرے محبوب سے آگے نہ چل سکے لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ (۴۹:۱) اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔(کنزالایمان) پر عمل خود رب تعالٰی نے ان سے کرالیا تھا۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ فِیْ سَاقَیْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حُمُوْشَةٌ وَكَانَ

(۵۵۴۲) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیوں میں کچھ باریکی تھی ۱ اور نہ

لَا یَضْحَكُ اِلَّا تَبَسُّمًا وَّ كُنْتُ اِذَا نَظَرْتُ اِلَیْهِ قُلْتُ اَكْحَلُ الْعَیْنَیْنِ وَلَیْسَ بِاَكْحَلَ . (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

ہنستے تھے مگر مسکراہٹ سے۲ اور میں جب حضور کو دیکھتا تو کہتا تھا کہ آپ آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے ہیں حالانکہ آپ سرمہ لگائے نہ ہوتے تھے۳ (ترمذی)

(۵۵۴۲) ۱؎ یعنی حضور کی پنڈلیاں بہت موٹی نہ تھیں جو بدنما ہوتی ہیں بلکہ قدرے پتلی تھیں جن سے کمزوری کا نہیں بلکہ لطافت کا ظہور ہوتا ہے بہت پتلی بھی نہ تھیں جو دوسرے اعضاء کے مناسب نہ ہوں اور اچھی نہ معلوم ہوں (مرقات) ۲؎ حضور سے ٹھٹھا مار کر ہنسنا کبھی ثابت نہیں بہت ہنسنا دل کو غافل کردیتا ہے مسکرانے سے اپنا دل بھی خوش ہوتا ہے سامنے والے کا دل بھی موہ لیتا ہے۔ ۳؎ یعنی حضور پیدائشی طور پر سرمگیں آنکھوں والے تھے پھر بھی سوتے وقت ہر آنکھ میں تین سلائی سرمہ لگاتے تھے اگر کبھی سرمہ نہ بھی لگاتے تو وہ قدرتی سرمہ جو رب نے لگا کر دنیا میں بھیجا تھا وہ نمودار ہوتا تھا۔ حضور انور قدرتی طور پر ناف بریدہ ختنہ شدہ سرمہ و شانہ کئے ہوئے پیدا ہوئے ولادت پاک اس طرح ہوئی تھی۔ شعر:-

بالوں میں شانہ آنکھوں میں سرمہ دیا ہوا
لپٹے ہوئے حریر میں ختنہ کیا ہوا

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ
تیسری فصل

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِیَّتَیْنِ اِذَا تَكَلَّمَ رُءِیَ كَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ ثَنَایَاهُ . (رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ)

(۵۵۴۳) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثنیہ دانتوں میں کھڑکی والے تھے۱ جب کلام فرماتے تو آپ کے ثنیہ دانتوں کے درمیان سے نور سا نکلتا تھا۲ (دارمی)

(۵۵۴۳) آگے والے اوپر نیچے کے چار دانتوں کو رباعیہ کہتے ہیں۔ ان سے متصل ایک ایک دانت ثنائی کہلاتے ہیں کیلوں کو انیاب کہتے ہیں داڑھوں کو اضراس حضور کی ثنائیہ دانت رباعیہ سے بالکل ملے ہوئے نہ تھے بلکہ ان کے درمیان باریک کھڑکیاں تھیں۔ یہ بھی حسن کا بہترین مرقع ہے یہ کھڑکی اوپر نیچے والے دونوں ثنایا میں تھیں (اشعۃ) ۲؎ یہ نور دن میں بھی دیکھا جاتا تھا مگر رات میں تو دانتوں کے اس نور سے سوئی تلاش کرلی جاتی تھی اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ شعر:-

سوزن گم شدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے
رات کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰی كَانَ وَجْهَهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَّكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ . (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۵۴۴) روایت ہے حضرت کعب بن مالک سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ انور دمک جاتا تھا گویا آپ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا ہے، ہم یہ جان لیتے تھے۱ (مسلم بخاری)

(۵۵۴۴) ۱؎ یعنی حضور کے دل کی خوشی چہرہ انور پر ظاہر ہوجاتی تھی۔ چہرہ پاک چمک دمک جاتا تھا یوں تو حضور کا چہرہ قدرتی طور پر ہر وقت ہی منور اور چمکیلا تھا مگر خوشی میں ایک خاص چمک اور بھی نمودار ہوتی تھی جس سے وہ نور اعلیٰ نور ہوجاتا تھا اور یہ نور ایسا ظاہر ہوتا تھا کہ کسی پر مخفی نہیں رہتا تھا

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ غُلَامًا يَهُوْدِيًّا كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ فَوَجَدَا اَبَاهُ عِنْدَ رَأْسِهٖ يَقْرَءُ التَّوْرٰةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا يَهُوْدِيُّ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ التَّوْرٰةَ عَلٰى مُوْسٰى هَلْ تَجِدُنِيْ التَّوْرٰةِ نَعْتِيْ وَصِفَتِيْ وَمَخْرَجِيْ قَالَ لَا قَالَ الْفَتٰى بَلٰى وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَجِدُلَكَ فِي التَّوْرَاةِ نَعْتَكَ وَصِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ وَاِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ اَقِيْمُوْا هٰذَا مِنْ عِنْدِ رَاْسِهٖ وَلُوْا اَخَاكُمْ ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

(۵۵۴۵) روایت ہے حضرت انس سے کہ ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا[۱] وہ بیمار ہوگیا تو اس کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پرسی کو تشریف لائے[۲] اور اس کے باپ کو اس کے سرہانے توریت پڑھتے پایا[۳] تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے یہود میں تجھے اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت اتاری[۴] کیا تو میرے اوصاف، میری نعت، میری ہجرت توریت میں پاتا ہے[۵] کہا نہیں تو جوان بولا ہاں[۶] یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم ہم آپ کی نعت، آپ کی صفات، آپ کی ہجرت توریت میں پاتے ہیں[۷] اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں[۸] تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ اس یہودی کو اس جوان کے پاس سے اٹھا دو اور تم اپنے بھائی کا انتظام کرو[۹] (بیہقی دلائل النبوۃ)

(۵۵۴۵)[۱] عربی میں غلام نابالغ مگر سمجھدار بچے کو کہتے ہیں بہت چھوٹے بچے کو صبی کہا جاتا ہے شیرخوار کو رضیع اور جس کا دودھ چھوڑا دیا جائے اسے فطیم کہا جاتا ہے یہ بچہ یہودی کا تھا حضور انور کی خدمت میں رہتا تھا۔ آپ کی ہر طرح کی خدمت کرتا تھا۔ معلوم ہوا کہ کافر بچوں سے خدمت لینا جائز ہے کبھی یہ خدمت وصحبت ہی ان کی ہدایت کا ذریعہ بن جاتی ہے جیسا کہ یہاں ہوا اس بچہ اور اس کے باپ کا نام معلوم نہ ہوسکا[۲] ہوا یہ کہ وہ بچہ حضور عالم کی خدمت میں حاضر نہ ہوا لوگوں سے وجہ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ایسا بیمار ہے کہ چل پھر نہیں سکتا تب مع صحابہ کرام خود حضور انور اس کی بیمار پرسی کے لیے اس کے گھر تشریف لے گئے معلوم ہوا کہ کفار کی بیمار پرسی جائز ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ کافر تندرستی میں ہمارے پاس آتا جاتا ہو۔[۳] معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہم لوگ اپنے مرنے والے کے پاس سورہ یٰسین پڑھتے ہیں ایسے ہی یہود اپنے مرنے والوں کے پاس توریت پڑھا کرتے تھے وہ بچہ غالباً قریب الموت تھا[۴] اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جیسے خود قسم کھانا جائز ہے ایسے ہی دوسرے کو قسم دینا بھی جائز ہے دوسرے یہ کہ جب کسی کو قسم دی جائے یا اس سے قسم لی جائے تو قسم میں ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جس سے اس کے دل پر رعب چھا جائے یہود کے نزدیک توریت شریف اور موسیٰ علیہ السلام بڑی عزت و عظمت والے ہیں اور توریت کا نزول ان کے ہاں اللہ کی بڑی نعمت ہے ان وجوہ سے حضور انور نے ان الفاظ سے اسے قسم دی۔[۵] حضور کا سوال اس سے اقرار کرانے کے لیے ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور توریت بلکہ ساری کتب الٰہیہ سے واقف ہیں توریت وانجیل میں حضور کے نام حضور کے کام حضور کے حالات طیبہ حتیٰ کہ حضور کی ہجرت سب کچھ موجود ہے[۶] اس یہودی نے دیدہ دانستہ جھوٹ بولا اس نے ریت میں یہ تمام کچھ پڑھا تھا وہ حضور کا نام حضور کے اوصاف حضور کی ہجرت سب کچھ توریت میں پڑھ چکا تھا۔[۷] معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا رچہ تھا تو کم عمر مگر توریت شریف سے واقف تھا۔ اور اس کے دل میں حضور انور کی محبت تھی۔ اسے یہ نعمت حضور انور کی صحبت پاک سے

نصیب ہوئی تھی۔ ۸؎ حضور انور کے سامنے مسلمان ہو گیا کوئی اسلام و ایمان میں آتا ہے مگر اس شخص کے پاس ایمان و اسلام آیا کیونکہ جس ذات کریمہ پر ایمان لایا جاتا ہے، جن کے نام سے انسان مسلمان بنتا ہے وہ خود اس کے گھر تشریف لے گئے یہ اثر صحبت پاک کا تھا۔ ۹؎ فرمایا یعنی اس کی تیمارداری کرو جب یہ مر جائے تو اس کے کفن و دفن نماز جنازہ کا انتظام کرو۔ اب اسے یہ یہودی باپ ہاتھ نہ لگائے۔ اس فرمانِ عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نابالغ سمجھدار بچے کا ایمان معتبر ہے۔ دوسرے یہ کہ مرتے وقت کا ایمان قبول ہے جبکہ غرغرہ کی حالت سے پہلے ہو۔ تیسرے یہ کہ اسلامی رشتہ جانی رشتوں سے قوی تر ہے کہ مومن کا کفن دفن اجنبی مسلمان تو کریں گے مگر اس کا باپ دادا کافر نہ کرے گا۔ چوتھے یہ کہ اسلام میں نئے پرانے مسلمان برابر ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ۔ (رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

(۵۵۴۶) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور انور نے فرمایا کہ میں رحمت ہوں ربّ کا ہدیہ ہوں ۱؎ (دارمی، بیہقی، شعب الایمان)

(۵۵۴۶) ۱؎ یعنی ربّ نے مجھے تمہارے لیے رحمت بھی بنا کر بھیجا ہے اور اپنا ہدیہ و تحفہ بھی اس فرمانِ عالی میں اس امت کی بہت ہی عزت افزائی ہے۔ کیونکہ ہدیہ تحفہ اپنے پیاروں کو ہی دیا جاتا ہے معلوم ہوا کہ یہ امت ربّ کی پیاری ہے۔ اس لیے اسے یہ تحفہ دیا گیا فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (۲۱:۱۰۷) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ (کنزالایمان) اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔ شعر:۔

ربّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود　　حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پر دائم درود　　ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

بَابٌ فِیْ اَخْلَاقِهٖ وَشَمَائِلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

اب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری صورت کا بیان تھا۔ اب حضور کی باطنی سیرت کا ذکر شریف ہے اخلاق جمع خلق کی ہے۔ بمعنی عادت، اور شمائل جمع ہے شمال کی میم کے فتح سے بمعنی طبیعت و جبلت اخلاق عام ہے اور شمائل خاص انسان کی جو عادت دنیا میں آ کر پڑے وہ بھی خلق ہے مگر شمال پیدائشی عادت کو ہی کہا جاتا ہے۔ حضور کے اخلاق کو ربّ تعالیٰ نے عظیم فرمایا کہ ارشاد ہوا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ کوئی شخص بھی کماحقہ حضور کے اخلاق کا بیان نہیں کر سکتا۔ جب ہم دنیا کی نعمتیں نہیں گن سکتے جو کہ بہت تھوڑی ہیں: قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ تو جسے ربّ عظیم کہے اسے کیسے گن سکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ شعر:۔

تری خلق کو ربّ نے جمیل کیا تیرے خلق کو ربّ عظیم کہا　　کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن ادا کی قسم

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

(۵۵۴۷) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ میں

وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ اُفٍّ وَّلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ ۔(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی۱ کبھی مجھ سے اف نہ فرمایا اور نہ یہ کہ تم نے یہ کیوں کیا اور نہ یہ کہ کیوں نہ کیا۲ (مسلم،بخاری)

(۵۵۴۷)۱حضور انور کے مدینہ طیبہ میں تشریف لانے پر حضرت انس کی عمر آٹھ سال تھی ان کے والدین اس وقت حضور انور کی خدمت میں انہیں لائے اور بولے کہ ہم نے انہیں آپ کی خدمت کے لیے وقف کردیا۔ وفات شریف ۱۰ ہجری میں ہوئی وفات شریف تک حضور انور کی خدمت میں رہے بعد وفات مدینہ سے باہر گئے مقام موصل میں آپ کا مزار ہے۔۲یعنی میں کم عمر بھی تھا اور کم سمجھ بھی مجھ سے قصور بھی ہوتے تھے اور کبھی کچھ نقصان بھی ہوجاتا تھا جیسے کوئی چیز ٹوٹ جانا وغیرہ مگر اس سراپا رحم و کرم نے مجھے کبھی جھڑکا نہیں۔ اور ملامت کے طریقہ پر یہ نہ فرمایا کہ تم نے یہ کیوں کردیا یہ کیوں چھوڑ دیا۔ اف کا ترجمہ اردو میں ہے اوفہ یہ سرزنش اور علامت کے وقت بولا جاتا ہے یہاں دنیاوی کاموں میں اف نہ فرمانا مراد ہے شرعی غلطی پر پکڑ کرنا تو اصلاح ہے۔(مرقات واشعہ)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِيْ يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللهِ لَا اَذْهَبُ وَفِيْ نَفْسِيْ اَنْ اَذْهَبَ لِمَا اَمَرَنِيْ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ حَتّٰى اَمُرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي السُّوْقِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَبَضَ بِقَفَايَ مِنْ وَّرَآئِيْ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ يَا اُنَيْسُ ذَهَبْتَ حَيْثُ اَمَرْتُكَ قُلْتُ نَعَمْ اَنَا اَذْهَبُ يَا رَسُوْلَ اللهِ . (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۴۸) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے۱ حضور نے مجھے ایک دن کسی کام کے لیے بھیجا۲ میں نے کہا اللہ کی قسم میں نہ جاؤں گا۳ اور میرے دل میں یہ تھا کہ اس کام کے لیے جاؤں جس کا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۴ چنانچہ میں روانہ ہوگیا حتیٰ کہ میں کچھ بچوں پر گزرا جو بازار میں کھیل رہے تھے۵ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پیچھے سے میری گردن پکڑی۶ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی طرف دیکھا آپ ہنس رہے تھے۷ فرمایا اے انیس کیا تم وہاں جارہے ہو۸ جہاں جانے کا میں نے تم کو حکم دیا تھا میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ میں جارہا ہوں۹ (مسلم)

(۵۵۴۸)۱ناس سے مراد انسان ہیں۔ خلق سے مراد برتاوا ہے (مرقات)۲یعنی مجھے وہاں جانے کا حکم دیا لہذا اگلا مضمون بالکل درست ہے۔۳یہ جواب نافرمانی یا مخالفت حکم نہیں بلکہ ناز برداربے نیاز کریم پر نیازمندانہ ناز ہے شعر:-

کشادہ دست کرم جب وہ بے نیاز کرے نیاز مند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے (اقبال)

جیسے بچے ماں باپ پر ضد کرتے ہیں کہ ہم تو نہیں کرتے نیز یہ واللہ قسم کے لیے نہیں تاکہ اس پر قسم کے احکام جاری ہوں بلکہ بلاقصد یہ لفظ بولا گیا ہے امام شافعی کے ہاں یہ قسم لغو ہے امام اعظم کے ہاں یہ قسم ہی نہیں۔۴یعنی میرا یہ انکار صرف زبانی تھا دل سے نہ تھا چونکہ یہ کام لڑکپن میں تھا اس لیے حضور انور نے بار بار جانے کا حکم نہ دیا بلکہ نہایت ہی نرمی فرماتے ہوئے خاموش ہوگئے صلی اللہ علیہ وسلم (لمعات)۵جب میں ان کھیلنے والے بچوں پر گزرا تو میں بھی ان کا کھیل دیکھنے کے لیے کھڑا ہوگیا یہی مطلب ہے اس عبارت کا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۶گردن پکڑنا انتہائی پیار و محبت سے تھا قفا کہتے ہیں گردن کے پچھلے حصہ کو یا پچھلا حصہ قفا یعنی گردن ہے اگلا حصہ حلقوم یعنی گلا ہے۔۷یعنی مسکرارہے تھے۔ حضور کے لیے جہاں کہیں لفظ ضحک آتا ہے وہاں تبسم مراد ہوتا ہے۔ کیونکہ حضور انور نے

کبھی ٹھٹھانہ لگایا۔ ۸؎ لفظ انس کو انیس فرمانا تصغیر کرکے یہ بھی محبت کرم سے تھا یہ نام کا بگاڑنا نہیں جیسے ہمارے ہاں ساجدہ کو سجو غلام کو گاماں کہہ دیتے ہیں ۹؎ یہ ہے اپنے ارادہ کا اظہار یعنی میں نے صرف زبان سے انکار کیا تھا۔ جانے کا ارادہ اس وقت ہی تھا۔ چنانچہ میں مطابق حکم کے جارہا ہوں۔

وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَاَدْرَكَهُ اَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيْدَةً وَرَجَعَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَحْرِ الْاَعْرَابِيِّ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى صُفْحَةِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْلِيْ مِنْ مَّالِ اللهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَلَهٗ بِعَطَاءٍ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۴۹) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا حضور پر نجرانی موٹے کنارے والی چادر تھی ۱؎ حضور کو ایک بدوی نے پکڑ لیا اور حضور کو آپ کی چادر سے کھینچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بدوی کے سینہ میں پہنچ گئے ۲؎ حتی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کے کنارہ میں دیکھا اس کی سخت کھنچنے کی وجہ سے چادر کے کنارہ نے اثر کیا تھا ۳؎ پھر بولا اے محمد اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے میرے لیے بھی حکم دیجئے ۴؎ تو اس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا پھر ہنسے پھر اس کے لیے عطاء کا حکم دیا ۵؎ (مسلم بخاری)

(۵۵۴۹) ۱؎ نجران یمن کی مشہور بستی ہے جہاں کے عیسائی حضور انور سے مناظرہ کرنے آئے تھے۔ حضور انور نے انہیں مباہلہ کے لیے کہا انہوں نے نہیں کیا بعض کے نزدیک حجاز اور یمن کے درمیان ہے۔ وہاں موٹے اون کی چادریں بہت بنتی تھیں۔ جن کے کنارے بہت زیادہ موٹے ہوتے تھے۔ ۲؎ اس بدوی نے اس طرح حضور انور سے بھیک مانگی وہ آداب تو کیا طریقہ گفتگو سے بھی بے خبر تھا۔ حضور انور نے اس کی اس بے ادبی پر ناراضگی نہ فرمائی خیال فرمایا کہ یہ آداب گفتگو سے واقف نہیں ہے۔ شعر:-

سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں (اعلیٰ حضرت)

۳؎ قرآن کریم نے سچ فرمایا اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَا اَنْزَلَ اللهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ (۹،۹۷) گنوار کفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں اور اسی قابل ہیں کہ اللہ نے جو حکم اپنے رسول پر اُتارے ان سے جاہل رہیں۔ (کنز الایمان) (مرقات) ۴؎ غالبًا یہ بدوی نومسلم تھا جو ابھی دین کے مسائل سے پورا واقف بھی نہ تھا اور بات کرنے کا طریقہ بھی نہ جانتا تھا اور تھا بھی مولفۃ القلوب سے جن کو دین پر پختہ کیا جاتا ہے۔ اس لیے حضور انور کو صرف نام شریف سے پکارا اور اس پر کوئی گرفت نہیں فرمائی گئی (مرقات) وہ یہ کہہ رہا ہے کہ آپ کے پاس فقراء میں تقسیم کرنے کے لیے زکوٰۃ و صدقات کے مال ہیں میں بھی فقیر ہوں۔ مجھے بھی اس میں سے دیجیے۔ ۵؎ یعنی حضور انور اس کی یہ حرکت دیکھ کر اس کی یہ بات سن کر مسکرائے اور صحابہ کو حکم دیا کہ اسے مال زکوٰۃ سے کچھ دے دیں اس عطاء سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کافر یا منافق نہ تھا کہ کفار و منافقین کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔ یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا کہ حکام بادشاہوں اور بڑے لوگوں کو چاہیے کہ رعایا کی سختی پر صبر و تحمل سے کام لیا کریں۔ اس صبر کے پھل بہت شیریں ہوتے ہیں۔ شعر:-

سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْسَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْالَمْ تُرَاعُوْاوَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَّفِيْ عُنُقِهٖ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهٗ بَحْرًا۔(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۵۰) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں بہت حسین اور سب سے زیادہ سخی سب سے زیادہ بہادر تھے[۱] ایک رات مدینہ والے گھبرا گئے تو لوگ آواز کی طرف دوڑے[۲] تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے روانہ ہوئے[۳] آپ لوگوں سے پہلے آواز کی طرف دوڑے اور کہتے جاتے تھے مت گھبراؤ[۴] اور آپ ابوطلحہ کے ننگے گھوڑے پر تھے جس پر زین نہ تھی[۵] اور آپ کے گلے میں تلوار تھی پھر فرمایا کہ ہم نے اسے دریا پایا[۶] (مسلم بخاری)

(۵۵۵۰) [۱] بدصورتی، بدخلقی، بخیلی بزدلی، انسانی عیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے اپنے نبیوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ حضور انور چونکہ تمام نبیوں کے سردار سیّد ہیں۔ اس لیے حضور ان عیوب سے بہت دور تھے۔ حضور حسین تھے تو ایسے کہ اللہ کے محبوب ہوئے سخی ایسے کہ حضور کی سخاوت سے آج بھی بلکہ قیامت تک لوگ پرورش پاتے رہیں گے۔ علماء صوفیاء نعت خواں، مشائخ اس باڑے سے پل رہے ہیں۔ ان کا جودوکرم وسخاوت کوئی مجھ جیسے کمینے سے پوچھے۔ حضور کی کرم نوازی مجھ پر اتنی کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ شعر:۔

ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی کوئی کمی سرورا تم پہ کروڑوں درود

مرزا قادیانی ایسا بزدل تھا کہ ڈر کے مارے حج کو نہ گیا۔ والی افغانستان کو اپنی نبوت کی دعوت دی۔ انہوں نے جواب دیا۔ ایں جابیا۔ یہاں آ کر تبلیغ کرو مرزا نہ گیا۔ سچے نبی کبھی بزدل نہیں ہوتے۔ اسی شجاعت کی بناء پر ربّ نے فرمایا: فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ (۴-۸۴) تو اے محبوب اللہ کی راہ میں لڑو تم تکلیف نہ دیے جاؤ گے مگر اپنے دم کی اور مسلمانوں کو آمادہ کرو۔ (کنزالایمان) اے محبوب تم اکیلے ہی کفار سے جہاد کرو۔ آپ ہی کو جہاد کا حکم دیا جاتا ہے۔ مومنوں کو بھی رغبت جہاد دو۔ اس لیے حضور اکثر خچر پر سوار ہوتے تھے کہ خچر جنگ پر پیچھے نہیں لوٹتا (مرقات) [۲] یعنی مدینہ طیبہ کے کسی محلّہ میں رات کو اچانک شور مچ گیا کہ دوڑو ہماری مدد کو دشمن یا چور ہم پر آن پڑے کبھی ایسا ہو جاتا ہے سارے محلّہ والے چیخ رہے تھے[۳] اس جملہ کے دو معنی کئے گئے ہیں ایک یہ ہم کا مرجع وہی چیخنے شور مچانے والے لوگ ہیں تو مطلب یہ ہے کہ دوسرے لوگ تو جماعت اور ٹولیاں بن کر شور کی طرف دوڑے کہ ایسے موقع پر امداد کرنے والے اکیلے نہیں جایا کرتے دشمن یا چوروں کا خطرہ ہوتا ہے۔ مگر حضور ان سب لوگوں سے پہلے اکیلے ہی بے دھڑک روانہ ہوئے اور ان سب سے پہلے پہنچے یہ حضور کی بہادری و جرأت دوسرے یہ کہ ہم کا مرجع یہ مدد کے لیے جانے والے لوگ ہیں اور استقبل کے معنی ہیں حضور انور واپس آتے ہوئے ان جانے والوں کو ملے آپ وہاں ہو کر سب تحقیقات کرکے ان ڈرنے والوں کو تسلی و تشفی دے کر واپس آرہے تھے ہم جارہے تھے حضور آرہے تھے یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری (مرقات) [۴] اس عبارت کے معنی بھی دو ہیں ایک یہ کہ آپ جاتے ہوئے ان ڈرنے والوں کو تسلی دیتے ہوئے آواز دیتے جارہے تھے کہ مت گھبراؤ میں آ گیا ہوں، مت ڈرو میں تمہاری مدد کو آ گیا ہوں۔ اس صورت میں لم بمعنی لا ہے اور یہ عبارت نہی کا صیغہ ہے دوسرے یہ کہ لم تراعو میں خطاب ہے ان مددگاروں

سے جو ادھر جارہے تھے اور مطلب یہ ہے کہ تم لوگ بھی ڈرو نہیں ہم وہاں ہو آئے ہیں وہاں کوئی خطرناک چیز نہیں ہے۔ یوں ہی ان لوگوں کو دھوکا ہوگیا تھا۔لم تراعو بنا ہے روع سے بمعنی گھبراہٹ اور ڈر یا یہ مضارع مجہول صیغہ جمع مذکر حاضر ہے یعنی تم لوگ ڈرائے نہ گئے ہو بلکہ یوں ہی وہم میں مبتلا ہوگئے ہو۔بعض روایات میں لن تراعو ہے۵ ابوطلحہ کے اس گھوڑے کو دریا سے تشبیہ دیتے ہیں وہ یہی محاورہ یہاں استعمال ہوا ہے یعنی جیسے دریا کا سوار نہایت آرام سے بغیر جھٹکے سفر کرتا ہے ایسے ہی اس گھوڑے کا نام مندوب تھا بمعنی مطلوب آپ نے جلدی میں اس پر کاٹھی لگام وغیرہ کچھ نہ لگائی یوں ہی بغیر کاٹھی بغیر لگام سوار ہوکر روانہ ہوگئے (مرقات)٦ اہل عرب تیز رو اور سبک رفتار گھوڑے کا حال ہے کہ مجھے نہایت تیز اور آرام سے لے گیا۔ یہ گھوڑا بہت سی سست رفتار اور سخت اڑیل تھا جناب ابوطلحہ اس گھوڑے سے تنگ تھے حضور کی اس سواری کے بعد یہ دونوں عیب جاتے رہے یہ حضور انور کا ایک معجزہ نہیں بلکہ چند معجزے ہوئے گھوڑے کی پشت پر سوا ہوگئے تو حقیقت بدل دی جس انسان پر ہاتھ رکھ دیں نظر کرم کردیں اس کی بھی قسمت کھل جائے۔شعر:۔

السلام اے دو جہاں کے بادشاہ — مجھ غریب و خستہ پر بھی اک نگاہ

(غلام امام شہید)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ مَاسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًاقَطُّ فَقَالَ لَا ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۵۵۱) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز نہ مانگی گئی کہ حضور نے فرمایا ہو نہیں۱
(مسلم بخاری)

(۵۵۵۱)۱یعنی حضور انور نے کسی سائل بھکاری کو یہ کبھی نہیں فرمایا کہ ہم تم کو نہیں دیں گے اگر وہ چیز ہو تو عطا فرمادی ورنہ یا خاموشی اختیار کی یا آئندہ کے لیے وعدہ فرمالیا یا معذرت کردی لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُکُمْ عَلَیْہِ (۹۲'۹) تم سے یہ جواب پائیں کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کروں۔(کنزالایمان) کہ آیت کریمہ میں معذرت کا، لا ہے۔اور یہاں انکار کا، لا مراد ہے فرزق شاعر نے حضور کی نعت میں عرض کیا۔شعر:۔

ما قَالَ لا قط الافی تشھدہ — لولا التشھد کَانَت لاء نعم

کسی نے اس کا ترجمہ یوں کیا۔شعر:۔

نرفت کلمہ لا برزبان او ہرگز — مگر بہ اشھدان لا الہ الا اللہ

یعنی حضور انور نے بجز کلمہ طیبہ کے لا، انکار کے لیے کبھی ارشاد نہ فرمایا آج بھی حضور سے مانگ کر دیکھ لو محروم نہ پھرو گے یہ تو کوئی مجھ سے پوچھے میں نے بہت تجربہ کیا ہے ہم نے عرض کیا ہے۔شعر:۔

زمانہ نے زمانہ میں سخی ایسا کہیں دیکھا — زبان پر جس کے سائل نے نہیں آتے نہیں دیکھا

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَیْنَ جَبَلَیْنِ فَاَعْطَاہُ اِیَّاہُ فَاَتٰی قَوْمَہٗ فَقَالَ اَیْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَّیُعْطِیْ عَطَآءً مَایَخَافُ الْفَقْرَ

(۵۵۵۲) روایت ہے حضرت انس سے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان بھری ہوئی بکریاں مانگیں۱حضور نے وہ سب اسے دیدیں۲ وہ اپنی قوم کے پاس گیا بولا اے میری قوم مسلمان ہو جاؤ اللہ کی قسم محمد ایسی عطاء دیتے ہیں کہ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) فقیری کا خوف نہیں فرماتے۳؎ (مسلم)

(۵۵۵۲)۱؎ یعنی اتنی زیادہ بکریاں مانگیں جن سے دو پہاڑوں کے درمیان کا سارا جنگل بھرا ہوا تھا یہ سب بکریاں حضور انور کی اپنی تھیں کہ غزوۂ حنین میں مال غنیمت کے خمس میں اتنی بکریاں آپ کو ملی تھیں ۲؎ یعنی بغیر دغدغہ بے تامل یہ جب اسے عطا فرمادیں بعض روایات میں ہے کہ سائل نے حضور کی یہ بکریاں دیکھ کر عرض کیا تھا یارسول اللہ حضور تو بڑے مالدار ہوگئے فرمایا کیسے اس نے عرض کیا کہ اتنی زیادہ بکریاں آپ کے اکیلے کی ملک ہیں فرمایا جا سب تجھے عطا فرمادیں لے جاوہ حیرت سے حضور کا منہ تکتا رہ گیا ۳؎ خیال رہے کہ داتا سخی ہے مگر اس کی دین کے دروازے مختلف ہیں کسی کو جمال دکھا کر ایمان بخش دیا کسی کو جودونوال یعنی سخاوت دکھا کر اپنا متوالا بنالیا۔کسی کو میدان جہاد میں جلال الٰہی دکھا کر مومن بنادیا ہم جیسے دور افتادہ غلاموں کو اپنا نام سنا کر ایمان دے دیا۔ان کا نام،ان کے کام ان کی صورت ان کی سیرت سب ہی ایمان بخشنے کا ذریعہ ہیں اس بدوی نے اسی عطا کو حضور کی نبوت کی دلیل بنایا۔۴؎ اپنی قوم کے مسلمان ہوگیا وہ بکریاں کیا ملیں کہ انہیں ایمان مل گیا۔خیال رہے کہ کسی سے مانگنا عیب ہے اس سے منع فرمایا گیا ہے مگر اللہ رسول سے مانگنا ہم سب کے لیے باعث فخر ہے۔

وَعَنْ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَتِ الْاَعْرَابُ يَسْأَلُوْنَهُ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَآءَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُوْنِيْ رِدَآئِيْ لَوْكَانَ لِيْ عَدَدَ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمٌ لَقَسَّمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَّلَا جَبَانًا ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۵۵۳) روایت ہے حضرت جبیر ابن مطعم سے۱؎ کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے حنین کی واپسی کے موقع پر۲؎ تو بدوی لوگ حضور سے لپٹ گئے آپ سے مانگتے تھے حتی کہ آپ کو ایک خاردار درخت کی طرف لے گئے آپ کی چادر الجھ گئی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے فرمایا مجھے میری چادر تو دے دو ۳؎ اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر جانور ہوتے تو میں تم میں تقسیم کردیتا ۴؎ پھر تم مجھے نہ تو کنجوس پاتے نہ جھوٹ بولنے والا نہ بزدل ۵؎ (بخاری)

(۵۵۵۳)۱؎ آپ جبیر ابن مطعم ابن عدی ابن نوفل ابن عبد مناف ہیں قریشی ہیں بڑے عالم ہیں۔حضرت ابوبکر صدیق کے شاگرد اور حضور کے صحابی ہیں (اشعۃ)۲؎ حنین ایک جنگل ہے جو مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ہے۔فقیر نے اس کی زیارت کی ہے۔غزوۂ حنین فتح مکہ کے بعد واقع ہوا اسی علاقہ بلکہ اسی قوم کی حضرت حلیمہ دائی تھیں یعنی قبیلہ بنی ہوازن کی اس لیے حضور انور نے تمام قیدیوں کو آزاد فرمادیا جو اس غزوہ میں گرفتار ہوئے تھے۔۳؎ اس غزوہ میں مال غنیمت بہت زیادہ مسلمانوں کو ملا تھا۔حضور نے اس مال میں سے زیادہ فتح مکہ میں مسلمان ہونے والے مؤلفۃ القلوب کو بہت مال عطا فرمایا تھا گزشتہ حدیث کا بکریوں والا واقعہ بھی اسی موقع پر ہوا تھا (اشعۃ اللمعات) یہ لوگ حضور سے ایسے لپٹ گئے جیسے فقراء و مساکین ایک کریم غنی کو گھیرلیں حضور کسی منگتے کو ہٹایا نہیں کرتے۔۴؎ عضاہ جمع ہے عضاعۃ کی بمعنی درخت خاردار ببول ہو یا کوئی اور درخت ۵؎ یہاں شجاعت،صدق کا ذکر اپنے فضائل کی تکمیل کے لیے بیان فرمایا یعنی مجھے اللہ تعالٰی نے ان تین عیبوں سے بری کیا ہے۔بخل،بزدلی،جھوٹ،حضور انور سخی نہیں بلکہ جواد ہیں۔خود نہ کھائیں۔زمانہ بھر کو کھلائیں۔

شعر:-ۃ

وہ آقا جو کہ خود کھائے کھجوریں اور غلاموں کو کھلائے نعمتیں دنیا کی کب ایسا کہیں دیکھا

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَآءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِاٰنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَآءُ فَمَا يَاْتُوْنَ بِاِنَآءٍ اِلَّا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْهَا فَرُبَّمَا جَآءُوْهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهٗ فِيْهَا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۵۴) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھتے تھے تو ان کے پاس مدینہ کے لونڈی غلام اپنے برتن لے آتے تھے جن میں پانی ہوتا تھا۱ تو وہ کوئی برتن نہ لاتے مگر حضور اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے تو بہت دفعہ وہ لوگ آپ کے پاس بہت ٹھنڈی صبح کو پانی لاتے آپ ان میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے۲ (مسلم)

(۵۵۵۴)۱یعنی اہل مدینہ اپنے لونڈی غلاموں کو پانی کے برتن لے کر بھیج دیتے تھے وہ دروازہ مسجد پر کھڑے ہو جاتے تھے۔حضور فجر کی نماز پڑھ کر نکلتے اور ان برتنوں میں اپنی انگلیاں ڈالتے جاتے تھے۔۲یہ پانی اہل مدینہ اپنے بیماروں کو شفا کے لیے پلاتے۔تھے اس میں بیان ہوا حضور کے اخلاق حمیدہ کا۔اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات سے شفا حاصل کرنا جائز بلکہ سنت صحابہ ہے۔یہ بھی معلوم ہوا کہ جس چیز میں بزرگوں کا ہاتھ لگ جائے وہ متبرک ہو جاتا ہے۔وَجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ (۱۹،۳۱) اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں۔(کنز الایمان)

وَعَنْ قَالَ كَانَتْ اَمَةٌ مِنْ اِمَآءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ تَاْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَآءَتْ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۵۵۵) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ مدینہ والوں کی لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی تھی۱ تو جہاں چاہتی حضور کو لے جاتی تھی۲ (بخاری)

(۵۵۵۵)۱ہاتھ پکڑنے سے مراد ہے اپنی حاجت براری کے لیے عرض کرنا یا کہیں لے جانا۔اور اگر ظاہری معنی مراد ہوں تب بھی مضائقہ نہیں کہ پیاری امت حضور کی اولاد ہے۔حضور انور امت کے باپ ہیں مہربان باپ کا ہاتھ اولاد پکڑ سکتی ہے۔یعنی اگر معمولی سے معمولی آدمی حتیٰ کہ مدینہ کی لونڈی بھی کچھ التجا کے لیے حضور کا ہاتھ پکڑ لیتی تو حضور اس سے ہاتھ چھڑاتے نہ تھے بلکہ اس کی حاجت روائی کر دیتے تھے۲ خواہ اپنے گھر لے جاتی یا کسی اور جگہ حضور انور منع نہ فرماتے تھے۔

وَعَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً كَانَتْ فِيْ عَقْلِهَا شَيْءٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ يَا اُمَّ فُلَانٍ اُنْظُرِيْ اَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى اَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ فَخَلَا مَعَهَا فِيْ بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۵۶) روایت ہے انہیں سے کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ فتور تھا۱ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ سے کچھ کام ہے۲ تو فرمایا اے فلاں کی ماں تو سوچ لے کہ کون سی گلی پسند کرتی ہے کہ میں وہاں تیرا کام کروں۳ تو کسی راستہ میں حضور اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ وہ اپنے کام (عرض و معروض) سے فارغ ہو گئی۴ (مسلم)

(۵۵۵۶)۱یعنی وہ بی بی دیوانی تھی یا مجذوبہ اس کا نام معلوم نہ ہو سکا۔۲ظاہر یہ ہے کہ حضور انور راستے سے جا رہے تھے کہ یہ مجذوبہ بی بی صاحبہ حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں وہ خود حضور انور کے دولت خانہ میں نہ آئی تھی (اشعۃ اللمعات)۳یعنی اگر تو نے مجھ سے کوئی بات

تنہائی میں عرض کرنی ہے تو کوئی گلی تجویز کر کے مجھے بتا۔ جہاں میں اکیلے کھڑے ہو کر صحابہ کرام سے جدا ہو کر تیری بات سنوں اور تیرا کام کروں۔ ۲؎ اس سے معلوم ہوا کہ گلی کوچہ یا گزرگاہ عام میں کسی عورت کے ساتھ تنہائی خلوت نہیں نہ اس پر خلوت کے احکام جاری ہوں گے (مرقات) اتنی عبارت لکھ کر میں دوپہری میں آرام کے لیے سو گیا۔ خواب میں اس گنہگار کو اس کی مکمل شرح بتائی گئی وہ یہ ہے کہ خلوت دو قسم کی ہے خلوت لغویہ خلوت شرعیہ خلوت لغویہ یہ ہے کلام سننے سنانے میں تنہائی ہو کہ کوئی ان کی بات نہ سن سکے اگرچہ دیکھنے دکھانے میں جلوت ہو کہ لوگ دونوں کو دیکھ رہے ہوں خلوت شرعیہ یہ ہے کہ سننے دیکھنے دونوں کے لحاظ سے خلوت تنہائی ہو کہ نہ کوئی دیکھے نہ کوئی کلام سنے خلوت شرعیہ نامحرم کے ساتھ حرام ہے مگر خلوت لغویہ بوقت ضرورت حلال ہے۔ یہاں خلوت لغویہ تھی خلوت شرعیہ نہ تھی کہ یہاں گلی میں وہ دیوانی حضور کو الگ لئے کھڑی ہے۔ راہ گیر یہ ماجرا دیکھ رہے ہیں مگر اس کی عرض و معروض حضور انور کا جواب نہیں سن رہے ہیں مسجد کے گوشہ میں گلی کوچہ میں دن کے وقت یہی خلوت ہوسکتی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث اس فرمانِ عالی کے خلاف نہیں۔ کہ کوئی شخص اجنبی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے نہ اس کے خلاف ہے کہ حضور نے فرمایا تھا کہ دیکھ لو یہ میری زوجہ ہیں (الحدیث) کہ وہاں خلوت شرعیہ کا ذکر اور یہاں خلوت لغویہ واقع ہوئی۔ الحمدللہ فقیر کو یہ خواب میں آج ۱۲ ذی الحج ۱۳۸۳ھ مطابق بارہ مارچ ۱۹۶۸ء سہ شنبہ کو بوقت دوپہر یہ رہبری فرمائی گئی وہی اس گنہگار نے سپرد قلم کردی یہ میرے آقا کی کرم نوازی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

وَعَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتِبَةِ مَالَهٗ تَرِبَ جَبِيْنُهٗ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۵۵۷) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھے فحش گو اور نہ لعنت کرنے والے نہ گالی دینے والے ۱؎ غصہ عتاب میں فرماتے تھے، اسے کیا ہوا اس کی پیشانی میں مٹی لگ جائے ۲؎ (بخاری)

(۵۵۵۷) ۱؎ یعنی حضور کی عادت کریمہ فحش باتیں کرنے کی کسی پر لعنت پھٹکار کرنے کی نہ تھی۔ ساری عمر شریف میں ایک بار بھی کسی کو گالی نہ دی کسی خادم بیوی کو لعنت کے لفظ سے یاد نہ فرمایا۔ خیال رہے کہ سباب اور لعان مبالغے کے صیغے ہیں مگر یہاں اصل لعنت اور گالی کی نفی ہے۔ جیسے ربّ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (۴۱:۴۶) اور تمہارا ربّ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ (کنزالایمان) ۲؎ کیسا پیارا کلمہ ہے۔ اس کلمے کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ وہ شخص خواہ ناک رگڑ دے مگر کامیاب نہ ہو، دوسرے یہ کہ اللہ اسے سجدے سجود کی توفیق دے جس سے اس کی پیشانی سجدہ میں لگا کرے سجدے سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ع

غصہ میں بھی کہتے ہیں کہ تیرا برا نہ ہو

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اِنِّيْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۵۸) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین پر بددعا کیجئے فرمایا میں بددعا کرنے والا نہ بھیجا گیا میں تو رحمت ہی بھیجا گیا ہوں ۱؎ (مسلم)

(۵۵۵۸) ۱؎ حضور کی رحمت خاصہ تو مسلمانوں پر ہی ہے اور رحمت عامہ کفار پر بھی ہے حضور کی برکت سے دنیا میں کفار پر عذاب آنا بند ہوا حضور انور نے ہمیشہ کفار کو دعوت اسلام دی یعنی رحمت ایزدی سے قریب کرنے کی کوشش فرمائی۔ لعنت کے معنی ہیں رحمت سے دوری کی دعا کرنا جو رحمت سے قریب کرنے کے لیے بھیجا گیا ہو وہ رحمت سے دور کیسے کرسکتا ہے۔ فرمایا گیا: وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً

لِلْعٰلَمِیْنَ (۲۱،۱۰۷) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔(کنزالایمان) اس لیے جب حضور انور نے قبیلہ رعل اور ذکوان کے لیے فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی تو آیت کریمہ نازل ہوئی: لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اے محبوب یہ بات آپ کے لیے مناسب نہیں یہ تو جلال والے پیغمبروں حضرت نوح اور موسیٰ علیہم السلام کے ہی لائق تھی جن مشرکین پر حضور نے بددعا کی وہ بحکم الٰہی کی جیسے فرمایا: اَللّٰهُمَّ هَلْكَ بِالْقُرَیْشِ پھر وہ سب بدر میں مارے گئے (اشعۃ)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَیَاءً مِّنَ الْعَذْرَآءِ فِیْ خِدْرِهَا فَاِذَا رَاٰی شَیْئًا یَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِیْ وَجْهِهٖ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۵۵۹) روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ شرمیلے تھے جیسی کنواری لڑکی اپنے پردے میں شرمیلی ہوتی ہے۱ اور جب کوئی ناپسند چیز دیکھتے تو ہم چہرہ انور میں اسے پہچان لیتے تھے۲ (مسلم بخاری)

(۵۵۵۹) ۱ کنواری لڑکی کی جب شادی ہونے والی ہوتی ہے تو اسے گھر کے ایک گوشہ میں بٹھادیا جاتا ہے اسے اردو میں مایوں بٹھانا کہا جاتا ہے اس جگہ یعنی گھر کے گوشہ کو مائیں کہتے ہیں۔عربی میں حذر اور اس زمانہ میں لڑکی بہت ہی شرمیلی ہوتی ہے۔گھر والوں سے بھی شرم کرتی ہے کسی سے کھل کر بات نہیں کرتی۔حضور کی شرم اس سے بھی زیادہ تھی۔حیا انسان کا خاص جوہر ہے جتنا ایمان قوی اتنی حیا زیادہ۲ یعنی دنیاوی باتوں میں سے کوئی بات یا کوئی چیز حضور انور کو ناپسند ہوتی تو زبان مبارک سے نہ فرماتے مگر چہرہ انور پر ناپسندیدگی کے آثار نمودار ہوجاتے تھے خدام بارگاہ پہچان لیتے تھے۔ایک دعوت ولیمہ پر دو تین آدمی حضور کے گھر شریف میں کھانے کے بعد بیٹھے باتیں کررہے تھے۔حضور کو ان کے بیٹھنے سے تکلیف ہوئی مگر ان سے نہ فرمایا کہ چلے جاؤ رب تعالٰی نے ارشاد فرمایا: اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ (۳۳،۵۳) بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔(کنزالایمان) تمہارا یہ عمل ہمارے نبی کی تکلیف کا باعث ہے مگر وہ تم سے حیا فرماتے ہیں رب تعالٰی نہیں شرماتا یہ ہے حضور کی حیا۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَارَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰی اَرٰی مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ وَاِنَّمَا كَانَ یَتَبَسَّمُ ۔(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۵۶۰) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی پورا کھل کر ہنستا نہ دیکھا حتیٰ کہ میں آپ کے کوے دیکھ لیتی۱ آپ تبسم ہی فرمایا کرتے تھے۲ (بخاری)

(۵۵۶۰) ۱ لہوات جمع ہے لہاۃ کی عربی میں لہاۃ خلق کے کنارہ پر گوشت اور لٹکے ہوئے کوے کو کہتے ہیں۔جب انسان ٹھٹھہ مار کر ہنستا ہے تو پورا منہ کھل جاتا ہے۔اور وہ جگہ نظر آجاتی ہے۔حضور انور اس طرح نہیں ہنستے تھے۲ یہاں مرقات میں ہے کہ حضور انور سے بہت کم ہنسنا بھی ثابت ہے مگر قہقہہ لگانا ٹھٹھہ مارنا کبھی ثابت نہیں۔تبسم فرمانے کی عادت بہت ہی تھی۔(مرقات،اشعۃ)

وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَكُنْ یَسْرُدُ الْحَدِیْثَ كَسَرْدِكُمْ كَانَ یُحَدِّثُ حَدِیْثًا لَوْعَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۵۶۱) روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری جلدی کی طرح بات جلدی جلدی نہ کرتے تھے آپ باتیں یوں کرتے تھے کہ اگر کوئی گننے والا گننا چاہتا تو انہیں گن لیتا (مسلم بخاری)

(۵۵۶۱)۱؎ حضور انور کا کلام شریف نہ تو لگاتار ہوتا تھا نہ جلد جلد۔ بلکہ ایک جملہ پر رک جاتے تھے۔ تاکہ سننے والا غور کر کے سمجھ لے اور ہر جملے کے کلمات بھی بہت آہستگی سے ادا ہوتے تھے کہ ہر کلمہ دل میں بیٹھ جاتا تھا۔ کیونکہ حضور انور کا ہر کلمہ تبلیغ کے لیے ہوتا تھا۔ اگر حضور جلد یا مسلسل یہ بہت زیادہ کلام فرماتے تو لوگ بھول جاتے آپ کا کلام نہایت جامع مگر مختصر ہوتا تھا کہ حضرات صحابہ قرآن کی طرح اسے یاد کر لیتے تھے وہی حدیث کی شکل میں جمع ہوگیا اسی کلام مبارک سے آج دین قائم ہے۔ اسی کلام مبارک سے قرآن سمجھ میں آرہا ہے۔ ایک صاحب نے حضور انور کے وعظ جمع کئے وہ ایسے ہیں کہ آج واعظ حضور کے بڑے وعظ کو دس منٹ میں کہہ سکتا ہے۔ مگر ان وعظوں نے دنیا پلٹ دی ہوا کا رخ بدل دیا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ ۔

وَعَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ مَاكَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ فِیْ بَیْتِهٖ قَالَتْ كَانَ یَكُوْنُ فِیْ مَهْنَةِ اَهْلِهٖ تَعْنِیْ خِدْمَةَ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوةِ . (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۵۶۲) روایت ہے اسود سے۱؎ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب عائشہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے۲؎ آپ نے کہا کہ اپنے گھر کے کام کاج میں مشغول رہتے تھے یعنی گھر والوں کا کام کرتے تھے۳؎ پھر جب نماز آجاتی تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے۴؎ (بخاری)

(۵۵۶۲)۱؎ آپ اسود بن حلال محاربی ہیں عظیم الشان تابعی ہیں آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بھی پایا خلفاء اربعہ کو بھی دیکھا بڑے بڑے صحابہ سے ملاقات کی اسی حج وعمرے کئے آخری زمانہ میں صائم الدھر قائم اللیل تھے۔ ہر شب ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے بڑے فقیہ تھے۲؎ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات حضور انور کی بیرونی اور اندرونی زندگی کے حافظ ہونا چاہتے تھے اور امت تک پہنچانا چاہتے تھے اس لیے بیرونی زندگی شریف صحابہ کرام سے پوچھتے تھے اور اندرونی زندگی ازواج پاک سے خصوصاً ام المومنین عائشہ صدیقہ سے۳؎ مھنة بروزن کلمہ بمعنی کام کاج خدمت یعنی حضور انور اپنے گھر کے کسی کام میں تکلف نہیں کرتے تھے۔ بکری دوھ لیتے اپنے کپڑے دھو لیتے تھے پھٹے کپڑے پھٹی نعلین شریف میں پیوند لگا لیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ گھر میں کام کر لینا صالحین کا طریقہ ہے۔ کسی جائز کام میں تکلف نہیں چاہیئے۔۴؎ یعنی جب نماز جماعت کا وقت آتا تو سارے کام چھوڑ دیتے گھر بار سے منہ موڑ لیتے جیسے کسی کو جانتے ہی نہیں اور مسجد تشریف لے جاتے یہی سنت ہے اللہ ایسی زندگی نصیب فرمائے (مرقات) شعر:۔

اپنے کپڑے خود دھو لینا خاک کے بستر پر سو لینا
سادہ سادہ نیک طبیعت صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ مَا خُیِّرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَمْرَیْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَیْسَرَهُمَا مَالَمْ یَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ یُّنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللهِ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا . (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۵۶۳) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ نہیں اختیار دیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں کبھی بھی مگر حضور نے ان میں سے آسان کو اختیار کیا۱؎ جب تک کہ گناہ نہ ہوتا لیکن اگر گناہ ہوتا تو سب لوگوں سے زیادہ دور ہوتے۲؎ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کسی چیز میں بدلہ نہ لیا مگر یہ کہ اللہ تعالٰی کے دین کی حرمت توڑی جاتی تو اللہ کے لیے اس کا بدلہ ضرور لیتے۳؎ (مسلم بخاری)

(۵۵۶۳)۱؎ ظاہر یہ ہے کہ اختیار دینے والا اللہ تعالٰی ہے یعنی اگر اللہ تعالٰی حضور انور کو دو کاموں کا اختیار دیتا تو آپ آسان کام اختیار فرماتے تاکہ امت کو تکلیف نہ ہو بعض نے کہا کہ اختیار دینے والے یا کفار ہوتے یا مسلمان کہ اگر یہ لوگ دو باتیں حضور پر پیش کرتے تو آپ آسان اختیار فرماتے جیسے بدر کے قیدیوں کے متعلق قتل کا مشورہ دیا گیا اور فدیہ لے کو چھوڑ دینے کا بھی تو حضور انور نے حضرت ابوبکر صدیق کو مشورہ فدیہ قبول فرمایا یہ ہے آسان کو اختیار فرمانا پھر رب تعالٰی نے اس فدیہ لے کر چھوڑنے کو قانون بنادیا کہ فرمایا: فَاِمَّا مَنًّۢا بَعۡدُ وَاِمَّا فِدَآءً (۴،۴۷) پھر اس کے بعد چاہے احسان کر کے چھوڑ دو چاہے فدیہ لے لو۔ (کنز الایمان) اس کی مفصل بحث ہماری تفسیر میں دیکھو۔ ۲؎ اگر اختیار دینے والا رب تعالٰی ہے تو گناہ سے مراد ہے کسی جائز کام کا گناہ کا ذریعہ بننا ایسے کام سے حضور دور رہتے جیسے رب نے حضور کو اختیار دیا کہ یا آپ شاہانہ زندگی اختیار فرمائیں خزانے آپ کے ساتھ رہیں۔ یا آپ سادہ زندگی قبول فرمادیں چونکہ شاہانہ زندگی دنیا میں مشغولیت نیکیوں میں کمی کا ذریعہ بن سکتی تھی۔ اس لیے حضور انور نے سادہ زندگی اختیار فرمائی۔ شعر:-

عجز اللہ رے تمہارا کہ شہہ کل ہو کر زندگی تم نے غریبوں میں گزاری ساری

۳؎ یعنی حضور انور نے اپنی ذات کے لیے کسی موذی سے بدلہ نہ لیا۔ جس سے بدلہ لیا دین کی حرمت کے لیے حضور نے اپنے جن دشمنوں کو قتل کرایا ہے یا قتل کیا ہے وہ بھی درحقیقت دین کے دشمن تھے بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں مالی جرم کا عوض مراد ہے آبرو کے دشمنوں سے بدلہ لیا ہے۔ (مرقات، اشعہ) مگر پہلی بات قوی ہے۔ حضور نے ہندہ، وحشی عکرمہ کو معافی دے دی کہ وہ اپنے دشمن تھے۔ مگر فاطمہ مخزومیہ کا ہاتھ کٹوادیا کہ اس نے چوری کی تھی قانون اسلامی کا جرم کیا تھا تو اس موقع پر کسی نے سفارش قبول نہ فرمائی بلکہ سفارش پر ناراضگی فرمائی۔

وَعَنۡهَا قَالَتۡ مَاضَرَبَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ شَيۡئًا قَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امۡرَاَةً وَّلَا خَادِمًا اِلَّا اَنۡ يُّجَاهِدَ فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَمَا نِيۡلَ مِنۡهُ شَيۡءٌ قَطُّ فَيَنۡتَقِمَ مِنۡ صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنۡ يُّنۡتَهَكَ شَيۡءٌ مِّنۡ مَحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنۡتَقِمُ لِلّٰهِ ۔ (رَوَاهُ مُسۡلِمٌ)

(۵۵۶۴) روایت ہے انہیں سے کہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہ مارا۱؎ نہ کسی بیوی کو نہ کسی خادم کو۲؎ مگر یہ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے۳؎ اور ایسا کبھی نہ ہوا کہ آپ سے کوئی چیز پائی جائے۴؎ پھر آپ اس کرنے والے سے بدلہ لیتے مگر اس صورت میں کہ اللہ کی محرمات میں سے کوئی حرمت توڑ دی جاتی تو اللہ کے لیے اس کا بدلہ لیتے تھے۵؎ (مسلم)

(۵۵۶۴)۱؎ یہاں شَیۡئًا سے مراد آدمی ہے۔ یعنی حضور نے کسی آدمی کو کبھی نہ مارا اونٹ گھوڑے کو بارہا مارا ہے ایک بار بچھو بھی مارا ہے۔ سانپ کے مارنے کا حکم دیا ہے۔ ۲؎ چونکہ انسان کو اپنی بیویوں خادموں سے تعلق بہت رہتا ہے اکثر انہیں مارنا پڑتا ہے۔ اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا ورنہ شَیۡئًا میں یہ بھی داخل تھے کہ یہ بھی آدمی ہی ہیں۔ ۳؎ حضور انور نے غزوۂ اُحد میں ابی ابن خلف کو اپنے ہاتھ شریف سے قتل کیا (مرقات) صرف یہی ایک کافر حضور کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے۔ یہاں شرعی سزائیں تعزیرات مراد نہیں وہ تو حضور نے مجرموں پر جاری فرمائی ہیں یہ تمام قتل وغیرہ اپنی ذات کے لیے نہ تھے اللہ تعالٰی کی رضا کے لیے تھے۔ ۴؎ یعنی اگر کوئی شخص قانون اسلامی کی مخالفت کرتا چوری زنا کرتا تو اس کو سزا ضرور دیتے تھے۔ ۵؎ یعنی اگر کوئی شخص آپ کا کوئی حق مار لیتا تو آپ اسے معاف فرمادیتے تھے اس سے بدلہ نہ لیتے تھے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِیْنَ خَدَمْتُہٗ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا لَامَنِیْ عَلٰی شَیْءٍ قَطُّ اُتِیَ فِیْہِ عَلٰی یَدَیَّ فَاِنْ لَامَنِیْ لَائِمٌ مِنْ اَھْلِہٖ قَالَ دَعُوْہُ فَاِنَّہٗ لَوْ قُضِیَ شَیْءٌ کَانَ ھٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِیْحِ ۔ (وَرَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ مَعَ تَغْیِیْرٍ یَسِیْرٍ)

(۵۵۶۵) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت خدمت کی جبکہ میں آٹھ سال کا تھا۱ میں نے حضور کی دس سال خدمت کی تو مجھے کبھی کسی چیز پر ملامت نہ کی جسے میرے ہاتھ پر خرابی پہنچتی۲ اگر آپ کے گھر والوں میں سے کوئی مجھے ملامت کرتا تو فرماتے جانے دو۳ اگر کچھ اور مقدر میں ہوتا تو وہ ہوتا۴ یہ مصابیح کے لفظ ہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں کچھ معمولی فرق سے روایت کی۔

(۵۵۶۵)۱ حضرت انس جب حضور انور کی خدمت میں خدمت گار یا خاص خادم کی حیثیت سے حاضر ہوئے تو اس وقت آپ کی عمر شریف آٹھ سال تھی اور آپ نے کل دس سال حضور کی بے مثال خدمت کی۔ حضور انور کی وفات کے بعد آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی اس کا یہاں ذکر ہے۔۲ یعنی چھوٹا بچہ تھا مجھ سے کبھی کوئی چیز ٹوٹ بھی جاتی تھی۔ کبھی مجھ سے کام بگڑ جاتے تھے۔ مگر حضور انور مجھے کبھی برا نہ کہتے تھے اور نہ جھڑکتے تھے، اتی ماضی مجہول ہے فیہ اس کا نائب فاعل ہے۔۳ یعنی حضور انور نہ تو خود ملامت کرتے نہ کسی کو ملامت کرنے دیتے تھے۔ چیز کا درد گھر کی عورتوں کو بہت زیادہ ہوتا ہے اس وجہ سے ازواج پاک ناراض ہوتی تھیں حضور انہیں منع فرماتے تھے۴ یعنی اس برتن کی عمر اتنی ہی تھی اور یہ کام رب کی طرف سے یوں ہی ہونے والا تھا انس تو اس کا مظہر ہیں انہیں کچھ نہ کہو۔ اگر ہم لوگ اس طریقہ نبوی پر عمل کریں تو ثواب بھی پائیں اور ہمارے گھر جنت بن جائیں کبھی لڑائی جھگڑے نہ ہوں، گھروں میں فساد لڑائیاں اس چیز کے بھول جانے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا سَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَۃِ السَّیِّئَۃَ وَلٰکِنْ یَعْفُوْ وَیَصْفَحُ ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۵۶۶) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو عادۃً بری باتیں کرتے تھے اور نہ تکلفاً۱ نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے۲ اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے لیکن معافی دیتے تھے اور درگزر کرتے تھے۳ (ترمذی)

(۵۵۶۶)۱ فحش کے معنی ہیں حد سے بڑھی ہوئی بات اکثر گالی کو فحش کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کے منہ سے عادۃً گالیاں نکلتی رہتی ہیں انہیں خیال بھی نہیں ہوتا کہ میرے منہ سے گالی نکل رہی ہے۔ بعض لوگ گالی گفتاری کے ایسے عادی تو نہیں ہوتے مگر وہ غصہ میں گالیاں بک دیتے ہیں۔ پہلی قسم کے لوگ فاحش کہلاتے ہیں۔ دوسری قسم کے لوگ متفحش اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ستھرے پاکیزہ طیب و طاہر نبی کو ان دونوں عیبوں سے محفوظ رکھا تھا۲ حضور انور کبھی بازار تشریف لے جاتے تھے مگر تاجروں گاہکوں کو احکام شرعیہ کی تبلیغ کرنے کے لیے کبھی خرید وفروخت بھی فرماتے تھے۔ یہاں اس کی نفی ہے کہ جیسے بعض لوگوں کو بازار میں پھرنے گھومنے بلاوجہ چیزوں کا بھاؤ پوچھنے کی عادت ہوتی ہے۔ اس سے حضور محفوظ تھے۳ عفو کے معنی ہیں معافی دینا، سزا نہ دینا، صفح کے معنی ہیں دیکھی کو ان دیکھی بنا دینا مجرم کی طرف سے منہ

پھیر لینا جیسے دیکھا ہی نہیں اس سے سامنے والے پر بڑا ہی رعب پڑتا ہے ہر بات کی گرفت کرنے سے رعب جاتا رہتا ہے۔ بڑے بننے کے لیے صفح درگزر ضروری ہے فرماتا ہے: فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (۱۳،۵) تو انہیں معاف کردو اور ان سے درگزر کرو بے شک احسان والے اللہ کو محبوب ہیں۔ (کنزالایمان) حضور انور اس آیت کے نزول سے پہلے ہی اس پر عامل تھے جیسے حضور انور بچپن شریف میں نماز پڑھتے تھے۔ اور قریباً سارے احکام شرعیہ پر عامل تھے فطری طور پر۔

وَعَنْ اَنَسٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَتْبَعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ لَقَدْ رَاَيْتُهُ يَوْمَ خَيْبَرَ عَلٰى حِمَارٍ خِطَامُهُ لِيْفٌ. (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

(۵۵۶۷) روایت ہے حضرت انس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ بیماروں کی مزاج پرسی کرتے تھے اور جنازوں کے ساتھ جاتے تھے[۱] غلام کی دعوت قبول کر لیتے تھے[۲] اور دراز گوش پر سوار ہوتے تھے میں نے خیبر کے دن دیکھا آپ ایک گدھے پر سوار تھے جس کی مہار پوست کھجور کی تھی۔[۳]
(ابن ماجہ، بیہقی، شعب الایمان)

(۵۵۶۷) [۱] حضور انور نے بیمار پرسی بعض کفار کی بھی کی ہے مگر جنازہ میں شرکت صرف مسلمانوں کے ہی کی ہے حتیٰ کہ ابوطالب کا انتقال ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: وَاَبَاكَ فِي التُّرَابِ اپنے باپ کو مٹی میں داب دو اگرچہ حضور کو ان کے انتقال کا صدمہ بہت ہی ہوا تھا۔ [۲] یہاں مملوک سے مراد یا تو آزاد کردہ غلام ہے یا عبد ماذون جسے تجارت وغیرہ کی اجازت مولیٰ سے مل گئی ہو یا مطلب یہ ہے کہ غلام کا مولیٰ اپنے غلام کے ذریعہ حضور انور کی دعوت کرتا تو بھی قبول فرما لیتے تھے (مرقات) پہلے دو معنی زیادہ قوی ہیں۔ غرضیکہ طبیعت میں بڑائی شیخی تکبر بالکل نہ تھا مگر خیال رہے کہ حضور انور نے کفار کے ہدیے قبول فرما دیئے ہیں۔ انہیں تحفے دیئے بھی ہیں لیکن کفار کے گھر دعوت قبول کرنے کا ثبوت نہیں ملتا خصوصاً جبکہ ان کی محبت کی بنا پر ہو۔ [۳] گدھے کی سواری خصوصاً جبکہ اس کی لگام کھجور کے پوست کی ہو بہت معمولی سمجھی جاتی تھی۔ حضور انور فاتح خیبر ہیں مگر ایسی معمولی سواری پر سوار ہیں جس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی شان و شوکت سلطنت حضور کے قلب پاک کو نہ بدل سکی۔ سب کو دنیا بدلتی ہے مگر حضور نے دنیا کو بدل دیا خود دنیا سے نہ بدلے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهُ وَيَخِيْطُ ثَوْبَهُ وَيَعْمَلُ فِيْ بَيْتِهِ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِيْ بَيْتِهِ وَقَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَفْلِيْ ثَوْبَهُ وَيَحْلُبُ شَاتَهُ وَيَخْدُمُ نَفْسَهُ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۵۶۸) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا شریف درست کر لیتے تھے اپنے کپڑے سی لیتے تھے[۱] اور اپنے گھر میں ایسے ہی کام کرتے تھے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر میں کام کرتا ہے فرماتی ہیں آپ بشروں میں سے ایک کی سی زندگی رکھتے تھے[۲] اپنے کپڑوں کی جوئیں دیکھتے تھے[۳] اپنی بکری دوھ لیتے تھے اپنے کام خود کرتے تھے[۴] (ترمذی)

(۵۵۶۸) [۱] اس عمل شریف سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیوند والا کپڑا اور پیوند لگا ہوا جوتا پہننے میں عار نہ کرے یہ سنت رسول اللہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرے یہ کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں بھی شرم نہ کرے دوسرے کا حاجت مند نہ رہے مگر یہ دونوں عمل بخل کی بناء پر نہ ہوں بلکہ تواضع انکسار کے لیے ہوں۔ لہذا یہ حدیث اس فرمان عالی کے خلاف نہیں کہ جب نیا کپڑا یا نیا جوتا پاؤ تو پرانا

خیرات کردو۔ کہ وہاں سخاوت کی تعلیم ہے اور یہاں تواضع کی اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فطری طور پر ہر کام جانتے ہیں۔ حضور سلطنت کرنا مقدمہ میں فیصلہ کرنا بھی جانتے ہیں اور کپڑے سینا، جوتا میں پیوند لگانے سے بھی واقف ہیں یہ سب کچھ کسی سے سیکھا نہیں رب کے ہاں سے سیکھے سکھائے تشریف لائے۔ حضور انور نے کوئی کمال کسی مخلوق سے نہیں سیکھا۔ ۲؎ یعنی حضور کی زندگی پاک شاہانہ پر تکلف نہ تھی۔ عام بشر کی طرح سادہ تھی اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضور انور میں سواء بشریت کے اور کوئی کمال نہ تھا اس سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ حضرات صحابہ کرام حضور کو بشر کہہ کر پکارتے ہوں۔ بشر کہنا تو بڑی بات ہے۔ حضرت عباس حضور کو بھتیجا نہیں کہتے حضرت علی بھائی نہیں کہتے، حضرت عائشہ خاوند کہہ کر نہیں پکارتیں سب یہی کہتے ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (۲۴، ۶۳) رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (کنز الایمان)۔ ۳؎ خیال رہے کہ حضور انور کے سر یا کپڑوں میں جوئی پڑتی نہ تھیں ہاں دوسرے کی چڑھ جاتی تھیں وہ آپ اپنے کپڑوں سے صاف کرتے تھے اور ام حرام آپ کے سر شریف سے نکالتی تھیں۔ ہاں مکھی جسم پاک پر نہیں بیٹھتی تھی، مچھر حضور کو ایذا نہ دیتے تھے۔ (اشعہ) بعض شارحین نے فرمایا کہ کبھی ایک دو جوں پڑ جاتی جوں پڑنا صفائی خون کی علامت ہے اس لیے جذامی کے سر یا کپڑوں میں جوں نہیں پڑتی مگر فقیر کے نزدیک پہلی بات قوی ہے۔ ۴؎ یعنی اپنے کام خود آپ بھی کر لیتے تھے لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ حضرت انس اور دوسرے صحابہ حضور انور کی خدمت کرتے تھے۔

وَعَنْ خَارِجَةَ ابْنِ زَيْدِبْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلَ نَفَرٌ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَقَالُوْا لَهٗ حَدِّثْنَا اَحَادِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ جَارَهٗ فَكَانَ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ بَعَثَ اِلَيَّ فَكَتَبْتُهٗ لَهٗ فَكَانَ اِذَا ذَكَرْنَا الدُّنْيَا ذَكَرَهَا مَعَنَا وَاِذَا ذَكَرْنَا الْاٰخِرَةَ ذَكَرَهَا مَعَنَا وَاِذَا ذَكَرْنَا الطَّعَامَ ذَكَرَهٗ مَعَنَافَكُلُّ هٰذَا اُحَدِّثُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۵۶۹) روایت ہے حضرت خارجہ ابن زید ابن ثابت ۱؎ سے فرماتے ہیں کہ ایک جماعت زید ابن ثابت کے پاس آئی وہ بولے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بتائیے فرمایا کہ میں حضور کا پڑوسی تھا ۲؎ تو جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو مجھے بلاتے میں اسے لکھتا تو جب ہم دنیا کا ذکر کرتے تو آپ بھی وہی ذکر کرتے تھے ۳؎ ہمارے ساتھ میں اور جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ وہی ذکر کرتے اور جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ وہی ذکر کرتے ۴؎ یہ تمام باتیں میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خبر دے رہا ہوں ۵؎ (ترمذی)

(۵۵۶۹) ۱؎ حضرت زید ابن ثابت تو مشہور صحابی ہیں کاتب وحی ہیں مگر آپ کے فرزند خارجہ تابعی ہیں خلافت عثمانیہ کا زمانہ پایا ہے مدینہ منورہ کے سات قاریوں میں سے ایک ہیں۔ ۲؎ یعنی مجھے حضور انور کے پڑوسی ہونے کا شرف حاصل ہے اور میں حضور انور کے حالات سے اچھی طرح باخبر ہوں کہ پڑوسی اپنے پڑوسی کے حالات سے باخبر ہوتا ہے مجھ سے پوچھو وہ کیسے تھے۔ ۳؎ مطلب یہ ہے کہ حضور کی مجلس پاک میں صرف آخرت ہی کا ذکر نہ ہوتا تھا کہ لوگ اکتا جائیں بلکہ دنیا کی برائی یا بھلائی کا ذکر بھی ہوتا تھا۔ دنیا نفس کے لیے بری ہے اور آخرت کی کھیتی ہو تو اچھی ہے۔ جب ہم دنیا کی کوئی بات کرتے تو حضور انور بھی اس میں شریک ہو جاتے تھے تاکہ معلوم ہو کہ یہ باتیں بھی جائز ہیں۔ ۴؎ مگر ان ذکروں میں بہت سے مسائل شرعیہ بھی حل ہو جاتے ہیں کیا کھانا چاہیے کیسے کھانا چاہیے کونسا کھانا ہم کو مرغوب ہے اس

کھانے میں کیا فوائد ہیں۔حضور کی مجلس علم کی مجلس تھی ہر بات میں تبلیغ وتعلیم تھی۔۵؎ بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ جو شیخ جلوت میں ہر وقت اللہ اللہ ہی کرتا ہو اور کوئی بات ہی نہ کرتا وہ مکار ہے مجلس میں ہر طرح کا ذکر چاہیے ہاں جائز ذکر چاہیے ناجائز نہ چاہیے۔رب تعالٰی کو اپنے محبوب حضور محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیں پسند ہیں جو ان اداؤں کی نقل کرے گا وہ خدا کو محبوب ہوگا۔مجلس کی یہ ادا کہ وہاں ہر طرح کا دین کا دنیا کا ذکر ہو محبوب کی ایک ادا ہے تم بھی اس ادا کی نقل کرو۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ یُنْزِعْ یَدَہٗ مِنْ یَدِہٖ حَتّٰی یَکُوْنَ ھُوَالَّذِیْ یَنْزِعُ یَدَہٗ وَلَا یَصْرِفُ وَجْھَہٗ عَنْ وَجْھِہٖ حَتّٰی یَکُوْنَ ھُوَالَّذِیْ یَصْرِفُ وَجْھَہٗ عَنْ وَجْھِہٖ وَلَمْ یُرَمُقَدِّمًا رُکْبَتَیْہِ بَیْنَ یَدَیْ جَلِیْسٍ لَہٗ ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۵۷۰) روایت ہے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے مصافحہ کرتے تھے تو اپنا ہاتھ نہ کھینچتے حتیٰ کہ وہی اپنا ہاتھ کھینچتا تھا۱؎ اور آپ اپنا منہ اس کے منہ سے نہیں پھیرتے تھے حتیٰ کہ وہی اپنا منہ حضور کے چہرے سے پھیرتا،اور حضور کو کبھی نہ دیکھا گیا کہ حضور اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے پھیلا کر بیٹھے ہوں۲؎ (ترمذی)

(۵۵۷۰) ۱؎ الرجل اس لیے فرمایا گیا کہ حضور انور نے کبھی کسی عورت سے مصافحہ نہیں کیا۔مردوں سے اکثر مصافحہ فرمایا کبھی کسی سے معانقہ یعنی گلے ملنا بھی فرمایا ہے جیسے جعفر یا حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہم یہ حضور کے اخلاق کریمانہ ہیں کہ کسی سے جب مصافحہ فرماتے تو اپنا ہاتھ نہ کھینچتے وہ جتنی دیر تک آپ کا ہاتھ تھامے رہتا آپ بھی ویسے ہی اس کا ہاتھ پکڑے رہتے وہ دستگیر عالم جو ہوئے۔۲؎ یعنی حضور انور کبھی کسی مجلس میں کسی کی طرف پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے نہ اولاد کی طرف نہ ازواج پاک کی طرف نہ غلاموں خادموں کی طرف کہ اس عمل سے شاید اس کو تکلیف ہو کہ اس میں سامنے والے کی تحقیر ہوتی ہے۔نیز یہ طریقہ متکبرین اور غرور والوں کا ہے۔دوسروں کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھنا اپنی عزت اس کی حقارت ظاہر کرنا اللہ تعالٰی ہم سب کو اخلاق محمدی نصیب کرے آمین۔

وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَایَدَّخِرُ شَیْئًا لِغَدٍ ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۵۷۱) روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لیے کوئی چیز ذخیرہ نہ کرتے تھے۱؎ (ترمذی)

(۵۵۷۱) ۱؎ یعنی اپنی ذات کریم کے لیے کوئی چیز کل کے لیے نہ رکھتے روزانہ حالت یہ ہوتی تھی کہ نیا روز نئی روزی یہ انتہائی توکل ہے رہا مہمانوں اور گھر والوں کا معاملہ اس کے متعلق طریقہ یہ تھا کہ فتح خیبر سے پہلے تو گھر شریف میں بھی کچھ نہ ہوتا تھا۔دو دو ماہ صرف کھجوروں اور پانی پر گزارہ کبھی بالکل فاقہ۔شعر:-

اور کبھی تھوڑے چھوارے کھانا پانی پی کر پھر رہ جانا دو دو مہینے یوں ہی گزارا صلی اللہ علیہ وسلم
جس کی تمنا روز نہ کھانا اک دن فاقہ اک دن کھانا جس دن کھانا شکر کا کرنا صلی اللہ علیہ وسلم

مگر فتح خیبر کے بعد ہر بی بی صاحبہ کو ایک سال کے لیے جو اور کھجوریں عطا فرمادیتے تھے وہ ذخیرہ بال بچوں اور مہمانوں کے لیے ہوتا تھا (مرقات واشعۃ) لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں کیونکہ سب کو تو حضور کا سا توکل میسر نہیں۔شعر:-

ہوسیا آداب دانا دیگر اند سوختہ جان ور داناں دیگر اند

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

(۵۵۷۲) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ سے

اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَوِیْلَ الصَّمْتِ ۔ (رَوَاہُ فِی شَرْحِ السُّنَّۃِ)

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دراز خاموشی والے تھے[۱] (شرح سنہ)

(۵۵۷۲)[۱] خاموشی سے مراد ہے دنیاوی کلام سے خاموشی ورنہ حضور اقدس کی زبان شریف اللہ کے ذکر میں تر رہتی تھی لوگوں سے بلاضرورت کلام نہیں فرماتے تھے یہ ذکر ہے جائز کلام کا ناجائز کلام تو عمر بھی زبان شریف پر آیا ہی نہیں۔ جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ ساری عمر شریف میں ایک بار بھی زبان مبارک پر نہ آئے۔ حضور سراپا حق ہیں پھر آپ تک باطل کی رسائی کیسے ہو۔ آم کے درخت میں جامن نہیں لگتے۔ باردار درخت خاردار نہیں ہوتے خود فرماتا ہے کہ جو بھی کلام کرے تو خیر کلام کرے ورنہ خاموش رہے حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں۔ کاش میں گونگا ہوتا، مگر حق بات سے (مرقات)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ فِیْ کَلَامِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرْتِیْلٌ وَّتَرْسِیْلٌ ۔ (رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

(۵۵۷۳) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف میں آہستگی اور ٹھہراؤ تھا[۱] (ابوداؤد)

(۵۵۷۳)[۱] بعض شارحین نے فرمایا کہ ترتیل اور ترسیل ہم معنی ہیں کلام میں آہستگی رب فرماتا ہے: وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا (۷۳/۴) اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ (کنزالایمان) بعض شارحین نے فرمایا کہ ترتیل کے معنی ہیں آہستگی سے کلام کرنا ترسیل کے معنی ہیں واضح اور ظاہر کلام فرمانا کہ ایک ایک حرف ظاہر ہو زبان کسی حرف کے ادا کرنے میں لپٹے نہیں (مرقات) دوسرے معنی زیادہ موزوں ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور انور رب تعالٰی کی طرف سے مبلغ اعظم ہیں کلام میں جلدی یا کلام واضح نہ ہونا تبلیغ کے لیے مضر ہے۔ اس لیے رب نے آپ کو فصاحت و بلاغت کے ساتھ خوش ادائیگی بھی عطا فرمائی تھی۔

وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْرُدُ سَرْدَکُمْ ھٰذَا وَلٰکِنَّہٗ کَانَ یَتَکَلَّمُ بَیْنَہٗ فَصْلٌ یَحْفَظُہٗ مَنْ جَلَسَ اِلَیْہِ ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۵۷۴) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری اس جلدی کی طرح کلام میں جلدی نہیں کرتے تھے[۱] لیکن ایسے کلام کرتے تھے جس کے درمیان فاصلہ ہوتا تھا جو آپ کی خدمت میں بیٹھتا وہ حفظ کرلیتا تھا[۲] (ترمذی)

(۵۵۷۴)[۱] یعنی حضور کے کلام اور کلمات مسلسل نہیں ہوتے تھے جیسے عام لوگ لگاتار کلام کرتے ہیں بلکہ ایک بات بتائی پھر کچھ خاموشی پھر دوسری بات اور ان دو باتوں کے درمیان اللہ کا ذکر۔[۲] صحابہ کرام کو احادیث قرآن مجید کی طرح حفظ تھیں اس وجہ سے تو احادیث جمع ہوئیں۔ اس جمع ہونے کی بڑی وجہ حضور انور کا یہ وقار سے کلام فرمانا تھا۔

وَعَنْ عَبْدِاللہِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ مَارَاَیْتُ اَحَدًا اَکْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۵۷۵) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن حارث ابن جزء سے[۱] فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہ دیکھا[۲] (ترمذی)

(۵۵۷۵)[۱] آپ کی کنیت ابوالحارث ہے سہمی ہیں، بدر میں حاضر ہوئے مصر میں قیام رہا وہاں ہی وفات پائی۔ آپ مصر کے آخری صحابی ہیں آپ کی وفات سے مصر صحابہ سے خالی ہوگیا (اشعۃ و مرقات)[۲] تبسم یعنی مسکرانے سے اپنا دل تازہ اور مخاطب کا دل خوش ہوتا ہے۔ زیادہ ہنسی اور ٹھٹھا لگانا دل کو مردہ کردیتا ہے۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ يُكْثِرُ اَنْ يَّرْفَعَ طَرْفَهٗ اِلَى السَّمَآءِ. (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

(۵۵۷۶) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سلام سے[۱] فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب باتیں کرنے بیٹھتے تو اپنی نگاہ شریف آسمان کی طرف زیادہ اٹھاتے تھے[۲] (ابوداؤد)

(۵۵۷۶)[۱] آپ کی کنیت ابو یوسف ہے۔حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہیں توریت کے بڑے عالم تھے۔آپ کے فرزند ہیں یوسف اور محمد وغیرہم (۴۳) تینتالیس ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی وہاں ہی دفن ہوئے (اکمال)[۲] یہ نظر کا اٹھانا انتظار وحی میں ہوتا تھا۔(مرقات،اشعہ) اور نہ معلوم قدرت کے کیا کیا نظارے کرتے ہوں گے۔رب فرماتا ہے: قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ۔(۲،۱۴۴) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔(کنزالایمان)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُهٗ مُسْتَرْضِعًا فِيْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهٗ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَاِنَّهٗ لَيُدَّخَنُ وَكَانَ ظِئْرُهٗ قَيْنًا فَيَاْخُذُهٗ فَيُقَبِّلُهٗ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عَمْرٌو فَلَمَّا تُوُفِّيَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِيْ وَاِنَّهٗ مَاتَ فِي الثَّدْيِ وَاِنَّ لَهٗ لَظِئْرَيْنِ تُكَمِّلَانِ رِضَاعَهٗ فِي الْجَنَّةِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۷۷) روایت ہے حضرت عمرو ابن سعید سے وہ حضرت انس سے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہ دیکھا جو بال بچوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مہربان ہو[۱] آپ کے فرزند ابراہیم[۲] بیرون مدینہ میں شیر خوارگی کرتے تھے[۳] تو آپ تشریف لے جاتے تھے ہم آپ کے ساتھ ہوتے تھے آپ گھر میں تشریف لے جاتے حالانکہ وہاں دھواں ہوتا تھا ان کا رضاعی والد لوہار تھا[۴] آپ بچے کو لیتے اسے چومتے پھر لوٹ آتے[۵] حضرت عمرو نے فرمایا پھر جب ابراہیم وفات پا گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا بچہ ابراہیم شیرخوارگی میں وفات پا گیا[۶] اس کے لیے دو دائیں مقرر ہیں جو اس کی شیرخوارگی جنت میں پوری کریں[۷] (مسلم)

(۵۵۷۷)[۱] عیال بنا ہے عول سے بمعنی پرورش ہر پروردہ پالنے والے کا عیال ہے رب فرماتا ہے: وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى (۹۳،۸) اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کردیا۔(کنزالایمان) ہم نے آپ کو بڑا اعیال والا پایا تو غنی کردیا۔یہاں عیال سے مراد یا تو بیویاں بچے ہیں یا ساری حضور کی امت ہے کہ سب لوگ حضور کے پروردہ ہیں مرقات نے یہاں فرمایا کہ بعض نسخوں میں بالعباد ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بال بچوں پر بہت ہی مہربان تھے یا اپنی امت پر بہت ہی مہربان ہیں پہلے معنی کی تائید تو اگلا واقعہ کررہا ہے۔دوسرے معنی کی تائید وہ آیت ہے: بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۹،۱۲۸) مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔(کنزالایمان)[۲] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار بیٹے تھے اور چار بیٹیاں، بیٹے تو طیب، قاسم، ابراہیم ہیں۔صاحبزادیاں زینب، رقیہ، کلثوم، فاطمہ ہیں رضی اللہ عنہم ساری اولاد حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن شریف سے تھی سوائے حضرت ابراہیم کے کہ وہ جناب ماریہ قبطیہ کے بطن شریف سے تھے۔حضور کی زندگی شریف میں ساری اولاد وفات پا گئی تھی سوا جناب فاطمہ زہرا کے جو حضور کی وفات کے صرف پانچ ماہ کچھ دن بعد وفات پا گئیں۔[۳] عوالی جمع ہے عالیہ کی بمعنی بلند

جگہ عوالی مدینہ بستی مدینہ کے آس پاس کے وہ مقام جو مدینہ منورہ سے ملحق ہیں چونکہ وہ زمین مدینہ سے قدرے بلند ہے اس لیے انہیں عوالی کہتے ہیں مسجد قبا، بنی قریظہ اس عوالی میں واقع ہیں اس فقیر نے عوالی مدینہ کی بار بار زیارت کی ہے۔ ۳؎ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ کی دایہ دودھ کی ماں کا نام ام یوسف تھا اور اس کے شوہر کا نام براء ابن اوس انصاری رضی اللہ عنہ کنیت ابوسیمین تھی لقب قین تھا یعنی لوہار کیونکہ وہ لوہاری پیشہ کرتے تھے اس لیے ان کے گھر میں دھواں بھی ہوتا تھا اس گنہگار نے اس گھر کی زیارت کی ہے جنت البقیع سے قریبًا نصف میل ہے خیال رہے کہ ظئر دایہ کو بھی کہتے ہیں اور دایہ کے خاوند کو بھی یہاں ظئر دوسرے معنی میں ہے۔ ۵؎ یعنی حضور انور ہفتہ عشرہ میں ابوسیمین کے گھر اپنا بچہ ابراہیم دیکھنے جاتے وہاں باوجود دھوئیں کے کچھ دیر تشریف رکھتے فرزند کو چومتے پیار کرتے پھر واپس تشریف لے آتے تھے۔ ۶؎ خیال رہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ حضور انور کی لونڈی تھیں۔ جنہیں مصر و اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس قبطی نے حضور انور کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیا تھا ذی الحجہ ۸ آٹھ میں انہیں کے بطن شریف سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔ یہ سب مانتے ہیں کہ جناب ابراہیم شیر خوارگی میں فوت ہوئے اس میں اختلاف ہے کہ اس وقت آپ کی عمر کیا تھی۔ غالبًا سولہ یا سترہ ماہ تھی جیسا کہ مرقات وغیرہ میں ہے۔ ۷؎ یعنی حضرت ابراہیم وفات پاتے ہی جنت میں پہنچا دیئے گئے اور دو صاحبہ، وہاں انہیں دودھ پلانے کے لیے مقرر کردی گئیں جو انہیں بقیہ ماہ دودھ پلائیں گی اپنا دودھ یا جنت کی نہر کا دودھ یہ جناب ابراہیم کی خصوصیت ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ اگر ابراہیم زیادہ رہتے تو نبی ہوتے اس حدیث کو اکثر محدثین نے محض باطل و موضوع کہا ہے اگر صحیح بھی ہو تو یہ حضرت ابراہیم کی خصوصیت ہے ورنہ گزشتہ نبیوں کے سارے بیٹے نبی نہیں ہوئے ہیں۔ نیز اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ حضور خاتم النبیین نہ ہوں کیونکہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جناب ابراہیم زندہ نہیں رہ سکتے تھے کیونکہ اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے اور میرے بعد کوئی نبی ہے نہیں۔ لہٰذا وہ زندہ نہیں رہ سکتے تھے (مرقات) غرضیکہ یہ حدیث امام نووی ابن عبدالبر وغیرہم محدثین کے نزدیک موضوع ہے۔ بعض محدثین نے اسے مرفوعًا صحیح مانا اور مطلب وہ بتایا جو ابھی ہم نے عرض کیا (مرقات)

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ يَهُوْدِيًّا كَانَ يُقَالُ لَهٗ فُلَانٌ حَبْرٌ كَانَ لَهٗ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَنَانِيْرُ فَتَقَاضَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ يَا يَهُوْدِيُّ مَا عِنْدِيْ مَا اُعْطِيْكَ قَالَ فَاِنِّيْ لَا اُفَارِقُكَ يَا مُحَمَّدُ حَتّٰى تُعْطِيَنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذًا اَجْلِسُ مَعَكَ فَجَلَسَ مَعَهٗ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ الْاٰخِرَةَ وَالْغَدَاةَ وَكَانَ اَصْحٰبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَدَّدُوْنَهٗ وَيَتَوَعَّدُوْنَهٗ فَفَطِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الَّذِيْ يَصْنَعُوْنَ بِهٖ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَهُوْدِيٌّ

(۵۵۷۸) روایت ہے حضرت علی سے کہ ایک یہودی جس کا نام فلاں پادری تھا ۱؎ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ دینار قرض تھے ۲؎ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تقاضا کیا ۳؎ حضور نے اس سے فرمایا کہ اے یہودی میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ جو تجھے دوں ۴؎ وہ بولا کہ میں آپ کو چھوڑوں گا نہیں حتی کہ آپ مجھے قرضہ ادا کریں ۵؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تب تو میں تیرے ساتھ ہی بیٹھوں گا آپ اس کے ساتھ بیٹھ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء آخری اور فجر کی نمازیں پڑھیں ۶؎ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اسے ڈراتے دھمکاتے تھے ۷؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا ۸؎ جو وہ اس کے ساتھ کرتے تھے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک یہودی آپ کو روکے ہوئے ہے ۹؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يَحْبِسُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَعَنِي رَبِّيْ اَنْ اَظْلِمَ مُعَاهِدًا وَغَيْرَهٗ فَلَمَّا تَرَجَّلَ النَّهَارُ قَالَ الْيَهُوْدِيُّ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ وَشَطْرُ مَالِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَمَا وَاللهِ مَا فَعَلْتُ بِكَ الَّذِيْ فَعَلْتُ بِكَ اِلَّا لِاَنْظُرَ اِلٰى نَعْتِكَ فِي التَّوْرٰىةِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهٗ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا مُتَزَيٍّ بِالْفُحْشِ وَلَا قَوْلِ الْخَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ وَهٰذَا مَالِيْ فَاحْكُمْ فِيْهِ بِمَا اَرٰكَ اللهُ وَكَانَ الْيَهُوْدِيُّ كَثِيْرَ الْمَالِ ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَآئِلِ النُّبُوَّةِ)

فرمایا کہ مجھے میرے ربّ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کسی عہد والے کافر وغیرہ پر ظلم کروں ۵ پھر جب دن چڑھ گیا تو یہودی بولا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں ۱۱ اور میرا آدھا مال اللہ کی راہ میں ہے ۱۲ حضور جو کچھ میں نے آپ کے ساتھ برتاؤ کیا یہ صرف اس لیے کہ میں آپ میں صفات دیکھ لوں جو توریت میں ہیں ۱۳ کہ محمد عبداللہ کے بیٹے ہیں ان کی جائے ولادت مکہ اور جائے ہجرت طیبہ ہے اور ان کی سلطنت شام میں ہے ۱۴ نہ تو سخت دل ہیں نہ سخت زبان اور نہ بازروں میں شور مچانے والے نہ تو بری باتوں سے متصف ہیں اور نہ سخت کلام برے کلام سے ۱۵ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ ہے میرا مال آپ اس میں یہ فیصلہ فرمائیں جو اللہ آپ کو دکھائے ۱۶ یہودی بہت بڑا مال دار تھا ۱۷ (بیہقی دلائل نبوت)

(۵۵۷۸) ۱ یعنی حضرت علی نے اس یہودی کا نام بتایا تھا مگر راوی کو یاد نہ رہا تھا۔ وہ اپنے مذہب کا بڑا عالم تھا۔ حبر عالم یہود کو کہتے ہیں جمع ہے احبار محدثین نے بھی اس یہودی کا نام نہ بتایا۔ ۲ یعنی حضور انور نے اس یہودی پادری سے ضرورۃً چند اشرفیاں قرض لی تھیں اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے مالی معاملات حتیٰ کہ قرض کا لین دین بھی جائز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کا مال مخلوط ہو کہ اس کی کمائی حرام بھی ہو حلال بھی اس سے قرض ہدیہ لینا درست ہے۔ دیکھو یہود کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے: اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ (۵:۴۲) بڑے حرام خور۔ (کنزالایمان) یہ بڑے حرام خور ہیں۔ رشوتیں، سود جوئے بھی ان کی کمائیاں تھیں۔ مگر حضور انور نے ان سے قرض لیا۔ اس سے بہت دینی مسئلے حاصل ہوں گے ۳ اس یہودی کا یہ تقاضا مقررہ مدت سے پہلے تھا۔ خیال رہے کہ قرض یعنی دست گرداں میں مدت مقرر لازم نہیں ہوتی قرض خواہ طے شدہ وقت سے پہلے بھی تقاضا کرسکتا ہے مگر کاروباری قرض جسے دین کہتے ہیں جیسے کوئی چیز خریدی اس کی قیمت قرض کر لی اس میں طے شدہ مدت سے پہلے قرض خواہ کو تقاضا کرنے کا حق نہیں ہوتا۔ ۴ اس فرمانِ عالی میں حضور انور کی طرف سے وعدہ خلافی نہیں بلکہ وعدہ خلافی اس قرض خواہ یہودی کی طرف سے تھی کہ وہ طے شدہ مدت سے پہلے ہی قرضہ وصول کرنے آ گیا تھا۔ ۵ فقہ میں اسے ملازمت کہتے ہیں یعنی قرض خواہ مقروض کے ساتھ رہے۔ کہے کہ میں تجھے بغیر قرضہ وصول کئے چھوڑوں گا نہیں۔ ۶ غالبًا یہ واقعہ مسجد نبوی شریف میں ہوا کہ وہ یہودی مسجد میں ہی حضور انور کے ساتھ بیٹھ گیا۔ حضور مسجد شریف میں ہی باجماعت نماز پڑھتے رہے اور اس یہودی کے ساتھ بیٹھے رہے، یہودی کافر تھا۔ کفار مسجد میں آ سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں جو ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا (۹:۲۸) مشرک نرے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں۔ (کنزالایمان) وہاں نجاست سے مراد عقیدوں کی گندگی اور وہاں مشرکین کو حج بیت اللہ سے روکنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ۷ تھدد اور توعد دونوں کے معنی ہیں دھمکانا ڈرانا یہاں تھدد سے مراد ہے مار پیٹ سے ڈرانا اور توعد سے مراد ہے نکال دینے سے ڈرانا وہ حضرات چپکے چپکے اسے ڈراتے دھمکاتے

تھے۔جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔۸؎ یعنی قرآن وعلامات سے حضور انور نے سمجھ لیا کہ ہمارے صحابہ اس یہودی کو ڈرا رہے ہیں۔ فطن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے علامات سے معلوم کیا یہ ہے اسلام کا عدل و انصاف اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہیں مسلمان حاکم قوم ہیں۔وہ یہودی مسلمانوں کی رعیت کا ایک شخص ہے سلطان اسلام پر وہ ایسی سختی کررہا ہے اور اس کو اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں دیا جاتا۔ایسا عدل وانصاف کسی قوم نے نہیں کیا ہوگا۔۹؎ صحابہ کی یہ عرض ومعروض بطور تعجب ہے کہ ایک ذلیل حقیر یہودی جو آپ کی رعایا ہمارا ماتحت ہے اس نے پہلی زیادتی تو یہ کی کہ وقت سے پہلے قرضہ کا مطالبہ کیا۔پھر اس کا یہ ظلم کہ آپ کے ساتھ رہ پڑا ہم کو اجازت دیں کہ ہم اسے ان حرکتوں کا مزہ چکھادیں۔ان حضرات کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس کو ڈراتے دھمکاتے ہیں۔اس کی زیادتی کی وجہ سے ہم کو اس کی اجازت دینی چاہئے۔خیال رہے کہ یا تو ان حضرات کے پاس روپیہ تھا نہیں کہ حضور انور کا قرض ادا کردیتے یا حضور انور کو یہ منظور نہ تھا یا ان حضرات کو اس یہودی کا وقت سے پہلے مطالبہ کرنا پسند نہ تھا ان وجہ سے ان حضرات نے حضور کا قرض ادا نہ کیا بلکہ اور طرح دھمکایا۔لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ صحابہ نے قرض ہی ادا کیوں نہ کردیا۔(از مرقات) حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام سے قرض نہیں لیتے تھے۔بلکہ غیر مسلموں سے یعنی اپنی رعایا یہود وغیرہ سے قرض لیتے تھے۔(مرقات) ۱۰؎ معاہد سے مراد ذمی کافر ہے اور غیر معاہد سے مراد مستامن کافر ہے یا معاہد سے مراد ہے ذمی و مستامن دونوں قسم کے کفار اور غیر معاہد سے مراد ہیں حربی کفار کہ ظلم حربی کافر پر بھی جائز نہیں۔یا معاہد سے مراد ہیں ذمی مستامن کفار اور غیر معاہد سے مراد ہیں سارے انسان،خیال رہے کہ ذمی پر ظلم کرنا بمقابلہ مسلمان پر ظلم کرنے کے زیادہ برا ہے کیونکہ مسلمان کے قرض کا نتیجہ قیامت میں یہ ہوگا کہ یا تو مقروض کی نیکیاں قرض خواہ کو دے دی جائیں یا قرض خواہ کے گناہ مقروض پر ڈال دیئے جائیں۔اگر کافر قرض خواہ یا مظلوم ہے اور مسلمان ظالم ہے تو یہ دونوں صورتیں وہاں ناممکن ہیں اسی لیے کافر پر ظلم بدتر ہے مسلمان پر ظلم کرنے سے۔جیسے جانوروں پر ظلم کرنا بدتر ہے انسان پر ظلم کرنے سے کہ جانور کسی سے شکایت نہیں کرسکتا۔ دیکھو مرقات یہی مقام نیز جانور کے ظلم کا مسئلہ شامی میں بھی ہے خیال رہے کہ حضور انور نے یہاں قرض مارنے کا ظلم نہیں فرمایا ہے۔حضور کی نیت یہ تو تھی ہی نہیں۔بلکہ قرض خواہ کے پاس نہ بیٹھنے کو اسے ڈرانے دھمکانے کو ظلم قرار دیا ہے اس لیے فرمایا کہ مجھے اس کے پاس بیٹھنا چاہئے۔حربی کفار کا مال جنگ میں غنیمت میں لینا جائز ہے۔امانت،قرض،عاریت کافر کی بھی ادا کرنی پڑے گی۔۱۱؎ یعنی میں دیکھ کر اللہ کی توحید اور آپ کی نبوت کی گواہی دیتا ہوں اس کی تفصیل ابھی آگے آرہی ہے۔۱۲؎ یعنی میں مسلمان ہوتا ہوں اور اسلام کی توفیق ملنے کی خوشی میں اپنا آدھا مال اللہ کی راہ میں خیرات کرتا ہوں یہ اس کا شکریہ ہے کہ رب نے مجھے اسلام کے ساتھ صحابیت کا شرف بھی بخشا۔۱۳؎ یعنی میں نے آپ کی صورت آپ کا حلیہ توریت کے بیان کے مطابق پایا۔مگر وہ سیرت پاک اور دیکھنی تھی جو توریت شریف میں آپ کی بیان کی گئی ہے میری یہ سخت روی اس کی تحقیق کے لیے تھی ورنہ قصور تو میرا ہے کہ میں نے وقت سے پہلے قرض کا مطالبہ کیا۔۱۴؎ اس کی شرح ابھی کچھ پہلے گزر گئی کہ اسلام میں پہلے سلطان جناب امیر معاویہ ہیں ان کا دارالخلافہ دمشق تھا جو شام کا پایہ تخت ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ کی سلطنت بالکل حق ہے۔جیسے خلفاء راشدین کی خلافت بالکل درست وحق ہے نیز یہ کہ امیر معاویہ کی سلطنت حضور انور کی سلطنت ہے۔اور خلافت نیز سلطنت اور خلافت راشدہ میں بڑا فرق ہے۔سلطان اسلام مسلمانوں کے صرف اجسام کا حاکم ہوتا ہے اور خلیفۃ المسلمین مسلمانوں کے جسم وقلب وروح سب کا حاکم ہوتا ہے۔رسول اللہ کا جانشین اس کی بیعت سلطنت کی بیعت بھی ہے طریقت کی بیعت بھی کہ وہ مسلمانوں کا بادشاہ بھی ہوتا ہے اور پیر طریقت بھی اس لیے حضرات خلفاء راشدین کے زمانہ میں لوگ مشائخ کی بیعت

نہ کرتے تھے امیر معاویہ کے زمانہ سے یہ طریقت کی بیعت علیحدہ ہوئی لوگوں نے شیخ اختیار کیے ۵؎ متزی بنا ہے زی سے بمعنی لباس و ہیئت متزی باب تفعل کا اسم فاعل برے برتاوے بری باتوں سے متلوث فحش کے معنی ہیں حد سے بڑھی ہوئی چیز۔خنا بمعنی بیہودہ ۶؎ یعنی میں نے یہ مال اللہ کی راہ میں خیرات تو کردیا مگر اسے تقسیم حضور انور کریں۔حضور میرے اور میرے مال کے مالک و مختار ہیں جہاں چاہیں جسے چاہیں عطا فرمادیں ۷؎ اب مال کے ساتھ اس کا حال اس کا، مال (انجام) بھی اچھا ہوگیا یہ ہے خوش نصیبی۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُکْثِرُ الذِّکْرَ وَیُقِلُّ اللَّغْوَ وَیُطِیْلُ الصَّلٰوۃَ وَیُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ وَلَا یَاْنَفُ اَنْ یَّمْشِیَ مَعَ الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ فَیَقْضِیَ لَهُ الْحَاجَةَ ۔ (رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ)

(۵۵۷۹) روایت ہے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر زیادہ کرتے تھے اور دنیاوی کلام بہت کم کرتے تھے ۱؎ اور نماز دراز کرتے تھے اور خطبہ چھوٹا پڑھتے تھے ۲؎ اور بیوگان، مساکین کے ساتھ چلنے سے عار نہیں سمجھتے تھے کہ ان کی حاجت پوری فرمادیں ۳؎ (نسائی، دارمی)

(۵۵۷۹) ۱؎ خیال رہے کہ لغو کے معنی ہیں بیکار کام یا بیکار کلام یہاں کلام دنیا کی لغو فرمایا ذکر اللہ کے مقابلہ میں وہ بھی حضور انور کی نسبت ہے ورنہ حضور انور کی دنیا عین دین ہے۔حضور کے دنیاوی کام ہماری ہزار ہا عبادات سے افضل ہیں حتی کہ حضور انور کا مزاح (خوش طبعی کی باتیں) بھی دین تھیں کہ ان میں بھی تبلیغ تھی ہم کو مزاح دکھانا مقصود تھا۔۲؎ یعنی جمعہ اور عیدین کے خطبے چھوٹے پڑھتے تھے۔نمازیں دراز کیونکہ نماز میں رب تعالٰی سے ہم کلامی ہوتی ہے وہ معراج مومن ہے اور خطبہ میں لوگوں سے خطاب کم ہی اچھا ہے۔رب سے ہم کلامی دراز ہی بہتر ہے (از مرقات) اب بھی سنت یہی ہے ۳؎ یعنی حضور انور کو غریبوں، یتیموں، مسافروں بیوگان کے ساتھ رہنے سہنے چلنے پھرنے ان کا کام کرنے میں کوئی عار نہ تھی فرشتوں کے بھی ہم نشین تھے۔عابدوں زاہدوں کے بھی اور گنہگاروں مساکین کے بھی۔شعر:-

شاہ باز لامکانی آن او
رحمت للعالمین درشان او

وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّ اَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نُکَذِّبُكَ وَلٰکِنْ نُکَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْهِمْ فَاِنَّهُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَكَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۵۸۰) روایت ہے حضرت علی سے کہ ابوجہل ۱؎ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے ۲؎ لیکن ہم تو اسے جھٹلاتے ہیں جو آپ لائے ہیں ۳؎ تب اللہ تعالٰی نے ان کے بارے میں آیت اتاری کہ یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے لیکن ظالم لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ۴؎ (ترمذی)

(۵۵۸۰) ۱؎ ابوجہل کا نام عمرو ابن ہشام تھا۔قریش مکہ کا سردار تھا بڑا سخت دل حضور انور کا دشمن تھا۔حضور انور نے اس کو ابوجہل کہا یعنی جہالت والا، ابو کے معنی باپ نہیں بلکہ اس کے معنی ہیں والا جیسے ابوہریرہ بلی والا، ابوبکر ہر نیکی میں اولیت والے ایسے ہی ابوجہل حماقت و جہالت والا لوگ اسے ابوالحکم کہتے تھے، حضور انور نے ابوجہل کہا تو وہ ابوجہل ہی ہوکر رہ گیا۔۲؎ یہ ہے حضور انور کی سچائی کی دھاک جو کفار کے دل میں بیٹھی ہوئی تھی یعنی ہم نے آپ کی زبان پر کبھی جھوٹ آتے نہیں دیکھا ہماری عقل نہیں قبول کرتی کہ آپ کی زبان جھوٹ کہے ۳؎ اس عبارت کے دو مطلب ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ بما جئت میں سبب یہ ہو اور نکذب کا مفعول پوشیدہ ہو یعنی ہم آپ کو اس قرآن مجید کی وجہ سے جھوٹا کہتے ہیں اگر آپ قرآن سنانا چھوڑ دیں تو ہم آپ کو جھوٹا کہنا چھوڑ دیں دوسرے یہ کہ بما مفعول پوشیدہ ہو یعنی ہم آپ کو

اس قرآن مجید کی وجہ سے جھوٹا کہتے ہیں اگر آپ قرآن سنانا چھوڑ دیں تو ہم آپ کو جھوٹا کہنا چھوڑ دیں۔ دوسرے یہ کہ بما مفعول ہے نکذب کا یعنی ہم تو اس قرآن کو جھوٹا کہتے ہیں نہ کہ آپ کو تب اس کا مطلب یہ ہے کہ جو فرشتہ آپ کو قرآن لاکر سناتا ہے وہ فرشتہ نہیں ہے کوئی جن وغیرہ جھوٹی مخلوق ہے وہ آپ سے جھوٹ بول جاتا ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے ہم اس کو اور اس کلام کو جھوٹا کہتے ہیں۔ آپ دھوکہ کھا گئے ہیں۔ لہٰذا اس قول پر یہ اعتراض نہیں کہ جب وہ حضور کے متعلق یہ کہتا تھا کہ آپ کا یہ کہنا قرآن کلام الٰہی ہے جھوٹ ہے تو پھر اس نے حضور انور کو جھوٹا کہہ دیا پھر لا نکذبك کے کیا معنی۔ ۳؎ ایک بار ابوجہل کا خاص دوست اخنس ابن شریق اسے علیحدگی میں لے گیا اور بولا کہ یہاں کوئی نہیں ہے سچ کہہ دے کہ محمد مصطفیٰ سچے ہیں یا نہیں وہ بولا ہیں تو وہ بالکل سچے اخنس بولا پھر تو انہیں مانتا کیوں نہیں وہ بولا کہ قصی کی اولاد میں پہلے ہی سے کعبہ کی کلید برداری حجاج کو پانی پلانا اور دوسری شرافتیں حاصل ہیں اگر نبوت بھی ان میں چلی گئی تو دوسرے قریشیوں کے لیے کونسی عزت باقی بچے گی اس پر یہ آیت اتری لہٰذا اس آیت کے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ یہ آیت الٰہیہ کی وجہ سے آپ کو جھٹلاتے ہیں یہ حاسد ہیں اگر آپ قرآن نہ سناتے یہ آپ کو جھوٹا نہ کہتے۔

وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَآئِشَةُ لَوْشِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ جَآءَ فِيْ مَلَكٌ وَّاِنَّ حُجْزَتَهُ لَتُسَاوِي الْكَعْبَةَ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا وَاِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَلِكًا فَنَظَرْتُ اِلَى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَشَارَ اِلَيَّ اَنْ ضَعْ نَفْسَكَ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى جِبْرَئِيْلَ كَالْمُسْتَشِيْرِ لَهُ فَاَشَارَ جِبْرَئِيْلُ بِيَدِهِ اَنْ تَوَاضَعْ فَقُلْتُ نَبِيًّا عَبْدًا قَالَتْ فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَالِكَ لَا يَاْكُلُ مُتَّكِئًا يَقُوْلُ اٰكُلُ كَمَا يَاْكُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ۔

(رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

(۵۵۸۱) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عائشہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں ۱؎ میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی کمر کعبہ کے برابر تھی ۲؎ اس نے عرض کیا کہ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو بندگی والے نبی بنیں اور اگر چاہیں تو بادشاہ نبی بنیں ۳؎ تو میں نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا ۴؎ تو انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ اپنی ذات میں انکسار کریں ۵؎ اور حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل کی طرف دیکھا ان سے مشورہ لینے والے کی طرح تو جناب جبرائیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ انکسار کریں ۶؎ میں نے کہا کہ میں بندگی والا نبی رہوں گا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگا کر نہیں کھاتے تھے، فرماتے تھے میں ایسے ہی کھاؤں گا جیسے بندے کھاتے ہیں اور ایسے ہی بیٹھوں گا جیسے بندے بیٹھتے ہیں، ۷؎ (شرح سنہ)

(۵۵۸۱) ۱؎ اس فرمانِ عالی سے معلوم ہوا کہ حضور جو چاہیں رب تعالٰی وہی کردے جسے جو چاہیں اپنے رب کے حکم سے دیدیں حتی کہ حضرت ربیعہ نے حضور انور سے جنت مانگی بلکہ جنت میں آپ کی ہمراہی مانگی۔ حضور نے انہیں عطا فرمائی جیسا کہ جلد اوّل باب السجود میں حدیث گزری۔ شعر:۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے سرکار بنایا تمہیں مختار بنایا

خیال میں رہے یعنی اگر ہم یہ چاہیں، مولانا فرماتے ہیں۔

یاد او سرمایہ ایماں بود   ہر گدا ازیاد او سلطان بود

تو کریمی من کمینہ بندہ ام   لیک از لطف شما پروردہ ام

۲؎ اس فرمانِ عالی سے اس فرشتہ کی قدر آوری اور درازی بیان فرمانا مقصود ہے کہ وہ کعبہ معظمہ سے دوگنا بلند تھا۔ ۳؎ حضرات انبیاء کرام لئر مساکین تھے۔ حضرت یوسف سلیمان و داؤد علیہما السلام بادشاہ نبی تھے آپ کو اختیار ہے کہ آپ مسکین نبی ہونا قبول فرمادیں یا بادشاہت اسلے نبی بنیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام جہان ربّ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ حضور کی رضا چاہتا ہے ۴؎ حضور نے جبرائیل امین کو شورہ کے لیے دیکھا اشارۃً فرمایا کہ اے جبرائیل تمہاری کیا رائے ہے معلوم ہوا کہ اپنے ماتحتوں سے مشورہ کر لینا بھی سنت ہے۔ ۵؎ یعنی اے محبوب حضور مسکینیت اور عبدیت اختیار فرمائیں کہ یہ غنا سے افضل و اعلیٰ ہے معلوم ہوا کہ مسکین صابر اعلیٰ ہے غنی شاکر سے ربّ تعالیٰ نے شکر کی جزا زیادتی نعمت بتلائی ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (۱۴/۷) کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا۔ (کنزالایمان) اور صبر کی جزا خود ذات پروردگار ہے۔ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (۲/۱۵۳) بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ (کنزالایمان) خیال رہے کہ اگر چہ حضور انور سارے حجاز کے بادشاہ ظاہری بھی ہوئے۔ مگر حضور نے اپنی زندگی شاہانہ نہیں گزاری بلکہ درویشانہ گزاری مسکینیت کا یہی مطلب ہے۔ شعر:-

دولت دنیا خاک برابر ہاتھ کے خالی دل کے تونگر   ہاتھ کا تکیہ خاک کا بستر صلی اللہ علیہ وسلم

۶؎ یعنی حضور تمام نبیوں کے سردار ہیں تو آپ کا ہر وصف آپ کی ہر ادا افضل و اعلیٰ ہی چاہیے۔ تواضع اعلیٰ ہے کہ آپ ہر چیز کے مالک ہو کر بھی انکسار فرمادیں۔ ۷؎ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دوزانو بیٹھتے تھے اور اکڑوں بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ جیسے مولیٰ کا فرمانبردار مولیٰ کی آواز کا منتظر بندہ اکڑوں بیٹھ کر کھانا کھاتا ہے۔ تا کہ اگر مولیٰ بلائے تو اٹھنے میں دیر نہ لگے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ نماز کے باہر بھی دوزانو بیٹھنا افضل ہے۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بہت دفع اکڑوں بھی بیٹھتے تھے (مرقات) حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور کھانے کے بعد یہ انگلیاں چاٹ لیتے تھے۔ پھر ہاتھ شریف دھوتے تھے پانی تین سانسوں میں پیتے تھے یہ باتیں پہلے گزر چکی ہیں۔

بَابُ الْمَبْعَثِ وَبَدْءِ الْوَحْيِ   ظہور نبوت اور ابتداء وحی کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ   پہلی فصل

باب اصل میں بوب تھا بمعنی لوٹنا اپنی ابتدا کی طرف واو الف سے بدل گیا اس کی جمع ابواب آتی ہے۔ اور ابواب بھی مبعث مصدر میمی ہے۔ بعض بعث بھیجنا ظہور نبوت کو بعثت کہا جاتا ہے وحی کے لفظی معنی اشارہ، خفیہ کلام آواز۔ بول کا القاء شریعت میں وہ کلام الٰہی جو نبی سے بواسطہ فرشتہ یا بلاواسطہ ہو یا بطور القاء دل میں ہو۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر زیادہ وحی اس آخری قسم کی اکثر آتی تھی۔ یعنی دل میں النا (اشعۃ اللمعات) یہاں وحی سے مراد ہیں دوسرے معنی یعنی بواسطہ فرشتہ کلام الٰہی یہی وحی نبی سے خاص ہے۔ وحی بمعنی الہام یا بمعنی

القاء فی القلب غیر نبی پر بھی ہوتی ہے رب فرماتا ہے: وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى یا فرماتا ہے: وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ (اشعۃ اللمعات)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلٰثَ عَشَرَةَ سَنَةً يُوْحٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشَرَ سِنِيْنَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۸۲) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے (نبی بنے)[۱] پھر مکہ معظمہ میں تیرہ سال قیام فرمایا کہ آپ پر وحی کی جاتی تھی پھر ہجرت کا حکم دیئے گئے تو دس سال مہاجر رہے[۲] اور تریسٹھ سال کی عمر شریف میں وفات پائی[۳] (بخاری مسلم)

(۵۵۸۲)[۱] چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی آئی تو عمر شریف چالیس سال تھی۔[۲] اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ظہور نبوت چالیس سال کی عمر میں ہوا اس پر بھی سب متفق ہیں کہ بعد ہجرت مدینہ میں دس سال قیام فرمایا۔ مگر اس میں اختلاف ہے کہ بعد ظہور نبوت مکہ معظمہ میں کتنا قیام رہا۔ اس کے متعلق تین روایات ملتی ہیں۔ دس سال، تیرہ سال، پندرہ سال، تیرہ سال کو ترجیح ہے اور اس کا یہاں بیان ہے۔[۳] سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے متعلق تین قول میں ساٹھ سال، تریسٹھ سال، پینسٹھ سال، قوی تر قول تریسٹھ سال کا ہے بعض شارحین نے ان تینوں قولوں کو اس طرح جمع کیا ہے کہ ساٹھ کے قول ہیں اکائیوں کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ صرف چھ دہائیاں بیان ہوئی ہیں اور پینسٹھ والے قول میں سال ولادت اور سال ہجرت کو الگ الگ سال شمار کرلیا گیا ہے۔ بہرحال تریسٹھ کا قول قوی ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر، عمر فاروق، علی مرتضیٰ ان تمام حضرات کی عمریں تریسٹھ سال ہوئی ہیں۔ نکتہ لا الہ الا اللہ کے حروف بارہ ہیں اسی طرح محمد رسول، صلی اللہ علیہ وسلم کے حروف بارہ یوں ہی ابوبکر صدیق، عمر ابن الخطاب، عثمان، ابن عفان، علی ابن ابی طالب سب کے حروف بارہ بارہ ہیں۔ ان حضرات کے ناموں کو بھی رسول اللہ کے ناموں سے بہت ہی قرب ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشَرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِيْنَ وَلَا يَرٰى شَيْئًا وَّثَمَانَ سِنِيْنَ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَاَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۸۳) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں پندرہ سال قیام فرمایا[۱] کہ سات سال تک غیبی آواز سنتے تھے اور روشنی دیکھتے تھے اور دیکھتے کچھ نہ تھے[۲] اور آٹھ سال آپ پر وحی کی جاتی تھی اور مدینہ منورہ میں دس سال قیام کیا اور پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی[۳] (مسلم بخاری)

(۵۵۸۳)[۱] اس کا مطلب بھی عرض کیا جاچکا ہے کہ ولادت شریف اور ہجرت شریف کے سال علیحدہ مان لیے گئے اس حساب سے پندرہ سال کہے گئے[۲] بعض روایات میں ہے کہ یہ غیبی نور اور غیبی آواز ظہور نبوت سے پہلے حضور دیکھتے اور سنتے تھے یہ نور اور آوازیں فرشتے کی تھیں۔ پہلے صرف نور اور آوازوں کا حضور کو عادی بنایا گیا۔ پھر فرشتہ وحی لایا تاکہ حضور انور اس کو برداشت کرسکیں۔ ایک دم سارا بوجھ نہ ڈالا گیا۔ اس کے باوجود نزول وحی پر سردی میں پسینہ آجاتا تھا (مرقات و اشعۃ) موسیٰ علیہ السلام کو پہلے عصا سے مانوس کیا گیا پھر کوہ طور پر تنہائی میں انہیں عصا کو سانپ بنا کر دکھادیا گیا۔ تاکہ فرعون کے سامنے سانپ بن جانے پر آپ کو فکر نہ ہو۔[۳] اس کی تحقیق ابھی ہوچکی کہ عمر شریف تریسٹھ ہے یہ دو سال کسروں کو پورا کرکے لیے گئے ہیں (مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً

(۵۵۸۴) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ اللہ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

نے حضور کو ساٹھ سال کے کنارے پر وفات دی[۱] (مسلم و بخاری)

(۵۵۸۴)[۱] حضرت عثمان غنی کی عمر شریف بیاسی سال ہوئی۔ ان تمام حضرات کے نام اور کام یکساں ہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّ سِتِّيْنَ وَعُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ ثَلٰثٌ وَّسِتِّيْنَ اَكْثَرُ.

(۵۵۸۵) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تریسٹھ سال کی عمر میں وفات دیئے گئے، اور حضرت ابوبکر تریسٹھ سال کی عمر میں[۱] اور عمر تریسٹھ سال کی عمر میں[۲] (مسلم) محمد ابن اسمٰعیل بخاری نے فرمایا کہ تریسٹھ سال کی روایت زیادہ ہیں[۳]

(۵۵۸۵)[۱] نکتہ عجیبہ حضور انور نے فرمایا خیر القرون قرنی اس قرنی میں ق سے اشارہ ہے ابوبکر صدیق کی طرف سے عمر فاروق کی طرف، ن سے عثمان غنی کی طرف اور ی سے حضرت علی کی طرف یہ چاروں زمانے حضور انور کے اپنے زمانے ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔ حضرت صدیق اکبر کی خلافت دو سال چار ماہ ہوئی بائیس جمادی الاول منگل کی شب ۱۳ھ تیرہ ہجری مغرب و عشاء کے درمیان وفات پائی۔ آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس نے آپ کو غسل دیا۔ عمر فاروق نے نماز پڑھائی۔[۲] حضرت عمر کی خلافت دس سال چھ ماہ ہوئی چھبیس ذی الحجہ بدھ کے دن آپ کو مغیرہ ابن شعبہ کے یہودی غلام ابولولو نے فجر کی نماز پڑھتے ہوئے محراب النبی میں برچھا مارا اس سے آپ شہید ہوئے ۲۳ھ اتوار کے دن دفن کیے گئے خاص روضہ انور میں حضرت ابوبکر کے پہلو میں۔ حضرت علی خاص شہادت عثمان کے دن خلیفہ ہوئے یعنی اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن ۳۵ پینتیس ہجری میں عبدالرحمٰن ابن ملجم مرادی نے آپ کو جمعہ کے دن سترہ رمضان ۴۰ھ چالیس ہجری میں کوفہ میں قاتلانہ حملہ کیا۔ آپ کی خلافت چار سال ۹ ماہ چند دن ہوئی۔ حضرت انس نے جب یہ حدیث بیان کی تو اس وقت حضرت علی زندہ تھے اس لیے آپ کا ذکر نہیں کیا (مرقات) ایک دن امیر معاویہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر کی عمریں تریسٹھ سال ہوئیں اب میری عمر بھی تریسٹھ سال ہے میری تمنا ہے کہ اس سال میری وفات بھی ہو جائے مگر آپ کی یہ تمنا پوری نہ ہوئی۔ بلکہ آپ کی عمر شریف اٹھہتر سال ہوئی۔ مگر آپ کو اس تمنا کا ثواب مل گیا۔ (مرقات) و ترمذی میں جریر عن معاویہ[۳] چنانچہ امام احمد بن حنبل نے بھی تریسٹھ سال کو ترجیح دی ہے قاضی عیاض نے تو روایت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ اس پر سب متفق ہیں کہ حضور کی ولادت پاک دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ وفات شریف دوشنبہ بارہ ربیع الاول دوپہر کے وقت ہوئی مگر اس میں اختلاف ہے کہ ولادت پاک دوسری ربیع الاول کو ہوئی یا آٹھویں کو یا دسویں کو یا بارہویں کو مگر زیادہ مشہور بارہ ربیع الاول ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةِ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيًا اِلَّا جَآءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوْا بِغَارِ حِرَآءَ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيْ ذَوَاتِ

(۵۵۸۶) روایت ہے حضرت عائشہ سے[۱] فرماتی ہیں کہ اولاً جس وحی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتداء ہوئی وہ سوتے میں سچی خواب تھی[۲] کہ آپ کوئی خواب نہ دیکھتے مگر وہ صبح کے ظہور کی طرح ظاہر ہو جاتی[۳] پھر حضور کو خلوت پسند ہو گئی تو غار حرا میں خلوت کرتے تھے وہاں اس میں عبادت کرتے تھے[۴] تحنث کے معنی ہیں اپنے

الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَآءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَآءٍ فَجَآءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَالَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّى الْجُهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّى الْجُهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّى الْجُهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ فُؤَادُهٗ فَدَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِيْجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ كَلَّا وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ اِلٰى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلِ ابْنِ عَمِّ خَدِيْجَةَ فَقَالَتْ لَهٗ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ يَا ابْنَ اَخِيْ مَاذَا تَرٰى فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَارَاٰى فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى مُوْسٰى يَالَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا يَالَيْتَنِيْ اَكُوْنُ حَيًّا اِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ يَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَاجِئْتَ بِهٖ اِلَّا عُوْدِيَ وَاِنْ يُّدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا

گھر لوٹنے سے پہلے چند راتیں عبادت کرنا حضور اس کے لیے توشہ لے جاتے تھے۵ پھر جناب خدیجہ کی طرف لوٹتے تھے اور اتنی راتوں کے لیے توشہ لے جاتے تھے۶ حتیٰ کہ آپ پر حق آیا جبکہ آپ غار حراء میں تھے آپ کے پاس فرشتہ آیا۷ عرض کیا پڑھئے فرمایا میں نہیں پڑھنے والا۸ پھر اس نے مجھے پکڑا مجھے گلے لگایا۹ حتیٰ کہ اسے مجھ سے مشقت پہنچی۱۰ پھر مجھے چھوڑ دیا پھر کہا پڑھئے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا اس نے مجھے پھر پکڑا پھر مجھے دوبارہ گلے لگایا حتیٰ کہ اس کو مجھ سے مشقت پہنچی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا پھر کہا پڑھئے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا اس نے مجھے تیسری بار پکڑا اور مجھے گلے لگایا حتیٰ کہ اسے مجھ سے مشقت پہنچی پھر مجھے چھوڑ دیا۱۱ پھر کہا پڑھئے اپنے رب کا نام جس نے سب کچھ بنایا جس نے جمے خون سے انسان بنایا پڑھئے اور آپ کا رب بڑی عزت والا ہے جس نے قلم سے سکھایا۱۲ انسان کو وہ سب سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۱۳ یہ وحی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے اس طرح کہ آپ کا دل کانپ رہا تھا۱۴ جناب خدیجہ کے پاس گئے فرمایا مجھے چادر اوڑھا دو انہوں نے حضور کو چادر اوڑھائی حتیٰ کہ آپ سے رعب جاتا رہا۱۵ پھر بی بی خدیجہ کو یہ خبر دی کہ فرمایا کہ میں اپنی جان پر خوف کرتا ہوں، ۱۶ خدیجہ بولیں رب کی قسم ہرگز نہیں اللہ آپ کو کبھی غمگین نہ کرے گا ۱۷ کیونکہ آپ رشتہ جوڑتے ہیں بات سچی کرتے ہیں دوسروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں نیستی والوں کے لیے کمائی کرتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں حق کی طرف لے جانے والوں کی مدد کرتے ہیں۱۸ پھر حضور کو جناب خدیجہ ورقہ ابن نوفل کے پاس لے گئیں جو خدیجہ کے چچا زاد تھے۱۹ ان سے بولیں اے چچیرے بھائی آپ اپنے بھتیجے سے تو سنئے۲۰ حضور سے ورقہ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو۲۱ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خبریں سنائیں جو آپ نے دیکھا تھا تو ورقہ نے کہا یہ وہی فرشتہ ہے جو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا ۲۲ اے کاش میں اس زمانہ

مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ اَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَزَادَ الْبُخَارِيُّ حَتّٰى حَزِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَامِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدّٰى مِنْ رُءُوْسِ شَوَاهِقَ الْجَبَلِ فَكُلَّمَا اَوْفٰى بِذُرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ نَفْسَهُ مِنْهُ تَبَدّٰى لَهُ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ حَقًّافَيَسْكُنُ لِذَالِكَ جَاشُهُ وَتَقِرُّ نَفْسُه۔

میں قوی جوان ہوتا ۲۳ اے کاش میں زندہ ہوتا جب کہ آپ کو آپ کی قوم نکالے گی ۲۴ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ مجھے نکالیں گے عرض کیا ہاں ۲۵ کوئی صاحب وہ پیغام نہ لائے جو آپ لائے ہیں مگر ان سے دشمنی کی گئی ۲۶ اور اگر مجھ کو آپ کا وہ زمانہ نصیب ہوتو میں آپ کی بلیغ مدد کروں ۲۷ (مسلم بخاری) بخاری نے یہ زیادتی کی حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے جو روایت ہم کو پہنچی ہے ۲۹ اس میں ہے کہ آپ سخت غمگین بارہا صبح کے وقت گئے تاکہ اپنے کو اونچے پہاڑ کی چوٹی سے گرادیں ۳۰ مگر جب کبھی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تاکہ وہاں سے اپنے آپ کو گرادیں تو حضرت جبرائیل حضور کے سامنے آتے کہتے اے محمد آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اس سے آپ کا قلق جاتا رہتا، اور آپ کا دل مطمئن ہو جاتا۔ ۳۱

(۵۵۸۶) ۱؎ یہ حدیث حضرت عائشہ کی مرسل حدیث ہے یعنی صحابی کے مراسیل میں سے ہے۔ کیونکہ وہ زمانہ حضرت عائشہ صدیقہ نے پایا نہیں غالب یہ ہے کہ کسی صحابی سے سن کر فرمارہی ہیں صحابی کی مرسل حدیث سب کے نزدیک حجت ہے۔ (مرقات) اور ہوسکتا ہے کہ ام المومنین حضور سے سن کر فرمارہی ہوں۔ مگر کسی روایت میں آپ نے حضور انور سے نقل نہ فرمائی۔ ۲؎ اگرچہ حضور انور کو ہمیشہ ہی سچی خوابیں آتی تھیں مگر قریب ظہور نبوت یعنی چھ ماہ پہلے ان خوابوں کا سلسلہ بندھ گیا اور تعبیر کا ظہور بہت جلد ہونے لگا۔ ۳؎ یعنی حضور کی خواب کا ظہور بہت جلد اور بالکل درست ہوتا تھا جیسے رات کے بعد بہت جلد سویرا ہوتا ہے۔ ۴؎ غار حرا حضور انور کا چلہ گاہ ہے جو جبل نور کی چوٹی پر واقع ہے۔ یہ جبل نور مکہ معظمہ سے قریباً دو میل فاصلہ پر جنت معلّٰی سے آگے ہے فقیر نے اس غار شریف میں نفل پڑھے ہیں ۵؎ یعنی کچھ روٹیاں پکوا کر وہاں غار حرا میں لے جاتے اور آٹھ دس دن تک باسی تہ باسی روٹیاں کھاتے، وہاں روزے نوافل رکوع سجود ادا کرتے رہتے تھے۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور انور نزول قرآن سے پہلے ہی عارف باللہ تھے اور عبادات ریاضات سے واقف تھے۔ جو کہے کہ حضور نے قرآن سے اللہ تعالٰی کو جانا پہچانا اور قرآن سے عبادات سیکھیں وہ جھوٹا ہے۔ دیکھو ابھی قرآن کریم آنا بھی شروع نہ ہوا۔ اور حضور عبادات کررہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کے چلے اور چلوں میں ریاضات ترک حیوانات کرنا۔ روزے رکھنا۔ کم کھانا۔ معمولی کھانا سب درست ہیں۔ ان سب کو اصل یہی حدیث ہے۔ خیال رہے کہ ام المومنین کا اس زمانہ کو راتیں فرمانا اس لیے ہے کہ خلوت کے لیے رات ہی مناسب ہے ذوات عدد فرما کر بتایا کہ بہت راتوں تک عبادت کرتے تھے۔ ذوات عدد کثرت کے لیے ہے۔ ۶؎ اس میں گفتگو ہے کہ اس زمانہ میں حضور کونسی عبادت کرتے تھے۔ حق یہ ہے کہ حضور انور کسی نبی کی شریعت والی عبادت نہیں کرتے تھے کیونکہ حضور کسی نبی کے امتی نہیں بلکہ اجتہاد اور رائے سے عبادت کرتے تھے جو عبادت ابراہیمی یعنی اسلامی عبادت کے موافق تھیں۔ (شامی شروع کتاب الطہارۃ اور شروع کتاب الصلوٰۃ) کلمہ طیبہ کا ذکر اللہ کی صفات میں فکر۔ اعتکاف۔ رکوع۔ سجود وغیرہ (مرقات) میں تو ایک بار غار میں حاضر ہوا ہوں میرے ساتھیوں کو بخار آ گیا تھا۔ سخت دشوار بہت اونچا اور پیچیدہ راستہ ہے قربان ان نرم و نازک تلووں پر جو

ہر ہفتہ وہاں سے چڑھتے اترتے تھے ۷؎ یعنی جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے وحی لے کر بعض نے فرمایا یہ اسرافیل علیہ السلام تھے (مرقات) یہ فرشتہ اللہ کا فرمان بھی لایا اور فیضان بھی سینہ سے لگا کر دیا فرمان زبانی پہنچایا جیسا کہ آ رہا ہے۔ خیال رہے کہ اس وقت پہلے فرشتے نے اپنا تعارف نہیں کرایا کہ میں رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں۔ جیسے جناب مریم سے کہا تھا اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ (۱۹۶) میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں۔ (کنزالایمان) نہ حضور نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کیوں آئے ہو معلوم ہوا کہ حضور انہیں پہلے سے جانتے پہچانتے تھے اگر نہ پہچانتے تو آیۂ کریمہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ (۹۶،۱) پڑھو اپنے رب کے نام سے (کنزالایمان) کا قرآن ہونا بھی نہ جانتے یہ نہ جاننا شان نبوت بلکہ شان اسلام کے خلاف ہے۔ قرآن کا جاننا پہچاننا ماننا فرض ہے بغیر جانے مانے گا کیا۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور انور کو حریر ریشم کا ایک ٹکڑا دیا جس پر یہ سورت لکھی تھی اور کہا اسے پڑھئے (اشعۃ) یا یہ معنی ہیں کہ جو میں پڑھاؤں وہ پڑھئے (مرقات) مگر یہ دونوں توجیہیں قوی نہیں ظاہر یہ ہے کہ عرض کیا جو ذکر اور اللہ کا نام پہلے ہی سے آپ کے دل شریف پر نقش ہے وہ پڑھئے۔ اس لیے اقرا کا مفعول بیان نہ کیا کہ کیا پڑھئے۔ ۸؎ عام شراحین اس کے معنی کرتے ہیں کہ مجھے پڑھنا نہیں آتا، میں اُمی ہوں مگر یہ قوی نہیں کیونکہ حضور انور کو رب نے لکھنے کی مشق نہیں دی تھی یہی معنی ہیں اُمی کے (اشعہ) حضور کو اللہ کا نام لینا اس کا ذکر کرنا تو اوّل ہی سے آتا تھا آپ تو اس غار میں عبادات ذکر اللہ عرصہ سے کر رہے تھے اور اگر یہ معنی ہوں کہ میں نے پڑھنا کسی سے سیکھا نہیں تو حضرت جبرائیل یہ تو جانتے ہی تھے پھر اس سوال و جواب کے کیا معنی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے جبرائیل اس وقت میں نہیں پڑھنے والا اس وقت تو پڑھنے والے تم ہو سننے والا میں ہوں تاکہ نزول قرآن اور وحی الٰہی کے معنی درست ہوں وحی قولی کے معنی ہی یہ ہیں کہ فرشتے کہے نبی سنے اس فرمانِ عالی میں اپنا منصب حضرت جبرائیل کی خدمت اور قرآن کے درجے کا متعین فرماتا ہے۔ ۹؎ غط کے معنی ہیں دبانا نچوڑنا اس ہر طاقت صرف کرنا یہاں مراد ہے گلے لگا کر خوب زور سے دبانا یہ معانقہ فیض ربانی سینۂ نبوی تک پہنچانے کے لیے تھا بعض مشائخ مصافحہ سے معانقہ سے بلکہ نظر سے توجہ باطنی دیتے ہیں اس کی اصل یہ حدیث ہے معلوم ہوا کہ حال قال سے پہلے ہے قال زبان سے حال توجہ سے دیا جاتا ہے۔ ۱۰؎ اس عبارت کے معنی یہ نہیں کہ مجھے مشقت پہنچی ورنہ عبارت یوں ہوتی بلغنی الجھد یہاں لفظ منی سے معلوم ہوتا ہے کہ میری طرف سے حضرت جبرائیل کو مشقت پہنچی کہ انہوں نے سارا ملکی زور ختم کر دیا۔ الجہد یا تو بلغ کا فاعل ہے اور مرفوع ہے تو بلغ کا مفعول پوشیدہ ہے بلغہ یا یہ مفعول ہے اور منصوب تو بلغ کا فاعل ھو پوشیدہ ہے یعنی جبرائیل کو میری طرف سے مشقت پہنچی یا وہ مشقت کو پہنچے کہ انہوں نے بہت ہی محنت سے وہ امانت فیض مجھ کو سونپی ۱۱؎ فیض کی امانت آہستہ تین بار رکھی اس سے معلوم ہوا کہ فیض رسانی آہستگی سے ہوتی ہے یہ اس آیت کے نزول کی تمہید ہے جو اس وقت آنے والی ہے تاکہ اس کے حروف کا نزول کان پر ہو اس کے فیض و نور کا نزول دل پاک پر اس عظیم مہمان کے لیے یہ گھر تیار کیا گیا۔ مرقات نے فرمایا کہ پہلی بار جو ارشاد ہوا ما انا بقارئ وہاں ما نافیہ ہے اور اب تیسری بار جو فرمایا مَا اَنَا بِقَارِئٍ اس میں ما استفہامیہ ہے۔ یعنی اب بتاؤ میں کیا پڑھوں (مرقات) ۱۲؎ قوی یہ ہے کہ یہاں قلم سے مراد وہ پہلا قلم قدرت ہے جس نے لوح محفوظ پر تاقیامت سارے واقعات لکھے پھر لوح محفوظ کی اس تحریر کے ذریعہ فرشتوں نبیوں ولیوں کو سب کچھ بتایا سکھایا۔ اس لیے اسے کتاب مبین کہتے ہیں یعنی مقبولوں پر اولین و آخرین کے علوم روشن کرنے والی اور ہوسکتا ہے کہ قلم سے مراد یہی دنیاوی قلم ہوں یعنی اس قلم کے ذریعہ سینہ کے علوم محفوظ کیے جس سے اگلوں کے علوم پچھلوں نے سیکھے مگر پہلے معنی قوی بھی ہیں لذیذ بھی (اشعۃ) یا قلم سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے جو رب کا قلم ہے جس کے ذریعہ تاقیامت ولیوں عالموں کو علوم سکھائے گئے۔ اس کی بہت نفیس تفسیریں

ہمارے حاشیہ قرآن میں دیکھو۔ ۱۳؎ قوی یہ ہے کہ الانسان سے مراد انسانیت کی جان حبیب الرحمٰن حضور محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مالم یعلم سے مراد ہے سارے علوم غیبیہ اس کی اور بہت تفسیریں ہیں۔ دیکھو ہمارا حاشیہ القرآن یہاں بیان کی گنجائش نہیں خیال رہے کہ یہاں بسم اللہ شریف کا ذکر نہیں معلوم ہوا کہ بسم اللہ ہر سورت کا جز نہیں اور نہ ہر سورت کے اوّل اتری یہی امام اعظم کا مذہب ہے اور سب سے پہلی سورت اقرا شریف ہے۔ سب سے اعلیٰ عبادت اللہ کا ذکر اس کا نام جپنا ہے۔ کہ قرآن مجید میں پہلے اسی کا حکم دیا گیا۔ ۱۴؎ یہ دل کانپنا اس فیض ربانی کا اثر تھا جو آج عطا ہوا تھا۔ بعض مشائخ جب اپنے مرید کو سینے سے لگا کر توجہ دیتے ہیں تو وہ مرید بیہوش ہو جاتا ہے۔ گر پڑتا ہے یہ توجہ اگر پہاڑوں پر ڈالی جاتی تو پھٹ جاتا یہ تو حضور کا قوت والا دل ہے جو ٹھہرا رہا رب فرماتا ہے: لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ(۲۱؍۵۹) اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اُتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔ (کنزالایمان) ۱۵؎ یعنی کچھ دیر لگ جانے سکون سے لیٹنے سے صرف رعب ہی گیا، فیضان و نورانیت میں بالکل کمی نہ ہوئی بلکہ دل شریف میں تحمل و برداشت ہوگئی ۱۶؎ یہاں کس چیز کا خوف مراد ہے اس میں بہت گفتگو ہے اپنی موت کا خوف یا دیوانگی وجنون کا خوف یا نبوت کی ذمہ داری برداشت نہ کرسکنے کا خوف یا قوم کی ایذا رسانی کا خوف آخری احتمال قوی ہے۔ حضرت خدیجہ وہ خوش نصیب بی بی ہیں کہ نبوت کی پہلی خبر انہیں ملی ۱۷؎ یعنی جس نے درد دیا وہی دوا دے گا۔ جس نے نبوت آپ کو دی ہے وہ برداشت وتحمل کی طاقت دے گا اور کفار کے شر سے آپ کو محفوظ رکھے گا۔ ۱۸؎ جناب خدیجہ نے حضور کی چھ صفات حضور کو سنائیں۔ عزیزوں پر مہربانی ہمیشہ سچ بولنا، لوگوں کے بوجھ اپنے پر لے لینا، فرض اولاد خصوصاً بچیوں کی پرورش۔ بے دست و پا فقیروں کو کما کر کھلانا۔ مہمان نوازی کرنا۔ غیبی مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرنا۔ مقصد یہ ہے کہ آپ ان علامتوں کی وجہ سے بحکم توریت آخری نبی ہیں آپ کا سورج بلند ہوگا۔ آپ کا دین غالب ہوگا۔ حضرت خدیجہ توریت کی عالمہ تھیں اور علماء اسرائیل سے بھی آپ نے حضور کی یہ علامات سنی تھیں اس وجہ سے تو حضور سے نکاح کیا، اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضور انور اوّل سے ہی ایسی عالی صفات سے موصوف تھے نزول قرآن کے بعد ان سے مُوصوف نہ ہوئے۔ حضور کو قرآن نے یہ چیزیں نہ سکھائیں بلکہ رب نے سکھا کر بھیجا۔ معلوم ہوا کہ اچھے صفات اچھے اعمال بلائیں دفع کرتے ہیں۔ حفاظت الٰہی میں رکھتے ہیں ۱۹؎ حضرت خدیجہ بنت خویلد ابن اسد ابن عبدالعزیٰ ہیں اور جناب ورقہ ابن نوفل ابن اسد ہیں۔ لہذا جناب خدیجہ اور ورقہ اسد میں مل جاتے ہیں نوفل جناب خدیجہ کے چچازاد ہیں ۲۰؎ حضور رشتہ میں ورقہ کے بھتیجے نہیں مگر اہل عرب محبت و پیار میں اپنے کم عمروں کو بھتیجا یا بیٹا کہہ دیتے ہیں وہ محاورہ یہاں استعمال ہوا ہے ۲۱؎ ورقہ زمانہ جاہلیت میں عیسائی بن گئے تھے انجیل کا ترجمہ عربی میں آپ نے کیا تھا توریت وانجیل کے بڑے ماہر تھے۔ اس وقت بہت بوڑھے تھے نابینا ہو چکے تھے صاحب مشکوۃ نے آپ کو صحابہ کی فہرست میں لیا ہے دیکھو اکمال مگر قوی یہ ہے کہ ورقہ صحابی نہیں کیونکہ صحابی وہ ہے جو شرعی مومن بن چکنے کے بعد حضور کا دیدار یا صحبت پائے اور شرعی ایمان تبلیغ کی آیات آنے حضور کی تبلیغ اور دعوت اسلام دینے پر حاصل ہوتا ہے ورقہ نے وہ زمانہ نہ پایا۔ اس واقعہ کے بعد ہی فوت ہوگئے اسی لیے اوّل صحابی ابوبکر صدیق ہیں نہ کہ ورقہ ابن نوفل اگر ورقہ صحابی ہوتے تو اوّل صحابی ہوتے کہ حضور انور نے پہلے انہیں کو اپنی وحی کی خبر دی ابھی صحابی بننے کا زمانہ شروع ہی نہیں ہوا تھا۔ اعلان نبوت کے بعد جو شرعی ایمان لاکر حضور کو دیکھے وہ صحابی ہوتا ہے اس لیے جناب آمنہ عبدالمطلب کو کسی نے صحابی نہیں کہا۔ ۲۲؎ صاحب اسرار یعنی بھیدی ساتھی اگر خیر ہو تو ناموس کہلاتا ہے شر ہو تو جاسوس کہا جاتا ہے یہاں جبرائیل مراد ہیں۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام پہلے صاحب شریعت صاحب کتاب نبی ہیں۔ اس لیے ورقہ نے ان کا نام لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کا نام نہ لیا۔بعض لوگوں نے کہا کہ ورقہ کے بتانے پر حضور انور کو خبر ہوئی کہ وہ جبرائیل تھے یہ محض غلط ہے ورنہ لازم آئے گا کہ اتنے وقت تک حضور اس آیت کے کلام الٰہی ہونے سے بےخبر رہے ورقہ کے کہنے سے حضور نے جانا کہ یہ آیت: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ (۹۶۔۱) پڑھو اپنے ربّ کے نام سے (کنزالایمان) کلام الٰہی ہے بی بی خدیجہ اور ورقہ مکہ بلکہ عرب میں بڑے معزز علماء میں سے مانے جاتے تھے۔منشاء الٰہی یہ تھا کہ پہلے ان دونوں سے حضور انور کی نبوت کی گواہی دلوائی جائے پھر تبلیغ اسلام کا حکم حضور کو دیا جائے اس لیے حضور پہلے ان دونوں کے پاس تشریف لے گئے۔یہ تشریف لے جانا اپنے جاننے کے لیے نہ تھا بلکہ لوگوں کو بتانے سمجھانے کے لیے تھا۲۳؎ عربی میں بکری کے دو سالہ بچہ کو اور اونٹ کے پانچ سالہ بچہ کو جذع کہتے ہیں۔اس عمر میں وہ دونوں قوی جوان ہو جاتے ہیں۔اس لیے ہر قوی جوان کو جذع کہنے لگے وہی معنی یہاں ہیں فیھا میں ھا ضمیر مدت تبلیغ نبوت کی طرف ہے یعنی جب آپ کو تبلیغ کا حکم دیا جائے گا اس وقت میں جوان ہوتا تو آپ کی خدمت کرتا۲۴؎ معلوم ہوتا ہے کہ ورقہ نے حضور انور کے سارے پیش آنے والے واقعات گزشتہ کتابوں میں پڑھے تھے خیال رہے کہ اپنی نبوت کا علم ورقہ کے بتانے سے نہیں ہوا حضور کو تو بچپن شریف میں پتھر درخت بایں الفاظ سلام کرتے تھے السلام علیک یارسول اللہ۔جیسا کہ باب المعجزات میں آئے گا۔والدہ ماجدہ آمنہ کی بشارتیں جناب حلیمہ کی حکایتیں اپنے متعلق حضور سن چکے تھے آپ اپنی نبوت سے اس وقت خبردار تھے جبکہ دنیا بھی نہیں بنی تھی دیکھو کتاب نشرالطیب مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی یہ سب کچھ انتظام لوگوں کو سنانے کا ہو رہا ہے کہ لوگ ورقہ کی زبان سے سن لیں اور حضور کے عالی صفات اعلیٰ واقعات سے خبردار ہو جائیں۔۲۵؎ خیال رہے کہ یہاں نکالنے سے مراد اتنا تنگ کرنا کہ حضور مکہ چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں نہ کہ خود نکالنا کفار مکہ تو حضور کو شہید کرنا چاہتے تھے نہ کہ نکالنا وہ تو قتل کے لیے ڈھونڈتے پھرتے۔حضور انور کا ان سے یہ پوچھنا بھی اسی لیے تھا کہ لوگ ورقہ کی زبان سے ہجرت کی خبر سن لیں اور ہجرت کو حضور کی حقانیت کی دلیل سمجھیں۔۲۶؎ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے۔کہ قریباً سارے نبیوں نے ہجرت کی الا ماشاءاللہ خیال رہے کہ دشمنی سارے نبیوں سے کی گئی ہجرت اور جہاد اکثر نبیوں نے کئے۔خیال رہے کہ حضور انور سے پہلے بعض لوگ اصلی عیسائیت پر قائم تھے مگر خال خال وہ بھی پہاڑوں غاروں میں چھپے چھپائے جناب ورقہ اور سلمان فارسی جیسے لوگوں نے انہیں راہبوں سے یہ علوم حاصل کئے تھے۔انہیں علوم کی برکت سے حضور کو جانا پہچانا تھا۲۷؎ مئوزر بنا ہے ازر سے بمعنی پشت اور پشت پناہی وقوت ربّ فرماتا تھا۔واشدد بہ ازری مئوزر بمعنی مضبوط وقوی۔۲۸؎ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ (۹۶۔۱) پڑھو اپنے ربّ کے نام سے (کنزالایمان) پہلی وحی کے نزول سے کچھ دن بعد ہی ورقہ کا انتقال ہوگیا اور صرف یہی ایک وحی آکر بند ہوگئی کتنے روز بند رہی اس میں بہت گفتگو ہے غالب یہ ہے کہ چھ ماہ بند رہی اسی دوران میں حضرت جبرائیل آتے تھے حضور سے ملتے تھے مگر وحی نہ لاتے تھے (اشعۃ) مرقات نے فرمایا کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ (۹۶۔۱) پڑھو اپنے ربّ کے نام سے (کنزالایمان) پہلی وحی ہے اور یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ (۷۴۔۱) اے بالاپوش اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ۔(کنزالایمان) دوسری وحی ان دونوں کے درمیان کچھ دنوں کا فاصلہ ہے۔وحی بند ہونے میں بڑی حکمتیں تھیں۔قلب پاک کو سکون بخشنا۔حضور کو شوق وحی زیادہ کرنا وغیرہ (مرقات) ۲۹؎ یہ عبارت فیما بلغنا کسی راوی کا قول ہے یعنی پہلے تو قلب پاک پر رعب اور خوف تھا اور اب شوق کا دریا موجیں مار رہا تھا مگر ادھر سے خاموشی تھی۔شعر:-

دیر است کہ دلدار پیامے نہ فرستاد ۔۔۔ ننوشت سلامی نہ فرستاد کلامے

۳۰؎ یعنی شوق وفراق برداشت سے باہر ہوگیا تو اپنے کو ہلاک کرنے کے لیے پہاڑ پر چڑھے کہ وہاں سے اپنے کو گرا کر خودکشی کریں

اس وقت تک احکام شرعیہ نہیں آئے تھے لہٰذا یہ ارادہ گناہ نہ تھا۔ ۱۳ یعنی جبرائیل امین آ کر عرض کرتے تھے کہ آپ ہیں سچے رسول وحی الٰہی آئے گی اور بارہا آئے گی آپ غم نہ کریں یہ سن کر حضور انور واپس گھر لوٹ آتے پھر شوق کا جوش ہوتا پھر وہی ارادہ فرماتے سبحان اللہ! انداز محبوبانہ ہے کہ کلام بھی نہیں فرماتے اور آگے بڑھنے بھی نہیں دیتے۔ شعر:-

دیکر جھلک سی آپ تو پردے میں چھپ رہے
اور کہہ گئے کہ آنکھ سے ڈھونڈھا کرے کوئی

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَآءَنِيْ بِحِرَآءٍ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا حَتّٰى هَوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ فَجِئْتُ اَهْلِيْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَ تَتَابَعَ ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۸۷) روایت ہے حضرت جابر سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا آپ وحی بند ہو جانے کے متعلق خبر دیتے تھے ۱ فرمایا جبکہ ہم چل رہے تھے ۲ کہ ہم نے آسمان سے ایک آواز سنی میں نے اپنی نگاہ اٹھائی تو وہی فرشتہ جو میرے پاس حراء میں آیا تھا آسمان زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا تھا تو میں رعب کی وجہ سے اس سے ڈرا دیا گیا ۳ حتی کہ زمین کی طرف مائل ہو گیا ۴ پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا میں نے کہا مجھے چادر اوڑھاؤ مجھے چادر اوڑھاؤ انہوں نے مجھے چادر اوڑھا دی تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اے چادر اوڑھنے والے اٹھو ڈراؤ اپنے رب کی بڑائی بولو اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی دور رکھو ۵ پھر وحی گرم ہو گئی اور لگاتار جاری ہو گئی ۶ (مسلم بخاری)

(۵۵۸۷) ۱ معلوم ہوا کہ حضور انور اپنے حالات خود صحابہ کرام سے بیان فرماتے تھے کہ جب عارضی طور پر وحی بند ہو گئی تو ہمارا کیا حال تھا۔ ۲ یہ واقعہ مکہ معظمہ بلکہ غار حرا کا ہے۔ (مرقات) وہاں ہی حضور نے یہ غیبی آواز آسمان کی جانب سے سنی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس آواز میں یا تو الفاظ تھے نہیں یا تھے تو معمولی تھے اس لیے حضور نے اسے آواز فرمایا کلام نہ کہا ۳ جئثت بنا ہے جائثۃ سے بمعنی گھبراہٹ ڈر جُئِثْتُ مجہول فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ رعب رب کی طرف سے میرے دل میں ڈالا گیا یہ رعب اس کلام الٰہی کا تھا۔ جو حضور پر پہلے نازل ہوا تھا۔ خیال شریف یہ ہوا کہ پھر کوئی آیت نازل ہو گی دل میں بیقراری اور رعب پیدا ہو گیا۔ حضرت جبرائیل اس وقت بھی شکل انسانی میں تھے ان سے رعب ہونے کی وجہ ہی کوئی نہیں اپنی صورت میں تو صرف دو بار حاضر ہوئے ۴ ھوی کے معنی ہیں زمین پر لپٹ جانا اوندھے لیٹ کر اپنے ہاتھ پاؤں زمین پر چمٹا دینا ۵ مدثر بنا ہے دثار سے عربی میں شعار نیچے والے کپڑے کو کہتے ہیں جو جسم سے ملا ہوا ہو دثار والے کپڑے کو مدثر کے معنی ہوئے چادر کمبل اوڑھنے والے صوفیاء فرماتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں اے بشریت کی چادر اوڑھ کر مخلوق کے سامنے جانے والے، نور مطلق نے بشریت کی چادر اوڑھی تب مخلوق آپ سے فیض لے سکی۔ شعر:-

لباس آدمی پہنا جہاں نے آدمی جانا
مزمل بن کے آئے تھے ہویدا بن کے نکلیں گے

یہاں مرقاۃ نے اس کے معنی کئے اے نبوت کی عبا اوڑھنے والے رسالت کا بوجھ اٹھانے والے اس کی اور بہت نفیس نفیس تفسیریں ہمارے حاشیہ قرآن نور العرفان فی تفسیر القرآن میں ملاحظہ کرو وہاں لکھا ہے کہ اپنی چادر کرم میں اپنی امت کو چھپانے والے۔ ۵ یعنی

پیارے اٹھو تا کہ دنیا تمہارے سہارے اٹھے خیال رہے کہ سورہ مزمل میں بھی ہے یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ (۷۳،۱) اے جھرمٹ مارنے والے رات میں قیام فرما۔ (کنزالایمان) وہاں قیام سے مراد ہے نماز میں کھڑا ہونا اور یہاں قیام سے مراد ہے نبوت کی تبلیغ کے لیے اٹھنا یا وہاں نبوت کے لیے اٹھنا مراد ہے یہاں رسالت و تبلیغ کے لیے اٹھنا مراد (مرقاۃ) ۶؎ یعنی اپنے جسم کے کپڑے پاک و صاف رکھو معلوم ہوا کہ پاکیزگی کا حکم پہلے آیا نماز کا حکم بہت بعد میں صوفیاء فرماتے ہیں کہ کپڑوں سے مراد نفس کے صفات، انہیں پاک کرنے سے مراد ہے برائیوں سے دور رکھنا (اشعۃ)

وَعَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَاْتِيْكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْيَانًا يَاْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصِمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَاقَالَ وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَاَعِيْ مَايَقُوْلُ قَالَتْ عَآئِشَةَ وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيُفْصِمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۸۸) روایت ہے جناب عائشہ کہ حارث ابن ہشام نے ۱؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر وحی کیسے آتی ہے ۲؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی تو میرے پاس جھانج کی سی جھنکار آتی ہے ۳؎ وہ مجھ پر بہت گراں ہوتی ہے ۴؎ تو وہ مجھ سے ختم ہوتی ہے حالانکہ میں نے اس سے وہ یاد کرلیا ہوتا ہے ۵؎ جو اس نے کہا اور کبھی میرے سامنے فرشتہ مرد کی شکل میں آتا ہے مجھ سے بات کرتا ہے ۶؎ جو وہ کہتا ہے محفوظ کرلیتا ہوں ۷؎ جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور انور کو دیکھا کہ آپ پر سخت ٹھنڈے دن میں وحی نازل ہوتی تھی تو ختم ہوتی تھی اس حالت میں کہ آپ کی پیشانی پسینہ سے نچڑتی ہوتی تھی ۸؎ (مسلم بخاری)

(۵۵۸۸) ۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے وحی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ اور دوسری وحی یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ان دونوں کے درمیان فاصلہ وہ ہے جو ہم پہلے عرض کر چکے ہیں یعنی چھ ماہ یا کم و بیش حارث ابن ہشام بھائی ہیں ابوجہل کے جس کا نام عمرو ابن ہشام تھا حارث صحابی ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے ان کے لیے جناب ام ہانی نے امان لی تھی شام میں رہے جنگ یرموک میں ۱۵ھ میں عہد فاروقی میں شہید ہوئے انہیں حضور نے فتح مکہ کے دن ایک سو اونٹ تالیف قلب کے لیے عطا فرمائے (اکمال) ۲؎ غالب یہ ہے حارث کے اس سوال کے وقت ام المومنین عائشہ صدیقہ موجود تھیں اور ہوسکتا ہے کہ حارث نے حضرت عائشہ کو یہ واقعہ سنایا ہو (مرقات) ۳؎ صلصلہ یا تو مسلسل آواز کو کہتے ہیں یا وہ آواز جو لوہے کو لوہے سے لگنے سے مسلسل پیدا ہو جرس وہ گھنگرو وغیرہ ہیں جو جانور کے گلے یا پاؤں میں باندھ دیئے جائیں جب وہ دوڑے تو مسلسل جھنکار پیدا ہو۔ یہ مثال سمجھانے کے لیے دی گئی ہے یعنی وحی ایک باریک اور مسلسل آواز میں ہوتی ہے جو بغیر غور سمجھ میں نہیں آتی کہ کیا کہا جا رہا ہے ۴؎ کیونکہ اسے سمجھنا اس میں غور کرنا پھر اسے یاد رکھنا بیک وقت یہ تین کام کرنا پڑتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں فرشتہ نہیں آتا تھا بلکہ کان میں غیبی آواز گھنگرو کی جھنکار کی طرح آتی تھی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین ہوتا تھا کہ یہ وحی الٰہی ہے ۵؎ یعنی قدرتی طور پر وہ مجھے یاد بھی ہو جاتی اور میں اس کا معنی مقصد مطلب اسرار سب کچھ سمجھ بھی لیتا ہوں یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ (۷۵،۱۷) بے شک اس کا جمع کرنا اور محفوظ کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ (کنزالایمان) حتیٰ کہ فرمایا، ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ (۷۵،۱۹) پھر بے شک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ کوئی نہیں۔ (کنزالایمان) یہ سارے کام رب تعالیٰ کے ذمہ

کرم پر تھے۔ ۶ چنانچہ اکثر حضرت جبرائیل دحیہ کلبی کی شکل میں آتے تھے کبھی اجنبی شخص کی شکل میں کبھی دوسرے لوگ بھی انہیں دیکھتے تھے کبھی نہیں مگر آواز سنتے تھے خیال رہے کہ فرشتے لڑکوں کی شکل میں صرف حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے وہ بھی ایک بار اور کبھی عورتوں کی شکل میں نہ آئے یہ بھی خیال رہے کہ اگر فرشتے وحی لے کر نہ آئیں کسی اور مقصد کے لیے آئیں تو ممکن ہے کہ نبی اولًا انہیں نہ پہچانیں۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کے لیے بھنا بچھڑا گھر میں سے لے کر آئے تھے انہیں مہمان سمجھ کر مگر یہ ناممکن ہے کہ فرشتہ وحی لائے اور نبی نہ پہچانیں۔ کہ اس صورت میں وحی مشکوک ہو جائے گی انہیں یقین ہوتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے اور جو کچھ کہہ رہا ہے وہ وحی الٰہی ہے۔ ۷ یعنی اس فرشتے کے الفاظ دماغ میں اس کے کلام کے مضامین دل میں محفوظ کر لیتا ہوں یہ حفاظت رب کی طرف سے ہے ۸ ظاہر یہ ہے کہ حضور کی یہ حالت شریفہ دونوں قسم کی وحی میں ہوتی تھی ویسے جب بھی فرشتے آتے تو حضور انور بے تکلف ان سے کلام فرماتے تھے جس کی بہت سی احادیث ہیں۔ تبلیغی وحی کی شان ہی اور تھی یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ کبھی جناب جبرائیل کی ملکیت حضور کی بشریت پر غالب آتی تو جھانج کی سی آواز محسوس فرماتے اور کبھی حضور انور کی بشریت حضرت جبرائیل کی ملکیت پر غالب آتی تو وہ شکل انسانی میں آتے تھے پہلی صورت میں حضور انور اپنی بشریت سے غائب بے نیاز ہو جاتے تھے نیز یہ حالت کہ سردی میں پسینہ آجائے یہ بھی پہلی قسم کی وحی میں ہوتا تھا۔ جب جھانج کی سی آواز سنتے اور اپنی بشریت سے بے نیاز ہوتے تھے۔ (اشعۃ اللمعات)

وَعَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ وَفِي رِوَايَةٍ نَكَسَ رَاْسَهُ وَنَكَسَ اَصْحَابُهُ رُءُوْسَهُمْ فَلَمَّا اُتْلِيَ عَنْهُ رَفَعَ رَاْسَهُ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۸۹) روایت ہے حضرت عبادہ ابن صامت سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ اس سے بڑے متفکر ہوتے ۱ اور آپ کا چہرہ بدل جاتا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ سر جھکا لیتے اور آپ کے صحابہ اپنے سر جھکا لیتے پھر جب ختم ہوتی تو اپنا سر اٹھاتے ۲ (مسلم)

(۵۵۸۹) ۱ یہاں کرب بمعنی فکر مند ہونا نہایت موزوں ہیں غمگین ہونے کے معنی مناسب نہیں حضور انور کو یہ فکر یا تو وحی کی شدت کی بنا پر ہوتی تھی یا اس کی تبلیغ کی ذمہ داریوں پر۔ اس کے شکریہ ادا کرنے کی فکر کہ وحی ایک نعمت ہے اور نعمت کا شکر لازم ہے وہ بھی بقدر نعمت مرقاۃ میں یہاں فرمایا کہ یہ حال شریف ابتداء نبوت میں ہوا کرتا تھا بعد میں نہیں۔ واللہ اعلم۔ ۲ حضور انور تو اپنا سر شریف غور سے سننے کے لیے جھکا لیتے تھے حاضرین بارگاہ حضور کے ادب و احترام کے لیے سر جھکاتے تھے وجہ میں فرق تھا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّخْرُجَ اَرْسَلَ رَسُوْلًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَآءَ اَبُوْ لَهَبٍ وَّ قُرَيْشٌ فَقَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ صَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ

(۵۵۹۰) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری کہ آپ اپنے قریبی عزیزوں کو ڈرایئے ۱ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے حتی کہ صفا پہاڑ پر چڑھے پھر پکارنے لگے کہ اے بنی فہر اے بنی عدی قریش کے قبیلوں کے نام لے کر حتی کہ وہ سب جمع ہو گئے ۲ حالت یہ ہوگئی کہ اگر کوئی آ نہ سکا تو اس نے اپنا قاصد بھیج دیا کہ جا کر دیکھے کہ کیا واقعہ ہے ۳ تو ابولہب بھی آیا اور قریش بھی تب فرمایا بتاؤ تو اگر میں تم کو خبر دوں کہ ایک لشکر اس پہاڑ

خَيْلًا تَخْرُجُ بِالْوَادِي تُرِيْدُ اَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَاجَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّاصِدْقًا قَالَ فَاِنِّي نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّالَّكَ لِهٰذَا اجْمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَآ اَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کے کنارے سے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لشکر اس جنگل سے نکلے گا۴ وہ تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے کیا تم میری تصدیق کرو گے۵ سب بولے ہاں ہم نے آپ پر کبھی نہ آزمایا مگر سچ ہی۶ فرمایا تو میں تمہارے لیے ڈرانے والا ہوں سخت عذاب کے آگے ۷ ابولہب بولا کہ ہلاکت ہو تمہارے لیے کیا تم نے ہم کو اسی لیے جمع کیا تھا۸ تب یہ آیت نازل ہوئی تبت یدا ابی لھب۹ (مسلم بخاری)

(۵۵۹۰)۱؎ یہ حضور انور پر چوتھی کی وحی آئی پہلی وحی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ (۹۶،۱) پڑھو اپنے رب کے نام سے (کنزالایمان) دوسری وحی یٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَاَنْذِرْ تیسری وحی مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى (۹۳،۳) کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا۔ (کنزالایمان) پوری سورت چوتھی وحی یہ اس ترتیب میں اور روایات بھی ہیں پہلی وحی میں ذکر اللہ کا حکم دوسری وحی میں حضور کی محبوبیت کا اظہار تیسری وحی میں تہذیب اخلاق پاکیزگی صفائی کا حکم چوتھی وحی میں عزیزوں کو تبلیغ خیال رہے کہ یہ ترتیب بہت ہی شاندار ہے پہلے اپنی اصلاح پھر اپنے قریبی عزیزوں کی اصلاح پھر دوسروں کی درستی یہی ترتیب جہاد میں تھی کہ پہلے قریبی کافروں پر پھر دور والوں پر رب فرماتا ہے: قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ (۹،۱۲۳) جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب تر ہیں۔ (کنزالایمان) اب بھی یہ ترتیب چاہئے کہ پہلے اپنے نفس کی اصلاح پھر قریبی عزیزوں کی پھر دوسروں کی۔۲؎ صوفیاء فرماتے ہیں کہ پہلی تبلیغ صفا پہاڑ پر چڑھ کر فرمائی نہ کہ بیت اللہ شریف میں اس میں اشارۃً اپنا مقام بتایا کہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ کر انسان دور دور کی چیز دیکھ لیتا ہے اور پہاڑ کے دونوں طرف کی خبر رکھتا ہے۔حضور انور انسانیت کے اعلیٰ درجہ پر ہیں اور اس مقام پر ہیں جہاں کونین نظر آتے ہیں فرش پر بھی نظر رکھتے ہیں عرش پر بھی مخلوق کی بھی خبر رکھتے ہیں خالق کی ذات وصفات سے بھی خبردار ہیں۔شعر:-

ادھر اللہ سے واصل ادھر دنیا میں ہیں شاغل خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا

حضور کی زبان مخلوق کی طرف ہے کان خالق کی طرف حضور کا ایک ہاتھ لینے والا رب کی طرف ہے دوسرا ہاتھ دینے والا ہم بھکاریوں کی طرف جب رب اپنے بندوں سے کچھ کہتا ہے تو حضور کی معرفت تو ہم جب رب تعالٰی سے کچھ کہیں تو حضور کی معرفت حضور برزخ کبریٰ ہیں خالق ومخلوق کے درمیان اللھم صل وسلم و بارك علیه۔۳؎ یہ آواز سارے مکہ میں پہنچ گئی ہر کان نے سن لی یہ بھی حضور کا معجزہ ہے ورنہ پہاڑ کی آواز نیچے نہیں پہنچتی حضرت ابراہیم کی پکار تمام ارواح کو سنا دی گئی۔۴؎ یہاں حدیث مختصر لائی گئی اس تبلیغ کی ابتداء یوں فرمائی کہ ارشاد فرمایا کیف انا فیکم اے اہل مکہ تم میں میں نے اپنی عمر گزاری تم نے میرے شب وروز دیکھے بتاؤ میں تم میں کیسا ہوں۔سب نے یک زبان سے کہا کہ صادق الوعد ہیں امین ہیں تب فرمایا کہ اگر میں تم کو یہ خبر دوں۔جس سے پتہ لگا کہ ایمان کا پہلا رکن حضور انور کو جاننا پہچاننا ماننا ہے باقی ارکان بعد کے ہیں۔اسی لیے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے ہیں قرآن مجید نماز وغیرہ سب بعد کی چیزیں ہیں۔۵؎ یعنی اگر تمہاری آنکھیں کہتی ہیں کہ اس میدان میں ایک چیونٹی بھی نہیں مگر میری زبان کہے کہ یہاں لشکر جرار ہے جو عنقریب تم پر حملہ آور ہوگا تو بتاؤ اپنی آنکھوں کو مانو گے یا میری زبان کی اس میں حضور انور نے اپنے علوم غیبیہ کا ان کفار سے اقرار کرایا نبی کہتے ہی اسے ہیں جو غیبی خبریں دے جیسے رب تعالٰی نے آدم علیہ السلام کے علوم فرشتوں کو دکھائے پھر انہیں سجدے کا حکم دیا علم غیب نبی ماننا سب

سے مقدم ہے ۶؎ یعنی ہم نے آپ کا بچپن جوانی، پختہ سال دیکھی ہے۔آپ کی زبان پر کبھی جھوٹ آتے نہیں دیکھا ہماری آنکھ جھوٹی ہوسکتی ہے مگر آپ کی زبان جھوٹی نہیں ہوسکتی یہ ہے دشمنوں کی گواہی خیال رہے کہ اللہ تعالٰی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اپنے محبوب کو مکہ معظمہ سے باہر نہیں رکھا تاکہ کفار مکہ فرعون کی طرح یہ نہ کہہ سکیں کہ آپ باہر سے علم پڑھ کر جادو سیکھ آئے ہیں بلکہ مکہ معظمہ میں ہی رکھا تاکہ حضور کی زندگی ان سب کے سامنے رہے اور کوئی یہ الزام نہ دے سکے کفار مکہ نے حضور کو صادق الوعد اور امین کا لقب دیا تھا۔ ۷؎ یہاں سخت عذاب سے مراد آخرت کا عذاب ہے کہ حضور کی تشریف آوری سے دنیا میں عام غیبی عذاب آنا تاقیامت بند گئے ۸؎ ابولہب پہلے حضور انور کا بہت مداح تھا یہ فرمانِ عالی سنتے ہی دشمن ہوگیا۔اس نے ایک بھاری پتھر دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر حضور انور کی طرف پھینکا (اشعۃ اللمعات) یہ حدیث باب تغیر الناس کے بعد والے باب میں گزر گئی ۹؎ دونوں ہاتھ سے مراد یا تو ابولہب کی ذات ہے کہ اہل عرب گردن یا دونوں ہاتھ کہہ کر ذات مراد لیتے ہیں یا اس کے وہی دونوں ہاتھ مراد ہیں جن سے اس نے وہ پتھر اٹھایا تھا۔خیال رہے کہ اگلی تین سورتوں میں قل ہے۔یعنی سورہ اخلاص اور فلق اور ناس میں مگر اس سورت میں قل نہیں تاکہ معلوم ہو کہ اپنے محبوب کا بدلہ رب خود لیتا ہے حتی کہ جو لفظ ابولہب نے حضور انور کے لیے بولے تھے۔وہی الفاظ ربّ نے ابولہب کے لیے فرمائے۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِيْ مَجَالِسِهِمْ اِذْ قَالَ قَائِلٌ اَيُّكُمْ يَقُوْمُ اِلٰى جُزُوْرِ اٰلِ فُلَانٍ فَيَعْمَلُ اِلٰى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا ثُمَّ يُمْهِلُهُ حَتّٰى اِذَا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ اَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنَ الضِّحْكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلٰى فَاطِمَةَ فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰى اَلْقَتْهُ عَنْهُ وَاَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰى اَلْقَتْهُ عَنْهُ وَاَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلٰثًا وَّكَانَ اِذَا دَعَا دَعَا ثَلٰثًا وَاِذَا سَاَلَ سَاَلَ ثَلٰثًا اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَّعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ

(۵۵۹۱) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھتے تھے ۱؎ اور قریش کی ایک جماعت اپنی مجلسوں میں تھی کہ ایک بولا ۲؎ تم میں کون شخص فلاں قبیلہ کے ذبیحہ اونٹ کی طرف جائے گا اور اس کی لید اور اس کے خون اس کی اوجری لائے حضور کو مہلت دے حتی کہ جب آپ سجدہ کریں تو اسے آپ کے کندھوں کے بیچ رکھ دے ۳؎ تو ان میں سے بڑا بدبخت گیا پھر جب حضور نے سجدہ کیا تو وہ آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دیا ۴؎ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ٹھہرے رہے ۵؎ کفار ہنسے حتی کہ بعض بعض پر گرنے لگے ہنسی کی وجہ سے ۶؎ پھر کوئی جانے والا جناب فاطمہ کے پاس گیا ۷؎ وہ دوڑتی آئیں ۸؎ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں رہے حتی کہ انہوں نے آپ سے یہ گندگی ہٹادی اور آپ ان پر متوجہ ہوئیں انہیں برا کہتی تھیں ۹؎ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری فرمائی تو عرض کیا الٰہی ان قریشیوں کو پکڑ لے تین بار فرمایا ۱۰؎ اور آپ جب دعا مانگتے تو تین بار مانگتے تھے اور جب سوال کرتے تو تین بار کرتے تھے ۱۱؎ الٰہی پکڑ لے ابوجہل کو ۱۲؎ عقبہ ابن ربیعہ کو شیبہ ابن ربیعہ کو ۱۳؎ اور ولید ابن عتبہ کو اور امیہ ابن خلف کو اور عقبہ ابن ابی معیط کو اور عمارہ

بْنِ خَلْفٍ وَّعُقْبَةَ بْنِ اَبِیْ مُعِیْطٍ وَّ عُمَارَةَ بْنِ الْوَلِیْدِ قَالَ عَبْدُاللهِ فَوَاللهِ لَقَدْ رَأَیْتُهُمْ صَرْعٰی یَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَی الْقَلِیْبِ قَلِیْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاُتْبِعَ اَصْحَابُ الْقَلِیْبِ لَعْنَةً .(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ابن ولید کو۱۴ جناب عبداللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے انہیں بدر کے دن پچھڑا ہوا دیکھا۱۵ پھر وہ بدر کے جھیرے کی طرف کھینچ کر پھنکے گئے ۱۶ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان جھیرے والوں پر لعنت ڈالی گئی ۱۷

(مسلم بخاری)

(۵۵۹۱)۱غالب یہ ہے کہ یہ نماز وہ نماز تھی جو حضور انور اپنے الہام سے پڑھا کرتے تھے۔ یہ نماز پنج گانہ میں سے نہ تھی کیونکہ یہ واقعہ تب کا ہے جب جناب فاطمہ بہت چھوٹی بچی تھی اور ابھی حضور انور کو معراج نہیں ہوئی تھی نماز پنج گانہ معراج میں عطا ہوئی ہے۔۲یہ بولنے والا ابوجہل تھا جیسا کہ روایات میں ہے بعض نے کہا کہ کوئی اور تھا (مرقات) ۳یعنی وہ تو یہ حرکت کرے اور ہم لوگ تماشا کے طور پر ہنسی مذاق کریں معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام سے ہنسی کرنا کفار کا پرانا دستور ہے ان حضرات کے کسی عمل شریف کا مذاق اڑانا کفر ہے ان کی ہر ادا کا ادب و احترام ایمان کا رکن ہے۔۴یہ حرکت کرنے والا عقبہ ابن ابی معیط تھا۔ بعض نے کہا کہ ابوجہل خود تھا۵ چونکہ اس وقت تک نماز کے احکام طہارۃ وغیرہ نہیں آئے تھے۔ اس لیے حضور نے نجاست پڑ جانے کے باوجود سجدہ جاری رکھا یہ نماز وہ نہ تھی جو اسلام میں بعد معراج جاری ہوئی یا ممکن ہے کہ سر مبارک اس لیے نہ اٹھایا کہ فرش کعبہ پر یہ نجاستیں نہ گریں، جب جناب فاطمہ نے یہ چیزیں پھینک دیں تو کپڑے پاک کر کے نماز دوبارہ پڑھی ہو، لہذا اب اگر دوران نماز نمازی پر نجاست گر جائے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ بعض آئمہ کے ہاں اگر دوران نماز نمازی پر نجاست گر جائے تو نماز ہو جاتی ہے۔ اوّل سے کپڑے بدن پاک ہونا چاہئیں درمیان میں پاک رہنا ضروری نہیں ان کے قول پر حدیث بالکل ظاہر ہے۔۶یہ ہنسی صرف کفر ہی نہ تھی بلکہ عذاب الٰہی کا پیش خیمہ تھی، ان لوگوں کو ایمان کی توفیق نہ ملی حتی کہ جنگ بدر میں سارے کفر پر مارے گئے۔ ۷اس وقت حضرت ابوبکر صدیق یا علی مرتضی یا اور کوئی صحابی موجود نہ تھے کفار میں سے کوئی نرم دل کافر جو بدنصیبوں کا مقابلہ کر کے حضور انور کی یہ تکلیف دور نہ کرسکتا تھا وہ دوڑا ہوا جناب فاطمہ کے پاس پہنچا کہ ایسے موقع پر چھوٹے بچے بے تکلف وہ کام کر لیتے ہیں جو بڑوں سے نہیں ہوسکتے اور اگر مسلمان نے خبر دی ہے تو وہ بھی یہی وجہ تھی کہ اس مسلمان کے یہ پلیدی ہٹانے پر جنگ کا خطرہ تھا وہ اکیلا ان سب سے لڑ نہ سکتا تھا اس لیے اس نے یہ ترکیب نکالی اشعۃ اللمعات نے کہا کہ یہ خبر دینے والے حضرت عبداللہ ابن مسعود تھے۔ ۸اس وقت حضرت فاطمہ بہت چھوٹی بچی تھیں اسی لیے آپ دوڑتی ہوئی آئیں بچے جب بھی چلتے ہیں تو دوڑتے ہوئے چلتے ہیں۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا کی ولادت پاک کے وقت حضور انور کی عمر شریف اکتالیس سال تھی۔۹خیال رہے کہ عربی میں شتم کہتے ہیں گالی کو سب کہتے ہیں برا کہنے ملامت کرنے کو حضرت فاطمہ کی زبان شریف پر گالی کبھی نہیں آئی ہاں آپ نے اس وقت کفار کو ملامت کی سب کے یہی معنی ہیں۔۱۰قریش سے مراد قوم قریش نہیں قریش تو خود حضور انور جناب صدیق و فاروق عثمان و علی بھی ہیں۔ مراد یہ قریشی لوگ ہیں جنہوں نے مذکورہ بے ادبی گستاخی کی اگلی عبارت اسی کی تفصیل ہے۔ نماز پوری فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے فوراً نماز نہیں توڑ دی بلکہ بقیہ رکعات پوری فرمالیں۔ اس کی تحقیق ابھی کی گئی کہ اس وقت نماز میں طہارت کے بلکہ خود نماز کے احکام نہیں آئے تھے۔۱۱سنت یہی ہے کہ دعا مانگے تو تین بار رب سے کچھ سوال کرے تو تین بار سوال سے مراد بھی ہو جاتا ہے۔۱۲ابوجہل کا نام عمرو ابن ہشام ابن مغیرہ مخزومی ہے اس کی کنیت ابوالحکم تھی کہ لوگوں میں

یہ فیصلے کرتا تھا حضور انور نے اس کی کنیت ابوجہل رکھی اس میں وہ ایسا مشہور ہوگیا کہ اس کا نام اس کی پہلی کنیت چھپ کر رہ گئی غزوۂ بدر میں عفراء کے دو بچوں معوذ و معاذ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے اس کا ناپاک سر جسم سے جدا کیا۔ ۱۳؎ حضور انور نے اپنے ذاتی دشمن کو کبھی بددعا نہیں دی۔ یہ دشمن دینی تھے۔ جو حضور انور کی نماز میں خلل ڈالتے اور حضور کو دینی تکالیف بھی پہنچاتے رہتے۔ اپنے دشمنوں کو معافی دینا۔ قوم، ملک، قانون کے دشمنوں پر سختی کرنا، یہی اخلاق محمدی ہیں۔ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (۴۸:۲۹) کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل (کنزالایمان) ۱۴؎ خیال رہے کہ شیبہ ابن ربیعہ ابن خمس، ابن عبد مناف کو بدر کے دن حضرت علی نے جہنم رسید کیا اور عتبہ ابن ربیعہ کو جو شیبہ کا بھائی تھا۔ حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب نے بدر کے دن قتل کیا اور امیہ ابن خلف جو حضرت بلال کا پہلا مولی تھا یہ بھی بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں بہت بری طرح مارا گیا۔ جس کا ذکر بہت طویل ہے اللہ تعالٰی نے اسے اسی طرح قتل کرایا نیزے برچھے چبھوا کر جیسے وہ حضرت بلال کے جسم شریف میں گرم لوہے کی سلاخیں چبھویا کرتا تھا۔ اس کے بھائی ابی ابن خلف کو بدر کے دن حضور نے خود قتل کیا۔ اپنے ہاتھ شریف سے۔ صرف یہی کافر حضور کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ ۱۵؎ یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور انور کی یہ دعا قبول ہوئی اور یہ لوگ کفر پر مرے یا مارے گئے۔ خیال رہے کہ ان میں سے عمارہ ابن ولید جنگ بدر میں قتل نہیں ہوا بلکہ حبشہ میں مرا اور عقبہ ابن ابی معیط جنگ بدر سے واپس آ کر مارا گیا۔ (اشعہ) لہٰذا ان سب کو بدر کا مقتول کہنا تغلیبا ہے۔ ۱۶؎ بدر ایک شخص کا نام تھا جو اس جگہ کا مالک تھا اس کے نام پر اس علاقہ کو اور اس کنویں کو بدر کہنے لگے۔ قلیب، کنویں کے پاس وہ گہرا غار جو کچا ہو اور اس پر من وغیرہ نہ ہو اس میں ان تمام کی لاشیں ڈالی گئیں مگر امیہ ابن خلف کی لاش ڈالی نہیں جاسکی۔ کیونکہ اسے کھینچتے ہی اس کے اعضاء الگ الگ ہوگئے۔ ۱۷؎ یعنی دنیا میں تو ان کی ایسی ذلت و رسوائی ہوئی اور آخرت کی رسوائی اور عذاب ان کے لیے تیار تھا کہ قلیب میں پڑتے ہی اس میں گرفتار کرلیے گئے۔ لعنت سے مراد فرشتوں کی پھٹکار اور ان کی سخت مار ہے۔ جس میں وہ گرفتار ہوئے (مرقات) معلوم ہوا کہ حضور کو ستانے والا بدترین بدبخت ہے۔ جیسے حضور کی دعائیں لینے والا بہت ہی خوش نصیب ہے۔

وَعَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللہِ ھَلْ اَتٰی عَلَیْكَ یَوْمٌ کَانَ اَشَدَّ مِنْ یَّوْمِ اُحُدٍ فَقَالَ لَقَدْ لَقِیْتُ مِنْ قَوْمِكَ وَکَانَ اَشَدَّ مَالَقِیْتُ مِنْھُمْ یَوْمَ الْعَقَبَۃِ اِذَا عَرَضْتُ نَفْسِیْ عَلَی ابْنِ عَبْدِیَا لِیْلِ بْنِ کُلَالٍ فَلَمْ یُجِبْنِیْ اِلٰی مَااَرَدْتُّ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَھْمُوْمٌ عَلٰی وَجْھِیْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّابِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَۃٍ قَدْ اَظَلَّتْنِیْ ۔ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِیْھَا جِبْرَئِیْلُ فَنَادَانِیْ فَقَالَ اِنَّ اللہَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَارَدُّوْا عَلَیْكَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَیْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَہٗ بِمَا شِئْتَ فِیْھِمْ قَالَ فَنَادَانِیْ مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَیَّ ثُمَّ قَالَ یَامُحَمَّدُ اِنَّ اللہَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ

(۵۵۹۲) روایت ہے حضرت عائشہ سے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ پر کوئی دن ایسا بھی گزرا جو اُحد کے دن سے زیادہ سخت ہوا ۱؎ تو فرمایا میں نے تمہاری قوم سے بڑی مصیبتیں جھیلیں ۲؎ اُحد سے سخت دن جب میں نے ان کی مصیبت جھیلی عقبہ کا دن تھا ۳؎ جبکہ میں نے اپنے کو ابن عبد یا لیل ابن کلال کے سامنے کیا ۴؎ جو میں نے چاہا تھا اس نے وہ جواب نہ دیا ۵؎ تو میں اپنے رخ پر چلا حالانکہ میں حیران تھا مجھے اس حیرانی سے افاقہ نہ ہوا مگر مقام قرن ثعالب میں ۶؎ تو میں نے اپنا سر اٹھایا ۷؎ تو میں ایک بادل کے سامنے تھا جس نے مجھ پر سایہ کیا تھا میں نے دیکھا تو اس میں جبرائیل تھے ۸؎ انہوں نے مجھے پکارا عرض کیا کہ اللہ نے آپ کی قوم کا کلام اور جو انہوں نے آپ کو جواب دیا سن لیا آپ کی خدمت میں پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا

قَوْمِكَ وَاَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِيْ رَبُّكَ اِلَيْكَ لِتَاْمُرَنِيْ بِاَمْرِكَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَرْجُوْا اَنْ يُّخْرِجَ اللهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللهَ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہے۹ تاکہ آپ ان کفار کے متعلق جو چاہیں حکم دیں۱۰ فرمایا کہ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے پکارا مجھے سلام کیا پھر کہا اے محمد۱۱ اللہ نے آپ کی قوم کا کلام سن لیا میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں مجھے آپ کے رب نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ مجھے اپنے فیصلے کا حکم دیں۱۲ اگر آپ چاہیں تو میں ان لوگوں پر دو اخشب پہاڑ ملا دوں۱۳ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پیٹھوں میں سے ایسے لوگ پیدا کرے جو ایک اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں۱۴ (مسلم بخاری)

(۵۵۹۲) غزوۂ اُحد میں حضور کے عزیز شہید ہوئے حضور کا دانت شریف شکستہ ہوا سر مبارک زخمی ہوا۔ مسلمانوں کو سخت تکالیف پہنچی۔ میرے خیال میں ایسا سخت دن آپ پر کوئی نہیں گزرا ہوگا فرمایئے تو اس سے سخت دن بھی کوئی آپ پر گزرا ہے۔۲ یہاں قومک فرمانا اظہار افسوس کے لیے ہے حضرت عائشہ صدیقہ کی قوم وہی تو ہے۔ جو حضور انور کی قوم ہے یعنی قریش مقصد یہ ہے کہ ہم نے قریش سے بہت تکلیفیں دیکھی ہیں جو غزوۂ اُحد سے زیادہ سخت تھیں کہ ان میں میرے قلب کو زخمی کیا گیا۔۳ عقبہ منٰی شریف کے ایک حصہ کا نام ہے۔ جمرہ عقبہ اس ستون کا نام ہے جو اسی جگہ واقع ہے حضور انور حج کے زمانہ میں منٰی شریف میں باہر سے آنے والوں کو تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ یہاں اس تبلیغ کا ذکر ہے۔ یوم عقبہ سے مراد ہے عقبہ کے میدان میں تبلیغ کا دن عقبہ پہاڑ کے راستہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ جگہ دو پہاڑوں کے بیچ میں ہے اسی لیے اس کو عقبہ کہا جاتا ہے۔ (مرقات) یا عقب بمعنی پیچھے ہے یہاں کا جمرہ پہلے دو جمروں کے پیچھے واقع ہے لہٰذا یہ ستون جمرہ عقبہ کہلاتا ہے اور جگہ عقبہ۔۴ اس شخص کا نام مسعود ابن عبد یالیل ابن کلال ابن عمرو تھا یہ قبیلہ بنی ثقیف سے تھا طائف کا رہنے والا وہاں کا بڑا سردار تھا یہ سولہ سولہ ساتھیوں کے ساتھ طائف سے حج کرنے آیا تھا۔ اسے حضور انور نے عقبہ میں دعوت اسلام دی یہ سخت بدتمیزی سے پیش آیا اور اسلام لانے سے انکار کر گیا۔ حضور انور کو اس سے بہت صدمہ ہوا۔ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ یہ ۱۰ ہجری میں مسلمان ہوا۔ انہوں نے اسے صحابہ میں شمار کیا ہے مگر علامہ واقدی نے کہا کہ یہ مسلمان نہیں ہوا واللہ اعلم (مرقات)۵ یعنی اس نے اسلام قبول نہیں کیا میری کوئی بات نہ مانی بلکہ اپنے ساتھیوں اور لڑکوں کو حضور انور کے پیچھے لگا دیا۔ جنہوں نے حضور انور پر پتھر برسائے اور آپ کو زخمی کر دیا حتی کہ آپ کے قدم شریف نعلین شریف سے خون کی وجہ سے چپک گئے (اشعہ)۶ یعنی اس واقعہ سے مجھے اتنا صدمہ ہوا کہ میں گویا بیہوش ہو گیا اس حالت میں سامنے کی طرف چل دیا حتی کہ مجھے یہ خبر نہیں کہ میں کہاں جا رہا ہوں، چلتے چلتے مقام قرن الثعالب پر پہنچ گیا۔ قرن الثعالب کو قرن المنازل بھی کہتے ہیں یہ جگہ نجد والوں کا میقات ہے وہاں پہنچ کر مجھے اس حالت سے افاقہ ہوا۔۷ آسمان کی طرف سر اٹھا کر اپنے رب کی رحمت کا انتظار کیا کیونکہ آسمان قبلہ دعا ہے۔۸ آج حضرت جبرائیل حضور کی خدمت میں نئی شان سے حاضر ہوئے کہ بادل سایہ دار اور پہاڑوں کا حاکم فرشتہ ساتھ ہے۔۹ اس فرشتہ کا نام اسمٰعیل ہے یہ پہاڑوں کے انتظامات پر مقرر ہے۔ دنیا کے پہاڑوں پر اس کا راج ہے سارے پہاڑ اس کے زیر فرمان ہیں۱۰ یعنی پہاڑ تو اس فرشتہ کے زیر فرمان ہیں اور یہ فرشتہ آقا حضور آپ کے زیر فرمان جو آپ حکم دیں گے وہ یہ فرشتہ کرے گا اور جو یہ حکم دے گا اس پر پہاڑ عمل کریں گے گویا سارے پہاڑ آپ کے خادم ہیں۔ آپ کے قبضہ میں ہیں یہ ہے

حضور کی سلطنت آج بعض اولیاء جیسے حضور غوث پاک جہان کے راجہ ہیں اور حضور انور کے زیر فرمان ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ۔ خیال رہے کہ حضور کے زیر فرمان درخت، پتھر، پہاڑ جانور سب ہیں کہ حضور کے فرمان سے پتھروں نے کلمہ پڑھا چاند پھٹا۔ بادل برسے، یہاں حضور کی زیادہ شان دکھائی ہے کہ پہاڑوں کا حاکم فرشتہ بھی آپ کے زیر فرمان ہے۔ جیسے حضرت سلیمان بلقیس کا تخت خود نہ لائے بلکہ اپنے خادم آصف ابن برخیا سے منگایا جو پلک جھپکنے سے پہلے یمن سے شام میں لے آئے تا کہ پتہ لگے کہ ان کے آستانہ کے خدام یہ طاقت رکھتے ہیں۔ ۱۱؎ حضور انور کو یا محمد کہہ کر پکارنا اس آیت کے نزول سے پہلے تھا لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (۲۴،۶۳) رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (کنزالایمان) اس آیت سے آپ کو صرف نام لے کر پکارنا حرام ہوا یا حضور انور نے اس فرشتہ کے الفاظ کی نقل بامعنی فرمائی اس نے تو رسول اللہ کہہ کر پکارا ہوگا۔ حضور انور نے ان لفظوں سے نقل کی جیسے ایک بڑا عالم کہتا ہے کہ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تو بھی کچھ بول حالانکہ لوگ تو ادب سے عرض کرتے ہیں۔ یا لفظ محمد اپنے لغوی معنی میں ہے یعنی تمام مخلوق بلکہ خالق کے سراہے ہوئے سب کے ممدوح سب کی تعریف کئے ہوئے۔ اگر ان بے وقوفوں نے آپ کو نہیں پہچانا تو آپ غم نہ کریں آپ کو تو ساری خلقت جانتی پہچانتی آپ کی حمد وثناء کرتی ہے بہر حال فرشتے کے اس لفظ کو دیکھ کر ہم حضور کو اس طرح نہیں پکار سکتے۔ حضور کو تو رب یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ کے پیارے القاب سے پکارتا ہے۔ ۱۲؎ سبحان اللہ رب تعالٰی حضور کا کتنا احترام فرماتا ہے کہ خود عذاب نہیں بھیجتا جیسے دوسرے نبیوں کی امتوں پر عذاب بھیجا بلکہ حضور انور کی اجازت پر متعلق رکھا۔ ۱۳؎ اخشبین تثنیہ ہے اخشب کی بمعنی مضبوط اور بڑا اونچا پہاڑ۔ بعض شارحین نے کہا کہ یہ دونوں پہاڑ طائف میں ہیں جن کے بیچ میں طائف واقع ہے۔ بعض نے کہا کہ مکہ معظمہ و طائف کے درمیان ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ مکہ معظمہ میں ہیں ہوسکتا ہے کہ مکہ معظمہ سے شروع ہوئے اور طائف تک پہنچے ہوں جیسے ہمالیہ پہاڑ کا سلسلہ بہت دور تک چلا گیا ہے۔ (از مرقات) مطلب یہ ہے کہ مجھے حکم دیں تو میں ان دونوں پہاڑوں کو ملا دوں جس سے سارا طائف اس طرح پس جائے جیسے چکی کے پاٹوں میں دانے پس جاتے ہیں۔ ۱۴؎ یہ فرمان عالی ایک سوال کے جواب میں ہے حضور انور نے اس سے منع فرمایا فرشتہ نے بہ ادب اجازت دینے کا اصرار کیا تب حضور انور نے یہ وجہ بیان فرمائی کہ اگر چہ یہ لوگ اسی سزا کے مستحق ہیں مگر وہ وہی ہیں ہم ہم ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں۔

الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر ۔۔۔ اللہ العالمین کہ رحم طائف کے مکینوں پر

دیتے ہیں دعا سرکار انہیں جو مارنے پتھر آتے ہیں ۔۔۔ اعدا پہ یہ رحمت صل علی طائف کی فضائیں شاہد ہیں

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب ابن عبد یا لیل اسلام لانے حاضر ہوا صحابہ نے خبر دی کہ وہ آتا ہے فرمایا آنے دو وہ آپ کے سامنے بیٹھ کر بہت زار زار رویا اور کبھی آپ کے سامنے سر اونچا نہ کیا آنکھ نہ اٹھائی واللہ ورسولہ اعلم اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور ان کفار کی اولاد کے حالات سے بھی خبر دار ہیں کہ وہ ایمان لائیں گے چنانچہ وہاں سب ہی مومن ہوئے اور اب تک ایک بھی کافر نہیں نوح علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تھا۔ وَلَا یَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (۷۱،۲۷) اور ان کے اولاد ہوگی تو وہ بھی نہ ہوگی مگر بدکار بڑی ناشکر۔ (کنزالایمان) خدایا اب یہ قوم کافر و فاجر ہی جنے گی۔ معلوم ہوا کہ پشتہا پشت کے حالات سے خبر دار ہیں۔ شعر:-

ہم چنیں دانند چنیں حالہا ! ۔۔۔ ملکہ قبل ازدادن تو سالہا

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (۵۵۹۳) روایت ہے حضرت انس سے کہ اُحد کے دن

كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ وَّشُجَّ فِيْ رَأْسِهٖ فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا رَأْسَ نَبِيِّهِمْ وَكَسَرُوْا رَبَاعِيَتَهٗ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکڑی شہید کردی گئی ا اور آپ کے سر میں زخم لگا دیا گیا ۲ تو آپ اپنے سے خون پوچھنے لگے ۳ اور فرمانے لگے کہ وہ قوم کیسے کامیاب ہو جس نے اپنے نبی کا سر زخمی کردیا اور اس کی چوکڑی شہید کردی ۴ (مسلم)

(۵۵۹۳) ا سامنے کے چار دانت دو اوپر کے اور دو نیچے کے رباعیہ کہلاتے ہیں۔ بروزن ثمانیہ اردو میں انہیں چوکڑی کہتے ہیں۔ حضور انور کی داہنی کی نیچے کی چوکڑی کا ایک دانت شریف کا ایک کنگرہ ٹوٹا تھا۔ یہ دانت شہید نہ ہوا تھا۔ اور ہونٹ شریف بھی زخمی ہوگیا تھا۔ یہ زخم عتبہ ابن ابی وقاص کے پتھر سے لگا تھا۔ اس کے بعد عتبہ کا جو بیٹا پیدا ہوتا بالغ ہوتے ہی اس کا یہی دانت گر جاتا تھا۔ عتبہ کے اسلام میں اختلاف ہے یہ عتبہ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بھائی ہے (اشعۃ اللمعات) ۲ غزوۂ اُحد میں حضور انور پر کفار کی تلواریں ستر پڑیں اللہ نے حضور کو بچالیا۔ ان کے وار خالی گئے۔ ایک کافر کا پتھر سر مبارک میں لگا جس سے خود ٹوٹ کر سر شریف میں گڑ گیا اور خون جاری ہوگیا۔ ایک مسلمان نے اس پتھر مارنے والے کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے آگے گڑھا تھا جس میں حضور انور کا گھوڑا گر گیا اور آپ اس غار میں گر گئے۔ حضرت طلحہ فوراً وہاں کود گئے اور حضور انور کو اپنی گود میں اٹھالیا۔ حضور نے فرمایا طلحہ نے اپنے لیے جنت واجب کرلی۔ حضرت ابوعبیدہ ابن جراح نے اپنے دانتوں سے خود کی کڑیاں سر شریف میں سے نکالیں اور مالک ابن سنان نے حضور کے زخم پر منہ رکھ کر خون چوس لیا حضور انور نے فرمایا میرا خون تیرے خون سے مخلوط ہوگیا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے (اشعۃ اللمعات) ۳ حضور انور اپنے زخم سے خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے۔ حضرت علی اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے۔ جناب فاطمہ زہرا نے چٹائی جلا کر راکھ زخم شریف میں بھری جس سے خون بند ہوا۔ ۴ چنانچہ حضور انور نے وہ خون زمین پر نہ گرنے دیا فرمایا کہ اگر میرے اس خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر جائے تو عذاب الٰہی آجائے (اشعہ) خیال رہے کہ حضور انور کی فصد کے خون کا یہ حکم نہیں کہ وہ خون اور نوعیت کا ہے، یہ زخم کا خون ظالم کے ظلم کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا اس خون کا اثر اور ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ فَعَلُوْا بِنَبِيِّهٖ يُشِيْرُ اِلٰى رَبَاعِيَتِهٖ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى رَجُلٍ يَّقْتُلُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۹۴) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس قوم پر اللہ کا غضب سخت ہوتا ہے جو اپنے نبی کے ساتھ یہ کرے اور حضور اپنی چوکڑی کی طرف اشارہ کرتے تھے ا اللہ کا غضب سخت ہے اس شخص پر جسے رسول اللہ اللہ کی راہ میں قتل کریں ۲ (مسلم بخاری)

وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِيْ ۔

یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

(۵۵۹۴) ا یعنی قریش کا میرے ساتھ یہ عمل سخت عذاب کا سبب ہے کیونکہ نبی کو قتل کرنا نبی کو زخمی کرنا عذاب الٰہی کا باعث ہے یہ ہے قدرت کا قانون مگر چونکہ آپ رحمت اللعالمین ہیں اس لیے قریش پر عذاب نہیں آیا یہ ہے رب کی رحمت یہ مطلب یاد رہے اس بناء پر حدیث پر اعتراض نہیں کہ قریش پر عذاب آیا کیوں نہیں۔ ۲ یعنی جو کافر جہاد میں نبی کے ہاتھ سے قتل ہو وہ دوزخ کے سخت تر طبقے میں جائے گا۔ جسے نبی قصاص زنا کی سزا وغیرہ میں قتل کریں اس کا یہ حکم نہیں خیال رہے کہ دوسرے مسلمان غازی اگر کسی کافر کو قتل کریں تو وہاں

غلطی کا احتمال ہے کہ شاید اسے کافر سمجھنے میں غلطی ہوگئی۔ نبی جس کو قتل کریں وہاں یہ احتمال نہیں نیز وہ مقتول کافر نبی کو قتل کرنے ہی کے ارادہ سے آیا تھا۔ جیسے نبی کو قتل کرنا بدترین کفر ہے۔ ایسے ہی نبی کے قتل کا ارادہ کرنا بدتر کفر ہے۔ اس وجہ سے وہ مقتول سخت سزا کا مستحق ہے۔ حضور انور نے صرف ایک کافر کو جہاد میں قتل کیا ہے ابی ابن خلف کو۔ مسئلہ برادران یوسف نے یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ انہیں کنعان سے نکال دینے کا ارادہ کیا تھا۔ نیز اس وقت یوسف علیہ السلام نبی نہ تھے۔ نیز بعد میں ان سب نے یوسف علیہ السلام سے معافی حاصل کرلی۔ لہٰذا وہ اس قانون کی زد میں نہیں آتے۔ سوا نبی کے اور کسی کو دنیاوی وجہ سے قتل کرنا کفر نہیں یہ نبی کی شان ہے کہ انہیں کسی وجہ سے قتل کرنا یا قتل کا ارادہ کرنا بدترین کفر ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

وَعَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَوَّلِ مَانَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُلْتُ يَقُوْلُوْنَ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ سَاَلْتُ جَابِرًا عَنْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهٗ مِثْلَ الَّذِيْ قُلْتَ لِيْ فَقَالَ لِيْ جَابِرٌ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا بِمَاحَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ هَبَطْتُ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ فَلَمْ اَرَشَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِيْ فَلَمْ اَرَشَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ خَلْفِيْ فَلَمْ اَرَشَيْئًا فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَرَاَيْتُ شَيْئًا فَاَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِيْ فَدَثَّرُوْنِيْ وَصَبُّوْا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا فَنَزَلَتْ يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۔ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تُفْرَضَ الصَّلٰوةُ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

تیسری فصل

(۵۵۹۵) روایت ہے حضرت یحییٰ ابن ابی کثیر سے فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن سے ۱؎ قرآن کی پہلی نازل ہونے والی آیت کے متعلق پوچھا تو فرمایا یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ ہے میں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ ہے ۲؎ تو ابوسلمہ بولے کہ میں نے حضرت جابر سے اس بارے میں پوچھا اور میں نے ان سے اسی طرح کہا جو تم نے مجھ سے کہا تو مجھ سے حضرت جابر نے کہا کہ میں تم کو نہیں خبر دیتا مگر اس کی جو ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی فرمایا تھا کہ میں نے حراء میں ایک ماہ اعتکاف کیا ۳؎ تو جب میں نے اپنا اعتکاف پورا کیا ۴؎ تو میں اتر آیا پھر مجھے پکارا گیا میں نے اپنے داہنے دیکھا تو کچھ نہ دیکھا اور میں نے اپنے بائیں غور کیا تو کچھ نہ دیکھا اور میں نے اپنے پیچھے دیکھا تو کچھ نہ پایا ۵؎ پھر میں نے اپنا سر اٹھایا تو ایک چیز دیکھی پھر میں جناب خدیجہ کے پاس آیا میں نے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو انہوں نے اوڑھا دیا اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالا ۶؎ تب یہ آیت اتری اے کپڑے اوڑھنے والے اٹھو ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو پلیدی دور کرو یہ واقعہ نماز فرض کیے جانے سے پہلے کا ہے ۷؎ (مسلم بخاری)

(۵۵۹۵) ۱؎ یہ دونوں حضرات تابعی ہیں۔ یحییٰ ابن کثیر بھی اور ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن بھی دونوں بڑے عالم فقیہ عابد زاہد متقی تھے۔ ۲؎ دونوں روایتیں درست ہیں نبوت کی پہلی آیت اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ ہے اور رسالت کی پہلی آیت یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ ہے آپ پڑھ چکے ہیں کہ یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ وحی بند ہونے کے بعد اتری ہے (مرقات) یعنی تبلیغ و انذار کی پہلی آیت یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ ہے۔ ۳؎ یہاں اعتکاف سے وہ

اعتکاف مراد ہے جو وحی بند ہو جانے کے زمانہ میں حضور انور نے غار حرا میں کیا تھا۔اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ آیت آ چکی تھی اس کے بعد بھی حضور انور غار حرا میں جاتے وہاں عبادت کرتے رہے اس سے معلوم ہوا کہ وحی ایک ماہ تک بندرہی ہے (مرقات) وحی بند رہنے کی مدت میں جو گفتگو ہے وہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔حضور انور کا پہلا اعتکاف تو چھ ماہ کا تھا۔جو نزول وحی سے پہلے ہوا۔۴؎ یعنی یہ دوسرا اعتکاف ایک ماہ والا مراد ہے۔لہذا حدیث پر کوئی اشکال نہیں وہ پہلا اعتکاف چھ ماہ والا مراد نہیں خیال رہے کہ ان اعتکافوں میں حضور انور ساتویں آٹھویں دن اپنے گھر جناب خدیجۃ الکبریٰ کے پاس روٹی لینے تشریف لاتے تھے۵؎ یعنی آواز تھی مگر آواز والا کوئی نہ تھا۶؎ کیونکہ اللہ کے ذکر اس کی تجلی میں گرمی ہوتی ہے یہ کبھی ٹھنڈے پانی سے کم ہو جاتی ہے بعض صوفیاء کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ٹھنڈے پانی میں نہر یا دریا میں کھڑے ہو کر ذکر اللہ کرتے ہیں۔یہ غلط نہیں ہے اس کی اصل یہ حدیث ہے۔۷؎ معلوم ہوا کہ طہارت وصفائی کا حکم پہلے آیا نماز کا حکم بعد میں یہ بھی خیال رہے کہ نماز پنج گانہ معراج میں آئی یعنی شب معراج میں اور نماز تہجد پہلے آئی معراج سے پہلے حضور پڑھا کرتے تھے۔بیت المقدس میں حضرات انبیاء کرام کو یہ نماز تہجد کی پڑھائی ہوگی واللہ اعلم یہاں صلوٰۃ مطلقاً نماز ہے۔کیونکہ سورہ مدثر کے عرصہ کے بعد سورہ مزمل آئی اور سورہ مزمل سے نماز تہجد جاری ہوئی۔

بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ — نبوت کی نشانیاں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ — پہلی فصل

علامت بنا ہے علم سے بمعنی نشانی یہاں نبوت کے نشانات مراد ہیں۔جن سے حضور کی نبوت کا پتہ چلے یعنی وہ عجائب قدرت جو آپ کی تائید میں آپ سے ظاہر ہوں خواہ نبوت کے اعلان سے پہلے جنہیں ارہاص کہتے ہیں۔خواہ نبوت کے ظہور کے بعد جنہیں معجزات کہتے ہیں۔بلکہ گزشتہ آسمانی کتب میں آپ کا ذکر بھی انہیں علامات میں داخل ہے۔اس لیے اس باب میں یہ تینوں چیزیں بیان ہوں گی اور معجزات کے باب میں صرف وہ عجائبات بیان ہوں گے جو حضور کے ہاتھ پر بعد دعویٰ نبوت کے ظاہر ہوئے اس لیے صاحب مشکوٰۃ معجزات کا علیحدہ باب باندھیں گے۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَهُ فَصَرَعَهُ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهُ فِيْ طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَاَمَهُ وَاَعَادَهُ فِيْ مَكَانِهٖ وَجَآءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ اِلٰى اُمِّهٖ يَعْنِيْ ظِئْرَهُ فَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ اَنَسٌ فَكُنْتُ اَرٰى اَثَرَ الْمِخْيَطِ فِيْ صَدْرِهٖ . (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۹۶) روایت ہے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جناب جبرائیل آئے جبکہ آپ بچوں کے ساتھ مشغول تھے۱؎ تو حضور کو پکڑا انہیں لٹایا ان کا دل چاک کیا تو اس سے پارہ گوشت نکالا پھر کہا کہ یہ آپ میں شیطان کا حصہ ہے۲؎ پھر اسے سونے کے طشت میں زمزم کے پانی سے دھویا۳؎ پھر اسے سی دیا اور اس کی جگہ واپس رکھ دیا۴؎ چند بچے حضور کی ماں یعنی حضور کی دائی کے پاس دوڑتے آئے۵؎ بولے کہ محمد کو قتل کر دیا گیا لوگ آپ کی طرف دوڑے آئے۶؎ آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا۷؎ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں دھاگے کا اثر آپ کے سینہ پاک میں دیکھا کرتا تھا۸؎ (مسلم)

(۵۵۹۶)ا یہاں لعب سے مراد لغو کھیل کود نہیں ہے کیونکہ حضور انور اپنی عمر شریف میں کبھی نہیں کھیلے بچپن شریف میں ہی کھیل سے نفرت تھی کسی بچے نے کھیل کے لیے بلایا تو فرمایا۔ ماخلقنا لھذا ہم کھیل کے لیے پیدا نہیں ہوئے بلکہ لعب سے مراد دنیاوی کام میں مشغولیت ہے یہ واقعہ جناب حلیمہ کے ہاں کا ہے۔ جب حضور انور حلیمہ کے بچوں کے ساتھ بکریاں چرانے قبیلہ بنی سعد کے جنگل میں تشریف لے گئے تھے اور خود اپنی خوشی سے بہ اصرار گئے تھے یہ واقعہ وہاں کا ہے۔شعر:-

فضل پیدائشی پر کروڑوں درود کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت)

۲ یعنی اگر یہ حصہ تمہارے دل میں رہتا تو شیطان اس پر اپنا اثر کیا کرتا ہم وہ چیز آپ کے دل میں رہنے دیں گے ہی نہیں جس پر شیطان اثر جماتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہ کر سکتے ہی نہ تھے کیونکہ گناہ یا تو نفس امارہ کراتا ہے یا شیطان حضور کا نفس امارہ نہیں بلکہ نفس مطمئنہ ہے۔ شیطان کی حضور انور کے دل تک گزر نہیں پھر گناہ کون کرائے۔ خیال رہے کہ اولاً دل میں یہ گوشت کا ٹکڑا پیدا کیا جانا پھر اس کا نکالا جانا ایسا ہے جیسے جسم اقدس پر بالوں ناخنوں کا ہونا پھر ان کا کٹوایا جانا یہ بات نبوت کی شان کے خلاف نہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ اس واقعہ کا نام شرح صدر بھی ہے شق صدر بھی یہ واقعہ عمر شریف میں کئی بار ہوا ہے یہ پہلا موقع ہے رب فرماتا ہے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (۹۴،۱) کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔ (کنزالایمان) اس آیت میں ان ہی واقعات کی طرف اشارہ ہے دوسری بار دس سال کی عمر شریف میں پھر غار حرا میں اعتکاف کے زمانہ میں پھر شب معراج میں ان تین بار میں زیادتی نور زیادتی شرح کے لیے ہوا۔ ۳ یہ طشت سونے کا جنت سے لائے تھے جنتی سونے کا استعمال خصوصاً فرشتوں کے لیے حرام نہیں ان شاء اللہ حضور کے صدقہ سے ہم لوگ جنت میں سونے کے زیورات سونے کے برتن استعمال کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آب زمزم سارے پانیوں سے حتی کہ جنت کے کوثر و سلسبیل سے بھی افضل ہے ورنہ فرشتے کوثر لاتے۔ اور کیوں نہ ہو کہ یہ پانی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاؤں سے پیدا ہوا اس لیے افضل وہ پانی ہے جس کے چشمے حضور کی انگلیوں سے چھوٹے اس پانی سے افضل حضور کے منہ شریف کا لعاب ہے کہ ان دونوں پانیوں کو حضور سیّد الانبیاء سے نسبت ہے۔ (مرقات) ۴ یعنی یہ عمل کرکے دل کو سینے میں اپنی جگہ رکھ کر سینہ سی دیا مگر اس سارے عمل سے حضور کو نہ تکلیف ہوئی نہ زخم پہنچا نہ خون نکلا یہ حضور کے تین ارہاصات ہوئے اسی لیے یہ حدیث اس باب میں لائے ۵ یعنی حضرت حلیمہ کے بچے بھی اور دوسرے بچے بھی جو قریب میں اپنی بکریاں چرا رہے تھے یہ واقعہ دیکھ کر گھبرا گئے اور دوڑے ہوئے بی بی حلیمہ کے پاس آئے اور اس کی خبر دی وہ سمجھے کہ حضور انور کو شہید کردیا گیا۔ ۶ یعنی جناب حلیمہ اور ان کے خاوند ابو کبشہ اور قبیلہ بنی سعد کے قریباً سارے آدمی ادھر بھاگے یہ عجیب واقعہ سن کر سب گھبرا گئے اس لیے فاستقبلوہ جمع کا صیغہ ارشاد ہوا ے حضور کے چہرے کا رنگ حیرت یا ہیبت سے بدل گیا تھا عمر شریف سات سال سے بھی کم تھی۔ ۸ یہ دھاگے قدرتی تھے اور سینے والے فرشتے تھے یہ اثر ایسا ہی تھا جیسے آپریشن کے بعد سلائی کا اثر آپریشن کی جگہ رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر نبوت اور چیز ہے یہ سلائی کچھ اور چیز کیونکہ یہ سلائی اور دھاگے کے نشانات سینہ شریف پر تھے اور مہر نبوت دو کندھوں کے درمیان جن لوگوں نے کہا ہے کہ یہ نشان ہی مہر نبوت تھی انہوں نے غلطی کی ہے چار بار شق صدر ہوا۔ ہر دفعہ اسی طرح ہوا۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى (۵۵۹۷) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَکَّۃَ کَانَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُہُ الْاٰنَ ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں مکہ کا وہ پتھر پہچانتا ہوں جو نبوت کے ظہور سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۱ میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں۲ (مسلم)

(۵۵۹۷)۱بعض شارحین نے کہا کہ یہ پتھر سنگ اسود ہے مگر صحیح تر یہ ہے کہ یہ وہ پتھر ہے جو مکہ معظمہ میں زقاق الحجر میں واقع ہے۔ زقاق الحجر مکہ معظمہ کا ایک محلّہ ہے جو کعبہ معظمہ اور جناب خدیجہ کے گھر کے درمیان واقع ہے، اس پتھر میں حضور انور کی کہنی کے آثار موجود ہیں لوگ خصوصاً اہل مکہ اسی پتھر کی زیارت کرتے ہیں دور دور سے لوگ اس کی زیارت کو آتے ہیں (مرقات، اشعۃ اللمعات) اب نجدیوں کی برکت سے یہ تبرکات گم ہوگئے۲ وہ پھر یوں کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا حبیب اللہ جیسا کہ باب المعجزات میں آئے گا اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور اپنی نبوت سے بچپن شریف میں ہی خبردار تھے۔ مکہ معظمہ کے پتھر اور در و دیوار حضور کی نبوت کی گواہی دے چکے تھے۔ پہلی وحی کے سارے واقعات حضور کی بے علمی کی بناء پر نہیں جیسا کہ ہم ابھی پچھلے باب میں عرض کر چکے ہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اس وقت حضور کو اپنی نبوت کی خبر نہ تھی۔ آپ نے حضرت جبرائیل کو نہ پہچانا یہ کہ خدیجہ الکبریٰ اور ورقہ ابن نوفل کے بتانے سے حضور نے اپنے کو نبی جانا غلط ہے۔ آج بچپن شریف میں پتھر تک حضور کو رسول اللہ نبی اللہ کہہ کر سلام کر رہے پھر بے خبری کیسے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ اَھْلَ مَکَّۃَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّرِیَھُمْ اٰیَۃً فَاَرَاھُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَیْنِ حَتّٰی رَاَوْا حِرَآءً بَیْنَھُمَا ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۵۹۸) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ انہیں حضور کوئی معجزہ دکھائیں۱ تو حضور نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھایا۲ حتیٰ کہ انہوں نے حراء کو ان دونوں کے بیچ میں دیکھا۳ (مسلم بخاری)

(۵۵۹۸)۱خرپوتی شرح قصیدہ بردہ میں ہے کہ یمن کا سردار حبیب ابن مالک ابوجہل کی دعوت پر مکہ معظمہ آیا تھا تاکہ اسلام کا زور کم کرے لوگوں کو اسلام سے روکے اس نے ابوجہل وغیرہ کے ساتھ یہ مطالبہ کیا تھا کہ آپ ہم کو آسمانی معجزہ یعنی چاند دو ٹکڑے کر کے دکھائیں۔ حضور انور نے ان سب کو صفا پہاڑ پر لے جا کر یہ معجزہ دکھایا۔ پھر وہ بولا کہ اب یہ معجزہ دکھائیں کہ بتائیں میرے دل کو کیا دکھ ہے۔ فرمایا تیری ایک بیٹی ہے سطیحہ نام جو آنکھوں سے اندھی کانوں سے بہری پاؤں سے لنگڑی زبان سے گونگی ہاتھوں سے لنجی ہے۔ جا اسے اللہ نے شفا دے دی۔ حبیب نے فوراً کلمہ پڑھا۔ جب گھر پہنچا تو دروازہ کھولنے وہی بے دست و پا لڑکی سطیحہ آئی۔ باپ کو دیکھ کر اس نے کلمہ پڑھا حبیب بولا تجھے یہ کلمہ کون پڑھا گیا ابھی تو اس ملک میں یہ کلمہ نہیں آیا وہ بولی۔ شعر:-

وہ دکھا کے شکل چلے گئے میرے دل کا چین بھی لے گئے مری روح ساتھ نہ کیوں گئی مجھے اب تو زندگی بار ہے

میں نے اس حلیہ کے بزرگ کو خواب میں دیکھا جو کہتے ہیں بیٹی تیرے باپ کو ہم مکہ میں کلمہ پڑھا رہے ہیں تو یہاں کلمہ پڑھ لے تجھے اللہ نے شفا بھی بخش دی۔ میں جاگی تو تندرست تھی اور یہ کلمہ زبان پر جاری تھا (خرپوتی)۲ چاند چیرنے کا معجزہ تو اتر معنوی سے اور قرآن مجید سے ثابت ہے رب فرماتا ہے: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (۵۴:۱) پاس آئی قیامت اور شق ہوگیا چاند (کنزالایمان) آیت میں قیامت کا چاند چرنا مراد نہیں کیونکہ آگے ہے وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَۃً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ (۵۴:۲) اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا۔ (کنزالایمان) کفار یہ معجزہ دیکھ کر بھی کہیں گے کہ یہ جادو دائمی ہے قیامت میں مستمر

چاند چرنے کو جادو کوئی نہیں کہہ سکتا دیکھو مرقات اور اشعۃ اللمعات ۲ؔ خیال رہے کہ جنہوں نے یہ معجزہ صفا پہاڑ کی طرف سے دیکھا انہوں نے کہا کہ چاند کے دوٹکڑوں کے بیچ میں صفا تھا جنہوں نے جبل نور کی طرف سے دیکھا انہوں نے کہا کہ بیچ میں حرا تھا۔لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔خیال رہے کہ جیسے چاند گرہن ہر جگہ نظر نہیں آتا ایسے ہی چاند چرنا ہر جگہ نظر نہیں آیا۔اس وقت بعض ملکوں میں دن تھا۔نیز جہاں نظر آیا وہاں سب نے نہ دیکھا بعض لوگ اس وقت سو چکے تھے جو جاگتے تھے۔انہوں نے آسمان کی طرف نہ دیکھا۔کیونکہ چاندنی میں کوئی کمی یا فرق نہ ہوا تھا۔پھر مکہ میں آنے والے نو وارد مسافروں نے بھی اس کے دیکھنے کی خبر دی تھی۔چاند کا چرا رہنا لحظہ بھر کے لیے تھا جتنی دیر میں ان لوگوں نے دیکھا اور یقین کرلیا پھر فوراً ہی جوڑ دیا گیا۔شعر:-

اشارہ سے چیر دیا چھپے ہوئے خو کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب وتواں تمہارے لیے

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَ فِرْقَةً دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوْا . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۹۹) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند دوٹکڑے ہوکر پھٹا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا ٹکڑا اس کے نیچے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ رہو ۱ؔ(مسلم بخاری)

(۵۵۹۹) ۱ؔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند ٹوٹ کر اس کے دونوں ٹکڑے اپنی جگہ سے نہ ہٹے بلکہ ایک ٹکڑا اپنی جگہ رہا دوسرا جگہ سے ہٹا تھا دونہ کے معنی یہ نہیں کہ چاند کا وہ ٹکڑا زمین پر اتر آیا تھا پہاڑ کے نیچے پہنچ گیا تھا۔بلکہ مطلب یہ ہے کہ آسمان کناروں کی طرف پہنچ گیا جو پہاڑ کے نیچے نظر آتا تھا جیسے چاند یا سورج نکلتے وقت درختوں کی شاخوں کی سیدھ میں نظر آتے ہیں۔

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْجَهْلٍ هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَّجْهَهٗ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ فَقِيْلَ نَعَمْ فَقَالَ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى لَئِنْ رَاَيْتُهٗ يَفْعَلُ ذٰلِكَ لَاَ طَاَنَّ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّىْ زَعَمَ لِيَطَاَعَلٰى رَقَبَتِهٖ فَمَا فَجِئَهُمْ مِّنْهُ اِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِىْ بِيَدَيْهِ فَقِيْلَ لَهٗ مَالَكَ فَقَالَ اِنَّ بَيْنِىْ وَبَيْنَهٗ لَخَنْدَقًا مِّنْ نَّارٍ وَّهَوْلًا وَّاَجْنِحَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْدَنَامِنِّىْ لَا خْتَطَفَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا .
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۰۰) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ابو جہل نے کہا تھا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے اپنا چہرہ گرد آلود کرتے ہیں ۱ؔ کہا گیا ہاں تو بولا کہ لات وعزیٰ کی قسم اگر میں نے انہیں یہ کرتے دیکھا تو ان کی گردن روند دوں گا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جب کہ حضور نماز پڑھ رہے تھے ۲ؔ ارادہ کیا کہ حضور کی گردن روندے تو کفار کو اسی بات نے گھبراہٹ میں کر ڈالا کہ وہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے لوٹ رہا تھا ۳ؔ اور اپنے ہاتھوں سے بچاؤ کررہا تھا اس سے کہا گیا کہ تجھے کیا ہوا وہ بولا کہ میرے اور حضور کے درمیان آگ کی خندق ہے ۴ؔ اور ہیبت اور پر ہیں ۵ؔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مجھ سے قریب ہوتا تو فرشتے اس کے عضو عضو کے ٹکڑے کردیتے ۶ؔ (مسلم)

(۵۶۰۰) ۱ؔ یعنی کیا تمہارے ہوتے ہوئے حضور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم حرم شریف میں آکر کعبہ معظمہ کے سامنے نماز ادا کرتے ہیں سجدہ کرتے ہیں اس مردود نے سجدہ کرنے کو چہرہ گرد آلود کرنا کہا اظہار بے ادبی کے لیے حقارت کے لیے (نعوذ باللہ) ۲ؔ یعنی ان کی

گردن پر پاؤں رکھ دوں گا اس طرح آیا کہ یا تو انہیں شہید کردوں یا سخت ایذا پہنچاؤں۔۳؎ یہ تھی حضور انور کی ہمت و جرأت کہ کفار میں گھرے ہوئے ہونے اور کفار کے ایسے برے ارادوں کو جاننے کے باوجود اکیلے کعبہ معظمہ میں نماز پڑھ رہے ہیں۔نہایت خشوع وحضور کے ساتھ کسی کا خوف دل میں نہیں۔۴؎ یعنی پہلے تو ابوجہل بڑی شیخی سے حضور انور کی طرف برے ارادہ سے بڑھا اور اس کے ساتھی خوش ہوئے اور اگلی بات کا اظہار کرنے لگے مگر اب یہ لوگ حیران بھی ہوگئے اور پریشان بھی کہ انہوں نے دیکھا کہ وہ نہایت ذلت وخواری سے الٹے پاؤں لوٹ رہا ہے اپنے ہاتھ سامنے کی طرف پھیلائے ہوئے جیسے کوئی سخت پریشان کن چیز آگے دیکھے تو ہاتھ سامنے کئے ہوئے پیچھے الٹے پاؤں پلٹے۔۵؎ یعنی میں نے اپنے آگے تین چیزیں دیکھیں آگ سے بھری خندق (کھائی) ہے۔اور ایسی دہشت ناک چیزیں جو میں بتا نہیں سکتا۔کہ وہ کیا ہیں تیسرے بڑے بڑے پر غالب یہ ہے کہ یہ آگ دوزخ کی تھی۔اور پر ان فرشتوں کے تھے جو حضور کی حفاظت کے لیے مقرر تھے اور ہولناک عذاب دوزخ کے سانپ بچھو تھے ان کی بڑائی دیکھ کر ابوجہل پہچان نہ سکا۔۶؎ مگر چونکہ ابوجہل کی ذلت والی موت میدان بدر میں مقرر تھی۔اس لیے وہ نہ آگے بڑھا نہ ٹکڑے ٹکڑے ہوا۔

وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا اِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ اَتَاهُ الْاٰخَرُ فَشَكَا اِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ يَاعَدِيُّ مَنْ رَاَيْتَ الْحِيْرَةَ فَاِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ فَلَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بَالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْاَكَفِّهٖ مِنْ ذَهَبٍ اَوْفِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَّقْبَلُهٗ فَلَا يَجِدُ اَحَدً يَّقْبَلُهٗ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ يُّتَرْجِمُ لَهٗ فَلَيَقُوْلَنَّ اَلَمْ اَبْعَثْ اِلَيْكَ رَسُوْلًا فَيُبَلِّغُكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ اَلَمْ اُعْطِكَ مَالًا وَّ اُفْضِلْ عَلَيْكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيٌّ فَرَاَيْتُ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ وَكُنْتُ فِيْمَنِ افْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ

(۵۶۰۱) روایت ہے حضرت عدی ابن حاتم سے فرماتے ہیں ۱؎ کہ جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے آپ سے فاقہ کی شکایت کی پھر آپ کے پاس دوسرا آیا اس نے حضور سے ڈکیتی کی شکایت کی ۲؎ تو فرمایا اے عدی کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے ۳؎ اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم ایک بڑھیا کو دیکھو گے کہ حیرہ سے چلے گی حتی کہ کعبہ کا طواف کرے گی خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے گی ۴؎ اور اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم کسریٰ کے خزانے فتح کرو گے ۵؎ اور اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم آدمی دیکھو گے کہ لپ بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا اسے تلاش کرے گا جو اسے قبول کرے تو ایسا ایک شخص بھی نہ ملے گا ۶؎ جو اس سے قبول کرے اور رب سے ملاقات کے دن تم میں سے ہر ایک اپنے رب کو یوں ملے گا کہ اس کے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا ۷؎ جو اسے ترجمہ کرے رب فرمائے گا کہ کیا میں نے تیری طرف رسول نہ بھیجا ۸؎ جو تجھے تبلیغ کرے بندہ کہے گا ہاں پھر فرمائے گا کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تجھ پر فضل نہیں کیا بندہ کہے گا ۹؎ ہاں تو وہ اپنے داہنے دیکھے گا تو نہ دیکھے گا مگر دوزخ اور اپنے بائیں دیکھے گا تو نہ دیکھے گا مگر دوزخ ۱۰؎ آگ سے بچو اگرچہ چھوہارے کی قاش کے ذریعے جو یہ بھی نہ پائے تو اچھی بات کے ذریعہ ۱۱؎ عدی فرماتے ہیں

حَیٰوۃٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِیُّ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُخْرِجُ مِلْاَکَفِّهٖ ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

کہ میں نے بڑھیا کو تو دیکھ لیا کہ وہ حیرہ سے چلتی ہے حتیٰ کہ کعبہ کا طواف کرتی ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی ۱۲ اور میں خود ان لوگوں میں تھا جنہوں نے کسریٰ ابن ہرمز کے خزانے فتح کئے اور اگر تم لوگوں کی عمر دراز ہوئی تو تم وہ بھی دیکھ لو گے جو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی لپ سونا لے کر نکلے گا ۱۳ (بخاری)

(۵۶۰۱) ۱؎ حضرت عدی صحابی ہیں۔ یہ حاتم کے بیٹے ہیں یہ حاتم وہ ہے جو مشہور سخی گزرا ہے۔ آپ اپنے والد حاتم ابن عبد ابن سعدی کی وفات کے بعد شعبان ۷ھ میں ایمان لائے بعد میں کوفہ میں رہے۔ حضرت علی کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک ہوئے جمل کے دن آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی ایک سو بیس سال کی عمر پائی ۶۷ھ میں وفات پائی مقام فرقلیہ میں قبر ہے (اکمال) ۲؎ معلوم ہوا کہ اس وقت قحط سالی اور راستہ کی بدامنی شباب پر تھی لوگوں کے گھروں میں رزق نہ تھا۔ باہر جا کر کمانے کے لیے راہ میں امن نہ تھی کریں تو کیا۔ ۳؎ حیرہ نیشاپور کا ایک محلّہ بھی ہے اور کوفہ کے قریب ایک بستی بھی یہاں دوسرے معنی مراد ہیں۔ حضرات صحابہ نے اس زمانہ میں فارس کا ملک وہاں کے شہروں کے محلے نہیں دیکھے تھے۔ ۴؎ یہ بشارت ڈکیتی کی شکایت کا جواب ہے کہ عنقریب ایسا امن وامان کا زمانہ آنے والا ہے۔ ظعینہ بنا ہے ظعن سے بمعنی اونٹ کا ہودج، یا ہودج کا سوار یعنی مسافر، ظعینہ مسافرہ عورت، یہاں سفر حج کی مسافرہ عورت مراد ہے۔ اس فرمانِ عالی میں اشارۃً فرمایا گیا ہے کہ تم اپنی زندگی میں یہ امن وامان دیکھ لو گے اسلام کی سخت سزاؤں نے عرب جیسے ملک میں امان قائم کر دی جہاں صدیوں سے ڈکیتی چوری، قزاقی وغیرہ تھی ۵؎ کسریٰ لقب تھا بادشاہ ایران کا یہ اصل میں خسرو تھا بمعنی بڑے ملک کا مالک خسرو فارسی لفظ ہے۔ اس سے عربی میں کسریٰ بنایا گیا لہٰذا یہ معرب ہے کنوز فرما کر یہ بتایا کہ تم صرف ملک ایران ہی فتح نہیں کرو گے بلکہ ان کے سونے سے بھرے ہوئے خزانے بھی حاصل کرو گے یہ بشارت عہد فاروقی میں ظاہر ہوئی۔ ۶؎ یعنی لوگوں میں مال کی بہت ہی فراوانی ہوگی ساتھ ہی ایمانداری تقویٰ دیانت بھی کمال درجہ کی ہوگی کہ اس وقت نہ تو کوئی فقیر ہوگا جو زکوٰۃ لینے کے قابل ہو، نہ کوئی طمع کا مارا لالچی ہوگا جو خواہ مخواہ زکوٰۃ لے اگرچہ فقیر نہ ہو جیسا آج ہو رہا ہے۔ کہ بعض امیر لوگ فقیر بن کر زکوٰۃ لے لیتے ہیں۔ اس زمانہ میں قناعت بھی ہوگی۔ یہ واقعہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ہو چکا اور قریب قیامت امام مہدی و عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں ہوگا۔ یہاں پہلے واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس لیے فرمایا کہ اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم اپنی آنکھوں سے یہ دیکھ لو گے جس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ صحابہ کرام دیکھیں گے۔ (مرقات واشعۃ اللمعات) بیہقی نے اس پر یقین فرمایا کہ یہ واقعہ ہو چکا۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے زمانہ میں۔ ۷؎ یعنی تم لوگ قیامت میں براہ راست بلا واسطہ اپنے رب سے کلام کرو گے یہ کلام عربی زبان میں ہوگا قیامت کا سارا کاروبار بلکہ آج نامہ اعمال کی تحریر قبر میں منکر نکیر کے سوالات سب عربی زبان میں ہیں مرتے ہی انسان کی زبان عربی ہو جاتی ہے۔ رب تعالیٰ کے ہاں سرکاری زبان عربی ہے اس لیے فرمایا کہ لوگ اپنی دنیاوی بولیاں نہ بولیں گے تاکہ رب کا عربی کلام انہیں سمجھانے کے لیے کوئی ترجمہ کرنے والا درمیان میں ہو۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود تو عربی بولتے تھے مگر ساری زبانیں سمجھتے تھے حتیٰ کہ جانوروں کی بولیاں بھی سمجھ لیتے تھے اس لیے اونٹوں چڑیوں نے حضور کے آستانہ پر فریاد کی اور داد پائی۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا۔ شعر:-

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد   اسی در پر شتران ناشاد شکوہ رنج وعنا کرتے ہیں

۸؎ اللہ تعالٰی سب سے پہلے اپنی نعمت کا اقرار کرائے گا۔ جو ساری نعمتوں کی اصل بلکہ ساری نعمتوں کو نعمت بنانے والی ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کہ اللہ کی ساری نعمتیں اگر حضور کی تعلیم کے ماتحت استعمال کی جائیں تو نعمتیں ہیں ورنہ عذاب ہیں ہمارے خلاف گواہ ۹؎ اس فرمانِ عالی میں یہ بتایا گیا کہ مال وغیرہ انسان کی محض اپنی کوشش سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالٰی کے فضل سے ملتا ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں شعر:-

بہ ناداں چناں روزی رساند — کہ دانا اندراں حیراں بماند!

اگر بہ ہر سر مویت ہنر دو صد باشد — ہنر بہ کار نہ آید چو بخت بدباشد

۱۰؎ اس عبارت میں روئے سخن بخیل مالداروں کی طرف ہے جو مال کا واجبی صدقہ نہ دیں۔ صحابہ کرام سے خطاب نہیں کہ وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک کی برکت سے اعلیٰ درجہ کے متقی اوّل درجے کے سخی تھے جیسا کہ حدیث اور تاریخ خواں حضرات سے چھپا نہیں ۱۱؎ یہاں کلمہ طیبہ سے مراد یا تو کلمہ شہادت ہے یا اللہ کا ہر ذکر ہے۔ یا فقیر سے اچھی بات کہہ دینا معذرت کر دینا آئندہ کے لیے وعدہ کر لینا کہ ابھی کچھ نہیں جب کچھ ہوگا تب انشاء اللہ تم کو دیں گے اسی کو قرآن مجید نے قول معروف فرمایا ہے خیال رہے کہ حضور انور نے آئندہ دولت کی خبریں دے کر انہیں سخاوت دینداری پر قائم رہنے کی تاکید فرمادی یہ ہے قوم کی اصلاح ۱۲؎ یعنی خلافت فاروقی میں ایران فتح ہوا اس کا دارالخلافہ مدائن مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ مدائن میں شاہی محل جسے فارسی میں کوشک کہتے ہیں مسلمانوں نے حاصل کیا وہاں کے بے پناہ خزانے مسلمانوں کو ملے اس جہاد میں میں خود موجود تھا اور یہ امن وامان خلافت عثمانیہ میں بھی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی کہ حیرہ سے بوڑھی عورت اکیلی مکہ معظمہ آرہی ہے اور راستہ میں کسی ڈکیتی وغیرہ کا اسے خطرہ نہیں حضور انور کی یہ دو پیشین گوئیاں تو میں نے دیکھ لیں۔ ۱۳؎ یعنی میرا اب آخری وقت آچکا ہے غالبًا تیسری پیشین گوئی تم لوگ دیکھو گے کہ کوئی زکوۃ قبول کرنے والا نہ ملے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عدی ابن حاتم حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے زمانہ سے پہلے وفات پاگئے ہیں جیسا کہ پہلے کہا گیا۔

وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْنَا اَلَا تَدْعُو اللّٰهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَّجْهُهٗ وَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهٗ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهِ فَيُجَآءُ بِمِنْشَارٍ فَيُوْضَعُ فَوْقَ رَاْسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ فَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ مِنْ عَظْمٍ وَّعَصَبٍ وَّمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرُ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ

(۵۶۰۲) روایت ہے حضرت خباب ابن ارت سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کی جبکہ حضور کعبہ کے سایہ میں چادر کا تکیہ لگائے لیٹے تھے ہم نے مشرکین سے بہت سختی جھیلی تھی تو ہم نے عرض کیا کہ حضور اللہ سے دعا کیوں نہیں فرماتے ۲؎ تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے چہرہ انور سرخ تھا ۳؎ اور فرمایا کہ تم سے اگلوں میں ایک شخص کے لیے گڑھا کھودا جاتا تھا اسے اس گڑھے میں دبایا جاتا تھا پھر آرا لایا جاتا تھا وہ اس کے سر پر رکھا جاتا تھا وہ قاشیں کر کے چیر دیا جاتا تھا یہ اسے اس کے دین سے نہ روکتا تھا ۴؎ اور اس کے گوشت کے نیچے ہڈیوں پٹھوں تک پہنچا کر لوہے کی کنگھیوں سے اسے کنگھی کی جاتی تھی اور یہ اسے اس کے دین سے نہ روکتا تھا ۵؎ خدا کی قسم یہ دین پورا ہو کر رہے گا ۶؎ حتی کہ سوار صنعاء سے حضر موت تک

وَلٰکِنَّکُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

چلے گاے کسی سے خوف نہ کرے گا سواء اللہ کے یا سواء بھیڑیئے کے اپنی بکریوں پر مگر تم لوگ جلد بازی کرتے ہو۸(بخاری)

(۵۶۰۲)۱آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے قبیلہ بنی تمیم سے ہیں زمانہ جاہلیت میں آپ کو غلام بنالیا گیا تھا پھر بنی خزاعہ کی ایک عورت نے آپ کو خرید لیا اور آزاد کردیا۔ ابھی حضور انور دارارقم میں پہنچے نہیں تھے کہ یہ مسلمان ہوگئے۔کفار کے ہاتھوں آپ نے بہت ہی ایذائیں پائیں اور صابر رہے بعد میں کوفہ میں قیام رہا وہاں ہی دفن ہوئے تہتر سال عمر ہوئی ۳۷ھ سینتیس میں وفات پائی (مرقات، اکمال)۲یعنی ہم نے اپنے جسم کے زخم اور تکالیف کے نشانات حضور انور کو دکھا کر یہ عرض کیا کہ ان مشرکین پر حضور بددعا فرمادیں کہ یہ سب ہلاک ہوجائیں اور ہم کو ان کے شر سے امن ملے۔۳یا تو اس لیے چہرہ سرخ تھا کہ حضور انور دھوپ میں لیٹے تھے یا اس لیے کہ کفار کی ایذارسانی کی خبر سے یا مسلمانوں کی جلد بازی ملاحظہ فرما کر صدمہ ہوا اس سے چہرہ انور سرخ ہوگیا۔۴یعنی پچھلی امتوں میں مومنوں پر ایسی سختی کی جاتی تھی کہ انہیں زندہ کو آرے سے چیر دیا جاتا تھا وہ چر جاتے تھے مگر ایمان نہ چھوڑتے تھے نہ ان مصیبتوں سے گھبراتے تھے۔۵یعنی لوہے کی نوکیلی اور دھاردار کنگھیاں ان کی کھوپڑی میں ٹھونکی جاتی تھیں۔جب وہ دماغ کی تہہ تک پہنچ جاتی تھیں تو انہیں پیچھے کی طرف زور سے کھینچا جاتا تھا جس سے ان کی بھیجہ تک کھینچ کر باہر نکل پڑتا تھا مگر وہ لوگ اس کے باوجود نہ گھبراتے تھے نہ ایمان چھوڑتے تھے تو تم خیرالامم ہو تمہاری استقامت ان سے زیادہ چاہیے۔دنیاوی تکالیف سے مت گھبراؤ یہ عارضی ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کے قصے سنا کر تسلی دینا سنت رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ قرآن کریم نے بھی اس قسم کے بہت سے واقعات بیان فرمائے ہیں۔۶یہاں دین پورا ہونے سے مراد ہے اسلام کا پھیلنا۔مسلمانوں کا غالب آجانا۔کفار کا مغلوب ہوجانا مسلمانوں کی سلطنت میں امن وامان قائم ہوجانا۔اس ایک کلمہ میں بہت سی بشارتیں ہیں رب فرماتا ہے وَیَاْبَی اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ (۹:۳۲) اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا (کنزالایمان) اور فرماتا ہے:لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (۹:۳۳) کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔(کنزالایمان)۷صنعاء یمن کا ایک کنارہ ہے حضرت موت دوسرا کنارہ ان دونوں شہروں میں بڑا فاصلہ ہے۔حضرموت وہ شہر ہے جہاں صالح علیہ السلام تشریف لائے اور وہاں ان کی وفات ہوئی نیز جرجیس علیہ السلام وہاں آئے وہاں ان کی وفات ہوئی اس لیے اس کا نام حضرموت رکھا گیا (مرقات) اس شہر میں بڑے اولیاء اللہ پیدا ہوئے حتی کہ کہا جاتا ہے حضرموت یـنـبـت الاولیاء یعنی حضرموت شہر ولی اگاتا ہے۔(اشعۃ اللمعات) ایک قبیلہ کا نام بھی حضرموت ہے یہ قبیلہ جہاں رہتا تھا اس جگہ کا نام حضرموت ہوا۔۸چنانچہ یہ ساری باتیں خلافت عثمانیہ میں مکمل طور پر ظاہر ہوئیں ہاں ایسا امن وامان قائم ہوا کہ سبحان اللہ جس وقت حضور انور نے یہ خبریں دی تھیں اس وقت ظاہری اسباب سے یہ بات ناممکن معلوم ہوتی تھی اللہ نے اس ناممکن کو واقع کردکھایا۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ عَلٰی اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَکَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَیْهَا یَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ ثُمَّ جَلَسَتْ تَفْلِیْ رَاْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَیْقَظَ وَهُوَ یَضْحَكُ

(۵۶۰۳) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان کے پاس جاتے تھے۱وہ حضرت عبادہ ابن صامت کی بیوی تھیں ایک دن حضور ان کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے حضور کو کچھ کھلایا پھر بیٹھ گئیں آپ کے سر کی جوئیں دیکھنے لگیں۲رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر ہنستے

قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِىْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِىْ سَبِيْلِ اللهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ادْعُ اللهَ اَنْ يَّجْعَلَنِىْ مِنْهُمْ فَدَعَالَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِىْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِىْ سَبِيْلِ اللهِ كَمَا قَالَ فِى الْاُوْلٰى فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ادْعُ اللهَ اَنْ يَّجْعَلَنِىْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتْ اُمُّ حَرَامِ الْبَحْرَ فِىْ زَمَنِ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَآبَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہوئے جاگے فرماتی ہیں میں نے عرض کیا کیا چیز آپ کو ہنسا رہی ہے یارسول اللہ تو فرمایا میری امت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کئے گئے اللہ کی راہ میں غازی جو اس سمندر کی فراخی میں سوار ہوں گے۳ جیسے تختوں پر بادشاہ یا بادشاہوں کی طرح۴ تختوں پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان سے کرے۵ حضور نے ان کے لیے دعا فرمائی۶ پھر حضور نے سر رکھا اور سو گئے پھر جاگے ہنستے ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا چیز حضور کو ہنساتی ہے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کئے گئے اللہ کی راہ میں غازیانہ شان سے جیسا کہ پہلی بار میں فرمایا تھا۷ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور اللہ سے دعا کریں کہ مجھے ان میں سے کرے فرمایا تم پہلوں میں سے ہو۸ چنانچہ حضرت معاویہ کے زمانہ میں ام حرام سمندر میں سوار ہوئیں۹ پھر جب سمندر سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر گئیں اور فوت ہوگئیں۔ (مسلم، بخاری)

(۵۶۰۳)۱؎ آپ ام حرام بنت ملحان ابن خالد ہیں بنی نجار قبیلہ سے ہیں ام سلیم کی بہن ہیں لہذا حضرت انس کی خالہ ہیں آپ کا نام معلوم نہیں ہوسکا کنیت ہی میں مشہور ہیں۔ عبادہ ابن صامت کی بیوی ہیں اپنے خاوند کے ساتھ روم گئیں۔ مقام قبرص میں سواری سے گر کر فوت ہوئیں وہاں ہی آپ کا مزار ہے۔ خلافت عثمانیہ میں وفات پائی (اکمال) ۲؎ حضرت ام حرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محرمہ ہیں اس پر سب کا اتفاق ہے گفتگو اس میں ہے کہ محرمہ کیوں تھیں یا تو آپ کی رضاعی خالہ ہیں۔ یا حضرت عبداللہ کی خالہ ہیں یا عبدالمطلب کی کیونکہ عبداللہ اور عبدالمطلب بنی نجار کے رشتہ دار ہیں (مرقات) بہرحال حضور انور کا ان کے پاس جانا کھانا پینا وہاں سونا ان کا حضور انور کا سر شریف دیکھنا بالکل جائز تھا۔ خیال رہے کہ لیٹے ہوئے آدمی کے سر کو کھجلانا ٹٹولنا اس کے راحت کا باعث ہے ام حرام کا یہ عمل شریف اس لیے تھا۔ ۳؎ یعنی میری وفات کے بعد میری امت کے شاندار غازی جہاد کے لیے سمندر کا سفر کریں گے یہ پہلا سمندری حملہ ہوگا جو وہ لوگ کریں گے ثبج، ث کے فتحہ جیم کے شد سے بمعنی چوڑائی، بلندی، گہرائی اور انسان کی پیٹ و کندھے کے درمیان کی جگہ یہاں پہلے معنی میں ہے۔ بحر سے مراد بحر عرب یعنی سمندر ہے ۴؎ یہ شک راوی کو ہے کہ ملوکا فرمایا یا مثل ملوک فرمایا اس فرمان عالی میں دو باتیں بتائیں ایک یہ کہ وہ غازی سادہ زندگی سادہ لباس والے نہیں بلکہ شاہانہ شان وشوکت والے ہوں گے۔ شاہانہ شان سے سمندر کا سفر کریں گے دوسرے یہ کہ یہ لوگ اللہ کے بڑے ہی مقرب بندے ہوں گے کہ باوجود شاہانہ شان اور دنیاوی عیش وآرام اور عیش کے ساز وسامان کے اپنے گھر چھوڑ کر جہاد کرنے نکلیں گے مقبولین بارگاہ ہوں گے حضور کے تبسم فرمانے سے معلوم ہوا کہ سرکار کو اپنی امت کے شان وشوکت دیکھ کر خوشی ہوئی کیوں نہ ہو کہ بچوں کی شان سے باپ کو خوشی ہوتی ہے ۵؎ حضرت ام حرام نے محسوس کرلیا کہ حضور انور ان غازیوں سے بہت ہی خوش ہیں اور وہ لوگ سارے کے سارے بخشے ہوئے ہیں۔ تو عرض کیا کہ حضور دعا فرمادیں کہ میں بھی ان میں سے ہوجاؤں تاکہ آپ کی نگاہ کرم اور

اللہ تعالیٰ کی بخشش کی حصہ دار ہو جاؤں ۶ حضور انور کی دعا کی برکت سے ام حرام اللہ کے ہاں ان غازیوں کی فہرست میں آ گئیں جیسا کہ آگے معلوم ہو رہا ہے۔ ۷ یعنی اس دوسری خواب میں حضور کو دوسرے غازی دکھائے گئے۔ جو اس سمندر میں اسی نیت جہاد سے اسی ملک روم کا سفر کریں گے مگر یہ لوگ وہی پہلے والے نہ ہوں گے بلکہ دوسرے لوگ ہوں گے بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ دونوں جماعتیں مغفور ہوں گی۔ ۸ یعنی تم کو اس جہاد میں میں شرکت کا موقع نہیں ملے گا۔ کیونکہ تم پہلے جہاد میں شہید ہو چکی ہوگی۔ یہ جہاد تمہاری وفات کے بعد ہوگا۔ اس فرمانِ عالی سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ وہ سارے مجاہدین دنیا و آخرت میں مومن ہوں گے۔ کہ انہیں امتی فرمایا دوسری روایت میں ہے کہ انہیں مغفورین فرمایا۔ دوسرے یہ کہ مجاہدین شاہانہ شان و شوکت کے مالک ہوں گے اس وقت مسلمانوں کے پاس دولت ملک بہت ہوگی۔ تیسرے یہ کہ ان کے یہ دونوں جہاد قبول ہوں گے اور حضور ان دونوں قسم کے غازیوں سے راضی و خوش ہیں اسی لیے حضور یہ خواب دیکھ کر مغموم نہیں ہوئے بلکہ خوش ہوئے چوتھے یہ کہ اس جہاد میں شریک ہونے والے بڑے درجات والے ہوں گے۔ اگرچہ ان میں سے بعض کو جنگ کا موقع نہ ملے جیسے خود ام حرام کا واقعہ ہوا پانچویں یہ کہ حضور ہر شخص کے وقت موت اور جگہ موت سے خبردار ہیں کہ فرما دیا تم اس دوسرے جہاد کے وقت فوت ہو چکی ہوگی۔ چھٹے یہ کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھی جلیل القدر صحابہ ہیں جنتی ہیں۔ کہ یہ واقعہ امیر معاویہ کے زمانہ ہی میں تو پیش آیا۔ جس کی حضور نے ایسی خوشی منائی دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر۔ ۹ یہاں امیر معاویہ کے زمانہ سے مراد آپ کی سلطنت کا زمانہ نہیں ہے بلکہ آپ کی گورنری کا زمانہ ہے۔ کیونکہ یہ پہلا جہاد روم خلافت عثمانیہ ۲۸ اٹھائیس میں واقعہ ہوا (اشعہ) اس جہاد کی کمان امیر معاویہ کر رہے تھے لہٰذا فی زمن معاویہ فرمایا گیا۔ ۱۰ یہ واقعہ ۲۸ھ میں ہوا آپ مقام قبرص میں اس طرح شہید ہوئیں۔ خیال رہے کہ دوسرا جہاد روم امیر معاویہ کی سلطنت کے زمانہ میں ہوا ۵۱ اکیاون ہجری میں اس جہاد میں یزید ابن معاویہ غازیوں کا جرنیل تھا۔ اور اس میں حضرت عبداللہ ابن عمر عبداللہ ابن عباس، ابوایوب انصاری، امام حسین وغیرہم جلیل القدر صحابی غازیانہ شان سے شامل تھے۔ اس جہاد میں حضرت ابوایوب انصاری نے قسطنطنیہ (استنبول) میں وفات پائی یزید ابن معاویہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یزید ہی نے انہیں قسطنطنیہ (استنبول) کی فصیل کے نیچے دفن کیا اور وہاں کے عیسائیوں سے کہا کہ اگر تم نے اس قبر کی بے حرمتی کی تو میں تمہارے سارے گرجے جو ہمارے ملک میں ہیں ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ دیکھو قسطلانی شرح بخاری پارہ گیارہ باب قتال روم اور اکمال، جو لوگ کہتے ہیں کہ امام حسین نے کفار سے جہاد کوئی نہ کیا وہ جھوٹے ہیں۔ جہاد روم کے اس جہاد میں امام حسین شریک تھے اسی لشکر میں امام حسین کی شرکت البدایہ والنہایہ میں ہے۔ غرضیکہ پہلا جہاد حضرت امیر معاویہ کے دور گورنری میں ان کے زیر اہتمام ہوا اور دوسرا جہاد امیر معاویہ کے دور سلطنت میں ہوا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ اَزْدِشَنُوْءَةَ وَكَانَ يَرْقِىْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَسَمِعَ سُفَهَآءَ اَهْلِ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُوْنٌ فَقَالَ لَوْ اَنِّىْ رَاَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيْهِ عَلٰى يَدِىْ قَالَ فَلَقِيَهٗ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّىْ اَرْقِىْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَهَلْ لَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(۵۶۰۴) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ ضماد مکہ مکرمہ آئے اور یہ تھے ازدشنوہ سے ۱ اس قسم کی ہوا سے جھاڑ پھونک کرتے تھے ۲ انہوں نے مکہ کے بے وقوف باشندوں کو کہتے سنا کہ حضور محمد دیوانہ ہیں تو بولے کہ ان صاحب کو میں دیکھ لیتا ہوں شاید کہ اللہ تعالیٰ انہیں میرے ہاتھ پر شفا دے دیتا ۳ فرماتے ہیں کہ وہ حضور سے ملے بولے اے محمد میں اس خلل والی ہوا سے جھاڑ

وَسَلَّمَ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَاَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَآءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَآءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوْسَ الْبَحْرِ هَاتِ يَدَكَ اُبَايِعْكَ عَلَى الْاِسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهٗ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

وَفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ بَلَغْنَ نَاعُوْسَ الْبَحْرِ وَذُكِرَ حَدِيْثَا اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ يَهْلِكُ كِسْرٰى وَالْاٰخَرُ لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ فِيْ بَابِ الْمَلَاحِمِ وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِيْ ۔

پھونک کرتا ہوں کیا یہ آپ کو ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساری تعریفیں اللہ کی ہیں ہم اس کی حمد کرتے ہیں اسی سے مدد مانگتے ہیں جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والانہیں اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والانہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اس کے رسول ہیں اس کے بعد۵ تب ضماد نے کہا اپنے یہ کلمات دوبارہ فرمایئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے یہ کلمات تین بار لوٹائے ۶ وہ بولا کہ میں نے کاہنوں کی باتیں شاعروں کے قول سنے ہیں مگر میں نے آپ کی ان باتوں کی مثل کبھی نہیں سنیں ۷ یہ تو سمندر کی تہہ کو پہنچی ہوئی ہیں ۷ اپنا ہاتھ لایئے میں اسلام پر آپ کی بیعت کرتا ہوں فرمایا اس نے حضور کی بیعت کرلی ۸ (مسلم) اور مصابیح کے بعض نسخوں میں ہے سمندر کی گہرائی میں پہنچ گئے ہیں ۹ اور ابوہریرہ اور جابر ابن سمرہ کی دونوں حدیثیں کہ کسریٰ ہلاک ہوجائے گا اور دوسری کہ ایک جماعت فتح کرے گی لڑائیوں کے باب میں بیان کردی گئیں اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

(۵۶۰۴) ا بعض شارحین نے کہا ہے کہ ضماد اور ضمام ایک ہی شخص کے دو نام ہیں مگر یہ صحیح نہیں ضمام ابن ثعلبہ بنی سعد ابن بکر قبیلہ سے ہیں اور ضماد ابن ثعلبہ قبیلہ ازد سے ہیں۔ یہاں ضماد کا ذکر ہے ضماد ابن لعلبہ یمنی ہیں۔ وہاں ایک بڑا قبیلہ ہے شنوءہ اس کا ایک خاندان ہے ازد۔ آپ ازد سے ہیں۔ انہیں طلب علم کا بہت شوق تھا۔ دم منتر بھی خوب کرتے تھے (اشعہ) ۲ یعنی دیوانوں پاگلوں پر دم کیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ انہیں اسی علم نے حضور تک پہنچایا۔ مسلمان بنادیا جیسے فرعونی جادوگروں کو ان کے علم جادو نے موسیٰ علیہ السلام تک پہنچایا۔ اور انہیں ایمان نصیب کردیا۔ معلوم ہوا کہ علم کوئی بھی برا نہیں کبھی یہ علم ایمان و معرفت کا ذریعہ بن جاتا ہے ہوا سے مراد یا جنون ہے یا جن اہل عرب جنات کو ہوا کہتے تھے۔ چنانچہ فلاں کو ہوا ہوگئی جب بولتے تھے جب اس پر جنات کا خلل ہوگیا ہو۔ ۳ سبحان اللہ جارہے ہیں علاج کرنے کی نیت سے مگر حقیقتاً علاج کرانے وہ سمجھے کہ طبیب بیمار کے پاس جارہا ہے مگر واقعۃً بیمار حکیم کے پاس پہنچ رہا تھا۔ ۴ انہوں نے حضور انور کو ہر طرح ٹھیک دیکھ کر سمجھا کہ شاید آپ کو جنات کا دورہ پڑا کرتا ہے۔ اس وقت دورہ نہیں ہے اس لیے آپ ہوش میں بیٹھے ہیں تب ہی تو اس نے آپ سے پوچھا۔ ۵ معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے یہ کلمات خطبہ کے طور پر ارشاد فرمائے اما بعد کے بعد قرآن کریم کی تلاوت فرمانا چاہتے تھے ضماد کو سنانے کے لیے ضماد کو خطبہ سے ہی ایمان مل گیا۔ قرآن مجید تک پہنچنے کی نوبت نہ آئی انہیں کلمات کی فصاحت و بلاغت نے ضماد کا ہوش اڑادیا وہ دارفتگی کی حالت میں بول اٹھے کہ ایک بار یہ کلام اور سنا دیجئے کلمات شاندار پھر حضور انور کی زبان سے ادا ہوئے سونے پر سہاگہ ہوگیا۔ ۶ معلوم ہوتا ہے کہ تین بار میں خاص برکت ہے۔ اعضاء وضو دھوؤ تین بار قل ہو اللہ پڑھو تین

بارتو پورے قرآن مجید کا ثواب۔حضور دعا مانگتے تھے تین بار۔ ٦یعنی آپ کے اس کلام نے بتادیا کہ آپ نہ ساحر ہیں نہ شاعر بلکہ سچے رسول ہیں۔خیال رہے کہ کسی نے متکلم سے کلام کو پہچانا مگر ضماد نے کلام سے متکلم کی شان معلوم کی۔ ۷قاموس بنا ہے قمس سے بمعنی گہرائی اس لیے غوطہ خور کو قماس بھی کہتے ہیں غواص بھی یعنی ان پیارے کلمات کی فصاحت و بلاغت دریاء معرفت کی تہہ تک پہنچی ہوئی ہے جہاں کسی انسان کے فکر و وہم نہیں پہنچ سکتے یہ کلمات انسانی نہیں بلکہ القاء ربانی ہیں۔ ۸جب ضماد ایمان لاکر کفار مکہ کے پاس واپس ہوئے، تو لوگوں نے ان سے پوچھا کہ کہو کیا گزری جواب دیا۔شعر:-

سنو اے دوستو میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے — کہ بیشک ان پہ سایہ ہے مگر اللہ کا سایہ ہے

۹یعنی ایک روایت میں بجائے قاموس کے ناعوس ہے۔دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی گہرائی یا تہہ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ضماد کی بات کا جواب نہ دیا۔اپنی صفائی نہ کی کہ میں دیوانہ نہیں ہوں لوگ غلط کہتے ہیں۔ بلکہ حضور کے کلمات نے حضور کی شان ظاہر کردی کہ جس کے منہ کے کلمات ایسے ہوں سمجھ لو کہ وہ ذات کریم کیسی ہے خوش نصیب تھے وہ جو سب کچھ لے گئے اس واقعہ سے پتہ لگا کہ بیعت ہوتے وقت مرید شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے اور زبان سے بیعت کرے دیکھو ضماد نے عرض کیا کہ حضور اپنا ہاتھ لائیں میں بیعت کروں۔بیعت چار قسم کی ہے جن میں سے ایک بیعت اسلام کی بیعت ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ سُفْيَانَ ابْنُ حَرْبٍ مِنْ فِيْهِ اِلٰى فِيَّ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِيْ كَانَتْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا بِالشَّامِ اِذْ جِيْءَ بِكِتَابٍ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى هِرَقْلَ قَالَ وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَآءَ بِهٖ فَدَفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى اِلٰى هِرَقْلَ فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِّنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ قَالُوْا نَعَمْ فَدُعِيْتُ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلٰى هِرَقْلَ فَاُجْلِسْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَيُّكُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا مِّنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ فَقُلْتُ اَنَا فَاَجْلَسُوْنِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَجْلَسُوْا اَصْحَابِيْ خَلْفِيْ ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهٖ فَقَالَ قُلْ لَّهُمْ اِنِّيْ سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ فَاِنْ كَذَبَنِيْ فَكَذِّبُوْهُ

(۵۶۰۵)روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ مجھے ابوسفیان ابن حرب نے منہ در منہ خبر دی۱ کہا کہ میں اس صلح کے زمانہ میں جو میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھی۲ کہتے ہیں کہ میں شام میں تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نامہ ہرقل کے پاس لایا گیا۳ ابوسفیان نے کہا کہ یہ خط دحیہ کلبی لائے تھے اور انہوں نے بصرے کے وزیر کو دیا تھا۴ پھر بصرے کے وزیر نے ہرقل کو پہنچایا ہرقل بولا کہ کیا یہاں ان صاحب کی قوم کا کوئی آدمی ہے جو دعویٰ نبوت کر رہے ہیں ۵لوگوں نے کہا ہاں چنانچہ قریش کی ایک جماعت میں میں بلایا گیا۶ تو ہم ہرقل کے پاس گئے ہم کو اس کے سامنے بٹھلایا گیا۷ وہ بولا کہ جن صاحب نے دعویٰ نبوت کیا ہے ان سے زیادہ قریبی تم میں کون ہے ۸ابوسفیان نے کہا کہ میں بولا میں ہوں ۹تو مجھے اس کے سامنے بٹھا دیا۔اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے ۱۰پھر اپنے مترجم کو بلایا اس نے کہا کہ ان لوگوں سے کہو کہ میں ان سے ان صاحب کے متعلق کچھ پوچھوں گا جو اپنے کو نبی

قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ وَايْمُ اللهِ لَوْلَا مَخَافَةُ اَنْ يُّؤْثَرَ عَلَيَّ الْكَذِبُ لَكَذَبْتُهُ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهٗ فِيْكُمْ قَالَ قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْحَسَبٍ قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ وَمَنْ يَّتَّبِعُهٗ اَشْرَافُ النَّاسِ اَمْ ضُعَفَآءُ هُمْ قَالَ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَآءُ هُمْ قَالَ اَيَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يَزِيْدُوْنَ قَالَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَّهٗ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِيَّاهُ قَالَ قُلْتُ يَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ سِجَالًا يُّصِيْبُ مِنَّا وَنُصِيْبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِيْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِيْ مَا هُوَ صَانِعٌ فِيْهَا قَالَ وَاللهِ مَا اَمْكَنَنِيْ مِنْ كَلِمَةٍ اُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهٖ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَّهٗ اِنِّيْ سَاَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهٖ فِيْكُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ فِيْكُمْ ذُوْحَسَبٍ وَّكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِيْ اَحْسَابِ قَوْمِهَا وَسَاَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِيْ اٰبَآئِهٖ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْكَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ يَّطْلُبُ مُلْكَ اٰبَآئِهٖ وَسَاَلْتُكَ عَنْ اَتْبَاعِهٖ اَضُعَفَآئُهُمْ اَمْ اَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَآئُهُمْ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبُ فَيَكْذِبَ عَلَى اللهِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَّهٗ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا

کہتے ہیں تو اگر یہ مجھ سے جھوٹ کہیں تو تم انہیں جھٹلا دینا۱۱ ابوسفیان کہتے ہیں اللہ کی قسم اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ مجھ پر جھوٹ مشہور کیا جائے گا تو میں اس سے جھوٹ بول دیتا ۱۲ پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ ان نبی کا خاندان تم میں کیسا ہے میں نے کہا وہ عالی خاندان ہیں۱۳ بولا کیا ان کے باپ داداؤں میں کوئی بادشاہ تھا میں نے کہا نہیں۱۴ بولا کیا ان کے دعویٰ نبوت سے پہلے تم انہیں جھوٹ سے متہم کرتے تھے میں نے کہا نہیں ۱۵ وہ بولا ان کی پیروی کون کرتا ہے سردار لوگ یا کمزور لوگ میں نے کہا بلکہ کمزور لوگ ۱۶ بولا یہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے کہا بلکہ بڑھ رہے ہیں بولا اس دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی اپنے دین سے ناراض ہوکر پھر جاتا ہے کہتے ہیں کہ میں نے کہا نہیں ۱۷ بولا کیا تم نے ان سے کبھی جنگ کی ہے میں نے کہا ہاں بولا تمہاری ان سے جنگ کیسی ہوتی ہے کہتے ہیں میں نے کہا کہ ہمارے ان کے درمیان جنگ ایک ڈول ہوتی ہے ۱۸ کبھی ہم پر وہ غالب ہوتے کبھی ان پر ہم غالب بولا کیا بدعہدی کرتے ہیں میں نے کہا نہیں ۱۹ آج کل ہم ان سے صلح میں ہیں ہم نہیں جانتے کہ اس میں وہ کیا کریں گے ۲۰ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم کہ اس بات کے سوا اور کوئی چیز شامل کرنے کا مجھے موقع نہیں ملا ۲۱ وہ بولا کیا ان سے پہلے کسی نے یہ بات کہی تھی ۲۲ میں نے کہا نہیں ۲۳ پھر بادشاہ نے اپنے مترجم سے کہا کہ ان سے کہو کہ میں نے تم سے ان کے نسب کے متعلق پوچھا تو تم نے کہا کہ وہ تم میں عالی نسب ہیں اسی طرح انبیاء کرام اپنی قوم کے اعلیٰ نسب میں بھیجے جاتے ہیں ۲۴ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان کے باپ داداؤں میں کوئی بادشاہ ہوا ہے تو تم نے کہا کہ نہیں میں کہتا ہوں کہ اگر ان کے باپ داداؤں میں بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ وہ صاحب ہیں جو اپنے باپ داداؤں کے ملک کے طالب ہیں ۲۵ اور میں نے تم سے ان کے متعبین کے متعلق پوچھا کہ معمولی لوگ ہیں یا بڑے لوگ تو تم نے کہا بلکہ کمزور

وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ اِذَا خَالَطَ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَزَعَمْتَ اَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَتَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالًا يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُوْنَ مِنْهُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ اَنَّهُ لَا يَغْدِرُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَاتَغْدِرُ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهُ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ اِئْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِمَا يَاْمُرُكُمْ قُلْنَا يَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ قَالَ اِنْ يَّكُ مَاتَقُوْلُ حَقًّا فَاِنَّهُ نَبِيٌّ وَّقَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّهُ خَارِجٌ وَّلَمْ اَكُ اَظُنُّهُ مِنْكُمْ وَلَوْ اَنِّيْ اَعْلَمُ اَنِّيْ اَخْلُصُ اِلَيْهِ لَاَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَهُ .

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَقَدْ سَبَقَ تَمَامُ الْحَدِيْثِ فِيْ بَابِ الْكِتَابِ اِلَى الْكُفَّارِ .

لوگ ہیں یہی کمزور نبیوں کے متبعین رہے ہیں ۲۶ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان کے اس دعویٰ سے پہلے تم انہیں جھوٹ کا الزام دیتے تھے تم نے کہا کہ نہیں میں نے پہچان لیا کہ یہ ناممکن ہے کہ وہ لوگوں پر تو جھوٹ نہ بولیں پھر اللہ پر جھوٹ باندھنے لگیں ۲۷ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان میں سے کوئی اس دین میں داخل ہونے کے بعد اپنے دین اسلام سے ناراض ہوکر پھر بھی جاتا ہے تم نے کہا کہ نہیں ایمان کا ایسا ہی حال جب اس کی لذت وفرحت دلوں میں گھل مل جاتی ہے ۲۸ اور میں نے تم سے پوچھا کہ مسلمان بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں تو تم نے کہا کہ وہ بڑھ رہے ہیں ایمان کا یہی حال ہے حتیٰ کہ پورا ہو جاتا ہے ۲۹ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی ان سے جنگ کی ہے تو تم نے کہا کہ تم نے ان سے جنگ کی ہے تو جنگ تمہارے اور ان کے درمیان ایک ڈول ہوتی ہے کہ وہ تم سے اور تم ان سے لیتے ہو اسی طرح انبیاء کرام آزمائے جاتے ہیں انجام انہیں کے حق میں ہوتا ہے ۳۰ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا عہد شکنی کرتے ہیں تم نے کہا کہ نہیں کرتے اسی طرح انبیاء عہد شکنی نہیں کرتے۔ ۳۱ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کسی نے ان سے پہلے یہ دعویٰ کیا ہے تم نے کہا کہ نہیں میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بات ان سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں کہتا کہ ایسے صاحب ہیں جو اپنے سے پہلے کہی ہوئی بات کی پیروی کررہے ہیں ۳۲ پھر بولا وہ تم کو کیا حکم دیتے ہیں ۳۳ ہم نے کہا کہ ہم کو نماز، زکوۃ، صلہ رحمی، پاکدامنی کا حکم دیتے ہیں ۳۴ وہ بولا جو تم کہتے ہو اگر یہ سچ ہے تو وہ بھیجے نبی ہیں ۳۵ میں تو جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں مگر میرا خیال یہ نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہیں ۳۶ اگر میں جانتا کہ ان تک پہنچ سکوں گا تو ان سے ملنا پسند کرتا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے قدم دھوتا ۳۷ اور ان کا ملک میرے قدموں کے نیچے تک پہنچ جائے گا ۳۸ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگایا پھر اسے پڑھا (مسلم بخاری) بقیہ پوری حدیث کتاب الی الکفار کے باب میں گزر گئی ۳۹

(۵۶۰۵) ۱؎ ابوسفیان اس زمانہ کفر کا یہ واقعہ مسلمان ہونے کے بعد سنا رہے ہیں خیال رہے کہ مسلمان ہونے کے بعد اپنے کفر

کے زمانہ کی روایت معتبر ہے من فیہ فرما کر یہ بتایا کہ مجھے براہ راست ابوسفیان نے یہ کہا کوئی واسطہ درمیان میں نہیں ہے۔خیال رہے کہ ابوسفیان کا نام صخر بن حرب ہے امیر معاویہ کے والد ہیں سال قبل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے فتح مکہ کے دن ایمان لائے غزوۂ حنین میں شریک ہوئے۔حضور انور نے انہیں حنین کی غنیمت سے ایک سو اونٹ عطا فرمائے اور چالیس اوقیے سونا غزوۂ طائف میں آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی غزوۂ یرموک میں دوسری آنکھ بھی بیکار ہوگئی تھی (۳۴ھ) چونتیس میں وفات پائی۔مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں دفن ہوئے۔حضرت عثمان غنی نے آپ کا جنازہ پڑھا آپ سے حضرت عبداللہ ابن عباس وغیرہم نے احادیث نقل کیں۔اکمال۔۲؎ یعنی ۶ ہجری میں میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حدیبیہ میں صلح ہوئی جس کی میعاد دس سال تھی اسی صلح کے بعد ہی سفر میں مکہ معظمہ سے باہر گیا خیال رہے کہ صلح حدیبیہ کی مدت تھی تو دس سال مگر کفار مکہ نے اس صلح کی ایک شرط توڑ دی کہ حضور کے حلیف بنی خزاعہ کے قتل میں مدد کردی اس لیے حضور انور نے ۸ھ میں مکہ معظمہ پر حملہ فرمایا اسے فتح کرلیا۔۳؎ حضور انور نے شاہان عرب وعجم کو تبلیغی فرمان نامے بھیجے جن میں ان سلاطین کو دعوت اسلام دی اس سلسلہ میں شاہ روم ہرقل کو بھی دحیہ کلبی کے ہاتھ فرمان نامہ بھیجا۔یہاں اس واقعہ کا ذکر ہے۔۴؎ خیال رہے کہ بصرہ عراق کا ایک مشہور شہر ہے بغداد شریف کے قریب یہاں وہ مراد نہیں بلکہ بصرہ ب کے پیش سے آخر میں ہ یہ دمشق کے پاس ایک بستی ہے شام کا ایک شہر ہے یہاں وہ بستی مراد ہے حضور انور نے دحیہ کلبی کو یہی حکم دیا تھا کہ ہمارا فرمان نامہ عظیم بصرہ کو دو وہ ہرقل کو پہنچائے عظیم بصرہ ہرقل کا گویا وزیر خارجہ تھا۔دوسرے ممالک کے بادشاہوں سے کلام وزیر خارجہ کے ذریعے سے ہی ہوتا ہے۔۵؎ ہرقل نے چاہا کہ فرمانِ عالی پڑھنے سے پہلے حضور انور کے حالات معلوم کرے پھر خط شریف کا مطالعہ کرے متکلم کے کلام کا حال معلوم ہوتا ہے۔۶؎ یہ تیس آدمی تھے جو بغرض تجارت مکہ معظمہ سے شام کے ملک میں گئے ہوئے تھے ان کے سردار ابوسفیان تھے۔یہ سب ہرقل کے دربار میں بلائے گئے۔۷؎ ابوسفیان اور ان کی جماعت کو حضور انور کا پہلا فیض تو یہ ملا کہ ان کے صدقہ سے ان لوگوں کو شاہی دربار میں رسائی وہاں باریابی نصیب ہوئی ۸؎ یعنی تم سب ہمارے پاس رہو مگر مجھ سے کلام وہ کرے جو حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسب وقرابت میں بہت قریب ہو۔یہ اس لیے کہا کہ قریبی رشتہ دار حالات سے زیادہ خبردار ہوتے ہیں۔وہ حضور انور کے ہر طرح کے حالات معلوم کرنا چاہتا تھا۔

۹؎ کیونکہ ابوسفیان قرشی ہیں عبدمناف میں حضور انور سے مل جاتے ہیں۔دوسرے لوگوں کو حضور انور سے یہ قرب میسر نہ تھا۔۱۰؎ یہ نشست اس ترتیب سے اس لیے رکھی کہ بادشاہ مجھ سے بہ آسانی بات کرسکے اور مجھے میرے ساتھی بات بتاسکیں اگر میں کچھ بھول جاؤں۔اور ٹوک سکیں اگر میں غلط گوئی کروں۔۱۱؎ یعنی تم لوگ اس گفتگو میں میری بھی مدد کرو اور ان ابوسفیان کی بھی ان کی مدد تو اس طرح کہ ان کی سچی باتوں کی زبانی یا باشارہ سر تائید کرو۔اور جو وہ بھول جائیں انہیں بتادو میری مدد اس طرح کہ اگر یہ کچھ جھوٹ بولیں تو انہیں نہ بولنے دو روک دو تاکہ مجھ کو ان کے متعلق صحیح حالات معلوم ہوجائیں۔۱۲؎ یعنی مجھے حضور انور سے اس زمانہ میں اتنی عداوت تھی کہ اگر میرے ساتھی میرے پاس نہ ہوتے اور مجھے اپنی بدنامی کا اندیشہ نہ ہوتا تو حضور انور کے متعلق بہت جھوٹی باتیں کہہ دیتا۔تاکہ اس کے دل میں حضور سے نفرت پیدا ہو معلوم ہوا کہ جھوٹ اور بدنامی کو کفار بھی برا سمجھتے تھے افسوس ان لوگوں پر جو خدا تعالیٰ کو جھوٹ سے متصف مانیں۔۱۳؎ حسب بمعنی نسب بھی آتا ہے۔اور باپ داداؤں کے فضائل کے معنی میں بھی،یہاں دونوں احتمال ہیں بخاری شریف میں بجائے حسب کے نسب ہے ممکن ہے کہ اس نے دونوں لفظ بولے ہوں۔ابوسفیان نے اقرار کیا کہ وہ سرکار سارے عرب میں عالی نسب والا حسب ہیں۔کیونکہ وہ قرشی،ہاشمی مطلبی ہیں اتنا اعلیٰ خاندان کسی کو نصیب نہیں ہوا۔۱۴؎ یعنی وہ سرکار شاہی خاندان سے یا مساکین خاندان سے ذاتی شرافت کے بعد

بیرونی شرافت کا سوال کیا جواب دیا کہ ان کے خاندان میں کبھی کوئی بادشاہ نہیں ہوا مساکین کا خاندان ہے یہ شرافت عارضی کا ذکر ہوا۔ ۱۵؎ اس جواب سے معلوم ہورہا ہے کہ حضور انور کی زبان پاک پر ساری عمر شریف میں ایک بار بھی جھوٹ نہ آیا اگر ایک بار بھی جھوٹ بولا ہوتا تو آج ابوسفیان بڑھا چڑھا کر اسے بیان کرتے کیونکہ وہ اس وقت حضور انور کے سخت تر دشمن تھے یہ ہے دشمنوں کا اقرار واعتراف۔ الفضل ماشهدت اعداء۔ ۱۶؎ یعنی عام طور پر مساکین وفقراء ہی ان پر ایمان لائے ہیں۔ امیر اور سردار بہت کم ایمان لائے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ کوئی سردار اور امیر ان پر ایمان نہیں لایا کیونکہ حضرت عمر، ابوبکر صدیق، حمزہ، جعفر جو قریش کے بڑے سردار تھے اور حضرت عثمان جو سردار بھی تھے اور بڑے مالدار بھی اس وقت ایمان لاچکے تھے لہذا حدیث بالکل واضح ہے۔ ۱۷؎ یعنی اب تک کوئی مسلمان اسلام میں خرابی دیکھ کر اسلام سے نہیں پھرا قبیلہ عرینہ والے لوگ تو اپنی خیانت اور ڈکیتی کی عادت کی بناء پر مرتد ہوئے تھے نہ کہ اسلام میں خرابی دیکھ کر۔ غرضیکہ مسلمان گھٹتے نہیں۔ ان میں سے کوئی اسلام سے نکلتا نہیں ہاں بڑھ رہے ہیں کہ لوگ مسلمان ہورہے ہیں۔ ۱۸؎ یہاں ڈول سے مراد پرانے زمانہ کا وہ ڈول ہے جس سے اس زمانہ میں کھیت سیراب کئے جاتے تھے کہ ایک رسے کے کناروں پر دو ڈول باندھ کر گول چکر پر رسا چڑھا کر ایک ڈول کو اوپر اور دوسرے کو نیچے کیا جاتا ہے۔ پھر ایک ڈول داہنے دوسرا بائیں طرف ڈالا جاتا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ کبھی وہ ہم پر غالب آتے ہیں۔ جیسے غزوۂ بدر میں اور کبھی ہم ان پر غالب آجاتے ہیں جیسے غزوۂ اُحد میں۔ شعر:-

فیوما علینا و یوم لنا ویوما نسر و یوما نساء

رب تعالیٰ فرماتا ہے: وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ (۱۴۰،۳) اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لیے باریاں رکھی ہیں۔ (کنزالایمان) ۱۹؎ یعنی انہوں نے آج تک کبھی اپنا وعدہ خلاف نہیں کیا حتیٰ کہ مکہ والوں نے حضور کو صادق الوعد اور امین کے خطاب دیئے ہوئے تھے۔ خیال رہے کہ جھوٹ عام ہے اور وعدہ خلافی خاص اس لیے اس نے جھوٹ کے متعلق پوچھنے کے بعد وعدہ خلافی کے متعلق پوچھا۔ ۲۰؎ یعنی آج کل حدیبیہ کے مقام پر ہم میں جنگ بندی وغیرہ پر معاملہ ہوچکا۔ اب خبر نہیں کہ وہ اس وعدے کو پورا کریں گے یا نہیں اب تک تو کبھی وعدہ خلافی انہوں نے کی نہیں۔ ۲۱؎ یعنی مجھے یقین تھا کہ حضور انور اس دفعہ بھی وعدہ خلافی نہیں کریں گے مگر میں نے اپنی ذاتی دشمنی کی بناء پر اتنی بات ہرقل سے کہہ ضرور دی کہ نہ معلوم وہ یہ وعدہ پورا کریں یا نہ کریں۔ یہ تھا انتہائی دشمنی کا اثر۔ ۲۲؎ یعنی کیا تمہارے خاندان یا تمہارے ملک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔ ۲۳؎ خیال رہے کہ ملک عرب میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے لے کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تک قریباً چار ہزار سال کا فاصلہ ہے اس زمانہ میں ملک عرب میں نہ تو کوئی نبی آیا نہ کسی نے دعویٰ نبوت کیا۔ لوگ نبوت کو بھول چکے تھے اور نبی کے فیض سے یکسر محروم ہوچکے تھے۔ رب فرماتا ہے: لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ (۶،۳۶) تاکہ تم اس قوم کو ڈر سناؤ جس کے باپ دادا نہ ڈرائے گئے۔ (کنزالایمان) اور فرماتا ہے: وَمَا اَرْسَلْنَا اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ (۴۴،۳۴) نہ تم سے پہلے ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا آیا۔ (کنزالایمان) یہ لوگ اس زمانہ میں نبوت سے محروم رہنے کی وجہ سے انسانیت تک کھوچکے تھے۔ حضور انور نے ایسوں کا سنبھالا ہے۔ ۲۴؎ ہرقل مذہباً عیسائی تھا۔ بادشاہ بھی تھا اور اپنے دین کا بڑا عالم بھی۔ توریت وانجیل کا ماہر تھا۔ گزشتہ انبیاء کرام کے حالات طیبہ سے پورا خبردار بھی۔ اس نے بتایا کہ ہمیشہ انبیاء کرام اپنی ہی قوم میں بڑے عالی نسب وعالی حسب میں آئے۔ کیونکہ نیچی قوم والے کا اونچی قوم میں احترام نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام کے بعد سارے نبی ان کی اولاد ہی میں آئے کوئی غیر ابراہیمی شخص نبی نہ ہوا رب فرماتا ہے: وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ (۲۷،۲۹) اور ہم نے اس کی اولاد میں نبوت اور

کتاب رکھی۔ (کنزالایمان) مرزائے قادیان بڑا جھوٹا تھا۔ اگر نبی ہوتا تو اولاد ابراہیم یعنی سیّد ہوتا۔ سادات کرام کے ہوتے ہوئے مغل بچہ نبی کیسا۔ جن لوگوں نے کہا کہ ہرقوم میں نبی ہوئے اس قوم سے بھنگیوں میں بھنگی، چماروں میں چمار، انہوں نے غلط کہا۔ آیت کریمہ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (۳۵، ۲۴) اور جو کوئی گروہ تھا سب میں ایک ڈر سنانے والا گذر چکا۔ (کنزالایمان) میں نذیر سے مراد نبی نہیں بلکہ ڈرانے والے مبلغین مراد ہیں۔ ہمیشہ نبی اونچی قوم میں آئے نیچی قومیں ان کے تابع رہیں۔ خیال رہے کہ اسلام میں کوئی قوم ذلیل نہیں۔ ہاں بعض قومیں بعض سے افضل ہیں۔ جیسے حضرات سادات کرام دوسری قوموں سے افضل و اشرف ہیں۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول میں ملاحظہ کرو۔ ۲۵؎ یعنی اگر وہ شاہی خاندان سے ہوتے پھر دعویٰ نبوت کرتے تو کہا جاسکتا تھا کہ یہ دین کے بہانہ سے اپنے لیے رائے عامہ ہموار کررہے ہیں کہ اس ذریعہ سے لوگ میرے ہمنوا بن جائیں اور مجھے اپنا بادشاہ بنالیں میرے باپ داداؤں کی طرح یہاں یہ بھی خیال رہے کہ حضور نے دین پھیلانے کے لیے ممالک فتح فرمائے وہ بھی بعد ہجرت۔ ملک فتح کے لیے دین کو بہانہ نہیں بنایا لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں۔ کہ حضور آخر کار بادشاہ تو ہوئے نیز حضور انور نے بادشاہ بننے کے بعد بھی اپنا گزارہ نہایت معمولی سادہ رکھا۔ زندگی شریف میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ٹوٹا چھوٹا سا گھر بوریا بستر، فقرو فاقہ، قناعت رضا اسی طرح رہی۔ مرزا غلام احمد پندرہ روپیہ ماہوار پر چونگی کا محرر تھا نبوت کا ڈھونگ رچا کر نواب بن گیا۔ یہ فرق ہے سچے اور جھوٹے میں۔ ۲۶؎ یعنی میں نے گزشتہ نبیوں کی تاریخ پڑھی ہے تمام نبیوں کو اتباع پہلے غریبوں نے کی ہے۔ امیر لوگ بعد میں ساتھ لگ گئے اس قاعدے سے بھی وہ سچے نبی معلوم ہوتے ہیں دیکھ لو آج بھی اسلام غریبوں سے ہی آباد ہے۔ علماء، حافظ، مجاہد، غازی اولیاء اللہ عموماً غریبوں میں ہی ہیں۔ مسجدیں آباد ہیں تو غریبوں سے خانقاہوں میں رونق ہے تو غریبوں سے دین سے الفت ہے تو عموماً غریبوں کو۔ ۲۷؎ سبحان اللہ کیسی نفیس دلیل دی یعنی جو ذات کریم تم میں چالیس سال گزارے اور اس دوران میں اس کے منہ سے مخلوق کے متعلق ایک جھوٹ نہ نکلے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ چالیس سال کے بعد یکدم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا شروع کردے کہ کہے مجھے اللہ نے نبی بنایا حالانکہ یہ بات غلط ہو اللہ پر جھوٹ باندھنا بدترین جرم ہے ہرقل نے متکلم کے صدق سے کلام کا صدق پہچانا یعنی کلام سے متکلم کو نہیں بلکہ متکلم سے کلام کو جانا پہچانا۔ ۲۸؎ یعنی امان و عرفان ایسی مزیدار چیزیں ہیں کہ جس دل میں یہ پہنچ جائیں وہاں سے پھر نہیں نکلتیں کوئی لالچ تکلیف دل سے ایمان نہیں نکال سکتی اس کی تفسیر و شرح حضرت بلال، صہیب، عمار ابن یاسر وغیرہم فقراء صحابہ کی زندگیاں ہیں کہ انہوں نے اسلام کی خاطر ہر طرح کی مصیبتیں جھیلیں۔ دین سے نہ پھرے جو ایک دو آدمی مرتد ہوئے ان کے دل میں ایمان جاگزیں نہیں ہوا تھا۔ ۲۹؎ یعنی قانون قدرت اور دستور ربانی یہی ہے کہ ایمان کا معاملہ بہت معمولی طور سے شروع ہوتا ہے پھر پھیلتا اور پھلتا پھولتا ہے۔ ربّ تعالیٰ نے اس کی مثال کھیت سے دی ہے جو کمزور نمودار ہوتا ہے پھر زور پکڑتا ہے ہرقل کی یہ تمام باتیں بالکل درست تھیں۔ ۳۰؎ یعنی تمہاری یہ فتوحات ظاہری اور محض عارضی ہیں۔ آخر کار چاند انہیں کا چمکے گا سورج انہیں کا چڑھے گا ہرقل کا یہ خیال بالکل صحیح ثابت ہوا۔ ۳۱؎ یعنی حضرات انبیاء کرام وعدہ خلافی عہد شکنی سے معصوم ہوتے ہیں کہ یہ عیوب تو انسانیت کے خلاف ہیں۔ چہ جائیکہ شان نبوت۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم تاریخ بہترین فن ہے۔ کبھی اس سے ایمان مل جاتا ہے دیکھو ہرقل تاریخ کا بڑا ماہر تھا۔ تو کس طرح حضور انور کی شان پہچان رہا ہے یہ دل میں ایمان لاچکا تھا مگر زبان سے اقرار نہ کرسکا اپنی سلطنت کے خوف سے۔ ۳۲؎ حضور انور سے پہلے ملک عرب تو کیا غالباً ساری دنیا میں کسی نے دعویٰ نبوت جھوٹا نہیں کیا۔ عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضور انور تک پونے چھ سو برس کے عرصہ میں کوئی نبی تشریف نہیں لائے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی فلسطین میں رہے عرب

تشریف نہیں لائے ان حالات کے ماتحت یہ احتمال بھی نہیں ہوسکتا کہ حضور انور نے کسی کی نقل کرتے ہوئے دعویٰ نبوت فرمایا ہاں حضور کے زمانہ پاک میں آپ کو دیکھ کر مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا جو عہد صدیقی میں قتل کیا گیا۔حضور کے بعد تو بہت لوگوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کئے آخر میں پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے۔رب تعالیٰ نے ان سب کو ذلت کی موت ہلاک کیا۔۳۳؎ حضور انور کے حالات معلوم کرنے کے بعد اس نے حضور کی تعلیمات ابوسفیان سے پوچھیں اسلام کی اصل بھی یہی ہے کہ پہلے حضور انور کو پہچانو پھر قرآن مجید وغیرہ کی تعلیمات کو پہلے کلمہ پڑھ کر مسلمان بنو پھر اور کچھ کرو اصل ایمان حضور کی پہچان ہے حتی کہ رب تعالیٰ کو بھی حضور ہی کی معرفت جانو پہچانو یعقوب علیہ السلام کی اولاد نے کہا تھا نَعْبُدُ اِلٰـهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ (۲:۱۳۳) ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم و اسماعیل و اسحاق کا (کنزالایمان) ۳۴؎ چونکہ اس وقت زکوۃ کے احکام آچکے تھے بلکہ جہاد وغیرہ کے بھی اس لیے زکوۃ کا ذکر بھی کیا مطلب یہ ہے کہ حضور انور سارے انسانوں کو حکم دیتے ہیں کہ ایمان لاکر بدنی مالی عبادات کرو اپنے اخلاق درست کرو۔لہذا اس پر نہ تو یہ اعتراض ہے کہ ہجرت سے پہلے حضور انور نے زکوۃ کا حکم نہیں دیا تھا ابوسفیان سے ملاقات حضور انور کی اس زمانہ میں تھی نہ یہ کہ کفار پر نماز و زکوۃ فرض نہیں۔۳۵؎ اس نے توریت و انجیل میں حضور انور کی یہ علامات اور تعلیمات پڑھیں تھیں۔اس لیے اس نے یہ کہا کوئی معجزہ دریافت کیا۔۳۶؎ یعنی مجھے نبی آخر الزمان کے ظہور کا یقین تھا مگر میرا خیال یہ تھا کہ وہ دوسرے نبیوں کی طرح بنی اسرائیل میں سے ہوں گے شام یا فلسطین میں یہ خیال نہ تھا کہ عرب میں بنی اسماعیل میں پیدا ہوں گے اس کا یہ خیال غلط تھا اور کتابوں میں حضور کی ولادت گاہ اور ہجرت گاہ دونوں کا صاف ذکر تھا جیسا کہ گزشتہ بابوں میں گزر چکا حتی کہ یہ بھی تھا وملکہ بالشام ان کی سلطنت شام میں ہوگی۔۳۷؎ یعنی میں سلطنت کی وجہ سے ان تک نہیں پہنچ سکتا اور اگر پہنچ جاتا تو ان کے قدم شریف دھوتا اور قدموں کا دھوون پیتا افسوس کہ اس قدر جاننے کے باوجود ایمان نہ لایا۔بلکہ ہمیشہ صحابہ کرام سے لڑ بھڑ کر شکستیں کھا کر مرا اس کے بعد اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔اس کی ہلاکت پر اس کی سلطنت کا چراغ بجھ گیا وہ ممالک اسلامی سلطنت میں داخل ہوگئے۔حضرت عمر فاروق کی تاریخ پڑھو ۳۸؎ یعنی ان کا یہاں بھی راج ہوگا اس نے یہ بات گزشتہ کتابوں میں دیکھ کر اور کہانت کے ذریعے معلوم کی تھی وہ کاہن بھی تھا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔۳۹؎ بخاری شریف میں ہے کہ اس نے اپنے سرداروں سے کہا کہ اگر تم اپنی سلطنت کی بقاء چاہتے ہو تو نبی پر ایمان لے آؤ وہ سب بھڑک گئے تو وہ بولا کہ میں تو تمہارے دین کی پختگی آزماتا تھا۔مسند امام احمد میں ہے کہ اس نے غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک خط حضور انور کی خدمت میں بھیجا کہ میں مسلمان ہوں حضور نے فرمایا کہ وہ جھوٹا ہے وہ نرا عیسائی ہے (اشعہ) معلوم ہوا کہ ہدایت بغیر رب کی مہربانی کے میسر نہیں ہوتی کبھی سلطنت اور امیری ایمان سے روک دیتی ہیں۔یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور کو جان پہچان لینا ایمان نہیں بلکہ انہیں ماننا ایمان ہے۔

بَابُ فِی الْمِعْرَاجِ — معراج کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ — پہلی فصل

معراج، عروج کا اسم آلہ ہے عروج کے معنی ہیں چڑھنا، معراج بمعنی چڑھنے کا آلہ یعنی سیڑھی مگر اصطلاح میں بمعنی مصدر آتا جیسے میلاد بمعنی ولادت یا میعاد بمعنی وعدہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادِ ایسے ہی معراج بمعنی عروج، معراج کے متعلق لوگوں کے بہت سے قول ہیں جسمانی تھی یا خواب میں۔ بارہویں ربیع الاول میں ہوئی یا ستائیسویں رمضان کو۔ نبوت سے پہلے ہوئی یا بعد میں۔ نبوت سے پانچ سال پہلے ہوئی یا کم وبیش۔ مگر قوی اور صحیح یہ ہے کہ حضور انور کو بہت بار معراج ہوئی ایک بار جسمانی باقی خواب میں۔ جسمانی معراج نبوت کے گیارہویں سال یعنی ہجرت سے دو سال پہلے ہوئی اور اپنی ہمشیرہ ام ہانی کے گھر سے ہوئی ستائیسویں رجب شب دوشنبہ کو ہوئی۔ رب فرماتا ہے اسری بعبدہ اگر صرف خواب میں معراج ہوتی تو بعبدہ نہ فرمایا جاتا۔ عبد کہتے ہیں جسم مع روح کو نیز پھر لوگوں میں اتنا شور نہ مچتا خواب پر کون اعتراض کرتا ہے۔ **مسئلہ**: بیت اللہ شریف سے بیت المقدس تک کی جسمانی معراج قطعی یقینی ہے۔ اس کا انکار کفر ہے۔ بیت المقدس سے آسمان بلکہ لامکاں تک کی معراج کا اگر اس لیے انکار کرتا ہے کہ آسمان کے پھٹنے کو ناممکن مانتا ہے۔ تو بھی کافر ہے کہ اس میں آیات قرآنیہ کا انکار ہے ورنہ گمراہ ہے اس کی پوری بحث یہاں مرقات اور اشعۃ اللمعات اور ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں ملاحظہ کرو ہم نے کہا ہے کہ آیہ کریمہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ (۱/۱۷) پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی۔ (کنزالایمان) سے بارکنا حولہ تک بیت المقدس تک کی معراج کا ذکر ہے۔ اور لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا (۱/۱۷) کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ (کنزالایمان) میں آسمانی معراج کا ذکر ہے۔ اور، اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (۱/۱۷) بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔ (کنزالایمان) میں لامکانی معراج کا ذکر ہے۔

وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَیْلَةِ اُسْرِیَ بِهٖ بَیْنَمَا اَنَا فِی الْحَطِیْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِی الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا اِذْ اَتَانِیْ اٰتٍ فَشَقَّ مَا بَیْنَ هٰذِهٖ اِلٰی هٰذِهٖ یَعْنِیْ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ اِلٰی شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِیْ ثُمَّ اُتِیْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوٍّ اِیْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِیْ ثُمَّ حُشِیَ ثُمَّ اُعِیْدَ وَفِیْ رِوَایَةٍ ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِیءَ اِیْمَانًا وَحِكْمَةً ثُمَّ اُتِیْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ

(۵۶۰۶) روایت ہے حضرت قتادہ سے وہ حضرت انس ابن مالک سے وہ مالک ابن صعصعہ سے راوی ا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس رات کے متعلق خبر دی جس میں حضور کو معراج کرائی گئی ۲ جب کہ میں حطیم بسا اوقات فرمایا کہ حجر میں تھا ۳ کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اس نے یہاں سے یہاں تک چیرا یعنی آپ کے گلے کی گھنڈی سے آپ کے بالوں تک ۴ پھر میرا دل نکالا پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا تھا پھر میرا دل دھویا گیا ۵ پھر اسے بھر دیا گیا پھر لوٹا دیا گیا۔ اور ایک روایت میں ہے پھر پیٹ دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا ۶ پھر میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو خچر

الْحِمَارِ اَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ يَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ اَقْصٰى طَرْفِهٖ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِىْ جِبْرَئِيْلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَ قَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِىْ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَهُمَا اَبْنَا خَالَةٍ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَهٰذَا عِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَ النَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِىْ اِلَى السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يُوْسُفُ قَالَ هٰذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِىْ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِدْرِيْسُ فَقَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ

سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا سفید رنگ تھا جسے براق کہا جاتا ہے ۷ اپنی انتہائی نظر پر اپنا ایک قدم رکھتا ہے تو میں اس پر سوار کیا گیا ۸ پھر مجھے جبرائیل لے چلے حتیٰ کہ وہ دنیا کے آسمان پر پہنچے ۹ دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ۱۰ فرمایا جبرائیل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں ۱۱ ان کی خوش آمدید ہو وہ خوب آئے پھر دروازہ کھول دیا گیا جب میں داخل ہوا تو وہاں جناب آدم تھے ۱۲ کہا یہ تمہارے والد آدم ہیں انہیں سلام کرو ۱۳ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر فرمایا صالح فرزند صالح نبی تم خوب تشریف لائے ۱۴ پھر مجھے جبرائیل اوپر لے گئے حتیٰ کہ دوسرے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون بولے میں ہوں جبرائیل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں کہا حضور محمد کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں کہا خوش آمدید تم بہت ہی اچھا آنا آئے پھر دروازہ کھول دیا گیا تو جب میں اندر پہنچا تو ناگہاں وہاں حضرت یحیٰی اور عیسیٰ تھے وہ دونوں خالہ زاد ہیں ۱۵ جبرائیل نے کہا یہ یحیٰی ہیں یہ عیسیٰ ہیں انہیں سلام کرو میں نے سلام کیا ۱۶ ان دونوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی صالح نبی آپ خوب آئے پھر جبرائیل مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے گئے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون وہ بولے جبرائیل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد ہیں کہا گیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں کہا خوش آمدید تم خوب ہی آئے پھر دروازہ کھول دیا گیا جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام تھے ۱۷ جبرائیل نے کہا یہ یوسف ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی صالح نبی آپ خوب آئے ۱۸ پھر مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ چوتھے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے فرمایا میں جبرائیل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں کہا گیا خوش آمدید اچھا آنا آپ آئے دروازہ کھولا گیا جب ہم اندر داخل ہوئے تو وہاں حضرت ادریس تھے ۱۹ جبرائیل نے کہا یہ ادریس ہیں آپ انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا کہا خوش آمدید اے صالح بھائی صالح نبی ۲۰ پھر مجھے اوپر

صَعِدَبِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ
قِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَ مَنْ مَّعَكَ قَالَ
مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ
فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا
هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ
فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بَالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ
ثُمَّ صَعِدَبِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَآءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ
قِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ
مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْاُرْسِلَ اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ
فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا
مُوْسٰی قَالَ هٰذَا مُوْسٰی فَسَلِّمْ عَلَیْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ
فَرَدَّثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بَالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ
فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكٰی قِیْلَ لَهٗ مَایُبْكِیْكَ قَالَ اَبْكِیْ
لِاَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِیْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِهٖ اَكْثَرُ
مِمَّنْ یَّدْخُلُهَا مِنْ اُمَّتِیْ ثُمَّ صُعِدَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ
السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ
جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ بُعِثَ
اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَآءَ
فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِبْرَاهِیْمُ قَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اِبْرَاهِیْمُ
فَسَلِّمْ عَلَیْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ
مَرْحَبًا بَالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَ النَّبِیِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعْتُ
اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی فَاِذَا نَبْقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَوَاِذَا
وَرَقُهَا مِثْلُ اٰذَانِ الْفِیَلَةِ قَالَ هٰذَا سَدْرَةُ الْمُنْتَهٰی
فَاِذَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ
قُلْتُ مَاهٰذَانِ یَا جِبْرَئِیْلُ قَالَ اَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ
فِی الْجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّیْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ
لِیَ الْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ اُتِیْتُ بِاِنَآءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَّاِنَآءٍ

چڑھایا گیا حتیٰ کہ پانچویں آسمان پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے کہا میں جبرائیل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہاں ہاں بلایا گیا ہے کہا گیا خوش آمدید آپ اچھا آنا آئے دروازہ کھولا گیا جب میں اندر گیا تو وہاں حضرت ہارون تھے ۲۱ جبرائیل نے کہا یہ ہارون ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا خوش آمدید اے صالح بھائی اے صالح نبی ۲۲ پھر مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ چھٹے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے کہا میں جبرائیلؑ ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں کہا گیا خوش آمدید آپ اچھا آنا آئے دروازہ کھولا گیا میں جب اندر پہنچا تو وہاں حضرت موسیٰ تھے ۲۳ جبرائیل نے کہا یہ موسیٰ ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا خوش آمدید اے صالح بھائی صالح نبی جب وہاں سے آگے بڑھے تو وہ رونے لگے ۲۴ ان سے کہا گیا کیا چیز آپ کو رلا رہی ہے فرمایا اس لیے کہ ایک فرزند ۲۵ میرے بعد نبی بنائے گئے ان کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں جائے گی ۲۶ پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا جبرائیل نے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے کہا میں جبرائیل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں تو کہا گیا خوش آمدید آپ بہت اچھا آنا آئے پھر جب میں وہاں داخل ہوا تو حضرت ابراہیم وہاں تھے ۲۷ جبرائیل نے کہا یہ آپ کے والد ابراہیم ہیں آپ انہیں سلام کریں ۲۸ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا خوب آئے اے صالح فرزند صالح نبی ۲۹ پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا ۳۰ تو اس کے بیر ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے ۳۱ اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح جبرائیل نے کہا یہ سدرۃ منتہیٰ ہے وہاں چار نہریں تھیں، دو نہریں تو خفیہ تھیں اور دو نہریں ظاہر ۳۲ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کیا ہے عرض کیا کہ خفیہ نہریں تو جنت کی دو نہریں ہیں ۳۳ لیکن ظاہری نہریں وہ نیل اور فرات ہیں ۳۴ پھر میرے سامنے بیت المعمور لایا گیا۔ ۳۵ پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا اور

مِنْ لَبَنٍ وَّاِنَاءٍ مِّنْ عَسَلٍ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ اَنْتَ عَلَيْهَا وَاُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلٰوةُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ وَّاِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ دَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَاُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّاِنِّيْ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ دَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ قَالَ سَاَلْتُ رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ وَلٰكِنِّيْ اَرْضٰى وَاُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰى مُنَادٍ اَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِيْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِيْ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا ۳۶ میں نے دودھ قبول کیا تو جبرائیل نے کہا یہ وہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی امت ہے ۳۷ پھر مجھ پر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں پھر میں واپس ہوا تو موسیٰ علیہ السلام پر گزرا ۳۸ انہوں نے کہا آپ کو کیا حکم دیا گیا میں نے کہا ہر دن پچاس نمازوں کا انہوں نے کہا کہ آپ کی امت ہر دن پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھے گی ۳۹ اللہ کی قسم میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کی اور بنی اسرائیل کو تو خوب آزمایا ۴۰ لہذا آپ اپنے رب کی طرف لوٹئے اور اس سے اپنی امت کے لیے آسانی مانگئے ۴۱ چنانچہ میں واپس ہوا تو اس نے مجھ سے دس نمازیں کم کردیں پھر میں جناب موسیٰ کی طرف لوٹا میں پھر رب کی طرف لوٹا اس نے مجھ سے دس معاف فرما دیں میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا اس نے مجھ سے دس اور معاف فرمادیں میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا رب نے مجھ سے دس اور معاف کریں ۴۲ پھر میں جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا تو مجھے ہر دن پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ۴۳ میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے کہا کہ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا ہر دن پانچ نمازیں انہوں نے کہا کہ آپ کی امت ہر دن پانچ نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی ۴۴ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کرلی ہے اور بنی اسرائیل کو تو میں نے اچھی طرح آزمالیا ہے آپ پھر اپنے رب کی طرف لوٹے آپ اس سے اپنی امت کے لیے کمی کا سوال کریں ۴۵ حضور نے کہا کہ میں نے اپنے رب سے اتنے سوال کرلیے کہ اب شرم کرتا ہوں لیکن میں راضی ہوں تسلیم کرتا ہوں ۴۶ فرمایا کہ پھر میں جب آگے بڑھا تو پکارنے والے نے پکارا کہ میں نے اپنا فریضہ جاری کردیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کردی ۴۷ (مسلم بخاری)

(۵۶۰۶) ۱؎ قتادہ تابعی ہیں اور حضرت انس بھی مشہور صحابی ہیں اور مالک ابن صعصعہ بھی صحابی ہیں ۲؎ اسریٰ بنا ہے اسراء سے بمعنی رات میں سیر کرنا سارے معجزات لوگوں کو دکھائے مگر معراج لوگوں سے چھپائی گئی بعد میں سنائی گئی۔ کیونکہ معراج میں رب سے وصال تھا۔ اس میں حضور کی نورانیت بھی ظاہر تھی۔ اور حضور کا لباس بھی نورانی تھا کسی آنکھ میں طاقت نہ تھی کہ حضور کو دیکھتی گھر کا لباس اور ہوتا ہے

دفتر کا لباس دوسرا دنیا حضور کا دفتر ہے یہاں لباس بشریت میں آئے وہ جہاں حضور کا گھر ہے وہاں کا لباس نور ہے۔۳؎ حجر اور حطیم ایک ہی چیز ہے یعنی کعبہ معظمہ کا پرنالہ گرنے کی جگہ اس کی تفسیریں اور بھی کی گئی ہیں۔اگر یہ جسمانی معراج کا ذکر ہے تو حضور اوّل شب میں حطیم میں تھے اور آخر شب میں ام ہانی کے گھر میں یا یوں کہو کہ حضور انور کو ام ہانی کے مکان سے یہاں حطیم میں لائے اور یہاں لاکر لٹایا۔یہاں سینہ پاک چاک کیا یہاں کوثر اور زمزم سے غسل دیا۔یہاں حلہ بہشتی پہنا کر حضور کو دولہا بنایا یہاں سے برات کے جلوس میں حضور کو لے کر فرشتے چلے تو اس حدیث میں اس جگہ سے معراج کا ذکر ہے فرشتہ یعنی جبرائیل امین کا ام ہانی کے گھر آنا اور قسم کا ہے یہاں حطیم میں آنا دوسری نوعیت کا ہے۔۴؎ بالوں سے مراد زیر ناف کے بال ہیں یعنی سارا پیٹ چاک کیا۔۵؎ بچپن شریف میں دل نکالا گیا تھا اس سے ایک چیز نکال دینے کے لیے۔آج دل نکالا گیا ہے اس میں علم و عرفان بھر دینے کے لیے وہاں تخلیہ یعنی صفائی تھی آج تحلیہ یعنی دل کی آراستگی ہے بغیر تکلیف دل دھونا اور حضور انور کا زندہ رہنا یہ بھی معجزہ ہے۔۶؎ حضور کے قلب شریف میں ایمان و حکمت پہلے ہی سے موجود تھا یہ بھی زیادتی فرمانے کے لیے ہوا سینہ پاک پہلے ہی نورانی تھا اب نور علی نور ہوگیا سونا، جنتی تھا، پانی زمزم جنتی سونے کی لگن میں حرم کا پانی شریف سبحان اللہ سونے پر سہاگہ ہے۔۷؎ براق بنا ہے برق سے بمعنی بجلی یا چمکدار سفیدی چونکہ اس کی رفتار بجلی کی طرح تیز ہے۔اور وہ چمک دار سفید رنگ ہے اس لیے براق کہتے ہیں بعض شارحین نے فرمایا کہ اس پر گزشتہ انبیاء کرام بھی سواری کرتے رہے تھے۔بعض نے فرمایا کہ ہر نبی کا براق علیحدہ ہے یہ براق خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا اور ہے(مرقات) اس پر حضور معراج میں بھی سوار ہوئے اور قیامت میں بھی سوار ہوں گے یہ جنت میں چرتا رہا ہے وہاں یہ جانور کسی عمل کے جزا کے لیے نہیں پہنچا تاکہ یہ کہا جائے کہ جنت تو صرف انسانوں کی جگہ ہے وہاں جانور کیسے پہنچا بلکہ حور و غلمان جنتی چڑیوں کی طرح یہ بھی خدمت کے لیے ہے خیال رہے کہ ہر نبی کا جنت میں ایک حوض ہوگا۔مگر حضور کے حوض کا نام کوثر ہے۔جو سب سے اعلیٰ ہے یوں ہی ہر نبی کا جنت میں ایک براق ہوگا سواری کے لیے مگر حضور کا براق سب سے اعلیٰ ہوگا وہ یہی براق ہے۔(اشعہ) ۸؎ یعنی میں خود سوار نہ ہوا بلکہ سوار کیا گیا۔جبرائیل امین نے حضور کو سوار کیا۔رکاب جناب جبرائیل نے تھامی اور لگام میکائیل نے پکڑی اس شان سے دولہا کی سواری چلی (اشعہ) خیال رہے کہ حضور انور کا براق پر سوار ہونا اظہار شان کے لیے تھا جیسے دولہا گھوڑے پر ہوتے ہیں براتی پیدل اور گھوڑا خراماں خراماں چلتا ہے۔براق کی یہ رفتار بھی خراماں تھی ورنہ اس دن خود حضور کی اپنی رفتار براق سے زیادہ تیز ہوتی۔دیکھو حضرات انبیاء کرام نے بیت المقدس میں حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور حضور کو وداع کیا۔مگر آسمانوں پر حضور سے پہلے پہنچ گئے اور حضور کا استقبال کیا جیسا کہ آگے آرہا ہے۔کیونکہ آج ان حضرات کی کارکردگی کا دن تھا۔حضور کے دولہا بننے کا دن تھا یہ ہے نبی کی رفتار۔۹؎ حدیث میں اجمال ہے یہاں بیت المقدس کی نماز و خطبہ وغیرہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔دوسری احادیث میں کیا گیا ہے۔اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضور انور آسمان پر براق کے ہی ذریعہ پہنچے۔بعض نے کہا کہ وہاں بادبان کے ذریعہ پہنچے بعض نے کہا کہ وہاں حضرت جبرائیل اپنے بازوؤں پر لے گئے براق صرف بیت المقدس تک تھا۔مگر قوی پہلا قول ہے (اشعہ و مرقات) خیال رہے کہ اسی معراج کے تین حصہ ہیں۔فرش سے فرش تک یعنی بیت الحرام سے بیت المقدس تک۔دوسرا فرش سے عرش تک۔تیسرا حصہ عرش سے لامکان تک۔بیت المقدس تک اس لیے پہنچایا گیا تاکہ اہل مکہ کو بیت المقدس کے حالات بتا کر دوسری دو معراجوں کا ثبوت دیا جائے کیونکہ وہ لوگ بیت المقدس جاتے آتے رہتے تھے۔اور تاکہ بیت المقدس کی عظمت کو چار چاند لگ جائیں۔نیز آسمانوں کے دروازے بیت المقدس کے مقابل ہیں۔یہاں سے سیدھے ان دروازوں پر پہنچا جائے (مرقات) ۱۰؎ اگرچہ فرشتوں میں حضور کی آمد کا

پہلے سے ہی اعلان ہو چکا تھا اور آسمانوں کو ہر طرح سجایا آراستہ کیا جا چکا تھا تشریف آوری کی دھوم مچ چکی تھی۔ مگر دربار الٰہی کا ادب یہ ہے کہ وہاں اجازت لے کر حاضری دی جائے حضور اللہ کے محبوب بھی ہیں اور عبد بھی معراج میں دونوں شانوں کا اظہار ہے۔ خیال رہے کہ اس رات کو کروڑوں فرشتے تو حضور انور کو لینے مکہ معظمہ آئے تھے۔ اور بہت سے فرشتے استقبال کے لیے اپنی ڈیوٹیوں پر تھے۔ اور آج جبرائیل امین اس دروازے سے حضور کو لے گئے تھے جو آج تک کسی کے لیے نہیں کھولا گیا تھا وہ صرف حضور انور کے لیے ہی تھا۔ آسمان کے کروڑوں دروازے ہیں ہر شخص کی روزی اترنے کا دروازہ۔ اعمال چڑھنے کا دروازہ فرشتوں کے چڑھنے کے دروازے ہیں۔ یہ باب الصعود یا باب العروج تھا۔ مصعد ملائکہ دروازہ کا ذکر اس جگہ مرقات میں بھی ہے۔ ۱۱؎ دربان فرشتے کے یہ تین سوال اسی لیے ہیں کہ جبرائیل یہ دروازہ تمہارے لیے تو ہے نہیں تمہارا دروازہ اور ہے آج تم ادھر کیوں داخل ہونا چاہتے ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ آج میں ان کے ساتھ ہوں جن کی خاطر یہ دروازہ بنایا اور بند رکھا گیا ہے۔ آج اس دروازہ کے کھلنے کا دن ہے اس رات نہ معلوم کتنے دروازے کھلے ہوں گے، ارسل الیہ کا مطلب وہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ کیا آج وہ بلائے گئے ہیں۔ یہ سوال اس اعلان کے خلاف نہیں جو پہلے سے حضور کی معراج کا ہو چکا تھا۔ یہ ضابطہ کی کارروائی ہے۔ یہاں مرقات میں فرمایا کہ خود رب تعالیٰ حضور انور کے ساتھ تھا اور خود ہی حضور کا استقبال فرما رہا تھا۔ ۱۲؎ آدم علیہ السلام نے ابھی بیت المقدس میں حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور حضور کو وداع فرمایا خود پیچھے روانہ ہوئے مگر استقبال کے لیے حضور سے پہلے یہاں پہنچ گئے۔ یہ ہے نبی کی رفتار حضور کے براق کی یہ رفتار خراماں تھی۔ ان حضرات کی کارگزاری کا دن تھا۔ اس لیے وہ کبھی اپنی قبر میں ہیں کبھی بیت المقدس میں کبھی آسمان کے دروازے میں جیسا کہ برات کے منتظمین کا حال ہوتا ہے۔ ۱۳؎ چونکہ حضور وہاں سے گزرے ہیں۔ اور آدم علیہ السلام وہاں ہی ہیں اور رہیں گے۔ آنے والا ٹھہرے ہوئے کو سلام کرتا ہے۔ اس لیے آپ سلام کریں ورنہ حضور سارے نبیوں سے افضل ہیں۔ ۱۴؎ صالح یا تو صلاحیت سے ہے بمعنی معراج حق سے ملاقات اس کے دیدار کی صلاحیت رکھنے والے یا اصلاح سے ہے بمعنی نیک خوش خصال یا صالح وہ ہے جو خالق و مخلوق دونوں کے حق ادا کرے اس لیے موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی والحقنی بالصالحین صالح وہ ہے جس میں ساری خوبیاں جمع ہوں (مرقات) ۱۵؎ یہ دونوں پیغمبر حضور کو ایک ہی جگہ ملے۔ یحیٰی علیہ السلام کی خالہ یعنی مریم کی بہن حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی تھیں۔ اس رشتہ سے حضرت زکریا نے جناب مریم کی پرورش کا حق ثابت کیا تھا (**اشعہ**) اس کے معنی اور بھی کیے گئے ہیں کہ مریم کی خالہ حضرت زکریا کی زوجہ تھیں تو معنی یہ ہیں کہ یہ دونوں خالہ بھانجی کے بیٹے ہیں۔ کہ **مریم بھانجی** ہیں اور ایشاع یعنی والدہ یحیٰی علیہ السلام خالہ ابنا خالہ کہنا تغلیبا ہے جیسے چاند سورج کو قمرین کہہ دیتے ہیں۔ ۱۶؎ خیال رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھالے گئے۔ باقی انبیاء کرام دوسروں کی طرح مرتے نہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں یعنی دار فنا سے دار بقا کی طرف وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں (مرقات) ۱۷؎ خیال رہے کہ ان حضرات انبیاء کرام نے حضور انور کو اپنا بھائی فرمایا کیونکہ سارے نبی نبوت کے لحاظ سے ایک دوسرے کے بھائی ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ انبیاء کرام علاتی بھائی ہیں عقائد سب کے ایک قواعد شرعیہ میں مختلف یہ بھی خیال رہے کہ ان حضرات کا مختلف آسمانوں پر حضور سے ملاقات کرنا استقبال کے لیے ہے ورنہ ان کے مقامات یہ نہیں ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا مقام چوتھا آسمان ہے مگر معراج میں انہوں نے حضور سے دوسرے آسمان پر ملاقات کی جیسے جب حاجی صاحبان حج سے آتے ہیں تو کوئی کراچی جا کر ان کا استقبال کرتا ہے کوئی لاہور جا کر اور کوئی گجرات کے اسٹیشن پر تفسیر روح البیان نے اس ترتیب مکانی کی وجہ بہت شاندار بیان کی ہے دیکھو ہماری تفسیر نعیمی۔ ۱۸؎ ان سب حضرات کا یہ فرمانا

ستقبالیہ کلمات کے طور پر تھا ۱۹؎ خیال رہے کہ ادریس علیہ السلام کا مقام جنت ہے آپ نے دنیا میں عارضی موت اختیار کی پھر زندہ ہوئے ور جنت میں داخل ہوئے پھر وہاں سے نہ نکلے رب نے فرمایا اچھا انہیں یہاں ہی رہنے دو رب فرماتا ہے: وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا (۱۹،۵۷) ور ہم نے اسے بلند مکان پر اُٹھا لیا۔ (کنزالایمان) مگر آج حضور انور کے استقبال کے لیے چوتھے آسمان کے اس دروازہ پر آئے چوتھا سمان گویا ان کا دفتر ہے جنت انکا گھر کارگزاری دفتروں میں ہوا کرتی ہے نہ کہ گھر میں۔ ۲۰؎ ادریس علیہ السلام حضور انور کے آباؤ اجداد یں سے ہیں کیونکہ آپ نوح علیہ السلام کے آباؤ اجداد میں سے ہیں مگر آپ کو بھائی کہا اس لیے کہ نبوت کے لحاظ سے سارے انبیاء آپس میں بھائی ہیں اس نبوت کے لحاظ سے سارے انبیاء آپس میں بھائی ہیں اس نبوت کے رشتہ سے حضور کو بھائی کہا جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں (مرقات اشعہ) ۲۱؎ تفسیر روح البیان نے ایک مقام پر فرمایا ہے کہ حضرات انبیاء کرام کے یہ مقامات ان کے درجات اور علوم کے لحاظ سے تھے جس نبی کا جتنا درجہ اعلیٰ اتنا ہی مقام بلند۔ دیکھو حضرت ہارون علیہ السلام اور ان سے اوپر پانچویں آسمان پر حضور انور سے ملے جیسا کہ آگے آرہا ہے ابراہیم علیہ السلام چونکہ انبیاء کرام کے والد ہیں اور بڑے درجہ والے اس لیے وہ سب سے اوپر ساتویں آسمان پر حضور انور سے ملے یہ فرق مراتب بیت المقدس کی نماز میں بھی تھا کہ اعلیٰ درجہ والے نبی پہلی صف میں تھے واللہ اعلم۔ ۲۲؎ صالح کے نہایت لذیز ونفیس معنی ابھی کچھ پہلے عرض کیے گئے کہ رب کے دیدار اس سے بالمشافہ کلام فرمانے اس سے اپنی بات منوانے گنہگاروں کی شفاعت فرمانے کی صلاحیت رکھنے والے، یہ صلاحیتیں سواء حضور انور کے اور کسی میں نہیں ۲۳؎ چونکہ موسیٰ علیہ السلام پہلے صاحب کتاب بھی ہیں آپ کی توریت پر ہزارہا نبیوں نے عمل کیا۔ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ (۵،۴۴) اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے۔ (کنزالایمان) آپ کلیم اللہ ہیں۔ اس لیے آپ ان سب نبیوں سے اوپر یعنی چھٹے آسمان پر دکھائے گئے اکثر علماء فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام جناب عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں۔ ان کی دلیل یہ حدیث بھی ہے۔ ۲۴؎ بعض بیوقوفوں نے سمجھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ رونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حسد کی وجہ سے تھا۔ کہ جو درجہ انہیں مل گیا وہ مجھے نہ ملا اور ان کی امت جس قدر اہل جنت ہوئی میری نہ ہوئی مگر یہ غلط محض ہے۔ کیونکہ آخرت میں تو اللہ تعالیٰ مومنوں کے سینوں سے بھی حسد دور کرے گا۔ فرماتا ہے وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ (۷،۴۳) اور ہم نے ان کے سینوں سے کینے کھینچ لیے (کنزالایمان) تو وہ حضرات انبیاء کرام جو دنیا میں حسد سے پاک تھے وہاں حسد کیسے کریں گے۔ عام شارحین فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ رونا اپنی امت پر اظہار افسوس کے لیے ہے۔ کہ ان بدنصیبوں نے ہمیشہ میری مخالفت کی اس لیے ان میں جنتی تھوڑے ہوئے اور ان محبوب کی امت ان کی اطاعت بہت کرے گی۔ اس لیے وہ جنتی زیادہ ہوں گے مگر عشاق کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ رونا خوشی کا تھا۔ کہ آج ان کی طور والی تمنا پوری ہوگی کہ آج بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور میں ان کی آنکھوں کو دیکھوں گا۔ گویا رخسار مصطفیٰ جمال الٰہی کا میرے لیے آئینہ بنیں گے۔ اگلا مضمون رونے کی وجہ نہیں ہے بلکہ مستقل کلام ہے یہ توجیہ بڑی لذیذ ہے۔ انشاء اللہ اس کا ذکر بھی آگے آتا ہے۔ ۲۵؎ عرب میں غلام بمعنی قوی اور طاقتور بھی آتا ہے اگرچہ وہ ادھیڑ یا بوڑھا ہو۔ چنانچہ اہل عرب حضور انور کو شاب یعنی جوان کہتے تھے اور ان سے کم عمر حضرت ابو بکر صدیق کو شیخ کہتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے حضور کو غلام کہا بمعنی نہایت قوت و طاقت والے رسول جنہوں نے تھوڑے عرصہ میں دنیا کا نقشہ بدل دینا ہے بگڑی قوم کو بنانا بہت دشوار کام ہے۔ ۲۶؎ اس فرمانِ عالی کا مطلب ابھی عرض کیا گیا کہ یہ حسد یا غیظ نہیں بلکہ اپنی امت اسرائیلیوں پر اظہار افسوس ہے کہ کاش میری امت بھی ان محبوب کی امت کی طرح تابع فرمان ہوتی۔ میری امت میں بھی ان کی امت کی طرح اولیاء علماء صالحین رہتے۔ ۲۷؎ یعنی سب سے بلند

مقام ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔یہی ترتیب اکثر روایات میں ہے۔بعض روایات میں اس کے خلاف بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو ساتویں آسمان میں دیکھا۔ادریس علیہ السلام کو تیسرے آسمان میں یوسف علیہ السلام کو دوسرے آسمان میں۔اگر وہ روایت درست ہے تو وہ واقعہ کسی اور معراج کا ہے حضور انور کو معراجیں بہت ہوئی ہیں ایک جسمانی باقی منامی یعنی خواب میں۔۲۸؎ یہاں مرقات نے فرمایا کہ معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم شوق دیدار الٰہی میں بحالت استغراق تھے۔اس۔لیے جبرائیل امین ہر بار عرض کرتے تھے کہ یہ فلاں نبی ہیں اور یہ فلاں رسول آپ انہیں سلام کریں۔آپ کی توجہ تام رب انام کی طرف تھی۔مازاغ البصر و ماطغی کا ظہور تھا (مرقات) ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام انبیاء کرام کو جانتے پہچانتے تھے۔کیسے نہ جانتے ابھی کچھ دیر پہلے تو بیت المقدس میں یہ سب حضرات حضور انور کے پیچھے نماز پڑھ چکے ہیں۔آپ سے ملاقات کر چکے ہیں۔آپ کو وہاں سے وداع کر چکے ہیں۔پھر نہ پہچاننے کے کیا معنی بات وہی ہے جو مرقات میں فرمائی۔۲۹؎ یہاں مرقات نے باتیں بہت مفید بیان فرمائیں۔ایک یہ کہ ان آسمانوں پر یہ انبیاء کرام اپنے جسم شریف سے ہی موجود تھے صرف روح نہ تھی۔دوسرے یہ کہ ہر آسمان پر بہت سے نبی استقبال کے لیے موجود تھے۔جن کی قیادت خاص خاص ہی کررہے تھے پہلے آسمان کی قیادت آدم علیہ السلام کررہے تھے یہاں قائدین انبیاء کا ذکر ہے۔تیسرے یہ کہ اس ترتیب مکانی میں رب تعالٰی کی بڑی حکمتیں تھیں۔چونکہ آدم علیہ السلام اوّل بشر اوّل نبی ہیں۔لہذا وہ اوّل آسمان پر تشریف فرما ہوئے اولیت کے اظہار کے لیے عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ترین ہیں کہ آپ میں اور ان کے درمیان میں کوئی اور نبی نہیں لہذا وہ وہاں سے قریب ترین جگہ یعنی دوسرے آسمان پر دکھائے گئے۔چونکہ حضور کی امت شکل یوسفی میں جنت میں داخل ہوگی اس لیے آپ ان کے بعد دکھائے گئے۔اور چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبیوں کے والد ہیں اس لیے آپ کو سب سے اونچے آسمان پر بلایا گیا۔۳۰؎ یہ ایک نورانی بیری کا درخت ہے۔جس کی جڑ چھٹے آسمان پر ہے۔شاخیں ساتویں آسمان کے اوپر۔اسے منتہی چند وجہ سے کہتے ہیں ایک یہ کہ فرشتوں کے علم کی انتہاء یہاں ہے اس سے اوپر کی خبر کسی فرشتے کو نہیں۔دوسرے یہ کہ حضور انور کے سواء کوئی نبی یہاں سے آگے تشریف نہ لے گئے۔تیسرے یہ کہ سب سے بڑے فرشتے حضرت جبرائیل کی انتہا یہاں ہی ہے۔کہ وہ اس سے آگے نہیں بڑھتے چوتھے یہ کہ لوگوں کے اعمال یہاں تک ہی بذریعہ فرشتے کے پہنچتے ہیں۔پھر یہاں سے اوپر اٹھائے جاتے ہیں۔یوں ہی احکام الٰہی اوپر سے یہاں تک آتے ہیں۔پھر فرشتے یہاں سے لیتے ہیں۔بہر حال یہ بیری چند وجہوں سے منتہی یعنی ختم ہونے کی جگہ ہے یہاں اضافت موصوف کی صفت کی طرف ہے (مرقاۃ) ۳۱؎ ہجر یمن کا ایک شہر ہے۔جہاں کے مٹکے بہت بڑے ہوتے ہیں۔فرمایا اس بیری کے بیر مقام ہجر کے مٹکوں کی طرح ہیں۔خیال رہے کہ تمام درختوں میں بیری افضل ہے۔اس کے بعد کھجور کا درخت۔۳۲؎ یعنی اس بیری کے درخت کی جڑ سے چار نہریں نکل رہی ہیں دو تو ظاہر بہتی ہیں اور دو زمین دوز جیسے مکہ معظمہ میں نہر زبیدہ۔۳۳؎ یہ جنتی نہریں کوثر اور سلسبیل ہیں یا کوثر اور نہر رحمت۔۳۴؎ معلوم ہوا کہ نیل اور فرات بڑی اشرف و اعلیٰ نہریں ہیں کہ ان کی اصل جنت سے ہے۔۳۵؎ اس طرح کہ بیت المعمور تک پہنچایا گیا۔اور وہ میرے سامنے آیا جیسے لاہور جانے والا کہتا ہے کہ لاہور آ گیا یعنی میں لاہور آ گیا بیت المعمور فرشتوں کا قبلہ ہے۔کعبہ معظمہ کے مقابل ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔بعض روایات میں ہے کہ حضور انور نے وہاں فرشتوں کو نماز پڑھائی جیسے بیت المقدس میں نبیوں کو پڑھائی تھی۔اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں شعر:-

یہ نور سد اسماں یہ بندھا یہ سدرہ اٹھا وہ عرش جھکا صفوف سمانے سجدہ کیا ہوئی جو اذاں تمہارے لیے

۳۶؎ وہاں دین فطرت دودھ کی شکل میں دکھایا گیا دودھ ہی دنیا میں انسان کی پہلی غذا ہے اس کا رنگ سفید ہے اور سفید رنگ تمام رنگوں کی اصل ہے۔فطرت کی اصل شریعت کی اتباع ہے انتہا وصول الی اللہ ہے۔آج بھی جو خواب میں دودھ پیئے تو اس کی تعبیر فطرت علم دین اور اسلام پر استقامت ہوتی ہے۔(اشعہ،مرقاۃ) اگرچہ شہد بھی اچھی چیز ہے مگر اس میں دودھ کی سی سفیدی صفائی غذائیت نہیں ہے۔یہ شراب جنت تھی جو حرام نہیں۔ ۳۷؎ نماز کی فرضیت لامکان میں پہنچ کر ایسے مقام پر ہوئی جہاں نہ مکان تھا۔نہ مقام نہ یہاں تھا نہ وہاں یہ خاص تحفہ تھا جو امت محمدیہ کو حضور کی معرفت دیا گیا۔حضور انور تو پہلے ہی سے نمازیں ادا کرتے تھے۔ ۳۸؎ یعنی چھٹے آسمان پر معلوم ہوتا ہے کہ واپسی میں بھی حضور انور سے تمام نبیوں نے اسی ترتیب سے ملاقات کی جس ترتیب سے جاتے وقت ملاقات کی تھی یہی سواریوں کا حال تھا کہ براق،رفرف وغیرہ جس ترتیب سے حضور کو لے گئے تھے اسی ترتیب سے واپس لائے ۳۹؎ یہ ہے موسیٰ علیہ السلام کا علم غیب کہ امت محمدیہ جوان کے بہت بعد ہے اور تاقیامت رہے گی اس کی طبعی کیفیت سے خبردار ہیں واقعی اگر نمازیں پچاس رہتیں تو چوبیس گھنٹہ میں پچاس نمازیں سخت بھاری پڑتیں نمازوں کے بعد کوئی وقت ہی نہ بچتا جو دوسرا کام کیا جاتا کھانا کمانا سونا وغیرہ سب بند ہوجاتے خیال رہے کہ طاقت سے زیادہ کی تکلیف دینا رب کا قانون نہیں لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا (۲:۲۸۶) اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔(کنزالایمان) یہاں تکلیف نہیں کیونکہ یہ حکم امت تک پہنچا ہی نہیں۔جب ان تک پہنچا تو آسان بن چکا تھا لہذا اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۴۰؎ موسیٰ علیہ السلام کی امت پر دن رات میں صرف دو نمازیں فرض تھیں جنہیں وہ ادا نہ کرسکے اس لیے آپ یہ فرمارہے ہیں اگر موسیٰ علیہ السلام کی ہر بات مانی جاتی تو غالبًا ہفتہ میں ایک نماز رہتی۔ ۴۱؎ خیال رہے کہ اللہ تعالٰی ارحم الراحمین ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رؤف رحیم ہیں مگر امت محمدیہ پر رحم آیا جلال والے نبی موسیٰ علیہ السلام کو آخر یہ کیوں اس کی چند وجہیں ہیں ایک یہ کہ رب چاہتا تھا کہ دکھادیا جائے کہ اللہ کے مقبول بندے بعد وفات لوگوں کی مدد کرسکتے ہیں دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات سے تین ہزار سال بعد مسلمانوں کی مدد یہ کی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرادیں دوسرے یہ کہ بتادیا جائے کہ اللہ تعالٰی جسے جو دیتا ہے اپنے مقبولوں کے ذریعہ وسیلہ سے دیتا ہے رب نے یہ رعایت دی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کردیں مگر موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے تیسرے یہ کہ موسیٰ علیہ السلام بھی رب سے عرض و معروض کرتے ہیں۔تو حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دیکھو جناب موسیٰ علیہ السلام نے خود ہی رب سے یہ نہ کہہ دیا کہ پچاس نمازیں زیادہ ہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کہا اے لوگو تم بھی حضور کے توسل سے رب سے عرض و معروض کیا کرو۔چوتھے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ الٰہی میں ایسی باریابی ہے کہ بار بار حاضر ہوسکتے ہیں دیکھو حضور نے یہاں سے ہی دعا نہ کردی بلکہ بار بار حضرت موسیٰ علیہ السلام اور رب تعالٰی کے درمیان آتے جاتے رہے اس لیے رب تعالٰی نے پانچ پانچ نمازیں کم کیں ایک بار ہی پینتالیس کم نہ کردیں۔پانچویں یہ کہ موسیٰ علیہ السلام چاہتے تھے کہ محبوب بار بار رب کو دیکھ کر آتے ہیں اور میں محبوب کو ان کی آنکھوں کو بار بار دیکھتا ہوں رخسار مصطفیٰ جمال کبریا کا آئینہ تھے طور والی دعائے دیدار آج قبول ہورہی ہے وہ تمنا آج پوری ہورہی ہے۔امت کا بہانہ تھا کام اپنا بناتا تھا۔اس لیے اس کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام منتخب ہوئے۔غرضیکہ اس واقعہ میں بہت سی حکمتیں ہیں جو رب ہی جانے یا اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ۴۲؎ یہاں دس نمازوں کی معافی کا ذکر ہے دوسری روایت میں ہے کہ رب نے آدھی نمازیں معاف کردیں ایک اور روایت میں ہے کہ پانچ پانچ نمازیں معاف فرمائیں یہ آخری روایت مفصل ہے باقی دونوں روایتیں مجمل ہیں یعنی چند بار میں آدھی نمازیں معاف ہوئیں یا دو بار میں دس نمازیں معاف فرمائیں۔تفصیل یہ ہے کہ پانچ پانچ نمازیں معاف ہوئیں اور حضور

انوراسی رات دس دفعہ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوئے ایک دفعہ تو پہلی بار اور نو دفعہ حضرت موسیٰ اور ربّ تعالٰی کے درمیان تب نمازیں پچاس کی پانچ ہوئیں۔ ۴۳؎ یعنی میں نے آخر بار میں موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ نمازیں پینتالیس معاف ہوگئیں اور پانچ باقی رہیں اس سے معلوم ہوا کہ حکم شرعی عمل بلکہ مکلفین کی خبر سے پہلے بھی منسوخ ہوسکتا ہے دیکھو معاف شدہ پینتالیس نمازوں کا حکم ہوا مگر مسلمانوں نے، نہ تو ان پر عمل کیا نہ ادا کیں کہ منسوخ ہوگئیں صرف حضور انور کے علم میں آئیں نسخ سے پہلے حضور کا علم ہی کافی ہے۔ ۴۴؎ یعنی عام مسلمان پانچ نمازوں کی پابندی نہیں کرسکیں گے اس میں سستی کیا کریں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمان بالکل درست ہوا دیکھ لو آج مسلمان زکوٰۃ، حج، جہاد مسجدوں کی تعمیر بڑے شوق سے کرتے ہیں روزے کے لیے بچے ضدیں کرتے ہیں مگر نماز کا پابند کوئی کوئی ہی ہے ربّ تعالٰی فرماتا ہے وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ (۲:۴۵) اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر (نہیں) جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں۔ (کنزالایمان) یہاں طاقت سے مراد قوت نہیں بلکہ رغبت والی طاقت مراد ہے لہٰذا اس فرمان موسوی پر کوئی اعتراض نہیں نہ تو ربّ نے طاقت سے زیادہ نمازوں کا ہم کو مکلف کیا ہے اور نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمان غلط ہوا طاقت واستطاعت کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ۴۵؎ یعنی نمازیں پانچ سے بھی کم کردی جائیں شاید جناب کلیم اللہ کا مقصد یہ ہوگا کہ دن رات میں ایک بلکہ ہفتہ میں ایک نماز رہے۔ ۴۶؎ صوفیاء فرماتے ہیں کہ یہ پروگرام پہلے ہی طے شدہ تھا ورنہ جب نو بار حضور انور نے بے جھجک عرض معروض کی تو اب کیوں حیا فرمائی۔ ۴۷؎ یعنی نمازیں پڑھنے میں کم کی گئی ہیں ثواب میں کم نہیں کی گئیں مسلمان پڑھیں پانچ مگر ثواب پچاس ہی کا پائیں گے ربّ فرماتا ہے: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (۶:۱۶۰) جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں۔ (کنزالایمان)

وَعَنْ ثَابِتِ نِ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَآبَّةٌ اَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ يَقَعُ حَافِرُهٗ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهٖ فَرَكِبْتُهٗ حَتّٰى اَتَيْتُ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَرَبَطْتُهٗ بِالْحَلْقَةِ الَّتِىْ تَرْبِطُ بِهَا الْاَنْبِيَآءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَآءَنِىْ جِبْرَئِيْلُ بِاِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَّاِنَاءٍ مِّنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرَئِيْلُ اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَآءِ وَسَاقَ مِثْلَ مَعْنَاهُ قَالَ فَاِذَا اَنَا بِاٰدَمَ فَرَحَّبَ بِىْ وَدَعَالِىْ بِخَيْرٍ وَّقَالَ فِى السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ فَاِذَا اَنَا بِيُوْسُفَ اِذَا هُوَ قَدْ اُعْطِىَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ بِىْ وَدَعَالِىْ بِخَيْرٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ بُكَآءَ مُوْسٰى وَقَالَ فِى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِيْمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهٗ اِلَى الْبَيْتِ

(۵۶۰۷) روایت ہے حضرت ثابت بنانی سے وہ حضرت انس سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس براق لایا گیا وہ سفید دراز جانور ہے گدھے سے اونچا خچر سے نیچا اپنی ٹاپ اپنی نگاہ کی حد پر رکھتا ہے ۲؎ میں اس پر سوار ہوگیا، حتی کہ میں بیت المقدس آیا تو میں نے اس سے اس کڑے سے باندھا جس سے حضرات انبیاء باندھا کرتے تھے فرمایا ۳؎ پھر میں مسجد میں داخل ہوا تو اس میں دو رکعتیں پڑھیں ۴؎ پھر میں نکلا تو میرے پاس جبرائیل ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا لائے تو میں نے دودھ اختیار کیا ۵؎ تو جبرائیل بولے کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا پھر ہم کو آسمان کی طرف چڑھایا گیا اور پچھلی حدیث کے معنی بیان کئے ۶؎ فرمایا کہ ہم جناب آدم کے پاس تھے انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور مجھے دعا خیر دی فرمایا پھر تیسرے آسمان میں پہنچے تو میں حضرت یوسف کے پاس تھا انہیں دیا گیا ہے آدھا حسن ۷؎ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعا خیر کی اور جناب موسیٰ کا رونا ذکر نہیں کیا ۸؎ اور فرمایا کہ ساتویں آسمان پر پہنچے تو ہم جناب ابراہیم کے پاس تھے۔ جو بیت المعمور سے اپنی پیٹھ لگائے تھے ۹؎ اس

الْمَعْمُوْرِ وَاِذَا هُوَيَدْ خُلُهٗ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِيْ اِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيَلَةِ وَاِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا وَاَوْحٰى اِلَيَّ مَا اَوْحٰى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَافَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَاتُطِيْقُ ذٰلِكَ فَاِنِّيْ بَلَوْتُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ وَبَيْنَ مُوْسٰى حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةٌ فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَّمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ لَهٗ شَيْئًا فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

میں ہر دن ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو پھر کبھی وہاں لوٹ کر نہیں آتے ۱۰ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لے گئے تو اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے ۱۱ اور اس کے پھل مٹکوں کی طرح تو جب اسے اللہ کے حکم سے وہ نورانیت چھا گئی تو سدرۃ ایک دم بدل گیا ۱۲ اللہ کی مخلوق میں کوئی نہیں جو اس کی خوشنمائی بیان کر سکے ۱۳ رب نے میری طرف جو وحی کی وہ کی ۱۴ پھر مجھ پر پچاس نمازیں ہر دن ورات میں فرض فرمائیں ۱۵ پھر میں موسیٰ علیہ السلام تک اتر کر پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا میں نے کہا کہ ہر دن ورات میں پچاس نمازیں انہوں نے کہا اپنے رب کی طرف لوٹئے اس سے ہلکا کرنے کی درخواست کیجئے کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی ۱۶ میں تو بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں ان پر تجربہ کر لیا ہے فرمایا پھر میں اپنے رب کی طرف لوٹا میں نے عرض کیا یارب میری امت پر تخفیف فرما تو اس نے پانچ نمازیں کم کردیں ۱۷ پھر میں جناب موسیٰ کی طرف لوٹا میں نے کہا کہ مجھ سے پانچ کم کردیں انہوں نے کہا کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی آپ اپنے رب کی طرف واپس جائیں اس سے کمی کا سوال کریں فرماتے ہیں کہ میں اپنے رب اور حضرت موسیٰ کے درمیان دورہ کرتا رہا حتی کہ فرمایا اے محمد یہ ہر دن ورات میں پانچ نمازیں ہیں ہر نماز کا دس گنا ثواب تو یہ پچاس نمازیں ہی ہوئیں ۱۸ جو کوئی کسی نیکی کا ارادہ کرے پھر وہ کرے نہیں تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جائے گی ۱۹ پھر اگر وہ یہ کر بھی لے تو اس کے لیے دس لکھوں گا ۲۰ اور جو گناہ کا ارادہ کرے پھر کرے نہیں تو اس کے لیے کچھ نہیں لکھوں گا ۲۱ پھر اگر وہ کر لے تو اس کے لیے ایک ہی گناہ لکھا جائے گا ۲۲ فرماتے ہیں کہ پھر موسیٰ علیہ السلام کی طرف اترا میں نے انہیں یہ خبر دی تو انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف واپس ہو جایئے اس سے کمی کا سوال کیجئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف اتنا لوٹ چکا کہ اب میں اس سے شرم کرتا ہوں ۲۳ (مسلم)

(۵۶۰۷) ۱ حضور انور براق پر سوار ہوئے مسجد حرام شریف میں پھر اسی براق پر سوار ہوئے مسجد اقصیٰ سے آسمان تک کے سفر میں

ساتویں آسمان سے آگے براق رہ گیا رفرف یعنی قدرتی تخت حضور کو اوپر لے گیا پھر عرش اعلیٰ سے اوپر بغیر کسی سواری کے تشریف لے گئے ادھر سے خطاب تھا ادن یا محمد اے محبوب اور قریب آئیے ادھر سے ایک قدم حضور آگے بڑھاتے تھے ایک قدم میں ہزار ہا پردے طے ہو جاتے تھے ۲؎ لہذا براق ایک قدم میں آسمان پر پہنچا مگر یہ رفتار خراماں تھی حضرات انبیاء کرام براق سے پہلے اپنے اپنے مقام پر حضور کے استقبال کے لیے پہنچ چکے تھے۔ ۳؎ یہ کڑا اس گنہگار نے دیکھا ہے اب وہ زیر زمین ہے تہ خانہ میں واقع ہے پیتل کا ہے بہت باریک رہ گیا ہے ایک دیوار میں نصب ہے وہاں لوگ برکت کے لیے نوافل پڑھتے ہیں یعنی حضرات انبیاء کرام جب بیت المقدس میں سواریوں پر آتے تھے تو اس حلقہ سے ہی باندھتے تھے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ ہر نبی کو رب تعالیٰ نے براق عطا فرمائے تھے جو اسی حلقہ سے باندھتے تھے مگر یہ شارحین یہ نہیں بتا سکے کہ وہ حضرات اپنے براقوں پر سوار کب ہوئے تھے حضور انور تو معراج میں سوار ہوئے ان حضرات کو معراج عطا نہیں ہوئی اگر یہ معنی کرو کہ آج سارے نبی اپنے اپنے براقوں پر آئے اور انہوں نے اسی حلقہ سے باندھے تو بالکل غلط ہے، کیونکہ یہاں ماضی استمراری ہے باندھتے تھے بہرحال یہی معنی قوی ہیں کہ وہ حضرات اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ جس میخ سے انبیاء کرام کی سواریاں بندھا کریں۔ وہ میخ بھی افضل ہو جاتی ہے ۴؎ بیت المقدس میں پڑھیں جہاں سارے نبی آپ کے انتظار میں تھے سب نے حضور کے پیچھے یہ رکعتیں ادا کیں حقیقت میں حضور کی یہ امامت اس عہد کا ظہور تھا جو میثاق کے دن نبیوں سے حضور کے متعلق اطاعت و فرمانبرداری کا لیا گیا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا شعر:-

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اوّل اخر	کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

۵؎ پچھلی روایت میں گزرا کہ یہ برتن بیت المعمور کے پاس پیش کیے گئے یہاں ارشاد ہے کہ بیت المقدس کے پاس پیش ہوئے ہوسکتا ہے کہ دونوں جگہ پیش ہوئے ہوں یا یہ دوسری معراج کا واقعہ ہے جو خواب میں ہوئی تھی یہاں شہد کا ذکر نہیں شہد بیت المعمور میں پیش کیا گیا تھا یہاں نہیں یا روایت میں اجمال ہے ۶؎ یعنی اس حدیث کے الفاظ پچھلی حدیث کے کچھ خلاف ہیں مگر معنی ایک ہی ہیں۔ ۷؎ یعنی آدھا حسن تو حضرت یوسف علیہ السلام تنہا کو ملا ہے اور آدھا حسن ساری دنیا کو تقسیم ہوا تو آپ کا حسن سارے حسینوں کے حسن کے برابر ہے۔ ترمذی نے بروایت انس حدیث بیان کی کہ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سارے نبی نہایت خوبصورت خوش آواز بھیجے ہیں میں ان سب میں زیادہ حسین اور خوش آواز ہوں لہذا یہاں اس حدیث میں حضور مستثنیٰ ہیں۔ شیخ ابن حجر مکی نے شرح شمائل میں فرمایا کہ مسلمان یہ اعتقاد رکھے کہ صورت و سیرت کا حسن اللہ نے سب سے بڑھ کر حضور کو عطا فرمایا۔ الوہیت کے سوا سارے اوصاف سارے فضل و کمال حضور میں جمع ہیں (اشعہ) شعر:-

کسے بہ حسن و ملاحت بیار مانرسد	ترا دریں سخن انکار کار مانرسد
ہزار سکر بہ بازار کائنات زوند	یکے بخوبی صاحب عیار مانرسد

(اشعۃ اللمعات) یہاں مرقات نے فرمایا کہ حضور کے چہرے میں در و دیوار ایسے نظر آتے تھے جیسے آئینہ میں اور فرمایا کہ حسن مصطفیٰ کما حقہ صحابہ کو نہیں دکھایا گیا کہ کسی میں اس کے دیکھنے کی طاقت نہ تھی مگر حسن یوسفی کما حقہ سب کو دکھا دیا گیا یا اس فرمان کے معنے یہ ہیں کہ یوسف علیہ السلام کو میرے حسن کا آدھا عطا فرمایا گیا یعنی پورا حسن مجھے عطا ہوا مجھ سے آدھا یوسف علیہ السلام کو (مرقات) شعر:-

حسن یوسف سے کہیں بڑھ کر تھا حسن مصطفیٰ	بات یہ تھی اس کا کوئی دیکھنے والا نہ تھا

۸؎ صاحب مشکوٰۃ نے اس روایت میں اور گزشتہ روایت میں فرق رکھا رہے ہیں کہ وہاں موسیٰ علیہ السلام کے رونے کا ذکر تھا اس روایت میں اس کا ذکر نہیں گویا یہاں اجمال ہے۔ ۹؎ یعنی ابراہیم علیہ السلام اس طرح کھڑے تھے کہ ان کا منہ تو میری طرف تھا اور ان کی پیٹھ شریف بیت المعمور سے لگی ہوئی تھی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بیت المعمور خانہ کعبہ کے بالکل مقابل ہے بعض نے فرمایا کہ یہی بیت المعمور آدم علیہ السلام اپنے ساتھ لائے تھے پھر اٹھالیا گیا واللہ ورسولہ اعلم (اشعۃ اللمعات) ۱۰؎ بیت المعمور فرشتوں کا کعبہ وقبلہ ہے کہ اس طرف رخ کر کے سجدے کرتے ہیں اور اس کی زیارت کرنے باری باری سے آتے ہیں جو ایک بار کر جاتے ہیں وہ دوبارہ نہیں آتے یہ زیارت فرشتوں کا حج ہے ۱۱؎ الفیلۃ کی ت تانیث کی نہیں وحدت کی ہے۔ یعنی اس بیری کے پتے ہاتھی کے کان برابر بڑے ہیں۔ ۱۲؎ یعنی جب ہم سدرہ پر پہنچے تو اس پر ایک نور چھا گیا اس نور سے وہ سماں بندھا کہ اسے کوئی بیان نہیں کرسکتا اس گنہگار فقیر نے ایک صبح کو جالی شریف پر ایسے انوار دیکھے جو بیان نہیں ہوسکتے وہ نظارہ اب تک یاد ہے اللہ تعالٰی پھر دکھائے۔ ع الٰہی ایں کرم بار دگر کن ۱۳؎ یعنی میرے سوا کوئی اس کا حسن بیان نہیں کرسکتا اور مجھے اس کے کما حقہ بیان کی اجازت نہیں ایسے موقعہ پر متکلم مستثنٰی ہوتا ہے حضور نے تو اللہ تعالٰی کی ذات و صفات بیان فرمادیں حضور ہی کے بیان سے دنیا نے خدا کو جانا مانا اعلٰی حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں شعر:-

اے رضا احمد پاک کا فیض ہے ورنہ تم کیا سمجھتے خدا کون ہے

۱۴؎ یہاں وحی سے مراد وہ بالمشافہ کلام ہے جو رب نے حضور انور کو اپنی ذات اپنا جمال دکھاتے ہوئے فرمایا فرماتا ہے فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى اس کلام کی خبر نہ جبرائیل علیہ السلام کو ہے نہ کسی اور مخلوق کو خیال رہے کہ رب نے موسیٰ علیہ السلام سے جو کلام خلوت میں کیا وہ سب حضور کو بتادیا وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى (۲۰،۱۷) اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ! (کنزالایمان) مگر جو کلام اپنے محبوب سے کیا وہ کسی کو نہ بتایا معلوم ہوا کہ حضور صاحب اسرار خاص ہیں ۱۵؎ فیصلہ الٰہی یہ ہو چکا تھا کہ نمازیں اولاً پچاس فرض کی جائیں پھر موسیٰ علیہ السلام کے عرض و معروض پر پانچ رہیں یہ پروگرام پہلے سے طے شدہ تھا لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ کیا رب کو خبر نہ تھی کہ نمازیں پانچ رہیں گی رب کو یہ بھی خبر تھی کہ پانچ رہیں گی یہ بھی خبر تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کی مدد ان کی خواہش سے پانچ رہیں گی یہ بھی خبر تھی کہ پانچ پانچ کم ہوں گی ۹ بار میں پینتالیس کم ہوں گی ۱۶؎ اس کی شرح ابھی کی جاچکی کہ یہاں طاقت نہ رکھنے سے مراد یہ نہیں کہ وہ مجبور محض ہوں گے بلکہ آسانی والی طاقت مراد ہے علی امتک فرما کر یہ بتایا کہ حضور آپ کو پچاس نمازوں میں کوئی تکلف نہ ہوگا آپ کی عام امت پر بھاری پڑیں گی۔ ۱۷؎ یہ حدیث مفصل ہے پچھلی حدیث میں قدرے اجمال تھا پانچ پانچ نمازیں کم ہوئیں نو بار پینتالیس کی معافی پانچ باقی۔ جہاں دس کی کمی کا ذکر وہاں دو بار کو ایک دفعہ میں بیان فرمایا گیا ہے اجمالا اس کے باقی نکات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ۱۸؎ یعنی نماز پڑھنے میں پانچ ثواب میں پچاس ہیں ہمارا فیصلہ قائم ہے۔ ترمیم صرف عمل میں کی گئی امت پر تخفیف کے لیے۔ ۱۹؎ ھم سے مراد ہے کچا خام ارادہ یعنی جو شخص کسی نیکی کا غیر پختہ ارادہ کرے تب بھی اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جائے گی اگرچہ وہ کسی شرعی عذر یا ظاہری وجہ سے نہ کرسکے جیسے کسی نے حج کا ارادہ کیا مگر قرعہ میں نام نہ نکلا تو اسے ارادہ کا ثواب مل گیا کہ نیکی کا ارادہ کرنا بھی نیکی ہے بلکہ نیکی کی آرزو اور تمنا کرنا بھی نیکی ہے حجاج حج کو جارہے ہیں ایک غریب آدمی انہیں دیکھ کر اپنی محرومی پر آنسو بہا رہا ہے تمنا کررہا ہے کہ میرے پاس پیسہ ہوتا تو میں بھی جاتا اسے ثواب مل گیا۔ ایک شخص حضرات صحابہ کرام کی خوش نصیبی میں غور کررہا ہے کہ وہ کیسے خوش بخت تھے کہ حضور کے دیدار سے مشرف ہوئے اور سوچتا ہے کہ شعر:-

جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

اسے اس تمنا کا ثواب مل رہا ہے اور انشاء اللہ کل اسے صحابہ کرام کے ساتھ حشر نصیب ہوگا۔ ۲۰ یعنی ارادہ نیکی ایک نیکی ہے اور عمل نیکی دس نیکیاں ہیں یہ اللہ کا کرم ہے پھر نیکی کے ہر عمل پر الگ ثواب نماز کا ارادہ کرنا الگ نیکی وضو کرنا علیحدہ نیکی۔ مسجد کو چلنا اور نیکی بلکہ ہر قدم الگ نیکی وہاں نماز کے انتظار میں بیٹھنا الگ نیکی نماز کے بعد دعا مانگنا الگ نیکی۔ نماز تو مستقل علیحدہ نیکی ہے ہم کام کریں اپنی حیثیت کے لائق وہ عطا فرماتا ہے اپنی شان کے شایاں ۲۱ ھم اور عزم میں فرق ہے ھم سے مراد ہے خیال گناہ اس پر پکڑ نہیں عزم کے معنی ہیں گناہ کا پورا ارادہ اس پر پکڑ ہے کسی کے قتل یا چوری کی تاک میں رہا مگر کر نہ سکا تو گنہگار ہو گیا ہاں خیال گناہ گناہ نہیں ہے بلکہ اس سے باز آ جانا تو بہ کر لینا نیکی ہے۔ ۲۲ یعنی نیکی کی طرح گناہ میں اضافہ نہیں ہوتا خیال رہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک گناہ کا ایک لاکھ بن جانا وہ ایک ہی گناہ ہے مگر ہے اتنا بڑا کہ دوسری جگہ کے ایک لاکھ گناہوں کے برابر ہے کیونکہ اس نے حرم شریف کی زمین پاک کی توہین کی جیسے رمضان میں روزہ توڑنا دوسرے زمانہ کے اکسٹھ روزے توڑنے کے برابر ہے مگر ہے ایک ہی جرم لہذا اس حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔ نہ یہ دوسری احادیث کے خلاف ہے۔ ۲۳ اس شرم کے معنی اور اس کی وجہ ابھی پچھلی حدیث میں عرض کر دی گئی کہ یہ پروگرام رب تعالٰی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پہلے سے طے شدہ تھا جو کچھ ہوا پروگرام کے ماتحت ہوا۔

وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَبُوْ ذَرٍّ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ عَنِّيْ سَقْفُ بَيْتِيْ وَاَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرَئِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَآءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّ اِيْمَانًا فَاَفْرَغَهٗ فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ اَطْبَقَهٗ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ فَعُرِجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ فَلَمَّا جِئْتُ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَآءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ اَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَآءَ الدُّنْيَا اِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلٰى يَمِيْنِهٖ اَسْوِدَةٌ وَّعَلٰى يَسَارِهٖ اَسْوِدَةٌ اِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرَئِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اٰدَمُ وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ

(۵۶۰۸) روایت ہے ابن شہاب سے ۱ وہ حضرت انس سے راوی فرمایا کہ جناب ابوذر خبر دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھولی گئی جب کہ میں مکہ میں تھا ۲ پھر جناب جبرائیل اترے انہوں نے میرا سینہ کھولا پھر اسے آب زمزم سے دھویا ۳ پھر سونے کا ایک طشت لائے حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا اسے میرے سینہ میں لوٹ دیا ۴ پھر اسے سی دیا ۵ پھر میرا ہاتھ پکڑا تو مجھے آسمان کی طرف لے گئے ۶ تو جب میں دنیاوی آسمان تک پہنچا تو جبرائیل نے آسمان کے خزانچی سے کہا کھولو اس نے کہا کون ہے انہوں نے کہا یہ جبرائیل ہیں کہا کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے کہا ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۷ اس نے کہا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں ۸ جب کھولا تو ہم دنیا کے آسمان میں چڑھ گئے وہاں ایک صاحب بیٹھے تھے جن کے داہنے کچھ جماعتیں تھیں اور ان کے بائیں کچھ جماعتیں تھیں تو جب اپنے داہنے دیکھتے تو ہنستے تھے اور جب اپنے بائیں دیکھتے تو روتے تھے ۹ انہوں نے کہا نبی صالح فرزند صالح خوب آئے میں نے جبرائیل سے کہا کہ یہ کون ہیں انہوں نے کہا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ جماعتیں جو ان کے داہنے بائیں ہیں وہ ان کی اولاد کی روحیں ہیں داہنے والے ان میں سے جنتی ہیں اور وہ جماعتیں جو

اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى حَتّٰى عُرِجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُ قَالَ اَنَسٌ فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِي السَّمٰوٰتِ اٰدَمَ وَاِدْرِيْسَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ اَنَّهٗ ذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ اٰدَمَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا وَ اِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَآءِ السَّادِسَةِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ ابْنُ حَزْمٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّاَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُوْلَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِيْ حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَّاَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى اُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً قَالَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُهٗ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّيْ ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ حَتّٰى انْتَهٰى بِيْ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَ غَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَا اَدْرِيْ مَاهِيَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ان کے بائیں طرف ہیں وہ دوزخی لوگ ہیں۱۰ جب وہ اپنے داہنے دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب اپنے بائیں دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۱۱ حتیٰ کہ مجھے دوسرے آسمان تک لے گئے پھر اس کے خزانچی سے کہا کھولو ان سے خزانچی نے اس طرح کہا جو پہلے نے کہا انس کہتے ہیں کہ حضور نے ذکر کیا کہ آپ نے آسمانوں میں حضرت آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ ابراہیم علیہم السلام کو پایا یہ یاد نہ رہا کہ ان کے مقامات کیسے تھے۱۲ بجز اس کے کہ انہوں نے ذکر کیا کہ انہوں نے پہلے آسمان سے آدم علیہ السلام کو اور چھٹے آسمان میں ابراہیم کو پایا۱۳ ابن شہاب نے کہا کہ مجھے ابن حزم نے خبر دی۱۴ کہ حضرت ابن عباس اور ابوحبہ انصاری کہا کرتے تھے۱۵ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چڑھایا گیا حتیٰ کہ میں ایک میدان میں پہنچا۱۶ جس میں قلموں کی چرچراہٹ سنتا تھا۱۷ اور ابن حزم اور انس نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالٰی نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۱۸ تو میں یہ لے کر واپس ہوا حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام پر گزرا۱۹ کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالٰی نے آپ کے ذریعہ آپ کی امت پر کیا فرض کیا میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں۲۰ انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ جائیے کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی۲۱ انہوں نے مجھے واپس کردیا رب نے آدھی نمازیں معاف کردیں میں پھر حضرت موسیٰ کی طرف لوٹا تو میں نے کہا کہ اس کی آدھی معاف فرما دیں۲۲ انہوں نے کہا آپ اپنے رب کی طرف واپس جائیے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی پھر میں واپس ہوا رب نے اس کی آدھی اور معاف فرما دیں۲۳ میں پھر موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے کہا کہ رب کی طرف لوٹ جائیے کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی پھر میں واپس گیا تو رب نے فرمایا کہ نمازیں پانچ ہیں وہ حقیقت میں پچاس ہیں ہمارے ہاں فیصلہ میں تبدیلی نہیں کی جاتی۲۴ میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف واپس جائیے میں نے کہا کہ میں اپنے رب سے شرم کرتا ہوں۲۵ پھر مجھے لے گئے حتیٰ کہ میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا۲۶ اور اس پر مختلف رنگ چھا گئے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے۲۷ پھر مجھے جنت

میں داخل کیا گیا تو اس میں موتی کی عمارتیں تھیں ۲۸ اور اس کی مٹی مشک تھی

۲۹ (مسلم بخاری)

(۵۶۰۸) ۱؎ آپ کا نام ابوبکر محمد ابن عبداللہ ابن شہاب ہے زہری قبیلہ سے ہیں جو زہرہ ابن کلاب کی طرف منسوب ہے آپ کو زہری کہا جاتا ہے تابعی ہیں بڑے فقیہ محدث ہیں مدینہ منورہ میں قیام رہا ماہ رمضان ۱۲۴ ایک سو چوبیس میں وفات ہوئی (اکمال) آپ اپنی کنیت یعنی ابن شہاب میں مشہور ہیں ۲؎ میرے گھر سے مراد میرے قیام کا گھر ہے ورنہ اس گھر کی مالکہ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب تھیں حضور ان کے گھر سو رہے تھے ملائکہ یہاں سے جگا کر حضور کو حطیم کعبہ میں لائے ابھی تک آپ پر اونگھ طاری تھی پھر یہاں غسل وغیرہ دیا لہٰذا تمام حدیثیں درست ہیں ان میں تعارض نہیں ابتداء معراج جناب ام ہانی کے مکان سے ہوئی ہے اور ابتداء عروج بیت المقدس سے جناب ام ہانی کا گھر محلہ شعب ابی طالب میں تھا اب وہ جگہ حرم شریف میں داخل ہوگئی اس کے مقابل ایک دروازہ ہے جسے باب ام ہانی کہا جاتا ہے۔ ۳؎ دنیاوی دولہا کے جسم کو غسل دیا جاتا ہے حضور انور ایسے انوکھے دولہا ہیں کہ آپ کے دل کو بھی غسل دیا گیا آب زمزم دوسرے پانیوں سے افضل ہے کہ حضرت اسماعیل کے قدم سے جاری ہوا ہے اس لیے یہ پانی اس غسل کے لیے منتخب ہوا ۴؎ اس کی شرح پہلے گزر چکی کہ یہ سونا جنت کا تھا ایمان وحکمت خاص خزانہ ربانی میں سے کیونکہ جنت میں پانی دودھ وغیرہ کے چشمے ہیں پھل فروٹ کے باغات ہیں مگر وہاں ایمان وحکمت یا چشمہ یا باغ نہیں یہ ایمان وحکمت کا چشمہ علاوہ اس ایمان وحکمت کے ہے جو اوّل سے ہی حضور انور کو عطا فرمایا گیا تھا آج اس میں اور اضافہ کیا گیا یہ دونوں چیزیں رب کے ہاں مستقل صورت وحیثیت رکھتی ہیں۔ ۵؎ یعنی یہ ایمان وحکمت انڈیل کر میرا سینہ بھر دیا پھر اسے سی دیا۔ ۶؎ یہاں نہ تو براق کا ذکر ہے نہ مسجد اقصیٰ کی نماز کا اس بنا پر بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ معراج خواب کی ہے جسمانی معراج میں براق تھا فرشتوں کی برات بھی بیت المقدس کی نماز بھی جو حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں بھی جسمانی معراج مراد ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہاں اجمال ہے وہاں تفصیل تھی یہاں ان دو تین چیزوں کا ذکر چھوڑ دیا گیا ہے۔ ۷؎ اس سوال کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ آج حضرت جبرائیل اس دروازے پر دستک دے رہے ہیں۔ جو صرف حضور انور کی معراج کے لیے مخصوص تھا اس کے سواء کسی کے لیے اس کا کھلنا ناممکن تھا پوچھا۔ اے جبرائیل یہ دروازہ تمہارا تو ہے نہیں تم یہاں کیوں آئے ہو کیا کسی کو لائے ہو ان کی خاطر تم بھی یہاں آئے انہوں نے فرمایا ہاں انہیں کو لایا ہوں جن کے لیے یہ دروازہ کھلنا ہے۔ ۸؎ یہ سوال انتہائی خوشی کی بناء پر ہے کہ کیا آج معراج کی رات ہے حضور بہ حیثیت مہمان بلائے گئے ہیں فرمایا ہاں یہ وہی رات ہے ۹؎ واقعہ وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا یعنی پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات یہاں کچھ تفصیل ہوگئی ہے کہ جناب آدم علیہ السلام کو اس طرح پایا ۱۰؎ یہ مومنین اور کفار وہ ہیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے آئندہ تا قیامت پیدا ہونے والے ہیں وہ آپ کے اردگرد اس طرح جمع ہیں کیونکہ جو مومنین اور کفار پیدا ہو کر مر چکے وہ اس آسمان پر کیسے آسکتے ہیں مومنین کی روحیں اعلیٰ علیین میں پہنچیں کفار کی روحیں سجین میں ان کا اجتماع کیسا۔ (مرقات) یا یوں کہو کہ یہ وہی مومنین وکفار ہیں جو مر چکے ہیں وہ لوگ کبھی کبھار اپنے مقامات سے بلا کر یہاں اس طرح آدم علیہ السلام کو دکھائے جاتے ہیں حضور انور جب وہاں پہنچے تو یہی وقت تھا اس کی پیشی کا حضور انور نے یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا اس واقعہ سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام تا قیامت ہر سعید وشقی سے خبردار ہیں کہ کون ایمان پر مرے گا اور کون کفر پر یہی بات علوم خمسہ سے ہے دوسرے یہ کہ ان سعید وشقی لوگوں کو حضور انور نے بھی معراج کی رات دیکھا یہ ادب سے کو پہنچا نتے ہیں حضور ہر ایک کے انجام سے خبردار ہیں شعر:۔

بلکہ قبل از زادن تو سالہا ہم چنیں بینند چندیں حالہا

۱۱؎ حضرت آدم علیہ السلام کا یہ ہنسنا رونا محبت پدری کی بنا پر تھا باپ اپنی اولاد کو اچھے حال میں دیکھے تو خوش ہوتا ہے اور تکلیف میں دیکھے تو غمگین ہوتا ہے یہی حالت آپ کی اس وقت تھی کہ دوزخیوں کو دیکھ کر افسوس کرتے تھے کہ یہ میری اولاد کافر ہی دوزخ میں جائے گی جنتیوں کو دکھ کر خوش ہوتے تھے کہ یہ میرے بچے خوش نصیب ہیں جنت میں جائیں گے ۱۲؎ یعنی حضور انور نے ان تمام رسولوں کے مقامات بالتفصیل بیان فرمائے تھے مگر تفصیل یاد نہ رہی یہ یاد نہ رہنا حدیث کو ضعیف نہیں کردیتا کیونکہ جوانہیں یاد نہ رہا اس کی روایت ہی نہیں کی۔ وہ یاد نہ رہنا حدیث کو ضعیف کرتا ہے جب غلط بات حضور انور کی طرف غلطی سے نسبت کردے اسے سوء حفظ کہتے ہیں وہ یہاں موجود نہیں لہذا حدیث پر اعتراض نہیں ۱۳؎ پچھلی حدیث میں گزرا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضور انور نے ساتویں آسمان میں پایا وہی قوی ہے کیونکہ وہاں تفصیل موجود ہے کہ بیت المعمور سے پشت لگائے ہوئے پایا اور اگر یہ متعدد معراج کے واقعات ہیں تب تو کوئی دشواری ہی نہیں کہ ایک معراج میں حضور نے جناب ابراہیم کو چھٹے آسمان پر پایا دوسری معراج میں ساتویں آسمان پر پایا اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں آسمانوں پر حضور انور کا استقبال کیا چھٹے پر بھی اور ساتویں پر بھی تب حدیث واضح ہے ۱۴؎ ابن شہاب یعنی امام زہری کے حالات تو ہم بیان کرچکے ابن حزم کا نام محمد ابن عمرو ابن حزم ہے ان کے والد صحابی ہیں انصاری ہیں محمد ابن عمرو ابن حزم ۱۰ ہجری میں نجران میں پیدا ہوئے جبکہ ان کے والد حضور انور کی طرف سے نجران کے حاکم تھے۔ آپ جنگ حرہ میں شہید ہوئے ترپین سال عمر پائی ۶۳ھ میں واقعہ حرہ میں شہید ہوئے (مرقات و اکمال) ۱۵؎ ابوحبہ کا نام عامر یا مالک یا ثابت ابن نعمان انصاری ہے صحابی ہیں بدری ہیں غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے ۱۶؎ مستوی ہر میدان کو نہیں کہتے بلکہ بلند اور اعلیٰ میدان کو کہتے ہیں ۱۷؎ وہ قلم جس نے لوح محفوظ پر سب کچھ لکھا اور لکھ کر خشک ہوچکا وہ اور قلم ہے جس کے متعلق ارشاد ہے اوّل ماخلق القلم۔ یہاں وہ قلم مراد نہیں جو فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں وہ فرشتے ان قلموں سے روزانہ کے احکام الٰہیہ لکھتے ہیں اور لوح محفوظ سے ایک سال کے واقعات الگ الگ صحیفوں میں نقل کرتے ہیں یہ صحیفے متعلقہ حکام فرشتوں کو پندرھویں شعبان کی شب میں حوالہ کردیئے جاتے ہیں رب فرماتا ہے: فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ (۴۴:۴) اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔ (کنزالایمان) ان قلموں کی درازی رب تعالٰی ہی جانتا ہے دیسی قلم جب کاغذ پر چلتا ہے تو اس سے چرچراہٹ پیدا ہوتی ہے حضور انور اس قدر اس سے قریب ہوئے کہ قلموں کی چرچراہٹ سن لی یقینًا تحریر بھی دیکھ لی قدرت کی تحریر حضور کے علم میں ہیں شعر:۔

قدرت کی تحریریں جانے، اُمی اور تقریریں جانے بخشش کی تدبیریں جانے وہ ہے رحمت والا

جن کا نام ہے محمد ان سے دو جگ ہے اوجیالا

۱۸؎ اگرچہ یہ پچاس نمازیں حضور انور پر بھی فرض کی گئی تھیں مگر امت پر فرض تھیں پڑھنے کے لیے حضور پر فرض تھیں پڑھانے اور سکھانے کے لیے اس لیے امت کا ذکر فرمایا ۱۹؎ اسی ترتیب سے جس ترتیب سے جاتے ہوئے گزرے تھے ہر آسمان پر انہیں پیغمبر سے ملاقات ہوئی جن سے جاتے ہوئے ملاقات ہوئی تھی ۲۰؎ خیال رہے کہ اسلام کے تمام فرائض فرش پر ہی بھیجے صرف نمازیں معراج میں عرش پر فرض کی گئیں اس لیے حضور انور نے صرف نمازوں کا ذکر فرمایا اور کسی فرض کا ذکر نہیں کیا ۲۱؎ امت کہہ کر یہ بتایا کہ حضور ان نمازوں پر آپ اور آپ کے خاص غلام تو طاقت رکھتے مگر عام امت والے اس کی طاقت نہیں رکھتے ۲۲؎ یہاں اجمال ہے یعنی چند بار حاضریوں میں آدھی

نمازیں معاف فرمادیں یعنی پانچ بار حاضری میں پچیس نمازیں کم فرمادیں اور پچیس نمازیں باقی رکھیں مرقات نے فرمایا کہ یہاں شطر بمعنی آدھا نہیں بلکہ بمعنی ایک حصہ ہے یعنی رب نے اس ایک حاضری میں پچاس نمازوں کا ایک حصہ یعنی پانچ نمازیں معاف فرمادیں اس صورت میں مطلب بالکل ظاہر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں ۲۳؎ یہاں شطر بمعنی ایک حصہ ہے نہ کہ بمعنی آدھا جیسا کہ ظاہر ہے کیونکہ اگر پچاس کا دوسرا آدھا حصہ بھی معاف ہو جاتا تو کوئی نماز فرض نہ رہتی۔ ۲۴؎ نسخ کی حقیقت یہی ہے کہ اس میں حکم کی تبدیلی نہیں بلکہ اس حکم کی مدت کی انتہاء کا بیان ہوتا ہے یعنی پچاس نمازوں کا حکم آپ کی اس آمدورفت تک تھا اب پانچ نمازیں فرض ہیں اور ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ ان پر ثواب پچاس ہی کا ہوگا پڑھنے میں پانچ ثواب میں پچاس۔ ۲۵؎ حضور کا یہ شرم فرمانا اس لیے تھا کہ اب حضور کا جانا طے شدہ پروگرام کے خلاف ہوتا پہلی تمام آمدورفتیں پروگرام کے مطابق تھیں۔ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم۔ ۲۶؎ غالبًا سدرۃ المنتہٰی کی یہ دوسری سیر ہے واپس آتے ہوئے کیونکہ نمازوں کی فرضیت تو عرش سے اوپر جا کر ہوئی سدرہ اس سے کہیں نیچے ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جاتے ہوئے ان تمام مقامات سے دیکھتے ہوئے گزر گئے واپسی میں پھر ان تمام پر تشریف لائے سیر فرمائی جیسے حاجی عرفات جاتے ہوئے مزدلفہ سے گزر جاتے ہیں پھر عرفات سے آتے ہوئے مزدلفہ میں ایک رات قیام کرتے ہیں۔ ۲۷؎ یعنی اس بار سدرہ پر اپنے رنگ برنگ انوار چھا گئے کہ ان کی حقیقت رب تعالیٰ ہی جانتا ہے ان کا حسن بیان میں نہیں آسکتا یہ انوار حضور انور کے استقبال کے لیے تھے جیسے معزز مہمان کی تشریف آوری پر دن کو شہر، کوٹھی سجائی جاتی ہے۔ رات کو سارے ہی چراغاں، غبارے، آتشبازی سے رونق کی جاتی ہے یہ ساری سج دھج حضور کے دم قدم سے تھی مرقات نے فرمایا کہ اس وقت حضور کو ان انوار کی خبر نہ ہوئی کیونکہ اس وقت حضور کی توجہ خالق کی طرف تھی جیسے دولہا برات کی پرواہ نہ کرے کہ اس کی نگاہ اصلی مقصود پر ہے ۲۸؎ جنابذ جمع ہے جنبذہ کی بمعنی اونچی عمارت جنت میں ایک ایک موتی کا ایک ایک وسیع محل ہے اگر وہ ایک موتی دنیا میں آجائے تو سورج کی روشنی خیرہ ہو جائے اور اس کی قیمت ساری دنیا کے خزانے نہ ہوسکیں۔ ۲۹؎ یہ سمجھانے کے لیے ہے ورنہ دنیا کے مشک کو اس خوشبو سے کیا تعلق اس مٹی کی خوشبو پانچ سو سال کی راہ سے محسوس ہوتی ہے بھلا مشک میں یہ بات کہاں ہاں مشک کی خوشبو اس مٹی کی خوشبو کی حکایت ہے دیکھو مرقات یہی مقام۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَمَّا اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْتُهِیَ بِهٖ اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَهِیَ فِی السَّمَآءِ السَّادِسَةِ اِلَيْهَا يَنْتَهِیْ مَايُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْاَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَ اِلَيْهَا يَنْتَهِیْ مَا يُهْبَطُ بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰی قَالَ فَرَاشٌ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ فَاُعْطِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثًا اُعْطِیَ الصَّلَوٰاتِ الْخَمْسَ وَاُعْطِیَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَّا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ مِنْ اُمَّتِهٖ شَيْئًا اَلْمُقْحِمَاتُ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۰۹) روایت ہے حضرت عبداللہ سے ۱؎ فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہٰی لے جایا گیا یہ چھٹے آسمان میں ہے ۲؎ جو چیزیں زمین سے اوپر اٹھائی جاتی ہیں وہ وہاں تک ہی پہنچتی ہیں پھر وہاں سے لے لی جاتی ہیں اور جو چیزیں اوپر سے اتاری جاتی ہیں وہ وہاں تک ہی پہنچتی ہیں پھر وہاں سے لے لی جاتی ہیں ۳؎ فرمایا کہ اچانک سدرہ پر چھا گئی جو چھا گئی فرمایا وہ سونے کے پتنگے تھے ۴؎ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں دی گئیں آپ کو پانچ نمازیں دی گئیں اور سورہ بقرہ کی آخری آیات دی گئیں ۵؎ اور آپ کی امت میں سے جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں ان کے گناہ بخشے گئے ۶؎ (مسلم)

(۵۶۰۹)؎ احدیث اور فقہ میں جب عبداللہ بغیر قید آتا ہے تو حضرت عبداللہ ابن مسعود مراد ہوتے ہیں وہی یہاں مراد ہیں۔ یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا۔؎ بعض روایات میں ہے کہ سدرۃ المنتہٰی ساتویں آسمان میں ہے جیسا کہ مالک ابن صعصعہ کی روایت میں ابھی کچھ پہلے گزرا مگر ان دونوں روایتوں میں مخالفت نہیں اس کی جڑ چھٹے آسمان میں ہے شاخیں ساتویں آسمان میں یہاں جڑ کا ذکر ہے وہاں شاخوں کا تذکرہ تھا اس کی شاخوں کا سایہ تمام آسمانوں اور جنت میں ہے (مرقات) یہی بات بہت قوی ہے۔؎ جیسے دوملکوں کی ڈاک کا تبادلہ بارڈر یعنی سرحد پر ہوتا ہے اگرچہ دونوں ملکوں کا بادشاہ ایک ہی ہو سدرہ سے آگے ہمارے حضور کے سوا کوئی نہیں گیا۔ بلکہ حضور تو اس جگہ گئے جہاں جگہ بھی نہیں وہاں نہ جہاں ہے نہ یہاں نہ وہاں۔ شعر:-

برداشت از طبیعت امکاں قدم کہ آں — اسریٰ بعبدہ است من المسجد الحرام

تاعرضہ وجوب کہ اقصاء عالم امت — کانجانہ جا است ونے جہت ونے نشان و نام

؎ یعنی سدرۃ المنتہٰی کے بیان میں جو آیۃ کریمہ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى (۱۶؍۵۳) جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ (کنزالایمان) وارد ہے اس کی تفسیر حضور انور نے پتنگوں سے کی پتنگے یا تو فرشتے ہیں یا ارواح انبیاء جو پتنگوں کی طرح محسوس ہوتی ہیں خیال رہے کہ اس بیری کے ہر پتہ پر فرشتوں کی فوجیں ہیں بزرگوں کی روحیں اور سبز رنگ کے غیبی پرندے اور رنگ برنگے انوار لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں کہیں کسی چیز کا ذکر ہے کہیں کسی اور چیز کا اس سے پہلے گزرا کہ حضور نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ وہاں کیا چیزیں ہیں وہاں حضور انور کے علم کی نفی مقصود نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ تمہیں وہ چیزیں کیسے بتاؤں سمجھاؤں وہ بیان میں نہیں آسکتیں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں میں ان کے بیان کرنے کے لیے الفاظ نہیں پاتا یوں ہی رب کا فرمانا اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى اس کا مطلب یہ نہیں کہ رب کو بھی خبر نہیں کہ سدرہ پر کونسی چیز چھا گئی تھی مطلب یہی ہے کہ اس کا بیان نہیں ہوسکتا جیسے رب فرماتا ہے: فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ (۲۰؍۷۸) تو انہیں دریا نے ڈھانپ لیا جیسا ڈھانپ لیا۔ (کنزالایمان) بہرحال اس قسم کے فرمان کا منشا بے خبری نہیں (مرقات)؎ یا تو سورہ بقر کی آخری آیات معراج کی رات بھی حضور کو عطا کی گئیں اور بعد ہجرت بھی نازل کی گئیں پہلی عطا بغیر واسطہ فرشتہ ہوئی اور دوبارہ نزول بواسطہ فرشتہ ہوا یا یہ مطلب ہے کہ ان دعاؤں کی قبولیت وہاں عطا کی گئی جو ان آیات میں تعلیم کی گئی ہے حضور سے وعدہ کرلیا گیا کہ جو بھی یہ دعائیں ہم سے مانگے گا ہم اسے عطا کریں گے یا مطلب یہ ہے کہ ان آیات کے فیوض ان کے انوار ان کی برکتیں جو شمار سے باہر ہیں حضور کو اس رات عطا کی گئیں (مرقات، اشعہ) ہوسکتا ہے کہ یہ تمام چیزیں مراد ہوں۔ ان آیات کے الفاظ، قبولیت، انوار برکات سب کچھ اس رات حضور کو عطا ہوئیں یہ آیات امن الرسول سے لیکر فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ تک ہیں۔؎ شرک باللہ سے مراد مطلقاً کفر ہے یعنی کفر تو نہیں بخشا جائے گا اس کے علاوہ سارے گناہ قابل بخشش ہیں ہاں حقوق العباد خود حق والوں سے معاف کرائے جائیں گے جن کی تین نوعیتیں ہوں گی قرآن کریم میں قریباً ہر جگہ شرک بمعنی کفر آتا ہے لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا (۲؍۲۲۱) اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں۔ (کنزالایمان)

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَاَيْتُنِىْ فِى الْحِجْرِ وَ قُرَيْشٌ تَسْاَلُنِىْ عَنْ مَسْرَاىَ فَسَاَلَتْنِىْ عَنْ اَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ

(۵۶۱۰) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنے کو حطیم میں دیکھا؎ قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق سوالات کررہے تھے تو

الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كَرْبًا مَّا كُرِبْتُ مِثْلَهُ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا نَبَّأْتُهُمْ وَ قَدْ رَأَيْتُنِيْ فِيْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوْسٰى قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَإِذَا عِيْسٰى قَائِمٌ يُّصَلِّيْ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدِ نِ الثَّقَفِيُّ وَإِذَا إِبْرَاهِيْمُ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ أَشْبَهُ النَّاسِ بِهٖ صَاحِبُكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهُ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَأَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ لِيْ قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هٰذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِيْ بِالسَّلَامِ .

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِيْ

انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی ایسی چیزوں کے متعلق سوالات کیے جو مجھے یاد نہ رہی تھیں۲ تو میں اتنا غمگین ہوا جتنا کبھی نہ ہوا تھا۳ تو اللہ نے میرے سامنے اسے کردیا میں اسے دیکھ رہا تھا وہ کسی چیز کے متعلق مجھ سے نہ پوچھتے تھے مگر میں انہیں بتا دیتا تھا۴ اور میں نے اپنے کو نبیوں کی جماعت میں دیکھا۵ تو موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے وہ درمیانہ قد گھونگریلے بال والے ہیں گویا وہ شنوہ کے لوگوں میں سے ہیں۶ اور عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۷ ان سے قریباً ہم شکل عروہ ابن مسعود ثقفی ہیں۸ اور ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۹ سب میں زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب یعنی میں ہوں۱۰ پھر نماز کا وقت ہوگیا تو میں نے ان کی امامت کی۱۱ پھر جب نماز سے میں فارغ ہوگیا تو مجھ سے کسی کہنے والے نے کہا اے محمد یہ آگ کے خزانچی مالک ہیں انہیں سلام کرنے سے ابتداء کی۱۲ (مسلم) اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

(۵۶۱۰) ۱؎ یعنی معراج کے سویرے کو جب ہم نے اپنی معراج کا اعلان کیا ہم حطیم کعبہ میں تھے کہ مشرکین مکہ نے ہم سے سوالات شروع کیے سوالات بھی لایعنی۲؎ مثلاً یہ کہ بیت المقدس میں ستون کتنے ہیں۔ سیڑھیاں کتنی ہیں منبر کس طرف ہے اور ظاہر ہے کہ یہ چیزیں تو بار بار دیکھنے پر بھی یاد نہیں رہتیں تو ایک بار دیکھنے پر یاد کیسے رہتیں کفار نے کہا کہ عرش و کرسی کی باتیں جو آپ بیان کررہے ہیں ان کی تو ہم کو خبر نہیں بیت المقدس ہم نے دیکھا ہوا ہے وہاں کی نشانیاں آپ ہم کو بتائیں اسی لیے ربّ نے اس معراج کے دو حصے کیے بیت المقدس تک پھر وہاں سے عرش کے آگے تک تاکہ لوگ اس حصہ معراج کو بہت دلائل سے معلوم کرلیں ۳؎ یہ غم اپنے متعلق نہ تھا بلکہ کفار کے متعلق کہ اگر میں نے بیت المقدس کی نشانیاں بیان نہ کیں تو یہ میری معراج نہ مانیں گے اور کافر رہیں گے۔ یہ غم بھی عبادت ہے۔ ۴؎ خیال رہے کہ حضرت انبیاء کرام پر کبھی تو بسط کی حالت طاری ہوتی ہے تو وہ دنیا کے ذرہ ذرہ کو دیکھتے اس کی خبر رکھتے ہیں اور کبھی قبض کی حالت ہوتی ہے جب اپنے سے بھی بے خبر ہوتے ہیں لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں رایت مشارق الارض و مغاربها اس وقت قبض تھا جب بیت المقدس سامنے آگیا تو یہ وقت بسط کا تھا۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں شعر:-

گہے برطارم اعلیٰ نشیم   گہے برپشت پائے خود نہ بینیم

۵؎ یعنی ہم معراج میں دوران سفر انبیاء کرام کی قبروں پر گزرے تو موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں حضور انور نے معراج میں چار بار انہیں کو دیکھا اولاً گزرتے ہوئے ان کی قبروں میں انہیں دیکھا پھر بیت المقدس میں جہاں سب نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی پھر آسمانوں میں اپنے اپنے مقامات پر پھر واپسی معراج میں اپنے اپنے مقامات پر یہاں پہلی ملاقات کا ذکر ہے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں وہ زندہ ہیں مگر یہ نماز تکلیفی نہیں لذت و فرحت کی ہے۶؎ شنوہ یمن کا مشہور قبیلہ ہے وہ

لوگ بڑے خوبصورت ہوتے ہیں فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھنے کا شوق ہو تو ان لوگوں کو دیکھ لو ۷غالبًا آپ آسمانوں میں اپنے مقام پر نماز پڑھتے ہوئے حضور کو ملے ۸عروہ ابن مسعود ثقفی اور ہیں اور عروہ ابن مسعود ہزلی دوسرے ہیں یہ عبداللہ ابن مسعود کے بھائی ہیں اور ثقفی دوسرے ہیں صحابی ہیں نہایت حسین تھے۔ ۹ہوسکتا ہے کہ یصلی میں صلوٰۃ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ہو یعنی میں نے انہیں اس طرح پایا کہ وہ مجھ پر درود شریف پڑھ رہے تھے ۱۰یعنی اگر تم کو شوق ہو کہ ابراہیم علیہ السلام کو دیکھو تو مجھے دیکھ لو میں ان کی ہم شکل ہوں ۱۱یعنی بیت المقدس میں سارے نبیوں نے میری اقتداء میں نماز پڑھی ہم نے سب کی امامت فرمائی اور ہوسکتا ہے کہ بیت المعمور والی نماز کی امامت مراد ہے۔ جہاں حضور نے فرشتوں کو نماز پڑھائی خیال رہے کہ حضور کو نماز تو عرش پر پہنچ کر ملی مگر اس سے پہلے ہی نبیوں فرشتوں کو نماز پڑھائی معلوم ہوا کہ امت کے لیے نماز عرش پر ملی حضور کو پہلے ہی مل چکی تھی۔ ۱۲اس آخری جملہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ نماز وہ ہے جو حضور انور نے بیت المعمور میں فرشتوں اور نبیوں کو پڑھائی کیونکہ یہاں ارشاد ہے کہ نماز سے فارغ ہوتے ہی داروغہ دوزخ مالک سے ملاقات ہوئی۔ خیال رہے کہ ان تمام حضرات نے آج حضور کے پیچھے محمدی نماز پڑھی تھی انبیاء کرام نے اپنی اپنی نمازیں نہیں پڑھی تھیں سارے انبیاء کرام اور فرشتے حضور کے امتی ہیں یعنی قانونی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک کو سلام فرماتے کیونکہ آنے والا سلام کیا کرتا ہے مگر خازن دوزخ نے حضور انور کا احترام کرتے ہوئے پہلے ہی سلام عرض کیا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِىْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ ۔(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۶۱۱) روایت ہے حضرت جابر سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا ۱تو میں حطیم میں کھڑا ہوگیا۔ اللہ نے مجھ پر بیت المقدس ظاہر فرمادیا تو میں انہیں وہاں کی خبر دینے لگا حالانکہ میں اسے دیکھ رہا تھا ۲(مسلم بخاری)

(۵۶۱۱) ۱قریش کو یقین تھا کہ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی نشانیاں نہیں بتاسکیں گے ہم کو وہ نشانیاں معلوم ہیں تو ہم کو یہ کہنے کا موقعہ ملے گا کہ آپ بیت المقدس گئے ہی نہیں جیسے آپ کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ آپ آج رات بیت المقدس گئے تھے ایسے ہی یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ آپ آسمانوں پر گئے تھے کذبنی کے یہی معنی ہیں یعنی انہوں نے مجھے جھوٹا کرنے کی کوشش کی مگر ناکام ہوئے۔ ۲ہم اس کے متعلق ابھی کچھ پہلے عرض کرچکے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے ساری دنیا حضور انور کے سامنے فرمادی ہے مگر اس کشف کا ظہور کبھی کبھی ہوتا ہے کبھی خفا جسے صوفیاء کی اصطلاح میں قبض و بسط کہتے ہیں جب رب تعالٰی کی طرف سے بسط کا فیض ہوا تو یہ حال ہوگیا کہ کفار وہاں کے نشانات پوچھتے تھے اور حضور انور دیکھ دیکھ کر بتاتے تھے قبض و بسط کی مثال ایسی ہے جیسے کھیت میں بارش کی تری اور دھوپ کی خشکی بسط بارش ہے قبض دھوپ کھیت کے لیے نہ ہمیشہ بارش مفید ہے نہ ہمیشہ خشکی فائدہ مند دونوں ہی چاہئیں۔

بَابُ فِی الْمُعْجِزَاتِ
معجزات کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ
پہلی فصل

معجزات جمع ہے معجزہ کی یہ بنا ہے اعجاز سے بمعنی عاجز کرنا وہ کام جس کے مقابلہ سے بلکہ اس کی سمجھ سے خلق عاجز ہو اسے معجزہ کہتے ہیں۔شریعت کی اصطلاح میں معجزہ ہر وہ عجیب وغریب خلاف عادت کام ہے جو دعویٰ نبوت کرنے والے کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔دعویٰ نبوت سے پہلے جو نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوا اسے کہتے ہیں ارہاص بمعنی عمارت کومضبوط و پختہ بنانا بنیاد مستحکم رکھنا اس کے ذریعے نبوت کی دیوار کی پختگی کی جاتی ہے اولیاء اللہ کے ہاتھ پر جو عجیب بات ظاہر ہوا سے کہتے ہیں کرامت عام مومنین کے ہاتھ پر اگر کبھی کوئی عجیب بات ظاہر ہو وہ ہے معونت اور کفار کے ہاتھ سے جو عجوبہ ظاہر ہو وہ ہے استدراج یہ پانچ قسمیں یاد رکھو،معجزہ،ارہاص،کرامت،معونت،استدراج، گزشتہ انبیاء کرام کو ایک یا دو معجزے عطا ہوئے تھے۔حضور انور کو ہزار ہا معجزے عطا ہوئے کسی نبی کے ہاتھ میں معجزہ تھا کسی نے سانس میں کسی کی آنکھ میں مگر حضور کی شان یہ ہے کہ شعر:-

دیئے معجزے انبیاء کو خدا نے ہمارا نبی معجزہ بن کے آیا

نیز سارے نبیوں کے معجزے قصے بن گئے ہمارے حضور کے بہت سے معجزے تا قیامت دیکھنے میں آئیں گے ذکر کثیر،محبوبیت قرآن مجید،پتھروں،جانوروں پر حضور کا نام کندہ ملنا وغیرہ یہ زندہ جاوید معجزات ہیں۔حضور کے اولیاء اللہ ان کی کرامت حضور کے زندہ معجزے ہیں مشکوٰۃ شریف میں چند خصوصی معجزے بیان ہوئے ہیں۔

وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَابَكْرِنِ الصِّدِّيقَ قَالَ نَظَرْتُ اِلٰی اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰی رُءُوْسِنَا وَنَحْنُ فِی الْغَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ اِلٰی قَدَمِهٖ اَبْصَرَ نَافَقَالَ يَا اَبَابَكْرٍ مَّاظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اَللّٰهُ ثَالِثُهُمَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۶۱۲) روایت ہے حضرت انس ابن مالک سے کہ جناب ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ میں نے اپنے سروں کے اوپر مشرکین کے قدم دیکھے جب کہ ہم غار میں تھے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ان میں سے ایک اپنے قدموں کی طرف دیکھے تو ہم کو دیکھ لے۲ فرمایا اے ابوبکر تمہیں ان دو کے متعلق کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۳ (مسلم)

(۵۶۱۲) ۱ حضرت ابوبکر کا لقب صدیق ہے صادق وہ جو زبان کا سچا ہو۔صدیق وہ جو نیت ارادہ زبان ہاتھ پاؤں غرض کہ سارے ظاہر باطن اعضاء کا سچا ہو صادق وہ کہ جیسا واقعہ ہو ویسا کہے اور صدیق وہ کہ جیسا وہ کہہ دے واقعہ ایسا ہی ہو جائے اسی لیے شاہی ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صدیق کہا۔جب کہ اس نے دیکھا کہ جو آپ نے کہا تھا وہی ہوا عرض کیا،یوسف ایہا الصدیق حضرت صدیق اکبر نے مالک بن سنان کے متعلق جو کہا تھا وہی ہوا کہ وہ شہید ہونے کے بعد زندہ ہو کر آئے انشاء اللہ یہ واقعہ باب الکرامات میں عرض ہوگا ۲ جب ہجرت کی شب حضور انور کو لے کر صدیق اکبر غار ثور میں بیٹھے تب مشرکین عرب اس غار کے دروازے پر پہنچ گئے تب آپ نے نہایت خوف کی حالت میں یہ کہا جناب صدیق اکبر کو اس وقت اپنی جان کا خوف نہیں تھا اپنی جان تو آپ پہلے ہی فدا کر چکے تھے کہ اکیلے

اندھیری غار میں گھس گئے سانپ سے کٹوالیا خوف حضور انور کی تکلیف کا تھا یہ خوف بہترین عبادت تھا جس پر ساری عبادات قربان ہوں۳؎ حضرت صدیق اکبر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گفتگو رب تعالٰی کو ایسی پسند آئی کہ اسے قرآن کریم میں بایں الفاظ نقل فرمایا اِذْهُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (۹،۴۰) جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (کنزالایمان) اس واقعہ میں حضرت صدیق اکبر کے چند فضائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ انہیں حضور کا ثانی دوسرا کہا گیا ثانی اثنین۔ پھر انہیں تیسرا کون کرے حضور کے بعد درجہ اس ثانی کا ہے۔ دوسرے یہ کہ انہیں حضور کا صحابی فرمایا گیا لصاحبہ۔ ان کی صحابیت قطعی یقینی ہے تیسرے یہ کہ انہیں یار غار یعنی حضور کا گہرا دوست غار کا ساتھی کہا گیا آج بھی کہتے ہیں فلاں میرا یار غار ہے چوتھے یہ کہ حضور انور نے فرمایا، اللہ معنا معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی جیسے اپنے حبیب کے ساتھ ہے ویسے ہی جناب صدیق کے ساتھ بھی ہے۔ یعنی جو ان دونوں کے دامن سے الگ ہو اللہ اس کے ساتھ نہیں خیال رہے کہ اللہ ثالثہما کہنا عین ایمان ہے اور ان اللہ ثالث ثلثۃ کہنا عین کفر ہے یعنی خدا کو نسبت کرو ناقص عدد کی طرف نہ کہ برابر عدد کی طرف جیسے وھو رابعھم اور وھو ثالثھم رب کو قرآن میں فرمایا گیا ہے (مرقات) یہ واقعہ اس لیے معجزہ بنا کہ حضور کی خبر کے مطابق کفار ان دونوں حضرات کو نقصان نہ پہنچا سکے مکڑی کے جالے اور کبوتری کے انڈے کے ذریعہ رب نے ان دو جانوں کو کفار سے بچالیا (مرقات) پھر حضرت صدیق حضور انور سے یہ سب کچھ کہتے رہے مگر ان کی آواز کفار نے نہیں سنی اور کفار کی آوازیں غار میں جناب صدیق سنتے رہے یہ بھی معجزہ ہے۔

وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ لِاَبِیْ بَكْرٍ يَا اَبَابَكْرٍ حَدِّثْنِیْ كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ وَخَلَا الطَّرِيْقُ لَا يَمُرُّ فِيْهِ اَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ لَّهَا ظِلٌّ لَمْ يَاْتِ عَلَيْهَا الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهَا وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدِیْ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُّ عَلَيْهِ فَرْوَةً وَقُلْتُ نَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا اَنْفُضُ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ اَنْفُضُ مَا حَوْلَهٗ فَاِذَا اَنَا بِرَاعٍ مُّقْبِلٍ قُلْتُ اَفِیْ غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَفَتَحْلِبُ قَالَ نَعَمْ فَاَخَذَ شَاةً فَحَلَبَ فِیْ قَعْبٍ كُثْبَةً مِّنْ لَّبَنٍ وَّ مَعِیْ اِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِیْ فِيْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهٗ فَوَافَقْتُهٗ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ

(۵۶۱۳) روایت ہے حضرت براء ابن عازب سے وہ اپنے والد سے راوی انہوں نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ اے ابوبکر مجھے بتاؤ کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے تھے تو تم نے کیا کیا تھا۱؎ فرمایا ہم اپنی رات چلتے رہے اور کل بھی حتی کہ دوپہری کا ٹھہرنے والا ٹھہر گیا۲؎ اور راستہ خالی ہوگیا کہ اس میں کوئی نہیں گزرتا تھا تو ہم کو ایک لمبا پتھر ظاہر ہوا جس کا سایہ تھا۔ اس پر دھوپ نہیں آئی تھی ہم اس کے پاس اتر گئے۳؎ اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے ہموار کردی جس پر حضور سوئیں اور اس پر پوستین بچھا دی۴؎ اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ سو جائیے میں آپ کے اردگرد پہرہ دوں گا۵؎ چنانچہ آپ سو گئے اور میں آپ کے اردگرد پہرہ دینے لگا۶؎ تو میں نے ایک چرواہا سامنے سے آتا دیکھا میں نے کہا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے وہ بولا ہاں میں نے کہا کیا دودھ دے گا بولا ہاں۷؎ تو اس نے ایک بکری پکڑی ایک پیالہ میں تھوڑا سا دودھ دوہا۸؎ میرے ساتھ برتن تھا جو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لایا تھا جس میں آپ سیراب ہوتے تھے پیتے تھے اور وضو کرتے تھے تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے آپ کو جگانا پسند نہیں کیا تو میں

فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهٗ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قَالَ اَلَمْ يَاْتِ لِلرَّحِيْلِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ اُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ اِلٰى بَطْنِهَا فِيْ جَلَدٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَقَالَ اِنِّيْ اَرَاكُمَا دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوْا اِلَى فَاللّٰهُ لَكُمَا اَنْ اَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا قَالَ كُفِيْتُمْ مَا هٰهُنَا فَلَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا رَدَّهٗ .
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

نے انتظار کیا حتیٰ کہ آپ بیدار ہوگئے۹ پھر میں نے دودھ پر پانی ڈالا حتیٰ کہ اس کا تلہ بھی ٹھنڈا ہوگیا۱۰ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور پیئیں آپ نے پیا حتیٰ کہ میں راضی ہوگیا۱۱ پھر فرمایا کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں ہوا میں نے عرض کیا ہاں فرمایا پھر ہم سورج ڈھلنے کے بعد چلے۱۲ اور سراقہ بن مالک ہمارے پیچھے پہنچ گئے۱۳ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آن لئے گئے۱۴ فرمایا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۱۵ پھر ان کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو ان کا گھوڑا ان کے ساتھ پیٹ تک دھنس گیا سخت زمین میں۱۶ سراقہ نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ دونوں صاحبوں نے مجھ پر بددعا کی ہے۱۷ میں آپ دونوں کو اللہ کا ضمان دیتا ہوں کہ میں تم دونوں سے تلاش کرنے والوں کو دور کردوں گا۱۸ چنانچہ ان کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی وہ چھوٹ گئے۱۹ پھر وہ یہ کرنے لگے کہ کسی سے نہیں ملتے تھے مگر کہتے تھے تم کفایت کیے گئے ادھر وہ نہیں ہیں کسی سے نہ ملتے مگر اسے واپس کردیتے۲۰ (مسلم بخاری)

(۵۶۱۳) ۱؎ چونکہ ہجرت کی رات صرف جناب صدیق ہی حضور انور کے ساتھ تھے اس لیے لوگ یہ واقعہ انہیں سرکار سے پوچھا کرتے تھے اور جناب صدیق کی یہ خدمت ایسی مقبول ہوئی کہ سبحان اللہ جب جناب صدیق حضور کا سر مبارک اپنے زانو پر رکھ کر بیٹھے ہوں گے اور خوب جی بھر بھر کر چہرہ انور کو دیکھتے ہوں گے اس وقت ان کے دل کا کیا حال ہوگا وہ اس رات ایسی عبادت کررہے تھے۔ جو فرش و عرش پر کوئی نہ کررہا تھا ان کا زانو حضور کی رحل بنی تھی سامنے جمال یار تھا۲؎ یعنی سورج بیچ آسمان میں آگیا ہمارے سروں پر ٹھہر گیا اہل عرب دوپہری کے وقت کو کہتے ہیں کہ سورج بیچ آسمان پر ٹھہر گیا کیونکہ اس وقت سورج کی رفتار بہت کم محسوس ہوتی ہے گویا وہ ٹھہرا ہوا ہے یہی محاورہ یہاں استعمال ہوا ہے۔۳؎ یعنی ہم کو پہاڑ کے دامن میں ایک چوڑا پتھر نظر پڑا۔ جس کے نیچے سایہ تھا وہاں دھوپ نہ پہنچ سکی تھی میں مع اپنے محبوب کے اس سایہ میں اتر گئے۴؎ جناب صدیق اکبر اس سفر میں پانی کا ایک مشکیزہ ایک کھال کچھ پیسے اپنے ہمراہ لائے تھے وہ بھی حضور کے لیے اور اپنے لیے حضور کو لائے تھے سارا مال و متاع مکہ میں چھوڑ آئے تھے اور جسم کی چادر پھاڑ پھاڑ کر غار ثور کے حوالہ کرآئے تھے آپ کا جسم بے چادر تھا۔ شعر:-

عشق نے کیتا حال فقیراں کپڑے کر کے لیراں لیراں   بند چاکیتا غار نبی دا اوہ وس دا

۵؎ یعنی حضور بے فکر سو جائیں ہر چہار طرف پہرہ میں دیتا رہوں گا کسی کو آپ تک نہ پہنچنے دوں گا رات بھر تو جانوروں کو حضور سے دور رکھ چکا ہوں اب دشمن انسانوں کو حضور سے دور رکھوں گا اب بھی صدیق حضور انور کے پاس قبر میں سو رہے ہیں پہرا دے رہے ہیں کہ کسی نااہل کو اس سرکار تک نہیں پہنچنے دیتے ہر چاہنے والے فقیر و بے نوا کو حضور تک آپ ہی پہنچاتے ہیں یہ پہرا تا قیامت قائم ہے اس گنہگار نے خواب میں اس کا نظارہ کیا ہے انفض بنا ہے نفض سے بمعنی ہر چہار طرف نظر رکھنا ہر ایک کا حال دیکھنا اس لیے جاسوس جماعت کو نفضہ

کہا جاتا ہے دیکھو (اشعہ اور مرقات) ۶؎ خرجت سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق وہاں ہی بیٹھے نہ رہے بلکہ حضور کے اردگرد چکر لگاتے پہرہ دیتے رہے کہ کوئی کسی طرف سے آتا نہ ہوئے ظاہر یہ ہے کہ جناب صدیق نے اس سے یہ دودھ خریدا مانگا نہ تھا اور یہ بکریاں اس چرواہے کی اپنی تھیں یا مالک کی اجازت تھی کہ دودھ فروخت کر دیا کرے لہذا اس واقعہ پر کوئی اعتراض نہیں (لمعات) ۸؎ قعب کہتے ہیں لکڑی کے پیالہ کو کثبہ کے معنی ہیں تھوڑا سا یعنی جناب صدیق اکبر کے ساتھ ایک لکڑی کا پیالہ تھا آپ نے اس میں دودھ چوایا۔ ۹؎ فوافقتہ کی دو روایتیں ہیں ایک روایت پہلے ق بعد میں ف سے بمعنی انتظار کرنا ٹھہرے رہنا۔ یعنی میں حضور کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا کہ جب جاگیں تب لسی پلاؤں دوسرے پہلے ف بعد قاف سے یعنی میں نے حضور کی موافقت کی کہ کچھ دیر میں بھی حضور انور کے پاس ہی سو گیا (اشعۃ اللمعات) ۱۰؎ یعنی میرے ساتھ پانی کا مشکیزہ تھا میں نے اس سے ٹھنڈا پانی دودھ میں اس قدر ڈالا کہ دودھ کچی لسی بن گیا لسی بھی خوب ٹھنڈی ۱۱؎ یعنی میں اصرار کر کے بار بار حضور کو پلاتا رہا اور حضور میری عرض قبول کر کے پیتے رہے میں خوش ہوتا رہا یا تو سارا ہی پلا دیا یا کچھ بقیہ جناب صدیق اکبر نے پیا دونوں صورتوں میں آپ کی خوش نصیبی خوش قسمتی پر قربان جایئے ۱۲؎ یعنی جب سورج ڈھل گیا اور دوپہری کی تیزی قدرے کم ہو گئی تب ہم دونوں روانہ ہو گئے ۱۳؎ کفار مکہ نے اعلان کیا تھا کہ جو کوئی حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کر کے ہمارے حوالہ کردے یا انہیں شہید کر کے ہم کو ثبوت دیدے ہم اسے ایک سو اونٹ انعام دیں گے اس اعلان پر بہت لوگ چوطرفہ دوڑ پڑے اس طرف حضرت سراقہ ابن مالک ابن جعشم مدلجی کنانی آ پہنچے اس وقت یہ کافر تھے بعد میں بڑے جلیل القدر صحابی بنے رضی اللہ عنہ۔ ۱۴؎ اس وقت حضور انور تلاوت قرآن میں مشغول تھے محویت کے عالم میں تھے جناب صدیق ہر چہار طرف دیکھ رہے تھے انہیں اپنا خوف نہ تھا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جان پاک کا خوف اپنے کو تو غار ثور میں فدا کر چکے تھے ۱۵؎ حضور انور کا یہ فرمانِ عالی اب دوسری بار جناب صدیق نے سنا پہلے غار ثور میں سن چکے تھے اب اس جگہ سنا جناب موسیٰ علیہ السلام سے بھی بنی اسرائیل نے یہی کہا تھا اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ (۲۶،۶۱) ہم کو انہوں نے آ لیا۔ (کنزالایمان) ہم تو پکڑے گئے تو آپ نے فرمایا تھا: اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ (۲۶،۶۲) بے شک میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے اب راہ دیتا ہے۔ (کنزالایمان) وہاں اپنا ذکر پہلے تھا رب کا ذکر بعد میں یہاں اللہ کا نام پہلے ہے اپنا ذکر بعد میں۔ نیز وہاں ربی یعنی صفاتی نام کا ذکر ہے یہاں اللہ یعنی ذاتی نام کا ذکر نیز وہاں معی واحد ہے یہاں معنا جمع ہے یعنی اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ یا اللہ ہمارے اور ہماری ساری امت کے ساتھ ہے تم غم نہ کرو اس کی تصدیق رب نے فرمائی کہ ارشاد کیا گیا۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ () (کنزالایمان) ۱۶؎ حضور نے دعا یہ فرمائی کہ مولیٰ ہم کو سراقہ کے شر سے بچالے یہ نہیں دعا کی تھی کہ سراقہ کو ہلاک کردے ورنہ سراقہ زندہ نہ بچتے جو عرض کیا تھا رب نے وہی کر دیا۔ جلد کہتے ہیں سخت زمین کو جو دھنسنے کے قابل نہ ہو دلدل یا گہرے ریتے والی زمین میں دھنس جانا ممکن ہے مگر سخت زمین میں دھنسنا معجزہ ہے ۱۷؎ اس وقت سراقہ حضور انور سے اتنے قریب تھے کہ آپ کی آواز حضور انور تک پہنچ سکتی تھی سراقہ نے یہ عرض تیسری بار میں کی ہر دفعہ دھنسنے پر دلی میں توبہ کرتے زمین چھوڑ دیتی۔ چھوٹ کر پھر نیت بگڑتی کہ گرفتار یا شہید کرنے پر سو اونٹ ملیں گے زمین پھر پکڑ لیتی تھی تیسری بار میں اللہ کے حبیب کو پکارا ۱۸؎ یہاں حدیث شریف میں اجمال اور اختصار ہے حضور انور کی دعا سے زمین نے سراقہ کو چھوڑ دیا سراقہ بارگاہ اقدس میں بہت نیازمندی اور اخلاص سے حاضر ہوئے پھر اپنے اور اپنے بچوں کے لیے حضور انور سے امان تحریری حاصل کی دل سے مومن ہو گئے مگر اپنا ایمان ابھی ظاہر نہیں کیا اور وعدہ کیا کہ حضور آپ اطمینان سے سفر فرمادیں میں ادھر کسی جاسوس کو نہ آنے دوں گا سب سے کہہ دوں گا کہ ادھر میں دیکھ آیا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ سراقہ میں تمہارے ہاتھ میں کسریٰ شاہ فارس

کے سونے کے کنگن دیکھتا ہوں۔ چنانچہ عہد فاروقی میں فارس فتح ہوا کسریٰ کے کنگن سراقہ کو جناب فاروق نے عطا کئے آپ نے پہنے۔ شعر:۔

ابن مالک کو دی بشارت زر — اے مرے غیب داں ترے صدقے
مجھ خطا کار پر عطا پہ عطا — اے مرے مہرباں ترے صدقے

اللہ کی شان ہے کہ جو گرفتاری کرنے آئے تھے وہ خود محبوب کی محبت میں گرفتار ہوگئے جو پکڑنے آئے تھے وہ محافظ بن گئے غار ثور میں مکڑی کے جالے اور کبوتری کے انڈے سے یار کی حفاظت کرائی اور یہاں خود دشمن کو محافظ و نگران بنادیا۔ ۱۹؎ یہاں بیان ترتیب واقعہ کے موافق نہیں پہلے وہ زمین کی گرفت سے چھوٹے پھر یہ کام ہوئے جو یہاں مذکور ہیں۔ ۲۰؎ یعنی میں ادھر دیکھ آیا ہوں ادھر وہ نہیں ہیں جنہیں تم تلاش کرتے ہو چونکہ ابھی سراقہ شرعاً مسلمان نہیں ہوئے تھے نیز اس قول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت تھی نیز حضور انور نے اس کہنے کا انہیں حکم نہیں دیا تھا اس لیے وہ اس جھوٹ بولنے پر گنہگار نہیں ہوئے اور اگر ماھھنا میں ما کو موصولہ مان لو تو پھر جھوٹ بنتا ہی نہیں یعنی اس سمت میں جو کچھ ہے اس کے لیے میں تمہاری طرف سے کافی ہو چکا تم تکلیف نہ کرو ادھر نہ جاؤ (مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ بِمَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ اَرْضٍ يَخْتَرِفُ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلٰثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا نَبِيٌّ فَمَا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا اَوَّلُ طَعَامِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدَ اِلٰى اَبِيْهِ اَوْ اِلٰى اُمِّهٖ قَالَ فَقَالَ اَخْبَرَنِيْ بِهِنَّ جِبْرَئِيْلُ اٰنِفًا اَمَّا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ يَّاْكُلُهُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ وَّاِذَا سَبَقَ مَآءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْاَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَاِذَا سَبَقَ مَآءُ الْمَرْاَةِ نَزَعَتْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهْتٌ وَّاِنَّهُمْ اِنْ يَّعْلَمُوْا بِاِسْلَامِيْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَسْئَلَهُمْ يَبْهَتُوْنِيْ فَجَآءَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ اَيُّ رَجُلٍ عَبْدُاللّٰهِ فِيْكُمْ قَالُوْا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا قَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُاللّٰهِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ

(۵۶۱۴) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ عبداللہ ابن سلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سنی حالانکہ وہ ایک زمین میں کام کررہے تھے ۱؎ تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ میں آپ سے تین ایسی باتیں پوچھتا ہوں جنہیں نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا ۲؎ قیامت کی پہلی علامت کیا ہے اور جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہے اور بچے کو کون سی چیز اس کے باپ یا اس کی ماں کی طرف کھینچتی ہے ۳؎ راوی نے کہا کہ حضور نے فرمایا کہ ابھی مجھے ان کی خبر جبرائیل علیہ السلام نے دی ۴؎ قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب تک پہنچادے گی ۵؎ اور پہلے وہ کھانا جسے جنتی کھائیں گے وہ مچھلی کی کلیجی کا کنارہ ہے ۶؎ اور جب مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہو جائے تو مرد بچہ کو کھینچ لیتا ہے اور جب عورت کا پانی غالب ہوجائے تو وہ کھینچ لیتی ہے۔ ۷؎ عبداللہ بولے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں ۸؎ یارسول اللہ یہود بہتان لگانے والی قوم ہے اگر آپ کی پوچھ گچھ سے پہلے وہ میرے اسلام کو جان لیں تو مجھے بہتان لگادیں گے ۹؎ چنانچہ یہود آئے تو حضور نے فرمایا کہ تم میں عبداللہ کیسے شخص ہیں وہ بولے کہ ہم میں بہترین ہیں اور ہمارے بہترین کے بیٹے ہیں ہمارے سردار اور سردار کے بیٹے ہیں ۱۰؎ فرمایا بتاؤ تو اگر عبداللہ

اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا فَانْتَقَصُوْهُ قَالَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُ اَخَافُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ابن سلام مسلمان ہو جائیں وہ بولے کہ انہیں اللہ اس سے پناہ دے اا تو عبداللہ نکلے بولے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں تو یہود بولے کہ وہ ہمارے بدترین ہیں اور ہمارے بدترین کے بیٹے ہیں ۱۲ ان کی بہت برائی کی عبداللہ نے کہا یارسول اللہ یہی وہ چیز ہے جس سے میں ڈرتا تھا ۱۳ (بخاری)

(۵۶۱۴) ۱باغ میں پھل چن رہے تھے وہ پھل آپ کی گود میں تھے دامن پیچھے سے بندھا ہوا تھا حضور انور کے پاس آئے تو خوشی کے مارے وہ پھل گھر میں رکھ دینا بھول گئے اسی طرح پھل گود میں لیے ہوئے حاضر ہوگئے ۲یعنی ان تین سوالوں کے جوابات صرف نبی کو یا ان کے وسیلہ سے ان کی کتابوں سے ان کی تعلیم سے دوسروں کو معلوم ہو سکتے ہیں مجھے خبر ہے کہ آپ نے کوئی آسمانی کتاب کسی عالم سے پڑھی نہیں ان نبیوں کی تعلیمات آپ تک پہنچی نہیں تو اب آپ نور نبوت سے جواب دے سکتے ہیں لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ عبداللہ ابن سلام بھی تو نبی نہ تھے انہیں یہ جوابات کیسے معلوم تھے کیونکہ حضرت عبداللہ توریت کے بڑے عالم ماہر تھے ۳خیال تو کرو کہ کیسے گہرے سوالات ہیں جن میں ابتداء انتہا سب کا سوال ہے کہ بیٹا یا بیٹی باپ کے ہم شکل یا ماں کی صورت پر کیوں ہوتے ہیں یکساں کیوں نہیں ہوتے یہ مبداء کے متعلق سوال ہے اور اہل جنت کو پہلی غذا کیا دی جائے گی یہ انتہاء کے متعلق سوال ہے حضور انور نے یہ نہ فرمایا کہ مجھ سے نماز وغیرہ کے مسائل عقائد اسلامیہ پوچھو مجھے ان باتوں کی کیا خبر معلوم ہو کہ نبی یقیناً ہر بات جانتے ہیں نبی کے معنی غیبی خبر والے یعنی غیبی خبریں دینے والے یا خبریں رکھنے والے یا سب کی خبر لینے والے ان سوالات نے نبی کا مقام بتا دیا۔ نبی بے خبر نہیں ہوتے اور بے خبر نبی نہیں ہوتے ۴خیال رہے کہ نبی کو علوم غیبیہ آہستگی سے عطا ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہاں اسی کا ذکر ہے کہ اس وقت جبرائیل امین کے ذریعہ مجھے اس وقت ان کے جوابات بتائے اس میں حضرت ابن سلام کی نہایت ہی عزت افزائی ہے کہ ان کے سوالات کے جوابات آسمان سے آئے ۵اس کا تفصیلی ذکر باب علامات القیامت میں ہو چکا ہے یہ آگ قریب قیامت عدن سے اٹھے گی لوگ آگے آگے بھاگیں گے آگ پیچھے پیچھے ہوگی رات کو ٹھہرا کرے گی تاکہ لوگ آرام کرسکیں سب کو فلسطین یا شام میں پہنچا کر غائب ہو جائے گی اوّل علامت سے مراد ہے۔ قیامت سے بالکل متصل بڑی علامت پہلی یہ ہوگی ۶اس کا ذکر بھی باب صفۃ الجنۃ واھلھا میں ہو چکا کہ جنتیوں کو سب سے پہلے مین کی روٹی اور مچھلی جس پر زمین اٹھانے والی گائے کھڑی ہے اس کی کلیجی کا مزیدار کنارہ کھلایا جائے گا اس کے بعد انہیں کبھی بھوک نہ لگے کی پھل فروٹ لذت کے لیے کھایا کریں گے ۷یعنی اگر رحم میں پہلے مرد کی منی گرے تو بچہ باپ کے ہم شکل ہوتا ہے اور اگر پہلے عورت ل منی گرے تو ماں کی ہمشکل ہوتا ہے اگر مرد کی منی قوی ہو تو بچہ لڑکا ہوتا ہے اور اگر ماں کی منی قوی ہو تو بچہ لڑکی ہوتی ہے اس لیے جس رت کے لڑکیاں ہی ہوتی ہوں اسے شروع حمل میں بعض دوائیں کھلائی جاتی ہیں جس سے مرد کا نطفہ قوی ہو جائے اور بچہ لڑکا بنے تعویذ عائیں بھی اسی مقصد کے لیے دیئے جاتے ہیں یہ مضمون کچھ فرق کے ساتھ کتاب الطہارۃ باب الغسل میں گزر چکا ہے۔ ۸یعنی حضور کے ن جوابات سے مجھے حضور کی نبوت کا یقین ہوگیا۔ کوئی یار کا رخسار دیکھ کر ایمان لایا کوئی گفتار سن کر کوئی رفتار دیکھ کر کسی نے دلیل سے مانا سی نے دل سے حضرت عبداللہ چہرہ انور دیکھ کر ہی دل سے ایمان لا چکے تھے مگر زبانی اقرار کے لیے احتیاطًا یہ سوالات کیئے وہ سمجھے کہ پانی نا چھان کر۔ مرشد کرنا جان کر۔ ۹یعنی یارسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ حضور انور یہود میں میرا مقام معلوم فرمالیں میرے اسلام کی یہود کو

خبر نہ دیں ورنہ وہ جھوٹ بول کر مجھے بگاڑ کر پیش کریں گے بلکہ حضور پہلے ان سے میرے متعلق دریافت کریں کہ میرے متعلق ان کا اعتقاد کیا ہے پھر میرے اسلام کی انہیں یہ فخر نہیں بلکہ ربّ کی نعمت کا اظہار ہے۔۱۰؎ یعنی خاندانی لحاظ سے بھی وہ ہم سب میں بہتر ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہیں ان کا خاندان ان کا نسب ہم سب میں اعلیٰ ہے وہ حسب ونسب میں بہت اونچے ہیں اور علمی عملی لحاظ سے ہم سب سے افضل ہیں توریت کے بڑے عالم اور اس پر عامل ہیں۔ خیرنا وسیدنا میں یہ فرق ہے (مرقات) معلوم ہوا کہ اولاد نبی ہونا اللہ کی نعمت ہے۔ بشرطیکہ امان وتقویٰ کے ساتھ ہو کیونکہ حضور انور نے ان یہود کے اس قول کی تردید نہیں فرمائی یونہی علمی خاندان سے ہونا اللہ کی نعمت ہے ان تمام کے متعلق ہماری کتاب الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول کا مطالعہ کرو جس میں کہا گیا ہے کہ حضور کا نسب شریف طیب و طاہر اور قیامت میں کام آنیوالا ہے۔۱۱؎ ان کے نزدیک اسلام ایک مصیبت تھی انہوں نے یہ کہا کہ ابن سلام کے متعلق یہ تصور بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ مسلمان ہو جائیں یہ لفظ یا خبر ہے یا دعا۔۱۲؎ یہود کی ہٹ دھرمی تو دیکھو کہ سیدنا ابن اسلام کا ایمان دیکھ کر بجائے اس کے کہ اسلام کی حقانیت کے قائل ہو جاتے حضرت عبداللہ ابن سلام بلکہ ان کے خاندان کی شرافت کا انکار کر بیٹھے خیال رہے کہ قرآن مجید نے حضرت عبداللہ ابن سلام کے اسلام قبول کر لینے کو اسلام کی حقانیت کی دلیل قرار دیا ہے فرماتا ہے اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (کنزالایمان) (۲۶،۱۹۷) کسی چیز کو علماء حقانی کا مان لینا اس چیز کی حقانیت کی دلیل ہے۱۳؎ یعنی اگر حضور انور پہلے ہی سے انہیں میرے اسلام کی خبر دیدیتے تو یہ لوگ میرے متعلق وہی کہتے جواب کہتے ہیں یہ لوگ ایسے سرکش ہیں اگر حضور انور کو یہ نہ مانیں تو حضور غمگین نہ ہوں۔

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِيْنَ بَلَغَنَا اِقْبَالُ اَبِيْ سُفْيَانَ وَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُّخِيْضَهَا الْبَحْرَ لَا خَضْنَاهَا وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَّضْرِبَ اَكْبَادَهَا اِلٰى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى نَزَلُوْا بَدْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَّيَضَعُ يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ هٰهُنَا وَهٰهُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَّوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۱۵) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ اس وقت کیا، جب ہم کو ابوسفیان کی آمد کی خبر پہنچی۱؎ اور سعد ابن عبادہ کھڑے ہوئے بولے یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر آپ ہم کو حکم دیں کہ ہم گھوڑے سمندر میں ڈال تو ہم ضرور ڈال دیں۲؎ اور اگر آپ ہم کو حکم دیں کہ ہم ان کے سینے برک غماد تک ماریں۳؎ تو ہم ایسا ضرور کریں راوی نے فرمایا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جہاد کے لیے بلایا تو لوگ چلے حتیٰ کہ بدر میں اترے۴؎ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فلاں کافر کی قتل گاہ ہے اور اپنا ہاتھ زمین پر ادھر ادھر رکھتے تھے۵؎ راوی نے کہا کہ ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی جگہ سے نہ ہٹا۶؎ (مسلم)

(۵۶۱۵)۱؎ یہ واقعہ غزوۂ بدر کا مقدمہ ہے ابوسفیان چالیس ہمراہیوں کے ساتھ شام سے تجارت کر کے بہت نفع کما کر مکہ معظمہ جا رہے تھے یہ سارا منافع مسلمانوں کے مقابلہ میں جنگی تیاریوں پر خرچ کرنا تھا راستہ میں مدینہ منورہ پڑتا تھا مسلمانوں کو خیال ہوا کہ اس قافلہ کو روک کر یہ مال چھین لیا جائے ابوسفیان بچ کر راستہ سے کٹ کر معظمہ پہنچ گئے ادھر جنگ بدر کی صورت ہوگئی تب حضور انور نے

مسلمانوں سے مشورہ فرمایا کہ کہو کیا رائے ہے حالات بدل گئے اور جنگ کا نقشہ بن گیا تب حضرات صحابہ نے یہ عرض کیا جو یہاں مذکور ہے۔۲؎ حضرت سعد ابن عبادہ انصار کے سردار تھے انہوں نے حضور انور کے مشورہ فرمانے پر یہ ایمان افروز جواب دیا مطلب یہ ہے کہ حضور انور یہ خیال نہ فرمادیں کہ ہم کو ابوسفیان کے قافلہ پر حملہ کرنے کے لیے لایا گیا تھا نہ کہ جنگ کرنے کو اور اب جنگ سامنے آگئی ہم پیچھے جائیں گے ہم تو بندہ حکم ہیں جو حکم ہو ہم اس پر کاربند ہوں گے ہمارا حال تو یہ ہے۔شعر:-

تعالیٰ اللہ یہ شیوہ ہی نہیں ہے باوفاؤں کا پیا ہے دودھ ہم لوگوں نے غیرتمند ماؤں کا
نبی کا حکم ہو تو پھاند جائیں ہم سمندر ہیں جہاں کو محو کر دیں نعرہ اللہ اکبر میں

نخیضھا میں ضمیر لوٹ رہی ہے گھوڑوں کی طرف وہ گھوڑے ان کے سامنے تھے ادھر ضمیر لوٹائی (مرقات) دیکھو آگے آرہا ہے۔ اکبادہا۳؎ برک غماد یمن یا ہجر کا آخری شہر ہے جو مدینہ منورہ سے بہت دور ہے سینہ مارنے سے مراد ہے ایڑھ مارنا سوار گھوڑے یا اونٹ کے سینہ پر اپنا قدم مارتا ہے تیز چلانے کے لیے یعنی اگر ہم کو حضور حکم دیں کہ برک غماد تک بذریعہ اونٹوں اور گھوڑوں کے پہنچو وہاں جہاد کرو تو ہم اس کو اس میں تامل نہ ہوگا اگرچہ وہاں پہنچنا بہت دشوار ہے کیونکہ باوفا غلام ہیں وقت پر منہ موڑنے والے نہیں۔۴؎ بدر دراصل ایک کنویں کا نام ہے جو اس کنویں کے بنانے والے کے نام پر مشہور ہوا اب پوری بستی کا نام بدر ہے یہ جگہ مدینہ منورہ سے قریباً ایک سو پینتالیس کلو میٹر پر واقع ہے اس گنہگار نے اس جگہ کی مفصل اور بارہا زیارت کی ہے ادھر ابوجہل مع اپنے ساتھیوں کے مکہ معظمہ سے چل کر بدر پہنچا ان کی تعداد نوسو پچاس تھی سارے سامان جنگی سے لیس تھے ادھر ابوسفیان ساحلی راستہ سے بخیریت گزرتے ہوئے مکہ معظمہ پہنچ گئے اور ابوجہل کو پیغام بھیجا کہ اب چونکہ ہم لوگ بخیریت گھر پہنچ گئے ہیں تم بھی واپس آجاؤ مسلمانوں سے جنگ کی ضرورت نہیں مگر ابوجہل نے جواب بھیجا کہ بہادر جب جنگ کے لیے نکل کھڑے ہوتے ہیں تو بغیر فتح کئے ہوئے واپس نہیں ہوتے تم بھی ہم تک پہنچو چنانچہ پچاس آدمی ابوسفیان لیکر پہنچ گئے اب کفار کی تعداد ایک ہزار ہوگئی مسلمان غازی صرف تین سو تیرہ تھے جن کے پاس جو سامان جنگ تھا اس کی فہرست یہ ہے۔شعر:-

تھے ان کے ساتھ دو گھوڑے چھ زرہیں آٹھ شمشیریں پلٹنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں
یہ لشکر ساری دنیا میں انوکھا اور نرالا تھا کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا

۵؎ حضور انور نے یہ نشان دہی جنگ سے ایک دن پہلے کردی تھی فرمایا تھا کہ کل ستر کفار مارے جائیں گے یہاں فلاں اور یہاں فلاں ۶؎ سبحان اللہ یہ ہے کہ حضور انور کا معجزہ علم غیب جس کافر کے ہلاک ہونے کی خبر دی اسی جگہ وہ کافر مارا گیا ایک انچ آگے پیچھے نہ مرا اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ربّ تعالیٰ نے ہر ایک کے وقت موت جگہ موت اور کیفیت موت کی خبر دی ہے کہ کون کہاں مرے گا کب مرے گا اور کیسے مرے گا کافر ہو کہ مومن ہو کر یہ علوم خمسہ ہیں جن کا ظہور بدر میں اس طرح ہوا اس کی مکمل بحث ہماری کتاب جاء الحق حصہ اوّل میں دیکھو۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَھُوَ فِیْ قُبَّةٍ یَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰھُمَّ اَنْشُدُكَ عَھْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰھُمَّ اِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْیَوْمِ فَاَخَذَ

(۵۶۱۶) روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ آپ بدر کے دن ایک قبہ میں تھے ا؎ الٰہی میں تجھ سے تیرا عہد تیرا وعدہ مانگتا ہوں ۲؎ الٰہی اگر تو چاہے تو آج کے

اَبُوْبَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَثِبُ فِى الدِّرْعِ وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

بعد تیری عبادت نہ کی جائے۳ تب جناب ابوبکر نے آپ کا ہاتھ پکڑا عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اپنے رب پر زاری کافی کرلی ہے۴ تو آپ اس طرح نکلے کہ زرہ میں چل رہے تھے اور فرمارہے تھے کہ یہ مجمع کفار بھگا دیا جائے گا پیٹھیں پھیر دی جائیں گی۵ (بخاری)

(۵۶۱۶) ۱؎ اس قبہ کی جگہ اب ایک مسجد بنی ہے جسے مسجد عریش کہتے ہیں اس کے سامنے ایک میٹھے پانی کا چشمہ ہے فقیر نے اس مسجد میں نماز پڑھی ہے اور ایک بار پڑھائی ہے اور اس چشمہ میں غسل کیا ہے۲؎ شاید اس عہد و وعدہ سے مراد وہ عہد و وعدہ ہے جس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے وکان حقا علینا نصر المؤمنین معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے وسیلے سے دعا کرنا سنت ہے بلکہ اس کے نبی کے وعدے کے توسل سے دعا کرنا حکم الٰہی ہے فرماتا ہے کہ ہم سے یوں دعا کیا کرو۔ ربنا واتنا ما وعلتنا علی رسلك یہ تقاضا نہیں بلکہ توسل ہے یعنی وسیلہ کے ذریعہ دعا کرنا۳؎ یعنی اگر تو نے ان مسلمانوں کی مدد نہ فرمائی اور یہ شکست کھا گئے یا شہید ہوگئے تو پھر دنیا میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا حضور انور نے یہ دعا اس جوش سے کی کہ آپ کی چادر مبارک کندھے شریف سے گر گئی اور حضور انور پر بہت رقت بلکہ وارفتگی طاری ہوگئی (اشعۃ اللمعات) یہ دعا تھی کہ تیر قضا تھا جو اپنا کام کر گیا۴؎ حضرت ابوبکر صدیق کے عرض معروض کا مقصد ہے کہ یا رسول اللہ حضور انور جو یہ دعا فرمارہے اس کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے دل مطمئن ہوجائیں حضور یقین فرمائیں کہ حضور کی دعا سے ہمارے دلوں کو بالکل قوت و اطمینان میسر ہوگئے ہیں حضور یہ دعا کافی ہے ہمارے دل قوی اور مطمئن ہوچکے ہیں۔ اس عرض کا مطلب یہ نہیں کہ نعوذ باللہ حضور انور کو پریشانی تھی اور حضرت صدیق اکبر کو اطمینان تھا۔ حضور انور کو اللہ کی رحمت سے اپنی فتح کا یقین تھا یہ دعا مسلمانوں کے دلوں کو چین دلانے کے لیے تھی ان صلوتك سكن لهم ۵؎ اس میں بھی غیبی خبریں ہیں کہ بفضلہ تعالیٰ فتح ہماری ہوگی کفار مارے جائیں گے اور جو بچیں گے وہ بھاگ جائیں گے مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگے گا۔

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۶۱۷) روایت ہے انہیں سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا یہ جبرائیل ہیں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہیں ان پر جنگ کے ہتھیار ہیں۱؎ (بخاری)

(۵۶۱۷) ۱؎ اس میں غیبی خبر ہے کہ ہم حضرت جبرائیل ان کے گھوڑے اور ان کی حرکات و سکنات کو ملاحظہ فرمارہے ہیں خیال رہے کہ اس غزوہ میں فرشتوں کا آنا مسلمانوں کی ہمت افزائی کے لیے ہے نہ کہ کفار کو ہلاک کرنے کے لیے ان کی ہلاکت کے لیے صرف ایک فرشتہ ہی کافی تھا۔

وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ يَشْتَدُّ فِىْ اَثَرِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اَمَامَهٗ اِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهٗ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُوْلُ اَقْدِمْ حَيْزُوْمُ اِذْ نَظَرَ اِلَى الْمُشْرِكِ اَمَامَهٗ خَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ اَنْفُهٗ وَشُقَّ وَجْهُهٗ

(۵۶۱۸) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ اس درمیان کہ ایک مسلمان آدمی اس دن ایک مشرک آدمی کے پیچھے دوڑ رہا تھا۱؎ جو اس سے آگے تھا کہ ناگاہ اس نے اس کافر کے اوپر کوڑے کی مار اور سوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا اے حیزوم آگے بڑھ۲؎ کہ اس نے سامنے اس مشرک کو دیکھا جو مرا پڑا تھا۳؎ اس نے اس مشرک میں غور

كَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذٰلِكَ اَجْمَعُ فَجَآءَ الْاَنْصَارِيُّ فَحَدَّثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقْتَ ذٰلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوْا يَوْمَئِذٍ سَبْعِيْنَ وَاَسَرُوْا سَبْعِيْنَ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

کیا تو اس کی ناک پر نشان لگ گیا تھا ۴ اور اس کا چہرہ چر گیا تھا، کوڑے کی مار کی طرح وہ کافر سارا کا سارا سبز ہوگیا تھا ۵ پھر انصاری آیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا یہ تیسرے آسمان کی مدد میں سے ہے ۶ چنانچہ اس دن غازیوں نے ستر کافروں کو قتل کیا ستر کو قید کیا ۷ (مسلم)

(۵۶۱۸) ۱ یعنی غزوۂ بدر کے دن جب کفار مکہ میں بھاگڑ پڑگئی تو اس دوران مسلمان ان کا پیچھا کررہے تھے کہ ایک انصاری کا واقعہ یہ ہوا ۲ یعنی اس پیچھا کرنے والے انصاری نے اپنے آگے دو آوازیں سنیں ایک تو کوڑے کی آواز جو کسی جانور پر پڑے دوسرے سوار کی آواز جو جانور کو دوڑانے کے لیے اسے آواز دے مگر ان دونوں آوازوں کے ساتھ دیکھی کوئی چیز نہیں اس سے ان صحابی کو سخت تعجب ہوا نیز یہ بھی نہ سمجھے کہ حیزوم کیا چیز ہے جسے آگے بڑھایا جارہا ہے ۔ ۳ یعنی یہ انصاری اس کافر تک پہنچے ابھی اس کو تلوار نہیں ماری تھی کہ دیکھا کہ وہ سامنے مرا پڑا ہے انہیں دوسری حیرت یہ ہوئی کہ اس قتل کا فاعل کہاں ہے اور اس مقتول کا قاتل کون ہے ۴ خطم بنا ہے خطام سے، بمعنی ناک پر نشان یعنی اس مقتول کی ناک پر ایسا نشان تھا جیسے کسی نے اس پر کوڑا مارا ہے ربّ تعالٰی فرماتا ہے سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ہم اس کی تھوتھنی (بوتھی) پر نشان لگادیں گے ۵ یہاں مرقات نے فرمایا کہ سبزی سے مراد ہے سیاہی یعنی وہ کافر تھا تو گورا چٹا مگر بعد قتل اس کا سارا جسم کالا ہوگیا تھا اور ہوسکتا ہے کہ اس سے سبزی ہی مراد ہو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیبی کوڑا زہریلا تھا زہر سے مقتول کا رنگ ہرا ہوجاتا ہے ۶ یعنی غزوۂ بدر میں ہر آسمان سے فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لیے آئے ہیں تم نے جس فرشتے کی مدد محسوس کی یہ تیسرے آسمان کا فرشتہ تھا سبحان اللہ یہ ہے حضور انور کا غیب کہ ہر غیبی فرشتہ کو بھی پہچانتے ہیں اس کا ٹھکانہ بھی جانتے ہیں کہ کس آسمان کا فرشتہ ہے اس حدیث میں ایک صحابی کی کرامت کا ذکر بھی ہے یعنی فرشتہ کی آواز سن لینا۔ اور ان کی مدد کے لیے فرشتہ کا آنا۔ اور امتی کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتی ہے اس لیے یہ حدیث باب المعجزات میں لائے ۷ یہ قتل و قید حضور انور کا معجزہ تھا ورنہ تہائی سے بھی کم جماعت وہ بھی بے ہتھیار۔ اپنے سے تگنے سے زیادہ مسلح لشکر پر کیسے غالب آسکتی ہے خیال رہے کہ مکہ معظمہ کے کفار جنگ آزمودہ لوگ تھے مدینہ منورہ کے اکثر غازی جنگ سے ناواقف تھے بعض بالکل نوعمر تھے حتی کہ ابوجہل کو ایسے چھوٹے بچوں نے مارا ہے کہ آج تک دنیا حیران ہے پھر ان بچوں کا ان کفار کی صفوں میں اسے مارنا بغیر تائید غیبی کے ناممکن ہے بات یہ تھی شعر:-

نہ تیغ و تیر پر تکیہ نہ خنجر پر نہ بھالے پر
بھروسہ ان کا تھا سادہ سی کالی کملی والے پر

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ رَاَيْتُ عَنْ يَّمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ شِمَالِهٖ يَوْمَ اُحُدٍ رَّجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ يُقَاتِلَانِ كَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ يَعْنِيْ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۶۱۹) روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں اُحد کے دن دو شخصوں کو دیکھا جن پر سفید سفید کپڑے تھے ۱ جو سخت جنگ کررہے ہیں میں نے ان دونوں کو نہ تو پہلے دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھا ۲ یعنی جبرائیل و میکائیل ۳ (مسلم بخاری)

(۵۶۱۹) ۱ اس جملہ کے دو معنی ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ حضور کے داہنے طرف ایک شخص تھا اور بائیں ایک کل ملا کر دو شخص دوسرے یہ

کہ داہنے بائیں دو دو شخص تھے کل چار، دوسری صورت میں علیھما کی ضمیر جنس کی طرف ہے یعنی داہنے والے دونوں پر اور بائیں والے دونوں پر لباس تھے (مرقات) ۲؎ یعنی اس شکل وصورت میں ان دونوں کو کبھی نہیں دیکھا ورنہ یہ فرشتے بارہا حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور حضرات صحابہ ان کو دیکھا کرتے تھے مگر آج ایک نئی شکل میں تھے۔ ۳؎ یہ تفسیر حضرت سعد ابن ابی وقاص کی اپنی ہے غالبًا حضور انور سے سن کر فرمارہے ہیں اگر چار فرشتے دیکھے تھے تو داہنے ہاتھ ایک حضرت جبرائیل دوسرا فرشتہ ان کا ماتحت اسی طرح بائیں طرف ایک تو حضرت میکائیل تھے دوسرا ان کا ماتحت افسر کا ذکر کیا ماتحت کا ذکر نہیں کیا۔

وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا اِلٰى اَبِىْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ بَيْتَهٗ لَيْلًا وَهُوَ نَآئِمٌ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ فَوَضَعْتُ السَّيْفَ فِىْ بَطْنِهٖ حَتّٰى اَخَذَ فِىْ ظَهْرِهٖ فَعَرَفْتُ اَنِّىْ قَتَلْتُهٗ فَجَعَلْتُ اَفْتَحُ الْاَبْوَابَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى دَرَجَةٍ فَوَضَعْتُ رِجْلِىْ فَوَقَعْتُ فِىْ لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِىْ فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ فَانْطَلَقْتُ اِلٰى اَصْحَابِىْ فَانْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ ابْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِىْ فَمَسَحَهَا فَكَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ)

(۵۶۲۰) روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع کی طرف ایک جماعت بھیجی ۱؎ تو اس پر عبداللہ ابن عتیک رات کو اس کے گھر میں گھس گئے وہ سو رہا تھا ۲؎ آپ نے اسے قتل کردیا عبداللہ ابن عتیک کہتے ہیں کہ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار رکھی حتی کہ وہ اس کی پیٹھ میں گزر گئی ۳؎ میں سمجھ گیا کہ میں نے اسے قتل کردیا پھر میں دروازے کھولنے لگا حتی کہ میں آخری سیڑھی تک پہنچ گیا ۴؎ میں نے اپنا پاؤں رکھا تو میں چاندنی رات میں گر گیا میری پنڈلی ٹوٹ گئی ۵؎ میں نے پگڑی سے اس کی پٹی باندھ دی پھر میں اپنے ساتھیوں کی طرف چلا پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا تو میں نے آپ کو خبر دی تو فرمایا پاؤں پھیلاؤ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو گویا میں نے کبھی اس کی شکایت نہ کی تھی ۶؎ (بخاری)

(۵۶۲۰) ۱؎ ابورافع کا نام ابوحقیق تھا مدینہ منورہ کا بڑا دولتمند یہودی تھا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن ہمیشہ حضور کی شان میں بدترین گستاخیاں کرتا تھا اور حضور کے دشمنوں کو پناہ دیتا تھا اپنے قلعہ میں حضور انور اور اسلام کے خلاف سازشیں کرتا تھا اس کا ایک بڑا مضبوط قلعہ تھا جہاں یہ بالاخانہ پر رہا کرتا تھا۔ حضور انور نے اس کے قتل کے لیے کچھ آدمی بھیجے رہط وہ جماعت ہے جو دس سے کم ہو۔ ۲؎ یہ پورا واقعہ بخاری وغیرہ میں بہت تفصیل سے آیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عتیک چاندنی رات ہی اپنی جماعت کو باہر چھوڑ کر ایک حیلہ سے اکیلے اس کے بالاخانہ پر چڑھ گئے وہاں بہت لوگ سو رہے تھے پہچان نہ سکے کہ ابورافع کون ہے اسے آہستہ سے آواز دی ابورافع وہ نیند کی غشی میں بول پڑا ہوں اس ہوں کی آواز کی رہبری میں آپ اس کے بستر تک پہنچ گئے۔ ۳؎ یہ واقعہ دوسری بار کا ہوا پہلی بار آپ نے اس کے پیٹ میں تلوار گھونپی اور لوٹے پھر خیال آیا کہ شاید مرا نہیں پھر لوٹے اور بولے ابورافع کیا ہوا تب وہ چیخا کہ مجھے کوئی مار گیا تب آپ نے وہ عمل کیا جو یہاں مذکور ہے ۴؎ ابورافع کے محل کے بہت دروازے تھے آپ نے جاتے وقت وہ تمام دروازے اندر سے بند کرلیے تھے تاکہ وقت پر باہر سے اس کی مدد نہ پہنچ سکے اب واپسی میں وہ دروازے کھولتے گئے اترتے گئے دروازوں کا سلسلہ دور تک تھا آخری سیڑھی پر پہنچ کر سمجھے کہ زمین آگئی۔ لیکن ابھی ایک سیڑھی باقی تھی۔ ۵؎ یعنی چونکہ میرا پاؤں غلط پڑا میں سمجھا کہ زمین پر پاؤں رکھ رہا ہوں میں بے ڈھب

گرا اور پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی اس زمانہ میں اس کا کوئی علاج ہی نہ تھا۶ یعنی گویا میری پنڈلی میں کبھی یہ بیماری نہ ہوئی تھی بعض علماء سے سنا گیا کہ اس پنڈلی میں ابن عفراء کے کٹے ہوئے بازو میں لگا تو بازو جوڑ دیا نمبر۳ حضرت علی کی دکھتی ہوئی آنکھ میں لگا تو میرے کا کام دیا۔ نمبر۴ حضرت طلحہ و جابر کے گھر ہانڈی و آٹے میں پڑ گیا تو ان میں ایسی برکت ہوئی کہ چار سیر جو سے سینکڑوں آدی سیر ہو گئے۔ نمبر۶ حدیبیہ کے کنویں میں پڑا تو اس کا تھوڑا پانی زیادہ ہو گیا نمبر۷ کھاری کنوؤں میں پڑا تو کنویں میٹھے ہو گئے۔ حضرت صدیق کو سانپ نے کاٹا وہاں یہ لعاب لگا نمبر۸ تو زہر کا تریاق بن گیا نمبر۹ چاہ زمزم میں لعاب شریف پڑا تو وہ تاقیامت ہر مرض کی شفا بن گیا۔ نمبر۱۰ ایک عیسائی قوم مسلمان ہوئی تو ان کے لیے ایک مشکیزے میں کلی کر کے پانی بھر دیا فرمایا اپنے گرجے کی زمین پر چھڑک دو جگہ طاہر طیب عظمت والی ہو جائے وہاں مطہر بن گیا۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيْدَةٌ فَجَآءُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا هٰذِهٖ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ فَقَالَ اَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهٗ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَّلَبِثْنَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ لَّا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيْبًا اَهْيَلَ فَانْكَفَاْتُ اِلٰى امْرَاَتِيْ فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْصًا شَدِيْدًا فَاَخْرَجَتْ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ وَّلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنَتْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ فَتَعَالَ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَّعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تُخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اَجِيْءَ وَجَآءَ فَاَخْرَجَتْ لَهٗ عَجِيْنًا فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَ بَارَكَ ثُمَّ قَالَ ادْعِيْ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوْهَا وَهُمْ اَلْفٌ

(۵۶۲۱) روایت ہے حضرت جابر سے فرمایا کہ ہم خندق کے دن کھدائی کر رہے تھے کہ ایک سخت پتھر سامنے آ گیا۱ تو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۲ عرض کیا کہ یہ پتھر خندق میں پیش آ گیا ہے تو فرمایا ہم اتریں گے۔ حضور اٹھے حالانکہ آپ کا پیٹ پتھر سے بندھا ہوا تھا ہم تین دن تک اس طرح رہے تھے کہ کوئی چکھنے کی چیز نہیں چکھی تھیں۳ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال لی پتھر پر ماری تو پتھر ریگ رواں بن گیا۴ پھر میں اپنی بیوی کی طرف گیا میں نے کہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ ہے۵ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بھوک دیکھی ہے۶ تو انہوں نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جو تھے اور ہمارے پاس بکری کی پٹھیاں تھیں۷ میں نے اسے ذبح کیا میری بیوی نے جو پیسے۸ حتیٰ کہ ہم نے گوشت ہانڈی میں ڈالا پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا میں نے آپ سے چپکے سے سرگوشی کی عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے اپنا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور میری بیوی نے ایک صاع جو پیسے ہیں۹ حضور سرکار آپ اور آپ کے ساتھ چھوٹی جماعت تشریف لائیں۱۰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا کہ اے خندق والو جابر نے کھانا تیار کیا ہے چلو۱۱ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ہانڈی نہ اتارنا اور اپنے آٹے کی روٹی پکانا شروع نہ کرنا حتیٰ کہ میں آ جاؤں۱۲ پھر حضور تشریف لائے تو حضور کے سامنے آٹا پیش کیا حضور نے لعاب دہن ڈالا اور دعائے برکت کی پھر ہماری ہانڈی کی طرف توجہ فرمائی اس میں

فَاُقْسِمُ بِاللّٰہِ لَاَ کَلُوْا حَتّٰی تَرَکُوْہُ وَانْحَرَفُوْا وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ کَمَا ھِیَ وَاِنَّ عَجِیْنَنَا لَیُخْبَزُ کَمَا ھُوَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

لعاب ڈالا ۱۳؎ پھر فرمایا کہ روٹی پکانے والی کو بلاؤ جو تمہارے ساتھ روٹی پکائے اور اپنی ہانڈی سے شوربا نکالو ۱۴؎ اور اسے نہ اتارو مجاہدین ایک ہزار تھے میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ ان سب نے کھایا حتیٰ کہ کھانا چھوڑ دیا ۱۵؎ اور لوٹ گئے حالانکہ ہماری ہانڈی جیسی تھی ویسی ہی جوش مار رہی تھی اور ہمارا آٹا پکایا جارہا تھا ۱۶؎ جیسا کہ تھا (مسلم بخاری)

(۵۶۲۱) ۱؎ یہ پتھر ایسا تھا جس میں کدال کام نہیں کرتی تھی اور کھدائی میں رکاوٹ پیدا ہوگئی تھی۔ ۲؎ جو مشکل کام کسی سے نہیں ہوسکتا تھا وہ کام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے کرتے تھے اسی لیے حضرات صحابہ کرام مشکلات میں حضور انور کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ۳؎ یعنی تمام صحابہ کرام نے اور خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے کچھ بھی نہیں کھایا تھا اور خندق کی کھدائی کا کام تھا۔ خالی پیٹ کدال اٹھانا مشکل تھا اس لیے حضور انور نے پیٹ شریف پر پتھر باندھ رکھا تھا تاکہ پیٹ کے بوجھ سے کدال چلانا آسان ہو جائے خیال رہے کہ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم عادۃً کچھ نہ کھائیں اس لیے کہ کھانا موجود نہ ہو تب حضور اقدس پر بھوک کے آثار نمودار ہوتے تھے لیکن اگر عبادۃً نہ کھاتے روزے کی نیت سے تو خواہ کتنا ہی عرصہ نہ کھاتے مطلقًا ضعف نہ ہوتا تھا اس کے متعلق ارشاد ہے **یطعمنی ربی لیسقنی** میرا ربّ کھلاتا پلاتا ہے لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں حضور انور نور بھی ہیں بشر بھی روزے میں نورانیت کی جلوہ گری ہوتی تھی اور عادۃً نہ کھانے میں بشریت کا ظہور دیکھو عیسیٰ علیہ السلام پہلے بھی کھاتے پیتے تھے اور قریب قیامت آسمان سے آکر بھی کھائیں گے پئیں گے کیونکہ آپ بشر ہیں مگر آسمان پر قریبًا دو ہزار سال سے گئے ہوئے ہیں بغیر کھائے پیئے موجود ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نور ہیں اسی حالت میں حضور انور نے کدال سے وہ سخت پتھر توڑا حدیث کا یہ مطلب میرے مرشد مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی نے خواب میں مجھ کو بتایا ۴؎ یہ پتھر تین چوٹوں میں ریگ رواں بن گیا تھا ۵؎ یعنی کچھ کھانے پینے کی چیز ہے اس سوال سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ گھر کا خرچ عورت کے ہاتھ میں رہنا چاہئے کمانا مرد کے لیے مناسب ہے خرچ کرنا عورت کے لیے بہتر ہے دوسرے یہ کہ اگرچہ جابر کے گھر میں کچھ تھا ضرور مگر تین دن سے انہوں نے اور ان کے گھر والوں نے کچھ نہ کھایا تھا کیونکہ صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ کھایا تھا تو یہ کیسے کھالیتے ۶؎ اس طرح کی ان کے پیٹ شریف پر پتھر بندھا دیکھا ہے اور چہرہ پاک پر زردی نمودار دیکھی ہے جو سخت بھوک کی علامت ہے خمص خ اور میم کے فتحہ سے بمعنی جوع شدید (سخت بھوک) ۷؎ بعض روایات میں بہیمہ ی کے ساتھ ہے بہت چھوٹی سی بکری داجن بمعنی گھر والوں سے ہلی ملی یعنی گھریلو پٹھیا ۸؎ یعنی جلدی کھانا تیار کرنے کے لیے ہم دونوں نے تقسیم کار کرلی بیک وقت میں بکری کے ذبح سے فارغ ہوا اور میری بیوی جو پیس کر فارغ ہوئی۔ ۹؎ یعنی ہمارے گھر میں کھانا تھوڑا سا ہے اس لیے میں حضور انور کے کان میں یہ دعوت عرض کر رہا ہوں معلوم ہوا کہ اگر میزبان مہمان پر اپنی حیثیت ظاہر کردے تاکہ بقدر کھانے کے آدمی آئیں تو جائز ہے آج شادی بیاہ میں کہہ دیتے ہیں کہ پچاس آدمی یا سو آدمی لانا اس مقرر کرنے کی اصل یہ حدیث ہے۔ ۱۰؎ نفر دس سے کم جماعت پر بولا جاتا ہے یہ بھی جائز ہے کہ میزبان دعوت والوں کو مقرر کرے اور یہ بھی جائز ہے کہ خود مقرر نہ کرے دوسرے کو مقرر کرنے کا حق دیدے یہاں دوسری صورت ہے۔ ۱۱؎ سور، مہمانی کے کھانے کو کہتے ہیں یعنی دعوت کا کھانا خندق کھودنے والے حضرات چودہ سو سے زیادہ تھے ان سب کی دعوت حضور نے کردی سور فارسی لفظ ہے خیال رہے کہ آج لنگر حضور کا تھا گھر حضرت جابر کا لہٰذا یہ اعلان اور دعوت بالکل درست ہے۔ نیز جو چیز

استعمال سے گھٹے نہیں وہ مالک کی بغیر اجازت استعمال کی جا سکتی ہے جیسے کسی کے چراغ کی روشنی میں مطالعہ کر لینا کسی کی دیوار۔ سے سایہ لے لینا آج یہ کھانا ان کھانے والوں کے استعمال سے گھٹے گا نہیں لہذا حضرت جابر کی بغیر اجازت حضور نے سب کو دعوت دیدی صوفیاء فرماتے ہیں کہ ساری امت حضور کی لونڈی غلام ہیں اور مولیٰ اپنے غلام کے گھر اس سے بغیر پوچھے مہمان لے جا سکتا ہے لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ چار آدمیوں کی دعوت ہو تو پانچواں نہ جائے کہ وہ قانون اور جگہ کے لیے ہے اور یہ اختیار خداداد یہاں جابر کے گھر کے لیے ہے۔ ۲؎ حضرت جابر اس اعلان سے حیران رہ گئے ان کی حیرانی ملاحظہ فرمائی اور تسکین دینے کے لیے یہ فرمایا گھبراؤ نہیں اللہ فضل کرے گا جو لائے گا وہ کھلائے گا تم اتنا کرنا کہ میرے آنے سے پہلے ہانڈی چولہے سے نہ اتارنا اور آٹا پکانا شروع نہ کرنا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھنا خیال رہے کہ اگر حضور اس لشکر کے بغیر کھا آتے تو ان کا دل ٹوٹ جاتا انشاء اللہ حضور ہم گنہگاروں کے بغیر جنت میں بھی اکیلے نہ جائیں گے۔ ۳؎ ابھی کچھ پہلے آپ حضور انور کے لعاب کا ایک معجزہ پڑھ چکے کہ عبداللہ ابن عتیک کی ٹوٹی پنڈلی اس لعاب سے جڑ گئی تندرست ہوگئی یہ دوسرا اور تیسرا معجزہ دیکھو اور ایمان تازہ کرو حضور انور نے لعاب دو چیزوں میں ڈالا گوندھے ہوئے آٹے میں اور پکتی ہوئی گوشت کی ہانڈی میں اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کا لعاب یا ان کے وضوء وغیرہ کا غسالہ برکت کے لیے کھانا پینا بالکل جائز ہے بلکہ سنت سے ثابت ہے مومن کی طبیعت محبوب کی ہر چیز سے محبت کرتی ہے کسی چیز سے نفرت نہیں کرتی ان سب کا ماخذ یہ حدیث ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ دعائیہ کلمات کے ساتھ دم یا لعاب ڈالنا بھی سنت ہے اس کا ماخذ بھی یہی حدیث ہے ۴؎ یہ خطاب حضرت جابر کی بیوی صاحبہ سے ہے کہ ایک عورت کو اور بلالو جو تمہارے ساتھ روٹی پکائے چار سیر آٹا پکانے کے لیے دو عورتوں کو مقرر کرنا اگلی برکت کی پیشین گوئی ہے ۵؎ یہ ایک ہزار آدمی تین دن سے بھوکے تھے انہوں نے کھانا بھی خوب ہی کھایا ہوگا جن روایات میں چودہ سو آیا ہے وہاں مراد یہ ہے کہ ایک ہزار تو خندق کھودنے والے تھے اور چار سو وہ حضرات تھے جو بعد میں بچے کھچے رہے جو مدینہ منورہ کے گھروں بازاروں وغیرہ میں تھے۔ مدینہ منورہ کے بچے عورتیں بھی اس دعوت میں شامل کرلی گئی تھیں غرضیکہ کھانے والوں کے میلے لگ گئے تھے خوش نصیب تھے وہ لوگ جو اس برکت والے کھانے سے مشرف ہوئے مدینہ منورہ کے بازار میں ایک سبزی فروش اپنی سبزی پر پانی چھڑک رہا تھا اور کہہ رہا تھا یا برکتہ النبی تعالیٰ و انزلی ثم لا ترتحلی اے نبی کی برکت آ جا یہاں سما جا پھر یہاں سے نہ جا (اشعۃ اللمعات) اللھم صل وسلم و بارك علیه اس موقعہ پر حضور انور نے پہلے سب کو کھلایا بعد میں گھر والوں کے ساتھ مل کر خود کھایا اور حضور واپس لوٹے تو حضرت جابر کا گھر روٹیوں بوٹیوں سے بھرا ہوا تھا صلی اللہ علیہ وسلم ۶؎ اس واقعہ میں حضور انور کے لعاب شریف کے بہت سے معجزات ہیں بوٹیوں میں کثرت و برکت۔ شوربے کے پانی میں برکت شوربے کے نمک مرچ مصالحہ گھی میں برکت و کثرت۔ آٹے میں برکت و کثرت، جس لکڑی سے یہ چیزیں پکائی گئیں اس میں برکت روٹی پکانے والی کے ہاتھ میں قوت و طاقت ورنہ اتنی بڑی جماعت کی دعوت کے لیے کئی من گوشت لکڑیاں آٹا چاہئے بہت پکانے والے اور بہت تنور چاہئیں۔ جیسا کہ آج کل بیاہ شادیوں کی دعوتوں میں دیکھا جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے پانی کے بارہ چشمے پتھر سے پھوٹے یہاں حضور کے لعاب سے ہانڈی سے بوٹیوں شوربے کے چشمے پھوٹے۔

وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ حِيْنَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ رَاْسَهٗ وَيَقُوْلُ بُؤْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ

(۵۶۲۲) روایت ہے حضرت ابوقتادہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب عمار سے کہا جبکہ وہ خندق کھود رہے تھے تو آپ ان کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے اور کہتے کہ اے ابن سمیہ کی سختی! ۱

الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ .(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) تم کو باغی جماعت قتل کرے گی۲(مسلم)

(۵۶۲۲)۱حضرت عمار ابن یاسر کی والدہ ماجدہ کا نام سمیہ بنت ابی حذیفہ تھا قبیلہ بنی مخزوم سے تھیں مکہ مکرمہ میں اسلام لائیں ابوجہل اور دیگر کفار کے ہاتھوں بہت ہی بے دردی سے شہید کی گئیں اس جملہ کی کئی ترکیبیں ہیں آسان ترکیب یہ ہے بوءس ایک پوشیدہ فعل کا فاعل ہے اور ابن سمیہ منادی ہے یعنی اے سمیہ کے فرزند تم کو سخت تکلیف پہنچے گی۔۲اس فرمانِ عالی میں تین غیبی خبریں ہیں ایک یہ کہ حضرت عمار شہید ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ مظلوم ہوں گے۔ تیسرے یہ کہ ان کے قاتل باغی ہوں گے یعنی امام برحق پر بغاوت کرنے والے یہ تینوں خبریں من وعن اسی طرح ظاہر ہوئیں حضرت عمار جناب مولیٰ کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ جب یہ حدیث شہادت عمار کے بعد حضرت امیر معاویہ کو پہنچی کہ عمرو ابن عاص نے کہا کہ معاویہ غضب ہوگیا حضرت عمار ہماری جماعت کے ہاتھوں شہید ہوئے اور حضور انور نے ان کے قاتلین کو فئة باغیہ فرمایا ہے ہم اس حدیث کے ماتحت باغی ہوئے تو امیر معاویہ نے فرمایا نحن امة باغیته لدم عثمان یعنی یہاں باغیہ بغاوت سے نہیں بلکہ بغی بمعنی مطالبہ سے ہم حضرت عثمان کے خون کا بدلہ مانگنے والے ہیں اس معنی سے واقعی ہم لوگ باغی ہیں۔ دوسرے یہ کہ عمار کو قتل کرنے والے دراصل علی ہیں جو انہیں جنگ میں لائے ہم تو عمار کا بڑا احترام کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اگر حدیث کا مطلب یہ ہے تو جناب حمزہ کے قاتل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہی آپ کو جنگ اُحد میں لے گئے تھے بہرحال حضرت علی خلیفہ برحق ہیں امیر معاویہ ان کی مخالفت کی بناء پر باغی ہیں حضرت علی کی ڈگری امیر معاویہ کی معافی ہے (مرقات واشعہ) اس کی نفیس تحقیق ہماری کتابہ امیر معاویہ پر ایک نظر میں دیکھو صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار سب کا احترام لازم ہے۔

وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُجْلِيَ الْاَحْزَابُ عَنْهُ اَلْآنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ اِلَيْهِمْ . (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۶۲۳) روایت ہے حضرت سلیمان ابن صرد سے۱فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ احزاب آپ سے دور کئے گئے ۲کہ ہم ان پر حملہ کریں گے وہ ہم پر حملہ نہ کریں گے ہم ان کی طرف جائیں گے۳(بخاری)

(۵۶۲۳)۱آپ صحابی ہیں کوفی ہیں بڑے بزرگ تھے واقعہ کربلا کے بعد آپ نے یزیدیوں سے بدلہ لینے کے لیے بہت بڑی جماعت جمع کی اس کوشش میں شہید ہوئے (اشعہ)۲احزاب غزوۂ خندق کو کہتے ہیں یہ غزوہ ۵ ھ میں ہوا احزاب جمع ہے حزب کی بمعنی گروہ یا جماعت چونکہ اس غزوہ میں کفار کی بہت جماعتیں جمع ہوکر مدینہ طیبہ پر ٹوٹ پڑی تھیں اس لیے اسے احزاب کہتے ہیں ان تمام کے سردار ابوسفیان تھے ان کی تعداد دس ہزار تھی چنانچہ نجدی کفار ایک ہزار تھے جن کا سردار عیینہ ابن حصن تھا ہوازن کا سردار عامر ابن طفیل تھا بنی کنانہ وغیرہ کے الگ الگ سردار تھے مدینہ کے یہودی بنی قریظہ اور بنی نضیر ان سے مل گئے تھے ایک ماہ تک مدینہ منورہ کا محاصرہ رہا تھا دوطرفہ سے تیراندازیاں اور معمولی جھڑپیں ہوتی رہیں تھیں کھل کر جنگ نہیں ہوئی پھر اللہ تعالٰی نے تیز آندھی بھیجی جس سے لشکر کفار تتر بتر ہوکر بھاگ گیا (مرقات وغیرہ)۳اس میں غیبی خبر ہے کہ اب آئندہ مدینہ منورہ پر کفار حملہ نہ کرسکیں گے بلکہ اب ہم ہی ان پر حملہ کریں گے اور ایسا ہی ہوا کہ غزوۂ طائف غزوۂ خیبر فتح مکہ، تبوک وغیرہ سب میں مسلمان ہی حملہ آور ہوئے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(۵۶۲۴) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ جب

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَ اغْتَسَلَ اَتَاہُ جِبْرَئِیْلُ وَھُوَ یَنْفُضُ رَاْسَہٗ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللہِ مَا وَضَعْتُہٗ اُخْرُجْ اِلَیْھِمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَیْنَ فَاَشَارَ اِلٰی بَنِیْ قُرَیْظَۃَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْھِمْ وَفِیْ رِوَایَۃِ الْبُخَارِیِّ قَالَ اَنَسٌ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی الْغُبَارِ سَاطِعًا فِیْ زُقَاقِ بَنِیْ غَنَمٍ مَوْکِبَ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ حِیْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی بَنِیْ قُرَیْظَۃَ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے لوٹے اور ہتھیار رکھ دیئے اور غسل فرمایا تو آپ کے پاس حضرت جبرائیل اپنا سر غبار سے جھاڑتے ہوئے آئے[۱] بولے آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے خدا کی قسم میں نے نہیں اتارے ان کی طرف جایئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہاں جبرائیل نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کان کی طرف تشریف لے گئے[۲] اور بخاری میں روایت ہے کہ جناب انس نے فرمایا گویا کہ میں بنی غنم کی گلیوں میں غبار پھیلا ہوا دیکھ رہا ہوں[۳] حضرت جبرائیل کے سواروں سے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف چلے[۴]

(۵۶۲۴) [۱] ظاہر یہ ہے کہ ھو ضمیر حضرت جبرائیل کی طرف ہے یعنی جبرائیل اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ چونکہ حضرت جبرائیل حضور کے خادم اور اسلام کے غازی بن کر آئے تھے اس لیے ان پر غازیوں کے آثار یعنی غبار اور ہتھیار تھے ورنہ فرشتوں پر نہ ہتھیار ہوتے ہیں نہ غبار[۲] بنی قریظہ اور بنی نضیر یہ یہود مدینہ کی دو جماعتیں تھیں جنہوں نے پہلے تو مسلمانوں سے معاہدہ کیا پھر خود ہی یہ معاہدہ توڑ دیا اور تمام مشرکین عرب کو مدینہ پر چڑھا کر یہی لائے تھے انہوں نے مشرکین سے کہا تھا کہ تم باہر سے مسلمانوں پر حملہ کرو ہم اندرون مدینہ ان پر حملہ کریں اور انہیں ایسا پیس ڈالیں جیسے چکی میں دانے غزوۂ خندق سے فارغ ہو کر حضور انور نے ان پر حملہ کیا بنی قریظہ چن چن کر قتل کردیئے گئے بنی نضیر جلا وطن کردیئے گئے یہاں وہ واقعہ مذکور ہے۔ کتب تواریخ میں یہ واقعہ بالتفصیل موجود ہے۔[۳] بنی غنم انصار کا ایک قبیلہ تھا جن کا محلہ بنی قریظہ کے راستہ میں پڑتا تھا یہاں اس کی نشاندہی فرمائی جارہی ہے۔[۴] موکب میم کے فتحہ کاف کے کسرہ سے سواروں کی جماعت جو آہستہ آہستہ چلے یعنی ہم نے اپنی آنکھوں سے بنی غنم کی گلیوں میں غبار اڑاتا ہوا دیکھا مگر کوئی چلنے والا نظر نہیں آتا تھا ہوا بھی تیز نہ تھی حضور انور نے بتایا کہ یہ غبار فرشتوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے اٹھ رہا ہے اس واقعہ میں حضور انور کے بہت سے معجزات کا اظہار ہے خیال رہے کہ فرشتوں کی جماعت کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے اس لیے صرف انہیں کا ذکر فرمایا۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَۃِ وَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ یَدَیْہِ رَکْوَۃٌ فَتَوَضَّاءَ مِنْھَا ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَہٗ قَالُوْا لَیْسَ عِنْدَنَا مَآءٌ نَتَوَضَّأُ بِہٖ وَنَشْرَبُ اِلَّا مَا فِیْ رَکْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ فِی الرَّکْوَۃِ فَجَعَلَ الْمَآءُ یَفُوْرُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِہٖ کَاَمْثَالِ الْعُیُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَ تَوَضَّأْنَا قِیْلَ لِجَابِرٍ کَمْ کُنْتُمْ قَالَ لَوْ کُنَّا مِائَۃَ اَلْفٍ لَکَفَانَا کُنَّا خَمْسَ عَشَرَۃَ

(۵۶۲۵) روایت ہے حضرت جابر سے فرمایا کہ لوگ حدیبیہ کے دن پیاسے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ڈول تھا[۱] جس سے حضور نے وضو کیا پھر لوگ اس طرف دوڑ پڑے بولے ہمارے پاس پانی نہیں جس سے ہم وضو کریں اور پیئیں سواء اس پانی کے جو آپ کے ڈول میں ہے[۲] پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس ڈول میں رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پھوٹنے لگا[۳] فرمایا کہ ہم نے پیا اور وضو کیا[۴] حضرت جابر سے کہا گیا کہ تم کتنے تھے فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہم کو کافی

مِائَةً ۔(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) ہوتا ہم پندرہ سو تھے۶ (مسلم و بخاری)

(۵۶۲۵)۱یعنی صلح حدیبیہ کے دن حدیبیہ کنویں کا پانی ہم نے تھوڑی دیر میں ہی خشک کردیا جیسا کہ عرب کے کنوؤں کا حال ہوتا ہے اب پانی صرف ایک چمڑے کے ڈول میں تھا۔ جو حضور انور کے سامنے رکھا ہوا تھا کوہ حمیرہ کا ایک ڈول یا بڑا لوٹا جس سے وضو وغیرہ کیا جائے۲ یعنی اسلامی فوج بغیر پانی کے ہے پیاسی بھی ہے وضو وغیرہ کی بھی اسے ضرورت ہے اور پانی صرف اتنا ہے جتنا آپ کے ساتھ ہے ۳ حضور انور کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ سے افضل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا مارا تو اس سے پانی کے بارہ چشمے جاری ہوگئے کیونکہ پتھر سے پانی جاری کردینا واقعی معجزہ ہے مگر انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا دینا بڑا معجزہ۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا شعر:-

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ !

۵ خوش نصیب تھے یہ حضرات جنہیں اس پانی سے وضو نصیب ہوگیا جس سے ان کے ظاہر باطن دونوں پاک ہوئے تمام پانیوں سے حتیٰ کہ آب زمزم سے بھی یہ پانی افضل تھا (از مرقات)۶ خیال رہے کہ اہل حدیبیہ کی تعداد میں مختلف روایات ہیں چودہ سو، پندرہ سو، تیرہ سو تحقیق یہ ہے کہ ان کی تعداد پندرہ سو پچیس تھی باقی روایات یا تو تخمینی ہیں یا راوی کی اطلاع کے مطابق ہیں کہ انہیں اطلاع یہی پہنچی (مرقات) آپ یہ بتا رہے ہیں کہ ہم اس دن قریباً پندرہ سو تھے مگر پانی کے جوش اور کثرت کا یہ عالم تھا کہ اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی سب کے پینے وضو غسل کو کافی ہوتا۔

وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عَشَرَةَ مِائَةً يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهَا فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِهَا ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيْهَا ثُمَّ قَالَ دَعُوْهَا سَاعَةً فَاَرْوَوْا اَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتّٰى ارْتَحَلُوْا ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۶۲۶) روایت ہے حضرت براء ابن عازب سے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے۱ حدیبیہ ایک کنواں ہے ہم نے اس کا پانی نکال ڈالا تو اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا۲ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ اس کنویں پر آئے اس کے کنارہ پر بیٹھے پھر پانی کا برتن منگوایا وضو کیا پھر کلی کی اور دعا فرمائی پھر وہ پانی کنویں میں ڈال دیا۳ پھر فرمایا اسے گھڑی بھر چھوڑ دو۴ پھر لوگ اپنے آپ کو اپنی سواریوں کو سیراب کرتے رہے حتیٰ کہ وہاں سے کوچ کیا۵ (بخاری)

(۵۶۲۶)۱ ان روایات کی مطابقت ابھی ذکر کی گئی کہ چودہ سو پندرہ سو تقریبی ہے یعنی قریباً چودہ پندرہ سو تھے۔ لہٰذا ان میں تعارض نہیں ۔۲ عرب میں بلکہ پاکستان میں بعض جگہ کنویں ایسے ہیں کہ اگر ان سے پانی نکالا جائے تو بہت جلد خشک ہو جاتے ہیں نوکنڈی میں ہم نے کنویں دیکھے کہ دو تین سو ڈول نکالنے پر خشک ہو جاتے ہیں پھر چوبیس گھنٹے چھوڑے جائیں تب اس میں پانی اور آ جاتا ہے یہی حال حدیبیہ کے کنویں کا تھا۔۳ ظاہر یہ ہے کہ یہ وضو، کلی، ایک برتن میں کی پھر اس برتن پر دعاء برکت کی پھر یہ پانی حدیبیہ کنویں میں ڈال دیا لہٰذا حضور انور نے کلی علاوہ وضو کے کی تھی وضوء والی کلی اس کے سوا تھی لہٰذا مضمض فرمانا زائد نہیں۔۴ یعنی ہمارا تبرک پانی پڑتے ہی کنویں سے پانی نکالنا شروع نہ کردو کچھ دیر ٹھہر جاؤ ساعۃ سے مراد گھنٹہ نہیں بلکہ گھڑی بھر مراد ہے یہ ٹھہرنا اس لیے تھا کہ یہ تبرک اپنا پورا اثر کرے۔

یار کے جلوے مختلف ہیں کبھی فوراً تاثیر کبھی کچھ ٹھہر کر۔۵؎ غالب یہ ہے کہ یہ کنواں پھر برابر بھرا ہی رہا کبھی خشک نہ ہوا کاش کہ اس پر گنبد وغیرہ بنا دیا جاتا کہ لوگ اس کی زیارت بھی کرتے پانی بھر تبرکاً پیتے (مرقات) یہ میدان حدیبیہ مکہ معظمہ سے بالکل قریب ہی ہے جدہ رستہ پر فقیر نے اس کی زیارت کی ہے۔خیال رہے کہ حضرت جابر کا گزشتہ واقعہ اور ہے یہ واقعہ دوسرا ہے مگر یہ دونوں واقعہ ہوئے حدیبیہ میں۔

وَعَنْ عَوْفٍ عَنْ اَبِیْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ كُنَّا فِیْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَكٰی اِلَیْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ یُسَمِّیْهِ اَبُوْ رَجَاءٍ وَنَسِیَهٗ عَوْفٌ وَدَعَا عَلِیًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِیَا الْمَآءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّیَا امْرَاَةً بَیْنَ مَزَادَتَیْنِ اَوْسَطِیْحَتَیْنِ مِنْ مَّآءٍ فَجَآءَ ابِهَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنْزَ لُوْهَا عَنْ بَعِیْرِهَا وَدَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِیْهِ مِنْ اَفْوَاهِ الْمَزَادَتَیْنِ وَنُوْدِیَ فِی النَّاسِ اسْقُوْا فَاسْتَقَوْا قَالَ فَشَرِبْنَا عِطَاشًا اَرْبَعِیْنَ رَجُلًا حَتّٰی رَوِیْنَا فَمَلَاْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَاِدَاوَةٍ وَاَیْمُ اللّٰهِ لَقَدْ اُقْلِعَ عَنْهَا وَاَنَّهٗ لَیُخَیَّلُ اِلَیْنَا اَنَّهَا اَشَدُّ مِلْئَةً مِّنْهَا حِیْنَ ابْتُدِیَٔ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۶۲۷) روایت ہے حضرت عوف وہ ابو رجاء سے۱؎ وہ عمران ابن حصین سے راوی فرمایا ہم ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو لوگوں نے حضور سے پیاس کی شکایت کی آپ اترے اور فلاں کو بلایا ابو رجاء اس شخص کا نام لیتے تھے اسے عوف بھول گئے اور جناب علی کو بلایا۲؎ پھر فرمایا تم دونوں جاؤ پانی تلاش کرو وہ چلے تو دونوں ایک عورت سے ملے جو دو بڑے یا چھوٹے تو بڑوں کے درمیان تھی۳؎ تو بڑے پانی کے تھے وہ دونوں اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اس کے اونٹ سے اتارا۴؎ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگوایا پھر ان تو بڑوں کے منہ سے اس میں پانی انڈیلا اور لوگوں میں آواز دی گئی کہ پی لو۵؎ چنانچہ لوگوں نے خوب پیا فرمایا کہ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے پیا حتی کہ سیر ہوگئے پھر ہم نے اپنے ساتھ والے مشکیزے اور برتن بھر لئے۶؎ اللہ کی قسم ان سے پانی لینا جب بند کیا گیا تو ہم کو خیال ہوتا تھا کہ وہ ابتداء کے مقابلہ میں اب زیادہ پر ہیں ۷؎ (مسلم بخاری)

(۵۶۲۷)۱؎ عوف تبع تابعی ہیں اور ابو رجاء تابعی ہیں ابو رجاء کا نام عمران ابن تمیم عطاردی ہے حضور انور کے زمانہ ہی میں مسلمان ہوگئے تھے مگر زیارت نہ کرسکے بہت بڑی عمر پائی (۱۰۷) ایک سو سات میں وفات ہوئی ایک سو بیس سال سے زیادہ عمر پائی۔(مرقات و اشعہ) ۲؎ یعنی حضور انور نے دو صاحبوں کو یہ حکم دیا ایک تو حضرت علی تھے دوسرے فلاں صاحب تھے ان فلاں کا نام مجھے یاد نہ رہا ابو رجاء نے بتایا تھا عوف بھول گئے۔اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اپنے دکھ درد حضور کو سنانا اور ان کے دفعیہ کے لیے حضور سے عرض کرنا نہ تو توکل کے خلاف ہے نہ شرک ہے بالکل جائز ہے دیکھو پیاس کی شکایت حضور سے کی۔اب بھی اپنا دکھ درد حضور سے کہنا بالکل جائز ہے ہم بھیک مانگنے ہی کو پیدا ہوئے۔حضور بھیک دینے ہی کو آئے وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۳؎ یعنی ایک حبشی عورت اونٹ پر سوار تھی اس کی دونوں جانب دو چھوٹے یا بڑے مشکیزے پانی کے بھرے ہوئے لٹک رہے تھے اور یہ عورت چلی جارہی تھی۔۴؎ ھا ضمیر یا تو اس عورت کی طرف ہے یا اس کے مشکیزہ کی طرف یعنی اس عورت کو یا مشکیزے کو اونٹ سے اتارا یہ عورت بڑی مشکل سے حضور انور کی خدمت میں لائی گئی تھی وہ آنے پر تیار نہ تھی کیونکہ اس کے سفر میں حرج ہوتا تھا جیسا کہ دوسری روایات میں ہے یہاں دو باتیں دھیان میں رکھی جائیں ایک یہ کہ ان دونوں صحابہ نے اس عورت کو جان [illegible] بارگاہ کردیا اس کا پانی نہیں چھین لیا کیونکہ وہ عورت اس پانی کی مالکہ تھی اور مالک کی مرضی کے بغیر اس کی چیز

استعمال نہیں کر سکتے ہاں خود مالک کو حضور کی بارگاہ میں حاضر کر دیا دوسرے یہ کہ کسی کو جبراً روکنا اسے اس کی سواری سے جبراً اتارنا۔اس کا پانی بغیر اس کی مرضی کے لے لینا قانون کے لحاظ سے ممنوع ہے۔لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے مالک ہیں اللہ تعالٰی نے انہیں ملک تام بخشی ہے اپنے لونڈی غلام میں ہر طرح تصرف کر سکتا ہے اس کی جان میں بھی اس کے مال میں بھی خصوصاً جبکہ اس تصرف میں اس شخص کا نقصان بھی نہ ہو۵یعنی مشکیزے کے منہ سے پانی ایک برتن لگن وغیرہ میں ڈالا اور لوگوں نے اسی لگن سے پانی لیا کہ لوگ اس برتن سے پانی لیتے تھے اسقو،کے معنی یہ ہیں کہ خود بھی پی لو اپنے جانوروں وغیرہ کو بھی پلالو۶یعنی فی الحال سب نے پانی پی بھی لیا اور آئندہ پینے کے لیے بھر بھی لیا وضو وغسل بھی کر لیے حضور انور نے اس مشکیزہ کا کنکشن حوض کوثر سے کر دیا تھا غالباً یہ پانی وہاں سے آ رہا تھا۷یعنی پانی کی برکت کا یہ حال تھا کہ ہم کو محسوس ہوتا تھا کہ جب پانی لینا شروع کیا گیا تھا اس وقت سے اب یہ مشکیزہ زیادہ پر ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کی چیز ہمارے استعمال سے کم نہ ہو تو اس کی بغیر اجازت وہ چیز لے سکتے ہیں لہذا دوسرے کے چشمہ والے کنویں سے پانی بھر سکتے ہیں کسی کی روشنی سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں بچوں سے ایصال ثواب کرا سکتے ہیں۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَزَلْنَا وَادِيًا اَفْيَحَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِىْ حَاجَتَهٗ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهٖ وَاِذَا شَجَرَتَيْنِ بِشَاطِئِ الْوَادِىْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اِحْدٰهُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِىْ عَلَىَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَالْبَعِيْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِىْ يُصَانِعُ قَائِدَهٗ حَتّٰى اَتَى الشَّجَرَةَ الْاُخْرٰى فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِىْ عَلَىَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَيْنَهُمَا قَالَ الْتَئِمَا عَلَىَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَالْتَاَمَتَا فَجَلَسْتُ اُحَدِّثُ نَفْسِىْ فَحَانَتْ مِنِّىْ لَفْتَةٌ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا وَاِذَا الشَّجَرَتَانِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا عَلٰى سَاقٍ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۲۸) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حتی کہ ہم ایک وسیع جنگل میں اترے۱تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت (استنجا) کے لیے گئے تو ایسی کوئی چیز نہ پائی جس سے آڑ کریں۲حضور نے جنگل کے کناروں میں درخت دیکھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک کی طرف گئے اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑی فرمایا اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر۳وہ آپ کے ساتھ اس مہار والے اونٹ کی طرح چلے جو اپنے چلانے والے کی اطاعت کرتا ہے۴حتی کہ آپ دوسرے درخت کے پاس پہنچے۵تو اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑی فرمایا اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر وہ بھی اسی طرح حضور کے ساتھ چلا کہ جب ان دونوں کے بیچ میں ہوئے۶تو فرمایا اللہ کے حکم سے مجھ پر مل جاؤ وہ دونوں مل گئے میں بیٹھ گیا اپنے دل میں کچھ سوچتا تھا۷میرا اور طرف دھیان گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے ہوئے دیکھا اور درختوں کو دیکھا۸کہ جدا ہو گئے تھے،ان میں سے ہر ایک اپنی پنڈلی پر کھڑا ہو گیا تھا۹(مسلم)

(۵۶۲۸)۱افیح بنا ہے فیح سے بمعنی چوڑائی افیح کے معنی ہیں بہت فراخ لمبا چوڑا جنگل۔۲اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت دور چلے گئے تھے مگر پھر بھی بغیر آڑ کے استنجا کرنا مناسب نہ سمجھا بہتر یہی ہے کہ جنگل میں آڑ میں استنجا کرے۳اس سے معلوم ہوا کہ درخت بھی

حضورانور کی بات سنتے ہیں سمجھتے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں جیسے حضورانوران سب کی یوں سنتے سمجھتے ہیں ان کے فیصلے کرتے ہیں ایسے ہی وہ تمام چیزیں حضور کی بات جانتی مانتی ہیں۔ ۴؎ درخت کے چلنے کی نوعیت یہ ہوئی کہ درخت کی جڑیں یا باہر آ گئیں اور درخت مع اپنی جڑ کے حضورانور کے پیچھے پیچھے ہولیا یہ ہے حضور کی بادشاہت مطلقہ کہ انسان و جانورتو کیا، درختوں پر بھی جاری ہے وہ بھی حضور کی اطاعت کرتے ہیں اگر انسان حضور کی فرمانبرداری نہ کرے تو درختوں سے بدتر ہے ۵؎ سبحان اللہ یہ ہے حضور کا خداداد اختیار اور ملکیت اور سارے جہان پر بادشاہت اس درخت کو وہاں دوسرے درخت کے پاس کھڑا نہ کردیا بلکہ اس دوسرے درخت کو بھی اپنی جگہ سے ہٹایا اس طرح کہ ایک ہاتھ میں ایک درخت کی شاخیں تھیں دوسرے ہاتھ میں دوسرے درخت کی شاخیں تھیں اور دونوں درخت حضورانور کے پیچھے دوڑے آرہے ہیں وہ نظارہ بھی قابل دید ہوگا جب مطیع فرمانبردار اونٹوں کی طرح حضور کے پیچھے یہ دونوں درخت دوڑے چلے آرہے ہوں گے حضورانور صرف آواز دے کر بھی ان درختوں کو بلا سکتے تھے مگر یہ نظارہ دکھانے کے لیے خود انہیں پکڑ لائے ۶؎ یعنی جب یہ دونوں درخت ان کے بیچ کی جگہ میں پہنچے تو ان دونوں کو ملا دیا ان کے ملنے سے پردہ بن گیا۔ ۷؎ یعنی میں کچھ سوچنے لگا نگاہ میری ان درختوں سے ہٹ گئی ۸؎ بعض نسخوں میں الشجر تان ہے تب تو ظاہر ہے کہ الشجر تان مبتداء ہے اور قدافترقتا خبر اور ہمارے نسخوں میں الشجر تین ہے تو نظرت فعل پوشیدہ ہے جس کا یہ مفعول ہے ۹؎ یعنی اب جو میں نے دیکھا تو وہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ پہنچ چکے تھے میں ان کا جانا نہیں دیکھ سکا پلک جھپکتے وہ دونوں واپس ہوگئے معلوم ہوتا ہے کہ آئے تھے حضور کے پکڑنے سے گئے حضور کے محض حکم اور اشارہ سے حضور کا پکڑنا اور حکم دینا ایک ہی درجہ کا ہے۔

وَعَنْ يَزِيْدَ ابْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ قَالَ رَاَيْتُ اَثَرَ ضَرْبَةٍ فِىْ سَاقِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَقُلْتُ يَا اَبَامُسْلِمٍ مَاهٰذِهِ الضَّرْبَةُ قَالَ ضَرْبَةٌ اَصَابَتْنِىْ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ اُصِيْبَ سَلَمَةُ فَاَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلٰثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتّٰى السَّاعَةِ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ)

(۵۶۲۹) روایت ہے حضرت یزید ابن ابی عبید سے ۱؎ فرمایا کہ میں نے سلمہ ابن اکوع کی پنڈلی میں ایک چوٹ کا اثر دیکھا تو میں نے کہا کہ اے ابومسلم یہ چوٹ کیسی ہے ۲؎ انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ چوٹ ہے جو مجھے خیبر کے دن لگی تھی تو لوگوں نے کہا کہ سلمہ شہید ہوگئے ۳؎ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے تین بار دم فرمایا تو میں اس وقت تک تکلیف میں گرفتار نہیں ہوا ۴؎ (بخاری)

(۵۶۲۹) ۱؎ آپ امام بخاری کے استاد ہیں مکی ابن ابراہیم امام بخاری کے استاد ہیں اور یزید ابن ابی عبید مکی ابن ابراہیم کے استاد آپ تابعی ہیں حضرت سلمہ ابن اکوع کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ آپ سے یحیٰی ابن سعید نے روایت کی ۲؎ یعنی میرے مولیٰ حضرت سلمہ ابن اکوع کے پنڈلی میں بہت گہرے زخم کا اثر تھا میں نے اس زخم کی تاریخ پوچھی کہ یہ زخم کہاں اور کب لگا تھا ۳؎ خیال رہے کہ خیبر میں باقاعدہ جنگ نہ ہوئی تھی وہاں جھڑپیں کئی ہوئیں تھیں کسی جھڑپ میں آپ کو یہ چوٹ آئی تھی رب تعالیٰ خیبر کے متعلق فرماتا ہے: وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا (۴۸:۲۰) اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم لوگے۔ (کنزالایمان) جس میں فرمایا گیا کہ مسلمان نہایت آسانی سے خیبر کی غنیمتیں حاصل کریں گے ۴؎ یعنی حضور کے دم فرماتے ہی آرام ہوگیا اور پھر کبھی مجھے تکلیف نہ ہوئی۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ نَعِىَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۵۶۳۰) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی

زَيۡدًا وَّجَعۡفَرًا وَابۡنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبۡلَ اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ اَخۡبَرُهُمۡ فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيۡدٌ فَاُصِيۡبَ ثُمَّ اَخَذَ ابۡنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيۡبَ وَعَيۡنَاهُ تَذۡرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ الرَّايَةَ سَيۡفٌ مِّنۡ سُيُوۡفِ اللّٰهِ يَعۡنِىۡ خَالِدَ بۡنَ الۡوَلِيۡدِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ ۔ (رَوَاهُ الۡبُخَارِىُّ)

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات زید جعفر، ابن رواحہ کی خبر موت لوگوں کو سنائی ا ان کی خبر آنے سے پہلے تو فرمایا کہ جھنڈا زید نے لیا وہ شہید ہوگئے پھر جعفر نے لیا اور وہ بھی شہید ہوگئے پھر ابن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہوگئے ۲ آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں حتیٰ کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے لیا۔ ۳ یعنی خالد ابن ولید نے حتیٰ کہ اللہ نے ان پر فتح دی ۴ (بخاری)

(۵۶۳۰) ا یہ واقعہ غزوۂ موتہ میں ہوا جو (۸) آٹھ ہجری میں ہوا اس غزوہ میں مسلمان تین ہزار تھے اور ہرقل کی رومی فوج ایک لاکھ تھی۔ (مرقات، اشعۃ) ۲ حضور انور نے لشکر اسلام روانہ فرماتے وقت سپہ سالار مقرر فرمادیئے تھے کہ اولاً زید ابن حارثہ سپہ سالار رہوں گے پھر حضرت جعفر ابن ابی طالب طیار پھر ان کی شہادت کے بعد عبداللہ ابن رواحہ ہوں گے موتہ میں یہ حضرات یکے بعد دیگرے شہید ہو رہے تھے اور یکے بعد دیگرے جھنڈا لے رہے تھے اور یہاں حضور مسجد نبوی شریف میں ان تمام واقعات کی خبر دے رہے تھے یہ ہے حضور انور کا علم غیب بلکہ حاضر و ناظر ہونا آج دوربین کے ذریعہ انسان دور کی چیز دیکھ لیتا ہے تو نبوت کی دوربین کا کیا کہنا اس زمانہ میں جھنڈا لشکر کے سردار کے ہاتھ میں ہوتا تھا حضور انور کا یہ فرمان کہ جھنڈا فلاں نے لیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ امیر لشکر بن گئے۔ ۳ حضور انور نے جناب خالد کو امارت کے لیے منتخب و نامزد نہیں کیا تھا حضرت عبداللہ ابن رواحہ کی شہادت پر جناب خالد نے خود جھنڈا لے لیا اور لشکر کے امیر بن گئے سیف اللہ سے مراد ہے بڑے بہادر اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت عظمت کے لیے ہے اس دن حضرت خالد نے کفار اس قدر قتل کئے کہ آپ کے ہاتھ میں سات تلواریں ٹوٹیں اس زمانہ میں تلوار توڑ دینا بڑی بہادری کی علامت تھی غالبًا اس دن سے حضرت خالد کا لقب سیف اللہ ہوا۔ حضرت خالد نے شہادت کی بہت تمنا کی۔ مگر میسر نہ ہوئی کیونکہ اللہ کی تلوار کون توڑتا۔ ۴ غزوۂ موتہ میں تین ہزار مسلمانوں نے ایک لاکھ رومیوں پر فتح پائی آج مشرق وسطیٰ یعنی فلسطین وغیرہ میں مسلمان پانچ کروڑ سے زیادہ ہیں مگر بیس لاکھ اسرائیلی ان کے لیے ان کے لیے آفت بنے ہوئے ہیں قوت ایمان بڑی طاقت ہے۔ شعر:-

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

وَعَنۡ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدۡتُّ مَعَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَوۡمَ حُنَيۡنٍ فَلَمَّا الۡتَقَى الۡمُسۡلِمُوۡنَ وَالۡكُفَّارُ وَلَّى الۡمُسۡلِمُوۡنَ مُدۡبِرِيۡنَ فَطَفِقَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَرۡكُضُ بَغۡلَتَهٗ قِبَلَ الۡكُفَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغۡلَةِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنۡ لَّا تُسۡرِعَ وَاَبُوۡ سُفۡيَانَ بۡنُ الۡحَارِثِ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ

(۵۶۳۱) روایت ہے حضرت عباس سے فرمایا کہ میں حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا ا تو جب مسلمان و کفار بھڑ پڑے تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ پڑے ۲ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف اپنے خچر کو ایڑھ مار رہے تھے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑے تھا ۳ اسے روک رہا تھا کہ کہیں تیز نہ چل پڑے ۴ اور ابوسفیان ابن حارث ۵ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے ہوئے تھے ۶ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عباس بیعت رضوان والوں کو

اَنْ عَبَّاسُ نَادِ صِحَابَ السَّمُرَةِ فَقَالَ عَبَّاسٌ وَّكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِىْ اَيْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَاَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِىْ عَطْفَةَ الْبَقَرِ عَلٰى اَوْلَادِ هَا فَقَالُوْا يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ قَالَ فَاقْتَتَلُوْا وَالْكُفَّارَ وَالدَّعْوَةُ فِى الْاَنْصَارِ يَقُوْلُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلٰى بَنِى الْحَارِثِ ابْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهٖ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا اِلٰى قِتَالِهِمْ فَقَالَ هٰذَا حِيْنَ حَمِىَ الْوَطِيْسُ ثُمَّ اَخَذَ حَصَيَاتٍ فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ انْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ فَوَاللّٰهِ مَاهُوَ اِلَّا اَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهٖ فَمَازِلْتُ اَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيْلًا وَاَمْرَهُمْ مُدْبِرًا ۔(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

پکارو ے تو جناب عباس نے کہا اور وہ تھے بہت بلند آواز ۸؎ آپ نے اپنی بلند آواز سے پکارا کہ بیعت رضوان والے کہاں ہیں فرمایا اللہ کی قسم گویا جب انہوں نے میری آواز سنی تو میں نے انہیں ایسے پھیرلیا جیسے گائے اپنے بچوں پر موڑتی ہے ۹؎ وہ بولے ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں حضور نے فرمایا کفار سے جنگ کرو انصار کے متعلق پکار یہ تھی کہ کہتے تھے اے گروہ انصار اے گروہ انصار راوی نے فرمایا کہ پھر بنی حارث ابن خزرج پر بلاوا محدود ہوگیا ۱۰؎ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر دوڑائی حالانکہ آپ اپنے خچر پر تھے گویا آپ اس پر جہاد کفار کے منتظر تھے ۱۱؎ تو فرمایا کہ یہ لڑائی گرم ہونے کا وقت ہے ۱۲؎ پھر چند کنکریاں لیں وہ کفار کے منہ کی طرف پھینکیں پھر فرمایا قسم ربّ محمد کی یہ بھاگ نکلے ۱۳؎ تو خدا کی قسم کچھ نہ ہوا سوا اس کے کہ حضور نے ان پر کنکریاں پھینکیں میں دیکھتا رہا ان کی دھار کند اور ان کا معاملہ ذلت والا ۱۴؎ (مسلم)

(۵۶۳۱)۱؎ حنین ایک جنگل کا نام ہے جو مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان واقع ہے اس گنہگار نے وہاں کی زیارت کی ہے غزوۂ حنین فتح مکہ کے بعد ہوا بنی ہوازن سے مسلمانوں کا مقابلہ ہوا تھا پہلے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے تھے پھر اللہ نے مسلمانوں کو فتح کامل عطا فرمائی یہ بنی ہوازن جناب حلیمہ دائی کی ہم قوم تھی اس علاقہ میں جناب حلیمہ کا گھر تھا۔حضور انور نے وہاں ہی پرورش پائی تھی غزوۂ حنین بھی ۸ ہجری میں ہوا۔(مرقات)۲؎ اس غزوہ میں مسلمان بارہ ہزار تھے اور کفار قریبًا چار ہزار مسلمانوں کو خیال ہوا کہ آج ہم زیادہ ہیں فتح پائیں گے ربّ تعالٰی کی طرف سے عتاب ہوا فرماتا ہے:

اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا (۹،۲۵) جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی۔(کنزالایمان) ہوا یہ کہ حضرات صحابہ حضور انور سے آگے کفار سے لڑ رہے تھے مسلمان قبیلہ ہوازن کی تیراندازی کی تاب نہ لاسکے اس لیے ان کے قدم اکھڑ گئے تتر بتر ہوکر بھاگ پڑے یہاں المسلمون سے مراد اکثر مسلمان ہیں سارے نہیں۔۳؎ یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری کہ ایسی حالت میں خاطر اقدس پر قطعاً گھبراہٹ نہیں تنہا ہیں مگر کفار کی طرف ہی بڑھ رہے ہیں ۴؎ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا خچر کفار کی طرف دوڑانا چاہتے تھے اور جناب عباس اسے روکتے تھے آپ چاہتے تھے مسلمان سب جمع ہو جائیں تب حضور کا خچر کفار میں پہنچے ۵؎ آپ کا نام مغیرہ ہے کنیت ابوسفیان آپ ابن حارث ابن عبدالمطلب ہیں حضور کے چچا زاد بھائی بھی ہیں اور رضاعی بھائی بھی کیونکہ حلیمہ بنت ابوذؤیب سعدیہ نے آپ کو بھی دودھ پلایا زمانہ کفر میں حضور انور کے سخت خلاف تھے حضور کے خلاف قصیدے لکھا کرتے تھے فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور زندگی بھر حضور انور کے سامنے کبھی سر نہ اٹھایا شرم و حیاء کی وجہ سے ۲۰ بیس ہجری میں وفات پائی حضرت عمر نے جنازہ پڑھایا اور عقیل میں دفن ہوئے (اکمال)۶؎ اس وقت حضور انور کے ساتھ صرف یہ دو حضرات ہی تھے باقی صحابہ کرام

جن کے قدم نہ اکھڑے تھے وہ اپنے اپنے مقام معین پر کھڑے تھے۔ ے سمرہ والے وہ حضرات ہیں جنہوں نے بیعۃ الرضوان میں شرکت کی تھی یعنی بیعت رضوان والے صحابہ چونکہ یہ بیعت ایک خاردار درخت کے نیچے ہوئی تھی اس لیے انہیں اصحاب سمرہ کہا جاتا ہے انہیں پکارنا مدد کے لیے تھا اور یہ بتانے کے لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ہیں ادھر آ ؤ۔۸ بعض روایات میں ہے کہ حضرت عباس کی آواز چند میل تک پہنچتی تھی۔ صیتا مبالغہ صائت کا صائت بمعنی آواز والا صیتا بہت بڑی آواز والا۔۹ یعنی جیسے گائے کے بچھڑے ہوئے بچے اپنی ماں کی آواز سن کر شوق و محبت میں دوڑے آتے ہیں ایسے ہی وہ حضرات میری آواز سن کر حضور انور کی طرف بڑے شوق سے آئے اور دوڑے ہوئے آئے۔۱۰ یعنی ان تمام گروہوں کو علیحدہ علیحدہ آوازیں دی گئیں اور وہ سب حضرات آتے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جمع ہوتے گئے۔۱۱ معلوم ہوا کہ بندوں سے مدد لینا انہیں مدد کے لیے بلانا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے بلکہ سنت انبیاء کرام ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مدد کے لیے لوگوں کو پکارا من انصاری الی اللہ۔ تطاول کے معنی ہیں انتظار میں کسی کو گردن اٹھا کر دیکھنا کہ وہ ہماری مدد کرے۔۱۲ حمی کے معنی ہیں گرم ہونا وطیس بمعنی تنور اس سے مراد جنگ و جہاد ہے (اشعہ) یعنی اب دیر نہ کرو جلد جہاد کرو یہ وقت رحمت الٰہی کے نزول کا ہے۔۱۳ اس فرمانِ عالی میں غیبی خبر ہے چونکہ اس خبر کا وقوع یقینی تھا اس لیے مستقبل کو ماضی سے تعبیر فرمایا یعنی یقین کرلو کہ وہ بھاگ ہی گئے۔۱۴ دھار کند ہونے سے مراد ہے ان کی تیزی ختم ہو جانا جوش ٹھنڈا پڑ جانا اور معاملہ ذلیل ہونے سے مراد ہے ان کفار کا ذلیل و خوار ہو جانا شکست کھا جانا اس واقعہ میں حضور انور کے دو معجزے ظاہر ہوئے ایک فعلی دوسرا قولی۔ فعلی معجزہ تو ایک مٹھی کنکروں کا تقسیم ہو کر سب کی آنکھوں میں پڑ جانا ہے اور قولی معجزہ ہے کہ یہ شکست کھا گئے پھر فوراً ہوا بھی ایسا ہی۔

وَعَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَآءِ یَا اَبَا عُمَارَةَ فَرَرْتُمْ یَوْمَ حُنَیْنٍ قَالَ لَا وَاللهِ مَا وَلّٰی رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ خَرَجَ شُبَّانُ اَصْحَابِهٖ لَیْسَ عَلَیْهِمْ كَثِیْرُ سُلَاحٍ فَلَقُوْا قَوْمًا رُمَاةً لَّا یَكَادُ یَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا مَّا یَكَادُوْنَ یُخْطِئُوْنَ فَاَقْبَلُوْا هُنَاكَ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی بَغْلَتِهِ الْبَیْضَآءِ وَاَبُوْ سُفْیَانَ بْنُ الْحٰرِثِ یَقُوْدُهٗ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ وَقَالَ اَنَا النَّبِیُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ ثُمَّ صَفَّهُمْ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

وَلِلْبُخَارِیِّ مَعْنَاهُ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا قَالَ الْبَرَآءُ كُنَّا وَاللهِ اِذَا احْمَرَّ الْبَاْسُ نَتَّقِیْ بِهٖ وَاِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِیْ یُحَاذِیْ بِهٖ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

(۵۶۳۲) روایت ہے حضرت ابواسحاق سے ایک کسی نے حضرت براء سے کہا کہ اے ابوعمارہ تم حنین کے دن بھاگ گئے تھے۲ تو فرمایا نہیں خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری۳ لیکن حضور کے نوجوان صحابہ اس طرح گئے تھے کہ ان کے پاس بہت سے ہتھیار نہ تھے۴ تو وہ تیرانداز قوم سے ملے جس کا کوئی تیر زمین پر گرتا نہ تھا۵ تو انہوں نے مسلمانوں کو زخمی کردیا ان کے تیر خطا نہیں کرتے تھے تب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر تھے۶ اور ابوسفیان ابن حارث آپ کے خچر کو کھینچ رہے تھے۷ تب حضور اترے فتح کی دعا کی اور فرمایا میں جھوٹا نبی نہیں ہوں میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں ۸ پھر مسلمانوں کی صفیں بنائیں۹ (مسلم) اور بخاری کی روایت میں ہے اس کے معنی ہیں ان دونوں کی روایت میں ہے کہ براء کہتے ہیں خدا کی قسم جب جنگ سخت ہوتی تھی تو ہم حضور کی پناہ لیتے تھے۱۰ اور ہم میں بہادر وہ تھا جو ان کے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوتا۱۱

(۵۶۳۲) ۱؎ آپ کا نام عمرو ابن عبداللہ ہے سبیعی مشہور تابعی ہیں اڑتیس صحابہ سے ملاقات ہے آپ سے بہت احادیث مروی ہیں (اشعہ ومرقاۃ) ۲؎ یہ سائل قبیلہ بنی قیس سے تھا اس کا نام معلوم نہیں ہوا ابوعمارہ کنیت ہے حضرت براء ابن عازب کی **فررتم** سے پہلے ہمزہ استفہام پوشیدہ، افررتم ہے یعنی کیا تم حنین کے دن بھاگ گئے تھے۔ ۳؎ یعنی لشکر کا بھاگنا اس کے افسر کے بھاگنے سے ہوتا ہے ہمارے افسر اعلیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے حضور انور نے بھاگنے کا خیال بھی نہیں کیا پھر ہم کب بھاگے حضور انور کا جمار ہنا ہم سب کا ڈٹا رہنا تھا **اقراء ۃ الامام له قراۃ** سبحان اللہ کیا پیارا جواب ہے خیال رہے کہ حضور انور کی شان تو ہمارے خیال و گمان سے دراز ہے جس خوش نصیب پر حضور کی نظر ہو جائے وہ کبھی کسی جنگ میں پیٹھ نہیں پھیرتا جیسے حضرت ابوبکر و عمر اور علی رضی اللہ عنہم ان بزرگوں نے کبھی کسی جہاد میں پیٹھ پھیرنے کا خیال تک نہ کیا۔ ۴؎ یعنی بے ہتھیار نا تجربہ کار نوجوان حضرات تھے۔ ۵؎ یعنی ہوازن بڑے تیر انداز تھے ان کا نشانہ خطا نہ ہوتا تھا ہر تیر ہم لوگوں کو لگتا تھا اس لیے ہم میں زخمی بہت ہوئے اس کلام میں اشارۃً فرمایا گیا کہ تمام صحابہ نے بھی پیٹھ نہیں پھیری تھی صرف نا تجربہ کار لوگ ہی بھاگ پڑے تھے لہٰذا جماعت مسلمین کو فرارین نہیں کہا جا سکتا ۶؎ حضور کے اس خچر کا نام دلدل تھا (اشعہ) یہ چتکبرہ رنگ کا تھا۔ جو مقوقش شاہ اسکندریہ نے حضور انور کو ہدیۃً بھیجا تھا ایک خچر اور بھی حضور کے پاس تھا جو فروہ ابن نفاثہ نے ہدیۃً حاضر کیا تھا اس خچر کا نام فضہ تھا وہ سفید رنگ کا تھا (مرقات) بعض شارحین نے اس کے برعکس بھی کہا ہے ۷؎ اولاً خچر کی لگام صرف حضرت عباس تھامے تھے پھر جب حالت نہایت نازک ہوئی اور کفار کا دباؤ بہت بڑھ گیا تو ابوسفیان ابن حارث بھی آگے آگئے انہوں نے بھی لگام پکڑی لہٰذا یہ حدیث گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں کہ حضرت عباس لگام تھامے تھے اور رکاب جناب ابوسفیان پکڑے تھے۔ (مرقات) ۸؎ حنین میں جب مسلمان تتر بتر ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم قریباً اکیلے رہ گئے اور کفار نے حضور انور کا خچر گھیر لیا اور بھرپور حملہ کرنا چاہا تب حضور انور گھبرائے بالکل نہیں بلکہ نہایت جرأت سے نیچے اترے تلوار سونت لی۔ اور یہ ارشاد فرمایا کہ میں جھوٹا نبی نہیں ہوں نہ کہ بزدل ہوں بلکہ سچا نبی ہوں سچے نبی بہادر ہوتے ہیں پھر میں عبدالمطلب کا فرزند جو بہادری شجاعت میں مشہور ہوا کہ بعض موقعوں پر خصوصاً جہاد میں کفار کے مقابل اپنے نسب و فخر کرنا بالکل جائز ہے خصوصاً جب کہ نسب بہادری شجاعت میں مشہور ہوا، ہاں مسلمانوں کے مقابل اپنے نسب پر فخر کرنا اس طرح کہ دوسروں کی توہین ہو حرام ہے لہٰذا یہ فرمانِ عالی ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں نسب پر فخر کرنے سے منع فرمایا گیا ہے ایسے نازک موقع پر اپنے نسب کا ذکر دشمن کو مرعوب کرنے کا ذریعہ ہے۔ حضرت عبدالمطلب سارے عرب میں بہادری شجاعت و کرامت و عزت میں مشہور تھے ۹؎ وہی مسلمان جو تتر بتر ہونے کے بعد حضور انور کے پاس جمع ہو گئے ان کی صفیں بنائیں اس زمانہ میں صفیں بنا کر جنگ ہوتی تھی۔ ۱۰؎ یعنی حضور انور جہادوں میں سب مجاہدین کی جائے پناہ ہوتے تھے کہ ہر طرف سے آپ ہی کے پاس آیا جاتا تھا بلکہ قیامت تک ہر مسلمان کی پناہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں ہر مصیبت ہر آفت میں حضور کی پناہ لو ابلیس کے دھوکوں سے حضور کی پناہ میں آؤ فرماتے ہیں **انا فئة المسلمین** میں مسلمانوں کی پناہ ہوں ۱۱؎ عموماً جہادوں میں سردار محفوظ مقامات میں کھڑے ہوتے ہیں مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں مشکل ترین جگہ پر کھڑے ہوتے تھے جہاں حضور ہوتے تھے وہاں ہی جنگ کا زور ہوتا تھا اس لیے آپ کے ساتھ آپ کے پاس کھڑا ہونا ہر شخص کا کام نہ تھا بہت بہادر ہی وہ جگہ سنبھالتا تھا۔

وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَوَلّٰى صَحَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ

(۵۶۳۳) روایت ہے حضرت سلمہ ابن اکوع سے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین کیا تو رسول اللہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَشُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَۃِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَۃً مِّنْ تُرَابٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِہٖ وُجُوْھَھُمْ فَقَالَ شَاھَتِ الْوُجُوْہُ فَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْھُمْ اِنْسَانًا اِلَّا مَلَاءَ عَیْنَیْہِ تُرَابًا بِتِلْکَ الْقَبْضَۃِ فَوَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ فَھَزَمَھُمُ اللّٰہُ وَقَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَھُمْ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی پیٹھیں پھر گئیں ا پھر جب کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا ۲ تو آپ خچر سے اترے، پھر زمین سے مٹی کی مٹھی لی پھر اسے کفار کے چہروں کے سامنے کیا پھر فرمایا بگڑ گئے یہ چہرے ۳ تو ان میں سے اللہ نے کوئی انسان نہ پیدا فرمایا مگر اللہ نے اس کی آنکھیں اس مٹھی کی مٹی سے بھر دیں پھر وہ پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے ۴ اللہ نے انہیں شکست دے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غنیمتیں مسلمانوں میں تقسیم فرمائیں ۵ (مسلم)

(۵۶۳۳) ا اصحاب سے مراد بعض صحابہ ہیں نہ کہ سارے (مرقات) پیٹھ پھیرنے کی وجہ ابھی پچھلی احادیث میں ذکر کی گئی ان حضرات صحابہ کا ناتجربہ کار کم ہتھیار ہونا اور اپنی زیادتی پر اعتماد کرنا مقابل کفار کا بہت نشانہ باز تیرانداز ہونا کہ ان کا کوئی تیر بغیر زخمی کئے نہ گرتا تھا۔ ۲ غشوا بنا ہے غشیان سے بمعنی چھا جانا گھیر لینا سینکڑوں کفار نے ایک ذات کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا تھا۔ مگر حضور انور کے قلب پاک پر گھبراہٹ مطلقاً نہیں آئی ۳ اس موقع پر حضور انور نے تین کام کئے تلوار سونت کر خچر سے اترنا۔ وہ رجز پڑھنا کہ انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبدالمطلب تیسرا یہ عمل کہ مٹھی بھر کر مٹی کافروں پر پھینکنا خیال رہے کہ بعض موقعوں پر حضور انور کے منہ شریف سے بے تکلف شعر صادر ہوئے ہیں یہ شعر بھی انہیں میں سے ہے لہٰذا یہ واقعہ اس آیت کے خلاف نہیں وما علمنہ الشعر وہاں مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم شعر نہیں یا ہم نے محبوب کو شعر گانے کا ملکہ نہیں دیا۔ شاہت کے معنی ہیں بگڑ گئے، پھر گئے ۴ اس واقعہ میں حضور انور کے تین معجزے ہیں۔ ان سب کی آنکھوں میں مٹی پہنچ جانا نمبر۲ اتنی تھوڑی مٹی سے چار ہزار کافروں کی آنکھیں بھر جانا نمبر۳ ان سب کا ایک مٹھی مٹی سے شکست کھا جانا کہ کفار کو شکست مسلمانوں کی تلوار سے ہوئی مگر اس کی ابتداء اس مٹھی مٹی سے ہوئی ۵ یعنی مسلمانوں کو فتح، عزت مال، غنیمت غلام لونڈیاں سب کچھ ہی ملیں مگر ان کے غلام لونڈیاں بعد میں واپس کردیں گئیں اور ان کے مال بطور غنیمت تقسیم کئے اس لیے تقسیم مال کا خصوصیت سے ذکر فرمایا۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ شَھِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُنَیْنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ مَعَہٗ یَدَّعِی الْاِسْلَامَ ھٰذَا مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ وَکَثُرَتْ بِہِ الْجِرَاحُ فَجَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَأَیْتَ الَّذِیْ تُحَدِّثُ اَنَّہٗ مِنْ اَھْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَکَثُرَتْ بِہِ الْجِرَاحُ فَقَالَ اَمَا اِنَّہٗ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَکَادَ بَعْضُ النَّاسِ یَرْتَابُ فَبَیْنَمَا ھُوَ

(۵۶۳۴) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں میں سے ایک شخص کے متعلق فرمایا ا جو دعویٰ اسلام کرتا تھا ۲ کہ یہ دوزخ والوں میں سے ہے ۳ تو جب جنگ کا وقت آیا تو اس شخص نے سخت جہاد کیا اور اس کو زخم بہت آئے تو وہ آیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غور تو فرمایئے کہ جس کے متعلق حضور نے خبر دی تھی کہ دوزخی ہے اس نے تو اللہ کی راہ میں سخت جہاد کیا حتیٰ کہ اس کو بہت زخم پہنچے ۴ تو فرمایا آگاہ رہو وہ ہے دوزخی ۵ قریب تھا کہ بعض لوگ تردد کر جائیں ۶ تو

عَلٰی ذٰلِكَ اِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ فَاَهْوٰی بِيَدِهٖ اِلٰی كِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ سَهْمًا فَانْتَحَرَبِهَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ صَدَّقَ اللهُ حَدِيْثَكَ قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ وَّقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّیْ عَبْدُاللهِ وَرَسُوْلُهٗ يَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ لَّا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّاِنَّ اللهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ .(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

جب وہ اسی حال میں تھا کہ اس نے زخم کی تکلیف بہت محسوس کی تو اپنا ہاتھ اپنے ترکش کی طرف بڑھایا ایک تیر نکالا اس سے اپنے کو ذبح کرلیا ۷ تو کچھ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے بولے یا رسول اللہ رب تعالیٰ نے آپ کی بات سچی کردی ۸ فلاں شخص نے اپنے آپ کو ذبح کرلیا اور خودکشی کرلی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر ۹ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں ۱۰ اے بلال اٹھو اعلان کرو کہ جنت میں نہ جائے گا مگر مومن ۱۱ اور اللہ تعالیٰ اس دین کو فاسق آدمی سے بھی قوت دے گا ۱۲ (بخاری)

(۵۶۳۴) ۱ معہ فرما کر یہ بتایا کہ اس شخص کا جسم حضور کے ساتھ تھا دل نہ تھا۔یعنی وہ حقیقتًا منافق تھا یا وہ عارضی طور پر حضور انور کے ساتھ تھا آخر علیحدہ ہونے والا تھا کہ کافر ہوکر مرنے والا تھا ۲ یعنی اس شخص پر کوئی علامت کفر موجود نہ تھی بظاہر مسلمان، مجاہد، غازی تھا حضرات صحابہ کے ساتھ رہتا تھا ۳ یہ ہے حضور کا علم غیب کہ ہر شخص کے انجام سے خبردار ہیں کہ کون مومن مرے گا کون کافر سعادت و شقاوت کا علم بھی علوم خمسہ میں سے ہے ۴ یعنی اس کے ظاہری حالات اہل جنت کے سے معلوم ہوتے ہیں کہ وہ مجاہد غازی صابر معلوم ہورہا ہے تعجب ہے کہ حضور نے اسے دوزخی فرمایا ہے ۵ یعنی وہ کچھ بھی عمل کرے زخمی ہو یا زخمی کرے وہ ہے دوزخی جو ہمارے منہ سے نکل چکا وہ ہوکر رہے گا جیسے یوسف علیہ السلام نے قیدی باورچی اور ساقی سے فرمایا تھا: قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ (۱۲،۴۱) حکم ہوگیا اس بات کا جس کا تم سوال کرتے تھے۔(کنزالایمان) جو میرے منہ سے نکل گیا۔وہ اٹل ہے یعنی ٹل نہیں سکتا اس لیے بعد میں ساقی نے آپ سے کہا: یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ (۱۲،۴۶) اے یوسف اے صدیق (کنزالایمان) کیونکہ صدیق وہ ہے کہ جو وہ کہہ دے وہی ہوکر رہے ۶ یعنی اس شخص کے ظاہری حالات ایسے تھے کہ ممکن تھا کہ بعض لوگ اس خبر کی حقانیت میں تردد اور اس کے جنتی ہونے کا گمان کرلیں اور اپنا ایمان خراب کرلیں کیونکہ نبی کی خبر میں تردد کرنا کفر ہے۔ ۷ بعض روایات میں ہے کہ اس نے اپنی تلوار زمین پر رکھی اور اس کی نوک پر اپنا پیٹ رکھ کر اس پر لٹک گیا حتی کہ تلوار کی نوک اس کی پیٹھ سے نکل گئی۔مگر دونوں روایتوں میں تعارض نہیں اس نے پہلے تو تیر سے اپنے کو ذبح کیا مگر جب اس سے اس کی جان نہ نکلی تو یہ حرکت کی بہرحال وہ حرام موت مرا یا کافر ہوکر مرا یا فاسق ہوکر ظاہر یہ ہے کہ کافر ہوکر مرا ظاہری حالت لوگوں نے دیکھ لی کہ اس نے خودکشی کی دل کی حالت کی خبر حضور انور نے دیدی اس کا یہ کام اس کے دلی کفر کی علامت بن گیا خیال رہے کہ خودکشی حرام ہے اور خودکشی کرنے والا حرام موت مرکر دوزخ کا مستحق ہوتا ہے۔اگر ایمان پر مرا ہے تو بہت عرصہ دوزخ میں رہے گا اور اگر کافر مرا ہے تو ہمیشہ رہے گا حضور انور کا فرمان کہ یہ اہل نار ہے دونوں کو شامل ہے ۸ یہ حضرات اس خوشی میں آئے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کو اللہ نے سچا کر دکھایا حضور کی عظمت کا ظہور حضور کے علم غیب کی تصدیق مومنوں کے لیے خوشی و فرحت کا ذریعہ ہے جو لوگ حضور کے علم غیب کی خبروں سے چڑ جاتے ہیں وہ مومن نہیں ۹ حضور انور کا اللہ اکبر فرمانا خوشی کے طور پر تھا خوشی اس کے مرنے کی نہ تھی بلکہ اس غیبی خبر کی تصدیق کی تھی ۱۰ معلوم ہوا کہ حضور انور کا علم غیب آپ کی نبوت و رسالت کی دلیل ہے یہاں اشہد فرمانا ظہور نبوت کی

بناء پر ہے بمعنی مشاہدہ والی گواہی یہ فرمانِ عالی لوگوں کی تعلیم کے لیے ہے۔یعنی اب تم لوگ میری عبدیت اور رسالت کی گواہی با مشاہدہ دوتم نے پہلے مجھے علم الیقین سے رسول مانا اب عین الیقین سے رسول مانو جیسے ابراہیم اور عزیر علیہما السلام نے مردہ زندہ ہوتے دیکھ کر فرمایا: قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۲ '۲۵۸) بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔(کنزالایمان) یا واعلم ان اللہ عزیز حکیم حضور انور کے معجزات تو آج بھی دیکھے جارہے ہیں رب تعالٰی بینا آنکھ عطا فرمائے۔۱۱یعنی بغیر ایمان کوئی نیکی جنت میں پہنچنے کا ذریعہ نہیں تمام نیکیوں کی درستی کے لیے ایمان ایسا ہی ضروری ہے۔جیسے نماز کے لیے وضوء یا جیسے درخت کی سرسبزی کے لیے جڑ کا درست ہونا۔ ۱۲یعنی تا قیامت یہ طریقہ رہے گا کہ بعض لوگ دینی خدمات کریں گے جن سے اسلام کو قوت پہنچے مسلمان ان سے فائدہ اٹھائیں گے مگر وہ خود اس کے فائدوں سے محروم رہے جیسے کوئی ریا کار مسجد خانقاہ،مدرسہ دینی بنا جائے لوگ فائدے اٹھائیں یہ خود اپنی خراب نیت کی وجہ سے ثواب نہ پائے یا جیسے کوئی شخص صدقات جاریہ قائم کرے مگر اس کا خاتمہ خراب ہو جائے لوگ اس کے صدقات کی وجہ سے جنتی بن جائیں وہ خود دوزخی ہو الٰہی تیری پناہ لہذا کوئی اپنے اعمال پر نازاں نہ ہو رب کا فضل مانگتا رہے۔شعر:-

احمد یار احمق ہو یا علم ودھیرا پڑھ کر پڑھے لکھے پر مان نہ کرنا پھٹ جاندا دودھ کڑ ھکے
شکلاں والیاں ناز دکھاون پکڑ نکالیاں جاون او گنہاریاں عجز کماون قرب حضور پاون

وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَنَّهٗ لَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهٗ فَعَلَ الشَّیْءَ وَمَا فَعَلَهٗ حَتّٰى اِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدِیْ دَعَا اللّٰهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ يَا عَآئِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِیْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهٗ جَآءَ فِیْ رَجُلَانِ جَلَسَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِیْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلِیْ ثُمَّ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُبْنُ الْاَعْصَمِ الْيَهُوْدِیُّ قَالَ فِيْمَاذَا قَالَ فِیْ مُشْطٍ وَّمُشَاطَةٍ وَّجُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِیْ بِئْرِ ذَرْوَانَ فَذَهَبَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اُنَاسٍ م مِنْ اَصْحَابِهٖ اِلَى الْبِئْرِ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِیْ اُرِيْتُهَا وَكَانَ مَآءَ هَانَقَاعَةُ الْحِنَّآءِ وَكَانَ نَخْلَهَا رُؤُسُ الشَّيَاطِيْنِ فَاسْتَخْرَجَهٗ . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۶۳۵) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا۱ حتی کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ نے فلاں کام کرلیا ہے حالانکہ کیا نہ ہوتا تھا۲ حتی کہ جب ایک دن حضور سرکار میرے پاس تھے تو اللہ سے دعا کی پھر دعا کی۳ پھر فرمایا کہ اے عائشہ کیا تمہیں خبر ہے کہ اللہ نے مجھے وہ بات بتا دی جو میں نے اس سے پوچھی تھی۴ میرے پاس دو شخص آئے ان میں سے ایک تو میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس۵ پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ان صاحب کو کیا بیماری ہے اس نے کہا ان پر جادو کیا گیا ہے۶ وہ بولا کس نے جادو کیا ہے کہا لبید ابن اعصم یہودی۷ نے بولا وہ جادو کس چیز میں کیا گیا کہا کنگھی اور بالوں میں اور نر کھجور کے غلاف شگوفہ میں۸ وہ بولا تو وہ سامان کہاں ہے کہا ذروان کنوئیں میں۹ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کے ساتھ اس کنوئیں تک گئے فرمایا یہی وہ کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا ہے۱۰ اس کا پانی مہندی کے نچوڑ کی طرح ہے اور گویا اس کے درخت سانپوں کے سر ہیں۱۱ پھر حضور نے اسے نکلوایا۱۲ (مسلم بخاری)

(۵۶۳۵) لبید ابن عاصم یہودی اور اس کی لڑکیوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں اور استعمال کی کنگھی کے دندانوں میں

حضور پر جادو کیا اور ان بالوں میں گیارہ گرہیں لگائیں تب حضور پر وہ اثر ہوا جو آگے مذکور ہے۲؎ یعنی ان لوگوں نے جادو تو بہت ہی سخت کیا تھا مگر اس کا اثر حضور انور کی عقل، حافظہ، دل جگر وغیرہ پر مطلقًا نہ ہوا صرف خیال پر اثر ہوا وہ بھی دنیاوی کاموں میں کہ کھانا نہیں کھایا ہے اور خیال رہا کہ کھالیا دین پر کوئی اثر نہیں ہوا نبی کے خیال پر جادو کا اثر ہو جانا بالکل درست ہے قرآن کریم نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایافاذا حبالھم و عصیھم یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعٰی دیکھوفرعونی جادوگروں کے جادو کا اثر موسیٰ علیہ السلام کے خیال پر یہ ہوا کہ ان کی لاٹھیاں رسیاں حرکت نہیں کرتی تھیں مگر آپ کو حرکت کرتی محسوس ہوتی تھیں۔ جیسے زہر، تلوار، بچھو کا ڈنگ، جسم نبی پر اثر کر سکتے ہیں ایسے ہی جادو بھی ان پر اثر کر سکتا ہے یہ اثر شان نبوت کے خلاف نہیں دیکھو حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کو تلوار سے قتل کیا گیا ہمارے حضور کو خیبر میں زہر دیا گیا تو آپ پر اثر ہوا ہاں جب جادو کا معجزہ سے مقابلہ ہوگا تو جادو ناکام ہوگا۔ یوں ہی ان حضرات کا دل زبان اس کے اثر سے محفوظ رہے گا کہ اس کا تعلق تبلیغ سے ہے اس جادو کا یہ واقعہ ۶ ہجری بعد صلح حدیبیہ کے ہوا جادو کا زور چالیس دن رہا ازالہ چھ ماہ کے بعد ہوا (اشعہ) ۳؎ یعنی حضور انور نے اس جادو کے دفع کے لیے بہت دعا فرمائی یہ تکرار تاکید کے لیے ہے یعنی خوب خوب دعا کی ۴؎ یعنی میں نے رب سے دعا کی تھی کہ مجھے بیماری کیا ہے کس وجہ سے ہے اگر جادو ہے تو کس چیز میں کیا گیا ہے اور سامان جادو کہاں ہے رب نے مجھے بتا دیا اور دفعیہ کا طریقہ بھی ۵؎ یعنی دو فرشتے دو مردوں کی شکل میں میرے پاس آئے جب میں سو رہا تھا ایک میرے سرہانے دوسرا پائنتی بیٹھ گیا اور انہوں نے آپس میں سوال جواب کیے میں سن رہا تھا وہ سب کچھ بتا گئے ۶؎ خیال رہے کہ کفار جو آپ کے متعلق کہتے تھے مسحور اس کے معنی تھے مجنون یعنی جو جادو کے زور سے بے عقل کر دیا گیا یہاں مطبوب کے معنی ہیں کہ جن پر جادو کیا گیا۔ لہٰذا ان کے مسحور کہنے میں اور ان فرشتوں کے مطبوب کہنے میں بڑا فرق ہے واقعی حضور انور پر جادو کیا گیا تھا مگر اس سے حضور کی عقل و ہوش وحواس پر مطلقًا اثر نہیں ہوا صرف خیال پر اثر ہوا ۷؎ جادو کیا تھا لبید کی لڑکیوں نے مگر ان کی مدد لبید نے کی تھی اور کہا بھی اس نے تھا اس لیے لبید کا نام لیا گیا خیال رہے کہ لفظ طب کے بہت معنی ہیں ان میں سے ایک معنی جادو ہے یہاں اسی معنی میں ہے ۸؎ مشط کنگھی کے دندے کو کہتے ہیں اور مشاطہ سر یا داڑھی کے وہ بال جو کنگھی کرنے میں دندوں میں الجھ کر باہر آ جاتے ہیں طلعہ کھجور کا نر درخت جب وہ غلاف میں ہو جس میں کھجور کے پھول محفوظ ہوتے ہیں اکثر جادو کنگھی سے نکلے ہوئے بالوں پر ہوتا ہے اس لیے بعض لوگ ان بالوں کی حفاظت کرتے ہیں اولًا ان پر کچھ تھوتکار دیتے ہیں۔ پھر وہ بال کسی محفوظ جگہ میں ڈالتے ہیں ۹؎ اس کنویں کے تین نام ہیں ذرواں، ارواں، اور ذی ارواں مختلف احادیث میں یہ مختلف نام آئے ہیں یہ کنواں مدینہ منورہ سے باہر ابوزریق کے باغ میں تھا۔ اب موجود نہیں تب ہی بند کر دیا گیا تھا۔ دیکھو مرقات وغیرہ۔ ۱۰؎ معلوم ہوتا ہے کہ خواب میں وہ کنواں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا بھی گیا تھا اور دکھایا بھی گیا تھا اس لیے اریتھا فرمایا ۱۱؎ یعنی اس کنویں کا پانی نکالا نہیں جاتا تھا اس لیے پانی کا رنگ بدل گیا تھا اور اس کنویں پر چوطرفہ کھجور کے درخت تھے۔ جن کی شاخیں سانپ کے پھن کی طرح ہوتی ہیں ان پر باریک اور لمبے کانٹے ہوتے ہیں۔ شیاطین سے مراد پھن والے سانپ ہیں ۱۲؎ اس طرح نکلوایا کہ آپ سرکار کنویں کے کنارہ پر کھڑے رہے اور حضرت علی و عمار کو کنویں میں اتارا انہوں نے جادو کا سامان نکالا موم کا حضور کا پتلا تھا جس میں گیارہ سوئیاں چبھوئی ہوئی تھیں اور بالوں میں گیارہ گرہیں تھیں اس جگہ اس وقت جبرائیل امین سورہ فلق اور سورہ الناس لائے ان دونوں میں گیارہ آیتیں ہیں حضور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ایک آیت پڑھتے تو پتلا میں سے ایک سوئی نکل جاتی تھی اور بالوں کی ایک گرہ کھل جاتی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بوجھ کچھ ہلکا ہو جاتا تھا اس طرح گیارہ آیتیں پڑھنے پر گیارہ سوئیاں نکل گئیں اور گیارہ گرہیں کھل گئیں حضور انور

بالکل صحت یاب ہو گئے (اشعۃ اللمعات) حضور انور نے اس یہودی سے بدلہ نہیں لیا۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقْسِمُ قَسْمًا اَتَاہُ ذُوالْخُوَیْصِرَۃِ وَھُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اعْدِلْ فَقَالَ وَیْلَكَ فَمَنْ یَّعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَدْخِبْتَ وَخَسِرْتَ اِنْ لَّمْ اَکُنْ اَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِّیْ اَضْرِبُ عُنُقَہٗ فَقَالَ دَعْہُ فَاِنَّ لَہٗ اَصْحَابًا یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلٰوتَہٗ مَعَ صَلٰوَاتِھِمْ وَ صِیَامَہٗ مَعَ صِیَامِھِمْ یَقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ یَنْظُرُ اِلٰی نَصْلِہٖ اِلٰی رُصَافِہٖ اِلٰی نَضِیِّہٖ وَھُوَ قِدْحُہٗ اِلٰی قُذَذِہٖ فَلَا یُوْجَدُ فِیْہِ شَیْءٌ قَدْسَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ اٰیَتُھُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ اِحْدٰی عَضُدَیْہِ مِثْلُ ثَدْیِ الْمَرْاَۃِ اَوْمِثْلُ الْبَضْعَۃِ تَدَرْدَرُ وَیَخْرُجُوْنَ عَلٰی خَیْرِ فِرْقَۃٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ اَشْھَدُ اَنِّیْ سَمِعْتُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَشْھَدُ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ قَاتَلَھُمْ وَاَنَا مَعَہٗ فَاَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَاُتِیَ بِہٖ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلَیْہِ عَلٰی نَعْتِ نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ نَعَتَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَیْنَیْنِ نَاتِی الْجَبْھَۃِ کَثُّ اللِّحْیَۃِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَیْنِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللّٰہَ فَقَالَ فَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ اِذَا عَصَیْتُہٗ فَیَاْمَنُنِیَ اللّٰہُ عَلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِیْ فَسَاَلَ رَجُلٌ قَتْلَہٗ فَمَنَعَہٗ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِیءِ ھٰذَا قَوْمًا یَقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّھْمِ مِنَ الرَّمِیَّۃِ فَیَقْتُلُوْنَ اَھْلَ الْاِسْلَامِ

(۵۶۳۶) روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ کچھ تقسیم فرمارہے تھے۱ کہ آپ کے پاس چھوٹی کوکھ والا ایک شخص آیا جو بنی تمیم سے تھا۲ بولا یا رسول اللہ انصاف کیجئے۳ حضور نے فرمایا تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو کون کرے گا اگر میں انصاف نہ کروں تو تو خائب و خاسر ہو جائے۴ تو جناب عمر نے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں فرمایا اسے چھوڑ دو۵ کیونکہ اس کے کچھ ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی نمازیں ان کی نمازوں کے مقابلہ میں اور اپنے روزے ان کے روزوں کے مقابلہ میں حقیر جانے گا۶ وہ لوگ قرآن پڑھیں گے قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۷ دین ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۸ کہ اس کی نوک اس کے پر اس کی قدح یعنی لکڑی اس کے نوک کے نیچے کو دیکھو تو اس میں کچھ نہیں پایا جاتا ہے حالانکہ وہ گوبر اور خون میں سے گزرا ہے۹ ان کی نشانی ایک کالا آدمی ہے جس کے بازوں میں سے ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کی بوٹی کی طرح جو ہلتا ہو۱۰ یہ لوگ مسلمانوں کے بہترین فرقے کے خلاف خروج کریں گے۱۱ حضرت ابوسعید نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جناب علی ابن ابی طالب نے ان لوگوں پر جہاد کیا۱۲ میں آپ کے ساتھ تھا۱۳ تو آپ نے اس شخص کے متعلق حکم دیا وہ ڈھونڈا گیا اسے لایا گیا حتی کہ میں نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی علامت پر دیکھا۱۴ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک شخص آیا دھنسی ہوئی آنکھیں ابھری پیشانی گھنی داڑھی اونچی کنپٹی والا سر منڈا ہوا۱۵ وہ بولا اے محمد اللہ سے ڈرو۱۶ تو فرمایا کہ اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو اللہ کی اطاعت کون کرے گا مجھے اللہ تعالیٰ زمین والوں پر امین بنائے اور تم مجھے امین نہ جانو۱۷ ایک شخص نے اس کے قتل کی اجازت مانگی۱۸ حضور نے منع فرمادیا جب وہ چلا گیا تو حضور نے فرمایا کہ اس کی پشت سے ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھے گی۱۹ قرآن ان کے گلے

وَيَدْعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَ قْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

سے نہ اترے گا ۲۰ وہ اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے ۲۱ اگر میں انہیں پاؤں تو قوم عاد کی طرح قتل کروں ۲۲ (مسلم بخاری)

(۵۶۳۶) ۱؎ یہ واقعہ غزوۂ حنین کا ہے جس میں مال غنیمت بہت زیادہ حاصل ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں ایمان لانے والے مؤلفۃ القلوب کو بہت زیادہ عطا فرمایا حتیٰ کہ ابوسفیان وغیرہ کو سو سو اونٹ عطا کیے یہ تقسیم مقام جعرانہ میں ہوئی فقیر نے حنین اور جعرانہ کی زیارات کی ہیں ۲؎ یہ شخص پستہ قد تھا اسے اس وجہ سے ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا بنی تمیم عرب کا مشہور قبیلہ ہے یہ منافق تھا جیسا کہ اس کے کلام سے ظاہر ہورہا ہے۔ ۳؎ اس منافق نے یہ لفظ دو معنی والا بولا بظاہر معنی یہ تھے کہ آپ عطا میں برابری کیجئے ہر ایک کو یکساں دیجئے۔ مگر اس کی نیت یہ تھی کہ آپ انصاف کیجئے ظلم نہ کیجئے آپ ظلم کررہے ہیں کہ حق دار کا حق مار کر غیر حقدار کو دے رہے ہیں۔ یہ درحقیقت حضور کی نبوت کا انکار ہے نبی ظلم نہیں کرسکتے حضور انور اس کا یہ مقصد سمجھ گئے لہذا وہ جواب دیا جو آگے آرہا ہے (مرقات) ۴؎ یعنی مجھے رب تعالیٰ نے عدل قائم فرمانے کے لیے رحمت عالم بنا کر بھیجا میری ذات سے عدل، رحم، ایمان، عرفان قائم ہے اگر میں ہی عدل نہ کروں تو پھر تجھے امان و عرفان کیسے ملے گا تو تو بالکل ہی خائب و کاسر ہوجائے گا بندے اور رب کے درمیان نبوت ہی تو ہے جس سے بندہ کا تعلق قائم ہے اگر نبوت کا واسطہ بیچ میں نہ رہے تو بندے رب سے کٹ جائیں گے خائب و خاسر ہوں گے ۵؎ حضرت عمر نے اس کے قتل کی اجازت اس لیے مانگی کہ وہ مرتد ہوگیا حضور انور کی گستاخی کرکے مرتد قابل قتل ہے حضور انور کا منع فرمانا اس لیے ہے کہ حضور انور کی نظر لوح محفوظ پر ہے حضور جانتے ہیں کہ تقدیر الٰہی یہ ہے کہ اس کی نسل سے خوارج وہابی پیدا ہوں نیز یہ قتل حضور انور کا حق تھا جب حضور نے اپنا حق خود ہی چھوڑ دیا تو قتل ختم ہوگیا آج اگر کوئی یہ بکواس کرے تو قتل کیا جائے گا دیکھو مرقات۔ ۶؎ یعنی اس کی نسل سے ایسی قوم پیدا ہوگی جن کی ظاہری نمازیں قرآن خوانی تمہاری نماز قرآن خوانی سے زیادہ ہوگی۔ میں نے مسقط کے خوارج دیکھے ہیں ان کے برادران دینی وہابی دیوبندی یہاں دیکھنے میں آرہے ہیں۔ بڑے نمازی مگر دین سے خارج حضور انور کے سخت گستاخ و بدگو۔ ۷؎ رمیہ بمعنی مرمیہ ہے وہ شکار جسے تیر سے شکار کیا جائے وہ تیر اس شکاری جانور کے پورے جسم میں داخل ہوکر نکلتا ہے مگر اس پر خون گوشت گوبر، پیشاب وغیرہ کا بالکل اثر نہیں ہوتا۔ ۹؎ جیسے بندوق کے مختلف اجزا کے مختلف نام ہیں بٹ سال بٹ، کراگری ایسے ہی تیر کے اجزاء کے بہت نام ہیں تیر کا اگلا نوک والا دھار والا لوہا نصل کہا جاتا ہے اس کے نیچے جو دو پر ہوتے ہیں انہیں انصاف کہتے ہیں اور تیر کی لکڑی قدح یا نفی کہلاتی ہے نصال کے نیچے کا حصہ قذذ کہا جاتا ہے مقصد یہ ہے کہ جیسے تیر اپنے تمام اجزا کے ساتھ اس جانور کے سارے اجزاء میں سے ہوکر نکل جاتا ہے مگر خود اس کے خون وغیرہ سے رنگین نہیں ہوتا۔ ایسے ہی وہ لوگ اسلام میں آکر اسلام سے نکل جائیں گے اس طرح کہ ان میں اسلام کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ جیسا آج دیکھا جارہا ہے ان میں حافظ قاری۔ مولوی بہت مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں دین سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ ان خوارج کے دل گویا تیر کی نصل نوک ہے ان کے سینے گویا تیر کے پر ہیں ان کے بدن گویا تیر کی لکڑی ہے ان کے ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضاء گویا تیر کا حذذ ہیں کہ وہ لوگ عبادات اور علوم میں بڑی مشقتیں کریں گے مگر انہیں فائدہ کچھ نہ پہنچے گا (مرقات) خوارج کی تکفیر میں اختلاف ہے اس حدیث سے ان کا کفر ثابت ہوتا ہے (اشعہ) ۱۰؎ یعنی جب یہ فرقہ نکلے گا اس وقت ان کا سردار اس شکل کا ہوگا اس کا ایک ہاتھ ہوگا دوسرا ہاتھ نہ ہوگا بلکہ اس کے کندھے پر عورت کے پستان کی طرح گوشت ہوگا اس لیے اس کا نام ذوالثدیہ ہوگا ۱۱؎

خیال رہے کہ خوارج اگر چہ امیر معاویہ کو بھی برا کہتے ہیں مگر حضرت علی مرتضٰی اور اہل بیت اطہار کے بڑے سخت دشمن ہیں حضرت علی سے ہی انہوں نے جنگ کی اس فرمانِ عالی میں اسی طرف اشارہ ہے اس میں یہ بھی بتادیا کہ امیر معاویہ اور ان کی جماعت مومنین ہیں مگر ان جنگوں میں وہ حق پر نہیں حق پر حضرت علی کی جماعت ہوگی اس لیے علی **خیر فرقۃ** ارشاد ہوا یہ ہے ہمارے حضور کا علم غیب۔۱۲جب حضرت معاویہ نے صلح کرنے کے لیے حکم یعنی پنچ منظور کر لیے حضرت علی نے ابوموسیٰ اشعری کو اپنا حکم مقرر کیا اور امیر معاویہ نے حضرت عمرو ابن عاص کو تو ان لوگوں نے کہا کہ علی اور معاویہ دونوں مشرک ہوگئے کیونکہ انہوں نے اللہ کے سواء کوئی حکم مان لیا وہ اس آیت کی وجہ سے انکاری ہوگئے **اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ** (۶٬۵۷)حکم نہیں مگر اللہ کا۔(کنزالایمان) ان کی تعداد دس ہزار تھی حضرت عبداللہ ابن عباس کی فہمائش پر پانچ ہزار ان میں توبہ کر گئے حضرت ابن عباس نے یہ آیت پیش فرمائی **فَابۡعَثُوۡا حَکَمًا مِّنۡ اَهۡلِه وَحَکَمًا مِّنۡ اَهۡلِهَا** (۵،۳۵) تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے۔(کنزالایمان) باقی پانچ ہزار ذوالفقار حیدری سے فی النار ہوئے ان کے چند آدمی بچے جن کی ذریت آج وہابیوں کی شکل میں ہمارے لیے وبال بنی ہے یہ لوگ بھی ہر بات پر شرک کا فتوی جڑتے ہیں یہ شرک کا فتویٰ خوارج سے چلا ہے اب وہابیوں نے کتابیں شائع کی ہیں جن میں یزید ابن معاویہ کو برحق اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے دیکھو ان کی کتب خلافت معاویہ و یزید اور خلافت رشید ابن رشید حضرت امیر المؤمنین یزید صلی اللہ علی یزید (نعوذ باللہ)۱۳؎یعنی مجھے یہ فخر ہے کہ اس جہاد میں جناب امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اس جماعت مرتضوی کے بڑے فضائل ہیں۱۴؎یعنی جب جناب علی اس جہاد سے فارغ ہوئے اور خارجیوں کی لاشیں بکھری دیکھیں تو فرمایا کہ ان کے سردار کی لاش تلاش کرو۔بعض روایات میں ہے کہ بار بار تلاش کرنے بھی اس کی لاش نہ ملی تو فرمایا قسم خدا کی اس کی لاش انہیں لاشوں میں ہے تمہاری تلاش میں کمی ہے محمد مصطفٰی کا فرمان برحق ہے پھر اس مردود کی لاش بہت سی لاشوں کے ڈھیر میں دبی ہوئی ملی بالکل وہی علامات موجود تھیں جو حضور انور نے ارشاد فرمائی تھیں یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب۔۱۵؎اب بھی خوارج کی اور ان کی ذریت وہابیوں کی عموماً داڑھی لمبی، سر منڈا ہوا پیشانی پر سجدہ کے داغ گھٹنے تک پانجامے یا اونچے تہبند ہوتے ہیں خوارج کی یہ علامات دوسری روایات میں آئی ہیں اہل سنت کو چاہیئے کہ داڑھی ایک مشت سے زیادہ نہ رکھیں سر منڈانے کی عادت نہ ڈالیں ان لوگوں کی علامات سے بچیں حج کے سوا کبھی سر نہ منڈائیں کفار کی علامات سے بچیں۔۱۶؎اس بیہودہ بکواس میں دو گستاخیاں ہیں ایک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف نام شریف سے پکارنا حالانکہ قرآن کریم فرماتا ہے **لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ** (۲۴،۶۳) رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو۔(کنزالایمان) دوسرے حضور انور کے عمل شریف کو ظلم سمجھ کر حضور کو عدل و انصاف کی تبلیغ کرنا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عدل و انصاف کے مرکز ہیں۔حضور کی بارگاہ سے خوف خدا عشق رسول لوگوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔۱۷؎یعنی اللہ تعالٰی نے اپنی مخلوق میں ساری نعمتوں کا قاسم مجھے بنایا، اللہ المعطی وانا قاسم اس نے مجھے امین بنایا ہے تب ہی تو تقسیم میرے سپرد کی ہے اور تم مجھے امین نہیں جانتے۔۱۸؎قتل کی یہ اجازت مانگنے والے حضرت عمر تھے رضی اللہ عنہ جیسا کہ پچھلی روایت میں گزرا اور حضور انور کی ممانعت کی وجہیں بھی وہاں ہی بیان ہوئیں اب ایسی بکواس کرنے والے کی سزا قتل ہی ہے کہ وہ مرتد ہے۔۱۹؎اس غیب داں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کا ظہور آج بھی ہو رہا ہے خوارج اور وہابی دیوبندی قرآن پر بہت زور دیتے ہیں سب کو قرآن کے نام پر اپنی طرف بلاتے ہیں حتیٰ کہ اپنی انجمنوں مدرسوں کے ناموں میں قرآن ضرور رکھتے ہیں اشاعت القرآن، تبلیغ القرآن، اپنے کو شیخ القرآن کہلواتے ہیں خیال رکھو کہ اگر دل میں قرآن والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو تو

قرآن سے صرف گمراہی ملتی ہے یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا (۲۶۲) اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے۔(کنزالایمان) ترجمہ قرآن ابوجہل ابولہب بھی جانتا تھا مگر کافر رہا۲۰ کیونکہ ان کی زبان پر قرآن ہوگا دل میں شیطان عالم دین وہ ہے جس کی زبان پر قرآن ہو دل میں حضور کا فیضان بغیر پاور بجلی کی فٹنگ بے کار ہے یہ فیضان اور ہے جس کے لیے مدینہ منورہ سے کنکشن ضروری ہے یہ لوگ قرآن کو شکار کا جال بناتے ہیں۔شعر:-

حافظا مے خورد زندگی کن و خوش باش دلے　　　دام تزویر مکن چوں دگراں قرآن را،

۲۱ اس پیشین گوئی کا مشاہدہ آج بھی ہورہا ہے، وہابیوں دیوبندیوں کی جنگ ہمیشہ مسلمانوں سے ہی رہی یہ لوگ مسلم لیگ کے دشمن رہے کانگرس کے حامی پاکستان کے مخالف رہے ہندوستان کے حامی مسلمانوں کو مشرک بتاتے ہیں اور گاندھی جواہر لال پر دل سے نثار حضور کو سلام پڑھنا شرک کہتے ہیں مگر کانگریس کے ترنگے جھنڈے کو اسلامی دیتے ہیں۔جواہر لعل نہرو کو مرحبا یا نہرو رسول امن نجدیوں نے ہی کہا یہ ہے اس پیشین گوئی کا مشاہدہ ۲۲ یعنی جیسے قوم عاد ایسی تباہ کی گئی کہ ان کا فرد بشر نہ بچا ایسے ہی میں انہیں قتل کرتا ان کا ایک فرد بشر باقی نہ رہتا۔خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو قتل نہ کرنے دیا اس کی ذریت کے قتل کے متعلق فرمایا کیونکہ ابھی یہ شخص مسلمانوں کے مقابل نہ آیا تھا اس کی ذریت طاقت حاصل کرکے سلطان اسلام کے مقابل آئے گی اس لیے اس وقت قتل کی مستحق ہوگی الحمدللہ یہ کام حضرت علی مرتضی کی تلوار نے کیا۔شعر:-

شیر شمشیرزن شاہ خیبر شکن　　　پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كُنْتُ اَدْعُوْ اُمِّیْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَهِیَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا یَوْمًا فَاَسْمَعَتْنِیْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكْرَهُ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِیْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّهْدِیَ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صِرْتُ اِلَى الْبَابِ فَاِذَا هُوَ مَجَافٌ فَسَمِعَتْ اُمِّیْ خَشْفَ قَدَمَیَّ فَقَالَتْ مَكَانَكَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَآءِ فَاغْتَسَلَتْ فَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِیْ مِنَ الْفَرَحِ فَحَمِدَ

(۵۶۳۷) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف بلاتا تھا وہ مشرکہ تھی ایک دن میں نے اسے دعوت دی۱ تو اس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ باتیں سنائیں جو میں ناپسند کرتا ہوں۲ تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روتا ہوا گیا میں نے عرض کیا یارسول اللہ رب سے دعا فرمائیں کہ وہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے حضور نے کہا اے اللہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے تو میں خوشی خوشی نکلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے۳ تو جب میں دروازے تک پہنچا تو وہ بند تھا۴ میری ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو بولیں اے ابوہریرہ وہاں ہی رہو اور میں نے پانی کی چھلک سنی انہوں نے غسل کیا پھر اپنی قمیص پہنی اور اپنے دوپٹہ سے جلدی کی۵ دروازہ کھولا پھر بولیں اے ابوہریرہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا میں خوشی سے رو رہا تھا حضور

اللهَ وَقَالَ خَيْرًا .(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

نے اللہ کا شکر کیا اور دعا خیر کی۶ (مسلم)

(۵۶۳۷)۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے والدین کو بھی تبلیغ کی جائے جب وہ کافر مشرک بت پرست ہوں یوں ہی اگر وہ معصیت میں گرفتار ہوں تو بھی انہیں تبلیغ کی جائے۲؎ یعنی میری ماں نے شان مصطفوی میں ایسی گستاخی کی جس کا خیال کرنا منہ سے نکالنا کسی کو سنانا بھی ناپسند کرتا ہوں۳؎ یعنی حضور کی دعا سنتے ہی مجھے یقین ہوگیا کہ میری ماں کو ضرور ہدایت ملے گی اور انشاء اللہ ابھی ملے گی اس لیے میں خوش ہو کر قدرت خدا کا نظارہ کرنے اپنے گھر گیا۴؎ اور یہ بندش دروازہ خلاف عادت تھی اس لیے مجھے تعجب ہوا۵؎ یعنی میری والدہ خوشی خوشی دروازہ کھولنے اتنی جلدی آئیں کہ انہوں نے صرف تہبند اور قمیص ہی پہنی دوپٹہ نہ اوڑھا اسی حالت میں دروازہ کھولا اور مجھے کلمہ طیبہ سنایا اور مجھے اپنے ایمان کا گواہ بنایا۔۶؎ کہ خدا تعالیٰ ان کو دین پر استقامت دے معلوم ہوا کہ نومسلم کے لیے دعا استقامت کرنا سنت ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ اَكْثَرَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ وَاِنَّ اِخْوَتِيْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَتِيْ مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ اَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَاً مِسْكِيْنًا اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا لَنْ يَّبْسُطَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ ثَوْبَهٗ حَتّٰى اَقْضِيَ مَقَالَتِيْ هٰذِهٖ ثُمَّ يَجْمَعُهٗ اِلٰى صَدْرِهٖ فَيَنْسٰى مِنْ مَّقَالَتِيْ شَيْئًا اَبَدًا فَبَسَطْتُّ نَمِرَةً لَيْسَ عَلَيَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتّٰى قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ ثُمَّ جَمَعْتُهَا اِلٰى صَدْرِيْ فَوَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَانَسِيْتُ مِنْ مَّقَالَتِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا .

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۶۳۸) روایت ہے انہیں سے فرمایا تم کہتے ہو۱؎ کہ ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات زیادہ کرتے ہیں۲؎ اور اللہ وعدہ والا ہے۳؎ میرے مہاجر بھائیوں کو بازار میں چیخ پکار مشغول رکھتی تھی اور میرے انصاری بھائیوں کو ان کے مالوں میں کام کاج مشغول رکھتا تھا۔۴؎ میں ایک مسکین آدمی تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن دل بھر کے پکڑے رہتا تھا۵؎ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ تم میں سے کوئی اپنا کپڑا پھیلا دے حتی کہ میں اپنا یہ کلام پورا کرلوں پھر وہ اپنے سینے سے لگائے پھر کبھی میرا کوئی کلام بھول جائے۶؎ چنانچہ میں نے کمبل پھیلا دیا مجھ پر اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہ تھا۷؎ حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کلام پورا کرلیا پھر میں نے وہ کمبل اپنے سینے سے لگالیا تو اس کی قسم جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا میں اپنے اس دن سے حضور کا کوئی فرمان نہ بھولا۸؎

(مسلم بخاری)

(۵۶۳۸)۱؎ اس کلام میں خطاب یا تو تابعین سے ہے یا اس زمانہ کے بقیہ صحابہ کرام سے جو یہ چہ می گوئیاں کرتے تھے۲؎ خیال رہے کہ ان صحابہ یا تابعین کا یہ کہنا کہ ابوہریرہ بہت احادیث کی روایت کرتے ہیں بے اعتمادی یا اعتراض کے طور پر نہ تھا بلکہ تعجب سے تھا کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک صرف چار سال میسر ہوئی۔مگر ہزاروں حدیثیں آپ نے روایت کیں دوسرے صحابہ زیادہ صحبت پاک میں رہے حضرت صدیق اکبر عمر بھر ساتھ رہے مگر ان سے مروی روایات تھوڑی ہیں تعجب ہے آپ پر جھوٹی احادیث گھڑ لینے کا شبہ نہیں ہوسکتا کہ صحابہ سارے عادل ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے گناہوں جھوٹ وغیرہ سے محفوظ رکھا ہے چہ جائیکہ وہ اللہ رسول پر جھوٹ بولیں۔۳؎ یہ عبارت دو طرح پڑھی جاسکتی ہے واللہ الموعد دونوں کو کسرہ اور قسمیہ یعنی وعدہ فرمانے والے یا ڈرانے والے رب کی قسم میں ایک ایک لفظ درست روایت کرتا ہوں دوسرے واللہ الموعد دونوں کو پیش یعنی مجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنے عذاب سے ڈرایا ہے اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ بنائے ان وعیدوں کی پیش نظر میں کیسے حضور پر جھوٹ بول سکتا ہوں۔ ۴؎ یعنی میری کثرت احادیث کی وجہ مجھ سے ہی سنو مہاجرین و انصار میں سے کوئی صاحب بھی حضور انور کے پاس ہر وقت نہیں رہتے تھے مہاجرین تو بازاروں میں کاروبار کرتے ہوتے تھے کہ وہ حضرات عموماً تاجر لوگ تھے انصار حضرات باغوں کھیتوں والے تھے انہیں اپنے باغوں کھیتوں میں رہنا پڑتا تھا وہ حضرات خاص اوقات میں ہی حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ۵؎ یعنی مجھے دنیاوی کوئی کام نہیں تھا حضور کی خدمت میں رہنا میرا مشغلہ تھا چہرہ انور تکتے رہنا میرا کاروبار تھا حضور کا آستانہ میرا بازار تھا یہی میرا باغ و بہار ہے۔ ۶؎ یعنی ایک دن دریاء عطا موجزن تھا لوگوں کو قوت حافظہ تقسیم فرمارہے تھے فرمایا کوئی ہے جو اپنا کپڑا بچھائے ہم ایک دعا پڑھتے ہیں جب وہ دعاختم ہوجائے تو وہ یہی کپڑا اپنے سینے سے لگالے انشاءاللہ اس کا حافظہ بہت ہی قوی ہوجائے گا۔ خیال رہے کہ تھوڑی چیز ہاتھ پھیلا کر لی جاتی ہے مگر بڑے سخی کی بڑی عطا چادر پھیلا کر سمیٹی جاتی ہے یہاں چادر پھیلانے کا حکم دیا گیا معلوم ہوتا ہے عطا بڑی ہے خیال رہے کہ قوت حافظہ انسان کی ایک صفت ہے جو قدرتی طور پر لوگوں کو عطا ہوتی ہے کوئی قوی حافظے والا ہوتا ہے کوئی ضعیف حافظہ والا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صفات انسانیہ بھی عطا فرماتے ہیں بحکم پروردگار شعر:۔

مالک ہیں خزانہ قدرت کے جو جس کو چاہیں دے ڈالیں
دی خلد جناب ربیعہ کو بگڑی لاکھوں کی بنائی ہے

اس سے معلوم ہورہا ہے کہ حضرت ابوہریرہ کوئی دنیاوی بات بھولیں تو بھولیں میرا کلام کبھی نہ بھولیں گے ۷؎ نمرہ نون کے فتحہ اور میم کے کسرہ سے وہ اونی کمبل جس میں سیاہ و سفید دھاریاں ہوں اس وقت سر سے پاؤں تک آپ صرف یہی کمبل اوڑھے تھے اور کوئی کپڑا آپ کے پاس نہیں تھا اکیلے تھے یہی اتار کر بچھادیا ضرورۃً برہنہ ہونا جائز ہے ۸؎ خیال رہے کہ حضور کا ہر عضو ہر ادا اللہ کے خزانوں کا دروازہ ہے کسی کو دم کرکے نعمتیں بخش دیں کسی کو نظر سے کسی کو ہاتھ سے کسی کو زبان شریف سے یوں ہی ہر جگہ حضور کا دروازہ عطا ہے جہاں رہ کر بھکاری اپنا ہاتھ پھیلادے وہاں ہی عطا ہوجاتی ہے سورج کا نور کسی خاص جگہ میں نہیں جہاں بھی موجود ہو حجاب سے نکل آؤ نور پا جاؤ گے اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔

منگتے کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول و عرض میں صرف ہاتھ بھر کی ہے

مولانا حسن رضا خان صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں۔ شعر:۔

جہان ہاتھ پھیلادے منگتا بھکاری
وہ ہی در ہے داتا کی دولت سرا کا

وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِيْحُنِیْ مِنْ ذِی الْخَلَصَةِ فَقُلْتُ بَلٰى وَكُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِیْ حَتّٰى رَأَيْتُ اَثَرَ يَدِهٖ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسِیْ بَعْدُ فَانْطَلَقَ فِیْ مِائَةٍ وَّخَمْسِيْنَ

(۵۶۳۹) روایت ہے حضرت جریر ابن عبداللہ سے ۱؎ فرماتے ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم مجھ کو ذی الخلصہ سے راحت نہ دو گے ۲؎ میں نے عرض کیا ہاں اور میں گھوڑے پر ٹھہر نہ سکتا تھا میں نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو حضور نے اپنا ہاتھ شریف میرے سینہ پر لگادیا حتی کہ میں نے آپ کے ہاتھ کا اثر اپنے سینہ میں پایا ۳؎ اور فرمایا الٰہی اسے ثابت رکھ اسے ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنادے ۴؎ فرمایا اس کے بعد اپنے گھوڑے سے

فَارِسًا مِّنْ اَحْمَسَ فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَ كَسَرَهَا ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

نہ گرا۵ پھر وہ ڈیڑھ سو سواروں میں گئے جو قبیلہ احمس سے تھے۶ ذی الخلصہ کو آگ سے جلا دیا اور اسے ڈھا دیا۷ (مسلم بخاری)

(۵۶۳۹)۱ آپ کا نام جریر ابن عبداللہ ہے کنیت ابو عمرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سال اسلام لائے خود فرماتے ہیں کہ میں وفات شریف سے چالیس دن پہلے ایمان لایا پھر عرصہ تک کوفہ میں رہے پھر شہر قرقیہ میں رہنے لگے وہاں ہی ۵۱ اکیاون میں وفات پائی (اکمال) اللہ نے آپ کو صورت و سیرت دونوں کا حسن بخشا تھا (اشعہ) ۲ کفار یمن کا ایک قبیلہ تھا خثعم انہوں نے کعبہ معظمہ کے مقابل اپنے ہاں ایک کعبہ بنایا تھا جس کا نام ذوالخلصہ رکھا تھا۔ خلصہ وہاں رکھا ہوا ایک بت تھا یا کوئی خاص درخت جس کی وہ پرستش کرتے تھے جیسے بھارت کے ہندو پیپل کی پوجا کرتے ہیں اس گھر کو کعبہ یمانیہ بھی کہتے تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ذوالخلصہ کی وجہ سے بہت تکلیف تھی کہ کہیں جاہل مسلمان بھی اس کا طواف و حج نہ کرنے لگیں اسلام تا قیامت رہے گا اس لیے اس کا انتظام بھی قوی چاہئے اس لیے حضرت جریر سے یہ فرمایا کہ اسے جا کر فنا کر دو۳ دیکھو یہ ہے عطاء مصطفوی حضرت ابو ہریرہ کو زبانی کلمات کے ذریعہ قوت حافظہ بخشی اور حضرت جریر کو انگلیوں کے ذریعہ قوت قلبی بخشی جس سے وہ گھوڑے پر ٹھہرنے لگے حضور کی ہتھیلی اور قدم شریف کی ٹھنڈک ان سے ہی پوچھو جنہیں ایسے موقع ملے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ شعر:-

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کف پا چاند سا سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

۴ یہ ہے سوال سے زیادہ عطا حضرت جریر نے صرف قوت قلبی مانگی تھی مگر تین نعمتیں عطا ہوئی قوت قلبی اور ہدایت پر قائم رہنا۔ لوگوں کو ہدایت دینا کہ ان کے ذریعہ لوگ ہدایت پر آئیں ۵ یعنی اس ہاتھ شریف کی برکت سے میں بقیہ عمر کبھی گھوڑے سے نہ گرا شعر:-

تو مرا دل دہ و دلیری بیں روبہ خویش خواں و شیری بیں

حضور مجھے دل بخشو میری دلیری دیکھو مجھے اپنا گیدڑ کہہ دو پھر میری شیری و بہادری دیکھو۔ شعر:-

ومن یك من رسول الله نصرته ان تلقه الاسد فی اجامها نجم

۶ احمس قریش کا ایک خاندان ہے یہ لفظ بنا ہے حماستہ سے بمعنی شجاعت و بہادری اس خاندان کو احمس اس لیے کہتے تھے کہ یہ لوگ دین و دنیا میں بڑے مانے جاتے تھے حتیٰ کہ زمانہ جاہلیت میں یہ لوگ بہت ہی مشرکانہ رسوم سے محفوظ تھے جیسے زمانہ حج میں گھروں میں پیچھے سے آنا ۷ غالبًا کفار یمن کی جرأت ہی نہ ہوئی کہ ان کا مقابلہ کرتے ان حضرات نے اس ذوالخلصہ میں پہلے تو آگ لگائی پھر اسے ڈھا کر پھینک دیا اور ایسا فنا کیا کہ اب تک وہ نہ بنایا جاسکا۔ سلطان محمود غزنوی نے سومنات مندر تباہ کیا پھر انڈیا نے وہ مندر بنایا ۱۹۶۵ء کی جنگ میں غازیان پاکستان نے اسے پھر تباہ کر دیا خدا اسے کبھی آباد نہ ہونے دے ہمارے پاکستان کو دائم و قائم رکھے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ وَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُهُ فَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَّهُ اَتَى الْاَرْضَ الَّتِيْ مَاتَ فِيْهَا فَوَجَدَهُ مَنْبُوْذًا فَقَالَ مَاشَانُ هٰذَا

(۵۶۴۰) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کاتب وحی تھا وہ اسلام سے پھر گیا۱ اور مشرکین سے جا ملا۲ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے زمین قبول نہیں کرے گی۳ مجھے ابوطلحہ نے خبر دی کہ وہ اس زمین میں گئے جہاں وہ مرا تھا اسے باہر پھینکا ہوا پایا پوچھا اس میت

فَقَالُوْ ادَفَنَّاهُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کا کیا حال ہے لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس کو بارہا دفن کیا اسے زمین نے قبول نہ کیا۳؎ (مسلم بخاری)

(۵۶۴۰) ۱؎ یہ ایک عیسائی آدمی تھا جو پہلے مسلمان ہوا اور بارگاہ عالی میں اپنا قرب حاصل کر گیا کہ حضور کے ہاں کاتب وحی ہو گیا پھر مرتد ہو کر عیسائی بن گیا اللہ کی پناہ ابلیس نے بہت قرب الٰہی حاصل کیا پھر مارا گیا بعض لوگوں نے کہا کہ وہ عبداللہ ابی سرحی تھا مگر یہ درست نہیں معلوم ہوتا وہ مرتد ہونے کے بعد پھر مسلمان ہو گیا تھا (از مرقات) ۲؎ اس نے مشرکین سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن میں سکھاتا تھا جو میں بتاتا تھا وہی وحی کر کے لکھ لیا جاتا تھا۔ نعوذ باللہ ۳؎ یعنی یہ عنقریب کافر ہی مرے گا اور اس کی لاش قبر میں نہ رہ سکے گی بلکہ اسے نکال پھینکے گی اس میں تین غیبی خبریں ہیں جو ہو بہو پوری ہوئیں ۴؎ اس سے معلوم ہوا کہ زمین بھی حضور کے دوست و دشمن کو پہچانتی ہے اور حضور کے حکم کے تابع ہے کہ جیسا حضور نے فرمایا بالکل ویسا ہوا ابولہب کے بیٹے عتبہ کے متعلق حضور نے فرمایا کہ اسے شیر پھاڑے گا ایسا ہی ہوا کہ ایک شیر نے سب کے منہ سونگھے اس کا منہ سونگھ کر اسے پھاڑ ڈالا۔

وَعَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِىْ قُبُوْرِهَا ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۶۴۱) روایت ہے حضرت ابوایوب سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے سورج ڈوب چکا تھا۱؎ حضور نے آواز سنی تو فرمایا کہ یہود اپنی قبروں میں عذاب دیئے جارہے ہیں۲؎ (مسلم بخاری)

(۵۶۴۱) ۱؎ غالبًا یہ واقعہ مدینہ منورہ ہی کا ہے حضور مدینہ سے باہر بعد غروب تشریف لے گئے صحابہ کرام ساتھ تھے تو حضور انور نے بھی اور ساتھیوں نے بھی عجیب آوازیں سنیں یہاں صوت اسم جنس ہے جو ایک اور زیادہ سب کو شامل ہے ۲؎ یہاں دو معجزوں کا ظہور ہے ایک تو صحابہ کرام کو مردہ یہود کی آوازیں سنا دینا دوسرے پہچان لینا اور بتا دینا کہ یہ عذاب کی آوازیں ہیں یا تو عذاب دینے والے فرشتوں کی آوازیں ہیں یا عذاب پانے والے یہود کی حضور خچر پر سوار تھے اس نے دو قبروں کا عذاب دیکھ لیا اور بدک گیا وہاں خچر کی آنکھوں سے حجاب اٹھا دیئے یہاں صحابہ کے کانوں سے حجاب ہٹا دیئے اسی طرح جس ولی کے سر پر حضور ہاتھ رکھ دیں اس کی آنکھوں سے حجاب اٹھ جاتے ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں۔ شعر:-ۃ

سرمہ کن در چشم خاک مصطفٰی
تابہ بینی زابتدا تا انتہاء

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَلَمَّا كَانَ قُرْبَ الْمَدِيْنَةِ هَاجَتْ رِيْحٌ تَكَادُ اَنْ تَدْفِنَ الرَّاكِبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثَتْ هٰذِهِ الرِّيْحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَاِذَا عَظِيْمٌ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ قَدْمَاتَ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۴۲) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس ہوئے تو جب مدینہ سے قریب ہوئے تو ایک ہوا چلی جو سوار کو دفن کئے دیتی تھی۱؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہوا ایک منافق کی موت پر بھیجی گئی ہے۲؎ پھر مدینہ منورہ پہنچے تو منافقوں کا ایک سردار تھا جو مر چکا تھا۳؎ (مسلم)

(۵۶۴۲) ۱؎ عرب کے جنگلوں میں کبھی خونی آندھیاں آتی ہیں جو سواروں کو مع سواری ریتے میں دفن کر دیتی ہیں مگر یہ آندھی آج مدینہ منورہ کے بالکل قریب آئی اس لیے ہم کو تعجب ہوا کہ یہاں یہ آندھی کیسی ۲؎ یعنی یہ تیز ہوا غضب ربانی کے اظہار کے لیے ہے جو

صرف اسی منافق کی موت پر بھیجی گئی ہے تاکہ لوگوں کو اس منافق کی موت اس کے عذاب پر مطلع کیا جائے لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ چاند سورج کسی کے مرنے جینے پر نہیں گہے۔۳؎ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ منافق رفاعہ ابن ورید تھا اور یہ سفر غزوۂ تبوک کا تھا بعض نے فرمایا کہ وہ منافق رافع تھا اور سفر غزوۂ بنی مصطلق تھا (مرقات) اس موت پر ہوا چلنا بھی حضور انور کا معجزہ ہے کہ ہوا نے حضور کو اس منافق کی موت کی خبر دی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کی موت کو پہچان لینا بھی معجزہ ہے کہ یہ آندھی اس کی موت کی بنا پر چلی۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَاَقَامَ بِهَا لَیَالِیَ فَقَالَ النَّاسُ مَانَحْنُ هٰهُنَا فِیْ شَیْءٍ وَّاِنَّ عَیَالَنَا لَخُلُوْفٌ مَانَاْمَنُ عَلَیْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَافِی الْمَدِیْنَةِ شِعْبٌ وَّلَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَیْهِ مَلَكَانِ یَحْرُسَانِهَا حَتّٰی تَقْدَمُوْا اِلَیْهَا ثُمَّ قَالَ ارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا وَاَقْبَلْنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ فَوَالَّذِیْ یُحْلَفُ بِهٖ مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِیْنَ دَخَلْنَا الْمَدِیْنَةَ حَتّٰی اَغَارَ عَلَیْنَا بَنُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطْفَانَ وَمَا یُهَیِّجُهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ شَیْءٌ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۴۳) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ عسفان پہنچے وہاں چند شب قیام فرمایا۱؎ لوگ کہتے کہ ہم یہاں کسی کام میں تو ہیں نہیں اور ہمارے بال بچے اکیلے ہم سے غائب ہیں۲؎ ہم ان پر مطمئن نہیں یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مدینہ میں نہ کوئی گھاٹی ہے نہ کوئی راستہ مگر اس پر دو فرشتے ہیں جو اس کی حفاظت کررہے ہیں۳؎ حتیٰ کہ ہم لوگ وہاں پہنچے پھر فرمایا کوچ کرو ہم نے کوچ کیا اور مدینہ پہنچ گئے اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے۴؎ کہ جب ہم مدینہ پہنچے تو ابھی ہم نے اپنے سامان نہ اتارے تھے کہ ہم پر بنی عبداللہ ابن غطفان نے حملہ کردیا۵؎ حالانکہ اس سے پہلے انہیں کوئی چیز نہیں بھڑکاتی تھی (مسلم)

(۵۶۴۳) ۱؎ یعنی ہم مدینہ منورہ واپس ہوتے وقت مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ چلے اور منزل عسفان پر چند روز قیام پذیر ہوگئے عسفان مکہ معظمہ سے دو منزل پر ہے اب راستہ میں یہ منزل نہیں آتی یہ پتہ نہیں لگا کہ عسفان میں یہ قیام کیوں ہوا شاید کسی دشمن کا انتظار ہوگا جو کہ وہاں نہ پہنچا۲؎ خلوف جمع ہے خالف کی جس کا مادہ ہے خلف بمعنی پیچھے جیسے راقد کی جمع رقود، قاعدہ کی جمع قعود، خلوف گھر میں رہ جانے والی عورتیں بچے جن کے ساتھ مرد نہ ہوں (مرقات) یعنی ہم لوگ یہاں بلاضرورت ٹھہرے ہوئے ہیں ہمارے گھروں میں بال بچے اکیلے جن سے ہم غائب ہیں دشمنوں کا خطرہ ہے یہ گفتگو بعض ضعفاء مومنین کی ہے۳؎ یعنی ہم اپنے بال بچوں سے غائب ہیں مگر بہت سے فرشتے ان کی نگرانی کررہے ہیں نقب زمینی راستہ اور شعب پہاڑی راستہ یہاں مراد ہے مدینہ کے راستہ اور گلی کوچے۴؎ یعنی اللہ تعالٰی کی قسم جس کی قسم کھانا شریعت میں بلاکراہت درست ہے یا جس کے نام کی شرعی قسم کھائی جاتی ہے جس پر شرعی احکام مرتب ہوتے ہیں خیال رہے کہ غیر خدا کی قسم لغوی قسم ہوتی ہے کہ شرعی اس پر احکام شریعہ جاری نہیں ہوتے جیسے باپ کی قسم اولاد کی قسم۔۵؎ یعنی بنی غطفان اگر ہماری غیر موجودگی میں حملہ کردیتے تو ہمارے بچوں بیویوں کو بہت تکلیف پہنچ جاتی کہ وہ اکیلے تھے اس وقت انہیں حملہ کرنے سے انہیں کوئی چیز مانع نہ تھی معلوم ہوا کہ فرشتوں کی حفاظت ان کو حملہ سے روکے رہی ۱۹۶۵ء میں بھارت نے رات کے اڑھائی بجے لاہور پر حملہ کیا جب کہ پاک سرحد پر کوئی نہ تھا مگر انہیں خیال ہوا کہ شاید ہم گھیرے میں آرہے ہیں کہ ہمارے سامنے راستے سڑکیں صاف ہیں رک گئے پھر پاک فوج

پہنچ گئی اور صبح ہوتے ہوتے کفار کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے انہیں سخت جانی و مالی نقصان پہنچا کر پیچھے دھکیل دیا۔ یہ ہے اللہ کی نصرت اس موقع پر حضرات اولیاء اللہ معرکہ میں دیکھے گئے بعض کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی عین محاذ جنگ پر۔ امام حسین، داتا گنج بخش، میاں شیر محمد صاحب شرقپوری خود بموں کو دفع کرتے دیکھے گئے۔ مدینہ منورہ میں لوگوں نے خواب دیکھا کہ حضور انور بہت تیزی سے روضہ اطہر سے نکلے اور روانہ ہونے لگے پوچھا حضور کہاں جارہے ہیں فرمایا پاکستان وہاں جہاد ہو رہا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ اللہ نے حضور کے غلاموں پاکستانیوں کو وہ فتح دی کہ اس کی مثال نہیں ملتی حالانکہ بھارتی فوج پانچ گنا زیادہ تھی یہ حدیث ان سب واقعات کی اصل ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا وَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ حَتّٰى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْغَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيْرُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِيْ قَنَاةُ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئْ اَحَدٌ مِّنْ نَاحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَاَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِيْ فِي الشَّمْسِ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۶۴۴) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کو سخت قحط سالی پہنچی تو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے جمعہ کے دن ایک دیہاتی اٹھا بولا یارسول اللہ مال برباد ہوگیا اور بچے بھوکے ہوگئے ۱؎ آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا فرمائیں تو حضور نے اپنے ہاتھ اٹھائے ۲؎ ہم آسمان میں بادل نہیں دیکھتے تھے ۳؎ تو اس کی قسم کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ حضور نے ہاتھ نیچے نہ کئے حتی کہ بادل پہاڑوں کی طرح اٹھا پھر حضور اپنے منبر سے نہ اترے حتی کہ میں نے آپ کی داڑھی پر بارش ٹپکتے دیکھی ۴؎ پھر ہم پر آج اور کل اور پرسوں ہوتی رہی دوسرے جمعہ تک اور یہی بدوی یا کوئی دوسرا آدمی کھڑا ہوا عرض کیا یارسول اللہ عمارتیں گر گئیں مال ڈوب گئے آپ اللہ سے دعا کریں ۵؎ تو حضور نے عرض کیا یاالٰہی ہمارے آس پاس برسا ہم پر نہ برسا ۶؎ پھر آپ بادل کے کسی گوشہ کی طرف اشارہ نہ فرماتے مگر وہ چرجاتا ۷؎ اور مدینہ تالاب کی طرح ہوگیا ۸؎ اور وادی قنات ایک مہینہ تک بہتی رہی ۹؎ کسی طرف سے کوئی نہ آیا مگر اس نے بارش کی خبر دی ۱۰؎ اور ایک روایت میں ہے کہ الٰہی ہم پر نہ برسا ہمارے آس پاس برسا الٰہی ٹیلوں پر اور پہاڑیوں پر اور جنگلوں کے اندرون اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر برسا ۱۱؎ فرمایا تو بارش رک گئی اور ہم دھوپ میں چلنے لگے ۱۲؎

(بخاری، مسلم)

(۵۶۴۴) ۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے فقر و فاقہ کی شکایت حضور سے کرنا انہیں اپنے دکھ درد سنانا سنت صحابہ ہے ہم بھی عرض کرسکتے ہیں کہ یارسول اللہ گناہوں نے ہماری پیٹھ توڑ دی پناہ دو مولانا جامی فرماتے ہیں۔ شعر:-

یا رسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام ہیچو کاہے آمدم کوہے گناہ آوردہ ام

ان دکھڑے سنانے کی اصل یہ حدیث ہے صحابہ نے خود اللہ تعالیٰ سے دعا بارش نہ کردی حضور سے دعا کے لیے عرض کیا معلوم ہوا کہ ہماری دعاؤں اور حضور کی دعا میں فرق ہے۔۲ اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء کے لیے نماز استسقاء پڑھنا شرط نہیں ہے صرف دعا بھی استسقاء ہے یہ امام اعظم نماز استسقاء کا انکار نہیں کرتے بلکہ اسے شرط نہیں مانتے دیکھو حضور نے صرف دعا کی اور بارش آ گئی یہ بھی معلوم ہوا کہ عین خطبہ جمعہ میں دعا مانگ سکتے ہیں ۳ قزعہ بادل کا چھوٹا ٹکڑا یعنی آسمان بالکل صاف تھا شیشہ کی طرح ۴ اللہ اکبر دعا تھی یہ کہ تیر تھا جو قبولیت کے نشانہ پر لگا خطبہ ختم ہونے سے پہلے بادل جمع بھی ہو گیا اور برس بھی پڑا۔ مسجد کی چھت ٹپکنے بھی لگی، حضور کے رخسار پر قربان ہو کر گرنے بھی لگی اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ یارسول اللہ ہمارے خشک دلوں پر بھی کرم کی بارش برسادو۔ شعر:۔

انا فی عطش وسخاك اتم اے گیسوے پاک اے ابر کرم برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بد ادھر بھی گرا جانا

۵ صحابہ کرام سمجھتے تھے کہ جن کی دعا بارش لائی ہے انہی کی دعاء ہٹائے گی اس لیے بارش تھمنے کی دعا خود نہ کی بلکہ حضور انور سے دعا کرائی۔ معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی درجہ پر پہنچ کر حضور سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا شعر:۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

۶ اس سے معلوم ہوا کہ بارش اگر مضر ہو تو اس کے بند کرنے کی دعا کرنا جائز ہے بارش حد میں ہو تو رحمت ہے اور حد سے بڑھ جائے تو زحمت ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ بارش رحمت ہے اس کے رکنے کی دعا نہیں کرنا چاہئے غلط ہے ۷ حضور انور نے دعا کے بعد اپنے اختیار خداداد کا اظہار بھی کیا کہ ایک بار اسی انگلی کے اشارے سے چاند چیر دیا تھا اسی اشارہ سے ڈوبا ہوا سورج خیبر میں واپس لوٹایا تھا اسی انگلی کے اشارہ سے جما ہوا بادل پھاڑ دیا اور اسے واپس لوٹا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبضہ میں ہوا دی گئی تھی فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ (۳۸،۳۶) تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کردی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی (کنزالایمان) حضور کے قبضہ میں ساری خدائی دے دی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۸ زمین مدینہ میں پانی ایسا بھرا تھا جیسے تالاب میں بھرا ہوتا ہے اس پانی پر اب دھوپ پڑھ رہی تھی۔ (مرقات) یا جوبہ کے معنی ہیں بڑی گیند یعنی مدینہ کے اوپر آسمان گیند کی طرح ہو گیا کہ یہاں بادل کوئی نہیں آس پاس بادل تھا اور ضرورت کی جگہ برس رہا تھا (اشعہ) جو فرمایا تھا بادل نے وہی عمل کیا۔ ۹ قناۃ ایک جنگل کا نام ہے اس میں پہاڑی پانی آتا تھا گویا یہ ایک نالہ تھا جو ویسے خشک رہتا تھا بارش میں بہتا تھا فرماتے ہیں کہ اتنی بارش ہو چکی تھی کہ ایک ماہ تک پہاڑ سے پانی اس جنگل میں آتا رہا اور یہ نالہ برابر بہتا رہا ۱۰ معلوم ہوتا ہے کہ اولاً بارش صرف مدینہ منورہ پر ہوئی پھر دوسری دعا سے اردگرد مقامات پر ہوئی اور دوسری دعا کے بعد لوگ جس طرف سے بھی آئے بارش کی خبر لائے۔ حضور کا فیضان عام ہوا جس سے دور نزدیک سب نے فائدہ اٹھایا۔ شعر:۔

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو تم ایسے رحمۃ اللعالمین ہو

۱۱ ان دونوں روایتوں میں تعارض نہیں بلکہ پچھلی روایت میں اجمال ہے اس میں تفصیل ۱۲ گزشتہ جمعہ کو یہ حضرات دھوپ میں مسجد میں آئے تھے بارش لے کر گھروں کو گئے تھے آج اس کے برعکس بارش میں مسجد شریف آئے دھوپ میں گھر گئے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ اسْتَنَدَ إِلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِّنْ سَوَارِي (۵۶۴۵) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ پڑھتے تو کھجور کے ایک ڈنڈے سے

الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَاسْتَوٰی عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِیْ كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰی كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَاَنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِیْ يُسَكَّتُ حَتّٰی اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلٰی مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

ٹیک لگا لیتے تھے جو مسجد کے ستونوں میں سے تھا پھر جب حضور کے لیے منبر بنا دیا گیا تو آپ اس پر جلوہ گر ہوئے تو جس ڈنڈا کے پاس آپ خطبہ پڑھتے تھے وہ چیخ پڑا حتیٰ کہ قریب تھا کہ چر جائے۲ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے حتیٰ کہ اسے پکڑا اپنے ساتھ چمٹایا تو وہ سسکیاں بھرنے لگا اس بچے کی سسکیوں کی طرح جسے چپایا جائے۳ حتیٰ کہ قرار پکڑ گیا راوی نے کہا کہ وہ اس ذکر الٰہی پر رویا جو وہ سنا کرتا تھا۴ (بخاری)

(۵۶۴۵)۱اس ستون کا نام اسطوان حنانہ ہے حنانہ بنا ہے حنین سے بمعنی باریک آواز سے رونا یہ ستون محراب النبی کے بائیں طرف بالکل متصل ہے اب وہاں اینٹ کا ستون ہے اسے اسطوان حنانہ ہی کہتے ہیں یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب منبر نہیں بنا تھا حضور انور زمین پر ہی کھڑے ہوکر خطبہ فرماتے تھے۲رونے کی یہ آواز تمام صحابہ نے سنی یہ ستون کیوں رویا اس کے متعلق بعض ظاہر بین لوگوں نے کہا ہے کہ وہ ذکر الٰہی سنا کرتا تھا اب اس سے محروم ہوگیا لہذا ذکر کی محرومی پر رویا یہ محض غلط ہے آج ہم لوگ بھی ذکر الٰہی کرتے ہیں ستون کیوں نہیں روتے۔ نیز خطبہ کی آواز تو اب بھی اس ستون تک آرہی تھی کہ وہ منبر سے بالکل ہی قریب تھا نیز پھر وہ حضور کے سینہ سے لگا لینے پر خاموش ہوگیا وجہ صرف یہ تھی کہ اس نے یہ کہا شعر:-

مسندت من بودم از من تاختی ۔۔۔ برسر منبر تو مسند ساختی
در فراق تو مرا چوں سوخت جان ۔۔۔ چوں نہ نالم بے تو اے جان جہاں

یہ گریہ وزاری اس لیے تھا کہ وہ جمعہ کے دن پشت پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بوسہ لیتا تھا آج اس وصال کی نعمت سے محروم ہوگیا اس فراق پر رویا۔۳یعنی جب حضور انور نے اس ستون کو اپنے سینہ پاک سے لگایا تو وہ اس طرح سسکیاں بھرنے لگا۔ جیسے روتے بچے کو ماں سینے سے لگائے تو وہ خاموش ہونے سے پہلے سسکیاں بھرتا ہے۔اس واقعہ سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام حسینان جہاں صرف انسانوں کے محبوب رہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے انوکھے حسین ہیں کہ ساری مخلوق کے محبوب ہیں کیوں نہ ہوں کہ خالق کے محبوب ہیں دیکھو لکڑیاں فراق میں گریہ وزاری کررہی ہیں دوسرے یہ کہ سارے حسینوں کا یہ حال ہے کہ انہیں دیکھا ہزاروں نے مگر عاشق ہوا، ایک۔حسن یوسف کی عاشق صرف زلیخا، لیلیٰ پر فریفتہ صرف مجنوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے حسین ہیں کہ آج انہیں دیکھنے والا کوئی نہیں مگر جاں نثار عاشق لاکھوں حسن یوسفی صرف بازار مصر میں چمکا، حسن محمدی ہر جگہ تا ابد چمک رہا ہے۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں ۔۔۔ سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

۴یہ حاشیہ آرائی صرف قتادہ کی ہے کہ ستون ذکر الٰہی پر روتا تھا مگر قتادہ صاحب کے ذکر پر کبھی کوئی ستون نہیں رویا یہ غلط ہے فراق رسول میں روتا تھا خواجہ حسن بصری جب یہ حدیث پڑھتے تھے تو بہت روتے تھے کہ حضور کے عشق میں خشک لکڑی روئی تم اس لکڑی سے کم نہ ہو۔ علماء فرماتے ہیں کہ چاند چرنے اور ستون کے رونے کی حدیثیں معنی ''متواتر ہیں لفظاً'' مشہور مستفیض ہیں (اشعۃ اللمعات) یہاں مرقات نے فرمایا کہ ستون قرب رسول فوت ہونے پر رویا تھا۔

وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ فَقَالَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ قَالَ لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۴۶) روایت ہے حضرت سلمہ ابن اکوع سے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھایا تو فرمایا اپنے داہنے ہاتھ سے کھا وہ بولا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا فرمایا اب طاقت نہ رکھے گا۲؎ اسے صرف تکبر نے اس سے منع کیا راوی نے فرمایا کہ پھر وہ یہ ہاتھ اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا۳؎ (مسلم)

(۵۶۴۶)۱؎ زمانہ جاہلیت میں سردار لوگ الٹے ہاتھ سے کھاتے تھے معمولی آدمی داہنے ہاتھ سے یہ شخص کوئی سردار تھا جو اس متکبرانہ عادت سے الٹے ہاتھ سے کھا رہا تھا۔۲؎ اس نے شرمندگی مٹانے کے لیے کہا کہ میرا داہنا ہاتھ بیمار ہے منہ تک نہیں پہنچتا اس پر یہ جواب ارشاد ہوا یعنی اب تک تو منہ تک آتا تھا اب نہ آسکے گا معلوم ہوا کہ لوگوں کے اعضا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر فرمان ہیں۔۳؎ وہ شخص علاج کرتے کرتے تھک گیا مگر اس کا ہاتھ منہ تک نہ اٹھ سکا۔ شعر:-

قسم خدا کی نہ وہ اٹھ سکا قیامت تک
کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کہ چھوڑ دیا

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَزِعُوْا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِاَبِيْ طَلْحَةَ بَطِيْئًا وَكَانَ يَقْطِفُ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هٰذَا بَحْرًا فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يُجَارٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۶۴۷) روایت ہے حضرت انس سے کہ ایک بار اہل مدینہ گھبرا گئے۱؎ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کے سست گھوڑے پر سوار ہوئے اور وہ اڑتا بھی تھا۲؎ جب حضور لوٹے تو فرمایا کہ ہم نے تمہارے اس گھوڑے کو دریا پایا۳؎ پھر اس کے بعد وہ گھوڑا نہیں مقابلہ کیا جاتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اس دن کے بعد کبھی پیچھے نہ رہا۴؎ (بخاری)

(۵۶۴۷)۱؎ یعنی مدینہ والوں میں شور مچ گیا کہ دشمن آگیا خیال رہے کہ عیان اپنی شامی فوج لے کر مدینہ پر ٹوٹ پڑا، اس خیال سے ایک دم گھبراہٹ ہوگئی (اشعہ وحاشیہ)۲؎ کان یقطف یا تو بطیئا کا بیان ہے یعنی وہ گھوڑا قریب قریب قدم رکھتا تھا یا بمعنی اڑیل ہے کہ وہ بمشکل قدم اٹھاتا تھا۔ یعنی سست رفتار بھی تھا اور اڑیل بھی۳؎ یعنی یہ گھوڑا دریا کی طرح تیز رفتار بھی ہے اور سبک رفتار بھی کہ سوار کو اس کی رفتار سے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی معلوم ہوا جس پر حضور کا قدم پہنچ جائے وہ سست ہو تو تیز ہو جاتا ہے۴؎ یعنی حضور انور کا یہ فیض اس گھوڑے پر وقتی نہ تھا بلکہ دائمی ہوا کہ آئندہ تاحین حیات وہ گھوڑا کبھی کسی گھوڑے سے پیچھے نہ رہا سب سے آگے ہی رہتا تھا۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ تُوُفِّيَ اَبِيْ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلٰى غُرَمَآئِهٖ اَنْ يَّاخُذُوا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَاَبَوْا فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ وَالِدِي اسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَّتَرَكَ دَيْنًا كَثِيْرًا وَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ يَّرَاكَ الْغُرَمَآءُ فَقَالَ لِيْ اِذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ

(۵۶۴۸) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ میرے والد کی وفات ہوئی۱؎ ان پر قرض تھا میں نے ان کے قرض خواہوں سے درخواست کی وہ اپنے قرض کی عوض موجودہ چھوارے لے لیں۲؎ انہوں نے انکار کیا۳؎ تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے عرض کیا کہ حضور جانتے ہیں کہ میرے والد اُحد کے دن شہید ہوگئے اور بہت سا قرض چھوڑ گئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرض خواہ

دَعْوَتُهٗ فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلَيْهِ كَاَنَّهُمْ اُغْرُوْا بِيْ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَاٰى مَا يَصْنَعُوْنَ طَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ اَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى اَدَّى اللّٰهُ عَنْ وَالِدِيْ اَمَانَتَهٗ وَاَنَا اَرْضٰى اَنْ يُّؤَدِّيَ اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ وَلَا اَرْجِعَ اِلٰى اَخَوَاتِيْ بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللّٰهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا وَحَتّٰى اَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةٌ وَّاحِدَةٌ .

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

دیکھیں۴ فرمایا جاؤ ہر قسم کے چھواروں کا ایک ایک طرف ڈھیر لگا دو۵ میں نے یہ کام کردیا پھر میں نے حضور کو بلایا جب قرض خواہوں نے حضور کو دیکھا تو شاید وہ اس گھڑی مجھ پر بھڑک گئے۶ پھر جب حضور نے ان لوگوں کا یہ عمل دیکھا تو ان میں سے بڑے ڈھیر کے آس پاس تین چکر گھومے۷ پھر اس پر بیٹھ گئے۸ پھر فرمایا اپنے قرض خواہوں کو ہمارے سامنے بلاؤ پھر آپ ناپ کراتے رہے ان سب کے لیے حتیٰ کہ اللہ نے میرے باپ کا سارا قرضہ ادا کردیا۹ میں اس پر راضی تھا کہ اللہ میرے والد کا قرض ادا کردے میں اپنی بہنوں کو ایک چھوارا بھی نہ پہنچاؤں۱۰ مگر اللہ نے سارے ڈھیر سلامت رکھے اور حتیٰ کہ میں اس ڈھیر کو دیکھتا تھا جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے گویا اس میں سے ایک چھوارا بھی کم نہیں ہوا۱۱ (بخاری)

(۵۶۴۸)۱وفات سے مراد شہادت کی موت ہے کیونکہ حضرت جابر کے والد عبداللہ غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے ہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے وفات کے معنی ہیں پورا کرنا کافر کی موت سے اس کی ڈھیل ومہلت کی گھڑیاں پوری ہوتی ہیں آرام وانعام شروع ہوتا ہے اللہ والوں کی موت سے ان کی انتظار کی گھڑیاں پوری ہوتی ہیں انہیں وصال یار نصیب ہوتا ہے اس لیے ان کی وفات کو وصال یا عرس کہتے ہیں۲ یعنی باغ میں جس قدر چھوارے پیدا ہوں وہ وصول کرلیں باقی قرضہ معاف کردیں ان پر قرضہ بہت زیادہ تھا اور موجودہ پھل بہت تھوڑے۔۳ یہ قرض خواہ سارے یہودی تھے بھلا یہود میں اتنا حوصلہ کہاں سے آیا (مرقات) انہوں نے کہا کہ ہم چند سال تک تمہارے باغ کی ساری پیداوار وصول کرتے رہیں گے اپنا قرض پورا وصول کریں گے۴ ممکن ہے کہ یہود مدینہ آپ کو دیکھ کر کچھ غیرت کریں اور موجودہ پیداوار لے کر بقیہ قرض معاف کردیں معلوم ہوا کہ قرض کی معافی میں کوشش کرنا بحالت مجبوری جائز ہے۵ مدینہ منورہ میں قریبًا اسی قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں آپ کے باغ میں بہت قسم کی کھجوریں تھیں فرمایا ہر کھجور کا علیحدہ ڈھیر لگا دو تاکہ ادا قرض میں آسانی ہو اور بعد میں چھانٹنے میں دیر نہ لگے اور ہر قرض خواہ کو اس کے قرض کی کھجوریں دی جائیں۶ اغروابی کے بہت معنی کئے گئے ہیں مرقات نے بھڑکنے کے معنی کئے یعنی مجھ پر ان کا غصہ تیز ہوگیا وہ سمجھے کہ یہ قرض تو ادا کرتے نہیں سفارش لاکر ہمارا نقصان کرنا چاہتے ہیں۷ حضور انور کا اس بڑے ڈھیر کے گرد تین بار چکر لگانا اس میں برکت وفیض دینے کے لیے تھا تاکہ ہر طرف سے اس میں برکت پہنچے یہ شرعی طواف نہیں وہ تو عبادت ہے اور سوائے کعبہ معظمہ کے کسی کا شرعی طواف جائز نہیں بعض لوگ برکت حاصل کرنے کے لیے بزرگ کی قبر کے اردگرد گھومتے ہیں۔ بعض لوگ اس قبر کے تعویذ پر پانی کا برتن گھماتے ہیں برکت کے لیے ان دونوں کاموں کا ماخذ یہ حدیث ہے یہ عمل شرک نہیں مگر عوام مسلمانوں کے سامنے یہ کام نہ کرے کہ لوگ شرعی طواف اور اس طواف میں فرق نہ کریں گے قبر کا طواف ہی شروع کردیں گے اس کا خیال رہے۸ حضور انور کا اس ڈھیر پر بیٹھنا برکت لازم کردینے کے لیے تھا۔ بعض لوگ بزرگوں کو اپنے گھر بلاتے ہیں ان کی تشریف آوری کو برکت کا باعث سمجھتے ہیں ان کے بیٹھنے کی جگہ کو مبارک سمجھتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے اللہ کے مقبول بندوں کے قدم میں برکت ہے وَجَعَلَنِيْ مُبَارَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ

(۳۱۱۹) اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں۔ (کنزالایمان) دعائے درویشاں رد بلا قدم درویشاں رحمت خدا صحابہ کرام حضور انور سے اپنے گھروں میں دو رکعت نفل پڑھواتے اور اس جگہ کو مصلی بنا لیتے تھے۔۹؎ ایک ڈھیر سے ہی سارا قرضہ ادا ہوگیا۔ دوسرے ڈھیروں کی نوبت ہی نہ آئی اور اس ڈھیر میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی ویسا کا ویسا ہی رہا یہ ہے حضور کے قدم شریف کی برکت ۱۰؎ یہ کھجوریں اتنی تھیں ہی نہیں کہ ان سے قرضہ پورا ادا ہوتا اس لیے یہ میری تمنا تھی معلوم ہوا کہ سعادت مند بیٹا وہ جو باپ کے بعد اس کا قرض ادا کرے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابیت، جہاد، شہادت سب مل کر بھی حق العبد معاف نہیں کراتیں وہ تو ادا کرنا ہی ہوگا افسوس کہ آج ہم لوگ حقوق العباد مار لینے میں بڑے بہادر ہیں۱۱؎ خیال رہے کہ ان قرض خواہوں کی حضرت عبداللہ پر مختلف قسم کی کھجوریں قرض تھیں کسی کی عجوہ تھیں کسی کی صفاوی کسی کی برنی تھیں حضور انور نے ان سب کو اعلیٰ درجہ کی کھجوریں ادا کیں یہ ڈھیر بڑا بھی تھا اور اعلیٰ درجہ کا بھی اعلیٰ درجہ سے قرض ادا کرنا سنت ہے اس لیے حضور انور نے ہر قسم کی کھجور کے الگ ڈھیر لگوائے تھے تاکہ ہر قرض کی کھجوریں دی جائیں مگر سب کو اعلیٰ ہی ملیں۔

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ اُمَّ مَالِكٍ كَانَتْ تُهْدِیَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ عُكَّةٍ لَهَا سَمْنًا فَیَاتِیْهَا بَنُوْهَا فَیَسْأَلُوْنَ الْاُدُمَ وَلَیْسَ عِنْدَهُمْ شَیْءٌ فَتَعْمِدُ اِلَى الَّذِیْ كَانَتْ تُهْدِیْ فِیْهِ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَجِدُ فِیْهِ سَمْنًا فَمَازَالَ یُقِیْمُ لَهَا اُدُمَ بَیْتِهَا حَتّٰى عَصَرَتْهُ فَاَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَصَرْتِیْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَوْ تَرَكْتِیْهَا مَازَالَ قَآئِمًا. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۴۹) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ ام مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ڈبہ میں گھی کا ہدیہ بھیجا کرتی تھیں۱؎ ان کے پاس ان کے بچے آتے ان سے سالن مانگتے حالانکہ ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تو وہ اس ڈبے کی طرف جاتیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجتی تھیں تو اس میں گھی پاتیں تھیں۲؎ ان کے لیے ان کے گھر کا سالن رہا۳؎ حتیٰ کہ انہوں نے اسے نچوڑ لیا۴؎ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں فرمایا کیا تم نے اسے نچوڑ لیا عرض کیا ہاں فرمایا اگر تم اسے چھوڑ دیتیں تو وہ باقی رہتا۵؎ (مسلم)

(۵۶۴۹) ۱؎ یعنی ایک ڈبہ میں حضور انور کی خدمت میں گھی ڈال کر بطور ہدیہ حضور کی خدمت میں بھیجا کرتی تھی گھی کو نسبت ہو جاتی تھی، حضور سے اور ڈبہ کو اس گھی سے اس دور کی نسبت نے بھی رنگ دکھا دیا شعر:-

تجھ سے دردر سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت   میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

حضرت جبرائیل کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک نے سامری کے سونے کے بچھڑے میں جان ڈال دی تھی۔ شعر:-

اے ہزاراں جبرائیل اندر بشر   بہر حق سوئے غریباں یک نظر

۲؎ سبحان اللہ اس ذات کریم سے نسبت سے خالی بھی بھر جاتے ہیں اس ڈبہ کو حضور انور سے صرف اتنی نسبت تھی کہ اس میں حضور سرکار کے لیے گھی حاضر کیا جاتا تھا تو یہ ڈبہ خالی ہو کر بھی بھرا ہوتا تھا اگر ہمارے خالی دلوں پر حضور نظر کریمانہ فرمادیں تو یہ ایمان و عرفان سے بھر جائیں ۳؎ یعنی بہت عرصہ تک یہ ڈبہ گھر بھر کو سالن دیتا رہا یہ گھر کبھی بے سالن نہ ہوا۔ عرب میں صرف گھی یا صرف زیتون کے تیل بلکہ صرف کھجوروں سے روٹی کھا لیتے ہیں ۴؎ تاکہ بہت سا گھی نکل آئے یہ ہے ہوس اس لیے اس نے کام بگاڑ دیا کہ آئندہ پھر گھی نکلنا بند ہوگیا (مرقات) برکت کی چیز کو نہ ناپا تولنا، نچوڑنا، جھاڑ لینا اچھا نہیں ۵؎ یعنی تمہاری پشتہا پشت تک یا قیامت تک اس ڈبے سے گھی نکلتا رہتا۔ اس حدیث کے ماتحت صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اس ڈبہ کو حضور انور نے کچھ دم نہیں کیا اسے ہاتھ نہیں لگایا صرف دور کی نسبت حضور سے ہوگئی

تو برکت کا یہ حال ہوا، لہٰذا جس چیز پر حضور کا نام پڑ جائے اس میں بھی برکت ہوگی لہٰذا جو چیز حضور کے نام پر لگا دی جائے کہ اس کھانا پر حضور کی فاتحہ پڑھ دی جائے یا کہا جائے کہ یہ دودھ حضور کا ہے میرا بیٹا حضور کا غلام ہے انشاء اللہ اس میں برکت ہوگی مجھ گنہگار کو میرے والد نے حضور قطب ربانی محبوب سبحانی سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے در کا فقیر بنا دیا ہے میرے پیدا ہوتے ہی انہوں نے فرمایا تھا کہ میرا یہ بچہ حضور سرکار بغداد کا غلام ان کے در کا فقیر ہے تو یہ گنہگار اپنے ہر کام میں اپنے گھر میں برکت دیکھتا ہے۔ بزرگوں سے نسبت بڑی چیز ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْطَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَّهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَلَاثَتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَانُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ طَلْحَةَ مَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَاعِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مَاشَآءَ

(۵۶۵۰) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ابوطلحہ نے ام سلیم سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کمزور سی سنی ہے جس میں بھوک محسوس کرتا ہوں ا کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے وہ بولیں ہاں چنانچہ انہوں نے جو کی چند ٹکیاں نکالیں پھر اپنا دوپٹہ نکالا تو اس کے بعض سے روٹیاں لپیٹیں پھر اسے میرے ہاتھ سے چھپا دیا اور بعض حصہ لپیٹ دیا ۲ پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تو میں وہ لے گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا ۳ آپ کے ساتھ لوگ تھے تو میں نے انہیں سلام کیا تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے میں نے کہا ہاں فرمایا کھانا دے کر میں نے کہا ہاں ۴ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس والوں سے فرمایا اٹھو حضور چلے اور میں ان کے سامنے چلا ۵ حتیٰ کہ میں ابوطلحہ کے پاس آیا تو میں نے انہیں یہ خبر دی ابوطلحہ نے کہا اے ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لے کر تشریف لے آئے ۶ ہمارے پاس کھانا نہیں جو انہیں کھلائیں وہ بولی اللہ رسول ہی جانیں ۷ ابوطلحہ چلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابوطلحہ حضور کے ساتھ تھے ۸ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے لاؤ ۹ چنانچہ یہی روٹیاں لائیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حکم دیا وہ توڑ دی گئیں، ام سلیم نے ڈبہ نچوڑا اسے سالن بنا دیا ۱۰ پھر اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پڑھا جس کا پڑھنا اللہ نے چاہا ۱۱ پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو انہیں بلایا گیا انہوں نے کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے پھر چلے

اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ ثُمَّ لِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا .(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَنَّهٗ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَدَخَلُوْا فَقَالَ كُلُوْا وَسَمُّوا اللّٰهَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ بِثَمَانِيْنَ رَجُلًا ثُمَّ اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُ الْبَيْتِ وَتَرَكَ سُؤْرًا وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَ اَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً حَتّٰى عَدَّ اَرْبَعِيْنَ ثُمَّ اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ ثُمَّ اَخَذَ مَا بَقِيَ فَجَمَعَهٗ ثُمَّ دَعَا فِيْهِ بِالْبَرَكَةِ فَعَادَ كَمَا كَانَ فَقَالَ دُوْنَكُمْ هٰذَا .

گئے پھر فرمایا اور دس کو بلاؤ پھر اور دس کو۱۲ تو ساری قوم نے کھالیا اور سیر ہوگئے قوم کل ستر یا اسی آدمی تھے۱۳ (بخاری مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ دس کو بلاؤ وہ آئے فرمایا کھاؤ بسم اللہ پڑھ کر انہوں نے کھایا۱۴ حتی کہ یہی معاملہ اسی آدمیوں سے کیا گیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں نے کھایا۱۵ اور بقیہ چھوڑ بھی دیا اور بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا میرے پاس آدمی لاؤ حتی کہ چالیس آدمی گنائے۱۶ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا۱۷ تو میں دیکھنے لگا کہ کیا اس میں سے کچھ کم ہوا، اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ پھر بقیہ لیا اسے جمع فرمایا پھر اس میں برکت کی دعا کی تو وہ جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا تو فرمایا اسے لو۱۸

(۵۶۵۰) ۱؎ یعنی حضور انور کی آواز میں ضعف ہے معلوم ہوتا ہے کہ کئی دن سے کھانا نہیں کھایا ہے یہ تحقیق پہلے کی جاچکی ہے کہ اگر حضور انور روزے کی نیت سے عرصہ تک بالکل نہ کھائیں تو مطلقاً ضعف محسوس نہیں ہوگا لیکن اگر بغیر روزہ کی نیت کے کھانا ترک فرمادیں تو بشریت کا ظہور ہوگا اور ضعف ظاہر ہوگا۔ ۲؎ یعنی روٹیاں بہت ہی تھوڑی تھیں جو ایک بچہ یعنی حضرت انس کی بغل میں آگئیں ایک دوپٹہ کے کونہ میں لپٹ گئیں جس کا دوسرا حصہ میری بغل سے لپیٹ دیا گیا اقراص جمع ہے قرص کی بمعنی ٹکیاں (گلی) چھوٹی روٹی یہ جو کی تھیں ۳؎ یہاں مسجد سے مراد مسجد نبوی شریف نہیں ہے کیونکہ یہ واقعہ غزوۂ خندق کا ہے جب کہ حضور انور خندق کھودنے کھدوانے میں خندق میں تشریف فرما تھے بلکہ مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جو اس دن نماز کے لیے وہاں میدان میں مقرر فرمالی گئی جہاں اب خمسہ مساجد بنی ہوئی ہیں۔ حضور انور کے ساتھ اس وقت اسی آدمی تھے (اشعۃ مرقات) ۴؎ حضرت انس نے یہ مجمع دیکھ کر روٹیاں پیش کرنے کی ہمت نہ کی کہ پونجی تھوڑی مقام شاندار عشاق کی بھیڑ بہت زیادہ تھی مگر وہاں کون چیز مخفی تھی جسے عرش و فرش کی خبر ہے اسے حضرت انس کی بغل کی روٹیوں کی خبر کیوں نہ ہو سب کچھ بتادیا کہ تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے روٹیاں دے کر بھیجا ہے ۵؎ یعنی حضور انور نے وہاں روٹیاں قبول نہ فرمائیں بلکہ کھانے کے ساتھ خود ان کے گھر پر کرم فرمائی کی۔ اب حضرت انس خادمانہ شان سے آگے آگے تھے اور تمام مہمان پیچھے ۶؎ حضرت طلحہ نے یہ شکایت یا ناراضگی کے طور پر نہیں کہا بلکہ بطور فکر کہا کہ اب کیا کریں ہمارے ہاں کھانا قریباً ہے ہی نہیں اور مہمان زیادہ آگئے ۷؎ یعنی اے ابوطلحہ تم فکر کیوں کرتے ہو جو سرکار مختار ہماری حالت سے خبردار اتنے مہمان لائے ہیں وہی انہیں کھلائیں گے۔ شعر:-

کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر   کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا
بے یار و مددگار جسے کوئی نہ پوچھے   ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا

۸؎ یعنی باقی تمام صحابہ پیچھے رہ گئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابوطلحہ کے گھر میں تشریف لائے معلوم ہوا کہ میزبان کو چاہیے

کہ معظم مہمان کا استقبال کرے ۹؎ یعنی تم نے جو وہاں بھیجا تھا اب یہاں لاؤ ہمارا منشا یہ تھا کہ گھر تمہارا ہو لنگر ہمارا نیز ہم چاہتے تھے کہ تم بھی اسی کھانے سے کھاؤ اگر ہم وہاں ہی کھالیتے کھلا دیتے تو یہ فائدے حاصل نہ ہوتے۔ ۱۰؎ یعنی ان روٹیوں کا ملیدہ بنا دیا گیا۔ جناب ام سلیم نے اس پر کچھ گھی ڈال کر اسے مزے دار بنا دیا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر شکر نہیں ڈالی گئی کہ وہ تھی ہی نہیں پھیکا ملیدہ بنایا گیا گھی بجائے سالن کے ہوگیا جس سے روٹی کا ملیدہ کھانا آسان ہوگیا ۱۱؎ یہ پتہ نہ چلا کہ حضور انور نے اس پر کیا پڑھا بہرحال دعائے برکت کی کچھ اسماء الٰہیہ پڑھے اس سے ثابت ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر کچھ پڑھنا قرآن مجید وغیرہ سنت ہے ہم فاتحہ میں یہی کرتے ہیں کہ کھانا سامنے رکھ کر آیات قرآنیہ دعائیں درود شریف وغیرہ پڑھتے ہیں ایصال ثواب کرتے ہیں یہ ممنوع یا شرک نہیں۔ ۱۲؎ حضور انور نے سب کو یک دم کھانے پر نہ بلایا یا اس لیے کہ گھر میں سب کی جگہ نہ تھی دس آدمی ہی کی گنجائش تھی یا اس لیے کہ کھانے کا برتن چھوٹا تھا سب کے ہاتھ اس میں نہ پہنچتے یا اس لیے کہ اگر سب حضرات کو یک دم بٹھا دیا جاتا تو وہ کھانا کم دیکھ کر خود بھی کم کھاتے تا کہ سب کو مل جائے یا اس لیے تا کہ دیر تک یہ میلا لگا رہے اور لنگر جاری رہے (از مرقات) ۱۳؎ ان حضرات کی تعداد میں روایات مختلف ہیں چالیس تھے ستر تھے، اسی تھے، اسی سے بھی زیادہ تھے ان سب کو جمع اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ اولاً چالیس آدمی تھے پھر زیادہ ہوتے رہے حتی کہ ستر اسی یا اس سے بھی زیادہ نے کھانا کھایا (مرقات) ۱۴؎ کھانے کے آداب یہ بھی ہیں کہ اپنے سامنے سے کھائے اور بسم اللہ سے کھانا شروع کرے۔ الحمد للہ پر ختم کرے یہ اعمال باعث برکت ہیں بعض بزرگوں کو دیکھا گیا کہ ہر لقمہ پر بسم اللہ پڑھتے ہیں ۱۵؎ سنت یہ ہے کہ صاحب خانہ اور صاحب طعام سب سے آخر میں کھائے حضرت یوسف علیہ السلام زمانہ قحط میں روزانہ ایک وقت کھانا کھاتے تھے اور تمام آنے والوں کو کھانا کھلا کر تحقیق فرما کر کہ کوئی رہا تو نہیں سب نے کھالیا پھر خود آپ کھاتے تھے ۱۶؎ یہ بقیہ اتنا ہی تھا جتنا اولاً رکھا گیا تھا اس میں کم بالکل نہیں ہوا تھا جیسا کہ آگے آرہا ہے ۱۷؎ یہ روایت پچھلی روایت کے خلاف نہیں چالیس آدمیوں کے بعد حضور انور نے کھایا اور حضور انور کے کھاچکنے کے بعد اور چالیس آدمیوں نے کھایا کہ لوگ آتے رہے کھاتے رہے (اشعۃ اللمعات)۔ ۱۸؎ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے اس کھانے پر دو بار دعا فرمائی پہلے کھانا کھلاتے وقت پھر سب کے کھاچکنے کے بعد اس دعا کا اثر بعد کو رہا اور لوگوں نے بھی اس سے کھایا۔

وَعَنْهُ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَآءٍ وَّهُوَ بِالزَّوْرَآءِ فَوَضَعَ یَدَهٗ فِی الْاِنَآءِ فَجَعَلَ الْمَآءُ یَنْبَعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِاَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلٰثَمِائَةٍ اَوْزُهَآءَ ثَلٰثِمِائَةٍ .(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۶۵۱) روایت ہے انہیں سے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا آپ زوراء میں تھے ۱؎ تو حضور نے برتن میں اپنا ہاتھ رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں سے پھوٹنے لگا ۲؎ قوم نے وضو کرلیا قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے کہا کہ تم کتنے تھے فرمایا تین سو یا تین سو کے قریب ۳؎ (مسلم بخاری)

(۵۶۵۱) ۱؎ زوراء مدینہ منورہ کا مشہور مقام ہے جہاں آج کل مدینہ کا بازار ہے۔ یعنی سبزی منڈی (مرقات و اشعۃ) ۲؎ ظاہر یہ ہے کہ پانی خود انگلیوں کے درمیان یعنی گاہوں میں سے ایسے پھوٹا جیسے پتھر سے پانی کا چشمہ جاری ہوتا ہے حضور کا یہ معجزہ موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ سے افضل اور عجیب تر ہے کہ پتھر سے پانی کے چشمے پھوٹے بعض نے جو کہا ہے کہ اس سے مراد پانی میں برکت ہوگئی غلط ہے حدیث کی منشا کے خلاف ہے۔ ۳؎ غالب یہ ہے کہ پانی کی قلت ہوگئی ہوگی اور وضو کرنے والے زیادہ ہوں گے عرب میں کبھی بستیوں میں بھی پانی کم ہوجاتا ہے ہمارے ہاں گجرات میں ایک بار پانی کی بہت ہی کمی ہوگئی تھی لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ شہر میں پانی کی کمی کیسی

وہاں تو پانی ہوتا ہی ہے۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرَكَةً وَاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ الْمَآءُ فَقَالَ اطْلُبُوْا فُضْلَةً مِنْ مَاءٍ فَجَآءُوْ بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَآءٌ قَلِيْلٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةِ مِنَ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَآءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ . (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۶۵۲) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ ہم معجزات کو برکت شمار کرتے تھے اور تم انہیں ڈر کی چیز سمجھتے ہوا ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو پانی کم ہوگیا، فرمایا کچھ بچا ہوا پانی تلاش کرو۲ لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا حضور نے برتن میں اپنا ہاتھ ڈال دیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا پھر فرمایا آؤ برکت والے پاک پانی اور اللہ کی برکت پر۳ میں نے پانی کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا ہے اور یقیناً ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے حالانکہ وہ کھایا جاتا تھا۴ (بخاری)۔

(۵۶۵۲)۱؎ ظاہر یہ ہے کہ آیات سے مراد حضور انور کے معجزات ہیں اسی لیے یہ حدیث باب المعجزات میں لائی گئی بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد آیات قرآنیہ ہیں آپ کا اشارہ اس آیت کریمہ کی طرف ہے۔ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيَاتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا (۱۷،۵۹) اور ہم ایسی نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کو (کنزالایمان) اور رب کے اس فرمان کی طرف بھی اشارہ ہے: وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيَاتِ اِلَّا اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ (۱۷،۵۹) اور ہم ایسی نشانیاں بھیجنے سے یوں ہی باز رہے کہ انہیں اگلوں نے جھٹلایا۔ (کنزالایمان) مقصد یہ ہے کہ تم ان قرآنی آیات سے یہ مت سمجھ لینا کہ معجزات ڈرانے یا قوموں پر عذاب کے لیے ہی آتے ہیں جیسے صالح علیہ السلام کی اونٹنی وغیرہ بلکہ مومنین کے لیے رحمت ہوتے ہیں اور سرکش معاندین کے لیے عذاب جو معجزہ مانگیں اور دکھائے جانے پر ایمان نہ لائیں ان پر عذاب آجاتا ہے۲؎ یعنی کسی برتن میں کسی کے پاس کچھ بچا کھچا پانی ہو تو لاؤ خیال رہے کہ یہاں برکت کا معجزہ دکھانا مقصود تھا اس لیے پانی منگوایا۔ ورنہ آپ کو اس پانی کی ضرورت نہ تھی سوکھے برتن میں بھی پانی پیدا ہوسکتا تھا۔۳؎ یعنی یہ پانی پاک اور پاک گر بھی ہے اور برکت والا بھی ہے کہ تھوڑا پانی سب کو کافی ہوگا اور تمام پانیوں سے افضل واعلیٰ بھی ہے کہ ہماری انگلیوں سے اس کا چشمہ پھوٹا ہے دنیا میں تین پانی بڑے افضل ہیں اوّل نمبر یہ پانی کیونکہ حضور کی انگلیوں سے جاری ہوا۔ نمبر دوئم آب زمزم جو جناب اسماعیل کے قدم سے پیدا ہوا، پھر وہ پانی جو حضرت ایوب علیہ السلام کے ایڑی سے پیدا ہوا، رب فرماتا ہے: اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ (۳۸،۴۲) ہم نے فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مار یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو (کنزالایمان) بعض کے نزدیک پھر وہ پانی جو جناب مریم کے لیے جاری کیا گیا۔ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا (۱۹،۲۴) اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے۔ (کنزالایمان)۔ خیال رہے کہ جس پانی کو اللہ والوں سے نسبت ہو جائے اس کی عزت وعظمت ہے۔ اور جس کو بتوں سے نسبت ہو وہ منحوس اگرچہ دونوں پانی اللہ کی مخلوق ہیں آب زمزم کی تعظیم ایمان کا رکن ہے اور گنگا کے پانی کی تعظیم کفر ہے کہ علامت کفر ہے۔۴؎ اس حدیث کی تائید وہ آیت کریمہ کرتی ہے اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (۱۷،۴۴) بے شک تیرے رب نے نیچے ایک نہر بہادی ہے۔ (کنزالایمان) بعض روایات میں ہے کہ حضور انور نے ایک مٹھی کنکریاں لیں تو ان کنکریوں نے تسبیح پڑھی ہم سب نے سنی حضور انور نے ان حضرات کے کانوں سے حجاب اٹھا دیئے جس سے انہوں

نے یہ تسبیح سن لی حضور کی نظر حضور کا ہاتھ حضور کی توجہ عالم غیب کا مشاہدہ کرا دیتے ہیں حضور خچر پر سوار ہوگئے تو اس کی آنکھوں نے قبر کا عذاب دیکھ لیا مردے کی چیخ و پکار سن لی۔

وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّکُمْ تَسِیْرُوْنَ عَشِیَّتَکُمْ وَ لَیْلَتَکُمْ وَتَاْتُوْنَ الْمَآءَ اِنْشَاءَ اللّٰہُ غَدًافَانْطَلَقَ النَّاسُ لَایَلْوِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ فَبَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسِیْرُ حَتّٰی ابْھَارَ اللَّیْلُ فَمَالَ عَنِ الطَّرِیْقِ فَوَضَعَ رَأْسَہٗ ثُمَّ قَالَ احْفَظُوْا عَلَیْنَا صَلٰوتَنَا فَکَانَ اَوَّلُ مَنِ اسْتَیْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالشَّمْسُ فِیْ ظَھْرِہٖ ثُمَّ قَالَ ارْکَبُوْا فَرَکِبْنَا فَسِرْنَا حَتّٰی اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِیْضَاۃٍ کَانَتْ مَعِیَ فِیْھَا شَیْءٌ مِّنْ مَّآءٍ فَتَوَضَّاَمِنْھَا وُضُوْءً دُوْنَ وُضُوْءٍ قَالَ وَبَقِیَ فِیْھَا شَیْءٌ مِّنْ مَّآءٍ ثُمَّ قَالَ احْفَظْ عَلَیْنَا مِیْضَاتَکَ فَسَیَکُوْنُ لَھَانَبَاٌ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوۃِ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلَّی الْغَدَاۃَ وَرَکِبَ وَرَکِبْنَا مَعَہٗ فَانْتَھَیْنَا اِلَی النَّاسِ حِیْنَ امْتَدَّالنَّھَارُ وَحَمِیَ کُلُّ شَیْءٍ وَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلَکْنَا وَعَطِشْنَا فَقَالَ لَا ھُلْکَ عَلَیْکُمْ وَدَعَا بِالْمِیْضَاۃِ فَجَعَلَ یَصُبُّ وَاَبُوْ قَتَادَةَ یَسْقِیْھِمْ فَلَمْ یَعْدُ اَنْ رَاَی النَّاسُ مَآءً فِی الْمِیْضَاۃِ تَکَابُّوْا عَلَیْھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسِنُوْا الْمَلَا کُلُّکُمْ سَیَرْوٰی قَالَ فَفَعَلُوْا فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصُبُّ وَاَسْقِیْھِمْ حَتّٰی مَا بَقِیَ غَیْرِیْ وَغَیْرُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ فَقَالَ لِیَ اشْرَبْ فَقُلْتُ لَا اَشْرَبُ حَتّٰی تَشْرَبَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ

(۵۶۵۳) روایت ہے حضرت ابوقتادہ سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو فرمایا کہ تم اپنی رات بھر اور کل تک چلتے رہو گے اور انشاءاللہ کل پانی پر پہنچو گے۱ تو لوگ چلے اس طرح کہ کوئی کسی پر توجہ نہیں کرتا تھا۲ ابوقتادہ فرماتے ہیں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے حتی کہ رات آدھی ہوگئی۳ تو آپ راستہ سے ہٹ گئے تو آپ نے اپنا سر مبارک رکھا پھر فرمایا کہ ہم پر ہماری نماز کی حفاظت کرنا۴ تو پہلے جو صاحب جاگے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب کہ دھوپ آپ کی پشت شریف میں تھی۵ پھر فرمایا سوار ہو چنانچہ ہم سوار ہوئے پھر چلے حتی کہ جب سورج چڑھ گیا تو حضور اترے پھر وضو کا برتن منگوایا جو میرے ساتھ تھا جس میں کچھ پانی تھا تو اس سے وضو کیا۶ ہلکا وضو کیا عام وضوؤں سے کم فرمایا کہ کچھ پانی باقی رہ گیا فرمایا اس برتن کو ہمارے لیے سنبھال کر رکھنا کہ اس سے ایک قابل حکایت معجزہ ہوگا۸ پھر جناب بلال نے نماز کی اذان کہی۹ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں پھر فجر کے فرض پڑھے۱۰ اور سوار ہوگئے ہم حضور کے ساتھ سوار ہوئے تو ہم لوگوں تک اس وقت پہنچے جب دن چڑھ گیا۱۱ اور ہر چیز گرم ہوگئی لوگ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ ہم ہلاک ہوگئے ہم پیاسے ہوگئے۱۲ تو فرمایا تم پر ہلاکت نہ آئے گی اور وضو کا برتن منگوایا تو آپ انڈیلنے لگے اور ابوقتادہ لوگوں کو پلانے لگے دیر نہ ہوئی تھی کہ لوگوں نے برتن میں پانی دیکھ لیا لوگ اس پر ٹوٹ پڑے۱۳ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخلاق اچھے رکھو تم سب سیر ہو جاؤ گے۱۴ راوی نے فرمایا کہ لوگوں نے ایسا ہی کیا۱۵ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انڈیلنے لگے اور میں پلانے لگا حتی کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی باقی نہ رہا۱۶ پھر انڈیلا مجھ سے فرمایا پیو میں نے عرض کیا میں نہیں پیوں گا حتی کہ یا رسول اللہ صلی

اِنَّ سَاقِی الْقَوْمِ اٰخِرُھُمْ قَالَ فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ قَالَ فَاَتَی النَّاسُ الْمَآءَ جَامِّیْنَ رِوَآءً رَوَاہُ مُسْلِمٌ ھٰکَذَا فِیْ صَحِیْحِہٖ وَکَذَافِیْ کِتَابِ الْحُمَیْدِیِّ وَجَامِعِ الْاُصُوْلِ وَزَادَفِی الْمَصَابِیْحِ بَعْدَ قَوْلِہٖ اٰخِرُھُمْ لَفْظَۃَ شُرْبًا۔

اللہ علیہ وسلم آپ پی لیں تو فرمایا قوم کو پلانے والا آخر میں ہوتا ہے ۱۷ فرمایا تو میں نے پیا اور حضور نے پیا فرمایا راوی نے کہ لوگ پانی پر پہنچے خوب سیر کر راحت یافتہ ۱۸ (مسلم) ان کی صحیح میں یوں ہی ہے اور ایسے ہی ہے کتاب حمیدی اور جامع الاصول میں اور مصابیح میں آخرھم کے بعد لفظ شربا زیادہ فرمایا۔۱۹

(۵۶۵۳) ۱ صحابہ کرام کسی سفر میں تھے کہ پانی کی کمی ہوگئی تب یہ فرمایا پانی سے مراد ہے حضور انور کے معجزہ سے پیدا ہونے والا پانی جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے یعنی تم کو پانی ہم کل اپنی انگلیوں سے نکال کر دکھائیں گے پلائیں گے انتظار کرو جو چیز انتظار کے بعد ملتی ہے اس کی قدر ہوتی ہے۔ ۲ کیونکہ گرمی سخت تھی پانی کی کمی تھی سفر دراز تھا اور منزل پر پہنچ کر پانی ملنے کی امید تھی کہ وعدہ اس کا کیا گیا تھا اس لیے کوئی کسی کی طرف دھیان نہ کرتا تھا راستہ طے کرنے کی ہر ایک کو فکر تھی ۳ ابہار بنا ہے بھرۃ سے بمعنی حصہ، ابہار کے معنی ہیں ایک حصہ گزر گیا یعنی زیادہ گزر گیا تھوڑا حصہ باقی رہ گیا گویا رات کا اخیری حصہ آ گیا ۴ یعنی نیند کا غلبہ ہے ہم لوگ سوتے ہیں تم میں سے بعض حضرات نماز فجر کا خیال رکھیں پو پھٹ جانے پر ہم کو بیدار کردیں ۵ یعنی سب لوگ سوتے رہ گئے حتیٰ کہ دن چڑھ گیا تب سب سے پہلے حضور انور کی آنکھ کھلی، خیال رہے کہ حضور انور کا سوتا رہ جانا غفلت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اس رات رب نے اپنے محبوب کو اپنی طرف متوجہ کرلیا جس سے آپ کی توجہ اس دنیا کی طرف نہیں رہی اور نماز قضا ہوگئی تاکہ لوگوں کو نماز قضا پڑھنے کا طریقہ آ جائے، اس قضا میں بھی تبلیغ تھی، اس قضا پر ہزاروں ادائیں قربان لہذا یہ حدیث اس فرمان کے خلاف نہیں کہ ہماری صرف آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے ۶ اس جگہ سے آگے چلنا چند وجہوں سے تھا ایک یہ کہ ابھی وقت مکروہ تھا اور سفر ضروری تھا خیال فرمایا کہ وقت کراہت بھی نکل جائے اور کچھ سفر بھی طے ہو جائے دوسرے یہ کہ آئندہ معجزہ اس جگہ پہنچ کر دکھانا تھا اس معجزہ کے لیے وہ جگہ ایسی موزون تھی جیسے شق القمر دکھانے کے لیے صفا پہاڑ۔ تیسرے یہ کہ یہاں نماز قضاء ہوئی تھی اس جگہ سے جلد ہٹ جائیں، دوسری جگہ جا کر پڑھیں (از مرقات) مگر پہلی دو وجہیں قوی ہیں۔ ۷ میضاۃ دراصل موضاۃ تھا بمعنی وضو کا آلہ، یاء، سے بدلا گیا خیال رہے کہ حضور کی نیند وضو نہیں توڑتی یہاں وضو کسی دوسری وجہ سے ٹوٹا ہوگا یا وضو پر وضو کیا ثواب کے لیے نبی کی نیند وضو نہیں توڑتی شہید کی موت غسل نہیں توڑتی۔ ۸ یعنی اس برتن پر ہمارا ایک ایسا معجزہ ظاہر ہوگا جس کے قصے تاقیامت رہیں گے۔ نباء کہتے ہیں شاندار خبر کو اس سے ہے نبی یعنی شاندار خبر والے خبر رکھنے والے یا خبر دینے والے یا خبر لینے والے ۹ اس سے دو مسئلے فقہی معلوم ہوئے ایک یہ کہ ادا نماز کی طرح قضا نماز کے لیے بھی اذان کہی جائے گی دوسرے یہ کہ اگرچہ سارے ساتھی نمازی نماز کی جگہ جمع ہوں پھر بھی اذان کہی جائے گی بلکہ اگر کوئی شخص جنگل میں اکیلے نماز پڑھے تب بھی اذان کہہ لے کہ اس کے ساتھ فرشتے نماز پڑھیں گے اور جہاں تک اذان کی آواز پہنچے گی وہاں تک کا ہر ذرہ ہر قطرہ اس کے ایمان کا گواہ بن جائے گا ۱۰ اس عمل شریف سے فقہی مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اگر فجر کے فرض اور سنتیں دونوں قضا ہوگئی ہوں اور زوال سے پہلے قضا کرنا ہوں تو سنتوں کی بھی قضا کرے لیکن اگر فرض ادا کرلیے سنتیں رہ گئیں تو بھی سنتوں کی قضا نہیں اور اگر دونوں رہ گئے تھے بعد زوال قضا پڑھیں تو بھی سنتوں کی قضا نہیں (کتب فقہ) ۱۱ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چند صحابہ کرام حضور انور کے ساتھ تھے جو نماز فجر کی قضا میں حضور کے ساتھ رہے اور عام صحابہ آگے بڑھ گئے تھے ریگستان کے سفر میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ لوگ یہ سفر جلد طے کرنے کی کوشش کرتے ہیں آگے جا کر وہ حضرات ٹھہر گئے اور

حضور انور مع ان ساتھیوں کے ان سے جا ملے ۱۲؎ معلوم ہوا کہ اپنی بھوک پیاس فقر و فاقہ کی شکایت حضور سے کرسکتے ہیں یہ شرک نہیں بلکہ سنت صحابہ ہے بارش نہ ہونے بارش زیادہ ہو جانے قحط سالی کی شکایات حضور انور سے صحابہ کرام نے کی ہیں کیوں نہ کریں بچے اپنی تکالیف ماں یا باپ سے کہتے ہیں امت اپنی تکالیف حضور سے نہ کہے تو کس سے کہے حضور ہم سب کے پناہ گاہ ہیں یہ پناہ تا قیامت ہے ۱۳؎ آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بہت تیز گرمی تپتے ہوئے ریت سخت پیاس کی حالت میں اچانک پانی نظر آ جائے تو پیاسوں کی بے قراری کا کیا حال ہوگا اس کا اندازہ وہی کرسکتا ہے جو کبھی ان حالات سے دوچار ہوا ہو سب حضرات جھوم کر پانی پر ٹوٹ پڑے۔ ۱۴؎ یعنی آپس میں دھکم پیل نہ کرو پانی کم نہیں ہے سب کو بہت پانی عطا ہوگا پانی کافی ہے ۱۵؎ یعنی یہ حکم پاتے ہی ان حضرات کی بے چینی جاتی رہی اطمینان کی لہر دوڑ گئی اس سے معلوم ہوا کہ ہر وقت اچھے اخلاق سے برتاوا کرے آج کل ایسے اژدہام پر قطار لگواتے ہیں یہ بہت اچھا ہے اور اس کا ماخذ یہ فرمانِ عالی ہوسکتا ہے ۱۶؎ ہم دو صاحبوں کے سواء کوئی باقی نہ رہا ۱۷؎ یعنی قانون یہ ہے کہ پلانے والا پیچھے پیئے کھلانے والا پیچھے کھائے ہم ہیں پلانے والے اس لیے ہم تمہارے بھی بعد پییں گے خیال رہے کہ رب تعالٰی کی طرف سے قاسم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور تا قیامت ہیں اور حضور انور کی طرف سے قاسم حضرت ابوقتادہ تھے حقیقتًا پلانے والے حضور انور تھے ظاہری ساقی ابوقتادہ لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ساقی تو حضرت ابوقتادہ تھے ۱۸؎ اس واقعہ کے بعد ہم پانی کے کنوئیں پر پہنچے تو اس طرح پہنچے کہ پانی سے خوب سیر تھے کیونکہ حضور کے چشمہ فیض سے پانی پی چکے تھے۔ ۱۹؎ یعنی مصابیح کی روایت میں ہے ساقی القوم اخرھم شربا ان کتب میں لفظ شربا نہ تھا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِنَطْعٍ فَبُسِطَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِیْءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ وَّيَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَيَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطْعِ شَیْءٌ يَّسِيْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِیْ اَوْعِيَتِكُمْ فَاَخَذُوْا فِیْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِی الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَاؤُوْهُ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فَيُحْجَبُ عَنِ الْجَنَّةِ ۔(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۵۴) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرمایا کہ جب غزوۂ تبوک کا دن ہوا تو لوگوں کو بھوک نے گھیر لیا ۱؎ جناب عمر نے عرض کیا یارسول اللہ ان لوگوں سے ان کے بچے ہوئے توشے منگوایئے پھر ان کے لیے اللہ سے اس کھانے پر برکت کی دعا کیجئے فرمایا ہاں ۲؎ چنانچہ دسترخوان منگوایا اسے بچھایا پھر ان کے بچے ہوئے توشے منگوائے تو کوئی شخص ایک مٹھی جوار لانے لگا اور کوئی ایک مٹھی چھوہارے اور کوئی دوسرا روٹی کا ٹکڑا ۳؎ حتی کہ دسترخوان پر تھوڑی سی چیز جمع ہوگئی ۴؎ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ اسے اپنے برتنوں میں لے لو ۵؎ چنانچہ لوگوں نے اپنے برتنوں میں لے لیا حتی کہ لشکر میں کوئی برتن نہ چھوڑا مگر اسے بھر لیا پھر کھایا حتی کہ سیر ہوگئے اور باقی بچ رہا ۶؎ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں ۷؎ کوئی بندہ اس گواہی کو لے کر اللہ سے نہ ملے گا جب کہ شک نہ کرے پھر وہ جنت سے حجاب میں بھی رہے ۸؎ (مسلم)

(۵۶۵۴) ۱؎ تبوک ایک مشہور بستی ہے حجاز اور شام کے درمیان خیبر سے پانچ سو میل جانب عمان ہے اور خیبر مدینہ منورہ سے ایک سو

چالیس میل ہے تبوک کو بعض نحویوں نے منصرف مانا ہے مگر قوی یہ ہے کہ یہ غیر منصرف ہے کہ وزن فعل ہے اور علم بعض نے کہا کہ تانیث ہے اور علم مگر قوی یہ ہے کہ مونث نہیں کہ ایک جگہ کا نام ہے جگہ مذکر ہے یہ غزوہ ۹ نو ہجری ماہ رجب میں ہوا یہ حضور انور کا آخری غزوہ ہے اونٹ کی سواری سے مدینہ منورہ سے ایک ماہ کا راستہ ہے اب تو ہوائی جہاز مدینہ منورہ سے عمان اڑھائی گھنٹہ میں پہنچ جاتے ہیں اسی غزوہ کا ذکر سورہ توبہ شریف میں ہے یہ غزوہ سخت گرمی میں واقع ہوا تھا لوگوں پر بہت سختی تھی۲ اولاً لوگوں نے حضور انور سے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی اجازت دے دی گئی لوگ اونٹ ذبح کرکے کھانے لگے کئی اونٹ ذبح ہوگئے تب جناب فاروق اعظم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اس طرح ہماری ساری سواریاں ختم ہوجائیں گی پھر جہاد اور سفر کیسے ہوگا حضور ذبح روک دیں اور یہ کرم فرمادیں آپ کی زبان پاک میں سب کچھ ہے۔شعر:-

تمہاری ایک نگاہ کرم میں سب کچھ ہے ۔۔۔ پڑے ہوئے تو سر رہ گزار ہم بھی ہیں

۳ غور کرو کہ شاہی فوج کا راشن یہ تھا اس بے سروسامانی میں کیسے کام انجام دیئے دنیا اس سے دست بدنداں ہے آج کل فوجوں کے راشن اوران کے آرام وعیش بھی دیکھو۴ یہ سب کچھ مل کر اتنا بھی نہ تھا کہ ایک دن کا کھانا بھی ہوجائے۵ یعنی ان موجودہ چیزوں میں سے جو بھی چاہو جتنی چاہو لے لو اپنے برتن ہر چیز سے بھرلو۔۶ اس طرح کہ جتنا پہلے تھا اتنا ہی بچ رہا جیسا کہ دوسری روایات میں ہے۷ اس گواہی سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالٰی کی توحید کے بھی گواہ ہیں اور اپنی نبوت کے بھی گواہ جیسے رب تعالٰی خود اپنی وحدانیت کا گواہ ہے فرماتا ہے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (۳-۱۸) اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔(کنزالایمان) اور حضور انور کی یہ گواہی ہم سے گواہی دلوانے ہم کو گواہ بنانے کے لیے ہے دوسرے یہ کہ معجزات اور آیات دیکھ کر بندہ کا یقین اور زیادہ ہو جانا چاہئے اور زیادتی یقین پر گواہی دینا سنت ہے گویا اب دیکھ کر نبوت و وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے پہلے سن کر گواہی دی تھی اب دیکھ کر گواہی دی۸ یعنی یہ ناممکن ہے کہ بندہ کا توحید ورسالت پر خاتمہ ہو اور پھر وہ جنت میں کبھی نہ جائے وہ جنت میں ضرور جائے گا خواہ اولاً ہی وہاں پہنچے یا کچھ سزا پاکر پاک وصاف ہوکر مگر شرط یہ ہے کہ اس گواہی میں تردد نہ کرے دل کے یقین سے گواہی دے لہذا اس بشارت سے منافقین خارج ہیں۔خیال رہے کہ ان جیسی احادیث میں کلمہ سے مراد سارے ایمانی عقائد ہوتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ نماز میں الحمد پڑھنا واجب ہے الحمد سے مراد پوری سورہ فاتحہ لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مرزائی، چکڑالوی سب ہی کلمہ پڑھتے ہیں کیا سب جنتی ہیں حضور فرماتے ہیں کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے سارے دوزخی ہوں گے سوا ایک کے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرُوْسًا بِزَيْنَبَ فَعَمَدَتْ اُمِّىْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلٰى تَمْرٍ وَّسَمَنٍ وَّاَقِطٍ فَصَنَعَتْ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِىْ تَوْرٍ فَقَالَتْ يَا اَنَسُ اذْهَبْ بِهٰذَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْ بَعَثَتْ بِهٰذَا اِلَيْكَ اُمِّىْ وَهِىَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيْلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَهَبْتُ فَقُلْتُ فَقَالَ ضَعْهُ ثُمَّ قَالَ

(۵۶۵۵) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جناب زینب کے نکاح نوشہہ تھے۱ میری ماں ام سلیم نے کچھ چھوارے گھی اور چیز کا ارادہ کیا اس سے حلوہ بنایا اسے ایک پیالہ میں ڈالا۲ بولیں اے انس یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ عرض کرو کہ میری ماں نے یہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے وہ آپ کو سلام کہتی ہیں اور عرض کرتی ہیں کہ یہ آپ کے لیے ہماری طرف سے تھوڑا سا ہدیہ ہے۳ اے اللہ کے رسول چنانچہ میں گیا اور

اذْهَبْ فَادْعُ لِيْ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّفُلَانًا رِجَالًا سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِيْ مَنْ لَّقِيْتَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰى وَمَنْ لَّقِيْتُ فَرَجَعْتُ فَاِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِاَهْلِهٖ قِيْلَ لِاَنَسٍ عَدَدُكُمْ كَمْ كَانُوْا قَالَ زُهَاءَ ثَلٰثِمِائَةٍ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ لَمَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُوْا عَشَرَةً عَشَرَةً يَاكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُ لَهُمْ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَاكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِّمَّا يَلِيْهِ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَّدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتّٰى اَكَلُوْا كُلُّهُمْ قَالَ لِيْ يَا اَنَسُ اِرْفَعْ فَرَفَعْتُ فَمَا اَدْرِيْ حِيْنَ وُضِعَتْ كَانَ اَكْثَرَ اَمْ حِيْنَ رُفِعَتْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

میں نے یہ کہا فرمایا اسے رکھ دو۳ پھر فرمایا جاؤ ہمارے پاس فلاں فلاں کو اور فلاں کو بلا لاؤ جن کا حضور نے نام لیا اور جس سے تم ملو ہمارے پاس بلا لاؤ۵ میں انہیں بھی بلا لایا جس کا نام لیا تھا اور اسے بھی جس سے میں ملا پھر میں لوٹا تو گھر حاضرین سے بھرا ہوا تھا۶ جناب انس سے کہا گیا کہ کتنے شمار کے لوگ تھے فرمایا قریباً تین سو۷ سو پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس حلوہ پر ہاتھ رکھا اور جو اللہ نے چاہا پڑھا۸ پھر حضور دس دس کو بلانے لگے وہ اس سے کھانے لگے حضور ان سے فرماتے تھے کہ اللہ کا نام لو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے۹ فرمایا کہ لوگوں نے کھایا حتی کہ سیر ہو گئے ایک ٹولہ نکلتا تھا دوسرا ٹولہ آتا تھا حتی کہ سب نے کھالیا پھر مجھ سے حضور نے فرمایا اے انس اٹھالو میں نے اٹھالیا جب اٹھایا تو مجھے پتہ نہیں کہ جب رکھا گیا تھا جب زیادہ تھا یا جب اٹھایا گیا۱۰ (مسلم بخاری)

(۵۶۵۵) ۱؎ یعنی حضور انور نے جناب ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے نیا نکاح کیا تھا عروس دولہا، دولہن دونوں پر بولا جاتا ہے بمعنی نوشاہ یعنی نیا دولہا یا نئی دولہن اس لیے منکر نکیر قبر میں کامیاب ہونے والے مردہ سے کہتے ہیں نم کنومة العروس خواہ مرد ہو یا عورت ۲؎ مشکوۃ شریف کے عام نسخوں میں تو ہے، ت کے ساتھ بعض نسخوں میں یو رہے، ی سے دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی بڑا پیالہ جس میں پانی بھی پیا جائے سالن بھی کھایا جائے ۳؎ یعنی یہ ہدیہ حضور انور کے لائق تو نہیں ہے تھوڑا سا ہے مگر حضور انور کرم کریمانہ سے قبول فرمالیں یہ نہ دیکھیں کہ کتنا ہے اور کیا ہے یہ نظر فرمائیں کہ کس دل سے بھیجا ہے ۴؎ طریقہ مبارکہ یہ تھا کہ حقیر ہدیہ کو بھی رد نہ فرماتے تھے ایسی خوشی سے قبول فرماتے تھے کہ لانے والے کا دل خوش ہو جاتا تھا بہت ہی رغبت کا اظہار فرماتے تھے یہ اخلاق کریمانہ قیامت تک ہیں امت دن رات ایصال ثواب کرتی رہے گی وہاں سے قبولیت بلکہ اس کا بہترین بدلہ ملتا رہے گا بعض لوگ اپنی ساری عبادات حضور انور کی طرف سے ادا کرتے ہیں نماز، روزہ، حج، وغیرہ انشاءاللہ ان کے ہدیے رد نہ ہوں گے قبول ہوں گے اور نہ معلوم ادھر سے کیا ملے گا ایک صحابی نے ککڑی پیش کی تھی اسے لپ بھر سونا عطا ہوا تھا خدا کرے ہم کو رحمت کی نظر سے ایک بار دیکھ لیں تو ہماری ساری محنت ٹھکانے لگ جائے یہ فریاد سن لیں شعر:-

سایہ رحمٰن سن لو، والی قرآن سن لو
صدقہ تم پر جان سن لو، اے مرے سلطان سن لو

اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کی بارگاہ میں سلام کہلوانا سنت صحابہ ہے آج بھی زائرین کی معرفت مسلمان سلام کہلواتے ہیں ۵؎ حضور نے کرم کریمانہ سے اس تھوڑے سے کھانے کو گویا اپنا ولیمہ بنالیا اس لیے لوگوں کو جمع فرمایا اور خود جناب انس کو بھی بلانے بھیجا جب ان سے یہ فرمایا کہ جسے دیکھو اسے دعوت دے دو بچے تو اس چیز کے شوقین ہوتے ہیں انہوں نے سارے مدینہ منورہ کو دعوت دے دی ہوگی ۶؎ گھر سے مراد گھر اور مسجد نبوی شریف دونوں ہیں ورنہ گھر شریف میں تین سو آدمیوں کی جگہ نہ تھی مہمان مسجد شریف میں ٹھہرائے جاتے تھے ۷؎

زہاء کے لغوی معنی ہیں مقدار یا اندازہ محاورہ میں بمعنی قریب استعمال ہوتا ہے یعنی وہ لوگ کم وبیش تین سو آدمی تھے کچھ کم یا زیادہ۔ ۸ یہ خبر نہیں کہ کیا پڑھا دعاء برکت ہی فرمائی ہوگی معلوم ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا قرآن مجید پڑھنا جائز بلکہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے فاتحہ میں یہی ہوتا ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا قرآن مجید پڑھتے ہیں اور ایصال ثواب کی دعا کرتے ہیں۔ حضور انور قربانی کر کے جانور کو سامنے رکھ کر فرماتے تھے کہ مولیٰ یہ میری امت کی طرف سے ہے اسے قبول فرمایا ہے ایصال ثواب ۹ یہ دونوں کام سنت طعام ہیں یعنی بسم اللہ پڑھنا اور اپنے سامنے سے کھانا بیچ میں سے نہ کھائے نہ دوسرے کے آگے سے اٹھائے ۱۰ یہ تردد ظاہر کے لحاظ سے ہے ورنہ اب کھانا زیادہ ہو چکا تھا کہ حضور کی دعاء برکت اور صحابہ کرام کا کھالینا شامل ہو چکے تھے (مرقات) خیال رہے کہ حضور انور نے جناب زینب سے نکاح کر کے ولیمہ خود کیا تھا جس میں ایک بکری ذبح کی تھی اس میں ایک ہزار آدمی تھے اس میں بھی برکت ہوئی تھی یہ واقعہ اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں بکری ذبح کرنے کا ذکر ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰى نَاضِحٍ قَدْ اَعْيٰى فَلَايَكَادُ يَسِيْرُ فَتَلَاحَقَ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِبَعِيْرِكَ قُلْتُ قَدْعَيِيَ فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَجَرَهٗ فَدَعَالَهٗ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْاِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ كَيْفَ تَرٰى بَعِيْرَكَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ اَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ اَفَتَبِيْعُنِيْهِ بِوُقِيَّةٍ فَبِعْتُهٗ عَلٰى اَنَّ لِيْ فَقَارَ ظَهْرِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ فَاَعْطَانِيْ ثَمَنَهٗ وَرَدَّهٗ عَلَيَّ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۶۵۶) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جہاد کیا میں اونٹ پر تھا ۱ جو تھک گیا تھا تو وہ چل سکتا نہ تھا مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملے فرمایا تمہارے اونٹ کو کیا ہوا میں نے کہا کہ تھک گیا ہے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے چلے اونٹ کو ڈانٹا پھر اس کے لیے دعا کی ۲ تو دوسرے اونٹ کے آگے چلنے لگا ۳ پھر مجھ سے فرمایا اپنے اونٹ کو کیسا دیکھتے ہو میں نے کہا خیریت سے ہے اسے آپ کی برکت پہنچ گئی فرمایا ۴ تو کیا تم اسے ایک اوقیہ میں میرے ہاتھ فروخت کرو گے ۵ تو میں نے اونٹ حضور کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کر دیا کہ مجھے مدینہ تک اس کی پشت پر سواری کا حق ہو ۶ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے میں صبح کو آپ کے پاس لے گیا مجھے حضور نے اس کی قیمت بھی دی اور اونٹ بھی لوٹا دیا ۷ (مسلم بخاری)

(۵۶۵۶) ۱ ناضح بنا نضح سے بمعنی پانی چھڑکنا پانی بکھیرنا اصطلاح میں ناضح وہ اونٹ ہے جس سے کھیت کو پانی دیا جائے اس پر کبھی سواری بھی کر لیتے ہیں یہ اونٹ بھی ایسا ہی تھا۔ ۲ دعا فرمائی اس اونٹ کو قوت و طاقت ملنے کی اس دعا سے اس اونٹ میں زور آ گیا جس کمزور پر نظر فرمادیں اس میں قوت آجائے۔ شعر:-

مجھ سے بے بس کی طاقت پہ دائم درود　　مجھ سے بے بس کس کی قوت پہ لاکھوں سلام

۳ قدامھا بیان ہے بین یدی کا ان دونوں کے معنی ایک ہی ہیں ابل سے مراد ہیں سارے اونٹ یعنی اب میرا یہ تھکا ماندہ اونٹ دوسرے اونٹوں سے آگے چلتا تھا ۴ یعنی اب جو میرے اونٹ میں یہ زور آ گیا ہے وہ آپ کی طاقت ہے کہ اب یہ روکے نہیں رکتا دیتا اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر دیتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ۵ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور درہم ساڑھے چار آنے کا کل گیارہ روپیہ چار

آنہ میں اونٹ کا سودا طے ہوا۔اس زمانہ میں جانوروں کی قیمتیں بہت تھوڑی تھیں ۶ فقار جمع ہے فقرہ کی بمعنی جوڑ اسی لیے حضور انور کی تلوار کا نام ذوالفقار تھا کہ اس میں جوڑ تھے یہاں اس سے مراد ہیں اونٹ کی پیٹھ کی ہڈیاں یعنی میں فروخت تو کر رہا ہوں مگر شرط یہ ہے، کہ مدینہ منورہ تک اس پر سواری کروں گا وہاں پہنچ کر حضور کے حوالہ کردوں گا ے یہ بیع بظاہر بیع بالشرط ہے جوکہ ممنوع ہے مگر درحقیقت یہ بیع تھی ہی نہیں بلکہ وعدہ بیع تھا کیونکہ بیع میں ضروری ہے کہ دوطرفہ ادھار نہ ہو یا قیمت پر یا چیز پر اسی مجلس عقد میں قبضہ ہوجائے یہاں نہ حضور انور نے قیمت دی نہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اونٹ دیا لہذا یہ بیع نہ تھی بلکہ بیع کا وعدہ تھا مدینہ منورہ آکر اونٹ دینے قیمت لینے پر بیع ہوئی یا یوں کہو کہ یہ لفظاً بیع تھی حقیقتاً نہ تھی اسی لیے حضور انور نے چالیس درہم عطا فرمائے اور اونٹ بھی۔بعض صاحبوں نے فرمایا کہ یہ حدیث منسوخ ہے بعض نے فرمایا کہ یہ شرط عقد میں داخل نہ تھی بلکہ عقد سے پہلے یا اس کے بعد لگائی گئی بعض نے فرمایا کہ یہ شرط حضرت جابر کی طرف سے نہ تھی بلکہ حضور انور کی طرف سے بطور رعایت پیش کی گئی تھی مگر پہلی توجیہ قوی معلوم ہوتی ہے۔بہرحال یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع کالی بالکالی سے منع فرمایا یا بیع بالشرط سے منع فرمایا نہ احناف کے خلاف ہے، احناف کہتے ہیں کہ شرط فاسد لگانے سے بیع فاسد ہوجاتی ہے شرط فاسد کی تعریف اور شرط لگانے کی صورتیں کتب فقہ میں ملاحظہ کرو کہ نفس عقد میں ایسی شرط لگائی جائے جس میں کسی کا نفع ہو اور نفع والا خود شرط لگائے اور وہ شرط ایسی ہو کہ تجارت اس کا تقاضا نہ کرتی ہو یہ بیع کو فاسد کردیتا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ نِ السَّاعِدِیِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوْكَ فَاَتَیْنَا وَادِیَ الْقُرٰی عَلٰی حَدِیْقَةٍ لِّامْرَاَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُخْرُصُوْهَا فَخَرَصْنَاهَا وَخَرَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ وَّقَالَ اَحْصِیْهَا حَتّٰی نَرْجِعَ اِلَیْكَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَانْطَلَقْنَا حَتّٰی قَدِمْنَا تَبُوْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَتَهُبُّ عَلَیْكُمُ اللَّیْلَةَ رِیْحٌ شَدِیْدَةٌ فَلَا یَقُمْ فِیْهَا اَحَدٌ فَمَنْ كَانَ لَهٗ بَعِیْرٌ فَلْیَشُدَّ عِقَالَهٗ فَهَبَّتْ رِیْحٌ شَدِیْدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّیْحُ حَتّٰی اَلْقَتْهُ بِجَبَلَیْ طَیِّیءٍ ثُمَّ اَقْبَلْنَا حَتّٰی قَدِمْنَا وَادِیَ الْقُرٰی فَسَاَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْاَةَ عَنْ حَدِیْقَتِهَا كَمْ بَلَغَ ثَمَرُهَا فَقَالَتْ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ .(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۶۵۷) روایت ہے حضرت ابوحمید ساعدی سے فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک میں گئے تو وادی قریٰ میں ایک عورت کے باغ پر پہنچے۱ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس باغ میں پھلوں کا اندازہ لگاؤ۲ ہم نے لگایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس وسق اندازہ لگایا۳ اور اس عورت سے کہا کہ اس کا وزن خیال رکھنا حتیٰ کہ ہم تجھ تک انشاء اللہ واپس ہوں۴ ہم چلے گئے حتیٰ کہ تبوک پہنچ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات تم پر سخت ہوا چلے گی تو اس میں کوئی کھڑا نہ ہو جس کے پاس اونٹ ہو وہ اس کی رسی مضبوط باندھ دے۵ چنانچہ بہت سخت ہوا چلی ایک شخص کھڑا ہوگیا اسے ہوا نے اٹھالیا حتیٰ کہ اسے طی کے پہاڑوں پر پھینک دیا۶ پھر ہم آئے حتیٰ کہ وادی قریٰ پہنچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس کے باغ کے متعلق پوچھا کہ اس کے پھل کس حد تک پہنچے وہ بولی دس وسق ے (مسلم بخاری)

(۵۶۵۷)۱ غزوۂ تبوک کا ذکر پہلے ہوچکا کہ یہ غزوہ ۹ ہجری میں ہوا، وادی قریٰ مدینہ منورہ سے تین دن کی راہ کے فاصلہ پر واقع ہے شام کو جاتے ہوئے یہ مقام آتا ہے۲ حدیقہ، بستان، حائطہ، روضہ قریباً ہم معنی ہیں یعنی باغ غالباً یہ باغ کھجوروں کا تھا اور درخت پھل

سے لدے ہوئے تھے پکنے کے قریب تھے۳؎ یعنی ہم لوگوں نے مختلف اندازے لگائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس وسق کا اندازہ لگایا یعنی اس باغ میں کھجوریں دس وسق ہوں گی وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع قریباً ساڑھے چار سیر کا درختوں پر پھل کھیت میں پودوں پر دانے کا اندازہ لگانا آسان نہیں اس میں بڑی مہارت درکار ہے۴؎ یعنی پھل توڑ کر تول لینا وزن یاد رکھنا جب ہم واپس آئیں تو ہم کو بتانا کہ پھلوں کا کتنا وزن ہوا۵؎ یعنی آج رات سارا انتظام کر کے سونا رات میں کسی کو اٹھنے کی ضرورت نہ رہے ورنہ نقصان اٹھائے گا۔۶؎ طی ایک قبیلہ کا نام ہے جس سے حاتم طائی تھا یہ قبیلہ ملک یمن میں تھا یہ دونوں پہاڑ اس ہی جگہ واقع ہیں ان میں سے ایک کا نام آجاء ہے دوسرے کا نام سلمیٰ بعض نے کہا کہ سلمیٰ پہاڑ نجد ہے مگر قوی یہ ہے کہ یہ دونوں پہاڑ یمن ہی میں ہیں (مرقات) یہ حضور انور کا معجزہ ہے بلکہ دو معجزے ہیں ۷؎ یہ حضور کا تیسرا معجزہ ہے کہ حضور انور کا اندازہ ایسا درست تھا کہ اس میں ایک تولہ کا بھی فرق نہ ہوا یہ محض اندازہ نہ تھا ورنہ کچھ فرق ہوتا بلکہ یہ حضور انور کا علم غیب تھا۔

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَهِيَ اَرْضٌ يُسَمّٰى فِيْهَا الْقِيْرَاطُ فَاِذَا فَتَحْتُمُوْهَا فَاَحْسِنُوْا اِلٰى اَهْلِهَا فَاِنَّ لَهَا ذِمَّةً وَّرَحِمًا اَوْقَالَ ذِمَّةً وَّصِهْرًا فَاِذَا رَاَيْتُمْ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ فَرَاَيْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ شُرَحْبِيْلَ بْنِ حَسَنَةَ وَاَخَاهُ رَبِيْعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۵۸) روایت ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم مصر فتح کرو گے۱؎ اور وہ وہ جگہ ہے جس میں قیراط کا بہت نام لیا جاتا ہے۲؎ تو جب تم اسے فتح کرو تو اس کے باشندوں سے بھلائی کرنا۳؎ کیونکہ اس کا احترام ہے اور قرابت داری ہے یا فرمایا کہ سسرالی رشتہ ہے۴؎ پھر جب تم دو شخصوں کو اینٹ بھر جگہ میں جھگڑتے دیکھو تو وہاں سے نکل جانا۵؎ راوی نے فرمایا کہ میں نے عبدالرحمٰن ابن شرحبیل ابن حسنہ اور ان کے بھائی ربیعہ کو دیکھا گیا کہ وہ ایک ایک اینٹ بھر جگہ میں جھگڑ رہے تھے تو میں وہاں سے نکل گیا۶؎ (مسلم)

(۵۶۵۸) ۱؎ مصر سے مراد یہی مشہور شہر مصر ہے جہاں یوسف علیہ السلام نے سلطنت فرمائی۲؎ قیراط بہت چھوٹا سا وزن ہے یعنی دینار کا بیسواں حصہ یعنی وہاں کے تاجرین بہت ہی بے مروت ہیں کسی کی رعایت رتی بھر بھی نہیں کرتے قیراط تک کا حساب کرتے رہتے ہیں اگرچہ وہ چند رتی کا ہو یہ کہتے رہتے ہیں اتنے چھٹانک اتنی رتی معلوم ہوا کہ اہل مصر معاملات میں بہت سخت ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ تاجر کو سخت گیر ہونا نہیں چاہئے معمولی چیزوں میں تولہ رتی کا حساب نہ کرے سونا چاندی اور چیز ہے اس میں رتی کا بھی حساب لگتا ہے۳؎ یعنی اگرچہ مصر والے معاملات میں سخت ہیں ان کے مزاج بھی سخت ہیں طبیعت بھی تیز ہے مگر تم ان کی سختی برداشت کرنا ان سے برتاؤ اچھا کرنا ان کی سختی کا بدلہ نرمی سے کرنا۴؎ یعنی ہم کو مصر والوں سے دو طرح تعلق ہے ایک یہ کہ ماریہ قبطیہ مصر سے آئی تھیں جن کے بطن شریف سے ابراہیم ابن رسول اللہ پیدا ہوئے لہذا وہاں کے لوگوں کو ہماری طرف سے امان ہے ذمہ بمعنی امان دوسرا تعلق یہ ہے کہ ہماری دادی صاحبہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا مصر ہی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملی تھیں انہیں کی اولاد سے ہم ہیں وہ ہماری دادی کا وطن ہے لہذا ان لوگوں سے ہماری قرابت داری بھی ہے۔ صہر کے معنی ہیں سسرالی رشتہ یعنی ہماری لونڈی ماریہ مصر کی ہیں لہذا مصر میں ہمارا سسرالی رشتہ ہے اس فرمان عالی سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان کو چاہیئے کہ اپنی نسبی رشتہ کی طرح سسرالی رشتہ کا بھی احترام کرے ساس، سسر کو

اپنا ماں باپ سمجھے ان کے قرابت داروں کو اپنا عزیز جانے بلکہ ان کی بستی کا وہاں کے باشندوں کا احترام کرے کہ وہ ساس وسسر کے ہم وطن ہیں دوسرے یہ کہ نبی کے رشتہ داروں بلکہ نبی کے ملک والوں کا بھی ادب کرے لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ حضور کی اولاد کا مکہ والوں کا احترام و ادب کریں ان کی سختی پر تحمل کریں اہل عرب کی سختی پر سختی تحمل کرنے والوں کے لیے شفاعت کا وعدہ ہے وہ لوگ کیسے ہی سہی مگر ہمارے رسول کے اہل وطن ہیں حضور کے پڑوس ہیں ایک بزرگ گولڑوی غلام محی الدین صاحب حج کے بعد جناب حلیمہ سعدیہ کے گاؤں پہنچے وہاں سات دن قیام کیا ہر روز الگ الگ جماعتوں کی دعوت فرماتے رہے حتی کہ ایک دن وہاں کے کتوں کی دعوت کی حلوہ پوری وغیرہ پکوا کر خود انہیں کھلاتے تھے روتے جاتے تھے کہ یہ جناب حلیمہ کے وطن کے کتے ہیں ان سب باتوں کا ماخذ یہ حدیث ہے۔غرضیکہ وہاں کے درودیوار کی عزت کرے افسوس ان بے دینوں پر جو ازواج پاک یا صحابہ کبار کی برائیاں کرتے ہیں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے حضور کو ایذا ہوتی ہے۔۵؎ یہ حکم حضرت ابوذر کو دیا گیا کہ تم یہ واقعہ دیکھو گے کہ دو آدمی ایک اینٹ بھر جگہ میں لڑیں گے جب یہ دیکھو تب مصر میں نہ رہنا کیونکہ یہ ایک بڑے فتنہ کی ابتداء ہوگی جس کا مرکز مصر ہوگا ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد اہل مصر نے حضرت عثمان غنی سے بغاوت کردی انہیں شہید کرنے کے بعد محمد ابن ابوبکر کو جو حضرت علی کی طرف سے وہاں گورنر تھے شہید کردیا پھر ایسے فتنے اٹھے کہ خدا کی پناہ یہ ہے حضور کا علم غیب (مرقات)۶؎ شرحبیل ابن حسنہ صحابی ہیں اور عبدالرحمٰن ربیعہ دونوں ان کے بیٹے ہیں یہ جھگڑا اس وقت ہوا جبکہ حضرت عثمان کا آخری دور خلافت تھا عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح یعنی حضرت عثمان کا رضاعی بھائی حضرت عثمان کی طرف سے مصر کا گورنر تھا اہل مصر اس کی گورنری سے ناراض ہوئے حتی کہ واقعہ شہادت عثمان پیش آ گیا یہ اینٹ بھر جگہ پر جھگڑا اس فتنہ کی علامت تھا۔اللہ اکبر حضور کا علم کس قدر وسیع ہے۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ اَصْحَابِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ فِيْ اُمَّتِيْ اِثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا لَايَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَايَجِدُوْنَ رِيْحَهَا حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ثَمَانِيَةٌ مِّنْهُمْ تَكْفِيْهِمُ الدُّبَيْلَةُ سِرَاجٌ مِنْ نَارٍ يَظْهَرُ فِيْ اَكْتَافِهِمْ حَتّٰى تَنْجُمَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًافِيْ بَابِ مَنَاقِبِ عَلِيٍّ وَحَدِيْثَ جَابِرٍ مَنْ يَصْعَدُ الثَّنِيَةَ فِيْ بَابِ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

(۵۶۵۹) روایت ہے حضرت حذیفہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا میرے ساتھیوں میں اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ میری امت میں بارہ منافق ہیں۱؎ جو جنت میں داخت نہ ہوں گے اور نہ اس کی خوشبو پائیں گے،حتی کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہوجائے۲؎ ان میں سے آٹھ وہ ہیں جنہیں ایک پھوڑا ہی کافی ہوگا آگ کا شعلہ جو ان کے کندھوں میں ظاہر ہوگا حتی کہ ان کے سینوں میں پار ہوجائے گا۳؎(مسلم) ہم سہل ابن سعد کی حدیث کہ میں یہ جھنڈا کل دوں گا۔جناب علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ذکر کریں گے اور حضرت جابر کی حدیث کہ جو اس گھاٹی پر چڑھ جائے انشاءاللہ جامع المناقب باب میں ہم ذکر کریں گے۔

(۵۶۵۹)۱؎ ان منافقوں کو اصحاب یا امت لغوی معنی سے فرمایا گیا ہے ورنہ منافق نہ صحابی ہے نہ حضور کا امتی (یعنی مسلمان) صحابی وہ ہے جو بحالت ایمان کی زیارت کرے اور ایمان پر ہی اس کا خاتمہ ہو۔خیال رہے کہ یہ فرمانِ عالی غزوۂ تبوک کے موقعہ پر ہوا،جب کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس لوٹ رہے تھے تو ایک شب جسے لیلۃ العقبہ کہتے ہیں حضور انور ایک گھاٹی میں اترے آپ کے ساتھ عمار ابن یاسر اور حذیفہ ابن یمان تھے چوتھا منافقین نے سازش کی غار میں پہنچ کر حضور انور پر حملہ کردیں اس ارادے سے وہ غار

میں پہنچے مگر حذیفہ وعمار کو دیکھ کر بھاگ گئے حضور نے جناب حذیفہ سے پوچھا کہ کیا تم ان لوگوں کے نام جانتے ہو عرض کیا کہ نہیں فرمایا ہم جانتے ہیں تم کو ان کے نام بتائیں گے ان سے دوتو بہ کرلیں گے اور بارہ دوزخی ہیں یہاں یہ واقعہ مذکور ہے۔ بعد میں حضور انور نے جناب حذیفہ کو ان کے نام بتائے تابعین میں اکثر لوگ حضرت حذیفہ سے ان بارہ کے نام پوچھا کرتے تھے (مرقات) ۲؎ یعنی ان میں سے آٹھ منافق کفر پر مریں گے جنت میں ہرگز نہ جاسکیں گے اس فرمان کا ماخذ قرآن مجید کی یہ آیت ہے وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ (۷:۴۰) اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں جب تک سوئی کے ناکے اونٹ داخل نہ ہو۔ (کنزالایمان) یہ ہے کہ حضور انور کا علم غیب کہ لوگوں کی موت اس کی کیفیت سعادت شقاوت سے خبردار ہیں حالانکہ یہ چیزیں علوم خمسہ ہیں ۳؎ دبیلہ تصغیر ہے، دبلہ کی دبلہ اندرون جسم میں ایک پھوڑا ہوتا ہے جو اندر ہی پھوٹ جاتا ہے آدمی مرجاتا ہے اسے فارسی میں عرسلک کہتے ہیں غالبًا یہ کینسر پھوڑا ہے جسے سرطان بھی کہا جاتا ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ طاعون کی گلٹی ہے مگر پہلی بات زیادہ قوی معلوم ہوتی ہے اس پھوڑے میں اس غضب کی سوزش اور بدبو ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ اسی لیے حضرت حذیفہ نے دبیلہ کی تفسیر سراج من نار سے کی یعنی اس پھوڑے سے بیمار کو ایسی سوزش وجلن ہوتی ہے جیسے اس کے جسم میں آگ کا شعلہ بھڑکا ہوا ہے۔ خلاصہ فرمان یہ ہے کہ ان آٹھ منافقوں کو دنیا میں یہ عذاب ہوگا کہ ان کی موت ایسی مصیبت اور ذلت وخواری سے ہوگی اخروی عذاب یہ ہے کہ وہ کفر پر مریں گے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے دیکھو حضور انور کا علم کہ حضور کا ہر شخص کی دنیا و دین دونوں کی خبر ہے نبی کے معنی ہیں خبردار ۴؎ یعنی یہ دونوں حدیثیں مصابیح میں یہاں تھیں ہم نے وہاں بیان کیں کہ وہاں کے مناسب ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ خَرَجَ اَبُوْ طَالِبٍ اِلَی الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَشْیَاخٍ مِنْ قُرَیْشٍ فَلَمَّا اَشْرَفُوْا عَلَی الرَّاهِبِ هَبَطُوْا فَحَلُّوْا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ اِلَیْهِمُ الرَّاهِبُ وَكَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ یَمُرُّوْنَ بِهٖ فَلَا یَخْرُجُ اِلَیْهِمْ قَالَ فَهُمْ یَحُلُّوْنَ رِحَالَهُمْ فَجَعَلَ یَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتّٰی جَآءَ فَاَخَذَ بِیَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا سَیِّدُ الْعٰلَمِیْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ فَقَالَ لَهٗ اَشْیَاخٌ مِّنْ قُرَیْشٍ مَا عِلْمُكَ فَقَالَ اِنَّكُمْ حِیْنَ اَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ یَبْقَ شَجَرٌ وَّلَا حَجَرٌ اِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَّلَا یَسْجُدَانِ اِلَّا لِنَبِیٍّ وَاِنِّیْ اَعْرِفُهٗ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ اَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوْفِ

دوسری فصل

(۵۶۶۰) روایت ہے حضرت ابوموسیٰ سے فرماتے ہیں کہ ابوطالب شام کی طرف گئے ان کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے سرداروں کی جماعت میں تشریف لے گئے ۱؎ جب وہ اس راہب پر پہنچے تو اترے اپنی سواریاں کھولیں ۲؎ ان کے پاس وہ راہب آیا حالانکہ اس سے پہلے یہ لوگ اس پر گزرتے تھے وہ ان کے پاس نہ آتا تھا ۳؎ فرمایا کہ لوگ اپنے سامان کھول رہے تھے راہب ان لوگوں کے درمیان گھسنے لگا ۴؎ حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا بولا یہ تمام نبیوں کے سردار ہیں یہ رب العالمین کے رسول ہیں اللہ انہیں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گا ۵؎ تو سرداران قریش نے اس سے کہا کہ تجھے کیسے علم ہوا ۶؎ وہ بولا کہ تم جب اس گھاٹی سے سامنے آئے تو کوئی درخت پتھر نہ رہا مگر وہ سجدے میں گر گیا ۷؎ یہ مخلوق نبی کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتی ۸؎ اور اس میں انہیں مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جو

كَتِفِهٖ مِثْلُ التُّفَّاحَةِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا اَتَاهُمْ بِهٖ وَكَانَ هُوَ فِي رِعْيَةِ الْاِبِلِ فَقَالَ اَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاَقْبَلَ وَعَلَيْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهٗ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوْهُ اِلٰى فَيْءِ شَجَرَةٍ فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَيْءُ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ فَقَالَ انْظُرُوْا اِلٰى فَيْءِ الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَيْهِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ اَيُّكُمْ وَلِيُّهٗ قَالُوْا اَبُوْطَالِبٍ فَلَمْ يَزَلْ يُنَاشِدُهٗ حَتّٰى رَدَّهٗ اَبُوْ طَالِبٍ وَبَعَثَ مَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ بِلَالًا وَزَوَّدَهُ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكِ وَالزَّيْتِ .(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ان کے کندھے کی ہڈی کے نیچے سیب کی طرح ہے۹ پھر وہ لوٹ گیا ان لوگوں کے لیے کھانا تیار کیا جب ان لوگوں کے پاس کھانا لایا اور حضور اونٹ چرانے میں مشغول تھے تو بولا انہیں بلا بھیجو۱۰ چنانچہ آپ آئے آپ پر بادل تھا جو سایہ کررہا تھا۱۱ جب آپ قوم سے قریب ہوئے تو ان کو درخت کے سایہ میں پہلے پہنچا ہوا پایا جب حضور بیٹھے تو درخت کا سایہ آپ پر جھک گیا۱۲ وہ بولا دیکھو درخت کا سایہ کہ آپ پر جھک گیا پھر بولا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں ان کا ولی کون ہے لوگوں نے کہا ابو طالب ہیں وہ انہیں قسمیں دیتا رہا حتی کہ حضور کو ابو طالب نے لوٹا دیا۱۳ اور حضور کے ساتھ ابوبکر نے بلال کو بھیجا۱۴ اس راہب نے آپ کو کعک اور تیل کا توشہ دیا۱۵ (ترمذی)

وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِيْ بَعْضِ نَوَاحِيْهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

روایت ہے حضرت علی ابن ابی طالب سے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا ہم اس کے بعض اطراف میں گئے۱۶ تو کوئی درخت پتھر آپ کے سامنے نہ آیا مگر وہ کہتا یا رسول اللہ آپ پر سلام ہو۱۷ (ترمذی و دارمی)

(۵۶۶۰)۱ اس وقت حضور کی عمر بارہ سال تھی ابو طالب تجارتی قافلہ لے کر مکہ معظمہ سے شام کی طرف گئے تھے حضور انور بخوشی تشریف لے گئے (از اشعہ) تشریف لے جانے میں وہ راز تھا جو آگے آرہا ہے۔ یعنی بحیرہ راہب کو جمال دکھا کر ایمان بخشنا۔۲ اس عیسائی پادری کا نام بحیرہ تھا اور اسی منزل کا نام بصری تھا یہ جگہ شام میں واقع ہے (اشعہ) بحیرہ عیسائیوں کا بڑا عالم بھی تھا بڑا عابد بھی لہذا ان روایات میں تعارض نہیں جن میں اسے عالم کہا گیا ہے بعض میں عابد۳ بعض علماء کو میں نے فرماتے سنا کہ یہ راہب اس راستہ پر اس لیے بیٹھا تھا کہ اسے معلوم ہوا تھا کہ نبی آخر الزمان اس راہ سے کبھی گزریں گے وہ شوق زیارت میں یہاں تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم قافلے اس پر گزرتے تھے وہ پرواہ بھی نہ کرتا تھا کیونکہ ان قافلوں میں اسے تجلی و انوار نظر نہ آتے تھے۔ آج اس نے اس قافلہ میں آثار نبوت دیکھے۔ شعر:۔

ہمہ آہواں صحرا سر خود نہادہ برکف
بہ امید زآنکہ روزے بشکار خواہی آمد

دوسرے شکاری شکار کو ڈھونڈھتے ہیں وہ ایسے شکاری ہیں کہ شکار انہیں ڈھونڈھتے ہیں۴ یعنی اس قافلہ کے رکتے ہی وہ اس قافلہ میں آن گھسا اور فرداً فرداً ایک ایک کو دیکھنے لگا خاتم النبیین کا جو نقشہ اس کے ذہن میں تھا بہ تعلیم انجیل وہ کسی کے مطابق نہ ہوا۵ یہاں مرقات نے فرمایا کہ العالمین سے مراد اولین و آخرین تمام جہان ہے حضور گزشتہ موجودہ آئندہ ساری مخلوق کے نبی رحمت اور سردار ہیں اب سارے انبیاء کرام اور ان کی امتیں حضور کی امت ہیں (از مرقات) اللہ تعالٰی رب العالمین ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید العالمین رحمۃ

للعالمین رسول عالمین ہیں۔ ۶؎ یعنی تو نے حضور کے یہ اوصاف حمیدہ کس ذریعہ سے پہچانے ابھی تو نے ان کے حالات دیکھے بھی نہیں ہیں خیال رہے کہ اہل مکہ ولادت پاک سے بھی حضور انور کے معجزات جنہیں ارہاص کہتے ہیں دیکھا کرتے تھے ان میں سے بعض لوگ حضور کی نبوت پہچان گئے تھے مگر بحیرہ نے تو ابھی کچھ بھی نہ دیکھا تھا اس لیے انہوں نے بطور تعجب پوچھا۔ ۷؎ بحیرہ راہب اس زمانے کے اولیاء اللہ میں سے تھا اس نے اپنے کشف سے ان تمام کا سجدہ میں گرنا دیکھ لیا اور لوگ نہیں دیکھ سکے درخت و پتھروں کے سجدہ کی نوعیت کیا تھی یہ دیکھنے والے ہی جانیں خیال رہے کہ اولیاء اللہ کا وجود دین کی حقانیت کی دلیل ہے جس دین میں اولیاء اللہ ہوں وہ سچا ہے جس درخت میں پھل پھول ہو اس کی جڑ ہری ہے چونکہ اس وقت عیسائیت تھی وہاں اولیاء اللہ تھے منسوخ ہوتے ہی وہاں ولایت نہ رہی مسلمانوں کے صدہا فرقے ہیں مگر سواء اہل سنت کے اولیاء اللہ کسی فرقہ میں نہیں پتہ لگا کہ یہی مذہب برحق ہے۔ ۸؎ خیال رہے کہ انسانوں کے سوا تمام چیزیں حضور کو سجدہ کرتی تھیں اونٹوں نے حضور کو سجدہ کیا یہاں معلوم ہوا کہ درختوں پتھروں نے حضور کو سجدہ کیا۔ انسانوں کو بھی سجدہ سر حرام ہے دل و جان و ایمان حضور کو سجدہ کناں ہیں۔ شعر:-

گو سجدہ سر ہے ان کو منع لیکن دل و جان ہیں سجدہ کنان ۔۔۔ ہے حکم شریعت سر پہ رواں دل و جان نے اجازت پائی ہے

۹؎ بعض روایات میں ہے کہ اس نے حضور کی مہر نبوت کی زیارت کی اور اہل مکہ سے حضور انور کے سونے جاگنے کھانے پینے چلنے پھرنے وغیرہ کے حالات پوچھے سب کچھ انجیل کی مذکورہ علامت کے موافق پایا (اشعہ) غضروف وہ نرم ہڈی جو جوڑوں کے ملنے کی جگہ ہوتی ہے نہ گوشت کی طرح بالکل نرم نہ ہڈی کی طرح ایک دم سخت (لمعات) یہ ہڈی اور گوشت کے درمیان وابستہ ہوتی ہے ۱۰؎ یعنی یہ راہب کھانا پکا کر ان لوگوں کے پاس لایا یہ سب لوگ اپنی جگہ موجود تھے حضور انور یہاں نہ تھے آپ اونٹ چرانے کچھ فاصلے پر تھے اس نے سمجھا کہ جس دولہا کی خاطر یہ کھانا پکایا گیا ہے وہ تو یہاں موجود نہیں برات بغیر دولہا کیسے سجے بولا دولہا کو بلاؤ پھر کھانا کھاؤ۔ ۱۱؎ خیال رہے کہ گرمی میں دن کے وقت حضور انور پر بادل سایہ کرتا تھا۔ رات کو کبھی نہیں دن میں سردی کے موسم میں بادل سایہ نہیں کرتا تھا تاکہ گرمی میں حضور کو دھوپ کی تکلیف نہ ہو اور اول ہی سے جسم پاک بے سایہ تھا خوشبودار تھا کبھی جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی یہ حضور انور کے ارہاصات ہیں جو ظہور نبوت سے پہلے ظاہر تھے بعض نادان کہتے ہیں کہ جب حضور انور پر بادل سایہ کیے رہتا تھا تو جسم اقدس کا بے سایہ ہونا کیونکر معلوم ہوا، ان کا یہ سوال عبث ہے کیونکہ سایہ صرف دھوپ میں نہیں پڑتا بلکہ چاندنی میں شمع کے سامنے بھی پڑتا ہے نیز رات میں اور سردیوں کے دن میں بادل سایہ نہیں کرتا تھا اس سے بے سایہ ہونا ظاہر ہو جاتا تھا ۱۲؎ یعنی جس درخت کے نیچے ان تمام کو کھانا کھلانے کا انتظام کیا گیا تھا اس درخت کا سایہ پر ہو چکا تھا لوگ وہاں بیٹھ چکے تھے حضور انور مجمع کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ جہاں درخت کا سایہ نہ تھا۔ خیال رہے کہ بادل حضور پر چھتری کی طرح سایہ کرتا تھا کہ صرف آپ پر سایہ رہے تاکہ معجزہ ہونا ثابت ہو لہذا یہاں یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ حضور کو درخت کے سایہ کی ضرورت ہی نہ تھی آپ پر تو بادل کا سایہ تھا نیز درخت بھی حضور انور کی خدمت کرنا چاہتا تھا۔ رب کی مرضی تھی کہ محبوب کا یہ دوسرا معجزہ ظاہر ہو۔ خیال رہے کہ یہ درخت حضور کی خدمت میں جھک گیا، اس بے سایہ والے پر اپنا سایہ ڈال دیا۔ اس طرح کہ دوسرے کنارہ کے لوگ سایہ سے نکل کر دھوپ میں ہو گئے تاکہ سب کو اس معجزہ کا مشاہدہ ہو مرقات نے فرمایا کہ اس وقت بادل ہٹ گیا اور درخت کا سایہ حضور پر پڑنے لگا ۱۳؎ بحیرہ نے کہا کہ ان کی شہرت دنیا بھر میں پہنچ چکی ہے رومی کفار ان کے درپئے آزار ہیں ایسا نہ ہو کہ ان کو قتل کر دیں ان کی حفاظت کرو مکہ واپس بھیج دو۔ ابو طالب نے منظور کر لیا حاکم کی روایت میں ہے کہ اس دوران میں راہب کو سات

رومی ملے جو حضور انور کے قتل کے ارادے سے اس طرف آتے تھے انہیں بھی کاہنوں نے پتہ بتایا تھا کہ نبی آخر الزمان اس ماہ اس راستہ سے گزریں گے بحیرہ نے بمشکل انہیں واپس کیا (اشعۃ) ۱۴ابن حجر نے اصابہ میں فرمایا کہ حدیث بالکل صحیح ہے اس کے راوی سارے ثقہ ہیں اتنی عبارت کہ ابوبکر صدیق نے بلال کو حضور انور کے ساتھ بھیجا کسی کی ملائی ہوئی ہے یہ باطل محض ہے کیونکہ بلال تو اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق اڑھائی سال حضور سے چھوٹے تھے اس وقت حضور انور کی عمر بارہ سال تھی تو جناب صدیق کی عمر ساڑھے نو سال تھی غرضیکہ اتنی روایت غلط ہے (لمعات، مرقات، اشعہ) ۱۵امام قیروی کعب نے فرمایا کہ اس حدیث کی اسناد کے تمام راوی مسلم بخاری کے راوی ہیں سارے ثقہ ہیں (اشعہ) ۱۶غالبًا یہ واقعہ ظہور نبوت کے بعد کا ہے آپ کسی کام کے لیے حضور کے ساتھ مکہ کے اطراف میں گئے تھے ۱۷ظاہر یہ ہے کہ درختوں پہاڑوں پتھروں کا یہ سلام حضرت علی نے خود سنا لہٰذا اس واقعہ میں حضور کے معجزے حضرت علی کی کرامت دونوں کا ذکر ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمارا یہ عرض کرنا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ شرک یا حرام نہیں بالکل جائز ہے اسے تو پتھر درخت بھی حرام نہیں سمجھتے اس کے منکرین پتھروں جانوروں سے بھی بدتر ہیں ہم نماز میں پڑھتے ہیں السلام علیک ایھا النبی۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِالْبُرَاقِ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِہٖ مُلْجَمًا مُسْرَجًا فَاسْتَصْعَبَ عَلَیْہِ فَقَالَ لَہٗ جِبْرِیْلُ اَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ ھٰذَا فَمَا رَکِبَکَ اَحَدٌ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ مِنْہُ قَالَ فَارْفَضَّ عَرَقًا۔ (اَلتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ)

(۵۶۶۱) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس رات جس رات میں معراج کرائی گئی، براق لایا گیا لگام و زین دیا ہوا تو آپ پر اس نے سرکشی کی ۱تو اس سے جبرائیل نے کہا کہ کیا محمد کے ساتھ تو یہ کرتا ہے ۲ان سے زیادہ اللہ کے نزدیک عزت والا تجھ پر کوئی نہیں سوار ہوا ۳فرمایا وہ پسینہ سے نچوڑ گیا ۴(ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۶۶۱) ۱یعنی کودنے اچھلنے لگا یہ کودنا اچھلنا خوشی میں تھا مگر اس سے سواری میں دقت واقع ہوئی خیال رہے کہ معراج میں براق کی سواری حضور کے اعزاز کے لیے تھی ورنہ حضور کو سواری کی کوئی ضرورت نہ تھی حضرات انبیاء کرام اس رات بیت المقدس میں پھر آسمانوں پر بغیر سواریوں کے گئے کیونکہ وہ حضرات اس رات براتی تھے حضور دولہا تھے دولہا سواری پر ہوتے ہیں براتی پیدل ۲یعنی اے براق تیری یہ شوخی اگرچہ فخر یا خوشی سے ہے مگر بے ادبی ظاہر کررہی ہے تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کر یہاں ادب کی جگہ ہے ۳بعض لوگوں نے اس عبارت سے دھوکا کھایا ہے کہ اس براق پر حضرات انبیاء کرام سوار ہوتے رہے ہیں آج حضور سوار ہورہے ہیں مگر یہ استدلال بہت کمزور ہے اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اور لوگ سوار تو ہوئے ہیں مگر وہ حضور کی طرح معزز و مکرم نہ تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کوئی سوار ہوا ہی نہیں یہ تجھ پر پہلے سوار ہیں اور سب سے بے مثال ہیں کسی نبی کو نہ تو معراج ہوئی نہ انہیں کبھی براق کی سواری کی ضرورت پیش آئی ۴یہاں مرقات نے فرمایا کہ براق کی اچھل کود خوشی میں تھی اور یہ پسینہ آنا بے ادبی کی شرمندگی سے ہوا بعض واعظین بیان کرتے ہیں کہ براق نے حضور سے وعدہ لیا کہ قیامت میں آپ مجھے اپنی سواری کے لیے منتخب فرمائیں وعدہ فرمایا تب وہ خاموش کھڑا ہوگیا یہ روایت کسی معتبر کتاب میں نہیں ملی واللہ اعلم اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اچھل کود ناز کی تھی شعر:-

کشادہ دست کرم جب وہ بے نیاز کرے
نیاز مند نہ کیوں عاجزی سے ناز کرے

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا انْتَهَيْنَا اِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ قَالَ جِبْرَئِيْلُ بِاِصْبَعِهٖ فَخَرَقَ بِهَا الْحَجَرَ فَشَدَّ بِهِ الْبُرَاقَ . (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۶۶۲) روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ہم بیت المقدس تک پہنچے تو جبرائیل نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا جس سے پتھر چر گیا اس سے براق باندھا[۱] (ترمذی)

(۵۶۶۲) [۱] میں نے اس پتھر کے سوراخ میں پیتل کے کڑے کی زیارت کی ہے جس پر براق باندھا گیا تھا اب وہ جگہ زمین دوز ہوگئی ہے کئی سیڑھیاں اتر کر وہاں پہنچنا ہوتا ہے وہاں اندھیرا ہے روشنی کر کے نوافل پڑھے جاتے ہیں یہ جگہ مسجد اقصیٰ میں بائیں ہاتھ پر واقع ہے۔ یہاں انبیاء کرام اپنے گھوڑے باندھا کرتے تھے یہ سوراخ بند ہوگیا تھا۔ جبرائیل امین نے اشارہ سے یہ سوراخ کھول دیا۔ لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ ہمارا براق اس حلقہ سے باندھا گیا۔ جس سے انبیاء کرام باندھا کرتے تھے۔

وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ ثَلٰثَةُ اَشْيَآءَ رَاَيْتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَهٗ اِذْ مَرَرْنَا بِبَعِيْرٍ يُسْنٰى عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰهُ الْبَعِيْرُ جَرْجَرَ فَوَضَعَ جِرَانَهٗ فَوَقَفَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ صَاحِبُ هٰذَا الْبَعِيْرِ فَجَآءَهٗ فَقَالَ بِعْنِيْهِ وَقَالَ بَلْ نَهَبُهٗ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّهٗ لِاَهْلِ بَيْتٍ مَالَهُمْ مَعِيْشَةٌ غَيْرُهٗ قَالَ اَمَّا اِذْ ذَكَرْتَ هٰذَا مِنْ اَمْرِهٖ فَاِنَّهٗ شَكٰى كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ الْعَلَفِ فَاَحْسِنُوْا اِلَيْهِ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى نَزَلْنَا مَنْزِلًا فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَتْ شَجَرَةٌ تَشُقُّ الْاَرْضَ حَتّٰى غَشِيَتْهُ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَكَانِهَا فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ هِيَ شَجَرَةٌ اِسْتَاْذَنَتْ رَبَّهَا فِيْ اَنْ تُسَلِّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنَ لَهَا قَالَ ثُمَّ سِرْنَا فَمَرَرْنَا بِمَآءٍ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ بِابْنٍ لَهَا بِهٖ جِنَّةٌ فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْخِرَهٗ ثُمَّ قَالَ اخْرُجْ فَاِنِّيْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ سِرْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مَرَرْنَا بِذٰلِكَ الْمَآءِ فَسَاَلَهَا عَنِ الصَّبِيِّ فَقَالَتْ

(۵۶۶۳) روایت ہے حضرت یعلی ابن مرہ ثقفی سے[۱] فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین چیزیں دیکھیں جب کہ ہم حضور کے ساتھ چل رہے تھے کہ ہم ایک اونٹ پر گزرے، جس پر پانی دیا جا رہا تھا[۲] تو جب حضور کو اونٹ نے دیکھا تو چیخا اپنی گردن رکھ دی[۳] اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے فرمایا اس اونٹ کا مالک کہاں ہے وہ حضور کے پاس آیا فرمایا اسے میرے ہاتھ بیچ دے[۴] اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم یہ حضور کو ہبہ کرتے ہیں یہ ایسے گھر والوں کا ہے جن کے پاس اس کے سوا کوئی ذریعہ معاش نہیں[۵] فرمایا جب تم نے اس کا یہ حال بیان کیا تو اس نے زیادتی کام اور چارہ کی کمی کی شکایت کی تم اس سے اچھا سلوک کرو[۶] پھر ہم چلے حتیٰ کہ ایک منزل میں اترے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے ایک درخت زمین چیرتا ہوا آیا حتیٰ کہ آپ پر سایہ کر لیا پھر اپنی جگہ لوٹ گیا[۷] پھر جب بیدار ہوئے تو میں نے حضور سے یہ ذکر کیا فرمایا یہ وہ درخت ہے جس نے اپنے رب سے یہ اجازت چاہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرے تو اسے اجازت دے دی[۸] راوی نے کہا کہ پھر ہم ایک گھاٹ پر گزرے تو آپ کے پاس ایک عورت اپنا بچہ لائی جسے دیوانگی تھی[۹] تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بانسہ پکڑا پھر فرمایا کہ نکل میں محمد رسول اللہ ہوں[۱۰] پھر ہم چلے تو جب لوٹے تو اس گھاٹ پر گزرے اس سے بچے کے متعلق پوچھا وہ بولی اس کی قسم جس نے آپ

وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَارَاَیْنَامِنْهُ رَیْبًا بَعْدَكَ. (رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ) کوحق کے ساتھ بھیجا آپ کے بعد ہم نے اس سے کوئی شبہ کی چیز نہ دیکھی۱۱(شرح سنہ)

(۵۶۶۳)۱آپ مشہور صحابی ہیں قبیلہ بنی ثصیف سے ہیں۔حدیبیہ، فتح خیبر، حنین، طائف وغیرہ کے جہادوں میں حاضر رہے آپ نے ایک سفر میں حضور کے تین معجزے دیکھے اس کا بیان فرمارہے ہیں یہ پتہ نہیں چلا کہ کس سفر میں تھے اور یہ واقعہ کب کا ہے۔۲یسنی بنا ہے سنی سے بمعنی کھیت کو پانی دینا اس سے ہے سانیہ وہ اونٹنی جس سے کھیت کو پانی دیا جائے یعنی اس وقت کھیت والے اس پر کھیت کو پانی دے رہے تھے۳اونٹ کی لمبی گردن سینے سے سرتک کو خیران کہتے ہیں یعنی وہ حضور انور کے سامنے اس طرح بیٹھ گیا کہ اپنی ساری گردن زمین پر بچھادی اس نے اس طرح اپنی انتہائی عاجزی ظاہر کی۴اسے ہم پال لیں گے یہ تیرے پاس تنگ ہے حضور آفت زدوں کے غم خوار ہیں بیکسوں کے غمگسار جن کی کوئی قیمت نہ ہوان مولے ہوں ان کے خریدار ہیں۔شعر:۔

بے یار و مددگار جسے کوئی نہ پوچھے ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا

۵یعنی ان لوگوں کا سہارا ان کا گزارہ اس اونٹ سے ہے حضور چاہیں تو قبول فرمالیں ہم کو کوئی عذر نہیں۶یعنی اچھا ہم نہیں خریدتے تم اپنے پاس رکھو مگر اس سے کام کم لو چارہ زیادہ دو اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور انور جانوروں کی بولی بھی سمجھتے ہیں حضرت سلیمان صرف چڑیوں چیونٹیوں کی بولی سمجھتے تھے۔حضور شجر و حجر خشک و تر ساری مخلوق کی بولی جانتے ہیں دوسرے یہ کہ حضور حاجت روا مشکل کشا ہیں یہ وہ مسئلہ ہے جسے جانور بھی مانتے ہیں جو انسان مسلمان ہو کر حضور کو حاجت روا مشکل کشا نہ مانے وہ جانوروں سے بدتر ہے تیسرے یہ کہ حضور کی کچہری میں جانور بھی فریادی ہوتے تھے۔شعر:۔

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی دوا اس در پر شتران ناشاد شکوہ رنج و عناد کرتے ہیں

لہٰذا اپنا ہر دکھ درد حضور سے کہو فریاد کرو۷اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کے معجزات سوتے میں بھی جاری رہتے تھے۔صرف بیداری پر ہی منحصر نہ تھے۔۸یعنی درخت کی یہ حاضری صرف سایہ کرنے کے لیے نہ تھی بلکہ مجھے سلام کرنے کے لیے تھی اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کو جانور درخت بھی سلام کرتے ہیں دوسرے یہ کہ حضور انور سوتے میں بھی سلام کرنے والوں کے سلام سنتے انہیں جواب دیتے ہیں آج بھی بعد وفات حضور کو دنیا سلام کرتی ہے۔تیسرے یہ کہ اللہ تعالٰی خود اپنی مخلوق کو حضور کی بارگاہ میں سلام کرنے بھیجتا ہے۔دیکھو درخت اللہ تعالٰی سے اجازت لے کر سلام کرنے آیا تھا رہی یہ بات کہ درخت کو رب تعالٰی نے کیسے اجازت دی اور درخت نے یہ اجازت کیونکر معلوم کی اس میں بڑی دراز گفتگو ہے حق یہ ہے کہ درختوں پتھروں کے بھی قدرتی دل ہیں ان کے دل میں ڈال دینا اللہ کی اجازت ہے رب فرماتا ہے وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی یہ ہے اللہ کا ان سے کلام فرمانا۹وہ عورت اپنے دیوانہ بچے کو حضور کے پاس لائی تاکہ اسے حضور کے دم اور حضور کی برکت سے شفاء نصیب ہو معلوم ہوا کہ حاجت مندوں کا حضور کے دروازے پر جانا سنت صحابہ ہے۔۱۰اس میں خطاب اس بچہ کی بیماری یعنی دیوانگی سے ہے اور اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ میں وجہ خطاب کا ذکر ہے یعنی تو اس میں سے نکل جا کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں اس شان رسالت سے تجھ کو نکل جانے کا حکم دے رہا ہوں معلوم ہوا کہ حضور کی حکومت بیماریوں پر بھی ہے آپ کا حکم ان پر بھی جاری ہے دیکھو حضور انور نے نہ تو کوئی دوا بتائی نہ کوئی دعا پڑھ کر دم کیا بلکہ اسے نکل جانے کا حکم شاہانہ دیا اور بیماری نے اطاعت کی ہم نے عرض کیا ہے۔

تخت ہے ان کا تاج ہے ان کا — دونوں جہاں میں راج ہے ان کا
جن و ملک ہیں ان کے سپاہی — رب کی خدائی میں ان کی شاہی

۱؎ یعنی وہ بیماری جڑ سے جاتی رہی پھر اس کا شائبہ بھی نہ ہوا۔ سبحان اللہ یہ ہے حضور کی بادشاہت۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ امْرَأَةً جَآءَتْ بِابْنٍ لَّهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِىْ بِهٖ جُنُوْنٌ وَّاِنَّهٗ لَيَاْخُذُهٗ عِنْدَ غَدَائِنَا وَعَشَآئِنَا فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهٗ وَدَعَا ثَعَّةً وَّخَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ مِثْلُ الْجِرْوِ الْاَسْوَدِ يَسْعٰى۔ (رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ)

(۵۶۶۴) روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ ایک عورت اپنے بچہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی بولی یا رسول اللہ میرے اس بچہ کو دیوانگی ہے اور اسے جنون شام سویرے پکڑتا ہے ۱؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی اسے قے ہوئی اور اس کے پیٹ سے کالا سا پلا سا نکلا جو چلتا تھا ۲؎ (دارمی)

(۵۶۶۴) ۱؎ یعنی اسے دیوانگی ہمیشہ نہیں رہتی بلکہ صبح شام ظاہر ہوا کرتی ہے ۲؎ یہ واقعہ دوسرا ہے پچھلی حدیث میں جو گزرا وہ واقعہ دوسرا تھا وہاں اس میں کیڑے کے نکلنے کا ذکر نہ تھا جرو کہتے ہیں کتیا کے پلے بچے کو، وہ کیڑا اسی شکل و شباہت کا تھا وہ دراصل جنون تھا جو کیڑے کی شکل میں تھا بیماریوں کی بھی شکلیں ہوتی ہیں جو اللہ والوں کو نظر آتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون کو ایک کالی عورت کی شکل میں ملاحظہ فرمایا۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَآءَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ حَزِيْنٌ قَدْ تَخَضَّبَ بِالدَّمِ مِنْ فِعْلِ اَهْلِ مَكَّةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ تُحِبُّ اَنْ تُرِيَكَ اٰيَةً قَالَ نَعَمْ فَنَظَرَ اِلٰى شَجَرَةٍ مِّنْ وَّرَآئِهٖ فَقَالَ اُدْعُ بِهَا فَدَعَا بِهَا فَجَآءَتْ فَقَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مُرْهَا فَلْتَرْجِعْ فَاَمَرَهَا فَرَجَعَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبِىْ حَسْبِىْ۔
(رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ)

(۵۶۶۵) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے جبکہ آپ غمگین بیٹھے تھے مکہ والوں کی ایذا رسانی کی وجہ سے خون سے رنگین تھے ۱؎ عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو ایک نشان دکھاؤں ۲؎ فرمایا ہاں انہوں نے آپ کے پیچھے ایک درخت کی طرف دیکھا عرض کیا اسے بلایئے حضور نے اسے بلایا وہ آگیا آپ کے سامنے کھڑا ہوگیا ۳؎ پھر عرض کیا اسے حکم دیجئے کہ لوٹ جائے حضور نے اسے حکم دیا وہ لوٹ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کافی ہے ۴؎ (دارمی)

(۵۶۶۵) ۱؎ یہ واقعہ غزوۂ اُحد کا ہے جبکہ حضور انور پر تلوار و نیزوں کے ستر وار کیے گئے جن سے اللہ نے آپ کو محفوظ رکھا مگر ایک پتھر سر مبارک پر لگا دوسرا دانت شریف پر ایک پتھر سے آپ کی انگلی شریف زخمی ہوگئی ان تین زخموں کی وجہ سے آپ خونا خون ہوگئے اور آپ کو بہت تکلیف پہنچی (مرقات، للمعات، اشعۃ) ۲؎ یعنی آپ کو آپ کی سلطنت خداداد دکھاؤں کہ اللہ نے آپ کا راج ساری مخلوق پر قائم فرمایا ہے اگرچہ بعض لوگ نادانی سے آپ کی حکومت نبوت نہ مانیں آیت سے مراد حضور کا وہ معجزہ ہے۔ جس کا تعلق حضور کے خداداد اختیار سے ہے۔ ۳؎ یعنی حضور کے بلانے پر درخت بے توقف چلا آیا ۴؎ یعنی اب مجھے کفار کی مخالفت یا ان کی ایذا رسانی کی کوئی پرواہ نہیں جب مجھے اللہ

تعالیٰ نے ایسی حکومت بخشی ہے تو ان کفار کا نہ ماننا مجھے ایذائیں دینا ایک عارضی چیز ہے یہ سب میرے زیرنگیں آنے والے ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَقْبَلَ اَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا دَنٰى قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ قَالَ وَمَنْ يَّشْهَدُ عَلٰى مَا تَقُوْلُ قَالَ هٰذِهِ السَّلَمَةُ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِيْ فَاَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلَاثًا فَشَهِدَتْ ثَلٰثًا اَنَّهُ كَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَنْبَتِهَا. (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

(۵۶۶۶) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک بدوی آیا جب قریب ہوا تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں۱ اور یہ کہ حضور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں وہ بولا جو آپ کہتے ہیں اس پر گواہی کون دیتا ہے۲ فرمایا یہ درخت، خاردار۳ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا وہ جنگل کے کنارہ پر تھا وہ زمین چیرتا ہوا آیا حتیٰ کہ آپ کے سامنے کھڑا ہوگیا پھر حضور نے اس سے تین بار گواہی لی اس نے تین بار گواہی دی۴ کہ حضور ویسے ہی ہیں جیسے انہوں نے فرمایا پھر اپنے جھاڑی کی طرف لوٹ گیا۵ (دارمی)

(۵۶۶۶)۱ یہ سفر یا تو جہاد کا تھا یا عمرے کا کچھ پتہ چلا نہیں (مرقات) تشہد سے پہلے ہمزہ استفہامیہ پوشیدہ ہے۔ حضور انور نے اس سے یہ سوال فرمایا۲ یعنی انسانوں کے علاوہ اور کون شخص ہے جو آپ کی نبوت پر گواہی دے (اشعہ) اس نے نبی کے اختیار ان کی سلطنت خداداد دیکھ کر مسلمان ہونا چاہا۳ سلمہ کا ترجمہ ہے ببول (کیکر) جس کے پتوں کو عربی میں قرظ کہتے ہیں جس سے کھال رنگی جاتی ہے یعنی پکائی جاتی ہے اس کی جمع سلام ہے بغیرت کے (مقرتا)۴ یہ گواہی وہ بدوی اپنے کانوں سے سن رہا تھا اس کا آنا جانا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے ایک معجزہ مانگا تھا حضور انور نے اسے دو معجزے دکھائے درخت کا آنا جانا گواہی دینا ورنہ ہوسکتا تھا کہ حضور خود اس درخت کے پاس جاتے اس سے گواہی لے لیتے۵ اس واقعہ کو امام بوصیری نے قصیدہ بردہ شریف میں یوں بیان فرمایا ہے۔

جاءت لدعوته الاشجار ساجدة ... تمشی الیه علی ساق بلا قدم

حضرت حسان یوں بیان فرماتے ہیں۔

نطق الحجر جاء الشجر شق القمر باشارته

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمَا اَعْرِفُ اَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ اِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ يَشْهَدُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ

(۵۶۶۷) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا بولا میں کیسے پہچانوں کہ آپ نبی ہیں۱ فرمایا اگر میں اس خوشہ کو اس درخت سے بلاؤں تو وہ گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۲ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گر گیا پھر فرمایا لوٹ جا وہ لوٹ گیا ۳ یہ دیہاتی مسلمان ہوگیا۴

الْاَعْرَابِیُّ ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ صَحَّحَہٗ) (ترمذی)

(۵۶۶۷)۱؎ یعنی مجھے کوئی معجزہ دکھائیں جس سے میں آپ کی نبوت پہچانوں معلوم ہوا کہ معجزہ نبوت کی دلیل ہوتا ہے دیگر انبیاء کرام کو گنے چنے معجزے عطا ہوئے، حضور کے معجزات بے شمار گزشتہ نبیوں کے معجزات ان کی وفات پر ختم ہو گئے حضور کے بہت سے معجزے تا قیامت باقی ۲؎ عذق کا ترجمہ اردو میں ہے گدھا یعنی درخت کی وہ موٹی شاخ جس میں چھوٹی اور پتلی بہت سی شاخیں ہوں یہ تحقیق ہے مرقات کی مگر للمعات اور اشعہ میں ہے عذق بمعنی خوشہ یہاں بمعنی خوشہ ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۳؎ یعنی اس خوشہ گچھے کی کھجوریں ایک ایک کر کے آپ کے دامن میں گری پھر اسی طرح اوپر اٹھ گئیں اور اپنے خوشہ سے الگ گئی ان کا یہ آنا جانا ہی گویا ان کی گواہی تھی۔ ۴؎ حضور پر ایمان مختلف ذریعوں سے لوگوں کو حاصل ہوا ہے کوئی آپ کو دیکھ کر ہی ایمان لایا کوئی آپ کے صفات عالیہ میں غور کر کے کوئی آپ کا کلام سن کر اور کوئی صرف نام سن کر کوئی کسی خاص معجزے سے یہ اعرابی اس آخری قسم میں سے تھا جو معجزہ دیکھ کر ایمان لایا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَآءَ ذِئْبٌ اِلٰی رَاعِیْ غَنَمٍ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِیْ حَتّٰی انْتَزَعَهَا مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلٰی تَلٍّ فَاَقْعٰی وَاسْتَثْفَرَ وَقَالَ قَدْ عَمَدْتُ اِلٰی رِزْقٍ رَزَقَنِیْهِ اللّٰهُ اَخَذْتُهٗ ثُمَّ انْتَزَعْتَهٗ مِنِّیْ فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللّٰهِ اِنْ رَاَیْتُ كَالْیَوْمِ ذِئْبٌ یَتَكَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ اَعْجَبُ مِنْ هٰذَا رَجُلٌ فِی النَّخَلَاتِ بَیْنَ الْحَرَّتَیْنِ یُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضٰی وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ یَهُوْدِیًّا فَجَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ وَاَسْلَمَ فَصَدَّقَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا اَمَارَاتٌ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ قَدْ اَوْشَكَ الرَّجُلُ اَنْ یَّخْرُجَ فَلَا یَرْجِعُ حَتّٰی یُحَدِّثَهٗ نَعْلَاهُ وَسَوْطُهٗ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهٗ بَعْدَهٗ ۔

(رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

(۵۶۶۸) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا کسی بکریوں کے چرواہے کی طرف گیا ان میں سے ایک بکری پکڑی اسے چرواہے نے تلاش کیا حتیٰ کہ بکری کو اس سے چھڑا لیا ۱؎ فرمایا کہ بھیڑیا ٹیلہ پر چڑھ گیا وہاں بیٹھ گیا اور دم دبالی اور بولا کہ میں نے اس روزی کا ارادہ کیا جو مجھے اللہ نے دی میں نے اسے لیا پھر تو نے وہ مجھ سے چھین لی ۲؎ تو یہ شخص بولا اللہ کی قسم میں نے آج جیسا واقعہ کبھی نہ دیکھا بھیڑیا باتیں کر رہا ہے ۳؎ تو بھیڑیا بولا کہ اس سے عجیب تو یہ ہے کہ ایک صاحب دو پہاڑوں کے بیچ کھجوروں کے جھنڈوں میں ۴؎ تم کو ساری گزشتہ اور بعد میں آنے والی باتوں کی خبر دے رہے ہیں ۵؎ وہ شخص یہودی تھا ۶؎ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو یہ خبر دی اور مسلمان ہو گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قیامت کے آگے نشانیاں ہیں ۷؎ قریب ہے کہ ایک شخص نکلے گا تو نہ بولے گا حتیٰ کہ اس کے جوتے اور اس کا کوڑا اسے ان باتوں کی خبریں دیں گے جو اس کے پیچھے اس کے گھر والوں نے کیں ۸؎ (شرح سنہ)

(۵۶۶۸)۱؎ یعنی چرواہے نے بھیڑیئے کا پیچھا کر کے شور مچا کر اس کو مار پیٹ کر اس کے منہ سے بکری چھڑا لی یہ اس کی بہادری تھی ورنہ بلی کے منہ سے چڑیا چھڑانا مشکل ہے ۲؎ یعنی تو نے مجھ پر ظلم کیا کہ رب کی دی ہوئی روزی مجھ سے چھین لی ۳؎ یعنی میں نے ایسا کبھی نہ دیکھا نہ سنا کہ بھیڑیا انسان سے انکی فصیح زبان میں باتیں کرے یہ تو عجیب تر بات ہے یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات شریف

میں ہوا جبکہ حضور ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آ گئے تھے یہ شخص حضور انور سے بالکل بے خبر تھا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔۴ اس سے مراد زمین مدینہ ہے کہ یہ دو سیاہ پہاڑوں کے بیچ میں ہے اور اس میں کھجوروں کے درخت بہت ہیں جیسا کہ زیارت کرنے والوں پر ظاہر ہے۔۵ یعنی تمام غیبی خبریں دے رہے ہیں از آدم علیہ السلام تا روز قیامت ہر بات لوگوں کو بتا رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا علم غیب جانور بھی جانتے تھے جو انسان ہو کر اس کا انکار کرے وہ جانوروں سے بھی گیا گزرا ہے۶ یہ شخص وہ صحابی ہیں جنہیں بھیڑیئے کے ذریعہ ایمان ملا۔ بعض صحابہ کو تابعین کے ذریعہ ایمان ملا جیسے حضرت عمرو بن عاص کو ایمان ملا، نجاشی شاہ حبشہ کے ذریعہ اور نجاشی تابعی تھے۔ یار کے جلوے رنگ برنگے ہیں کسی کو صحابہ کے ذریعہ ایمان دیتا ہے اور کسی کے ذریعہ صحابی کو ایمان ملتا ہے۔ اس یہودی کا نام ہبار ابن اوس خزاعی ہے اور اس کا لقب معلم الذئب ہے۔ یعنی جس سے بھیڑیئے نے کلام کیا (از مرقات) ۷ یعنی بھیڑیئے کا انسان سے یہ کلام کرنا علامات قیامت سے ہے اب قیامت قریب ہے اور یہ حضور انور کا معجزہ بھی ہے معجزے کے لیے تصرف ضروری نہیں۔ حسن یوسفی، لحن داؤدی ان حضرات کے معجزے تھے حالانکہ وہ ان میں تصرف نہیں کرتے تھے ۸ یعنی قریب قیامت کوئی شخص اپنا جوتا اپنا کوڑا اپنے گھر چھوڑ جائے گا وہ دونوں گھر والوں کی آوازیں ان کے کام کیچ کر لیں گے اس شخص کے آنے پر یہ دونوں سب کچھ بتا دیں گے۔ یہ زمانہ اب بہت ہی قریب معلوم ہوتا ہے ایسے آلات ایجاد ہو چکے ہیں کہ جو آوازیں صورتیں کیچ (جذب) کر لیتے ہیں اور مشین پر لگانے سے سب کچھ بول دیتے ہیں جیسے ٹیپ ریکارڈ وغیرہ۔ ٹیلی ویژن نے تو کمال کر دیا ہے کہ وہ تو صورت بھی اپنے میں کیچ کر کے سب کو دکھا دیتا ہے۔

وَعَنْ اَبِی الْعَلَآءِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَدَاوَلُ مِنْ قَصْعَةٍ مِنْ غُدْوَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ يَقُوْمُ عَشَرَةٌ وَّيَقْعُدُ عَشَرَةٌ قُلْنَا فَبِمَا كَانَتْ تُمَدُّ قَالَ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ تَعْجَبُ مَا كَانَتْ تُمَدُّ اِلَّا مِنْ هٰهُنَا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلَى السَّمَآءِ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

(۵۶۶۹) روایت ہے حضرت ابو العلاء سے۱ وہ سمرہ ابن جندب سے راوی ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک پیالہ سے صبح سے رات تک باری باری کھاتے رہتے تھے کہ دس اٹھتے اور دس بیٹھتے تھے۲ ہم نے کہا کہ کہاں سے بڑھتا تھا۳ فرمایا تم کس چیز سے تعجب کرتے ہو وہ نہ بڑھتا تھا مگر وہاں سے اور اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۴ (ترمذی، دارمی)

(۵۶۶۹) ۱ ابو العلاء عین کے فتح سے تابعی ہیں آپ کا نام یزید ابن عبداللہ ابن شخیر ہے (۱۱۱ھ) ایک سو گیارہ میں آپ کی وفات ہوئی (اکمال، مرقات) ۲ یعنی ایک بار ہم نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ بلکہ تجربہ کیا کہ ایک پیالہ کھانا سینکڑوں آدمیوں کو کافی ہوا کہ صبح سے شام تک لوگ اس سے کھاتے رہے سیر ہوتے رہے یہ پتہ نہیں چلا کہ یہ واقعہ کس وقت اور کس جگہ کا ہے۔ ۳ مشکوۃ شریف کے بعض نسخوں میں فمما ہے مطلب دونوں کا ایک ہی ہے کہ یہ برکت کہاں سے آ رہی تھی فمما کی من ابتدائیہ ہے اور جن نسخوں میں من نہیں ہے تب بھی مطلب یہی ہے کہ وہ کیا چیز تھی جو برکت کا باعث تھی۔۴ غالب یہ ہے کہ سائل ابو العلاء ہیں اور جواب دینے والے حضرت سمرہ ابن جندب ہیں ہو سکتا ہے کہ کوئی اور صاحب سائل ہوں جواب دینے والے ابو العلاء ہوں۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِيْ ثَلٰثِمِائَةٍ وَّخَمْسَةَ عَشَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ عُرَاةٌ

(۵۶۷۰) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے دن تین سو پندرہ حضرات کی جماعت میں تشریف لے گئے ۱ عرض کیا الٰہی یہ ننگے پاؤں ہیں انہیں سواری

فَاكْسُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَاشْبِعْهُمْ فَفَتَحَ اللّٰهُ لَهٗ فَانْقَلَبُوْا وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ اَوْ جَمَلَيْنِ وَاكْتَسَوْا وَشَبِعُوْا۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

دے، الٰہی یہ ننگے بدن ہیں انہیں لباس دے۲ الٰہی یہ بھوکے ہیں انہیں سیر فرمادے اللہ نے حضور کو فتح دی ان غازیوں میں کوئی شخص نہ تھا مگر وہ ایک یا دو اونٹ لے کر لوٹا انہیں کپڑا بھی ملا اور وہ سیر ہوئے ۳ (ابوداؤد)

(۵۶۷۰)۱ مشہور یہ ہے کہ غازیان بدر تین سو تیرہ تھے جن میں ستتر مہاجرین تھے اور دو سو چھتیس انصاری تھے (دیکھو اشعۃ اللمعات)۲ ان بزرگوں کے پاس سامان جنگ حسب ذیل تھا۔شعر:-

تھے ان کے ساتھ دو گھوڑے چھ زرہیں آٹھ شمشیریں ‏ پلٹنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

یہ لشکر ساری دنیا میں انوکھا اور نرالا تھا ‏ کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا!

یہ بے سروسامانی دیکھ کر حضور انور نے یہ دعا کی جو قبول ہوئی ۳ حضور انور کی یہ دعا حرف بہ حرف قبول ہونا اور صرف ایک دن کے بعد ہی اس کا ظہور ہونا حضور انور کا معجزہ ہے ان غازیوں کو کپڑا، سواریاں بے شمار ہاتھ آیا اور کفار مکہ اپنے ساتھ کھانے کا سامان غلہ، اونٹ وغیرہ بہت لائے تھے جنگ کے دن جناب عباس کی طرف سے سارے لشکر کفار کا کھانا پکایا گیا تھا وہ لوگ یہ کھانا نہ کھا سکے کہ شکست کھا گئے ستر مارے گئے۔ستر قیدی ہوئے اور باقی بھاگ گئے یہ کھانا پکا پکایا مسلمانوں کے ہاتھ آیا پکایا کفار نے کھایا مومنین نے اور کچا راشن جو مسلمانوں کے ہاتھ لگا وہ تو اندازے سے باہر ہے یہ ہے حضور انور کی قبولیت دعا۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ مَنْصُوْرُوْنَ وَ مُصِيْبُوْنَ وَ مَفْتُوْحٌ لَّكُمْ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

(۵۶۷۱) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ تمہاری مدد کی جائے گی اور تم غنیمتیں پانے والے ہو تم کو فتح دی جائے گی۱ تو جو تم میں سے یہ پائے وہ اللہ سے ڈرے بھلائیوں کا حکم دے برائیوں سے منع کرے۲ (ابوداؤد)

(۵۶۷۱)۱ یعنی ہمارے زمانہ حیات میں بھی اور بعد وفات بھی تم کو بہت ملک فتح ہوں گے یہ غیبی خبر ہے جو ہو بہو ظاہر ہوئی خصوصًا زمانہ فاروقی میں۲ یعنی ان فتوحات کے بعد تم اپنا فرض منصبی بھول نہ جانا تبلیغ جاری رکھنا کہ جہادوں بلکہ فتوحات کا منشا یہ ہی ہے شعر:-

جنگ شاہاں فتنہ و غارتگری است ‏ جنگ مومن سنت پیغمبری است

کافر دنیا کے لیے ملک گیری، خدمت ملک کے لیے لڑتا ہے۔مومن خدمت دین اور اعلاء کلمۃ رب العالمین کے لیے لڑتا ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً مِّنْ اَهْلِ خَيْبَرَ سَمَّتْ شَاةً مَصْلِيَّةً ثُمَّ اَهْدَتْهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذِّرَاعَ فَاَكَلَ مِنْهَا وَاَكَلَ رَهْطٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ مَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ وَاَرْسَلَ اِلَى الْيَهُوْدِيَّةِ فَدَعَاهَا فَقَالَ

(۵۶۷۲) روایت ہے حضرت جابر سے کہ خیبر والوں میں سے ایک یہودی عورت نے بھنی بکری میں زہر ملایا۱ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کردی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستی لی اس میں کھایا۲ آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کی ایک جماعت نے کھایا۳ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہاتھ اٹھالو اور یہودی عورت کے پاس کسی کو بھیجا اسے بلایا فرمایا کیا تو نے

سَمَمْتِ هٰذِهِ الشَّاةَ فَقَالَتْ مَنْ اَخْبَرَكَ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ هٰذِهٖ فِيْ يَدِيْ لِلذِّرَاعِ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ اِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَنْ تَضُرَّهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ نَبِيًّا اِسْتَرَحْنَا مِنْهُ فَعَفَا عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُعَاقِبْهَا وَتُوُفِّيَ اَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ اَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَاحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كَاهِلِهٖ مِنْ اَجْلِ الَّذِيْ اَكَلَ مِنَ الشَّاةِ حَجَمَهٗ اَبُوْ هِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشَّفْرَةِ وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِيْ بَيَاضَةَ مِنَ الْاَنْصَارِ ۔

(رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَ الدَّارِمِيُّ)

اس بکری میں زہر ملایا ہے وہ بولی آپ کو کس نے بتایا فرمایا مجھے اس دستی نے بتایا جو میرے ہاتھ میں ہے۴ وہ بولی ہاں میں نے کہا کہ اگر وہ سچے نبی ہیں تو انہیں نقصان نہ دے گا اور اگر نبی نہیں ہیں تو ہم ان سے راحت پا جائیں گے۵ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرما دیا اسے سزا نہ دی۶ آپ کے جن صحابہ نے اس بکری سے کچھ کھایا تھا وہ وفات پا گئے۷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کندھوں پر پچھنے لگوائے اس وجہ سے کہ آپ نے بکری سے کچھ کھایا تھا ابو ہندہ نے پچھنے لگائے سنگی اور چھری سے وہ بیاضہ انصاری کے غلام تھے۸

(ابوداؤد، دارمی)

(۵۶۷۲)۱ اس عورت کا نام زینب بنت حارث تھا مرحب ابن ابی مرحب کی بہن تھی سلام ابن مسلم کی بیوی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت میں زہر دیا تھا کہ زہر ملا کر گوشت بطور ہدیہ حضور انور کی خدمت میں بھیج دیا تھا۲ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کا ہدیہ قبول کر لینا مومن کے لیے جائز ہے دوسرے یہ کہ اہل کتاب کافر کا ذبیحہ حلال ہے۔ تیسرے یہ کہ کفار کا پکایا ہوا کھانا مسلمان کھا سکتا ہے کہ یہ بکری یہود نے ہی ذبح کی تھی اور یہودن نے پکائی تھی اس نے ہدیۃً بھیجی تھی چوتھے یہ کہ اللہ کی رضا پر راضی رہنا بندے کا طرہ امتیاز ہے حضور انور کو اللہ تعالٰی نے کل غیب بخشا آپ کو ہر چیز کی حقیقت معلوم ہے مگر اس وقت مرضی الٰہی تھی کہ بعض صحابہ اس گوشت سے شہید ہو جائیں اور حضور انور کو اس گوشت سے تکلیف بہت مدت بعد میں پہنچے اور بوقت وفات یہ زہر اپنا اثر دکھائے بعد میں اس سے حضور کی وفات ہو اور شہادت کا درجہ حضور کی قدم بوسی کرے اس لیے اس وقت حضور انور کو اس زہر کی طرف توجہ ہی نہ ہوئی تاکہ تقدیر الٰہی ظاہر ہو کر رہے خیال رہے کہ بعض صحابہ یہاں ہی اس زہر سے شہید ہو گئے اور حضور انور پر بوقت وفات زہر عود کر آیا اسی زہر سے حضور انور کی شہادت ہوئی جیسے حضرت صدیق اکبر پر ان کی وفات کے وقت غار ثور کا زہر لوٹ آیا تھا کہ وہاں انہیں سانپ نے کاٹا تھا وفات دونوں حضرات کی زہر سے ہوئی وفات میں بھی حضرت صدیق کی فنافی الرسولیت جگمگا رہی ہے۔۳ ان کھانے والوں میں سے حضرت بشر ابن براء ابن معرور شہید ہو گئے (مرقات) اس لیے مکیدہ کا نام کمیدہ ہے اہل عرب وہاں بہت کم جاتے ہیں وہاں کی آب و ہوا صحت کے خلاف ہے۴ معلوم ہوتا ہے کہ خود گوشت نے حضور کو خبر دی کہ مجھ میں زہر ملا ہے مگر یہ خبر کھا لینے کے بعد دی اور اگر کھانے سے پہلے خبر دی ہو تو حضور انور کا کھانا اور صحابہ کو کھانے دینا خودکشی نہیں بلکہ رضا بالقضا ہے حضور انور جانتے تھے کہ ان لوگوں کا اور ہمارا تکلیف پانا بعض کا وفات پانا ارادہ الٰہی میں آ چکا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کا ذبح فرزند فرمانا۵ یعنی میں نے آپ کا یہ معجزہ دیکھنا چاہا کہ آپ پر زہر اثر نہ کرے میرے نزدیک آپ کی نبوت کا ثبوت یہ تھا کہ آپ کی وفات اس زہر سے نہ ہو۶ یعنی اپنی تکلیف کا اس سے بدلہ نہ لیا اور بشر کے وارثوں سے معافی دلوا دی انہوں نے قصاص معاف کر دیا قصاص مقتول کے وارثوں کا حق ہوتا ہے بعض روایات میں ہے کہ وہ عورت یعنی زینب بنت حارث مسلمان ہوگئی وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ اس نے کہا کہ میں نے آپ کی نبوت اس معجزہ سے معلوم کر لی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ

ایک ہے آپ اس کے سچے رسول ہیں (مرقات) ے مرقات نے یہاں فرمایا کہ صرف بشر کی وفات اس زہر سے ہوئی مگر اس جمع کے صیغہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات چند حضرات کی ہوئی خیبر میں تیرہ شہداء کے مزارات ہیں میں نے ان کی زیارت کی ہے غالبًا یہ تیرہ حضرات اس وقت کے شہید ہیں وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ ہوسکتا ہے کہ بشر فورًا موقع پر شہید ہوگئے ہوں باقی بارہ صحابہ کچھ دن بعد فوت ہوئے ہوں اشعۃ اللمعات نے یہی توجیہ فرمائی ہے۔ ۸؎ ابو ہندہ کا نام یسار حجام ہے قرن بمعنی سینگ اس سے مراد ہے سنگی شفرہ چوڑی چھری کو کہتے ہیں۔ آپ کا یہ فصد لینا زہر کی گرمی دور کرنے کے لیے تھا گویا علاج تھا۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حَنْظَلِيَّةَ اَنَّهُمْ سَارُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَاَطْنَبُوا السَّيْرَ حَتّٰى كَانَ عَشِيَّةً فَجَآءَ فَارِسٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّىْ طَلَعْتُ عَلٰى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَاِذَا اَنَا بِهَوَازِنَ عَلٰى بَكْرَةِ اَبِيْهِمْ بِظُعُنِهِمْ وَنَعَمِهِمْ اجْتَمَعُوْا اِلٰى حُنَيْنٍ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ تِلْكَ غَنِيْمَةُ الْمُسْلِمِيْنَ غَدًا اِنْشَآءَ اللهُ تَعَالٰى ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ قَالَ اَنَسُ بْنُ اَبِىْ مَرْثَدِ نِ الْغَنَوِىُّ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ ارْكَبْ فَرَكِبَ فَرَسًا لَهٗ فَقَالَ اسْتَقْبِلْ هٰذَا الشِّعْبَ حَتّٰى تَكُوْنَ فِىْ اَعْلَاهُ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مُصَلَّاهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَلْ حَسِسْتُمْ فَارِسَكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَسِسْنَا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّىْ يَلْتَفِتُ اِلَى الشِّعْبِ حَتّٰى اِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ اَبْشِرُوْا فَقَدْ جَآءَ فَارِسُكُمْ فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ اِلٰى خِلَالِ الشَّجَرِ فِى الشِّعْبِ فَاِذَا هُوَ قَدْ جَآءَ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّىْ انْطَلَقْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِىْ اَعْلٰى هٰذَا الشِّعْبِ حَيْثُ اَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ طَلَعْتُ الشِّعْبَيْنِ كِلَيْهِمَا فَلَمْ اَرَ اَحَدًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ

(۵۶۷۳) روایت ہے حضرت سہل ابن حنظلیہ سے ۱؎ کہ لوگ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے تو انہوں نے بہت دراز سفر کیا حتی کہ شام ہوگئی ۲؎ تو ایک سوار آیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھا تو میں نے ہوازن کو دیکھا جو سارے کا سارا قبیلہ اپنی عورتوں جانوروں کے ساتھ حنین میں جمع ہوگیا ہے ۳؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ ان شاء اللہ یہ سب کچھ کل مسلمانوں کی غنیمت ہوگی ۴؎ پھر فرمایا کہ آج رات ہماری حفاظت کون کرے گا ۵؎ انس ابن مرثد غنوی بولے یارسول اللہ میں کروں گا ۶؎ فرمایا سوار ہو جاؤ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوگئے فرمایا اس گھاٹی کے سامنے جاؤ حتی کہ اس کی بلندی پر پہنچ جاؤ ۷؎ پھر جب ہم نے سویرا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلے پر تشریف لائے دو رکعتیں پڑھیں ۸؎ پھر فرمایا کہ کیا تم نے اپنے سوار کو محسوس کیا ایک صاحب نے کہا یا رسول اللہ ہم نے تو محسوس نہ کیا ۹؎ پھر نماز کی تکبیر کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے ہوئے گھاٹی کی طرف کنکھیوں سے دیکھنے لگے ۱۰؎ حتی کہ جب نماز پوری فرمائی تو فرمایا خوش ہو جاؤ تمہارا سوار آ پہنچا ۱۱؎ تو ہم گھاٹی میں درختوں کی طرف دیکھنے لگے تو ناگاہ وہ آ رہا تھا حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کھڑا ہوا ۱۲؎ تو عرض کیا کہ میں چلا حتی کہ میں اس گھاٹی کی چوٹی پر پہنچ گیا جہاں کا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا پھر جب میں نے سویرا کیا تو میں ان دونوں گھاٹیوں (پہاڑیوں) پر چڑھ گیا ۱۳؎ تو میں نے کسی ایک کو نہ دیکھا ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس رات

نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ قَالَ لَا اِلَّا مُصَلِّيًا اَوْقَاضِيَ حَاجَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا عَلَيْكَ اَنْ لَّا تَعْمَلَ بَعْدَهَا .(رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

نیچے اترے عرض کیا نہیں سواء نماز کے یا ادا حاجت کے ۱۴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد کوئی عمل نہ کرنا تم کو مضر نہیں ۱۵ (ابوداؤد)

(۵۶۷۳) ۱ حنظلیہ حضرت سہل کی ماں یا دادی کا نام ہے آپ کے والد کا نام ربیع ابن عمرو ہے حضرت سہل بیعۃ الرضوان میں شریک ہوئے بڑے عابد، لوگوں سے علیحدہ رہنے والے گوشہ نشین تھے لاولد رہے آخر میں دمشق میں رہتے تھے وہاں ہی خلافت امیر معاویہ میں وفات پائی رضی اللہ عنہ (مرقات) ۲ یعنی تمام دن ہم چلتے رہے حتیٰ کہ شام ہوگئی۔ ۳ بکرہ کہتے ہیں جوان اونٹنی کو اہل عرب جب کسی قوم کی کثرت بیان کرتے ہیں یعنی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ قوم ساری کی ساری بہت تعداد میں آ گئی تو کہتے ہیں علی بکرۃ ابیھم ، ظعن بوڑھی عورتیں، نعم ہر قسم کے جانور یعنی قبیلہ ہوازن اپنی ساری جماعت سارے مال کے ساتھ حنین میں آپ سے جنگ کرنے کے لیے جمع ہو چکے ہیں ہوازن جناب حلیمہ کی قوم تھی آپ قبیلہ بنی ہوازن سے تھیں رضی اللہ عنہا۔ ۴ یعنی انشاء اللہ کل جہاد ہوگا اس میں یہ لوگ قیدی ہوں گے ان کے مال مسلمانوں کی غنیمت بنیں گے ایسا ہی ہوا۔ یہ ہوا حضور کے علم غیب کا معجزہ۔ ۵ دشمن کے خطرہ کے وقت سارا لشکر رات کو نہیں سوجاتا۔ کیونکہ شب خون کا خطرہ ہوتا ہے اس لیے کوئی شخص حفاظت کرتا ہے پھر لشکر سوتا ہے اس قاعدے سے حضور انور نے یہ فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ کسی بندے کی حفاظت لینا نہ تو شرک ہے اور نہ توکل کے خلاف نہ اَللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا کے مخالف حقیقی حفاظت رب تعالیٰ کی ہے بندے اس حفاظت کے مظہر ہیں خود حضور انور ساری امت کے محافظ ہیں وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (۲، ۱۴۳) اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ (کنزالایمان) شہید بمعنی رقیب (محافظ)۔ ۶ حضرت ابومرثد کا نام کناز یا انیس ہے آپ خود اور آپ کے باپ دادا بھائی سب صحابی ہیں فتح مکہ اور غزوہ حنین میں شامل ہوئے ۲۰ ھ میں وفات پائی ۷ یعنی تم رات اس پہاڑی پر جاگ کر گزارو ہر چہار طرف نظر رکھو کسی طرف سے دشمن کو آتا دیکھو تو ہم کو خبر دو۔ آج رات ان کے لیے یہ جاگنا پہرہ دینا اعلیٰ درجہ کی عبادت تھی شعر:۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں　　اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

۸ یعنی سنت فجر ادا کیں معلوم ہوا کہ سفر میں سنت و نفل سب پورے پڑھے جائیں گے صرف چار رکعت والے فرض میں قصر ہوگا کہ وہ بجائے چار کے دو ہوں گے ۹ یعنی کیا آج رات میں کسی وقت ابومرثد نیچے اترے تم نے انہیں دیکھا معلوم ہوا کہ سنت فجر کے بعض فرض سے پہلے دنیاوی بات کرلینا جائز ہے اس میں حرج نہیں ہاں بلا ضرورت زیادہ بات نہ کرے (از اشعہ) معلوم یہ بھی ہوا کہ حضور کو اپنے نوکروں چاکروں خدام کی فکر رہتی ہے آج بھی جو لوگ خدمت دین کر رہے ہیں حضور کو ان کی فکر ہے پھر ہمیں اپنی فکر کیوں ہو وہ فکر کرنے والے سلامت رہیں صلی اللہ علیہ وسلم شعر:۔

سن اے دشمن میں بگڑنے کا نہیں　　وہ سلامت ہیں بنانے والے

۱۰ یعنی حضور نے نماز فجر ہم کو پڑھائی مگر اس طرح کہ حضور کا گوشہ چشم اس راستہ کی طرف تھا جس سے حضور کے خادم نے آنا تھا رب کی نماز میں اپنے خادم کا انتظار فرمایا اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سفر میں نماز با جماعت ادا کی جائے اذان تکبیر وغیرہ سب کچھ ہو دوسرے یہ کہ نماز میں گوشہ چشم سے اِدھر اُدھر دیکھنا نماز کو ناقص نہیں کرتا ہاں منہ پھیرنا مکروہ ہے اور سینہ پھیرنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور انور تو اپنے خدام کو نماز میں ملاحظہ کرتے تھے اور حضرات صحابہ عین نماز میں حضور کی نگاہوں کو دیکھتے تھے کیونکہ ان راوی

نے فجر کی نماز میں دیکھا کہ حضور گوشہ چشم سے اس طرف دیکھ رہے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ نماز بھی عبادت ہے اور حضور کی ادائیں دیکھنا بھی عبادت ہے اس میں دو عبادتوں کا اجتماع ہے حضور کو دیکھنا وہ عبادت ہے کہ مومن کو صحابی بنا دیتا ہے ا؎ یعنی سلام پھیرتے ہی دعا سے پہلے ہم کو ابو مرثد کے بخیریت پہنچنے کی خوشخبری دی یہ ہے کرم کریمانہ اس میں بھی حضور کے علم کا ظہور ہے کہ ابو مرثد ابھی نمودار بھی نہ ہوئے تھے حضور نے آڑ کے پیچھے سے یار کو دیکھ لیا اور خبر دے دی۔ ۲؎ خیال رہے کہ ابو مرثد نے فجر کی جماعت میں شرکت نہ کی آج ان کے لیے پہاڑی چوٹی کعبہ تھی اور ان کا وہاں رہنا جماعت تھی۔ حضور کی اطاعت اصل عبادت ہے ان کی ترک جماعت پر ہماری لاکھوں باجماعت نمازیں قربان ہوں ان کی قضا پر ہماری ادائیں نچھاور ہوں ۳؎ ابو مرثد نے آج رات کی کارروائی صحابہ کرام کو بلکہ خود حضور انور کو سنائی، خیال رہے کہ اپنی عبادات صحابہ کرام یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانا نہ تو ریا ہے نہ عبادت ناقص ہونے کا ذریعہ بلکہ یہ تو عبادات کو زیادہ قبول بنانے کا ذریعہ ہے۔ حضور انور خوشنودی عبادات کا مغز ہے رب تعالٰی فرماتا ہے: وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ (۹،۶۲) اور اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے۔ (کنزالایمان) ساری عبادات میں اللہ تعالٰی کی رضا کے ساتھ حضور کو راضی کرنے کی بھی نیت کرو۔ ۴؎ یعنی میں آج رات پورے طور پر ہی حضور کی طرف سے سپرد کردہ خدمات انجام دیتا رہا ہوں میں سواء نماز یا استنجے کے کسی کام کے لیے بھی نیچے نہیں اترا ۵؎ یعنی اب اگر تم کوئی نفلی عبادت نہ کرو یا تم اگر اب جہاد نہ کرو تو تمہارے درجے میں کمی نہ ہوگی کیونکہ تم نے آج ایسی بڑی عبادت کرلی یعنی اللہ کے رسول کی حفاظت جس سے تم جنت کے اعلٰی درجہ پر پہنچ گئے لہذا عمل سے مراد عمل نفلی یا جہاد نفلی ہے (مرقات اشعہ) مگر فقیر کہتا ہے کہ عمل سے مراد مطلقًا عمل ہے فرض ہو یا نفل کیونکہ نفلی عبادات کا چھوڑنا ویسے بھی مضر نہیں ہوتا نفل تو کہتے ہی اسے ہیں جس کا کرنا ثواب نہ کرنا گناہ نہ ہو لہذا یہی مطلب ہے کہ اگر تم فرضی عبادات بھی نہ کرو تو تم کو مضر نہیں یہ ایسے ہی ہے جیسے حضرت عثمان غنی سے فرمایا تھا کہ تم جو چاہو کرو تم جنتی ہو چکے اس کا مقصد یہ نہیں کہ تم پر فرض عبادات فرض نہ رہیں یہ فرمان ایسے ہیں جیسے پرندے کے پر کاٹ کر اس سے کہو کہ اڑتا پھر اب وہ اڑے کیسے دل پر قبضہ حضور نے کرلیا اب اس میں ترک عبادت کا خیال کیسے پیدا ہو اس فرمان عالی کے بعد انہوں نے نوافل اور زیادہ شروع کردیئے ہوں گے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِتَمَرَاتٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْءُ اللّٰهَ فِیْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ فَضَمَّهُنَّ ثُمَّ دَعَالِیْ فِیْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ قَالَ خُذْهُنَّ فَاجْعَلْهُنَّ فِیْ مِزْوَدِكَ كُلَّمَا اَرَدْتَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْهُ شَیْئًا فَاَدْخِلْ فِیْهِ یَدَكَ فَخُذْهُ وَلَا تَنْثُرْهُ نَثْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِكَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ وَسْقٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَكُنَّا نَاْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ وَكَانَ لَا یُفَارِقُ حَقْوِیْ حَتّٰی كَانَ یَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ فَاِنَّهٗ انْقَطَعَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۶۷۴) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ چھوارے لایا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں برکت کی دعا فرمادیں ۱؎ تو انہیں حضور نے ملادیا پھر ان میں میرے لیے برکت کی دعا کی ۲؎ فرمایا انہیں لے لو اسے اپنے توشہ دان میں ڈال لو جب اس میں سے کچھ لینا چاہو تو اس میں اپنا ہاتھ ڈال دو اس میں سے لے لو اور کبھی جھاڑنا مت ۳؎ میں نے ان چھوہاروں میں سے اتنے وسق اللہ کی راہ میں خیرات کیے، ہم ان میں سے کھاتے کھلاتے رہے ۴؎ وہ یہ میری کمر سے کبھی جدا نہ ہوئے تھے حتی کہ جناب عثمان کے قتل کا دن ہوا تو وہ مجھ سے گر گیا ۵؎ (ترمذی)

(۵۶۷۴)۱؎برکت کے معنی ہیں خیر کا بیٹھ جانا وہاں سے نہ نکلنا یہ بنا ہے برک سے بمعنی اونٹ کا بیٹھنا کثرت اور برکت میں بڑا فرق ہے برکت یہ ہے کہ چیز تھوڑی ہو مگر نہ خود ختم ہو نہ اس کا نفع ختم ہو کثرت یعنی زیادتی تو کفار کو مل جاتی ہے مگر برکت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۲؎خیال رہے کہ دعائیہ کلمات میں برکت کسی پاکیزہ زبان سے پیدا ہوتی ہے اس لیے انہوں نے دعائیہ کلمات خود پڑھ کر دم نہ کردیئے بلکہ حضور انور سے دم کرائے کارتوس بغیر رائفل کے مار نہیں کرتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وَ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ (۳۱،۱۹) اور اس نے مجمع مبارک کیا میں کہیں ہوں۔ (کنزالایمان) رب نے مجھے برکت والا بنایا ہے میں جہاں بھی ہوں برکت میرے ساتھ ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی چیز پر دم کرتے وقت اسے ملالینا سنت ہے۔۳؎متبرک چیزوں میں توکل ضروری ہے اس لیے انہیں ناپنا، تولنا، جھاڑنا نہیں چاہئے بلکہ اس میں سے لیتے رہو۔ استعمال کرتے رہو اس کا اندازہ بھی نہ لگاؤ کہ اب اتنی رہ گئی ہوگی۔ یہ صوفیانہ عمل ہے۴؎یعنی میں نے کھائے دوستوں کو کھلائے اور کئی من خیرات کئے مگر پھر اتنے ہی رہے جتنے تھے وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع ساڑھے چار سیر کا تو ایک وسق چھ من تیس سیر ہوا، آپ نے کئی وسق خیرات کئے حالانکہ پاؤ بھر یا آدھ سیر چھوہارے تھے سوچو کتنی برکت ہوئی کیونکہ یہ چھوہارے جناب ابوہریرہ کی کمر سے بندھے رہتے تھے کمر سے اتنا ہی وزن بندھ سکتا ہے۵؎معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان کی شہادت مدینہ منورہ میں عجیب افراتفری کا واقعہ تھا کہ لوگ اپنی محبوب چیزوں سے بھی غافل ہوگئے تھے اس تھیلے کے گرجانے پر یہ برکت ختم ہوگئی حضرت ابوہریرہ اس کے بعد یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

للناس ھم ولی ھمان بینھم ھم الجراب وھم الشیخ عثمان

(مرقات) یعنی لوگوں کو تو ایک غم ہے اور مجھے دو غم ہیں ایک اپنے تھیلے کے گم ہوجانے کا دوسرا حضرت عثمان غنی کی شہادت کا رضی اللہ عنہ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَشَاوَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةً بِمَكَّةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا اَصْبَحَ فَاَثْبِتُوْهُ بِالْوَثَاقِ يُرِيْدُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلِ اقْتُلُوْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ اَخْرِجُوْهُ فَاَطْلَعَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ذٰلِكَ فَبَاتَ عَلِيٌّ عَلٰى فِرَاشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى لَحِقَ بِالْغَارِ وَبَاتَ الْمُشْرِكُوْنَ يَحْرُسُوْنَ عَلِيًّا يَحْسَبُوْنَهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحُوْا ثَارُوْا عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاَوْا عَلِيًّا رَدَّ اللّٰهُ مَكْرَهُمْ فَقَالُوْا اَيْنَ صَاحِبُكَ هٰذَا قَالَ لَا

(۵۶۷۵) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ ایک رات مکہ میں قریش نے مشورہ کیا۱؎بعض نے کہا کہ جب سویرا ہو تو انہیں رسیوں سے باندھ دو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض دوسرے بولے کہ بلکہ انہیں قتل کردو بعض بولے بلکہ انہیں نکال دو۲؎اللہ تعالٰی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کردیا تو جناب علی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر یہ رات گزاری اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے حتی کہ غار پر پہنچ گئے۳؎اور مشرکین رات بھر جناب علی کی نگرانی کرتے رہے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر۴؎جب صبح پائی تو ان پر دوڑے۵؎پھر جب جناب علی کو دیکھا تو اللہ نے ان کے فریب رد کردیئے۶؎بولے تمہارے وہ ساتھی کہاں ہیں۷؎آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا۸؎چنانچہ وہ سب حضور کے نشان قدم پر کھوج

اَدْرِیْ فَاقْتَصُّوْا اَثَرَہٗ فَلَمَّا بَلَغُوْا الْجَبَلَ اخْتَلَطَ عَلَیْهِمْ فَصَعِدُوْ الْجَبَلَ فَمَرُّوْا بِالْغَارِ فَرَاَوْا عَلٰی بَابِهٖ نَسْجَ الْعَنْکَبُوْتِ فَقَالُوْا لَوْ دَخَلَ هٰهُنَا لَمْ یَکُنْ نَسْجُ لِعَنْکَبُوْتِ عَلٰی بَابِهٖ فَمَکَثَ فِیْهِ ثَلٰثَ لَیَالٍ .(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

لگاتے چلے۹ جب پہاڑ پر پہنچے تو ان پر غار مشتبہ ہوگیا۱۰ وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اس غار پر پہنچے اس کے دروازہ پر مکڑی کا جالا دیکھا تو بولے کہ اگر حضور یہاں گھسے ہوتے تو اس کے دروازے پر جالا نہ ہوتا۱۱ حضور نے اس میں تین شب قیام فرمایا۱۲

(احمد)

(۵۶۷۵)۱ یہ واقعہ ہجرت کی رات کا ہے کہ دارلندوہ میں کفار قریش جمع ہوئے کہ اب اسلام کوختم کرنے کی آخری تدبیر کیا کرنی چاہئے اس مجمع میں شیطان شیخ نجدی کی شکل میں حاضر تھا ہر ایک کی رائے پر اعتراض کرتا تھا (مرقات)۲ ان تینوں آراء میں شیطان نے دو رائیں رد کردیں اور قتل کی رائے پسند کی وہ بولا کہ اگر تم انہیں باندھ دو گے تو ان کے قبیلہ کے لوگ انہیں کھول دیں گے اگر تم انہیں مکہ معظمہ سے نکال دو گے تو وہ اس جگہ پہنچ کر اسلام پھیلائیں گے جہاں پائیں بہتر یہی ہے کہ انہیں سب مل کر اچانک قتل کردو بنی ہاشم تم سب سے بدلہ نہ لے سکیں گے۔ آخر خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے تم سب چندہ کر کے انہیں خون بہادے دینا اس پر اتفاق ہوگیا اور کفار نے حضور انور کا گھر گھیر لیا اس برے ارادے سے (مرقات وغیرہ) قتل کی رائے ابوجہل کی تھی تائید ابلیس کی۔ ۳ حضور کی خوابگاہ گھیرے اس ارادے سے کھڑے تھے کہ حضور تہجد کے لیے اٹھیں ہم ان پر حملہ کردیں حضور نے حضرت علی کو حکم دیا کہ تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ ان خونخواروں سفاکوں کی امانتیں میرے پاس ہیں یہ امانتیں ادا کر کے ہمارے پاس مدینہ منورہ پہنچ جانا تم مطمئن رہو تمہارا بال بیکا نہیں کرسکیں گے۔ یہ فرما کر حضور انور ان کفار میں سے ان کی جماعت کو چیر کر نکلے یہ پڑھ رہے تھے فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ (۹؍۳۶) اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا (کنزالایمان) وہ سب اندھے ہوگئے اور حضور وہاں سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیق کے مکان پر تشریف لے گئے جناب صدیق کو ساتھ لیا غار ثور تشریف لے گئے کس طرح گئے یہ حضرت صدیق سے پوچھو کہ وہ حضور کو وہاں کیسے لے گئے راستہ میں کبھی حضور کے آگے چلتے کبھی پیچھے کبھی داہنے کبھی بائیں جدھر خطرہ محسوس کرتے ادھر ہو جاتے آخر حضور کو اپنے کندھے پر لے لیا اور پہاڑ کی چڑھائی شروع کردی چڑھائی قریباً دواڑھائی میل ہے راستہ خطرناک ہے رستہ میں نوکیلے پتھر ہیں اب لوگ دن میں وہاں جاتے ہیں تو بمشکل وہ راہ طے کرتے ہیں عشاق اس راستہ کو چومتے ہیں کہ یہاں جناب صدیق کے تلوے لگے ہوں گے۔۴ یہ نگرانی اور محاصرہ اس طے شدہ پروگرام کے ماتحت تھا وہ سمجھے کہ بستر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں آپ کے تہجد کے لیے جاگنے کا انتظار کرتے رہے۔۵ یعنی حضرت علی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر چوطرفہ سے ٹوٹ پڑے۔ حملہ آور ہو گئے۔۶ یعنی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ہم کیا سمجھے تھے اور ہوا کیا وہ کدھر سے نکلے اور نکل کر کہاں گئے عقل کام نہیں کرتی مَکَرُوْا وَمَکَرَاللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ (۳؍۵۴) اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے۔ (کنزالایمان)۷ یہ ہے حضور انور کی حفاظت کہ حضور نے فرمایا تھا علی وہ تمہارا بال بیکا نہ کرسکیں گے ایسا ہی ہوا ورنہ ایسی افراتفری میں حضرت علی کا شہید ہو جانا بہت ممکن تھا یا وہ طیش میں آ کر ہی آپ کو شہید کر دیتے مگر کچھ نہ ہوا کیسے ہوتا کہ حضرت علی کے سر پر حضور انور کا ہاتھ تھا اور اللہ کی رحمت و حفاظت، تاقیامت جس کی حضور حفاظت فرمائیں اسے دین و دنیا میں امان مل جاتی ہے۔ شیطان، شیطانی انسان بلکہ ساری مخلوق سے اسے امن مل جاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا شعر:-

خوف نہ کر ذرہ رضا تو تو ہے عبد مصطفیٰ — تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

۸؎سبحان اللہ کیسا پیارا سچا جواب ہے یعنی میں نہیں جانتا کہ اس وقت وہ کہاں ہیں حضرت علی کو کیا خبر تھی کہ حضور ابھی تک مکہ معظمہ میں ہیں یا کہیں باہر تشریف لے گئے جواب نہایت ہی سچا ہے۹؎خیال رہے کہ کچھ دور تو حضور انور کے ساتھ حضرت صدیق چلے کبھی آپ کے داہنے کبھی بائیں کبھی آگے کبھی پیچھے پھر حضور کو اپنے کندھے پر لے لیا اور نرم زمین پر اپنے پنجوں سے اس طرح چلے کہ جب پنجے اٹھاتے تو گھما کر پنجوں کا نشان مٹاتے جاتے کہ کوئی کھوجی کھوج نہ لگا سکے کفار کھوج وہاں تک ہی لگا سکے جہاں تک حضرت صدیق ساتھ تھے آگے اپنے اندازے سے گئے پہاڑ پر بھی اندازے سے چڑھے ورنہ پتھریلی زمین میں اور پہاڑ پر نقش قدم نہیں پڑا کرتے ۱۰؎اب بھی وہاں زائرین کے لیے غار ثور مشتبہ ہو جاتا ہے تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر چند غار واقع ہیں وہاں کسی رہبر کے بغیر پہنچنا مشکل ہوتا ہے ہم بھی وہاں اللہ کے کرم اور رہبر کے ذریعہ حاضر ہوئے نوافل پڑھے ۱۱؎اس غار کے دروازے پر پہنچ کر بعض کافر بولے کہ اس کے اندر جاکے دیکھو تو دوسرے بولے کہ اگر اس میں کوئی گھسا ہوتا تو جالا اور کبوتری کے انڈے ٹوٹ جاتے ایک بولا کہ یہ جالا تیری پیدائش سے پہلے کا ہے حالانکہ حضور کے اندر پہنچ جانے کے بعد وہ جالا مکڑی نے تنا تھا کبوتری نے انڈے دیئے تھے اگر رب چاہے تو اپنے محبوب کو مکڑی کے جالے کے ذریعہ بچائے غضب کرے تو فرعون کو اس کے قلعہ کی دیواریں نہ بچاسکیں بزرگان دین فرماتے ہیں کہ حرم کے کبوتر اسی کبوتری کی نسل ہیں جس نے وہاں انڈے دیئے تھے ان کا اب تک احترام ہے وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ امام ابوصیری فرماتے ہیں۔شعر:-

ظنوا الحمام وظنوا العنکبوت علی — خیر البریۃ لم تنسج ولم تحم

۱۲؎اس غار کے دو دروازے ہیں کفار اس دروازے پر پہنچے جس سے حضور داخل ہوئے تھے اس دروازے کی لمبائی ایک ہاتھ ہے چوڑائی صرف ایک بالشت یہ فقیر اس غار شریف سے نکلتے وقت دروازے میں پھنس گیا تھا رگڑ سے کچھ سر کے بال اڑ گئے وہاں پہلے بہت سوراخ تھے مگر اب کوئی سوراخ نہیں ہے اندر چھ سات آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اس غار میں حضرت صدیق نے عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ اگر کفار اپنے قدموں کو دیکھ لیں تو ہم کو دیکھ لیں فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (۹۔۴۰)غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (کنزالایمان) جو قرآن کریم نے نقل فرمایا جناب صدیق کو تو اس غار میں مار (سانپ) نے کاٹا حیرت ہے کہ کفار نے جو کچھ کہا حضور انور اور حضرت صدیق نے اندر سب کچھ سن لیا مگر ان حضرات نے جو اندر باتیں کیں وہ کفار نہ سن سکے حالانکہ فاصلہ ایک ہی تھا یہ ہے حضور کا معجزہ۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَیْبَرُ اُهْدِیَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِیْهَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَجْمِعُوْا لِیْ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنَ الْیَهُوْدِ فَجَمَعُوْا لَهٗ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ سَآئِلُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَهَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِیَّ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ یَا اَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

(۵۶۷۶) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بکری ہدیہ کی گئی جس میں زہر تھا۱؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنے یہودی یہاں ہیں انہیں ہمارے پاس جمع کرو وہ سب حضور کے آگے جمع ہوئے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے ایک چیز کے متعلق پوچھتا ہوں کیا تم مجھ سے سچ بولو گے انہوں نے کہا ہاں اے ابوالقاسم تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

وَسَلَّمَ مَنْ اَبُوْكُمْ قَالُوْا فُلَانٌ قَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ اَبُوْكُمْ فُلَانٌ قَالُوْا صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ قَالَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ وَاِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَمَا عَرَفْتَهُ فِيْ اَبِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ اَهْلُ النَّارِ قَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَا فِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَاللهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا اَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَمَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوْا اَرَدْنَا اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا اَنْ نَسْتَرِيْحَ مِنْكَ وَاِنْ كُنْتَ صَادِقًا لَّمْ يَضُرَّكَ . (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

فرمایا کہ تمہارا باپ کون ہے۲ وہ بولے فلاں فرمایا تم نے جھوٹ بولا بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے وہ بولے آپ نے سچ کہا اور درست کہا۳ فرمایا تو کیا اب تم مجھ سے سچ کہو گے جس چیز کے متعلق اگر میں تم سے پوچھوں وہ بولے ہاں اے ابولقاسم۴ اور اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں تو آپ پہچان لیں گے جیسے ہمارے باپ کے متعلق پہچان لیا۵ تو ان سے فرمایا کہ آگ والے کون ہیں وہ بولے کچھ دن ہم اس میں رہیں گے۶ پھر اس میں ہمارے نائب آپ لوگ ہوں گے ۷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ورے ہو اس میں رہو اللہ کی قسم ہم اس میں تمہارے نائب کبھی نہیں بنیں گے ۸ پھر فرمایا کہ کیا اب مجھ سے سچ بولو گے اس چیز کے متعلق جو میں تم سے پوچھوں وہ بولے ہاں اے ابوالقاسم فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ڈالا ہے وہ بولے ہاں ۹ فرمایا تم کو اس پر کس چیز نے جرأت دی وہ بولے ہم نے چاہا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہم آپ سے راحت پا جائیں اور اگر سچے ہیں تو آپ کو نقصان نہ دے گا ۱۰ (بخاری)

(۵۶۷۶) ۱؎ یہ بکری خیبر کے یہود نے ہدیہ کے طور پر بھیجی تھی بھیجنے والی یہودیہ کا نام زینب تھا یہ واقعہ ابھی دوسری فصل میں گزر چکا۔ ۲؎ یعنی تمہارے قبیلہ کا مورث اعلیٰ حد کون ہے تم سب کس کی اولاد میں ہو ۳؎ یہ ہے حضور انور کا علم غیب کہ حضور لوگوں کی نسلوں تک سے واقف ہیں پھر آپ پر گوشت کا زہر کیسے مخفی رہ سکتا ہے اس زہر کھا لینے میں وہ حکمتیں تھیں جو ابھی دوسری فصل میں عرض کی گئیں۔ حضور مرضی الٰہی سے واقف اسرار الٰہیہ سے خبردار ہیں جو کچھ ہوا اللہ رسول کے درمیان طے شدہ پروگرام کے تحت ہوا۔ ۴؎ یہود نا مسعود اکثر حضور انور کا نام نہیں لیتے تھے کنیت شریف سے پکارتے تھے کیونکہ حضور کا نام شریف توریت میں مذکور تھا یہ آپ کی نبوت کی دلیل تھی اس سے انہیں موت آتی تھی۔ ۵؎ معلوم ہوا کہ وہ یہود بھی حضور کے علم غیب کے قائل ہو چکے تھے تب ہی تو بولے کہ ہمارا جھوٹ آپ پر چھپ نہ سکے گا جو حضور کے علم کا انکار کرے وہ ان یہود سے بدتر ہے۔ حضور کو سب کی نسل واصل کی خبر ہے کسی کا بیٹا ہونا ایسی غیبی خبر ہے جسے بجز پروردگار کوئی نہیں جانتا۔ حضور کو رب نے یہ بھی بتا دیا ہے۔ ۶؎ ان یہود کا عقیدہ یہ تھا کہ جتنے روز ہمارے باپ دادوں نے بچھڑا پرستی کی ہے اتنے روز ہم دوزخ میں رہیں گے۔ رب فرماتا ہے: لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً (۲:۸۰) ہمیں تو آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن (کنزالایمان) ۷؎ مسلمان وہاں ہمیشہ رہیں گے یہ بھی بکواس ہے۔ ۸؎ یعنی تم اس خبر میں بھی جھوٹے ہو پہلی خبر واقعہ اور تمہارے علم دونوں کے خلاف تھی یہ خبر واقعہ کے خلاف ہے تمہارے عقیدے کے اگرچہ موافق ہو ۹؎ اگرچہ زہر ملانے والی صرف ایک یہودن عورت تھی مگر چونکہ یہ کام ان سب کے مشورہ سے ہوا تھا لہذا سب کا فعل تھا اس لیے ان سے حضور انور نے یہ سوال فرمایا اور انہوں نے یہ مذکورہ جواب دیا اگر وہ لوگ حضور کا علم غیب ابھی ابھی آزما چکے نہ ہوتے تو ہرگز اپنا جرم قبول نہ کرتے وہ سمجھ گئے کہ ع

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

علیم وخبیر حاکم کے سامنے اقرار ہی کرنا پڑتا ہے۹؎ اس کی شرح ابھی دوسری فصل میں گزر گئی کہ ان یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ دیکھنا چاہا کہ اگر حضور کو زہر مضر نہ ہو تو آپ سچے نبی ہیں انہیں یہ معجزہ دکھا دیا گیا۔ چنانچہ زینب جو زہر ملانے والی تھی غالبًا وہ اور دوسرے چند یہودی ایمان لے آئے جیسا کہ پہلے کہا گیا۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الْفَجْرَ وَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتَ الْعَصْرُ ثُمَّ فَنَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۷۷) روایت ہے حضرت عمرو ابن اخطب انصاری سے فرماتے ہیں۱؎ کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز فجر پڑھائی اور منبر پر چڑھے ہم کو خطبہ دیا حتی کہ ظہر کا وقت آ گیا پھر اترے پھر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے تو ہم کو خطبہ دیا حتی کہ عصر کا وقت آ گیا پھر اترے پھر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے حتی کہ سورج ڈوب گیا۲؎ تو ہم کو تمام ان چیزوں کی خبر دی جو قیامت کے دن تک ہونے والا ہے۳؎ فرمایا کہ ہم میں زیادہ جاننے والا وہ تھا جو ہم میں زیادہ حافظ تھا۴؎ (مسلم)

(۵۶۷۷) ۱؎ آپ ابوزید اعرج کے نام سے مشہور ہیں آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیرہ غزوات ادا کیے ہیں۔ حضور نے ان کے سر پر ہاتھ شریف پھیرا اور ان کے لیے دعا خیر کی آپ کی عمر شریف سو سال ہوئی مگر سر شریف میں صرف چند بال سفید ہوئے تھے (اشعہ، مرقات) ۲؎ یعنی حضور نے تھوڑے وقفہ کے بعد سارا دن وعظ وخطبہ ارشاد فرمایا یہ خطبہ احکام کا نہ تھا بلکہ غیبی خبریں دینے کا تھا ۳؎ یعنی تا قیامت قطرہ قطرہ ذرہ ذرہ بتا دیا جو پرندہ تا قیامت پر ہلائے گا وہ سب کچھ تفصیل وار بتا دیا۔ یہ ہے حضور کا علم غیب کلی حضور کا یہ معجزہ ہے کہ سارے واقعات صرف ایک دن میں بتا دیئے جیسے حضرت داؤد علیہ السلام گھوڑا کستے کستے پوری زبور شریف پڑھ لیتے تھے اس معجزہ کا نام ہے طی الوقت یہ بھی طی الارض کی طرح ایک معجزہ ہے کبھی کرامت کے طور پر ولی کے ہاتھ پر بھی ظاہر ہوتا ہے۴؎ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو یہ سارے واقعات یاد نہ رہے کسی کو زیادہ یاد رہے کسی کو کم۔ لہٰذا ان میں سے کسی کا علم حضور انور کے علم کے برابر نہیں ہو گیا۔ خیال رہے کہ تعلیم یعنی سکھانا اور چیز ہے اور خبر دینا یعنی اعلام یا انباء کچھ اور چیز اللہ تعالٰی نے حضور کو ہر چیز سکھا دی وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (۴:۱۱۳) اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ (کنز الایمان) اور حضور نے تمام باتیں لوگوں کو سنا دیں بتا دیں سکھائیں نہیں وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (۲:۳۱) اور اللہ تعالٰی نے آدم کو تمام (اشیاء کے) نام سکھائے۔ (کنز الایمان) میں یہ ہی فرق ہے۔

وَعَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ سَاَلْتُ مَسْرُوْقًا مَنْ اٰذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اِسْتَمَعُوا الْقُرْاٰنَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْكَ يَعْنِيْ عَبْدَاللهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ اٰذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۶۷۸) روایت ہے حضرت معن ابن عبدالرحمٰن سے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ فرمایا میں نے مسروق سے پوچھا کہ جس رات جنات نے قرآن سنا ہے تو جنات کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے دی۱؎ انہوں نے کہا کہ مجھے تمہارے والد یعنی عبداللہ ابن مسعود نے بتایا کہ ان کی خبر ایک درخت نے دی۲؎ (مسلم بخاری)

(۵۶۷۸)ا؎ یعنی جنات ایک ناری مخلوق ہے جو نظر نہیں آتی یہ لوگ حضور انور کا قرآن مجید سننے آئے حضور نے ان کی آمد کی خبر صحابہ کو دی تو یہ تابعی پوچھ رہے ہیں کہ حضور انور کو خبر ان جنات کی آمد کی کس نے دی۔ ۲؎ یعنی ان جنات کی آمد کی خبر ایک قریب والے درخت نے دی کہ یا رسول اللہ جنات حاضر ہیں حضور پر ایمان لانا چاہتے ہیں۔ تب حضور تشریف لے گئے انہیں قرآن مجید سنایا اور مسلمان کیا جنات کا یہ واقعہ دوسرا ہے اور قرآن مجید میں جو واقعہ مذکور ہے وہ واقعہ دوسرا قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ (۷۲:۱) تم فرماؤ مجھے وحی ہوتی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا (کنزالایمان)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ عُمَرَ بَيْنَ مَكَّةَ وَ الْمَدِيْنَةِ فَتَـرَأَيْنَا الْهِلَالَ وَكُنْتُ رَجُلًا حَدِيْدَ الْبَصَرِ فَرَاَيْتُهُ وَلَيْسَ اَحَدٌ يَزْعَمُ اَنَّهُ رَاٰهُ غَيْرِىْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لِعُمَرَ اَمَا تَرَاهُ فَجَعَلَ لَا يَرَاهُ قَالَ يَقُوْلُ عُمَرُ سَارَاهُ وَاَنَا مُسْتَلْقٍ عَلٰى فِرَاشِىْ ثُمَّ اَنْشَأَيُحَدِّثُنَا عَنْ اَهْلِ بَدْرٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرِيْنَا مَصَارِعَ اَهْلِ بَدْرٍ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْشَاءَ اللّٰهُ وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْشَاءَ اللّٰهُ قَالَ عُمَرُ وَالَّذِىْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَئُو الْحُدُوْدَ الَّتِىْ حَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجُعِلُوْا فِىْ بِئْرٍ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْهِمْ فَقَالَ يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَّيَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ حَقًّا فَاِنِّىْ قَدْوَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِىَ اللّٰهُ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تُكَلِّمُ اَجْسَادًا لَّا اَرْوَاحَ فِيْهَا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَّرُدُّوْا عَلَىَّ شَيْئًا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۷۹) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مدینہ کے درمیان جناب عمر کے ساتھ تھے تو ہم چاند ایک دوسرے کو دکھانے لگے میں تیز نظر تھا تو میں نے دیکھ لیا میرے سوا کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس نے چاند دیکھا ہے ا؎ میں جناب عمر سے کہنے لگا کہ کیا آپ دیکھتے نہیں آپ اسے نہ دیکھ سکے کہتے ہیں کہ میں اسے عنقریب اپنے بستر پر لیٹے ہوئے دیکھوں گا ۲؎ پھر ہم کو بدر والوں کے متعلق خبریں دینے لگے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ایک دن پہلے کفار کے قتل گاہ دکھاتے تھے فرماتے تھے کہ انشاء اللہ کل یہ جگہ فلاں کی قتل گاہ ہوگی اور انشاء اللہ کل یہ جگہ فلاں کی قتل گاہ ہوگی ۳؎ جناب عمر فرماتے ہیں کہ اس کی قسم جس نے انہیں حق کے ساتھ بھیجا کہ وہ لوگ ان حدود سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی تھیں بالکل نہ ہٹے ۴؎ پھر وہ اوپر تلے ایک کنویں میں ڈال دیئے گئے ۵؎ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے حتیٰ کہ ان تک پہنچ گئے ۶؎ فرمایا اے فلاں ابن فلاں اے فلاں ابن فلاں کیا تم نے وہ سب باتیں درست پائیں جن کا تم سے اللہ و رسول نے وعدہ کیا تھا ۷؎ کیونکہ میں نے وہ سب درست پایا جو مجھ سے اللہ نے وعدہ کیا تھا جناب عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ان جسموں سے کیسے کلام کرتے ہیں جن میں جان نہیں تو فرمایا بات تم ان سے زیادہ نہیں سنتے بجز اس کے کہ وہ مجھے کچھ جواب نہیں دے سکتے ۸؎ (مسلم)

(۵۶۷۹)ا؎ یعنی اس سفر میں حضرت فاروق اعظم کے ساتھ بہت لوگ تھے مگر آج چاند کسی کو نظر نہیں آیا سواء میرے کیونکہ چاند بہت باریک تھا ۲؎ یعنی ابھی میں دیکھنے کی کوشش کیوں کروں عنقریب چاند اتنا بڑا ہو جائے گا کہ مجھے بستر پر لیٹے ہوئے بے تکلف نظر آئے گا عام شارحین نے یہی معنی کئے یا میں اس ماہ کے آخر میں زخمی کیا جاؤں گا جس سے میری شہادت واقع ہوگی میں زخم خوردہ ہو کر بستر علالت پر

اسے دیکھوں گا۔ چنانچہ اس ماہ ذی الحجہ کے آخر میں آپ کو زخمی کیا گیا جس سے آپ کی شہادت واقع ہوگئی۔اس صورت میں یہ غیبی خبر ہے واللہ ورسولہ اعلم یہ واقعہ اس سفر کا ہے جب آپ آخری حج کو گئے واپس آ کر شہید کردیئے گئے۳؎ اس فرمان عالی میں تین غیبی خبریں ہیں وقت موت کی خبر کہ فلاں شخص کل مرے گا جگہ موت کی خبر کہ فلاں جگہ مرے گا تیسری نوعیت موت کی خبر کہ کفر پر مرے گا نہیں بلکہ ہمارے ہاتھوں مارا جائے گا غرضیکہ علوم خمسہ میں سے تین چیزوں کی خبر حضور نے دے دی بلکہ خط کھینچ کر بتادیا کہ فلاں کافر اس حد کے اندر مارا جائے گا۔ ۴؎ کفار کی لاشوں سے یہی برتاوا ہوتا ہے نماز، دفن کفن مومن کی میت کے لیے ہے فقیر نے وہ جگہ دیکھنے کی بہت کوشش کی جہاں یہ لاشیں پڑی تھیں مگر اہل بدر نے کہا کہ کفار کی جگہ کا کیا دیکھنا۔تم حضور کے آثار دیکھو۔ ۵؎ معلوم ہوا کہ کفار کی قبروں ان کی لاشوں پر کسی مصلحت سے جانا بالکل جائز ہے زیارت قبر کے لیے جانا جائز نہیں رب فرماتا ہے: وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (۹:۸۴) اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بے شک اللہ اور رسول سے منکر ہوئے۔(کنزالایمان) یہ حدیث اس آیت کریمہ کے خلاف نہیں کہ یہاں حضور کا کفار کی لاشوں پر جانا اس مقصد کے لیے ہے جو آگے آرہا ہے۔ ۶؎ حضور کے اس عمل شریف سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر میت مومن ہو یا کافر بعد مرنے کے زندوں کا کلام سنتی ہے حتی کہ دفن کرنے والوں کے قدموں کی آہٹ سنتی ہے جیسا کہ باب الدفن میں گزرا دوسرے یہ کہ بعد موت انسان کی ہر طاقت بڑھ جاتی ہے دیکھو ہزار ہا من مٹی میں دفن ہونے کے باوجود مردہ آواز ہلکی جوتوں کی آہٹ سن لیتا ہے اگر زندہ کو اتنی مٹی میں دبا دیا جائے تو وہ توپ کی آواز بھی نہیں سن سکتا، ۷؎ تیسرے یہ کہ بعد وفات یا کہہ کر پکارنا جائز ہے اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ یارسول اللہ کہنا شرک ہے حالانکہ نماز میں کہا جاتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ ۸؎ یعنی مردے کفار یا تو تمہاری برابر سنتے ہیں، یا تم سے زیادہ تم سے کم نہیں سنتے ہاں فرق یہ ہے کہ تم ہم کو جواب سنا سکتے ہو یہ جواب دیتے تو ہیں مگر زندوں کو سنا نہیں سکتے کیونکہ اب وہ ایسی آواز سے بولتے ہیں جنہیں یہ کان نہیں سن سکتے اللہ والے مردوں کی آواز سن لیتے ہیں لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں زندہ بزرگوں کا مردوں کی آوازیں سننا ثابت ہے۔ خیال رہے کہ جن آیات میں مردوں کے سننے کی نفی ہے۔ وہاں مردوں سے مراد دل کے مردے یعنی کفار ہیں جیسے اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (۲۷:۸۰) بے شک تمہارے سنائے نہیں سنتے مردے۔(کنزالایمان) وغیرہ کیونکہ اس آیت کے آخر میں ہے اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا (۲۷:۸۱) تمہارے سنائے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔(کنزالایمان) یعنی وہاں مردے کا مقابلہ مومن سے کیا گیا ہے لہذا یہ حدیث ان آیات کے خلاف نہیں سماع ہوتی کے ثبوت میں بہت سی آیات ہیں۔ دیکھو ہماری کتاب فہرست القرآن

وَعَنْ اُنَيْسَةَ بِنْتِ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ عَنْ اَبِيْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى زَيْدٍ يَعُوْدُهٗ مِنْ مَرَضٍ كَانَ بِهٖ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْ مَرَضِكَ بَاْسٌ وَّلٰكِنْ كَيْفَ لَكَ اِذَا عُمِّرْتَ بَعْدِیْ فَعَمِيْتَ قَالَ اَحْتَسِبُ وَاَصْبِرُ قَالَ اِذَنْ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالَتْ فَعَمِیَ بَعْدَمَا مَاتَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَصَرَهٗ

(۵۶۸۰) روایت ہے حضرت انیسہ بنت زید ابن ارقم سے ۱؎ وہ اپنے والد سے راوی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جناب زید کے پاس ایک مرض میں مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے فرمایا اس بیماری سے تم پر کوئی خطرہ نہیں ۲؎ مگر تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم کو میرے بعد دراز عمر ملے گی ۳؎ تو تم نابینا ہوجاؤ گے ۴؎ عرض کیا کہ میں صبر اور طلب اجر کروں گا ۵؎ فرمایا تو جنت میں بے حساب جاؤ گے ۶؎ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نابینا ہوگئے پھر

ثُمَّ مَاتَ ۔ اللہ نے ان کی نظر لوٹا دی پھر وہ فوت ہوئے۔

(۵۶۸۰)۱؎ انیسہ الف کے پیش ن کے فتحہ سے آپ حضرت زید ابن ارقم کی صاحبزادی ہیں خود تابعین سے ہیں اور زید ابن ارقم صحابی ہیں۔اس لیے آپ کی کنیت ابوانیسہ بھی ہے اور ابوعمر بھی انصاری خزرجی ہیں آخر میں کوفہ میں رہے وہاں ۷۸ اٹھتر میں وفات پائی۔ اٹھاون سال عمر ہوئی رضی اللہ عنہ۔۲؎ یعنی تم اس مرض سے وفات نہیں پاؤ گے ابھی تمہاری عمر باقی ہے یہ ہے حضور کا علم غیب کہ لوگوں کی زندگی اور موت سے خبردار ہیں۔۳؎ یعنی تم میرے بعد بہت دراز عمر پاؤ گے۔۴؎ یعنی تم آخر میں نابینا ہو جاؤ گے۵؎ صبر سے مراد علاج نہ کرنا نہیں بلکہ رب کی شکایت نہ کرنا گھبراہٹ ظاہر نہ کرنا ہے دوا اور دعا صبر کے خلاف نہیں بے صبری چیز ہی اور ہے طلب اجر کا مطلب یہ ہے کہ میں سمجھوں گا کہ رب تعالٰی مجھے اس تکلیف اور صبر پر جنت عطا فرمائے گا۔۶؎ یعنی اگر تم نے بے صبری پر صبر اور طلب اجر کرلیا تو تم ان لوگوں میں سے ہو گے جو قیامت کے حساب و کتاب سے مستثنٰی ہیں بے حساب جنتی ہیں یے خیال رہے کہ حضور انور کو اس شفا کی بھی خبر تھی مگر آپ نے انہیں بتایا نہیں تاکہ ان کا امتحان اور صبر اعلیٰ درجہ کے ہوں (مرقات) ظاہر یہ ہے کہ دوبارہ انہیں روشنی ملنا دوا اور دعا سے ہوا جو خلاف صبر نہیں۔

وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَالَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ لَعَثَ رَجُلًا فَكَذَبَ عَلَيْهِ فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوُجِدَ مَيِّتًا وَّقَدِ انْشَقَّ بَطْنُهٗ وَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ ۔ (رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

(۵۶۸۱) روایت ہے حضرت اسامہ ابن زید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مجھ پر وہ بات تھوپے جو میں نے نہ کہی ہو وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے۱؎ یہ اس طرح ہوا کہ آپ نے ایک شخص کو بھیجا اس نے آپ پر جھوٹ باندھ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعا کردی تو وہ مردہ پایا گیا کہ اس کا پیٹ چر گیا تھا اسے زمین نے قبول نہ کیا۲؎ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیں۔

(۵۶۸۱)۱؎ حضور پر جھوٹ باندھنے کی کئی صورتیں ہیں۔ایک یہ کہ جان بوجھ کر حدیث گھڑے اور اسے حضور کی طرف نسبت کردے کہ حضور نے یہ فرمایا۔دوسرے یہ کہ کوئی موضوع حدیث بیان کرے اور اس کا موضوع ہونا نہ بتائے۔خیال رہے کہ روایت بالمعنی جائز ہے۔یہ وضع حدیث نہیں بلکہ حدیث کا مضمون اپنے الفاظ میں بیان کرنا ہے ہم کہتے ہیں کہ رب نے فرمایا نماز قائم کرو حالانکہ قرآن مجید اردو نہیں ہے۔ہمارا یہ قول قرآن کا ترجمہ ہے اس کی مثال وہ وائل ابن حجر کی روایت ہے آمین کے متعلق رفع بہا صوتہ ترجمہ ہے۔مدبہا صوتہ کا روای نے مد کا ترجمہ رفع کیا۔اور اسے حضور انور کی طرف منسوب کیا۔یہ حدیث گھڑنا نہیں یہ فرق خیال رہے اپنا گھر آگ میں بنانے کے معنی یہ ہیں کہ اپنے کو دوزخی سمجھ لے۔جھوٹ بولنا گناہ ہے اور جھوٹ کو حضور کی طرف نسبت کرنا بدترین گناہ ہے۔۲؎ اس شخص نے لوگوں کو جھوٹی حدیث گھڑ کر سنائی حضور انور نے نور نبوت سے جان لیا اس کے لیے بددعا فرمادی ایسا ہی ہوا کہ اسے بعد موت دفن کیا گیا تو زمین نے نکال کر پھینک دیا یہ واقعہ کوئی اور ہے اور وہ کاتب وحی جو مرتد ہوگیا تھا کفار کے پاس پہنچا بولا کہ میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مل کر قرآنی آیات گھڑا کرتے ہیں اس کا انجام بھی یہ ہوا تھا وہ واقعہ دوسرا ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۵۶۸۲) روایت ہے حضرت جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ

جَآءَ هُ رَجُلٌ يَسْتَطْعِمُهُ فَاَطْعَمَهُ شَطْرَ وَسَقِ شَعِيْرٍ فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَاْكُلُ مِنْهُ وَامْرَاَتُهُ وَضَيْفُهَا حَتّٰى كَالَهُ فَفَنِيَ فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَكِلْهُ لَا كَلْتُمْ مِّنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ .
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کھانا مانگنے آیا حضور نے اسے جو کا آدھا وسق عطا فرمایا ۱ وہ شخص اس کی بیوی اس کے مہمان، اس سے کھاتے رہے حتیٰ کہ اس نے ناپ لیا تو ختم ہوگیا ۲ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا فرمایا اگر وہ اسے نہ ناپتے تو تم سب، اس سے کھاتے رہتے تو وہ تمہارے پاس رہتا ۳ (مسلم)

(۵۶۸۲) ۱ پہلے کہا جاچکا ہے کہ وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع ساڑھے چار سیر کا تو آدھا وسق تیس صاع ہوا یعنی ایک سو پینتیس سیر تین من پندرہ سیر۔ ۲ معلوم ہوتا ہے کہ برسہا برس تک کھاتے رہے یہ ہوا حضور انور کا معجزہ کہ تھوڑے غلہ میں بہت ہی برکت ہوئی ۳ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ایسی برکت والی چیزوں کا ناپ تول توکل کے خلاف ہے اس لیے اس کی برکت ختم ہوجاتی ہے۔

وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوْصِي الْحَافِرَ يَقُوْلُ اَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ اَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ دَاعِيْ امْرَاَتِهٖ فَاَجَابَ وَنَحْنُ مَعَهُ فَجِيْءَ بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ يَدَهُ ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ فَاَكَلُوْا فَنَظَرْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْكُ لُقْمَةً فِيْ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ اَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ اُخِذَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ اَهْلِهَا فَاَرْسَلَتِ الْمَرْاَةُ تَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَرْسَلْتُ اِلَى النَّقِيْعِ وَهُوَ مَوْضِعٌ يُبَاعُ فِيْهِ الْغَنَمُ لِيَشْتَرِيَ لِيْ شَاةً فَلَمْ تُوْجَدْ فَاَرْسَلْتُ اِلٰى جَارٍ لِّيْ قَدِ اشْتَرٰى شَاةً اَنْ يُّرْسِلَ بِهَا اِلَيَّ بِثَمَنِهَا فَلَمْ يُوْجَدْ فَاَرْسَلْتُ اِلَى امْرَاَتِهٖ فَاَرْسَلَتْ اِلَيَّ بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْعِمِيْ هٰذَا الطَّعَامَ الْاَسْرٰى .
(رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

(۵۶۸۳) روایت ہے حضرت عاصم ابن کلیب سے وہ اپنے والد سے وہ ایک انصاری سے راوی ۱ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ قبر پر تشریف فرما تھے کھودنے والے کو سمجھاتے تھے فرماتے تھے کہ اس کے پاؤں کی طرف فراخ کرو اس کے سر کی طرف فراخ کرو پھر جب واپس ہوئے تو آپ کے سامنے اس کی بیوی کی طرف سے بلانے والا آیا ۲ آپ نے منظور فرمایا ہم آپ کے ساتھ تھے کھانا لایا گیا ۳ حضور نے اپنا ہاتھ رکھا پھر قوم نے کہ سب کھانے لگے ۴ تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے منہ میں لقمہ پھرا رہے ہیں ۵ پھر فرمایا کہ میں ایسی بکری کا گوشت محسوس کرتا ہوں جو اس کے مالک کی بغیر اجازت لی گئی ہے ۶ اس عورت نے کہلا کر بھیجا کہ یارسول اللہ میں نے نقیع کی طرف بھیجا تھا یہ وہ جگہ تھی یہاں بکریاں فروخت کی جاتی تھیں تاکہ میرے لیے بکری خریدے ۷ بکری ملی نہیں میں نے اپنے پڑوسی کے پاس آدمی بھیجا جس نے بکری خریدی تھی یہ کہ مجھے وہ بکری قیمتاً بھیج دے وہ ملا نہیں ۸ تو میں نے اس کی بیوی کے پاس بھیجا اس نے وہ میرے پاس بھیج دی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو ۹ (ابوداؤد، بیہقی، دلائل النبوۃ)

(۵۶۸۳) ۱ خیال رہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں۔ ان میں کوئی فاسق نہیں اس لیے صحابی کا نام معلوم نہ ہوتا حدیث کو مجہول نہیں کرتا

ہاں صحابہ کے سوا کسی اور راوی کا نام مذکور نہ ہو تو حدیث مجہول ہو جاتی ہے کہ خبر نہیں وہ راوی کون ہے کیسا ہے فاسق ہے یا عادل ۲؎ یعنی عرض کیا یارسول اللہ میت کی بیوی حضور کو بلا رہی ہے کھانے کی دعوت نہیں تھی۔ جیسا کہ الفاظ حدیث سے معلوم ہو رہا ہے یہ بات خیال میں رکھی جائے ۳؎ یہاں کھانا دعوت کے طور پر نہیں پکایا گیا تھا نہ حضور کو دعوت طعام کے لیے بلایا گیا تھا۔ اس کے گھر حضور تشریف لے گئے تھے کھانے کا وقت تھا۔ اس نے کھانا بھی پیش کردیا۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ میت والوں سے دعوت لینا ممنوع ہے اس مسئلہ کی بہت صورتیں ہیں۔ نمبر ۱ بعض وارث نابالغ ہوں۔ نمبر ۲ بعض وارث غائب ہوں۔ نمبر ۳ قوم دعوت دینے پر مجبور کرے کہ میت کی روٹی دے۔ نمبر ۴ اہل میت رواج کے ماتحت شرم وحیا سے روٹی دیں۔ پہلی دو صورتوں میں دعوت دینا دعوت کھانا دونوں حرام ہیں کہ اس میں یتیم کا مال کھانا ہے اور غائب کا مال اس کی اجازت کے بغیر کھانا ہے۔ آخری دو صورتوں میں کھانا مکروہ ہے۔ اگر یہ چار صورتیں نہ ہوں۔ مثلًا مہمانوں کے لیے کسی خاص وارث نے یا سارے بالغ وارثوں نے کھانا پکادیا۔ یا اتفاقًا کسی کو کھلادیا تو بلاکراہتہ جائز ہے۔ یہاں جو واقعہ بیان ہورہا ہے اس میں یہ چاروں صورتیں نہ تھیں لہذا فقہاء کا یہ مسئلہ اس حدیث کے خلاف نہیں۔ مسئلہ میت کا کفن دفن اس کے سارے مال سے کیا جائے مگر اس کی نیاز فاتحہ میں یہ خیال رکھا جائے کہ اگر بعض وارث یتیم نابالغ یا غائب ہوں تو اولًا متروکہ مال تقسیم کیا جائے پھر بالغین حاضرین اپنے حصہ میں سے نیاز فاتحہ کریں اور یہ کھانا صرف فقراء مسکین کو کھلایا جائے۔ غرض کہ میت والوں کے ہاں کھانے کی بہت صورتیں ہیں۔ بعض حرام ہیں بعض مروہ بعض مباح ہیں۔ یہاں مکمل تفصیل کی گنجائش نہیں۔ ۴؎ قوم سے مراد صاحب خانہ کے مہمان ہیں۔ جن کے لیے کھانا تیار کیا گیا تھا۔ اور وہ صحابہ کرام جو حضور انور کے ساتھ تھے جو اتفاقًا وہاں پہنچ گئے تھے۔ اور کھانے میں شریک ہوگئے تھے۔ ۵؎ یعنی لقمہ منہ میں لے لیا چبایا منہ میں گمایا مگر نگلا نہیں۔ ہم نے یہ محسوس کرلیا تو یا تو کسی نے حضور سے پوچھا یا حضور انور نے خود ہی وہ فرمایا جو آگے آرہا ہے۔ ۶؎ یعنی یہ گوشت نہ تو حرام جانور کا ہے نہ مردار کا مگر ایسا ہے جس میں احتیاط نہیں برتی گئی۔ اس فرمان عالی سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور انور کو پس پردہ چیز کی خبر دی گئی وہاں وحی الٰہی نہیں آئی تھی بلکہ زبان شریف نے گوشت کی لذت کے ساتھ اس کیفیت بھی محسوس کرلی دوسرے یہ کہ اللہ تعالٰی نے حضور کے حلق اور شکم کو ہمیشہ حرام بلکہ مکروہ بلکہ مشتبہ بلکہ غیر احتیاطی چیزوں سے محفوظ رکھا۔ بخاری شریف میں ہے کہ بچپن شریف میں حضور نے کبھی بتوں کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت نہیں کھایا۔ خیال رہے کہ کفار کی مشترک کمائیاں مومن کے لیے حلال ہیں۔ لہذا حضور انور کا ابو طالب کے ہاں اور موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے ہاں پرورش پانا یوں ہی حضور انور کا کفار کے ہدیے قبول فرمانا بالکل درست تھا اب بھی اپنے مشترکہ مال والے کی دعوت کھالینا جائز ہے۔ ۷؎ نقیع نون سے مدینہ پاک کے قریب وادی عقیق کی طرف ایک بازار تھا جہاں اور چیزوں کے ساتھ جانور بھی فروخت ہوتے تھے جن لوگوں نے بقیع ب سے پڑھا غلط ہے۔ بقیع تو مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان ہے وہاں بازار کہاں یہ تفسیر کسی راوی کی ہے۔ ۸؎ یعنی مرا پڑوسی اپنے لیے ایک بکری خرید کر لایا تھا۔ میں نے کہلا کر بھیجا تھا کہ وہ بکری میرے ہاتھ فروخت کردے کہ مجھے اس کی فوری ضرورت ہے ۹؎ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اپنے خاوند کا مال اس کی بغیر اجازت نہ تو فروخت کرسکتی ہے۔ نہ ہبہ، اگر کرے گی تو درست نہ ہوگا ہاں وہ معمولی حقیر چیزیں جس کے ہبہ کرنے کی اجازت عادۃً خاوند کی طرف سے ہوتی ہے۔ وہ ہبہ خیرات کرسکتی ہے۔ جیسے روٹی کا ٹکڑا پھٹا پرانا کپڑا۔ واقعہ یہ تھا کہ مالک بکری والا اب تک گھر نہ آیا تھا کہ اس سے اجازت لی جاتی اور گوشت بگڑ جانے کا اندیشہ تھا دونوں کفار تھے جن پر شرعی احکام جاری نہ تھے حکم دیا کہ یہ مشتبہ کھانا ان قیدیوں کو کھلادو بکری کی قیمت مالک بکری کو ادا کردی جائے گی مال غصب کے یہی احکام ہیں۔

معلوم ہوا کہ کھانا نہ تو ضائع کیا جائے اور نہ بگڑنے دیا جائے۔

وَعَنْ حِرَامِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ حُبَيْشِ بْنِ خَالِدٍ وَّهُوَ اَخُ اُمِّ مَعْبَدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُخْرِجَ مِنْ مَّكَّةَ خَرَجَ مُهَاجِرًا اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّمَوْلٰى اَبِىْ بَكْرٍ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَدَلِيْلُهُمَا عَبْدُاللّٰهِ اللَّيْثِىُّ مَرُّوْا عَلٰى خَيْمَتَىْ اُمِّ مَعْبَدٍ فَسَاَلُوْهَا لَحْمًا وَّتَمْرًا لِّيَشْتَرُوْا مِنْهَا فَلَمْ يُصِيْبُوْا عِنْدَهَا شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ وَكَانَ الْقَوْمُ مُرْمِلِيْنَ مُسْنِتِيْنَ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى شَاةٍ فِىْ كَسْرِ الْخَيْمَةِ فَقَالَ مَاهٰذِهِ الشَّاةُ يَا اُمَّ مَعْبَدٍ قَالَتْ شَاةٌ خَلَّفَهَا الْجُهْدُ عَنِ الْغَنَمِ قَالَ هَلْ بِهَا مِنْ لَبَنٍ قَالَتْ هِىَ اَجْهَدُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ اَتَاْذَنِيْنَ لِىْ اَنْ اَحْلُبَهَا قَالَتْ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ اِنْ رَّاَيْتَ بِهَا حَلَبًا فَاحْلُبْهَا فَدَعَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ بِيَدِهٖ ضَرْعَهَا وَسَمَّى اللّٰهَ تَعَالٰى وَدَعَالَهَا فِىْ شَاتِهَا فَتَفَاجَّتْ عَلَيْهِ وَدَرَّتْ وَاجْتَرَّتْ فَدَعَا بِاِنَآءٍ يُرْبِضُ الرَّهْطَ فَحَلَبَ فِيْهِ ثَجًّا حَتّٰى عَلَاهُ الْبَهَاءُ ثُمَّ سَقَاهَا حَتّٰى رَوِيَتْ وَسَقٰى اَصْحَابَهٗ حَتّٰى رَوُوْا ثُمَّ شَرِبَ اٰخِرُهُمْ ثُمَّ حَلَبَ فِيْهِ ثَانِيًا بَعْدَبَدْءٍ حَتّٰى مَلَاَ الْاِنَآءَ ثُمَّ غَادَرَهٗ عِنْدَهَا وَبَايَعَهَا وَارْتَحَلُوْا عَنْهَا.

(رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَ ابْنُ عَبْدِالْبَرِّ فِى الْاِسْتِيْعَابِ وَابْنُ الْجَوْزِىِّ فِىْ كِتَابِ الْوَفَآءِ وَفِى الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ)

(۵۶۸۴) روایت ہے حضرت حرام ابن ہشام سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا حبیش ابن خالد سے راوی وہ ام معبد کے بھائی ہیں۱؎ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ سے باہر کئے گئے آپ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہوئے آپ اور ابوبکر صدیق اور ابوبکر کے غلام عامر ابن فہیرہ اور ان کے رہبر عبداللہ لیثی ام معبد کے خیمے پر گزرے۲؎ انہوں نے آپ سے گوشت چھوہارے مانگے تا کہ ان سے خریدیں انہوں نے یہ کوئی چیز ام معبد کے پاس نہ پائی یہ حضرات بے توشہ تھے۳؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری دیکھی جو خیمے کے کنارہ میں تھی فرمایا اے ام معبد یہ بکری کیسی ہے انہوں نے عرض کیا کہ یہ ایسی بکری ہے جسے دبلے پن نے بکریوں سے پیچھے کردیا ہے۴؎ فرمایا گیا اس میں دودھ ہے وہ بولیں کہ وہ اس سے بہت دور ہے۵؎ فرمایا کیا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ اسے دوہ لوں بولیں آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں اگر آپ اس میں دودھ دیکھیں تو دوہ لیں۶؎ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اس کے تھن پر اپنا ہاتھ پھیرا اللہ تعالٰی کا نام لیا اور ان کے لیے ان کی بکری میں دعا کی تو اس نے ٹانگیں چیر دیں۷؎ اور دودھ اتار لائی جگالی کرنے لگی تو حضور نے ایسا برتن منگوایا جو ایک جماعت کو سیراب کردے اس میں دوہا چھلکتا ہوا حتی کہ جھاگ اوپر گئے۸؎ پھر حضور نے ام معبد کو پلایا حتی کہ وہ سیر ہوگئیں اور اپنے ساتھیوں کو پلایا حتی کہ وہ بھی سیر ہوگئے پھر ان کے آخر میں خود پیا۹؎ پھر اس میں پہلی بار کے بعد دوہا حتی کہ برتن بھر دیا یہ ام معبد کے پاس چھوڑ دیا اور ان سے بیعت لی اور وہاں سے ان سب نے کوچ کردیا۱۰؎ (شرح سنہ) ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور ابن جوزی نے کتاب الوفاء اور اس حدیث میں ایک بڑا قصہ ہے۔

(۵۶۸۴) ۱؎ ام معبد کا نام عاتکہ بنت خالد خزاعیہ ہے۔ یہ امیر بی بی تھیں۔ مسافروں کو کھانا پانی مفت دیتی تھیں مدینہ منورہ کے راہ میں رہتی تھیں۔ یہ اس دن یا بعد میں مدینہ منورہ آکر ایمان لائیں (مرقات) مکہ معظمہ سے دو حضرات چلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت

ابوبکر صدیق، مالک ابن فہیرہ اور عبداللہ لیثی بعد میں ملے عبداللہ اس وقت کافر تھے، معلوم ہوا کہ کفار سے دینی کام میں مدد لینا درست ہے کہ حضور نے ہجرت میں عبداللہ لیثی سے رہبری کا کام لیا۔ ۲؎ یعنی ان حضرات کو اس وقت کھانے کی سخت ضرورت تھی اور ساتھ میں کھانا نہیں تھا۔ ام معبد کے پاس کھانا نہ خریدا جاسکا کہ ان کے پاس تھا ہی نہیں ۳؎ یعنی یہ بکری کمزور دبلی ہے کہ دبلے پن اور کمزوری کی وجہ سے دوسری بکریوں کے ساتھ چرنے کے لیے باہر نہیں جاسکتی اس لیے میرے خیمہ میں بندھی ہے۔ ۴؎ یعنی یہ بکری اولاً تو بکرے کے پاس نہیں گئی۔ دوسرے یہ کمزور بہت ہے تیسرے یہ بیمار ہے اس میں دودھ کہاں سے آیا۔ بیاہی بکری بھی ایسی کمزور ہو تو دودھ نہیں دیتی چہ جائیکہ یہ کنواری بھی ہے۔ ۵؎ اگرچہ حضور علیہ السلام نے یہ دودھ اللہ کی قدرت سے نکالا مگر چونکہ ام معبد کی بکری کے تھن سے نکالا اس لیے ان سے ان تھنوں کے استعمال کی اجازت لی اب ان سے جو دودھ نکلا وہ حضور انور کی ملک تھا یا ام معبد کی اس میں گفتگو ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی ملک تھا کیونکہ حضور انور نے اس دودھ کے پینے کی ام معبد سے اجازت نہ لی نہ انہیں قیمت دی۔ خیال رہے کہ بعض غزوات میں حضور انور نے بدوی کے مشکیزے سے پانی تمام لشکر کو پلا دیا اور پانی اتنا ہی رہا، وہاں مشکیزے والے کی اجازت نہ لی وہاں اپنی ملکیت مطلقہ کا اظہار تھا اور یہاں مسئلہ شرعیہ بتانا تھا جیسے ایک دعوت میں ایک آدمی چلا گیا تو حضور نے صاحب خانہ سے اجازت لی اور حضرت جابر کے ہاں سارے لشکر کو بغیر دعوت ہی لے گئے۔ ۶؎ بکری دوہتے وقت دوہنے والے کے لیے اپنی ٹانگیں چیر دیتی ہے اور اگر دودھ نہ دینا ہو تو نہیں چیرتی یہاں اس کا ذکر ہے۔ ۷؎ یہ ہے چھلکتے کی تفسیر یعنی جھاگ تو اوپر آگئے اور دودھ لبالب بھر گیا۔ ۸؎ ترتیب یہ رکھی کہ پہلے ام معبد کو پلایا پھر اپنے ساتھیوں کو پھر آخر میں خود پیا۔ اس ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور اس دودھ کے مالک تھے اور یہ سب حضور کے مہمان تھے ۹؎ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے بکری کو دوبار دوہا پہلی بار کا دودھ تو پی لیا پلا دیا دوسری بار کا دودھ خیمہ میں چھوڑ دیا اور ام معبد اسی وقت مسلمان ہوگئیں پھر جب ام معبد کے خاوند آئے تو انہوں نے گھر میں عجیب خوشبو محسوس کی اور دودھ سے گھر بھرا ہوا پایا۔ تعجب سے پوچھا ام معبد کے جواب کو کسی شاعر نے یوں بیان کیا ہے شعر:۔

جزی اللہ ربّ الناس خیر جزائہ رفیقین خلا خیمۃ ام معبد ۰

ھما نزلا بالبر ثم ترحلا فافلح من امسی رفیق محمد

اللہ ان دونوں ساتھیوں کو جزاء خیر دے جو ام معبد کے خیمہ میں اترے کچھ دیر رہے پھر کوچ کر گئے کامیاب ہے وہ جو محمد مصطفیٰ کا ساتھی بنا۔ تتمہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تین قسم کے ہیں بعض وہ جو آپ کے ساتھ لازم تھے۔ جیسے جسم شریف کا بے سایہ ہونا، جسم اقدس سے بے مثال خوشبو وغیرہ بعض وہ جو آپ کے اختیار میں تھے جیسے چاند چیرنا سورج واپس فرمانا۔ بعض بے اختیاری جیسے آیات قرآنیہ کا نزول پھر بعض معجزات وقتی تھے جو حضرات صحابہ نے دیکھے جو آپ نے مشکوۃ شریف میں پڑھ لیے، بعض معجزات دائمی ہیں جو قیامت تک دیکھے جائیں گے جیسے آیات قرآنیہ ہر آیت حضور کا معجزہ ہے۔ حضور کا ذکر کثیر کہ ہر جگہ آپ کا چرچہ ہے آپ کی محبوبیت کہ بغیر دیکھے دنیا آپ کی عاشق ہے آپ کے نام پر سر کٹا دیتی ہے۔ آپ کے اولیاء اللہ کی کرامات کہ ہر کرامت حضور کا معجزہ ہے۔ تا قیامت آپ کے دین کا بقاء علماء حقانی کا وجود کہ یہ سب چیزیں حضور کے زندہ جاوید معجزات ہیں۔ وقتی معجزات جو روایات میں آگئے وہ تقریباً چھ ہزار ہیں۔ بلکہ آپ بذات خود معجزہ تھے آپ کا نام معجزہ ہے

بَابُ الْكَرَامَاتِ کرامات کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

کرامات جمع ہے کرامت کی بمعنی تعظیم واحترام اصطلاح شریعت میں کرامت وہ عجیب وغریب چیز ہے جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو حق یہ ہے کہ جو چیز نبی کا معجزہ بن سکتی ہے وہ ولی کی کرامت بن سکتی ہے سواء اس معجزہ کے جو دلیل نبوت ہو جیسے وحی اور آیات قرآنیہ معتزلہ کرامات کا انکار کرتے ہیں اہل سنت کے نزدیک کرامت حق ہے۔ آصف بن برخیا کا پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس کو یمن سے شام میں لے آنا حضرت مریم کا بغیر خاوند حاملہ ہونا اور غیبی رزق کھانا اصحاب کہف کا بے کھانا پانی صدہا سال تک زندہ رہنا کرامات اولیاء ہیں جو قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ حضور غوث پاک کی کرامات شمار سے زیادہ ہیں (اشعۃ) حضور انور کے معجزات بے شمار سرکار بغداد کی کرامات بیشمار حضور کی نبوت سب کو عام سرکار بغداد کی ولایت سب کو عام فرماتے ہیں کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔ آپ کی ولایت تا قیامت جاری ہے۔

غوث اعظم درمیانہ اولیاء　　چوں جناب مصطفیٰ در انبیاء

ولایت اور کرامات دین کی حقانیت اور اس کے منسوخ نہ ہونے کی دلیل ہیں۔ اب عیسائیوں یہودیوں میں کوئی ولی نہیں کیونکہ وہ نبوتیں منسوخ ہوچکیں آج سواء اہل سنت کے کسی فرقے میں اولیاء نہیں۔ دیوبندی وہابی شیعہ مرزائی چکڑالوی کسی دین میں ولی نہیں۔ کیونکہ یہ فرقے باطل ہیں جس شاخ کا تعلق جڑ سے قائم نہ رہے وہاں جڑ سے فیض آنا بند ہو جائے اس شاخ میں پھل پھول نہیں لگتے۔ اسلام کی جڑ ہری ہے کہ اس میں اب بھی اولیاء اللہ اور کرامات پائے جاتے ہیں۔ مگر ان فرقوں کا تعلق جڑ سے نہیں۔ دوسرے دینوں کی جڑیں خشک ہوچکیں لہٰذا ان میں ولایت نہیں۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجَةٍ لَّهُمَا حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ فِيْ لَيْلَةٍ شَدِيْدَةِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقَلِبَانِ وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عُصَيَّةٌ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰى مَشَيَا فِيْ ضَوْءِهَا حَتّٰى اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاهُ فَمَشٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِيْ ضَوْءِ عَصَاهُ حَتّٰى بَلَغَ اَهْلَهٗ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۶۸۵) روایت ہے حضرت انس سے کہ اسید ابن حضیر اور عباد ابن بشر[۱] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے کاموں کے متعلق بات چیت کرتے رہے حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا۔ یہ واقعہ سخت اندھیری رات میں ہوا[۲] پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپسی کے لیے نکلے ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں چھوٹی لاٹھی تھی تو ان میں سے ایک کی لاٹھی چمک گئی[۳] حتیٰ کہ وہ دونوں اس کی روشنی میں چلتے حتیٰ کہ جب ان کو راستہ نے علیحدہ کیا تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی[۴] تو ان میں سے ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلا حتیٰ کہ اپنے گھر پہنچ گیا[۵] (بخاری)[۶]

(۵۶۸۵)[۱] اسید ابن حضیر انصاری اوسی ہیں بدر وغیرہ میں شریک ہوئے (۲۰) بیس ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور عباد ابن

بشر بھی انصاری ہیں۔ بدر وغیرہ میں آپ بھی شریک رہے۔ کعب ابن اشرف یہودی کے قتل میں آپ بھی شریک تھے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے (۴۵) پینتالیس سال کی عمر ہوئی (مرقات) ۲؎ یہ حضرات اندھیری رات میں حضور انور کے پاس سے اپنے گھر جانے والے تھے روشنی کا کوئی سامان نہ تھا۔ تب یہ کرامات ظاہر ہوئیں ۳؎ یا تو پوری لاٹھی چمکی ٹیوب کی طرح یا اس کا سرا چمکا بیڑی کی طرح پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں کہ پوری لاٹھی چمکی۔ ۴؎ چونکہ اب دونوں صاحبوں کے راستے الگ الگ ہوگئے۔ ایک کی روشنی دوسرے کے لیے کافی نہ تھی۔ اس لیے دوسرے صحابی کی لاٹھی بھی ٹیوب بن گئی۔ اس کا چمکنا بھی قدرۃً ہوا کہ کرامت ولی معجزہ کی جنس سے ہوسکتی ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا عطا ہوا وہ تھا نبی کا معجزہ اور ان صحابیوں کو عصاء بیضا عطا ہوا یہ تھی کرامت۔ ۶؎ بخاری شریف میں یہ واقعہ باب علامات النبوۃ کے آخر میں اور مناقب انصار کے ماتحت باب مناقب اسید ابن حضیر میں نقل فرمایا۔ مگر اس کے الفاظ یہ نہیں۔ یہ الفاظ مصنف عبدالرزاق اور مستدرک حاکم اور مسند حاکم میں نقل ہوئے۔ (مرقات)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِیْ اَبِیْ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ مَا اُرَانِیْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِیْ اَوَّلِ مَنْ یُّقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنِّیْ لَا اَتْرُكُ بَعْدِیْ اَعَزَّ عَلَیَّ مِنْكَ غَیْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ عَلَیَّ دَیْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِكَ خَیْرًا فَاَصْبَحْنَا فَكَانَ اَوَّلَ قَتِیْلٍ وَّدَفَنْتُهٗ مَعَ اٰخَرَ فِیْ قَبْرٍ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۶۸۶) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ جب غزوہ احد ہوا تو رات میں مجھے میرے باپ نے بلایا کہا کہ میں اپنے متعلق خیال کرتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں پہلا شہید میں ہوں گا ۱؎ اور میں اپنے نزدیک تم سے زیادہ پیارا کسی کو نہیں چھوڑتا سواء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ۲؎ اور مجھ پر قرض ہے تم ادا کردینا ۳؎ اور اپنی بہنوں کے لیے بھلائی کی وصیت قبول کرو ۴؎ ہم نے سویرا پایا تو پہلے شہید وہی تھے اور میں نے انہیں دوسرے کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا ۵؎ (بخاری)

(۵۶۸۶) ۱؎ یہ ہے صحابی کا علم غیب کہ اپنی موت نوعیت موت حسن خاتمہ وغیرہ سب کی خبر پہلے سے دے دی۔ ۲؎ یعنی مجھے سب سے زیادہ پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کے بعد تم مجھے سب سے زیادہ پیارے ہو جو دل میں ہے وہی آپ کی زبان پر ہے۔ آپ کا یہ قول اس حدیث کی تفسیر ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اولاد ماں باپ اور سارے لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ رب تعالیٰ حضور کی ایسی محبت نصیب کرے۔ ۳؎ اس ادائے قرض کا واقعہ باب المعجزات میں گزر چکا۔ آپ پر بہت کھجوریں قرض تھیں جو حضور انور نے کھجوروں کے ایک ڈھیر سے ادا کردیں اور اس ڈھیر کی ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔ ۴؎ یعنی تم اکیلے تو میرے بیٹے ہو اور میری آٹھ یا نو بیٹیاں ہیں۔ تم ہی ان کے اکیلے منتظم ہو تم ان سے اچھا برتاؤ کرنا ترجیح اس کو ہے کہ حضرت جابر کی نو بہنیں تھیں بھائی کوئی نہ تھا (اشعۃ، مرقات) غالبًا آپ کی والدہ نہ تھیں۔ پہلے ہی فوت ہوچکی تھیں واللہ ورسولہ اعلم۔ ۵؎ چونکہ اس موقع پر کفن بہت کم تھا۔ اس لیے سرکاری حکم تھا کہ ایک ایک قبر میں چند شہید دفن کیے جائیں۔ اسی فرمان کے مطابق حضرت عبداللہ کو ان کے دوست اور ان کے بہنوئی حضرت عمرو ابن جموح کے ساتھ دفن کیا گیا۔ خیال رہے کہ حضرت عمرو ابن جموع حضرت عبداللہ کے گہرے دوست بھی تھے۔ اور ان کے بہنوئی بھی (مرقات و اشعۃ) پھر بعد میں حضرت عبداللہ کو وہاں سے منتقل کرکے جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ فقیر نے قبر شریف کی زیارت کی ہے۔

وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ کَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَآءَ وَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَیْنِ فَلْیَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَّمَنْ کَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْیَذْهَبْ بِخَامِسٍ اَوْسَادِسٍ وَّاِنَّ اَبَابَکْرٍ جَآءَ بِثَلٰثَةٍ وَّانْطَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرَةٍ وَّاِنَّ اَبَابَکْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰى صُلِّیَتِ الْعِشَآءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰى تَعَشّٰى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَآءَ بَعْدَ مَامَضٰى مِنَ اللَّیْلِ مَاشَآءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهٗ امْرَاَتُهٗ مَاحَبَسَكَ عَنْ اَضْیَافِكَ قَالَ اَوَمَا عَشَّیْتِیْهِمْ قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰى تَجِیْءَ فَغَضِبَ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا فَحَلَفَتِ الْمَرْاَةُ اَنْ لَّا تَطْعَمَهٗ وَحَلَفَ الْاَضْیَافُ اَنْ لَّا یَطْعَمُوْهُ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ کَانَ هٰذَا مِنَ الشَّیْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا فَجَعَلُوْا لَا یَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً اِلَّا رَبَتْ مِنْ اَسْفَلِهَا اَکْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ لِاِمْرَاَتِهٖ یَا اُخْتَ بَنِیْ فِرَاسٍ مَا هٰذَا قَالَتْ وَقُرَّةُ عَیْنِیْ اِنَّهَا الْاٰنَ لَاَکْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلٰثِ مِرَارٍ فَاَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذُکِرَ اَنَّهٗ اَكَلَ مِنْهَا ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

وَذُکِرَ حَدِیْثُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ کُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِیْحَ الطَّعَامِ فِی الْمُعْجِزٰتِ ۔

(۵۶۸۷) روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن ابوبکر سے۱ کہ صفہ والے مسکین لوگ تھے۲ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کا کھانا ہو وہ پانچویں کو یا چھٹے کو لے جائے۳ اور حضرت ابوبکر تین شخص لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس حضرات لائے۴ ابوبکر صدیق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کا کھانا کھایا پھر کچھ ٹھہرے حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھ لی گئی آپ پھر لوٹ گئے پھر کچھ ٹھہرے حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا کھانا کھالیا۵ پھر آپ آئے اس کے بعد رات کا مشیت الٰہی کے بقدر حصہ گزر گیا۔ان سے ان کی بیوی نے کہا کہ تمہیں تمہارے مہمانوں سے کس چیز نے روکا۶ آپ نے کہا کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا وہ بولیں کہ انہوں نے تمہارے آنے تک کھانے سے انکار کیا۷ آپ ناراض ہوئے اور بولے خدا کی قسم میں یہ کبھی نہ کھاؤں گا۸ آپ کی بیوی نے قسم کھالی کہ وہ بھی نہ کھائیں گی اور مہمانوں نے قسم کھالی کہ وہ بھی نہ کھائیں گے۹ جناب صدیق نے کہا کہ یہ قسم شیطان کی طرف سے ہوگئی آپ نے کھانا منگایا پھر کھایا پھر ان سب نے کھایا۱۰ تو وہ لوگ کوئی لقمہ نہ اٹھاتے تھے مگر اس کے نیچے سے اس سے زیادہ بڑھتا تھا۱۱ آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ اے بنی فراس کی بہن۱۲ یہ کیا وہ بولیں میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم۱۳ یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۱۴ ان سب نے یہ کھانا کھایا اور اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا گیا کہا گیا ہے کہ حضور نے بھی اس میں سے کھایا۱۵ (مسلم بخاری) اور حضرت عبداللہ ابن مسعود کی حدیث کہ ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے، باب المعجزات میں ذکر کردی گئی۱۶

(۵۶۸۷)۱ حضرت عبدالرحمٰن جناب صدیق اکبر کے بڑے بیٹے اور جناب عائشہ صدیقہ کے سگے بھائی ہیں۔ان دونوں کی والدہ جناب ام رومان ہیں۔آپ کا نام پہلے عبدالکعبہ تھا۔حدیبیہ کے سال اسلام لائے حضور انور نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا (اشعہ ومرقات)۲ صفہ کا ترجمہ ہے چبوترہ مسجد نبوی شریف کے متصل ایک چھتا ہوا چبوترہ بنایا گیا تھا جس میں وہ حضرات رہتے تھے جنہوں نے اپنے کو طلب علم اور خدمت دین کے لیے وقف کردیا تھا یہ حضرات ستر تھے انہیں اصحاب صفہ کہتے تھے۔ان حضرات میں مشہور صحابہ کرام یہ ہیں۔ابو

ذرغفاری عمار ابن یاسر، سلمان فارسی، صہیب بلال، ابو ہریرہ، جناب ابن ارت، حذیفہ ابن یمان، ابوسعید خدری، بشیر ابن خصاصہ، ابو موہبہ وغیرہ رضی اللہ عنہم انہیں حضرات کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ (۱۸،۲۸) اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ (کنزالایمان) الخ (مرقات) ۳؎ ان حضرات کا کھانا پینا مدینہ والوں کے ذمہ تھا۔ اب تک یہی دستور چلا آرہا ہے کہ علم دین کے طلباء مساجد میں رہتے ہیں اور مسلمان محلہ والے ان کے مصارف برداشت کرتے ہیں۔ اسی طرح دین چل رہا ہے۔ اور چلتا رہے گا۔ ۴؎ یعنی آج واقعہ یہ ہوا کہ جناب ابوبکر صدیق تین طالب علم لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس طلباء کو مہمان بنایا یہ لانا ہمیشہ کے لیے نہ تھا۔ صرف رات کے لیے تھا۔ بعض سخی مسلمان اپنے ہاں طالب علموں کا مستقل کھانا لگا دیتے ہیں یہ ان کی ہمت ہے سب سے بہتر صدقۂ جاریہ یہ ہے کہ کسی کو اپنے خرچہ سے عالم بنایا جائے جیسے امام اعظم نے امام ابو یوسف کو اپنے خرچہ پر اپنی تعلیم سے جید عالم بلکہ امام مجتہد بنا دیا۔ جن کا فیض تا قیامت رہے گا۔ ۵؎ یعنی حضرت ابوبکر صدیق عشاء کی نماز تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر شریف پر رہے۔ پھر حضور کے ساتھ نماز عشاء پڑھی پھر بعد عشاء حضور کے گھر لوٹ گئے۔ اور بعد نماز عشاء حضور کے ساتھ کھانا کھایا اس میں رات کافی گزر گئی۔ ادھر حضرت صدیق اکبر کے مہمان سارے گھر والے آپ کے منتظر رہے کسی نے کھانا نہیں کھایا۔ ان کا خیال تھا کہ جناب صدیق کے آنے پر سب مل کر کھائیں گے صاحب خانہ کا انتظار سنت صحابہ ہے جیسا کہ معلوم ہوا۔ ۶؎ یعنی تمہارے دیر سے آنے سے تمہارے مہمانوں کو تکلیف ہوئی، وہ اب تک بھوکے ہیں۔ تم بہت دیر سے آئے ایسی باتیں ہوا ہی کرتی ہیں۔ اس میں بے ادبی یا گستاخی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ۷؎ آپ نے سوال کیا کہ تم نے مہمانوں کو میرے بغیر ہی کیوں کھانا نہیں کھلا دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے کھانا پیش کیا تھا مگر مہمانوں نے کہا کہ ہم جناب صدیق اکبر کے ساتھ ہی کھائیں گے۔ اس زمانہ میں قاعدہ تھا کہ مہمان میزبان مل کر کھانا کھاتے تھے۔ اب بھی عرب میں یہی دستور ہے۔ ۸؎ جناب صدیق اکبر کو خیال ہوا کہ ہمارے گھر والوں نے مہمانوں سے یوں ہی رسماً کھانے کے لیے کہا ہوگا۔ اصرار نہیں کیا ہوگا ورنہ وہ ضرور کھا لیتے۔ اس لیے آپ گھر والوں پر ناراض ہوئے اور کھانا نہ کھانے کی قسم کھالی۔ (مرقات) ۹؎ بی بی صاحبہ کا نہ کھانے کی قسم کھالینا اس لیے تھا کہ خاوند کے بغیر بیوی کھانا کھالینا معیوب سمجھتی ہیں یعنی اگر آپ بھوکے رہیں گے۔ تو میں بھی بھوکی رہوں گی۔ مہمانوں نے خیال کیا کہ ہماری وجہ سے یہ آپس کی شکر رنجی ہوئی تو وہ بولے ہم بھی نہیں کھائیں گے۔ ہم لوگ اس خانہ جنگی کا باعث بنے مطلب یہ ہے کہ آپ لوگ پہلے آپس میں صلح کریں پھر ہم کھانا کھائیں گے۔ ۱۰؎ اہل عرب خصوصاً مسلمان مدینہ اپنے مہمانوں کا بڑا احترام کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ ان کی ہر ضد پوری کرتے ہیں اس لیے آپ نے اپنے مہمانوں کی خاطر اپنی قسم توڑ دی۔ اب بھی مہمان کی خاطر نفلی روزہ توڑ دینا جائز ہے جبکہ مہمان روزے دار میزبان کے بغیر کھانا نہ کھائے۔ یوں ہی اگر مہمان روزہ دار ہو، اور میزبان کھانے کی ضد کرے تو مہمان نفلی روزہ توڑ سکتا ہے مگر قضا واجب ہوگی۔ ۱۱؎ یہ ہوئی جناب صدیق اکبر کی کرامت یعنی خود آپ اور آپ کے مہمان بلکہ سب گھر والے جب ایک لقمہ برتن سے اٹھاتے تو اس جگہ پیالہ میں نیچے سے کھانا اور نمودار ہو جاتا جو اٹھائے ہوئے لقمہ سے زیادہ ہوتا۔ سبحان اللہ کرامت معجزے کی قسم سے ہے کہ کھانے کی برکت حضور کا معجزہ بھی ہے حضرت صدیق کی کرامت بھی۔ ۱۲؎ آپ کی بیوی صاحبہ کا نام ام رومان ہے۔ آپ قبیلہ بنی فراس سے تھیں۔ اس لیے جناب صدیق نے انہیں اخت بنی فراس فرمایا یعنی اس قبیلہ والوں کی بہن ۱۳؎ قرۃ عینی یعنی آنکھ کی ٹھنڈک سے مراد حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں (اشعہ) ۱۴؎ یعنی یہ کھانا کھا چکنے کے بعد پہلے سے تین گناہ زیادہ ہوگیا۔ یہ فقط اندازہ ہے۔ ۱۵؎ سبحان اللہ کیسا

مبارک کھانا تھا کہ اسے جناب صدیق اکبر ان کے گھر والوں ان کے مہمانوں نے بھی کھایا اور آخر میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کھایا وہ کھانا تو مبارک در مبارک ہوگیا۔ ۶؎ یعنی وہ حدیث مصابیح میں یہاں تھی مگر ہم نے مناسبت کے لحاظ سے باب المعجزات میں بیان کردی۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ — دوسری فصل

وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِیُّ کُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهٗ لَا یَزَالُ یُرٰی عَلٰی قَبْرِهٖ نُوْرٌ . (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

(۵۶۸۸) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ جب نجاشی نے وفات پائی تو ہم چرچہ کرتے تھے کہ ان کی قبر پر نور دیکھا جاتا رہا ہے ۱؎ (ابوداؤد)

(۵۶۸۸) ۱؎ یعنی اصحمہ شاہ حبشہ جن کا لقب نجاشی تھا۔ جب وہ وفات پا گئے تو عرصہ تک عام لوگوں نے آپ کی قبر پر ظاہر ظہور نور دیکھا امیر علی نے حاشیہ اشعۃ اللمعات میں لکھا کہ یہ نور حضرت اُم سلمہ اور اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے حبشہ کے قیام کے زمانہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھا اور عام لوگوں نے بھی اس سے معلوم ہوا کہ کرامت بعد وفات بھی ظاہر ہوسکتی ہے بلکہ ہوتی ہے کچھ عرصہ بعد یہ کرامت بند ہوگئی۔ صاحب دلائل الخیرات شریف سلیمان جذولی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے عرصہ تک مشک کی خوشبو آتی رہی پھر ہلکی پڑ گئی پھر بند ہوگئی (شرح دلائل)

وَعَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اَرَادُوْا غُسْلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لَانَدْرِیْ اَنُجَرِّدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثِیَابِهٖ کَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا اَمْ نَغْسِلُهٗ وَعَلَیْهِ ثِیَابُهٗ فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا اَلْقَی اللّٰهُ عَلَیْهِمُ النَّوْمَ حَتّٰی مَامِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَذَقْنُهٗ فِیْ صَدْرِهٖ ثُمَّ کَلَّمَهُمْ مُکَلِّمٌ مِنْ نَاحِیَةِ الْبَیْتِ لَا یَدْرُوْنَ مَنْ هُوَ اَغْسِلُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْهِ ثِیَابُهٗ فَقَامُوْا فَغَسَلُوْهُ وَعَلَیْهِ قَمِیْصُهٗ یَصُبُّوْنَ الْمَآءَ فَوْقَ الْقَمِیْصِ وَیُدْلِکُوْنَهٗ بِالْقَمِیْصِ . (رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

(۵۶۸۹) روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ جب صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا ۱؎ تو بولے ہم کو خبر نہیں کہ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے اتاریں جیسے کہ ہم اپنے مردوں کو برہنہ کرتے ہیں یا ہم اسی طرح آپ کو غسل دیں کہ آپ پر کپڑے ہوں ۲؎ جب ان میں اختلاف ہوا تو اللہ نے ان پر نیند طاری کردی حتیٰ کہ ان میں کوئی شخص نہ تھا مگر اس کی تھوڑی اس کے سینہ میں تھی ۳؎ پھر گھر کے گوشہ سے کسی بولنے والے نے گفتگو کی وہ نہیں جانتے تھے کہ کون ہے ۴؎ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح غسل دو کہ آپ پر کپڑے ہوں چنانچہ لوگ اٹھے آپ کو غسل دیا ۵؎ کہ آپ پر آپ کی قمیض تھی قمیض کے اوپر پانی ڈالتے تھے قمیض ہی سے ملتے تھے۔ ۶؎ (بیہقی دلائل النبوۃ)

(۵۶۸۹) ۱؎ ارادوا کا فاعل یا صحابہ کرام ہیں یا اہل بیت عظام یا دونوں حضرات وفات شریف پیر کے دن ہوئی۔ غسل شریف اور نماز و دفن بدھ کے دن غسل کے وقت حضرات صحابہ دولت خانہ سے باہر تھے اور اندر ازواج مطہرات پانی دیتی اور ڈالتی تھیں۔ حضرت علی مرتضیٰ حضور کو غسل دیتے تھے۔ یہ سب کچھ حضرت ابوبکر صدیق کے بتانے سے کیا گیا۔ دیکھو ترمذی شریف کا آخر۔ ۲؎ یہاں قانون اور احترام میں

یا یوں کہو کہ علم و عشق میں مقابلہ ہوا قانون کہتا تھا کہ حضور انور کے کپڑے اتارے جائیں ناف سے گھٹنوں تک تہبند رہے جیسا کہ عام مسلمان میت سے کیا جاتا ہے مگر احترام کہتا تھا کہ کپڑوں کو ہاتھ نہ لگایا جائے۔۳؎ یعنی اس وقت اندر والے اور باہر والے صحابہ کرام اہل بیت عظام اونگھ رہے تھے جو جس حال میں تھا اسی حال میں اونگھ رہا تھا۔۴؎ محدثین فرماتے ہیں کہ یہ کلام فرمانے والے حضرت خضر علیہ السلام تھے جو ان حضرات کو نظر نہیں آتے تھے (مرقات) خیال رہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اپنے وقت کے نبی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی و ولی ہیں۔صلح حدیبیہ کے موقع پر جو بیعت الرضوان لی گئی اس میں خضر علیہ السلام شامل تھے۔اور الیاس علیہ السلام بھی اب بھی ہر سال یہ دونوں حضرات حج میں جمع ہوتے ہیں جیسے کہ باب ذکر انبیاء میں گزر چکا۔۵؎ ان سب کے غسل دینے کے وہی معنی ہیں جو ابھی عرض کیے گئے یعنی ان سب نے غسل دینے کا انتظار کیا کوئی پانی لایا کسی نے دوسرے انتظامات کیے۔۶؎ اس طرح غسل دینا حضور انور کی خصوصیات سے ہے۔دوسروں کو غسل دیتے وقت کرتہ وغیرہ اتارا جائے گا مگر خیال رہے کہ حضور انور کو کفن اس قمیض کے ساتھ نہیں دیا بلکہ بعد غسل قمیض اتاری اس طرح کہ جسم شریف کو برہنہ نہیں کیا۔جن لوگوں نے کہا کہ مع قمیص کفن دیا گیا انہوں نے غلطی کی۔(مرقات و اشعۃ)

وَعَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ سَفِينَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْطَأَ الْجَيْشَ بِاَرْضِ الرُّوْمِ اَوْ اُسِرَ فَانْطَلَقَ هَارِبًا يَلْتَمِسُ الْجَيْشَ فَاِذَا هُوَ بِالْاَسَدِ فَقَالَ يَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ اَمْرِيْ كَيْتَ وَ كَيْتَ فَاَقْبَلَ الْاَسَدُ لَهٗ بَصْبَصَةٌ حَتّٰى قَامَ اِلٰى جَنْبِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا اَهْوٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ يَمْشِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ حَتّٰى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْاَسَدُ .(رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

(۵۶۹۰) روایت ہے ابن منکدر سے۱؎ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ۲؎ روم کی زمین میں لشکر سے بہک گئے یا قید کر لیے گئے۳؎ وہ بھاگتے ہوئے چلے لشکر کی تلاش کرتے تھے کہ اچانک شیر سامنے تھا تو بولے اے ابوالحارث کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۴؎ میرا واقعہ ایسا ایسا ہوا ہے تو شیر دم ہلاتا ہوا آیا حتی کہ ان کی برابر کھڑا ہو گیا۵؎ جب کوئی آواز سنتا تو ادھر چلا جاتا پھر آپ کے برابر چلنے لگتا حتی کہ یہ لشکر تک پہنچ گئے پھر شیر لوٹ گیا۶؎ (شرح سنہ)

(۵۶۹۰)۱؎ محمد ابن منکدر تیمی مشہور تابعی ہیں بہت صحابہ سے آپ کی ملاقات ہے ۱۳۰ ایک سوتیس ھ میں وفات ہوئی۔ستر سال سے زیادہ عمر ہوئی۔۲؎ حضرت سفینہ جناب ام سلمہ کے غلام ہیں آپ نے انہیں آزاد کیا اس شرط پر کہ زندگی بھر حضور کی خدمت کریں۔انہوں نے عرض کیا کہ میں اس شرط کے بغیر بھی حضور ہی کے پاس رہوں گا۔ایک سفر میں حضور انور اور بعض صحابہ نے ان پر اپنا سامان لاد دیا۔حضور انور نے فرمایا کہ تم ہمارا سفینہ ہو یعنی کشتی ہو اس دن سے آپ کا نام سفینہ ہو گیا۔اور پہلا نام گم ہو گیا جو آپ سے آپ کا نام پوچھتا تھا تو فرماتے تھے کہ اب میں سفینہ ہوں مجھے حضور نے جو بنا دیا میں وہی بن گیا۔(اشعۃ،مرقات) آپ کا نام رانح یا مہران یا رومان ہے۔واللہ اعلم۔آپ کے بیٹے عبدالرحمن،محمد،زیاد،کثیر ہیں (اکمال)۳؎ غالبًا یہ واقعہ خلافت معاویہ کا ہے۔کیونکہ روم پر حملے آپ ہی کے زمانہ سے شروع ہوئے۔جناب سفینہ اسی کسی جہاد میں قید کر لیے گئے راتوں رات بھاگ کر لشکر اسلام کی تلاش میں جارہے تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا۔۴؎ اس ازلی مشکل میں حضرت سفینہ نے حضور کی نسبت کو یاد کیا یہ نہ کہا کہ اے شیر میں اللہ کا بندہ ہوں کیونکہ شیر کہہ سکتا تھا کہ تم گائے بکری مرغی کو جو اللہ کے بندے ہیں کھا لیتے ہو تو میں تجھ اللہ کے بندے کو کھا سکتا ہوں اس سے پتہ لگا کہ مشکل کے وقت اچھوں کی نسبت کام آجاتی ہے۔بعض بزرگ اپنے پیر کا نام لے کر دریا سے گزر گئے۔ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔۵؎ اور زبان حال سے گویا یہ کہنے لگا۔

شعر:-

شیر کہیا سفینے تائیں سن راہی راہ جاندے — جو غلام رسول اللہ دے اسیں غلام اونہاندے

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جانور حضور کے غلاموں کو پہچانتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور کا نام اور حضور کی نسبت دافع بلامشکل کشا ہے۔ تیسرے یہ کہ جانور اولیاء اللہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ اولیاء اللہ کے دلوں میں مخلوق کا خوف نہیں جناب سفینہ شیر سے ڈرے نہیں، بھاگے نہیں مگر بعض وقت انہیں خوف ایذا ہو جاتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کو سانپ یا فرعون سے ایذا کا خوف ہوا۔ ۶ شیر نے حضرت سفینہ کی حفاظت بھی کی اور رہبری بھی پتہ لگا کہ شیر کو لشکر اسلام کا پتہ تھا کہ کہاں ہے جیسے بعض کھانوں کی خوشبو دور تک پہنچتی ہے ایسے ایمان وتقویٰ کی خوشبو جانوروں کو بلکہ بعض اولیاء کو دور سے محسوس ہوتی ہے۔ دیکھو ایک شیر نے ابولہب کے بیٹے عتبہ کا منہ سونگھ کر اسے پھاڑ دیا تھا۔ وہ پہچان گیا کہ گستاخ کا منہ یہ ہے۔ اسی طرح قصیدہ بردہ نے اشارہ کیا شعر:-

ومن تکن برسول اللہ نصرتہ — ان تلقہ الاسر فی اجامہا نجم

وَعَنْ اَبِی الْجَوْزَآءِ قَالَ قُحِطَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ قَحْطًا شَدِيْدًا فَشَكَوْا اِلٰى عَآئِشَةَ فَقَالَتِ انْظُرُوْ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كُوًى اِلَى السَّمَآءِ حَتّٰى لَايَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ .(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

(۵۶۹۱) روایت ہے ابوالجوزء سے ۱ فرماتے ہیں کہ مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہوگئے تو انہوں نے جناب عائشہ سے شکایت کی ۲ انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف غور کرو اس سے ایک طاق آسمان کی طرف بنادو ۳ حتیٰ کہ قبرانور اور آسمان کے درمیان چھت نہ رہے لوگوں نے ایسا کیا تو خوب برسائے گئے حتیٰ کہ چارہ اگ گیا اور اونٹ موٹے ہوگئے ۴ حتیٰ کہ چربی سے گویا پھٹ پڑے تو اس سال کا نام پھٹن کا سال رکھا گیا ۵ (دارمی)

(۵۶۹۱) ۱ آپ کا نام اوس ابن عبداللہ ہے، ازدی ہیں بصری ہیں تابعی ہیں ۸۳ تراسی ھ ہجری میں شہید کئے گئے بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے ۲ شکایت یہ کی کہ بارش نہیں ہوتی چیزیں مہنگی ہوگئیں۔ مقصد یہ تھا کہ آپ رب سے دعا کریں، معلوم ہوا کہ آسمانی آفات کی شکایت اللہ کے مقبول بندوں سے کرسکتے ہیں۔ ۳ یعنی میرے حجرے کی چھت قدرے پھاڑ دو تاکہ قبرانور اور آسمان کے درمیان کوئی آڑ نہ رہے۔ یہ طریقہ تھا قبرانور کے وسیلہ سے بارش مانگنے کا حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے اجتہاد سے یہ طریقہ اختیار فرمایا۔ ۴ مرقات شریف اور اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ حضور انور کی حیات شریف میں حضور کے توسل سے دعائیں مانگتے تھے۔ بعد وفات جناب عائشہ صدیقہ نے حضور کی قبرانور بلکہ اس کی خاک کی برکت سے دعا کرائی یہ بھی درحقیقت حضور ہی کے وسیلہ سے دعاء ہے۔ یہ طریقہ بہت مبارک ہے اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ وفات یافتہ بزرگوں کے وسیلہ سے دعائیں کرنا جائز ہے دوسرے یہ کہ ان کے تبرکات کے وسیلہ سے دعائیں کرنا جائز بلکہ سنت صحابہ ہے۔ تیسرے یہ کہ بزرگوں کی قبریں باذن الٰہی دافع البلاء اور مشکل کشا ہیں یوسف علیہ السلام کی قمیض دافع البلاء تھی کہ اس کی برکت سے یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ (قرآن مجید) ایوب علیہ السلام کے پاؤں کا دھوون شفا تھا (قرآن مجید) اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ اس کی تحقیق ہماری کتاب فہرست القرآن میں دیکھو۔ بعض صوفیا ننگے سر آسمان کے نیچے بیٹھ کر دعائیں یا وظیفے کرتے ہیں۔ یہ حدیث ان کی اصل ہے۔ خیال رہے کہ آسمان ہماری روزی کا خزانہ ہے: وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ

وَمَا تُوْعَدُوْن (۵۱ ۲۲) اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔ (کنزالایمان) لہذا آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یا قبر انور کی چھت کھول کر دعا کرنا جائز ہے۔ ۵؎ یعنی قبر انور کی برکت سے بارش نہ تو بہت زیادہ ہوئی جو کھیتیاں برباد کرے نہ بہت تھوڑی جو کافی نہ ہو نہ بے وقت ہوئی بلکہ بروقت ہوئی اور بقدر ضرورت ہوئی جو بے ضرر بلکہ نہایت مفید ہوئی۔ یہ واقعہ حضرت عائشہ صدیقہ کی کرامت ظاہر کررہا ہے۔

وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ قَالَ لَمَّا كَانَ اَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَذَّنْ فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا وَّلَمْ يُقَمْ وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَسْجِدَ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوةِ اِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

(۵۶۹۲) روایت ہے سعید ابن عبدالعزیز سے۱؎ فرماتے ہیں کہ جب جنگ حرہ کا زمانہ ہوا۲؎ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں تین دن نہ اذان کہی گئی نہ تکبیر کہی گئی اور سعید ابن مسیب مسجد سے نہ ہٹے ۳؎ وہ نماز کا وقت نہیں پہچانتے تھے مگر ایک گنگناہٹ سے جسے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے سنتے تھے۴؎ (دارمی)

(۵۶۹۲) ۱؎ آپ تنوخی دمشقی ہیں۔ اہل شام کے مفتی ہیں بڑے متقی زاہد تھے۔ امام اوزاعی کے ہم زمانہ ہیں امام احمد فرماتے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں آپ اور امام اوزاعی بڑے ثقہ تھے۔ ۲؎ یہ واقعہ یزید ابن معاویہ کے زمانہ کربلا کے واقعہ کے بعد ہوا اس مردود نے مسلم ابن عقبہ کی سرکردگی میں مدینہ منورہ پر حملہ کردیا۔ اہل مدینہ پر بڑے ظلم ڈھائے۔ چونکہ یہ حملہ مقام حرہ کی طرف سے ہوا تھا۔ اس لیے اسے جنگ حرہ کہا جاتا ہے۔ حرہ مدینہ منورہ کے باہر ایک پتھریلا میدان ہے۔ یہ واقعہ ۶۳ ھ میں ہوا۔ یہاں مرقات میں ہے کہ اہل مدینہ نے ایک شامی قافلہ کو تاراج کردیا اس پر یہ واقعہ پیش آیا۔ حرہ کے واقعہ کے بعد ہی یزید ہلاک ہوگیا۔ حرہ ذی الحجہ ۶۳ ھ میں ہوا۔ ۳؎ سعید ابن مسیب تابعی ہیں۔ انہوں نے چالیس حج کیے بڑے عابد زاہد تھے ۷۳ ھ تہتر میں وفات پائی۔ زمانہ حرہ میں لوگ سمجھتے کہ آپ دیوانہ ہوگئے ہیں ۴؎ قبر انور سے نماز کے اوقات میں آواز آنا حضور انور کا معجزہ تھا۔ اور اس آواز کا سعید ابن مسیب کا سن لینا یہ کرامت ہے۔ اس لیے یہ حدیث اس باب میں لائی گئی۔

وَعَنْ اَبِيْ خَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِي الْعَالِيَةِ سَمِعَ اَنَسٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَدَمَهُ عَشَرَ سِنِيْنَ وَدَعَالَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لَهُ بُسْتَانٌ يَحْمِلُ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ اَلْفَاكِهَةَ مَرَّتَيْنِ وَكَانَ فِيْهَا رَيْحَانٌ يَجِيْئُ مِنْهُ رِيْحُ الْمِسْكِ . (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ)

(۵۶۹۳) روایت ہے ابو خلدہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ سے کہا۱؎ کہ کیا حضرت انس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے فرمایا انہوں نے دس سال حضور کی خدمت کی ہے اور حضور نے ان کے لیے دعا فرمائی ہے۲؎ ان کا ایک باغ تھا جو ہر سال میں دوبار میوہ دیتا تھا اور اس باغ میں ایک گھاس تھی جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی۳؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے غریب ہے۔

(۵۶۹۳) ۱؎ ابو خلدہ کا نام خالد ابن دینار ہے تمیمی ہیں سعدی بصری ہیں۔ وہاں درزی گری کی دکان کرتے تھے۔ تابعی ہیں۔ ابو العالیہ کا نام رفیع ابن مہران ریاحی ہے۔ آپ بھی تابعی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق سے ملاقات ہے۔ ۹۰ ھ نوے میں آپ کی وفات ہے۔ ۲؎ غالبًا یہ قول ابوالعالیہ کا ہے۔ اس سے مقصود ہے حضرت انس کی عظمت بیان کرنا ۳؎ شاید اس گھاس پر حضور نے محبت و کرم سے

ہاتھ شریف پھیر دیا ہوگا۔حضرت انس کے لیے حضور نے زیادتی عمرو اولاد کی دعا بھی کی تھی۔تو آپ کی عمر سو برس سے زیادہ ہوئی۔آپ کی اولاد اور اولاد در اولاد آپ کی زندگی میں ایک سو تک پہنچی جن میں تہتر لڑکے تھے اور ستائیں لڑکیاں اور مال کی برکت تو یہاں مذکور ہے۔
شعر:۔

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کردیا موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

یہ سب حضور پاک کے معجزات ہیں اور حضرت انس کی کرامات۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِوبْنِ نُفَيْلٍ خَاصَمَتْهُ اَرْوٰى بِنْتُ اَوْسٍ اِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَادَّعَتْ اَنَّهٗ اَخَذَ شَيْئًا مِنْ اَرْضِهَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَنَا كُنْتُ اٰخُذُ مِنْ اَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِىْ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهٗ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ فَقَالَ لَهٗ مَرْوَانُ لَا اَسْاَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هٰذَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِىْ اَرْضِهَا قَالَ فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا وَبَيْنَمَا هِىَ تَمْشِىْ فِىْ اَرْضِهَا اِذْ وَقَعَتْ فِىْ حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَاَنَّهٗ رَاٰهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُوْلُ اَصَابَتْنِىْ دَعْوَةُ سَعِيْدٍ وَّ اِنَّهَا مَرَّتْ عَلٰى بِئْرٍ فِى الدَّارِ الَّتِىْ خَاصَمَتْهُ فِيْهَا فَوَقَعَتْ فِيْهَا فَكَانَتْ قَبْرَهَا ۔

(۵۶۹۴) روایت ہے حضرت عروہ ابن زبیر سے ۱؎ کہ سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل سے ۲؎ اروی بنت اوس نے ۳؎ مروان ابن حکم کی کچہری میں جھگڑا (مقدمہ) کیا ۴؎ اور دعویٰ کیا کہ انہوں نے اس کی زمین کا ایک حصہ لے لیا ہے ۵؎ تو سعید نے کہا کہ کیا میں اس کی زمین کا کچھ حصہ لے سکتا ہوں اس کے بعد کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا ہوں ۶؎ مروان نے کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو کسی کی ایک بالشت زمین ظلماً لے لے تو سات زمین تک کی زمین گلے میں طوق ڈالا جائے گا ۷؎ ان سے مروان نے کہا کہ اس کے بعد میں تم سے کوئی دلیل نہیں مانگتا ۸؎ تو سعید نے کہا الٰہی اگر یہ جھوٹی ہو تو اس کی آنکھیں اندھی کردے ۱؎ اور اسے اس کی زمین میں مار دے ۹؎ راوی نے فرمایا کہ وہ نہ مری حتی کہ اس کی آنکھیں جاتی رہیں اور جب کہ وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ وہ ایک گڑھے میں گر گئی مر گئی ۱۰؎ (مسلم بخاری) اور مسلم کی روایت میں محمد ابن زید ابن عبداللہ ابن عمرو سے ۱۱؎ اس کے معنی مروی ہیں کہ انہوں نے اسے اندھا دیکھا جو دیواریں ٹٹولتی تھی کہ مجھے سعید کی دعا لگ گئی ۱۲؎ اور وہ اس کنویں پر گزری جو اس کے گھر میں تھا جس کے بارے میں اس نے سعدی سے جھگڑا کیا تھا تو وہ اس میں گر گئی وہی اس کی قبر بن گئی ۱۳؎

(۵۶۹۴) ۱؎ آپ حضرت زبیر ابن عوام کے بیٹے ہیں تابعی ہیں آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔آپ کی والدہ اسماء ہیں یعنی عائشہ

صدیقہ کی بہن عبداللہ ابن زبیر کے بھائی ہیں۔آپ ۲۲ھ بائیس میں پیدا ہوئے قراء مدینہ میں سے تھے۲؎ حضرت سعید عشرہ مبشرہ سے ہیں۔حضرت عمر کے بہنوئی ہیں۔بہت مقبول الدعاء تھے۔آپ کی تلاوت سن کر حضرت عمر اولاً غصہ میں آئے پھر مسلمان ہوگئے۔آپ سوائے بدر کے تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے۔حضرت عمر کی بہن فاطمہ آپ کی بیوی تھیں۔آپ کی عمر ستر سال سے زیادہ ہوئی ۵۱ھ اکیاون میں وفات پائی۔مقام عقیق میں وفات ہوئی وہاں سے مدینہ منورہ لائے گئے۔جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔(اکمال)۳؎ غالبًا اروی تابعہ ہیں۔آپ کے والد اوس ابن اوس صحابی ہیں۔بعض نسخوں میں اروی بنت اویس ہے۔۴؎ مروان کی کنیت ابوعبدالملک ہے قرشی اموی ہیں حضرت عمر ابن عبدالعزیز کا دادا ہے مروان حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوا مگر حضور کی زیارت نہ کرسکا لہذا تابعی ہیں کیونکہ حضور انور نے اس کے باپ حکم کو طائف کی طرف نکال دیا تھا یہ اس کے ساتھ تھا۔دمشق میں فوت ہوا ۶۵ھ میں مرا اس سے بہت صحابہ حتی کہ حضرت عثمان وعلی اور عروا ابن زبیر اور امام زین العابدین نے بھی اس سے احادیث لیں (اکمال) یہ امیر معاویہ کی طرف سے مدینہ منورہ کا حاکم تھا۵؎ یعنی میری کچھ زمین حضرت سعید ابن زید نے غصب کر لی ہے مجھے واپس دلوائی جائے۶؎ یعنی یہ ناممکن ہے کہ میں صحابی رسول ہو کر اور زمین کے غصب کے متعلق سرکار کا فرمان عالی سن کر پھر کسی کی انچ بھر زمین غصب کروں۔۷؎ اس فرمانِ عالی سے معلوم ہوا کہ آسمان کی طرح زمین بھی سات ہیں اور وہ سات زمینیں سات ملک نہیں بلکہ اوپر تلے تہ بہ تہ سات طبق ہیں۔ورنہ سات زمینیں حنسلی بنا کر گلے میں ڈالنے کے کیا معنی اس کی تائید اس آیت سے ہے اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ (۶۵،۱۲) اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور ان ہی کی برابر زمینیں (کنزالایمان)۸؎ یہاں بینہ سے مراد دلیل ہے نہ کہ گواہ کیونکہ حضرت سعید ابن زید مدعی علیہ تھے۔آپ پر گواہ لازم نہ تھے قسم ضروری تھی یعنی میں آپ سے قسم بھی نہ لوگوں گا بغیر قسم آپ کے حق میں فیصلہ کرتا ہوں۔ایسا شخص کسی کی زمین غصب نہیں کرسکتا۔۹؎ حضرت سعید نے یہ زمین اروی بنت اوس کے حوالہ کردی اور یہ بددعا ساتھ میں دی۔کہ خدایا یہ زمین اگر اس کی نہ ہو تو اسے اندھا بھی کردے اور اس زمین میں اسے ہلاک بھی کردے جو میں نے اس کے حوالہ کی ہے۔(مرقات) ارضھا سے مراد ہے اس عورت کی یہ مقبوضہ زمین نہ کہ اس کی مملوکہ زمین ۱۰؎ اس زمین میں ایک کنواں تھا اس کنویں میں گر کر مری۔۱۱؎ محمد ابن عبداللہ تابعی ہیں حضرت عمر کے پوتے ہیں۔حضرت عمر اور حضرت ابن عباس سے ملاقات کی ہے۔ان سے احادیث لی ہیں۔۱۲؎ یعنی اس عورت نے آج اقرار کرلیا کہ حضرت سعید بچے تھے میں جھوٹی اور ان کی بددعا سے مجھ پر یہ آفات آئی ہیں۔شیخ سعدی فرماتے ہیں شعر:-

تواں بہ حلق فرو بردن استخوان درشت — ولے شکم بہ درد چوں بگیر داندر ناف

ظلم کی چیز ایک سخت ہڈی ہے جو نگل لینے کے بعد پیٹ پھاڑ ڈالتی ہے۔۱۳؎ اس سے بظاہر معلوم ہو رہا ہے کہ اس کی نعش کنویں سے نکالی نہ جاسکی نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جاسکی نہ کفن دفن ہوسکا یہ ہے اللہ کے مقبول بندے کی بددعا شعر:-

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن — اجابت ازدرحق بہر استقبال می آید

مظلوم کی بددعا قبولیت کے پاس نہیں جاتی بلکہ قبولیت اس کے پاس آتی ہے۔اس حدیث میں حضرت سعید کی کرامت کا ثبوت ہے کہ جو آپ کے منہ سے نکلا وہ ہو بہو پورا ہوا۔اسی لیے اسے باب کرامات میں لائے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَّاَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُّدْعٰى سَارِيَةَ فَبَيْنَمَا عُمَرُ يَخْطُبُ فَجَعَلَ

(۵۶۹۵) روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ جناب عمر نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر ایک شخص کو امیر بنایا جنہیں ساریہ کہا جاتا تھا۱؎

يَصِيحُ يَا سَارِيَ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِّنَ الْجَيْشِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَقِيْنَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُوْنَا فَاِذَا بِصَائِحٍ يَصِيحُ يَاسَارِيَ الْجَبَلَ فَاَسْنَدْنَا ظُهُوْرَنَا اِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

تو جبکہ جناب عمر خطبہ پڑھ رہے تھے۲ کہ اچانک چیخنے لگے اے ساریہ پہاڑ کو لو۳ پھر لشکر سے ایک قاصد آیا بولا اے امیر المومنین ہم کو ہمارا دشمن ملا انہوں نے ہم کو بھگا دیا تو کوئی چیخنے والا بولا اے ساریہ پہاڑ کو لو ہم نے اپنی پیٹھیں پہاڑ کی طرف لگالیں تب انہیں اللہ تعالیٰ نے بھگا دیا (بیہقی دلائل النبوۃ)

(۵۶۹۵)۱؎ یہ لشکر مقام نہاوند میں بھیجا گیا تھا۔نہاوند جنوبی ہمدان کے پہاڑوں کے پاس مشہور بستی ہے۔ ہمدان ملک فارس میں ہے۔ان سردار کا نام حضرت ساریہ ابن زنیم ہے۔(مرقات)۲؎ یعنی جمعہ کے دن نماز سے قبل خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے حضرت ساریہ کو پکارا دوران خطبہ خطیب لوگوں سے کلام دنیاوی بھی کرسکتا ہے۔اور یہ کلام تو خالص دینی تھا کہ جہاد میں مدد فرمانا مقصود تھا۳؎ حضرت ساریہ نہاوند میں جہاد کررہے تھے۔کفار نے اپنی فوج کا کچھ حصہ پہاڑ کے پیچھے کرلیا تاکہ وہ پہاڑ کے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کردیں انہیں گھیرے میں لے رہے تھے۔حضرت ساریہ اس سازش سے بے خبر تھے مدینہ منورہ سے حضرت عمر نے انہیں پکارا کہ اے ساریہ پہاڑ کو دیکھو یا یہ مطلب ہے کہ اے ساریہ پہاڑ کو اپنی پناہ بنا کر لڑو تاکہ تم پر پیچھے سے حملہ نہ ہوسکے حضرت ساریہ اس ہدایت سے سنبھل گئے ربّ نے فتح دی۔اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ والے دور کو نزدیک کی طرح دیکھ لیتے ہیں۔دوسرے یہ کہ اپنی آواز دور تک پہنچا دیتے ہیں۔تیسرے یہ اللہ والے دور سے مدد کرتے ہیں۔حضرت آصف ابن برخیا کا واقعہ تو قرآن مجید میں مذکور ہے کہ آپ ایک آن میں ملک یمن کے شہر سبا سے تخت بلقیس فلسطین میں دربار سلیمانی میں اٹھالائے اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ آج سائنس نے یہ سارے کام کرکے دکھا دیئے۔تو کیا نوری قوت ناری طاقت سے کم ہے۔ابھی حال میں روس نے ایک راکٹ میں کتیا بٹھا کر فضا آسمانی میں بھیجی۔وہ بتیس ہزار میل بلند فضا میں راکٹ میں اڑ رہی تھی۔اور روس کا محکمہ اطلاعات تاس خبر دے رہا تھا۔کہ اب کتیا سو رہی ہے۔اب کھا رہی ہے اب بھونک رہی ہے۔اب اس کے خون کا دباؤ کتنا ہے۔اب اس کا علاج یہاں سے کیا جارہا ہے۔پھر خبر دی کہ آج وہ کتیا مرگئی۔اس کتیا کا نام لائیکا تھا۔اخبارات میں یہ خبریں برابر شائع ہوتی رہیں۔ریڈیو بولتا رہا سارے توحید پرست اس پر ایمان لاتے رہے کسی نے اس پر شرک کا فتویٰ نہ دیا۔

وَعَنْ نُبَيْهَةَ بْنِ وَهْبٍ اَنَّ كَعْبًا دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَذَكَرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَعْبٌ مَّا مِنْ يَّوْمٍ يَّطْلُعُ اِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ حَتّٰى يَحُفُّوْا بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوْا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الْاَرْضُ خَرَجَ فِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا مِّنَ

(۵۶۹۶) روایت ہے حضرت جناب نبیھہ ابن وہب سے۱؎ کہ کعب حضرت عائشہ کی خدمت میں آئے۱؎ سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو جناب کعب بولے نہیں ہے کوئی دن مگر ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو گھیر لیتے ہیں۲؎ اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۳؎ حتیٰ کہ جب شام پاتے ہیں تو وہ چڑھ جاتے ہیں اور ان کی مثل اترتے ہیں وہ بھی اسی طرح کرتے ہیں۴؎ حتیٰ کہ جب حضور سے زمین کھلے گی تو حضور ستر ہزار

الْمَلَآئِكَةِ يَزُنُّوْنَهٗ .(رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ) فرشتوں میں نکلیں گے جو حضور کو پہنچائیں گے(دارمی)

(۵۶۹۶)۱؎ حضرت نبیہ تصغیر سے تابعی ہیں شیبہ ابن عثمان حجبی کے بھتیجے ہیں بہت صحابہ سے آپ کی ملاقات ہے۔کعب احبار یہود کے بڑے عالم ہیں آپ کا نام کعب ابن مانع ہے کنیت ابو اسحاق آپ نے حضور انور کا زمانہ پایا مگر اس وقت نہ ایمان لائے نہ حضور سے ملے۔عہد فاروقی میں ایمان لائے اور عہد عثمانی میں مقام حمص میں وفات پائی ۳۲ ہجری میں وہاں ہی آپ کی قبر ہے(مرقات)۲؎ ظاہر یہ ہے کہ ملائکہ کی یہ حاضری اور ان کی ڈیوٹیوں کی یہ تبدیلی حضرت کعب نے اپنی آنکھوں سے بطور کشف ملاحظہ کی اس لیے یہ حدیث باب الکرامات میں لائی گئی۔اگر توریت سے دیکھ کر آپ یہ کہتے تو یہ حدیث باب الکرامات میں نہ لائی جاتی۔(اشعہ)۳؎ خیال رہے کہ ہمیشہ سارے فرشتے ہی حضور پر درود بھیجتے ہیں۔اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ (۵۶۴۳) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے(نبی) پر(کنزالایمان) مگر یہ ستر ہزار فرشتے وہ ہیں جن کی عمر میں ایک بار حاضری دربار کی اجازت ہوتی ہے۔یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت حاصل کرنے کو حاضری دیتے ہیں۔۴؎ (شعر):-

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار دار مجرم پڑے رہیں تو رضا عمر بھر کی ہے

جو فرشتہ ایک بار حاضری دے جاتا ہے اسے دوبارہ حاضری کا شرف نہیں ملتا۔ساری عمر میں صرف چند گھنٹے یعنی آدھا دن کی حاضری نصیب ہوتی ہے یزفون بنا ہے زف سے زف کے معنی ہیں محبوب کو محبوب تک پہنچانا اسی سے ہے زفاف(رخصتی) کہ اس میں دولہا کو دلہن کے گھر تک پہنچایا جاتا ہے۔یعنی قیامت کے دن اس دن کی ڈیوٹی والے فرشتے حضور کو اپنی جھرمٹ میں لے کر رب تعالٰی تک پہنچائیں گے دولہا کی طرح یہاں مرقات نے فرمایا کہ حضرت کعب احبار نے یہ بات گزشتہ آسمانی کتب سے دیکھ کر فرمائی ہے۔چونکہ اس میں حضور کا احترام و اکرام ہے لہذا اسے باب الکرامات میں لائے کرامت بمعنی عزت و عظمت(مرقات) ممکن ہے کہ یہ فرمان حضرت کعب کا انکشاف بھی ہو اور گزشتہ کتب سے ثابت بھی۔

باب

باب

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

اس باب میں دو قسم کے مضامین ہوں گے۔حضرات صحابہ کرام کی ہجرت مدینہ۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے مقدمات اس لیے صرف باب کہا کہ اس کا مضمون ایک نہیں چند ہیں۔خیال رہے کہ حضور انور ماہ صفر کی آخری تاریخوں میں شنبہ کے دن دردسر بخار سے بیمار ہوئے سترہ دن بیماری ہے۔بارہویں ربیع الاول دوشنبہ کو وفات ہوئی۔بدھ کو دفن ہوئے۔زمانہ مرض میں چالیس غلام آزاد کیے۔آخری دن میں مسجد تشریف نہ لائے۔حضرت صدیق اکبر کو اپنی جگہ امام مقرر کیا۔صرف ایک نماز میں تشریف لائے جس کے بعد خطبہ دیا۔بعد وفات حضرت ابوبکر صدیق کی ہدایت پر ازواج پاک اور علی مرتضٰی نے غسل دیا(ترمذی) بعد غسل آنکھ کے کوئے شریف میں پانی کا قطرہ رہ گیا۔وہ حضرت علی نے چاٹ لیا تھا جس سے آپ کا حافظہ بہت ہی قوی ہوگیا۔آپ کی قبر انور میں آپ کے غلام شقران نے آپ کا کمبل بچھا دیا۔قبر انور لحد یعنی بغلی تھی جسے نو اینٹوں سے بند کیا گیا(اشعۃ اللمعات)

وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَجَعَلَا يُقْرِاٰنِنَا الْقُرْاٰنَ ثُمَّ جَآءَ عَمَّارٌ وَّ بِلَالٌ وَّسَعْدٌ ثُمَّ جَآءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عِشْرِيْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَيْتُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ حَتّٰى رَاَيْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَآءَ فَمَا جَآءَ حَتّٰى قَرَاْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى فِيْ سُوَرٍ مِّثْلِهَا مِنَ الْمُفَصَّلِ .(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۶۹۷) روایت ہے حضرت براء سے ا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے جو پہلے ہمارے پاس پہنچے وہ مصعب ابن عمیر اور ابن ام مکتوم تھے وہ دنوں ہم کو قرآن پڑھانے لگے۲ پھر جناب عمار و بلال اور سعد آگئے پھر حضرت عمر ابن خطاب بیس صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں آپہنچے۳ پھر خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لائے۴ تو میں نے مدینہ والوں کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی چیز سے خوش ہوئے جیسا کہ حضور کی تشریف آوری سے خوش ہوئے حتیٰ کہ میں نے بچیوں اور بچوں کو کہتے سنا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ۵ پھر آپ نہ آئے حتیٰ کہ سبح اسم ربك الاعلیٰ ان جیسی مفصل کی سورتوں کے درمیان میں پڑھ چکا تھا۶ (بخاری)

(۵۶۹۷) ا براء ابن عازب مشہور انصاری صحابی ہیں پہلے آپ غزوۂ خندق میں شریک ہوئے اس سے پہلے بچہ تھے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ جمل وصفین میں شریک ہوئے۔عبداللہ ابن زبیر کی خلافت میں کوفہ میں وفات پائی۔(اشعہ) ۲ ان دونوں حضرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ کی عرض معروض پر مدینہ منورہ بھیجا تاکہ یہ دونوں انصار کو قرآن اور احکام اسلام کی تعلیم دیں۔اولاً مدینہ منورہ میں یہ دونوں حضرات آئے (اشعہ) ۳ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پاک تشریف لے جانے سے پہلے پچیس صحابہ مدینہ منورہ ہجرت کرکے پہنچ چکے تھے۔اسلام وہاں پھیل چکا تھا۴ حضور انور جناب ابوبکر صدیق کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کرکے پہنچے۔دن دوشنبہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ نبوت کے تیرھویں سال ۵ مسلم شریف باب حدیث الہجرت میں ہے کہ اس دن بچیاں بچے مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں یہ کہتے پھرتے تھے یا محمد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چھتوں پر عورتیں وغیرہ اس جلوس کا نظارہ کرتی تھیں مگر یہ روایت مسلم کی اس روایت کے خلاف نہیں۔بعض بچے یہ کہتے تھے اور بعض دوسرے بچے جلوس نکالتے تھے یا اولاً یہ کہا بعد میں جلوس نکالا اور وہ کلمات کہے ۶ یعنی حضور انور کے مدینہ منورہ تشریف لانے تک میں ان آنے والے صحابہ کرام سے سورہ اعلیٰ اور اس جیسی دوسری سورتیں اوساط مفصل کی سیکھ چکا تھا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ اعلیٰ مکیہ ہے مگر اس پر اعتراض یہ ہے کہ اس سورۃ کے آخر میں ہے۔قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى (۱۵۸۷) بے شک وہ مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔(کنزالایمان) یہاں تزکی سے مراد ہے صدقہ فطر ادا کرنا اور صلی سے مراد ہے نماز عید پڑھنا صدقہ فطر اور نماز عید دونوں ۲ ہجری میں آئیں پھر یہ سورت مکیہ کیسے ہوئی،اس لیے بعض نے فرمایا کہ ساری سورہ اعلیٰ تو مکیہ ہے مگر یہ آیت مدینہ ہے مگر حق یہ ہے کہ پوری سورہ اعلیٰ مکیہ ہے اس آیت میں نماز عید اور فطرہ کی ترغیب ہے جو مکہ معظمہ میں دی گئی اس پر عمل بعد ہجرت ہوا (مرقات) اور ہوسکتا ہے کہ یہاں تزکی سے مراد تزکیہ نفس دل کی صفائی ہو اور صلی سے مراد نماز پنج گانہ ہو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں۔

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى

(۵۶۹۸) روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے کہ رسول اللہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهٗ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَاشَآءَ وَبَيْنَ مَاعِنْدَهٗ فَاخْتَارَمَا عِنْدَهٗ فَبَكٰى اَبُوْبَكْرٍ قَالَ فَدَيْنَاكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَهٗ فَقَالَ النَّاسُ اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهٗ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ فَدَيْنَاكَ بِاٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَالْمُخَيَّرُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اَعْلَمَنَا ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے۱ تو فرمایا کہ ایک بندے کو اللہ نے اس کا اختیار دیا کہ اسے دنیا کی تروتازگی اتنی عطا کرے، جتنی وہ چاہے اور وہ نعمتیں جو اس کے پاس ہیں۲ تو اس بندے نے اللہ کے پاس کی نعمتیں اختیار کرلیں۳ حضرت ابوبکر رونے لگے عرض کیا آپ پر ہمارے ماں باپ فدا۴ ہم نے ان پر تعجب کیا لوگ بولے ان بزرگ کو تو دیکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ نے اختیار دیا کہ اسے دنیا کی سرسبزی دے اور وہ جو اس کے پاس ہے وہ دے اور آپ کہتے ہیں...... کہ آپ پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں۵ پھر پتہ لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اختیار دیئے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق ہم سب میں زیادہ علم والے تھے۶ (مسلم بخاری)

(۵۶۹۸) ۱؎ یہ واقعہ مرض وفات میں وفات شریف سے پانچ دن پہلے ہوا (اشعہ، مرقات) یعنی جمعرات کے دن اور پیر کے دن وفات شریف ہوئی۔ ۲؎ یعنی اس بندہ کو رب نے اختیار دیا کہ یا تو وہ دنیا میں بہت دراز عمر اور ہر طرح کا عیش وآرام قبول کریں یا رب تعالٰی کی ملاقات اور آخرت کی نعمتیں اختیار کریں جو ان کی مرضی ہو وہ ہی رب کی طرف سے عطا ہو۔ ۳؎ یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ میرے اور میرے ماں باپ کے فدا ہو جانے سے دنیا میں رہنا قبول فرمالیں تو مجھے فدا ہونے قربان ہونے میں کوئی تامل نہ ہو میں مع اپنے ماں باپ کے آپ پر قربان ہو جاؤں آپ یہاں سے نہ جائیں (مرقات) ۵؎ یعنی حضور انور نے کوئی رونے والی بات فرمائی نہیں۔ حضرت صدیق اکبر روئے کیوں اور فدا ہو جانے پر تیار کیوں ہوئے حضور تو کسی بندے کا ایک واقعہ بیان فرمارہے ہیں۔ اس میں رونے اور فدا ہونے کی کیا بات ہے یہ ہماری سمجھ میں نہ آیا۶؎ یعنی جب پانچ دن کے بعد حضور انور کی وفات ہوئی تب ہم کو پتہ لگا کہ حضور انور نے یہ واقعہ اپنا بیان فرمایا ایک بندہ سے مراد اپنی ذات مبارک تھی یہ راز سوائے حضرت ابوبکر کے کوئی نہ سمجھا اس لیے آپ روئے اور یہ کلمات فرمائے معلوم ہوا کہ جناب صدیق اکبر تمام صحابہ اور اہل بیت سے بڑے عالم بہت ذکی وفہیم اور سب سے زیادہ مزاج شناس رسول تھے۔ رضی اللہ عنہ اسی لیے حضور انور نے اپنے مصلے پر آپ کو کھڑا کیا امام وہی بنایا جاتا ہے جو سب سے بڑا عالم ہو۔ سارے صحابہ میں آپ سب سے بڑے عالم تھے۔ ہم نے عرض کیا ہے۔ شعر:۔

علم میں فضل میں بے شبہ تو سب سے افضل
اس امامت سے ترے کھل گئے جوہر صدیق

اس امامت سے کھلا تم ہو امام اکبر
تھی یہی رمز نبی کہتے ہیں حیدر صدیق

وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْيَآءِ وَالْاَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ

(۵۶۹۹) روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد پر آٹھ سال کے بعد نماز پڑھی۱ زندوں مردوں کو رخصت فرمانے والوں کی طرح۲ پھر آپ منبر پر

فَقَالَ اِنِّیْ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ فَرَطٌ وَّاَنَا عَلَیْکُمْ شَہِیْدٌ وَّاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْحَوْضُ وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَیْهِ وَاَنَا فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا وَاِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ لَسْتُ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَلٰکِنِّیْ اَخْشٰی عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْهَا وَزَادَ بَعْضُهُمْ فَتَقْتَتِلُوْا فَتَهْلِکُوْا کَمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ. (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

چڑھے فرمایا کہ میں تمہارے آگے پیشرو ہوں۳ اور میں تمہارا نگران گواہ ہوں۴ اور تمہارے وعدہ کی جگہ حوض ہے۵ اور میں اسے اپنی اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں۶ اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں ۷ میں تم پر یہ خوف نہیں کرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے ۸ لیکن میں تم پر دنیا کا خوف کرتا ہوں کہ تم اس میں رغبت کر جاؤ اور بعض نے یہ زیادتی کی پھر تم جنگ کرو تو اسی طرح ہلاک ہو جاؤ جیسے تم سے پہلے والے ہلاک ہوئے۹ (بخاری)

(۵۶۹۹) ۱ؔ شوافع کہتے ہیں کہ یہاں صلوٰۃ سے مراد دعاء مغفرت ہے نہ کہ نماز جنازہ ان کے ہاں شہید پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی مگر یہ بات قوی نہیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء احد کی زیارت کرتے اور ان کے لیے دعاء مغفرت فرماتے تھے۔ پھر اس دعا کا ذکر خصوصیت سے کیوں ہوا اللھم الا ان یقال کہ یہ دعاء خصوصی تھی۔ یعنی دعاء وداع جس میں وداعیہ کلمات تھے۔ ہمارا قوی جواب یہ ہے کہ حضور انور نے شہداء احد کی آج نماز جنازہ پڑھی۔ آٹھ سال بعد نماز جنازہ پڑھنا حضور انور کی خصوصیت ہے۔ بعض روایات میں اس کی تصریح بھی ہے کہ یہ نماز جنازہ تھی۔ لہٰذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ شہید پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اس کی مفصل بحث صلوٰۃ جنازہ میں گزر چکی۔ ۲ؔ یعنی اس دعا یا نماز جنازہ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ حضور انور زندہ اور مردہ مسلمانوں کو وداع فرما رہے ہیں زندوں کو اس لیے کہ اب وفات کا وقت قریب ہے۔ لوگ اب حضور کی زیارت نہ کر سکیں گے مردوں کو اس لیے کہ اب مردوں کے لیے حضور کی دعائیں وغیرہ بند ہونے والی ہیں۔ یہ واقعہ مرض وفات شروع ہونے سے پہلے ہوا۔ ۳ؔ فرط بمعنی فارط ہے جیسے تبع بمعنی تابع فرط وہ شخص ہے جو کسی جماعت سے آگے منزل پر پہنچ کر ان کے طعام قیام وغیرہ تمام ضروریات کا انتظام کرے جس سے وہ جماعت آ کر ہر طرح آرام پائے مطلب یہ ہے کہ میں تم سے پہلے جا رہا ہوں تاکہ تمہاری شفاعت تمہاری نجات تمہاری ہر طرح کارسازی کروں تم میں سے جو بھی ایمان پر فوت ہوگا وہ میرے پاس میری حفاظت میرے انتظام میں اس طرح آئے گا جیسے مسافر اپنے گھر آتا ہے بھرے گھر میں (از اشعہ) مومن مرتے ہی حضور کے پاس پہنچتا ہے بلکہ بعض مومنوں کی جانکنی کے وقت خود حضور انور انہیں لینے تشریف لاتے ہیں جیسا کہ امام بخاری کا واقعہ ہوا اور بہت مرنے والوں سے سنا گیا کہ حضور آ گئے۔ خیال رہے کہ چھوٹے فوت شدہ بچوں کو بھی فرط فرمایا گیا ہے۔ مگر وہ فرط ناقص ہیں۔ حضور انور فرط کامل یعنی ہر طرح کے منتظم نیز ایدیکم میں خطاب ساری امت سے ہے نہ کہ صحابہ کرام سے حضور اپنی امت کے دائمی منتظم ہیں۔ ۴ؔ اس کی تائید اس آیت سے ہے وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا (۲:۱۴۳) اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ (کنز الایمان) شہید معنی نگران گواہ ہے نہ کہ فقط گواہ ورنہ علیٰ نہ آتا بلکہ لام آتا۔ شہادت کے ساتھ اگر علیٰ ہو تو خلاف گواہی مراد ہوتی ہے۔ یعنی اے مسلمانوں میں تمہارے ایمان، اعمال قلبی حالات کا علیم و خبیر و حفیظ و نگران ہوں تم سب کے ایمان کی نبض پر میرا ہاتھ ہے مجھے ہر شخص کے ایمان اور درجہ ایمان کی ہر وقت خبر ہے اس کی نہایت لذیذ و نفیس تفسیر ہماری تفسیر نعیمی پارہ دوئم کے شروع میں ملاحظہ کرو۔ ۵ؔ یعنی میں نے جس شفاعت خاصہ کا تم سے وعدہ کیا ہے وہ شفاعت حوض کوثر پر کروں گا۔ (مرقات) یا قیامت میں میری تمہاری خصوصی ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے (اشعہ) اس صورت میں یہاں خصوصی ملاقات مراد ہے ورنہ حضور کی ملاقات حضور کا دیدار تو مومن کو قبر میں ہی نصیب ہوتا

ہے۔ پھر قیامت میں بہت جگہ دیدار ہوگا۔ بعض لوگ بعد وفات تا قیامت حضور ہی کے پاس رہتے ہیں اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ ۶؎ یہ ہے حضور کا حاضر و ناظر ہونا کہ مدینہ منورہ میں کھڑے ہوئے اس حوض کوثر کو دیکھ رہے ہیں جو جنت میں ہے۔ اور جنت ساتوں آسمان سے اوپر ہے جس کی نگاہ مدینہ سے جنت تک کو دیکھ سکتی ہے اس کی نظر ساری روئے زمین کو یہاں کے رہنے والوں کو بھی دیکھ سکتی ہے کیونکہ زمین حوض کوثر سے قریب ہے۔ ۷؎ اس طرح کہ مجھے زمین کے تمام خزانوں کا مالک مختار قاسم بنایا جسے جو ملے گا ہماری عطا سے ملے گا فرماتے ہیں اَللّٰہُ الْمُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ اشعہ نے فرمایا کہ یہ تو ظاہری خزانوں کا حال ہے رہے باطنی خزانے سو آسمان و زمین ملک وملکوت کی چابیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئیں۔ شعر:-

دی کنجی تمہیں اپنے خزانوں کی خدا نے سرکار کیا مالک و مختار بنایا

۸؎ یعنی مجھے یہ خطرہ نہیں کہ تم سارے یا تم عموماً کافر ہو جاؤ لہٰذا یہ فرمان عالی اس کے خلاف نہیں کہ حضور انور کے بعد چند لوگ مرتد ہوگئے (مرقات) ۹؎ امام نووی نے فرمایا کہ اس میں حضور کے بہت سے معجزات کا ذکر ہے کہ حضور انور نے بہت سی غیبی خبریں دیں، جو ہو بہو پوری ہوئیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَاَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهٖ عِنْدَ مَوْتِهٖ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ وَّبِيَدِهٖ سِوَاكٌ وَّاَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَعَرَفْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ اٰخُذُهٗ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهٖ اَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُهٗ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ اُلَيِّنُهٗ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهٖ اَنْ نَعَمْ فَلَيَّنْتُهٗ فَاَمَرَّهٗ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فِيْهَا مَاءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَيَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهٗ فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهٗ.

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۷۰۰) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ مجھ پر اللہ کی نعمتوں میں سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں اور میرے دن میں اور میرے گلے اور سینہ کے درمیان وفات پائی ۱؎ اور اللہ نے میرے تھوک اور آپ کے تھوک کو حضور کی وفات کے وقت جمع فرمایا ۲؎ کہ میرے پاس عبدالرحمٰن ابن ابوبکر صدیق آئے کہ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ دیئے بیٹھی تھی میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ عبدالرحمٰن کی طرف دیکھ رہے ہیں ۳؎ میں پہچان گئی کہ آپ مسواک چاہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ کیا میں اسے آپ کے لیے لے دوں تو آپ نے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں ۴؎ تو میں نے وہ لے لی آپ پر مسواک سخت ہوئی میں نے کہا کہ کیا اسے آپ کے لیے نرم کردوں تو سر مبارک سے اشارہ فرمایا کہ ہاں ۵؎ چنانچہ میں نے نرم کردی تو حضور نے اسے اپنے دانتوں پر پھیرا اور آپ کے سامنے برتن تھا جس میں پانی تھا۔ پھر آپ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالتے پھر انہیں منہ پر پھیرنے لگے ۶؎ فرماتے تھے کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں بیشک موت کی بہت سختیاں ہیں ۷؎ پھر اپنا ہاتھ کھڑا کیا پھر فرمانے لگے کہ اوپر والے ساتھیوں میں حتیٰ کہ جان شریف قبض کرلی گئی اور

آپ کا ہاتھ جھک گیا۸(بخاری)

(۵۷۰۰)۱اس طرح کہ وفات شریف کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے سینہ پر تکیہ لگائے تھے اس وقت آپ کا سینہ عرش اعظم سے افضل تھا۔شعر:-

جس کا پہلو ہو نبی کی آخری آرامگاہ　　　جن کے حجرہ میں قیامت تک نبی ہیں جاگزین

۲یہ ام المومنین پر رب تعالٰی کا دوسرا احسان عظیم ہے کہ آخری فیض حضور انور کا انہیں اس طرح نصیب ہوا،اس وقت آپ وہ عبادت کررہی تھیں جو عرش وفرش میں کسی کو میسر نہ تھی۔خیال رہے کہ جیسے حضور انور کی نظر سے نظر ملنا حضور کے ہاتھ سے ہاتھ ملنا حضور کے قدم سے کسی کا سر ملنا اللہ کی بڑی نعمت ہے۔یونہی حضور کے لعاب سے لعاب ملنا بھی اس کی بڑی نعمت بلکہ یہ آخری نعمت اور خاص کر اس آخری وقت میں جب کہ حضور کے ظاہر فیوض بظاہر ختم ہورہے تھے۔صرف حضرت ام المومنین ہی کو نصیب ہوئی ۳یا تو عبدالرحمٰن کو دیکھ رہے ہیں۔یا ان کے ہاتھ کی مسواک کو اور یہ دیکھنا محبت کی نگاہ سے ہے۔۴یہ حیات شریف کی آخری ساعتیں تھیں۔اس وقت نقاہت بہت زیادہ ہوگئی تھی اس لیے زبان شریف سے ہاں نہیں فرمایا۔بلکہ سر مبارک کی ہلکی سی جنبش سے اشارہ فرمایا۵یعنی مسواک نئی تھی سخت تھی اسے آپ اپنے منہ سے چبا کر نرم نہ کرسکے خیال رہے کہ مقبولین بارگاہ پر یہ کمزوری بدنی ہوتی ہے روحانی نہیں روح ان کی بہت قوی ہوتی ہے لہذا یہ اعتراض نہیں کہ جب وہ خود اتنے کمزور ہوجاتے ہیں تو بعد وفات کسی کی مدد کیا کریں گے۔۶جانکنی کے وقت حرارت اور تپش بہت ہوتی ہے۔اس لیے اس وقت میت کو پانی پلایا بھی جاتا ہے اور وضو بھی کرایا جاتا ہے کہ پانی کی ٹھنڈک سے تسکین ہوتی ہے حضور انور کا اپنے منہ پر پانی پھیرنا اس میں بھی امت کو اس عمل کی تعلیم ہے ۷سکرات جمع ہے سکرۃ کی بمعنی غشی نشہ موت کی سختی کو سکرۃ اس لیے کہتے ہیں کہ اس سے مرنے والے کو غش پر غش آتے ہیں۔چونکہ موت کی سختی کئی قسم کی ہوتی ہے اس لیے سکرات جمع ارشاد ہوا بدن کی رگ رگ سے جان کا نکلنا آسان نہیں۔حضور پر یہ سختی ساری امت کے لیے تسکین خاطر کا باعث ہے کہ کوئی شخص اس سختی سے گھبرا نہ جائے اپنے نبی کی سکرات کو پیش نظر رکھے۔حضور کی ہر ادا بے چین دلوں کا چین ہے۔اس موقع پر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ فرمانا بھی تسکین دل کے لیے ہے۔اللہ کے ذکر سے چین آتا ہے۔اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ(۱۳،۲۸) سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔(کنزالایمان) یہ کلمات اس قدر آہستہ کہے ہوں گے کہ صرف ام المومنین کان لگا کر سن سکیں۔اللہ کے مقبول بندے بعض حالات میں دنیاوی باتیں نہیں کرسکتے مگر ذکر اللہ کرتے ہیں۔جیسے زکریا علیہ السلام ایک موقع پر تین دن تک کسی سے کلام نہ کرسکے مگر ذکر اللہ کرتے رہے۔اسی طرح حضور انور نے اس وقت مسواک زبان سے نہ مانگی مگر یہ ذکر کے الفاظ زبان سے ادا کیے ۸رفیق بنا ہے رفق سے بمعنی نرمی یا بمعنی قرب یہ ایک اور جماعت سب پر بولا جاتا ہے جیسے صدیق یا خلیط اس سے مراد یا تو جماعت ملائکہ ہے یا جماعت انبیاء کرام یا رب تعالٰی کی ذات حدیث شریف میں ہے اللہ رفیق لحب الرفق یا اس سے مراد ہے جنت کیونکہ وہ رفق یعنی نرمی کی جگہ ہے۔غرض کہ اس میں بہت احتمال ہیں(مرقات،اشعہ) ہاتھ شریف کے گود میں گر جانے پر جناب ام المومنین کو آپ کی وفات کا علم ہوا۔

وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ اِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَكَانَ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ اَخَذَتْهُ

(۵۷۰۱)۱روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نہیں بیمار ہوتے کوئی نبی مگر انہیں دنیا و آخرت کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے اور آپ اپنے اس مرض

بُحَّةٌ شَدِيْدَةٌ وَّالصّٰلِحِيْنَ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ خُيِّرَ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

میں تھے جس میں وفات دیئے گئے تو آپ کو سخت خراٹے نے پکڑ لیا۲ میں نے آپ کو کہتے سنا کہ ان لوگوں کے ساتھ جن پر تو نے انعام فرمایا یعنی انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ۳ تو میں نے جان لیا کہ آپ کو اختیار دے دیا گیا۴ (مسلم بخاری)

(۵۷۰۱)۱ یعنی ساری مخلوق کی موت اضطراری ہوتی ہے۔مگر حضرات انبیاء کرام کی وفات اختیاری کہ پہلے انہیں ربّ کی طرف سے اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہیں تو دنیا ہی میں رہیں چاہیں تو ہمارے پاس آجائیں جو کہتے ہیں کہ نبی ہماری طرح ہوتے ہیں وہ اس حدیث میں غور کریں۔وہ حضرات زندگی و موت اوران کے ہر شعبہ میں دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔۲ بحہ ب کے پیش ح کے شد سے بمعنی کھانسی یا خراٹہ یا غرغرہ یعنی گہری سانس جو تکلیف سے لی جائے جسے اردو میں سلگی کہتے ہیں یعنی آخری سانس۳ یعنی خدایا اب میں دنیا میں رہنا نہیں چاہتا میں تیرے ان مقبول بندوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔یا اللہ ہم گنہگاروں کو بھی ان مقبولوں کی ہمراہی نصیب فرما شعر:-

گر محمد کا ساتھ ہو جائے ۔ پھر تو سمجھو نجات ہو جائے

۴ یعنی ربّ العالمین نے حضور انور کو اختیار دے دیا اور حضور نے ہم سے منہ موڑ کر ان حضرات کی ہمراہی قبول فرمالی اب حضور کی روانگی ہے۔حضور کا یہ کلام ربّ کے فرمان کا جواب ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَاكَرْبُ اَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلٰى اَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا اَبَتَاهُ مِنْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاهُ يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۷۰۲)۱ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سخت ہوگئی تو آپ پر بے چینی چھانے لگی۱ جناب فاطمہ بولی ہائے ابا جان کی تکلیف۲ تو فرمایا کہ آج کے بعد تمہارے باپ کو تکلیف اب کبھی نہ ہوگی۳ پھر جب وفات پائی تو فاطمہ بولیں ہائے ابا جان آپ نے اپنے ربّ کا بلاوا قبول کرلیا۴ ہائے ابا جان آپ کا مقام تو جنت الفردوس ہوگیا ہائے ابا جان ہم جبرائیل کو تعزیت دیتے۵ پھر جب دفن کئے گئے۔تو جناب فاطمہ بولیں کہ اے انس کیا تمہارے دلوں نے گوارہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالو۶ (بخاری)

(۵۷۰۲)۱ کرب سے مراد یا شدت مرض ہے یا بے چینی یا سخت تکلیف جس سے غشی آجائے۲ یعنی اب میں کیا کروں آپ کی تکلیف مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔دفع کرنے یا اپنے پر لینے سے مجبور ہوں۳ یعنی اے بیٹی تیرے باپ پر بس یہ آخری تکلیف ہے۔اس کے بعد کبھی تکلیف نہ ہوگی کیونکہ اب میں دار التکلیف سے رخصت ہورہا ہوں وہاں جارہا ہوں جہاں راحت ہی راحت ہے۔۴ یعنی ابا جان آپ نے ہم کو بے کس چھوڑ دیا۔اپنے ربّ کا بلاوا قبول کرلیا اب میں کہاں جاؤں کسے ابا کہہ کر پکاروں تم نے مجھے کس پر چھوڑا۵ یعنی آپ تو جنت کو سدھار گئے ہم کو یہاں تڑپتا چھوڑ گئے ہم حضرت جبرائیل کو آپ کی خبر وفات سنائیں جن کا اب زمین پر آنا وحی لانا ختم ہوگیا۔۶ یعنی اے انس تم نے کن ہاتھوں اور کس دل سے حضور انور پر قبر کی مٹی ڈالی اور تم نے کیسے اس چاند کو قبر میں چھپایا تم سے یہ کیسے

برداشت ہوا، خیال رہے کہ سیدہ کے یہ الفاظ نہ تو نوحہ ہیں نہ بے صبری بلکہ حضور کے فراق پر بے چینی ہے جو بذات خود عبادت ہے نوحہ یہ ہے کہ میت کے ایسے اوصاف بیان کئے جائیں جو اس میں نہ ہوں اور پیٹا جائے۔ بے صبری یہ ہے کہ رب تعالٰی کی شکایت کی جائے۔ جناب سیدہ ان دونوں سے محفوظ ہیں یہ بھی خیال رہے کہ دنیا میں پانچ حضرات بہت روئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام فراق جنت میں۔ حضرت نوح علیہ السلام و یحیٰی علیہ السلام خوف خدا میں۔ حضرت فاطمہ زہرا فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت امام زین العابدین واقعہ کربلا کے بعد حضرت حسین کی پیاس یاد کر کے جناب سیدہ زینب فرماتی تھیں شعر:۔

صبت علی مصائل لوانہا　　　صبت علی الایام صرن لیالیا

مجھ پر ایسی مصیبتیں پڑیں کہ اگر روز روشن پر پڑتیں تو وہ شب تاریک بن جاتے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ لَعِبَتِ الْحَبَشَۃُ بِحِرَابِھِمْ فَرَحًا لِقُدُوْمِہٖ (رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ) وَفِیْ رِوَایَۃِ الدَّارِمِیِّ قَالَ مَارَاَیْتُ یَوْمًا قَطُّ کَانَ اَحْسَنَ وَلَا اَضْوَءَ مِنْ یَوْمٍ دَخَلَ عَلَیْنَا فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا رَاَیْتُ یَوْمًا کَانَ اَقْبَحَ وَلَا اَظْلَمَ مِنْ یَوْمٍ مَّاتَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِزِیِّ قَالَ لَمَّا کَانَ الْیَوْمَ الَّذِیْ دَخَلَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ اَضَاءَ مِنْھَا کُلُّ شَیْءٍ فَلَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ اَظْلَمَ مِنْھَا کُلُّ شَیْءٍ وَّمَا نَفَضْنَا اَیْدِیَنَا عَنِ التُّرَابِ وَاِنَّا لَفِیْ دَفْنِہٖ حَتّٰی اَنْکَرْنَا قُلُوْبَنَا

دوسری فصل

(۵۷۰۳) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو حبشی بچے اپنے نیزوں سے کھیلتے تھے آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں[۱] (ابوداؤد) اور دارمی کی روایت میں یوں ہے کہ میں نے کوئی دن نہ برا نہ بہت تاریک دیکھا اس دن سے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی[۲] اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ جب وہ دن تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو مدینہ کی ہر چیز چمک گئی[۳] پھر جب وہ دن ہوا جس میں حضور نے وفات پائی تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی اور ہم نے مٹی سے اپنے ہاتھ نہ جھاڑے حالانکہ ہم حضور کے دفن میں مشغول تھے حتیٰ کہ ہم نے اپنے دلوں کو غیر پایا[۴]

(۵۷۰۳) [۱] حراب چھوٹا نیزہ بعض روایات میں لحنا جرھم ہے یعنی حضور انور کی تشریف آوری کی خوشی میں مدینہ منورہ میں رہنے والے حبشی لوگ نیزہ بازی یا خنجر بازی کرنے لگے کہ نیزے یا خنجروں کو لے کر یہ لوگ ناچتے کودتے تھے۔ اپنے کرتب دکھاتے تھے معلوم ہوا کہ خوشی میں بچوں کا گانا، بجانا، کھیل کود کرنا جائز بلکہ سنت صحابہ، صحابہ سے ثابت ہے۔ عید میلاد کے موقع پر جلوس نکالنا، اور جلوس کے آگے تلوار نیزہ گتکہ پٹا وغیرہ لے کر کرتب دکھانا سب جائز ہے۔ جس طریقہ سے حضور کی خوشی کی جائے درست ہے۔ اس موقع پر بنی نجار کی بچیاں بھی دف بجاتی تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے گاتی تھیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں شریک ہونا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ [۲] یہ عبارت بالکل ظاہری معنی پر ہے۔ اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں، واقعی اس دن سورج نکلا تھا۔ دھوپ بھی تھی مگر سورج میں بھی تاریکی اور سیاہی تھی اور دھوپ میں بھی وفات شریف کا اثر ہر در و دیوار پر ظاہر تھا۔ یہ غلط احساس نہ تھا کیوں نہ ہوتا کہ

یہ فراق رسول کا دن ہے جیسے شہادت امام حسین کے روز سارا دن سرخ خونی رنگ تھا اور جو پتھر وغیرہ اٹھایا گیا اس کے نیچے خون نمودار ہوا۔ ۳؎ یہ چمک دھوپ سے نہ تھی بلکہ قدرتی نورانیت تھی۔ جو بیان میں نہیں آسکتی صرف دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہے جیسے قیامت میں نورانی چمک ہوگی رب فرماتا ہے: وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا آج بھی بعض اہل بصر باخبر حضرات کو کبھی یہ تجلی ربیع الاول کی بارہویں تاریخ دن میں بلکہ رات میں بھی اور شب قدر میں نظر آتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ اس دن وہ تجلی سب کو نظر آتی تھی۔ اب کسی قسمت والے کو نظر آتی ہے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ یہ چمک محسوس تھی ۴؎ یعنی ابھی ہم حضور انور کے دفن سے فارغ نہیں ہوئے تھے۔ کہ ہمارے دلوں میں وہ نورانیت، صفائی، نرمی، رغبت الی اللہ نہ رہی جو کہ حضور کی حیات شریف میں تھی۔ کیونکہ اب وحی آنا بند ہوگئی۔ حضور کے جمال کا مشاہدہ ختم ہوگیا۔ تعلیم و تائید ظاہری انتہاء کو پہنچ گئی (مرقات واشعہ) غرضیکہ ایمانی حالت، تصدیق میں فرق آنا مراد نہیں۔ خیال رہے کہ حضور سب کچھ دے گئے مگر اپنا دیدار ساتھ لے گئے جس سے لوگ صحابی بنتے تھے۔ اس لیے تاقیامت حاجی، قاری، قاضی نمازی بنتے رہیں گے مگر صحابی نہ بنیں گے کیونکہ صحابی بنانے والی چیز تو قبر انور میں چھپ گئی۔ شعر:-

خوشا وہ وقت کہ دیدار عام تھا اس کا — خوشا وہ وقت کہ طیبہ مقام تھا اس کا

ہم خواب میں دیدار کو بھی ترس گئے۔ شعر:-

تم آتے خواب میں ہم پتلیاں تلووں سے مل لیتے — ہم اپنی سوئی قسمت کو جگاتے اپنی آنکھوں سے

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوْا فِيْ دَفْنِهٖ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ مَاقَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُّدْفَنَ فِيْهِ اُدْفُنُوْهُ فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِهٖ . (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۷۰۴) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو آپ کے دفن میں لوگوں نے اختلاف کیا ۱؎ تو ابوبکر صدیق نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی ۲؎ کہ اللہ نے کسی نبی کو وفات نہیں دی مگر اس جگہ جہاں ان کا دفن کیا جانا پسند تھا ۳؎ حضور کو آپ کے بستر کی جگہ میں ہی دفن کرو ۴؎ (ترمذی) ۵؎

(۵۷۰۴) ۱؎ چنانچہ بعض صحابہ نے کہا کہ حضور کو مکہ معظمہ میں دفن کیا جائے بعض نے کہا بیت المقدس میں جہاں حضرات انبیاء کرام سورہے ہیں۔ بعض نے کہا کہ مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں (اشعہ و مرقات) بلکہ بعض نے کہا کہ حضور انور کو دفن کیا ہی نہ جائے (مرقات) تاکہ تاقیامت لوگ اس چاند کا دیدار کرتے رہیں ۲؎ صحابہ نے پہلے تو حضرت صدیق سے پوچھا کہ کیا حضور انور کو دفن کیا جائے گا فرمایا ہاں پھر پوچھا کہ کہاں فرمایا وہاں ہی جہاں وفات ہوئی ہے (شمائل، مرقات) ۳؎ یعنی جس جگہ اللہ تعالیٰ یا ان رسول کو دفن ہونا پسند تھا وہاں ہی ان کو وفات دی گئی۔ لہٰذا رب کو یہی پسند ہے کہ حضور انور حضرت عائشہ کے حجرہ میں دفن ہوں تاکہ آپ سے جگہ کو عزت ملے کسی جگہ سے آپ کو عزت نہ ملے۔ خیال رہے کہ حضرت موسیٰ نے دعا کی کہ مجھے فلسطین پہنچا کر وفات دی جائے۔ چنانچہ وہاں ہی آپ کی وفات اور آپ کا دفن واقع ہوئے یوسف علیہ السلام اولاً مصر ہی میں دفن ہوئے اپنی جائے وفات میں پھر چار سو برس کے بعد آپ کا تابوت فلسطین لایا گیا۔ یعقوب علیہ السلام زندگی شریف میں فلسطین پہنچے پھر وہاں وفات پاکر دفن ہوئے۔ لہٰذا ان واقعات سے اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ حضرات انبیاء اپنی وفات کی جگہ دفن نہ ہوئے یا یہ کہو کہ نبی جس جگہ وفات پائیں اس جگہ ان کا دفن ہونا بہتر

ہے۔اگر اور جگہ دفن کردیئے جائیں تو بہتر نہ ہوگا۔غرضیکہ یہاں ذکر بہتری کا ہے نہ کہ ۳؎ یہ حضور کی خصوصیت ہے کہ حضور انور اپنے گھر میں دفن ہوئے کیونکہ آپ کا گھر آپ کی وفات کے بعد کسی وارث کی ملک نہ بنا بلکہ وقف ہوگیا۔اور وقف میں قبر بنائی جاسکتی ہے۔پھر حضرت صدیق و فاروق اس وقف شدہ جگہ میں حضور کے پہلو میں دفن ہوئے۔ہم لوگ اپنے گھر میں دفن نہیں ہوسکتے۔یوں ہی ہم مسجد میں دفن نہیں ہوسکتے کہ مسجد اور قسم کا وقف اور قبر دوسری قسم کا وقف ۵؎ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔اس کی اسناد میں عبدالرحمٰن ابن ابوبکر ملکی یہ ضعیف ہے(مرقات) مگر یہ ضعف ترمذی کے لیے ہے۔صدیق اکبر کے لیے نہیں۔کیونکہ یہ حدیث دوسری اسناد سے بھی مروی ہے۔مالک نے یہ حدیث یوں روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بعض لوگوں نے کہا کہ حضور کو منبر شریف کے پاس دفن کرو۔بعض نے کہا کہ البقیع میں تب جناب صدیق نے یہ فرمایا اور حجرہ عائشہ صدیقہ میں قبر کھودی گئی۔(مرقات)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ اِنَّهٗ لَنْ يُّقْبَضَ نَبِيٌّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ وَرَاْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَاَشْخَصَ بَصَرَهٗ اِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى قُلْتُ اِذَنْ لَا يَخْتَارُنَا قَالَتْ وَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهٖ وَهُوَ صَحِيْحٌ فِيْ قَوْلِهٖ اَنَّهٗ لَنْ يُّقْبَضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَ اٰخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۰۵) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تندرستی میں فرماتے تھے کہ اللہ تعالٰی کسی نبی کو وفات نہیں دیتا حتی کہ انہیں ان کا جنتی مقام دکھا دیا جائے ۱؎ پھر انہیں اختیار دیا جائے جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ جب حضور پر نزع طاری ہوا اور آپ کا سر میری ران پر تھا ۲؎ تو آپ پر غشی آ گئی پھر افاقہ ہوا تو اپنی نظر چھت کی طرف اٹھائی پھر فرمایا الٰہی میں نے اوپر کے ساتھی قبول کیے ۳؎ میں بولی کہ اب حضور ہم کو نہیں اختیار کریں گے فرماتی ہیں کہ میں پہچان گئی کہ یہ وہی حدیث ہے جو حضور ہم کو اپنی تندرستی میں خبر دیتے تھے ۴؎ اس فرمان کے متعلق کہ کوئی نبی وفات نہیں دیا جاتا حتی کہ اسے اس کا جنتی مقام دکھا دیا جاتا ہے پھر اختیار دیا جاتا ہے، جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ آخری بات جو حضور نے کی وہ یہی تھی کہ میں نے اپنے اوپر کے ساتھی قبول کیے (مسلم و بخاری)

(۵۷۰۵) ۱؎ ظاہر یہ ہے کہ نبی کو بیداری میں ان کا جنتی مقام دکھا کر انہیں اختیار دیا جاتا ہے۔اور یہ اختیار دینا ان کی عظمت کے اظہار کے لیے ہوتا ہے ورنہ رب ان کے وقت موت کو جانتا ہے اور وہ حضرات وہی اختیار کرتے ہیں جو رب کا فیصلہ ہے(اشعہ) ۲؎ پہلے حضور کا جسم اطہر جناب عائشہ صدیقہ کی گود میں اور سر شریف آپ کے سینہ پر تھا چونکہ اس طرح جانکنی میں تکلیف ہوتی ہے اس لیے عین قبض روح کے وقت حضور انور کو سیدھا قبلہ رو لٹایا گیا اور سر شریف ام المومنین کی ران پر رکھا لہذا یہ حدیث اس گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں جس میں ہے کہ حضور کی وفات میرے سینے اور گلے کے درمیان ہوئی ۳؎ رفیق اعلٰی یعنی اوپر کے ساتھیوں کے متعلق بیان کیا جاچکا ہے۔بعض شارحین کا خیال ہے کہ حضور کے چار ساتھی زمین کے ہیں یعنی خلفاء راشدین اور چار ساتھی آسمان کے حضرت جبرائیل، میکائیل،

اسرافیل،عزرائیل علیہم السلام یہاں رفیق اعلیٰ سے وہ مراد ہیں۔واللہ ورسولہ اعلم۔۲؎ یعنی اس حدیث کا ظہوراب ہورہا ہے۔

وَعَنهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَا عَائِشَةَ زَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ اَكَلْتُ بِخَيْبَرَ وَهٰذَا اَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ اَبْهَرِيْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِ ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۷۰۶) روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس مرض میں فرماتے تھے جس میں وفات پائی کہ اے عائشہ میں اس کھانے کا اثر پاتا رہتا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا۱؎ اور یہ وہ وقت ہے کہ میں اپنا دل کی رگ کا ٹوٹنا اس زہر سے محسوس کررہا ہوں۲؎ (بخاری)

(۵۷۰۶)۱؎ یعنی ایک یہودیہ نے بکری کے گوشت میں ہم کو زہر کھلا دیا تھا خیبر میں اس وقت سے آج تک ہر سال اس زہر کا اثر ظاہر ہوتا رہتا ہے اس وقت وفات نہ ہونا حضور کا معجزہ تھا ہر سال تکلیف ہوتے رہنا حضور کے اجر کی زیادتی کے لیے تھا کہ ہر سال آپ کو تکلیف کا ثواب ملتا رہا۔۲؎ ابھریا تو دل کی رگ کو کہتے ہیں یا گردن کی رگ کو یا وہ شہ رگ جو سر سے پاؤں تک پھیلی ہوئی ہے ان میں سے کسی رگ کا ٹوٹ جانا موت کا باعث ہوتا ہے۔اس وقت وہ زہر لوٹا تاکہ آپ کو شہادت حکمی عطا ہو زہر سے موت شہادت ہے۔غرضیکہ حضور انور کی وفات زہر کے عود کرنے سے ہوئی اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق کی وفات اس وقت سانپ کے زہر لوٹ آنے سے ہوئی جس نے ہجرت کی رات غار میں آپ کو کاٹا تھا۔حضرت صدیق کو فنافی الرسول کا وہ درجہ حاصل ہے کہ آپ کی وفات بھی حضور انور کی وفات کا نمونہ ہے۔پیر کے دن میں حضور کی وفات اور پیر کا دن گزار کر شب میں حضرت صدیق کی وفات۔حضور کی وفات کے دن شب کو چراغ میں تیل نہ تھا۔حضرت صدیق کی وفات کے وقت گھر میں کفن کے لیے پیسے نہ تھے۔یہ ہے فنا رضی اللہ عنہ۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمُّوْا اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ غُلِبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُكُمْ كِتٰبُ اللهِ فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرُ وَاللَّغَطَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا عَنِّيْ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ

(۵۷۰۷) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت وفات آیا۱؎ اور گھر میں کچھ لوگ تھے جن میں حضرت عمر ابن خطاب بھی تھے۲؎ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاؤ میں تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں جسکے بعد تم کبھی نہ بہکو ۳؎ تو حضرت عمر نے کہا کہ آپ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے تم کو اللہ کی کتاب کافی ہے۴؎ گھر والے اختلاف کر بیٹھے جھگڑنے لگے۵؎ بعض کہتے تھے کہ پیش کرو تاکہ تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر لکھ دیں بعض تھے جو وہی کہتے تھے جو حضرت عمر نے کہا پھر جب انہوں نے شور اور اختلاف زیادہ کیا۶؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۷؎ عبیداللہ کہتے ہیں۸؎ کہ حضرت ابن عباس کہتے تھے کہ پوری مصیبت وہ تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تحریر فرمانے کے درمیان حائل ہوگئی ان کے اختلاف اور شور کی وجہ سے۹؎ اور سلیمان ابن ابی

وَلَغَطِهِمْ وَفِي رِوَايَةِ سُلَيْمٰنَ ابْنِ اَبِي مُسْلِمِ الْاَحْوَلِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ ثُمَّ بَكَا حَتّٰى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصٰى قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكَتِفٍ اَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَا شَاْنُهُ اَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ فَقَالَ دَعُوْنِيْ ذَرُوْنِيْ فَالَّذِيْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنِيْ اِلَيْهِ فَاَمَرَهُمْ بِثَلٰثٍ فَقَالَ اَخْرِجُوْا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْ قَالَهَا فَنَسِيْتُهَا قَالَ سُفْيَانُ هٰذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ.
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

مسلم احول کی روایت میں ہے ۱۰؎ کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ہائے جمعرات کا دن اور کیا ہی تھا جمعرات کا دن پھر آپ روئے حتی کہ آپ کے آنسو نے کنکر تر کردیئے میں نے کہا اے ۱۱؎ ابن عباس جمعرات کا دن کیا ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی بیماری سخت ہوگئی تو فرمایا کہ میرے پاس کندھے کی ہڈی لاؤ میں تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں کہ تم اس کے بعد کبھی بہکو گے نہیں مگر لوگ جھگڑ پڑے نبی کے پاس جھگڑا نہیں چاہیئے ۱۲؎ تو لوگ بولے کہ حضور کا خیال مبارک کیا ہے کیا آپ پریشان باتیں کررہے ہیں آپ سے پوچھ لو ۱۳؎ چنانچہ وہ آپ سے بار بار پوچھنے لگے ۱۴؎ تو فرمایا کہ مجھے چھوڑ دو جس میں میں مشغول ہوں وہ اس سے اچھا ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو ۱۵؎ پھر ان کی تین چیزوں کا حکم دیا ۱۶؎ مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکالو ۱۷؎ وفود کو ان کا حق دو جیسا کہ انہیں ہم دیا کرتے تھے ۱۸؎ اور تیسری سے خاموشی فرمائی یا حضور نے وہ بات کہی مگر میں بھول گیا ۱۹؎ سفیان کہتے ہیں کہ یہ سلیمان کا قول ہے (مسلم بخاری)

(۵۷۰۷) ۱؎ یعنی زمانہ وفات قریب ہوا یہ واقعہ جمعرات کے دن کا ہے اور وفات شریف دوشنبہ یعنی پیر کو ہے۔ تو یہ واقعہ وفات سے پانچ دن پہلے کا ہے۔ ۲؎ یہ تمام حضرات حضور کی بیماری پرسی کرنے آئے تھے۔ اسی جماعت میں حضرت ابن عباس حضرت علی وغیرہم بھی تھے رضی اللہ عنہم۔ ۳؎ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین چیزوں سے معصوم ہیں گناہ سے خصوصًا جھوٹ سے، شرعی احکام بدلنے سے، شرعی حکم چھپانے سے اور مخلوق تک نہ پہنچانے سے۔ حتی کہ جب حضور انور پر جادو ہوا تب بھی آپ کوئی عبادت کوئی حکم شرعی نہ بھولے اور نہ تبدیل فرماسکے لہذا آج جو حکم لکھوانا چاہتے تھے وہ وہی تھا جو تندرستی شریف میں بیان کرچکے تھے کوئی نئی چیز نہ تھی۔ اس میں گفتگو ہے کہ حضور انور اس وقت کیا لکھنا چاہتے تھے بعض کے نزدیک نماز کی تاکید۔ لونڈی غلاموں سے اچھا سلوک، مہمانوں سے اچھا برتاؤ، بعض کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق کے لیے خلافت نامہ جس کا ذکر ایک بار حضور نے عائشہ صدیقہ سے کیا بھی تھا کہ ابوبکر کو بلاؤ، میں ان کے لیے خلافت لکھ دوں پھر فرمایا چھوڑو کوئی ضرورت نہیں اللہ تعالٰی اور مسلمان ابوبکر کے ہوتے کسی کو خلیفہ نہ بنائیں گے۔ پھر عملی طور پر آپ کو خلیفہ بنا بھی دیا کہ اپنے مصلّٰی پر امام بنا کر کھڑا کردیا۔ یہ امامت صغریٰ آپ کی امامت کبریٰ کی دلیل ہے۔ جیسے کہ کسی بزرگ کا اپنے کسی خلیفہ کو دستار بندی کردینا سجادہ پر بٹھا دینا۔ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کو خلافت لکھنا چاہتے تھے مگر اس کی کوئی دلیل نہیں۔ اگر یہ ارادہ ہوتا تو حضور کسی کی نہ مانتے ضرور لکھواتے نیز ابھی وفات میں پانچ دن باقی تھے اس دوران میں فرمادیتے۔ یا لکھوا دیتے۔ نیز شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کی خلافت قطعی اور منصوص ہے کہ غدیر خم پر حضور انور نے انہیں اپنا خلیفہ مقرر کردیا تھا۔ اس صورت میں شیعہ حضرات کی یہ توجیہ درست نہیں۔ ۴؎ یہ حضرت عمر کی قوت اجتہاد ہے کہ آپ سمجھ گئے کہ حضور کا یہ حکم شرعی نہیں ہے بلکہ مشورہ ہے اور حضور انور وہی کوئی چیز لکھوائیں گے

جو پہلے حضور نے ہم کو بتا دی سمجھا دی ہے۔محض کرم کریمانہ سے اس تکلیف کے باوجود لکھوانے کا ارادہ فرمار ہے ہیں،عرض کرو کہ ہم نے حضور سے سب کچھ سیکھ لیا ہے اب حضور اس تکلیف کی زحمت نہ فرمائیں لہٰذا یہ عرض حضور کے حکم کی مخالفت نہیں۔رب تعالیٰ نے فرشتوں کو ایک خلیفہ کے تقرر کا اعلان فرمایا تو فرشتوں نے اس پر سلمنا نہیں کہا بلکہ اپنی رائے پیش کردی کہ ہم کو ہی خلافت دی جائے یہ امر الٰہی کی مخالفت نہ تھی بلکہ مشورہ میں رائے پیش کرنا تھی۔اس فرمان کا مقصد یہ بھی ہے کہ اے گروہ صحابہ تم کو قرآن مجید کافی ہے۔حدیث شریف کی روشنی میں حضور نے سارا قرآن تم کو سمجھا دیا ہے۔اس سے حدیث کا انکار مقصود نہیں ۵ اہل بیت سے مراد اس گھر میں موجود لوگ ہیں۔ازواج یا اولاد مراد نہیں۔۶ لغط وہ آواز جس کے الفاظ سمجھ میں نہ آئیں۔جب چند شخص بیک وقت بولیں تو یہی حال ہوتا ہے۔خیال رہے کہ اس وقت ان لوگوں میں سے کوئی بھی شور نہیں مچا رہا تھا۔بلکہ چند ہلکی آوازیں مل کر شور بن گئیں۔جیسا کہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔یا یہاں بلند آواز سے بولنا ضرورۃً تھا بے ادبی کے طور پر نہ تھا۔جیسے حضور کے سامنے اذان یا اعلان بلند آواز سے کرنا۔لہٰذا صحابہ کرام کا یہ عمل اس آیت کے خلاف نہیں لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (۴۹:۲) اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے (کنزالایمان) یہ بھی خیال رہے کہ ان حضرات صحابہ کا یہ اختلاف اجتہادی اختلاف تھا جیسے حنفی شافعی کا اختلاف۔بعض صحابہ ظاہری الفاظ حدیث کی بنا پر کہہ رہے تھے کہ کاغذ قلم لاؤ بعض صحابہ مقصد حدیث پہچان کر کہہ رہے تھے کہ نہ لاؤ،حضور سب کچھ بتا چکے ہیں۔اب اس شدت مرض میں حضور کو تکلیف لکھنے کی نہ دو اگر یہ کام گناہ ہوتا تو حضور ان سب سے توبہ کراتے بلکہ آیت قرآنیہ توبہ کے لیے آجاتی۔جیسے رب نے فرمایا: اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا (۶۶:۴) نبی کی دونوں بیبیو! اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں۔(کنزالایمان) یہ ناممکن ہے کہ حضور کے سامنے گناہ ہو اور حضور توبہ سے باز رہنے کا حکم نہ دیں ۷ یعنی ہم کچھ نہیں لکھتے تم سب یہاں سے چلے جاؤ معلوم ہوا کہ حضرت عمر کی رائے کو حضور نے پسند فرمایا اور کچھ لکھوایا نہیں تو موافرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کا یہ کوئی عمل ناجائز نہ تھا ۸ آپ عبداللہ ابن عبداللہ ابن عتبہ ابن مسعود ہزلی ہیں یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود کے بھتیجے ہیں تابعی ہیں فقیہ ہیں،محدث ہیں یہ حدیث آپ نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔اس حدیث کے آپ ہی راوی ہیں ۹ حضرت ابن عباس کی رائے تھی کہ حضور انور ضرور لکھ دیں اس لیے آپ یہ فرمار ہے ہیں خیال رہے کہ حضرت ابن عباس بھی اس عمل کو گناہ یا کفر قرار نہیں دیتے بلکہ صرف افسوس کر رہے ہیں۔۱۰ آپ ابی نجیح کے ماموں ہیں تابعی ہیں اس حدیث کی بعض روایات کے ایک راوی ہیں۔۱۱ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ وفات شریف سے پانچ دن پہلے یعنی جمعرات کا ہے وفات شریف پیر کے دن ہے۔آپ کا یہ گریہ وزاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں تھا محبوب کی وفات کے بعد اس کی ہر بات یاد آتی ہے۔اور رونا آتا ہے۔ایک بچہ کو حکیم نے پانی سے منع کردیا تھا بچہ فوت ہوگیا تو ماں اس پانی بند کرنے کو یاد کرکے روتی تھیں۔۱۲ الا ینبغی فرمانے سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ واقعہ نہ کفر تھا نہ حرام نہ فسق صرف غیر مناسب تھا پھر آپ کا یہ اعتراض دونوں جماعتوں پر ہے لاؤ کہنے والوں پر بھی نہ لاؤ کہنے والوں پر بھی کیونکہ تنازع تو دونوں نے ہی کیا تھا۔۱۳ ہجر کے معنی ہیں چھوڑنا اسی سے ہے ہجرت اور ہجران،اصطلاح میں اس لفظ کے چند معنی ہیں۔ہذیان،فحش کام،خواب میں بڑبڑانا،بیہوشی یا نشہ میں مخلوط کلام یعنی بہکی بہکی باتیں کرنا کہ ان سب میں انسان عقل چھوڑ کر باتیں کرتا ہے۔یہاں آخری معنی مراد ہیں۔یعنی حضور انور سے پوچھ لو کیا واقعی آپ کاغذ قلم منگوا رہے ہیں یا غشی کی حالت میں یہ کلام فرما رہے ہیں۔ان حضرات کو تعجب یہ تھا کہ حضور انور نے حیات شریف میں ہم کو سارا دین بتا دیا۔سمجھا دیا اب کونسی بات باقی ہے۔جس پر ہماری ہدایت پر موقوف ہے جواب

لکھی جائے گی۔ شاید آپ مرض کی غشی میں یہ فرما رہے ہیں۔ بعض بے دین کہتے ہیں کہ ہجر بمعنی ہذیان (بکواس) ہے اور ان لوگوں نے حضور کی سخت توہین کرتے ہوئے یہ لفظ بولا مگر یہ غلط ہے مگر بولنے والے اور سن کر خاموش ہونے والے دونوں کافر ہو جاتے ہیں کیا حضرت علی و عباس اور ابن عباس آج کے علم دین لاہوری سے بھی گئے گزرے تھے جس نے توہین کرنے والے راجپال کو قتل کر کے پھانسی پالی۔ یہ حضرات ایسی توہین سنتے رہے اور خاموش رہے نعوذ باللہ معلوم ہوا کہ یہ لفظ توہین کا نہ تھا بعض شارحین نے فرمایا کہ ہجر میں سوال انکاری ہے اور روئے سخن انکار کرنے والوں سے ہے یعنی تم جو کاغذ لانے سے انکار کرتے ہو کیا حضور غشی میں یہ حکم دے رہے ہیں حالانکہ حضور کا ہر کلام وحی الٰہی ہوتا ہے۔ سوتے میں ہو یا جاگتے میں حضور سے پھر پوچھ کر دیکھ لو۔ ۴؎ بار بار پوچھنے کا منشا یہ تھا کہ حضور کے کلام کی نوعیت معلوم کریں آیا کہ یہ فرمانِ عالی حکم ہے یا مشورہ ہے یا غشی کی حالت کا کلام ہے اگر اب بھی حکم دیں کہ کاغذ قلم دوات لاؤ تو یہ حکم ہے فوراً حاضر کر دیا جائے ۵؎ یعنی اس وقت میں متوجہ الی اللہ ہوں اس کے پاس جانے کی تیاری کر رہا ہوں تم لوگ مجھے اپنے اختلافات طے کرنے کی طرف بلاتے ہو تم جاؤ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ اس جواب عالی سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کاغذ قلم لانے کا فرمان حکم نہ تھا صرف مشورہ تھا ورنہ حضور انور فرماتے کہ ضرور لاؤ ہم ضرور لکھوائیں گے۔ پھر کسی کی کیا مجال تھی کہ کاغذ نہ لاتا یا لانے سے منع کرتا۔ حضور انور کو سارے عرب نے تبلیغ سے روکا آپ نہ رکے تو یہاں صرف ایک دو کے عرض کرنے سے کیسے رک سکتے تھے۔ ۶؎ یہی تین باتیں وہ تھیں جو حضور انور لکھوانا چاہتے تھے۔ یہ تینوں باتیں پہلے بھی فرما چکے تھے اور اب بھی فرما دیں انہیں کی تحریر ہوتی۔ ۷؎ اس فرمان عالی کی تحقیق باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب میں ہو چکی کہ عرب میں خصوصاً حجاز میں سوائے اسلام کے اور کوئی دین نہیں رہنا چاہیے شاہی محل میں دشمن نہیں رہا کرتے۔ ۸؎ یعنی تا قیامت جو کفار اپنی قوم کے نمائندے بن کر اسلام قبول کرنے کے لیے یہاں آئیں یوں ہی جو مسلمان ہماری قبر انور کی زیارت کرنے یا علم دین سیکھنے یہاں آئیں ان کی خاطر مدارات کرو جیسے ہم کرتے تھے کیونکہ وہ ہمارے اور رب کے مہمان ہیں۔ ۹؎ بعض شارحین نے فرمایا کہ وہ تیسری بات یہ تھی کہ اسامہ ابن زید کے لشکر کو تیار کر کے جہاد پر روانہ کر دینا حضور انور اس لشکر کو تیار کر رہے تھے کہ بیمار ہو گئے۔ بعض نے کہا کہ وہ تیسری بات یہ تھی کہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پرستش کرو اس کی تحقیق اس مقام پر ہو چکی (مرقات، اشعہ)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعُمَرَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيْكِ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اِنَّ مَاعِنْدَاللهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّىْ لَا اَبْكِىْ اَنِّىْ لَا اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ اَبْكِىْ اَنَّ الْوَحْىَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَآءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا۔

(۵۷۰۸) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے جناب عمر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فرمایا کہ ہم کو ام ایمن کے پاس لے چلو ۱؎ ہم ان کی ملاقات کریں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ملاقات فرماتے تھے ۲؎ تو جب ہم ان تک پہنچے تو وہ رونے لگیں ان سے ابوبکر صدیق نے کہا کہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے کیا آپ نہیں جانتیں کہ اللہ کے پاس کی نعمتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہتر ہیں ۳؎ وہ بولیں کہ میں اس لیے نہیں روتی کہ میں یہ نہیں جانتی کہ اللہ کے پاس کی نعمتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہتر ہیں مگر میں تو اس لیے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی آنا بند ہو گئی ۵؎ انہوں نے ان دونوں کو بھی

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ) رونے پر بھڑکا دیا وہ دونوں بھی ان کے ساتھ رونے لگے۶ (مسلم)

(۵۷۰۸) ۱؎ جناب ام ایمن کا نام شریف برکت ہے حبشہ کی تھیں۔ حضرت عبداللہ یعنی حضور کے والد ماجد کی لونڈی تھیں۔ حضور کی پرورش انہوں نے بھی کی ہے۔ حضور انور نے آپ کا نکاح حضرت زید ابن حارثہ سے کردیا تھا۔ انہیں کے بطن شریف سے حضرت اسامہ ابن زید پیدا ہوئے آپ جہادوں میں جاتی تھیں۔ زخمیوں کی مرہم پٹی غازیوں کی خدمت کرتی تھیں۔ حضرت عمر فاروق کی وفات سے بیس دن بعد آپ کی وفات ہوئی۔ حضرت زید ابن حارثہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے غلام بن گئے تھے۔ حضور انور نے جناب خدیجہ سے انہیں مانگ لیا اور آزاد کر کے اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا (مرقات) ۲؎ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام ایمن کی ملاقات کے لیے ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ چلو ہم بھی اس سنت پر عمل کریں اُمِ ایمن کی زیارت کریں۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی وفات کے بعد ان کے معمولات قائم رکھنا ان کے دوستوں سے محبت کرنا بلکہ جن کی وہ حضرات ملاقات کرتے ہوں ان سے ملاقات کے لیے جانا سنت صحابہ ہے۔ ۳؎ مشکوۃ کے عام نسخوں میں فلما انتھیا ہے جمع متکلم سے تو اس میں حضرت انس بھی شامل ہیں یعنی حضرت انس کہتے ہیں کہ جب ہم تینوں یعنی میں حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ام ایمن کے پاس پہنچے بعض نسخوں میں ہے۔ فلما انتھینا صیغہ مذکر غائب۔ ہے یعنی جب وہ دونوں صدیق و فاروق اُمِ ایمن کے پاس پہنچے بہرحال ان بزرگوں کو دیکھ کر ام ایمن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یاد آگئے کیونکہ یہ دونوں حضرات حضور کے ساتھی اور خاص محبوب دوست تھے بعد وفات مرحوم کی چیزیں اس کی اولاد اس کے دوست دیکھ کر مرحوم یاد آتا ہے اور لوگ رونے لگتے ہیں۔ یہ رونا ایسا ہی تھا۔ ۴؎ یعنی جہاں حضور اب ہیں وہ جگہ دنیا سے بہتر ہے کہ یہاں تکالیف تھیں وہاں آرام و راحت ہے۔ وہاں ہر وقت اپنے رب سے قرب خاص حاصل ہے۔ پھر تم اتنی بے قرار ہو روتی کیوں ہو۔ ۵؎ یعنی میرا رونا اپنی محرومی پر ہے کہ حضور کی وفات کی وجہ سے ہم اللہ کی بہت نعمتوں سے محروم ہوگئے۔ آیات قرآنیہ کا آنا بند ہوگیا۔ احادیث نبویہ کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ مسلمانوں کا صحابی بننا ختم ہوگیا حضور سب کچھ ہم کو دے گئے مگر یہ چیزیں اپنے ساتھ لے گئے۔ شعر:-

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدیم بہار آخر شد

اب حضرت جبرائیل کیوں آئیں گے اور کہاں آئیں گے ۶؎ یعنی یہ سن کر حضرت صدیق و فاروق اعظم بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے یہ رونا تو قیامت تک رہے گا کہ کسے دیکھ کر صحابی بنیں گے کس کے منہ سے آیات و احادیث کے پھول جھڑتے ہوئے دیکھیں حضرت بلال یہی سوچ کر مدینہ چھوڑ کر دمشق چلے گئے کہ اب میں کس کی طرف اشارہ کر کے اذان کہا کروں گا حالت یہ ہوگئی تھی کہ شعر:-

قافلہ سالار سفر کر گیا
قافلہ کو زیر و زبر کر گیا

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ وَنَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ عَاصِبًا رَأْسَہٗ بِخِرْقَۃٍ حَتّٰی اَھْوٰی نَحْوَ الْمِنْبَرِ فَاسْتَوٰی عَلَیْہِ وَاتَّبَعْنَاہُ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَی الْحَوْضِ مِنْ مَقَامِیْ ھٰذَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ عَبْدًا

(۵۷۰۹) روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس مرض میں ہمارے سامنے آئے جس میں آپ کی وفات ہوئی ہم لوگ مسجد میں تھے آپ ایک کپڑے سے پٹی باندھے آئے ۱؎ حتی کہ منبر کی طرف تشریف لے گئے اس پر جلوہ گر ہوئے ہم حضور کے پیچھے ہوگئے ۲؎ فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں اپنی اس جگہ سے حوض کو

عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا فَاخْتَارَ الْاٰخِرَةَ قَالَ فَلَمْ يَفْطِنْ لَهَا اَحَدٌ غَيْرُ اَبِيْ بَكْرٍ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ فَبَكٰى ثُمَّ قَالَ بَلْ نَفْدِيْكَ بِاٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاَنْفُسِنَا وَاَمْوَالِنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ ثُمَّ هَبَطَ فَمَا قَامَ عَلَيْهِ حَتَّى السَّاعَةَ ۔ (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

دیکھ رہا ہوں۳ پھر فرمایا کہ ایک بندہ پر دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی تو اس نے آخرت کو اختیار کرلیا۴ فرماتے ہیں کہ یہ بات سوائے ابوبکر کے کوئی نہیں سمجھا تو آپ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں پھر عرض کیا بلکہ ہم آپ پر اپنے ماں باپ اپنی جانیں اپنے مال فدا کریں گے یا رسول اللہ فرماتے ہیں کہ پھر آپ اترے پھر منبر پر اس گھڑی تک نہ کھڑے ہوئے۵ (دارمی)

(۵۷۰۹)۱؎ حضور انور کو بخار اور دردسر تھا انہیں بیماریوں میں وفات شریف واقع ہوئی دردسر کی وجہ سے پٹی باندھی تھی معلوم ہوا کہ درد میں پٹی وغیرہ باندھنا توکل کے خلاف نہیں نہ اس میں رب تعالٰی کی شکایت ہے یہ تو ایک قسم کا علاج ہے۔۲؎ یعنی ہم سب مسجد نبوی میں متفرق طور پر بیٹھے ہوئے تھے۔حضور انور کے پیچھے پیچھے ہولئے اور منبر شریف کے قریب جمع ہوکر بیٹھ گئے تاکہ بہ آسانی کلام مبارک سن سکیں سبحان اللہ کیا نظارہ ہوگا جیسے شمع کے اردگرد پروانے جمع ہیں۳؎ اس فرمانِ عالی کے متعلق ابھی کچھ پہلے عرض کیا جاچکا ہے۔حضور انور کا منبر شریف حوض کوثر کے بالمقابل ہے۔حضور نے منبر پر کھڑے ہوکر خبر دی کہ میں اپنا حوض کوثر یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔اس حدیث سے حضور کی نظر کی وسعت ثابت ہوئی۔ہماری نظر دوربین لگادی جائے تو میلوں تک دیکھ لیتی ہے تو جن کی آنکھ پر نبوت کی دوربین ہو وہ کہاں تک دیکھیں گے پھر یہ نہ فرمایا کہ اس کے بعد میں حوض نہ دیکھوں گا دیکھنے کا ثبوت تو ہے پھر چھپ جانے کا ثبوت نہیں۔۴؎ یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ حضور انور کی خدمت میں جبرائیل امین نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ رب تعالٰی فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو دنیا میں رہیں۔ہم دنیا کے خزانے آپ کو دے دیں اور یہاں کے پہاڑوں کو سونا چاندی بنادیں۔ان آسائشوں سے آپ کا ثواب آخرت بالکل کم نہ ہوگا۔اگر آپ چاہیں تو ہمارے پاس تشریف لائیں۔حضور انور کا ایک غلام اس وقت موجود تھا اس نے عرض کیا ابھی کچھ عرصہ حضور ہمارے پاس رہیں تاکہ ہم حضور سے نفع حاصل کرلیں آپ کے سایہ میں رہیں تب حضور انور نے جناب جبرائیل کی طرف بطور مشورہ نظر کی اور فرمایا کہ ہم اب وہاں ہی جانا چاہتے ہیں (اشعۃ اللمعات)۵؎ ساعۃ سے مراد یہ گھڑی ہے یا قیامت یعنی حضور اس گھڑی تک یا قیامت تک پھر منبر پر تشریف نہیں لائے بلکہ وفات واقع ہوگئی۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ قَالَ نُعِيَتْ اِلَيَّ نَفْسِيْ فَبَكَتْ قَالَ لَا تَبْكِيْ فَاِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِيْ لَاحِقٌ بِيْ فَضَحِكَتْ فَرَاٰهَا بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ يَا فَاطِمَةُ رَاَيْنَاكِ بَكَيْتِ ثُمَّ ضَحِكْتِ قَالَتْ اِنَّهُ اَخْبَرَنِيْ اَنَّهُ قَدْ نُعِيَتْ اِلَيْهِ نَفْسُهُ فَبَكَيْتُ فَقَالَ لَا تَبْكِيْ فَاِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِيْ لَاحِقٌ بِيْ فَضَحِكْتُ

(۵۷۱۰) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ جب آیت اذا جاء نصر اللہ الخ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کو بلایا فرمایا مجھے اپنی موت کی خبر دے دی گئی۱؎ وہ روئیں تو فرمایا مت روؤ کیونکہ میرے گھر والوں میں سے پہلے مجھ سے تم ملوگی۲؎ آپ ہنس پڑیں۳؎ انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویوں نے دیکھ لیا وہ بولیں اے فاطمہ ہم نے تم کو دیکھا کہ تم روئیں پھر ہنس پڑیں۴؎ آپ بولیں کہ حضور نے مجھے خبر دی کہ آپ کو آپ کی وفات کی خبر دی گئی تو میں رونے لگی تو فرمایا مت روؤ کیونکہ

وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ وَجَآءَ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَّالْإِيْمَانُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ. (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

تم میرے سب گھر والوں سے پہلے مجھ سے ملو گی تو میں ہنس پڑی۵ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا جاء نصر اللہ والفتح الخ اور یمن والے آئے۶ وہ دلوں کے نرم ہیں ایمان تو یمن والوں کا ہے اور حکمت یمن والی ہے (دارمی)

(۵۷۱۰)۱یعنی اے فاطمہ یہ سورۃ کریمہ میری وفات کی خبر دے رہی ہے۔ کیونکہ میرے دنیا میں تشریف لانے کا مقصد پورا ہو چکا۔ یعنی دین کی تکمیل مکہ معظمہ کی فتح خانہ کعبہ کا بتوں سے پاک ہو جانا۔ چنانچہ گزشتہ آسمانی کتب میں لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نبی آخر الزماں کو وفات نہ دے گا حتیٰ کہ ان کے ذریعہ ٹیڑھی ملت کو سیدھا کردے گا۔ یہ کام ہو چکا۔ اب ہمارے یہاں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ رب کی تسبیح وحمد وغیرہ میں مصروف ہو جاؤں۔ یہ اس سفر کی تیاری ہے۔ (از مرقات) ۲اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا حضور انور کی اہل بیت میں سے ہیں۔ ازواج پاک اہل بیت سکونت ہیں آپ اہل بیت ولادت دوسرے یہ کہ حضور انور نے حضرت فاطمہ زہرا کے وقت وفات کی بھی خبر دی اور طریقہ وفات کی بھی بعد وفات ان کے مقام کی بھی یعنی ہمارے گھر والوں میں سب سے پہلے تمہاری وفات ہو گی تم کو ایمان پر خاتمہ قبر کے امتحان میں کامیابی عطا ہو گی تمہارا مقام میرے پاس ہوگا۔ یہ ہے حضور کا علم غیب کلی کہ علوم خمسہ پر بھی مطلع فرما دیا گیا ہے۔ شعر:-

خدا مطلع ساخت برجملہ غیب علی کل شئی و خبیر آمدی

۳سبحان اللہ حضرت فاطمہ زہرا کے لیے موت عید ہو گئی۔ اپنی وفات کی خبر پر خوشی منا رہی ہیں کیوں نہ ہو کہ یہ وفات حضور کی ملاقات کا ذریعہ ہے۔ اس لیے بزرگوں کی وفات کو عرس کہتے ہیں۔ یعنی برات اس کا ماخذ حضرت فاطمہ کی یہ خوشی ہے۔ رضی اللہ عنہا۔ ۴اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال کرنے والی چند بیویاں ہیں دوسری حدیث میں ہے کہ یہ سوال حضرت عائشہ صدیقہ نے کیا تھا ہو سکتا ہے کہ سوال تو حضرت عائشہ نے کیا ہو دوسری ازواج پاک بھی سوال میں شریک ہو گئی ہوں۔ لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔ ۵خیال رہے کہ حضرت فاطمہ زہرا نے یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد دی۔ آپ کی حیات شریف میں جواب دینے سے انکار کر دیا تھا۔ یہاں یہی مراد ہے حضرت فاطمہ سیدہ نے حضور کی وفات کے بعد یہ فرمایا۔ جبکہ دوبارہ ازواج پاک نے پوچھا۔ چنانچہ فاطمہ حضور کی وفات کے بعد قریباً چھ ماہ زندہ رہیں۔ ۶یعنی اس سورۃ میں اشارہ ہے وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا (۲/۱۱۰) اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج کے فوج داخل ہوتے ہیں۔ (کنز الایمان) تو یہاں الناس سے مراد اہل یمن ہیں کہ یہ لوگ فتح مکہ کے بعد جوق در جوق اسلام لائے خیال رہے کہ اس حدیث کا مقصد یہ نہیں ہے کہ یہاں الناس سے صرف اہل یمن مراد ہی نہیں۔ بلکہ فتح مکہ کے دن ایمان لانے والے اور اس کے بعد حضور کی بارگاہ میں حاضری دے کر ایمان لانے والے سب ہی مراد ہیں۔ ان سب لوگوں کے مومن ہونے کی قرآن نے گواہی دی لہٰذا ابوسفیان ہندہ، امیر معاویہ وحشی، یہ سب لوگ بحکم قرآن مومن ہیں ان کے ایمان اور دین اسلام میں داخل ہونے کی خبر تو قرآن نے دی ان کے ایمان سے نکل جانے کی کوئی آیت نہیں ہے۔ نیز اگر یہ لوگ آئندہ مرتد ہو جانے والے ہوتے تو ان کے ایمان لانے پر حضور کو شکر کا حکم نہ دیا جاتا۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو حضرات انبیاء سے بہت ہی مناسبت دی ہے۔ چنانچہ کل انبیاء کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں جن میں رسول تین سو تیرہ ہیں۔ مرسل چار اور مرسلین میں سردار مرسلین

ایک ہیں۔ یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح حضرات صحابہ کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ان میں اصحاب بدر تین سو تیرہ ہیں اور خلفاء راشدین چار ہیں۔ اور سید الخلفاء ایک یعنی حضرت ابوبکر صدیق ۷ یعنی علم و ایمان یمن کا پیارا ہے۔ کیوں نہ ہو کہ وہ علاقہ حجاز سے متصل داہنی طرف واقع اس لیے اسے یمن کہتے ہیں۔ یمن سے مشتق ہے وہ عشاق رسول کا علاقہ ہے۔ چنانچہ حضرت اویس قرنی یمن ہی کے ہیں۔ رضی اللہ عنہ، ابوموسیٰ اشعری یمن کے ہیں۔ بلکہ حضرات انصار بھی اصل میں یمن ہی کے باشندے ہیں۔ بعد میں مدینہ میں بسے۔ حدیث شریف میں ہے۔ انی لاجد نفس الرحمن من جانب الیمن فتوحات مکیہ شریف میں اس حدیث کے یہی معنی بیان کئے (اشعۃ اللمعات، مرقات)

وَعَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ وَارَسَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَاَنَا حَيٌّ فَاَسْتَغْفِرُ لَكِ وَاَدْعُوْا لَكِ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ وَاثُكْلِيَاهُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ فَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَظَلِلْتَ اٰخِرَيَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ اَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَنَا وَارَاْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ اَوْاَرَدْتُ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهٖ وَاَعْهَدَ اَنْ يَّقُوْلَ الْقَآئِلُوْنَ اَوْيَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَاْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ اَوْيَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَاْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ.

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۱۱۵۷) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ انہوں نے کہا ہائے میرا سر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ ہوگیا اور میں زندہ ہوا تو تمہارے لیے دعا مغفرت کروں گا تو جناب عائشہ بولیں ہائے ہلاکت ربّ کی قسم میں آپ کے متعلق گمان کرتی ہوں کہ آپ میری موت چاہتے ہیں اگر ایسا ہوگیا تو آپ اس دن کے آخر میں اپنی بعض بیویوں سے آرام فرمائیں گے۲ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ ہائے میرا سر۳ میں نے قصد یا ارادہ کیا تھا کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلاؤں اور ولی عہد کروں اس خطرہ سے کہ کہنے والے کہیں یا تمنا کرنے والے تمنا کریں۴ پھر میں نے سوچا کہ اللہ انکار کرے گا اور مسلمان دفع کریں گے یا اللہ دفع کرے گا اور مسلمان انکار کریں گے۵ (بخاری)

(۱۱۵۷) ۱؎ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے سر میں درد تھا۔ انہوں نے فرمایا ہائے میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر تم اس مرض سے وفات پاگئیں تو ہم تمہارے لیے دعاء مغفرت کریں گے۔ تمہاری نماز جنازہ پڑھائیں گے (مرقات) ۲؎ یعنی آپ میری موت کے دن ہی مجھے بھول جائیں گے۔ مجھے دفن کرنے کے بعد اسی دن دوسری بیوی کے ساتھ آرام فرمائیں گے میں اپنی جان سے جاؤں گی یہ کلام اور یہ شکایت محبانہ ہے۔ پیاروں کی پیاروں سے شکایت کے انداز نرالے ہوتے ہیں۔ ۳؎ یعنی اے عائشہ تمہارے درد سر کو تو انشاء اللہ آرام ہو جائے گا۔ درد سر ابھی ابھی مجھے شروع ہوا ہے۔ یہ درد مرض وفات کی ابتداء ہے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ درد سر اصل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اس کا اثر حضرت عائشہ صدیقہ پر ہوا کہ اس درد کی چمک ان کے سر شریف میں محسوس ہوئی کمال محبت کی وجہ سے۔ جیسے فصد لی لیلیٰ نے اور خون نکلا مجنون عامری کے جسم سے (مرقات) اب بھی دیکھا جاتا ہے کہ پردیس میں بیٹا بیمار ہو تو گھر پر ماں کا دل دھڑکتا ہے بلکہ ماں بیمار پڑ جاتی ہے۔ دلی محبت کے انداز نرالے ہیں جس امتی کو حضور اب بھی یاد فرماتے ہیں وہ امتی کہیں ہو تڑپنے لگتا ہے جب ربّ بندے کو عرش پر یاد کرتا ہے تو بندہ ربّ کی یاد میں دیوانہ ہوتا ہے۔ شعر:-

گفت اللہ گفتنت لبیک ماست [illegible] پیک ماست

دل کا دل سے عجیب کنکشن ہوتا ہے خدا کرے دل ان محبوب سے لگ جائے یہ بہاریں دل کے لگنے کی ہیں۔ ۴؎ یعنی میرا دل چاہتا ہے کہ ابوبکر صدیق کو ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کے ساتھ ملا کر باقاعدہ ابوبکر کو اپنا خلیفہ جانشین کردوں اور ان کے ولی عہد ہونے کا عبدالرحمٰن کے گواہ ہونے کا اعلان کردوں۔ ۵؎ یعنی ابوبکر صدیق کی خلافت کا ارادہ الٰہی ہو چکا ہے وہ میری خلافت کے لیے منتخب ہو چکے ہیں۔ نیز مسلمانوں کے دل کہیں گے کہ میرے بعد خلیفہ وہی ہوں اس لیے میں ان کی خلافت کا اعلان نہیں کرتا۔ خیال رہے کہ حضور انور نے عملی طور پر حضرت صدیق کو اپنا ولی عہد مقرر کردیا تھا کہ اپنے سامنے آپ کو اپنے مصلے پر کھڑا کردیا۔ مسلمانوں کا امام بنا دیا یہ امامت گویا آپ کی دستار خلافت تھی۔ حضور نے دستار بندی خود کردی تھی۔ صراحۃً اعلان نہیں کیا تاکہ ولی عہد بنانے کا یہ بھی ایک طریقہ رہے بلکہ حجۃ الوداع سے ایک سال پہلے حج میں حضور نے حضرت صدیق کو ہی اپنا نائب بنا کر سورۃ توبہ کے احکام کا اعلان کرنے بھیجا کہ آئندہ سے کوئی مشرک حج نہ کرے کوئی ننگا طواف نہ کرے۔ ان امور سے معلوم ہورہا ہے کہ حضرت صدیق کا خلافت کے لیے انتخاب اللہ کی طرف سے تھا۔ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہوا حضور انور نے اس کی عملی وضاحت فرمادی۔ لہٰذا اس خلافت کا انکار کفر ہے۔ خیال رہے کہ اسلام میں جمہوریت بھی ہے اور شخصیت بھی محض جمہوریت لعنت ہے۔ اقبال کہتے ہیں۔ شعر:۔

گریز از طرز جمہوری غلام مرد کامل شو
کہ از مغزدو صد خر فکر انسانے نمی آید

وَعَنْهَا قَالَتْ رَجَعَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مِّنْ جَنَازَةٍ مِّنَ الْبَقِيْعِ فَوَجَدَنِيْ وَاَنَا اَجِدُ صُدَاعًا وَّاَنَا اَقُوْلُ وَارَاْسَاهُ قَالَ بَلْ اَنَا يَا عَآئِشَةَ وَارَاْسَاهُ قَالَ وَمَا ضَرَّكِ لَوْمُتِّ قَبْلِيْ فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ قُلْتُ لَكَاَنِّيْ بِكَ وَاللّٰهِ لَوْفَعَلْتَ ذَالِكَ لَرَجَعْتَ اِلٰى بَيْتِيْ فَعَرَّسْتَ فِيْهِ بِبَعْضِ نِسَآءِكَ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بُدِئَ فِيْ وَجْعِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ.

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

(۵۷۱۲) روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ سے بقیع سے واپس ہوئے ۱؎ تو مجھے پایا کہ میں دردسر محسوس کرتی تھی اور کہتی تھی ہائے رے سر۔ فرمایا اے عائشہ بلکہ میں کہتا ہوں کہ ہائے رے سر ۲؎ فرمایا کہ تم کو مضر نہیں اگر تم مجھ سے پہلے مرگئیں تو میں تم کو غسل دوں گا کفن پہناؤں گا اور تم پر نماز پڑھوں گا ۳؎ اور تمہیں دفن کروں گا میں بولی گویا میں آپ کو محسوس کرتی ہوں خدا کی قسم اگر آپ یہ کرتے تو آپ میرے گھر واپس آئیں گے اس میں بعض بیویوں کے ساتھ آرام کریں گے ۴؎ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر آپ کا وہ مرض شروع ہوگیا جس میں آپ کی وفات ہوئی ۵؎ (دارمی)

(۵۷۱۲) ۱؎ یہ پتہ نہیں چلا کہ وہ جنازہ کس خوش نصیب کا تھا۔ جو حضور کے ہاتھوں دفن ہوا۔ ۲؎ یعنی اے عائشہ تمہارے سر میں درد نہیں ہے۔ بلکہ میرے سر میں درد ہے جس کا اثر تم پر پڑ رہا ہے کہ تم اس کی چمک محسوس کررہی ہو جیسا کہ ابھی کچھ پہلے بیان کیا گیا۔ ۳؎ یعنی اے عائشہ تمہارا میری حیات میں وفات پانا بہتر ہے۔ کہ تم میرے ہاتھوں غسل، کفن، نماز جنازہ پاؤ گی (مرقات) خیال رہے کہ خاوند اپنی بیوی کو نہ تو غسل دے سکتا ہے نہ ہاتھ لگا کر کفن پہنا سکتا ہے۔ یہ حضور انور کی خصوصیت ہے کہ اپنی ازواج پاک کو بعد وفات کفن۔ غسل دے سکتے ہیں اسی طرح حضرت علی بھی اپنی زوجہ فاطمہ کو غسل اور کفن دے سکتے تھے بلکہ دیا اور حضور انور کی وفات کے بعد حضرت علی اور ازواج پاک نے مل کر غسل دیا یہ سب اس لیے تھا کہ حضور انور کی وفات یا ازواج پاک کی وفات سے ان کا نکاح نہیں ٹوٹتا قائم رہتا ہے اسی طرح

حضور نے حضرت علی سے فرمایا کہ فاطمہ دنیا و آخرت میں تمہاری بیوی ہیں۔ اوروں کے نکاح موت سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ مسئلہ خاوند کی موت سے بیوی کا نکاح کسی قدر باقی رہتا ہے کہ اس پر عدت واجب ہے لہٰذا وہ ضرورۃً خاوند کو غسل دے سکتی ہے مگر بیوی کی موت سے نکاح بالکل ہی ختم ہو جاتا ہے کہ وہاں عدت بھی نہیں۔ اس لیے خاوند ضرورت پر بھی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا وہ بالکل ہی اجنبی ہو جاتا ہے یہ غلط مشہور ہے کہ خاوند بیوی کے جنازہ کو کندھا بھی نہ دے ضرور دے بلکہ ضرورت پڑنے پر قبر میں وہی اتارے۔ نبی کی نیند وضو نہیں توڑتی اور نبی کی وفات نکاح نہیں توڑتی، شہید کی موت غسل نہیں توڑتی۔ ۴ یعنی میرا گمان یہ ہے کہ اگر میں وفات پا گئی تو آپ مجھے دفن کر کے اسی دن میرے ہی گھر میں دوسری بیوی سے آرام فرما ہوں گے یہ ہے حضور پر بخل جو عین عبادت ہے کسی نے کیا خوب کہا۔ شعر:-

نیناں میں جو آن بسو تو نیناں جھانپ ہی لوں
نہ میں دیکھوں اور کو نہ تو ہے دیکھن دوں

۵ حضور کی وفات شریف دردِ سر اور بخار سے ہوئی ہے۔ بخار مبارک بیماری ہے دوسری بیماریاں ایک ایک عضو کو ہوتی ہیں اسی کے گناہ اس سے معاف ہوتے ہیں۔ مگر بخار سارے جسم پر چھا جاتا ہے اور رگ رگ کے گناہ نکال کر معاف کرا دیتا ہے۔

وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَجُلاً مِّنْ قُرَيْشٍ دَخَلَ عَلٰى اَبِيهِ عَلِيِّ ابْنِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ اَلاَ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلٰى حَدِّثْنَا عَنْ اَبِى الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللهَ اَرْسَلَنِىْ اِلَيْكَ تَكْرِيْمًا لَّكَ وَتَشْرِيْفًا لَّكَ يَسْئَلُكَ عَمَّا هُوَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنْكَ يَقُوْلُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَجِدُنِىْ يَا جِبْرَئِيْلُ مَغْمُوْمًا وَّاَجِدُنِىْ يَا جِبْرَئِيْلُ مَكْرُوْبًا ثُمَّ جَآءَهُ الْيَوْمَ الثَّانِىْ فَقَالَ لَهٗ ذٰلِكَ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا رَدَّ اَوَّلَ يَوْمٍ ثُمَّ جَآءَهُ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَقَالَ لَهٗ كَمَا قَالَ اَوَّلَ يَوْمٍ وَّرَدَّ عَلَيْهِ كَمَا رَدَّ عَلَيْهِ وَجَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ يُّقَالُ لَهٗ اِسْمٰعِيْلُ عَلٰى مِائَةِ اَلْفِ مَلَكٍ كُلُّ مَلَكٍ عَلٰى مِائَةِ اَلْفِ مَلَكٍ فَاسْتَاْذَنَ عَلَيْهِ فَسَاَلَهٗ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ جِبْرَئِيْلُ هٰذَا مَلَكُ الْمَوْتِ يَسْتَاْذِنُ عَلَيْكَ مَا اسْتَاْذَنَ عَلٰى اٰدَمِىٍّ قَبْلَكَ وَلَا يَسْتَاْذِنُ عَلٰى اٰدَمِىٍّ بَعْدَكَ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ فَاَذِنَ لَهٗ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ

(۵۷۱۳) روایت ہے جعفر ابن محمد سے وہ اپنے والد سے راوی کہ ایک قریش آدمی ان کے والد علی ابن حسین کے پاس آیا۱ بولا کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہ سناؤں آپ نے فرمایا ہاں ہم کو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہ سناؤں آپ نے فرمایا ہاں ہم کو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناؤ وہ بولا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ کے پاس جبرائیل آئے۲ عرض کیا اے محمد مجھے اللہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے خصوصیت سے آپ کی عزت افزائی فرمانے احترام فرمانے کے لیے۳ رب آپ سے اس کے متعلق پوچھتا ہے جو آپ سے زیادہ جانتا ہے کہ آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں۴ فرمایا اے جبرائیل میں اپنے کو غمگین پاتا ہوں اور اپنے کو ملول پاتا ہوں۵ پھر حضور کی خدمت میں دوسرے دن حاضر ہوئے آپ سے یہی عرض کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسا ہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا پھر آپ کے پاس تیسرے دن آئے تو وہی عرض کیا جو پہلے دن عرض کیا تھا اور حضور نے انہیں وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا۶ اور ان کے ساتھ ایک فرشتہ آیا جسے اسمٰعیل کہا جاتا ہے۷ وہ ایک لاکھ ایسے فرشتوں کا سردار ہے جو ہر ایک ایک لاکھ پر سردار ہے اس نے حضور سے اجازت مانگی پھر آپ سے اس کے متعلق پوچھا پھر جبرائیل نے کہا کہ یہ موت کا

ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللهَ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ فَاِنْ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَقْبِضَ رُوْحَكَ قَبَضْتُ وَاِنْ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَتْرِكَهُ تَرَكْتُهُ فَقَالَ وَتَفْعَلُ يَا مَلَكَ الْمَوْتِ قَالَ نَعَمْ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاُمِرْتُ اَنْ اُطِيْعَكَ قَالَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ جِبْرَئِيْلُ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللهَ قَدِ اشْتَاقَ اِلٰى لِقَآئِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَلَكِ الْمَوْتِ امْضِ لِمَا اُمِرْتَ بِهٖ فَقَبَضَ رُوْحَهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَآءَتِ التَّعْزِيَةُ سَمِعُوْا صَوْتًا مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اِنَّ فِي اللهِ عَزَآءً مِّنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَّخَلَفًا مِنْ كُلِّ هَالِكٍ وَّدَرَكًا مِّنْ كُلِّ فَائِتٍ فَبِاللهِ فَاتَّقُوْا وَاِيَّاهُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ فَقَالَ عَلِيٌّ اَتَدْرُوْنَ مَنْ هٰذَا هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَآئِلِ النُّبُوَّةِ)

فرشتہ آپ سے اجازت مانگ رہا ہے۸ اس نے آپ سے پہلے کسی آدمی سے اجازت نہ مانگی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی سے اجازت مانگے گا۹ فرمایا اسے اجازت دے دو انہوں نے اسے اجازت دے دی پھر کہا اے محمد اللہ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تو اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کی جان قبض کرلوں اور اگر آپ مجھے چھوڑنے کا حکم دیں تو اسے چھوڑ دوں ۱۰ تو فرمایا اے ملک الموت کیا تم یہ کام کرو گے ۱۱ عرض کیا ہاں مجھے اسی کا حکم ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل کی طرف دیکھا ۱۲ تو جبرائیل نے عرض کیا کہ اے محمد اللہ تعالٰی آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے ۱۳ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت سے فرمایا کہ جس کا تم کو حکم دیا گیا ہے وہ کر گزرو چنانچہ انہوں نے آپ کی روح قبض کرلی ۱۴ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور تعزیت کا وقت آیا ۱۵ تو لوگوں نے گھر کے ایک کنارہ سے آواز سنی کہ اے گھر والو تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں اللہ کی راہ میں ہر مصیبت سے صبر کرنا ہے ۱۶ اور ہر فوت شدہ کا خلیفہ ہے ۱۷ اور ہر گزر جانے والے کا عوض ہے ۱۸ تو اللہ سے ہی ڈرو اور اس سے امید رکھو پورا مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم کردیا گیا ۱۹ حضرت علی نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے یہ خضر علیہ السلام ہیں ۲۰ (بیہقی دلائل النبوۃ) ۲۱

(۵۷۱۳) ۱ یعنی حضرت امام جعفر صادق اپنے والد محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک قریشی ان کے والد حضرت امام زین العابدین کے پاس آیا۔ امام حسین کے تین بیٹے تھے تینوں کے نام علی تھے۔ علی اکبر، علی اوسط، علی اصغر، علی اوسط امام زین العابدین ہیں۔ علی اکبر علی اصغر کربلا میں شہید ہوئے ۲ یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ اس میں صحابی کا ذکر نہیں۔ امام زین العابدین صحابی نہیں بلکہ تابعی ہیں۔ تابعی کا کسی حدیث کو حضور کی طرف نسبت کرنا ارسال ہے۔ ۳ یعنی اللہ تعالٰی نے مرض وفات میں آپ کے سوا کسی کی مزاج پرسی نہیں فرمائی۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ خیال رہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری میں بھی رب تعالٰی ان کی مزاج پرسی فرماتا تھا۔ جیسا کہ تفسیر روح البیان وغیرہ میں ہے۔ اسی لیے آپ صحت یاب ہونے کے بعد اس مزاج پرسی کے بند ہوجانے پر رویا کرتے تھے فرماتے تھے کہ وہ خطاب بڑا ہی لذیذ ہوتا تھا مگر وہ مزاج پرسی مرض وفات میں نہ تھی۔ لہٰذا یہ مزاج پرسی حضور کی خصوصیت ہے اور خاصۂ ملک، فرمانے پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۴ سبحان اللہ کیسی بیماری ہے اور کیسی پیاری مزاج پرسی اس بیماری پر ہزار ہا تندرستیاں قربان ہوں جس میں رب تعالٰی مزاج پوچھے

شعر:-

سر بالیں انہیں رحمت کی ادا لائی ہے حال بگڑا ہے تو بیمار کی بن آئی ہے

۵ غم اور کرب یعنی تکلیف میں فرق ظاہر ہے یہ غم و تکلیف اپنی امت اوزا اپنے دین کے فکر سے تھی کہ میری امت اور میرے دین کا میرے بعد کیا بنے گا (اشعۃ اللمعات) لہذا یہ فرمان بے صبری نہیں اور اگر مرض کی تکلیف مراد ہے تب بھی بے صبری نہیں تیمار دار جب اپنا غمگسار بھی ہو تو اس سے اپنی تکلیف کا اظہار بے صبری نہیں۔ یہ عرض ربّ تعالٰی سے ہے۔ یعقوب علیہ السلام سید الصابرین ہیں مگر فرماتے ہیں اِنَّمَآ اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ (۱۲،۸۶) میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں۔ (کنزالایمان) رب کی بھیجی ہوئی تکلیف مزیدار ہوتی ہے اور اس کی مزاج پرسی زیادہ لذیذ شعر:-

اب حالت زخم جگری پوچھتے کیا ہو جب تم ہی نمک پاش ہو پھر کیوں نہ مزہ ہو

۶ خیال رہے کہ ان تینوں دنوں میں صرف مزاج پرسی کی گئی نہ تو صبر کی تلقین کی گئی نہ تخفیف تکلیف کا وعدہ فرمایا گیا کہ اچھا ہم مرض ہلکا فرمادیں گے مطلب یہ ہے کہ مرض ویسا ہی رہے گا ہاں مزاج پرسی فرماتے رہیں گے تا کہ اس کی لذت سے مرض کی تکلیف محسوس نہ ہو۔ حسن یوسفی سے مست ہو کر مصری عورتیں ہاتھ کٹنے کی تکلیف محسوس نہ کرسکیں تو خطاب الٰہی کی لذت میں مرض کی تکلیف کا احساس کیا ہو ۷ اسماعیل فرشتے کا ہیڈ کوارٹر پہلا آسمان ہے یعنی آسمان دنیا یہ فرشتہ جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ہی آیا تھا۔ اس فرشتہ نے بھی حضور سے حاضری کی اجازت مانگی تھی۔ ۸ حضرت جبرائیل اور اسمٰعیل دونوں فرشتے پہلے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے تھے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے بعد میں آنے کی اجازت مانگی ۹ خیال رہے کہ حضرت ملک الموت نے تمام نبیوں کی جان ان کی اجازت سے قبض فرمائی مگر کسی نبی سے ان کے گھر میں آنے کی اجازت نہیں مانگی یہ حاضری کی اجازت مانگنا حضور کے لیے خاص ہے لہذا حدیث واضح ہے شعر:-

بے اجازت ان کے گھر میں جبرائیل آتے نہیں آنکھ والے جانتے ہیں احترام اہل بیت

رب فرماتا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ (۳۳،۵۳) اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ۔ (کنزالایمان) اس حکم میں فرشتے بھی داخل ہیں اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا میں کبھی صرف انسان مومن داخل ہوتے ہیں کہیں جن وانس مسلمان اور کہیں جن وانس فرشتے سارے مومنین یہاں آخری صورت ہے اس کی تحقیق ہماری تفسیر میں دیکھو۔ ۱۰ حضرت ملک الموت کی یہ دوسری اجازت طلبی ہے پہلی اجازت دولت خانہ میں حاضری کی تھی اور یہ اجازت طلبی قبض روح کی ہے یہ اجازت سارے نبیوں سے لی جاتی ہے۔ یہ فرق خیال میں رہے۔ اترکہ میں ہ کا مرجع روح ہے۔ روح کے لیے ضمیر مذکر و مؤنث دونوں آتی ہیں (مرقات) خیال رہے کہ فرشتوں کے یہ سوال و جواب اس طرح ہوئے جو دوسروں کو محسوس نہ تھے یا حضور انور کو خبر ہوئی۔ یا ان فرشتوں کو یا حضور کے بتانے سے یا خاص کشف سے جو صاحبِ کشف صحابہ کو معلوم ہوئے۔ لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اس وقت تو صرف حضرت عائشہ حاضر تھیں جن کے سینہ پر حضور انور کا سر تھا وہ تو یہ روایات بیان نہیں فرماتیں۔ جیسے ام المومنین کے بستر میں وحی آتی تھی۔ انہیں خبر بھی نہ ہوتی تھی حضور فرماتے تھے کہ اے عائشہ تم کو جبرائیل سلام کہہ رہے ہیں ایسے ہی یہ گفتگو ہوئی۔ بعض واعظین بیان کردیتے ہیں کہ ملک الموت سے حضرت فاطمہ کی طویل گفتگو ہوئی کہ ملک الموت نے آنے کی اجازت مانگی، جناب فاطمہ نے انکار کیا پھر بہت دراز گفتگو ہوئی حضور نے پوچھا فاطمہ کیا ہے۔ آپ نے واقعہ بیان کیا۔ فرمایا یہ تیرے گھر کا ادب ہے جو وہ اجازت مانگ رہے ہیں۔ یہ ملک

الموت ہیں کسی سے اجازت نہیں مانگا کرتے یہ سب غلط ہے حضور اس وقت نہ تو فاطمہ زہرا کے گھر میں تھے نہ فاطمہ زہرا وہاں موجود تھیں اس روایت کا کہیں ثبوت نہیں۔ ۱۱؎ یعنی کیا تم جان قبض کرنے نہ کرنے میں میری بات مانو گے میری اطاعت کرو گے ۱۲؎ حضور کا حضرت جبرائیل کو دیکھنا مشورہ لینے کے لیے تھا کہ بولو کیا رائے ہے چلیں یا یہیں رہیں ۱۳؎ یعنی ربّ تعالٰی کا آپ کو بلانا محبت خاص کی بناء پر ہے۔ ربّ تعالٰی کو آپ کی وہاں تشریف آوری کا شوق ہے۔ خیال رہے کہ ربّ تعالٰی ہر جگہ سے ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ وہ حضور انور سے، دور نہیں تھا مگر حضور کو اپنے قرب خصوصی اور عالم انوار میں بلا کر آپ کو دیکھنے آپ سے کلام کرنے کا مشتاق تھا۔ لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اللہ تعالٰی تو ہر وقت حضور سے قریب ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (۱۶٬۵۰) اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔ (کنزالایمان) پھر مشتاق ہونے کے کیا معنی، اپنے گھر اپنے قرب میں بلانے کا مشتاق تھا۔ ربّ تعالٰی کو مشتاق کہا جاسکتا ہے۔ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالٰی کو شوق ملاقات تھا اسے اشتیاق تھا ۱۴؎ قبض روح کی صورت پہلے مذکور ہو چکی کہ حضور کا ہاتھ دعا کے لیے اٹھا ہوا تھا۔ کہ اچانک حضرت عائشہ صدیقہ کی گود میں گر گیا جس سے پتہ چلا کہ وفات ہوگئی ۱۵؎ اس طرح کہ گوشہ گوشہ سے تعزیت کے پیغام آنے لگے تعزیت کے معنی ہیں پس ماندگان کو تسلی دینا تعزیت دفن سے پہلے بھی ہوتی ہے اور بعد دفن بھی یہ تعزیت دفن سے پہلے تھی ابھی سرکار کا جسم اطہر گھر میں تھا۔ ۱۶؎ یعنی آپ لوگ اللہ کو راضی کرنے کے لیے اس مصیبت عظمٰی پر صبر کرو اس کا بڑا اجر ہے۔ ۱۷؎ جس کسی کو ربّ تعالٰی وفات دیتا ہے تو اس کے پیچھے والوں کا خود انتظام فرماتا ہے اس کی بیوہ اس کے یتیموں کو خود سنبھالتا ہے۔ یہ معنی ہیں خلیفہ کے حضور کی وفات سے امت یتیم رہ گئی اللہ تعالٰی اسے خود سنبھالے گا ۱۸؎ یعنی ربّ تعالٰی بندہ سے جب کوئی نعمت لے لیتا ہے تو اس کا عوض دنیا یا آخرت میں عطا فرماتا ہے۔ بشرطیکہ بندہ صابر رہے۔ شعر:-

لکل شیئی اذا فارقته خلف وليس لله ان فارقت من عوض

یعنی ہر فوت شدہ چیز کا عوض مل جاتا ہے مگر جس سے اللہ کا راہ چھوٹ گیا اس کا عوض کچھ نہیں اللہ اس سے محروم نہ کرے۔ ۱۹؎ یعنی بڑی مصیبت والا شخص وہ ہے جو مصیبت پر بے صبری کر کے اس کے ثواب سے محروم ہو جائے ۲۰؎ ظاہر یہ ہے کہ علی سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب ہیں انہوں نے اس وقت حاضرین سے یہ فرمایا آواز پہچان کر بتایا ممکن ہے کہ علی سے مراد حضرت امام زین العابدین ہوں جنہوں نے اس وقت یہ فرمایا یعنی اس حدیث کی روایت کے وقت امام جزری نے حصن حصین شریف میں روایت کی کہ پہلے فرشتوں نے تعزیت کی۔ حاکم نے مستدرک میں فرمایا کہ فرشتوں کی تعزیت کے بعد ایک سفید ریش نہایت حسین وجمیل تندرست لوگوں کو چیرتے ہوئے حضور انور کے جسم اطہر تک پہنچے اور یہ الفاظ کہے جو یہاں مذکور ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اور علی مرتضٰی نے فرمایا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں بہرحال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں (مرقات واشعہ) ۲۱؎ بعض محدثین نے اسے ضعیف بلکہ موضوع کہا ہے مگر چونکہ یہ حدیث بہت سندوں سے مروی ہے ان سندوں کے تعدد سے متن حدیث قوی ہوگیا اور یہ حدیث حرام حلال احکام شرعیہ کی نہیں۔ صرف فضائل کی ہے فضائل میں حدیث ضعیف بھی مقبول ہے (مرقات) مگر اس حدیث کا مطلب وہی ہے جو فقیر نے ابھی عرض کیا۔

بَابٌ
باب
اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ
پہلی فصل

یہ باب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا تتمہ ہے۔اس میں وفات شریف کے متعلق متفرق چیزیں بیان ہوں گی اس لیے اس باب کا ترجمہ مقرر نہیں فرمایا۔

وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا شَاةً وَّلَا بَعِيْرًا وَّلَا اَوْصٰى بِشَيْءٍ .(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۷۱۴) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دینار چھوڑا، نہ درہم نہ بکری نہ اونٹ[۱] اور نہ کسی چیز کی وصیت فرمائی[۲] (مسلم)

(۵۷۱۴)[۱] یعنی ان چیزوں میں سے کچھ بھی میراث بنا کر نہ چھوڑی جو کچھ چھوڑا وہ وقف فی سبیل اللہ کر کے چھوڑا کہ ان کا وارث کوئی نہ ہو سارے مسلمان فائدہ اٹھائیں۔لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حضور انور نے اپنے ایک خچر اور قصوا اونٹنی اور نو حجرے اور بنی نضیر کے مال اور فدک باغ چھوڑے کیونکہ یہ سب کچھ وقف فی سبیل اللہ ہوئے کسی وارث کو کچھ نہ ملا دیکھو کہ نو حجرے روضہ اطہر بنا دیئے گئے۔اس میں حضور انور اور جناب صدیق و فاروق کی قبریں بنیں مقبرہ وقف ہوتا ہے کسی کی ملک نہیں ہوتا بقیہ سارے مالوں کا یہی حال ہوا کتب تواریخ میں جو آتا ہے کہ حضور انور کی بیس اونٹنیاں بتہ سے اونٹ اور سات بکریاں ساتھ بھیڑیں تھیں وہ غلط ہے۔اس حدیث نے ان سب کی نفی کردی وہ جانور صدقات کے تھے جن کا حضور انور انتظام فرماتے تھے (از مرقات وللمعات) اس کی تصریح ابھی آگے آرہی ہے۔[۲] یعنی اپنے کسی مال کی وصیت کسی کے لیے نہیں کی کہ فلاں فلاں کو دینا ورنہ حضور انور نے نماز تقویٰ طہارت کی وصیت ساری امت کو فرمائی۔خیال رہے کہ جس مال کی میراث تقسیم نہیں ہوتی اس کی وصیت بھی نہیں ہوسکتی میراث اور وصیت گویا ہم جنس ہیں۔جب حضور انور کا مال قابل میراث نہیں تو قابل وصیت بھی نہیں۔بعض لوگ ام المومنین سے کہتے تھے کہ حضرت علی حضور کے وصی ہیں۔آپ نے باغ فدک وغیرہ کی وصیت انہیں کی تھی تو آپ تردید میں فرماتی تھیں کہ حضور انور کا وصال تو میرے سینہ پر ہوا وصیت کس وقت کردی وصال کے وقت تو میں موجود تھی۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَخِیْ جُوَيْرِيَةَ قَالَ مَاتَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَةً وَّلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَآءَ وَسَلَاحَهٗ وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً .(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۷۱۵) روایت ہے حضرت عمرو ابن حارث سے جو جناب جویریہ کے بھائی ہیں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ اشرفی چھوڑی نہ درہم نہ غلام نہ لونڈی[۱] نہ کوئی اور چیز سوا اپنے سفید خچر کے[۲] اور اپنے ہتھیار[۳] اور زمین کے جنہیں وقف فرمایا[۴] (بخاری)

(۵۷۱۵)[۱] حضور انور کے جو لونڈی غلام تھے یا تو حضور کی حیات شریف میں وفات پا گئے تھے یا حضور انور نے انہیں آزاد فرمایا تھا۔آپ نے کوئی غلام یا لونڈی نہ چھوڑی[۲] اس خچر کا نام دلدل تھا یہ مقوقش شاہ اسکندریہ نے حضور انور کی خدمت میں تحفہ پیش کیا تھا (اشعہ)[۳]

ان ہتھیاروں میں ایک زرہ تھی جو ایک یہودی کے پاس گروی تھی ایک نیزہ تھا۔ایک خود ایک تلوار ذوالفقار تھی۔گھر کے کپڑے کمبل شریف وغیرہ کا یہاں ذکر نہیں کہ وہ معمولی چیزیں ہیں (مرقات) ۴؎ جعلہا کا مرجع مذکورہ تینوں چیزیں ہیں۔یعنی یہ سب چیزیں حضور نے وقف فرمادی تھیں اپنے اس فرمانِ عالی سے کہ ما ترکناہ صدقۃ حضور انور کی ملک چار چیزیں تھیں۔فدک کا نصف حصہ وادی قریٰ کا تہائی خیبر کا پانچواں حصہ اور کچھ بنی نضیر کی زمین کا۔یہ تمام چیزیں وقف ہوگئیں تھیں۔بعد وفات حضرت فاطمہ نے اور حضور انور کی ازواجِ مطہرات نے حضرت صدیق اکبر سے میراث مانگی۔آپ نے سب کو انکار فرمادیا۔حضرت عمر نے ان زمینوں کی تولیت حضرت علی وعباس کو دی۔جھگڑا ہو جانے پر ان دونوں نے تقسیم کی درخواست کی جو نامنظور ہوئی تمام خلفاء کے زمانوں میں یہ وقف ہی رہیں۔مروان ابن حکم نے ان پر قبضہ کرلیا۔(از اشعہ ومرقات)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَقْتَسِمُ وَرَثَتِیْ دِیْنَارًا مَّا تَرَکْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِیْ وَمَؤْنَةِ عَامِلِیْ فَهُوَ صَدَقَةٌ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۷۱۶) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے وارثین اشرفی تقسیم نہ کریں ہم جو چھوڑیں ہماری بیویوں کے خرچ۱؎ اور ہمارے نوکروں کی تنخواہ کے بعد وہ وقف ہے۲؎ (مسلم بخاری)

(۵۷۱۶) ۱؎ حق یہ ہے کہ حضور انور کی وفات سے آپ کا نکاح ٹوٹتا نہیں اس لیے کہ حضور انور زندہ ہیں لہذا حضور پر اپنی ازواج کا خرچہ بعد وفات بھی واجب ہے جو آپ کا خلیفہ ادا کرے گا۔بعض نے فرمایا کہ حضور کی ازواج ہمیشہ گویا عدت میں رہتی ہیں اور عدت کا خرچہ خاوند پر ہوتا ہے۔لہذا ان کا خرچہ حضور پر لازم ہے۔عامل سے مراد یا تو خلیفہ ہے یا حضور کی زمین میں کام کاج کرنے والے مگر حق یہ ہے کہ جو مسلمانوں کا کام کرے وہ حضور کا نوکر ہے۔اس کی تنخواہ حضور کی طرف سے جاری ہوتی ہے۔(مرقات) لہذا ہم سب لوگ علماء مشائخ،سلاطین وزراء حکام سب حضور کے نوکر چاکر ہیں انہیں تنخواہ حضور کے ہاں سے ملتی ہے کسی کو تو کسی نوکری وغیرہ کے ذریعہ سے اور کسی کو محض توکل کے وسیلہ سے،فقیر کی آزمائش تو یہ ہے کہ جو شخص ان کی نوکری کرے۔اسے گھر بیٹھے تنخواہ ملتی ہے جس جانور کو کھونٹے سے باندھ دیا جائے اس کی ساری ضرورتیں چارہ،پانی،دوا وغیرہ کھونٹے پر ہی پہنچایا جاتا ہے خدا کرے کہ ان کی نوکری مل جائے وہ نوکر رکھ لیں۔یعنی ان دو خرچوں کے بعد جو باقی بچے وہ عام مسلمانوں پر صدقہ ہے مرقات نے یہاں فرمایا کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے مروان کے تمام مظالم ختم کیے۔اس کے قبضہ سے حضور کی زمینیں واگذار کرکے وقف کیں۔(مرقات) ۲؎ یعنی ہماری ت کے بعد ہماری میراث تقسیم نہیں ہوتی۔سارے انبیاء کرام کا یہی حکم ہے۔قرآن کریم میں جو ہے،وورث سلیمن داؤد وہاں علم کی میراث مراد ہے نہ کہ مال کی اسی لیے آگے ہے۔قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ (۲۷،۱۶) کہا اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی۔(کنزالایمان) نیز اگر مالی میراث مراد ہوتی تو صرف حضرت سلیمان کا ذکر نہ ہوتا بلکہ حضرت داؤد کے بارہ بیٹے ۹۹ بیویوں وغیرہم سب کا ذکر ہوتا۔خیال رہے کہ عموماً وراثت مال نسب سے ملتی ہے وراثت کمال نسبت سے اور وراثت احوال فنا سے حضور کا مال نہیں بٹتا۔حضور کے کمال حضور کے احوال تقسیم ہوتے ہیں۔خدا تعالٰی ہم کو حضور سے نسبت دے۔

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَکْنَاهُ صَدَقَةٌ ۔

(۵۷۱۷) روایت ہے حضرت ابوبکر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم مورث نہیں ہوتے۱؎ جو کچھ ہم

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) چھوڑیں وہ صدقہ ہے (مسلم بخاری)

(۵۷۱۷) ۱؎ صدقہ سے مراد ہے وقف وقف کے منافع لوگ حاصل کرتے ہیں اصل محفوظ رہتی ہے۔

وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَرَادَ رَحْمَةَ اُمَّةٍ مِّنْ عِبَادِهٖ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهٗ لَهَا فَرَطًا وَّسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا وَاِذَا اَرَادَ هَلَكَةَ اُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَيٌّ فَاَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَيْنَيْهِ بِهَلَكَتِهَا حِيْنَ كَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا اَمْرَهٗ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۷۱۸) روایت ہے حضرت ابوموسیٰ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ جب اپنے بندوں میں سے کسی گروہ پر رحمت چاہتا ہے تو اس کے نبی کو اس سے پہلے وفات دیتا ہے پھر اس نبی کو اس کے آگے پیشرو بناتا ہے ۱؎ اور جب کسی گروہ کی ہلاکت کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اس کے نبی کی زندگی میں عذاب دیتا ہے کہ نبی اسے دیکھتا ہے پھر اس کی ہلاکت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے جب وہ اسے جھٹلاتے ہیں ۲؎ اور اس کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں (مسلم)۔

(۵۷۱۸) ۱؎ یہاں سلف اور فرط ایک ہی معنی میں ہیں۔اس کی تحقیق پہلے ہو چکی ہے۔مومن مر کر نہ تو لاوارث ہوتا ہے نہ اجنبی گھر میں جاتا ہے اس کے والی وارث حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے وہاں پہنچ چکے ہیں۔ان کی آغوش رحمت میں جاتا ہے بھرے گھر میں اترتا ہے ۲؎ اللہ تعالٰی نے گزشتہ جلالی نبیوں کی نافرمان امتوں کو ان کے سامنے ہلاک فرما کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی کیں اور ہمارے حضور کی نافرمان امت کو حضور کے سامنے ہی ہدایت دے کر آپ کا مطیع بنا کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔چنانچہ مکہ معظمہ کے نافرمان کافر فتح مکہ کے دن سارے ایمان لائے حضور کے مطیع ہوئے جلالی پیغمبروں کی آنکھ کی ٹھنڈک اور ہے حضور کی آنکھ کی ٹھنڈک کچھ اور ہر آنکھ کے لیے ٹھنڈا سرمہ علیحدہ ہے۔خیال رہے کہ حضور انور بھی ہر مومن کی آنکھ کی ٹھنڈک دل کا چین بے قراروں کا قرار بیکسوں کے کس بے بسوں کے بس بے سہاروں کے سہارا ہیں۔شعر:-

تم ہو دوائے درد دل تم ہو قرار بے قرار
دل کی لگی میرے نبی تیرے سوا بجھائے کون

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اَحَدِكُمْ يَوْمٌ وَّلَا يَرَانِىْ ثُمَّ لَاَنْ يَّرَانِىْ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ مَعَهُمْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۷۱۹) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔کہ تم میں سے کسی پر وہ دن آئے گا کہ وہ مجھے نہ دیکھے ۱؎ تو اسے میرا دیکھنا زیادہ پیارا ہوگا اپنے گھر والوں سے جب کہ اس کا مال بھی ان کے ساتھ ہو ۲؎ (مسلم)

(۵۷۱۹) ۱؎ یعنی اے میرے صحابہ اس وقت کو غنیمت جانو کہ تم کو میرا دیدار میسر ہے۔عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ تم میرے دیدار کو ترس جاؤ گے اور کہا کرو گے شعر:-

قافلہ سالار سفر کر گیا
قافلہ کو زیر و زبر کر گیا

۲؎ یعنی مسلمان تمنا کریں گے کہ کوئی ہمارے گھر والوں اہل و عیال کو بمع مال کے لے لے اور ہم کو ایک نظر حضور کا جمال دکھا دے۔

بلکہ خواب میں ہی دیدار کرا دے۔ دیکھ لو آج مدینہ کی گلیوں کے لیے ہم لوگ ترستے ہیں۔ میں نے مدینہ منورہ کے ایک جلسے میں اہل مدینہ کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ مدینہ والو تمہیں کیا خبر کہ مدینہ کیا ہے یہ تو ہم مہجوروں سے پوچھو سات آٹھ سال تک قرعہ میں نام نہیں نکلتا۔ جب خدا خدا کر کے نام نکلتا ہے تو ہم لوگوں کی عید ہو جاتی ہے۔ پھر ہزاروں روپیہ خرچ کر کے مدینہ منورہ پہنچتے ہیں صرف آٹھ دس دن کے بعد نکلنے کا حکم مل جاتا ہے تو تمہارا منہ تکتے ہوئے چلے جاتے ہیں اس پر لوگ چیخیں مار کر رونے لگے ہمارا قصیدہ وداعیہ پڑھو۔

دور سے آئے تھے پردیسی غلام — عرض کرنے کو غلامانہ سلام
آستانہ سے وداع ہوتے ہیں اب — یہ تو فرماؤ کہ بلواؤ کے کب
چشم رحمت سے نہ تم کریو جدا — رکھیو اپنے سایہ میں ہم کو سدا

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ وَّ ذِكْرِ الْقَبَآئِلِ — قریش کے فضائل اور قبائل کے ذکر کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ — پہلی فصل

مناقب جمع ہے منقبۃ کی جس کا مادہ ہے نقب بمعنی پہاڑی دشوار گزار راستہ اصطلاح میں فضیلت بزرگوں کی منقبت کو کہتے ہیں کہ انسان بمشکل اسے حاصل کرتا ہے اسی سے ہے نقیب بمعنی سردار قریش اس بڑی مچھلی کو کہتے ہیں جو اور مچھلیوں کو کھائے اسے کوئی نہ کھائے اصطلاح میں نضر ابن کنانہ کی اولاد کو قریش کہتے ہیں کہ یہ سب سے افضل ہے قبیلہ ایک دادا کی اولاد کو کہتے ہیں اونچا قبیلہ شعب ہے اس کے نیچے قبیلہ اس کے نیچے عمارت اس کے نیچے بطن اس کے نیچے فخذ ہے۔ جیسے اردو میں قبیلہ، خاندان، نسب، کنبہ وغیرہ۔

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِّقُرَيْشٍ فِىْ هٰذَا الشَّاْنِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِّمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۲۰) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اس کام میں قریش کے تابع ہیں ان کے مسلم قریش کے مسلمانوں کے تابع ہیں اور ان کے کافر قریش کے کافروں کے تابع۱ (مسلم)

(۵۷۲۰)۱اس فرمان عالی کے بہت معنی کئے گئے ہیں قوی معنی یہ ہیں کہ زمانہ کفر میں بھی قریش تمام لوگوں کے سدار تھے کہ یہ حرم شریف کے باشندے کعبہ کے پاسبان کلید بردار وغیرہ تھے حتیٰ کہ کفار عرب ان کا لباس لے کر طواف کرتے تھے ورنہ ننگے۔ پھر ہدایت و اسلام میں بھی بقیہ لوگوں کے سردار ہوئے کہ حضور انور انہیں میں تشریف لائے خلافت انہیں میں ہے کفار عرب فتح مکہ کے منتظر تھے یہ فتح ہوا تو سب لوگ دھڑا دھڑ مسلمان ہو گئے بہرحال قدرتی طور پر ہمیشہ سے ہمیشہ تک قریش افضل تھے اور ہیں اور رہیں گے۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِّقُرَيْشٍ فِى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۷۲۱) روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ بھلائی برائی میں قریش کے تابع ہیں۱ (مسلم)

(۵۷۲۱)۱خیر سے مراد اسلام اور شر سے مراد ہے کفر یعنی کفار قریش دوسرے کفار کے سردار تھے۔ اور مومنین قریش دوسرے مومنوں

کے سردار ہیں یہ مضمون بہت طرح سے احادیث میں وارد ہے احمد نے حضرت علی سے مرفوعًا روایت کی کہ اگر میں جنت کی زنجیر کھولوں تو پہلے بنی ہاشم کو وہاں داخل کروں (مرقات) معلوم ہوا کہ خاندانی بزرگیاں قابل قبول ہیں رب نے بنی اسرائیل سے فرمایا: وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ (۲،۴۷) اور یہ کہ اس سارے زمانہ پر تمہیں بڑائی دی۔ (کنزالایمان)

وَعَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَایَزَالُ ھٰذَا الْاَمْرُفِیْ قُرَیْشٍ مَابَقِیَ مِنْھُمُ اثْنَانِ۔(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۷۲۲) روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چیز قریش میں ہے جب تک کہ ان میں سے دو بھی رہیں ا(مسلم بخاری)

(۵۷۲۲)ا خلافت وہ سلطنت ہے جس میں نیابت رسول بھی ہو یہاں ہذالامر سے مراد خلافت اسلامیہ ہے اور یہ خبر بمعنی امر ہے یعنی اگر دنیا میں دو قریشی بھی رہ جائیں تب بھی خلیفۃ المسلمین قرشی ہی ہونا چاہئے کہ ایک قرشی خلیفہ ہو اور دوسرا قرشی اور باقی لوگ اس کی رعایا لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ آج تو عرصہ سے حکومت قریشیوں سے نکل چکی ہے خیال رہے کہ خلیفہ صرف قرشی ہی ہوسکتا ہے مگر سلطان اسلام ہر مسلمان ہوسکتا ہے خلافت اور ملوکیت میں یہ فرق ہے کہ خلافت قریش کے ساتھ خاص ہے ملوکیت وسلطنت عام پھر خلافت دو قسم کی ہے خلافت راشدہ اور غیر راشدہ خلافت راشدہ خلفاء اربعہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور حضرت علی پر ختم ہوگئی اس کے چھ ماہ حضرت امام حسن نے پورے کئے بعد میں خلافت غیر راشدہ یا ملوکیت ہوئی بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ خبر ہی ہے مگر اس میں عدل و انصاف کی قید ہے جیسا کہ اگلی حدیث میں آرہا ہے کہ اگر قریش عادل ومنصف رہیں تو خلافت ان ہی میں رہے گی اگرچہ دو قرشی ہوں جبکہ ان میں انصاف نہ رہا تو ان سے خلافت نکل جائے گی تب بھی حدیث ظاہر ہے۔

وَعَنْ مُعَاوِیَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَفِیْ قُرَیْشٍ لَّایُعَادِیْھِمْ اَحَدٌ اِلَّاکَبَّہُ اللّٰہُ عَلٰی وَجْھِہٖ مَا اَقَامُوْ الدِّیْنَ۔(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۷۲۳) روایت ہے حضرت معاویہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یہ چیز قریش میں ہے کہ نہیں دشمنی کرے گا ان کی کوئی مگر اسے اللہ اس کے منہ کے بل اوندھا ڈال دے گا جب تک کہ دین قائم کریں ا(بخاری)

(۵۷۲۳)ا یعنی جب تک کہ قریش عدل وانصاف کریں دین اسلام قائم رکھیں تب تک ان کی شان یہ ہوگی کہ وہ خلیفۃ المسلمین ہوں گے اور ان کا دشمن ذلیل وخوار ہوگا مگر جب قریش ہی دین سے الگ بلکہ دین کے دشمن ہوجائیں تو نہ وہ اس خلافت کے مستحق رہیں گے نہ ان کا مخالف ذلت وخواری کا حق دار بلکہ پھر حکومت دوسروں کو ملے گی۔ اس حدیث نے پچھلی حدیث کو واضح کردیا۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَایَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِیْزًا اِلَی اثْنَیْ عَشَرَ خَلِیْفَۃً کُلُّھُمْ مِّنْ قُرَیْشٍ وَّفِیْ رِوَایَۃٍ لَایَزَالُ اَمْرُالنَّاسِ مَاضِیًّامَّا وَّلِیَھُمْ ثَنَا عَشَرَ رَجُلًا کُلُّھُمْ مِّنْ قُرَیْشٍ وَّفِیْ رِوَایَۃٍ لَّایَزَالُ الدِّیْنُ قَآئِمًا حَتّٰی تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اَوْیَکُوْنَ عَلَیْھِمْ

(۵۷۲۴) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اسلام بارہ خلیفوں تک غالب رہے گا ا جو سارے کے سارے قریش کے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کا دین جاری رہے گا۔ جب تک ان میں بارہ شخص والی ہوں جو سب قریش سے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ دین قائم رہے گا حتیٰ کہ قیامت قائم ہوجائے یا ان

اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً کُلُّهُمْ مِنْ قُرَیْشٍ .(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) پر بارہ خلیفہ ہوں جو سارے قریش سے ہوں۲(مسلم بخاری)

(۵۷۲۴)۱یہاں خلافت سے مراد خلافت نبوت نہیں یعنی خلافت راشدہ کیونکہ اس کی مدت صرف تیس سال ہے۔ جو امام حسن پر ختم ہوگئی۔ بلکہ خلافت امارت مراد ہے خلیفہ بمعنی امیر ہے اہل سنت کے نزدیک اس فرمان عالی کے چند معنی کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ واقعہ امام مہدی کے بعد سے قیامت تک ہوگا ڈیڑھ سو سال میں یہ بارہ خلفاء ہوں گے پہلے پانچ خلیفہ سبط اکبر یعنی امام حسن کی اولاد ہو۔ پھر پانچ خلیفہ سبط اصغری یعنی امام حسین کی اولاد میں پھر ایک خلیفہ امام حسین کی اولاد میں جیسا کہ بعض احادیث میں ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے لیکر قیامت تک یہ خلفاء مختلف وقتوں میں ہوں گے۔ تیسرے یہ کہ حضور انور کے بعد سے مسلسل بارہ امیروں کے زمانہ تک دین غالب رہے گا کفار کا غلبہ نہ ہوسکے گا۔ اگرچہ ان میں سے بعض فاسق، ظالم ہوں جیسے یزید ابن معاویہ وغیرہ۔ چوتھے یہ کہ آخری زمانہ میں بیک وقت بارہ بادشاہ مختلف ممالک میں ایسے ہوں گے جن کے سبب اسلام غالب ہوگا واللہ اعلم (اشعۃ اللمعات) اس حدیث سے شیعہ اپنے بارہ امام ثابت کرتے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔ علی، حسن، حسین امام زین العابدین، محمد باقر، جعفر صادق، موسیٰ کاظم، علی رضا، محمد تقی، علی تقی، حسن عسکری، آخر میں امام مہدی کہ یہ حضرات خلفاء برحق ہیں یعنی مستحق خلافت اگرچہ ان میں سے اکثر بظاہر خلیفہ نہ ہوئے۔ (مرقات) مگر یہ قول صراحۃً باطل ہے کہ شیعہ کے نزدیک ان کا زمانہ تا قیامت ہی آئیں گے۔ اہل سنت کی مذکورہ چار شرحوں میں تیسری شرح قوی معلوم ہوتی ہے۔ ان میں بارہ بادشاہوں میں آخری بادشاہ ولید ابن یزید ابن عبدالملک ابن مروان ہے۔ اس بادشاہ کے قتل ہونے پر مسلمانوں میں بڑا اختلاف پیدا ہوگیا۔ دیکھو اشعۃ اللمعات یہی مقام خلافت راشدہ اور غیر راشدہ اور امارت وسلطنت کا فرق ملحوظ رہے۔۲ان دونوں روایتوں کے الفاظ مختلف ہیں مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَیَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ . (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۷۲۵) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غفار کی اللہ مغفرت کرے سالم کو اللہ سلامت رکھے۱اور عصیہ نے اللہ رسول کی نافرمانی کی۲(مسلم بخاری)

(۵۷۲۵)۱قبیلہ غفار اور اسلمہ بغیر جنگ وجدال اسلام لائے ان میں بڑے بڑے نامور صحابہ ہوئے۔ جیسے حضرت ابوذر غفاری ان وجوہ سے ان کی تعریف فرمائی قبیلہ غفار پہلے حاجیوں کی چوری میں بدنام تھا۔ حضور نے ان کی مغفرت کی دعا فرمائی کہ خدایا زمانہ جاہلیت میں جو انہوں نے گناہ کئے ہیں وہ معاف فرمادے قبیلہ اسلمہ والوں کو اسلمی کہتے ہیں۔۲عصیہ قبیلہ وہ ہے جنہوں نے دھوکہ سے ستر قاری صحابہ کو بیر معونہ لے جاکر شہید کردیا۔ جن پر حضور انور نے ایک ماہ تک قنوت نازلہ پڑھی۔ یہ واقعہ مشہور ہے ان کے متعلق ارشاد ہو رہا ہے کہ اس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی لہذا یہ ہماری دعاؤں کا مستحق نہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُرَیْشٌ وَّالْاَنْصَارُ وَجُهَیْنَةُ وَمُزَیْنَةُ وَاَسْلَمُ وَغِفَارُ وَّاَشْجَعُ مَوَالِیَّ لَیْسَ لَهُمْ مَوْلٰی دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ .(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۷۲۶) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریش اور انصار اور جہنیہ اور مزینہ اور اسلم اور غفار اور اشجع آپس میں دوست ہیں۱ان کا اللہ رسول کے سوا کوئی دوست نہیں۲(مسلم بخاری)

(۵۷۲۶)۱موالی اگری کے شد سے ہو تو معنی ہیں کہ یہ ساتوں قبیلے میرے دوست، میرے پیارے ہیں، اور اگری کے سکون سے ہو

تو معنی یہ ہیں کہ یہ ایک دوسرے کے اسلامی دوست ہیں۔ان کے دلوں میں غبار نہیں۔۲؎ یعنی ان ساتوں قبیلوں کو صرف اللہ رسول سے محبت ہے ان کی وجہ سے مسلمانوں سے الفت ہے یہ کفر اور کفار سے بالکل محبت نہیں رکھتے ان سے کٹے ہوئے اور ان سے بے تعلق ہیں۔معلوم ہوا کہ کفار سے کٹا ہوا رہنا ایک محمود وصف ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَّ مُزَیْنَةُ وَجُهَیْنَةُ خَیْرٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ وَّمِنْ بَنِیْ عَامِرٍ وَّالْحَلِیْفَیْنِ بَنِیْ اَسَدٍ وَّغَطْفَانَ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۷۲۷) روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلم اور غفار اور مزینہ جہنیہ بہتر ہیں۔بنی تمیم اور بنی عامر اور دونوں حلیفوں بنی اسد اور بنی غطفان سے۱؎ (مسلم بخاری)

(۵۷۲۷)۱؎ یعنی یہ مذکورہ چار قبیلہ بنی تمیم و بنی عامر سے افضل ہیں۔کیونکہ یہ چاروں قبیلے بنی تمیم سے پہلے اسلام لائے اور ان میں ایمان کے آثار بہت قوی ہیں۔خیال رہے کہ تمیم اس قبیلہ کے مورث اعلیٰ کا نام ہے۔ایک بار حضور انور نے بنی تمیم سے فرمایا تھا کہ بشارت قبول کرو یہ بولے حضور آپ نے ہم کو بشارتیں تو دے دیں ہم کو کچھ مال دیجئے۔حضور انور کو اس جواب سے بہت صدمہ ہوا اور بنی اشعر قبیلہ سے فرمایا کہ اگر بنی تمیم نے بشارت قبول نہ کی تو تم قبول کرو اور انہوں نے بہت خوشی سے کہا کہ ہم قبول کرتے ہیں۔یا رسول اللہ قبیلہ بنی اسعد اور بنی غطفان زمانہ جاہلیت میں ایک دوسرے کے حلیف تھے کہ ہم میں سے جس پر کوئی آفت آئے تو دوسرا اس کی مدد کرے جیسا کہ عرب میں دستور تھا۔بہرحال وہ چار قبیلے ان قبیلوں سے افضل ہیں۔وجہ افضلیت حضور ہی جانتے ہیں۔ہمارا تو ان کی زبان ان کے فرمان پر ایمان ہے جس کو افضل کر دیا وہ افضل ہے جسے نیچا کہہ دیا وہ نیچا ہے۔شعر:-

قسم خدا کی نہ اٹھ سکا قیامت تک
کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَازِلْتُ اُحِبُّ بَنِیْ تَمِیْمٍ مُنْذُ ثَلٰثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْهِمْ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِیْ عَلَی الدَّجَّالِ قَالَ وَجَآءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَکَانَتْ سَبِیَّةٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ عَآئِشَةَ فَقَالَ اَعْتِقِیْهَا فَاِنَّهَا مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۷۲۸) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں تین وجہوں سے بنی تمیم سے محبت کرتا رہا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق فرماتے سنا میں نے حضور کو فرماتے سنا کہ یہ لوگ میری امت ہیں دجال پر سخت تر ہوں گے۱؎ فرمایا کہ ان کے صدقے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہماری قوم کے صدقے ہیں۲؎ اور جناب عائشہ کے پاس ان میں ایک کی لونڈی تھی تو فرمایا کہ اسے آزاد کردو کہ یہ حضرت اسماعیل کی اولاد سے ہے (مسلم بخاری)۳؎

(۵۷۲۸)۱؎ یعنی دجال کے خروج کے وقت بنی تمیم بہت زیادہ ہوں گے دجال کا مقابلہ سب سے زیادہ یہی کریں گے۔یہ مقابلہ ان کے قوت ایمان کی دلیل ہے۔معلوم ہوا کہ بعض افراد کی عظمت کی وجہ سے ساری قوم کو عظمت مل جاتی ہے۔خواہ وہ افراد اب ہوں یا پہلے ہو چکے ہوں یا آئندہ ہونے والے ہوں یہاں تیسری قسم کی عظمت ہے کہ دجال سے مقابلہ کرنے والے تمیمی قریب قیامت ہوں گے مگر اس قوم کا احترام محبت آج ہی سے ہے۔۲؎ یعنی حضور انور نے بنی تمیم کو اپنی قوم فرمایا۔اس نسبت سے ان کی عظمت کو چار چاند لگ گئے۔شعر۔-

بد ہیں تو تمہارے ہیں بھلے ہیں تو تمہارے نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے

ہم لاکھوں بار کہیں کہ حضور ہمارے رسول ہیں۔اگر وہ ایک بار فرمادیں کہ تو ہمارا امتی ہے تو تقدیر کھل جائے شعر:-

رضا قسمت ہی کھل جائے جو طیبہ سے خطاب آئے کہ تو ادنی سگ درگاہ دربار معالی ہے

خیال رہے کہ ہم مذہب، ہم مشرب، ہم وطن، ہم پیشہ، ہم نسب، ہم زبان، ہم استاد، ہم پیران سب کو قوم کہا جاتا ہے۔یہاں ہم وطن یا ہم زبان کے معنی سے قوم فرمایا گیا ورنہ بنی تمیم قرشی ہاشمی نہیں ہیں۔۳؎ یعنی بنی تمیم عرب میں اولاد اسمٰعیل سے ہیں اس خاندان اور عرب اس نسل کا غلام آزاد کرنا افضل ہے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی اولاد پر احسان کرنا دوسروں پر احسان کرنے سے افضل ہے۔اولاد سے سلوک آباؤ اجداد کی خوشنودی کا باعث ہے۔بعض مسلمان گیارہویں شریف کا کھانا حضور غوث پاک کی اولاد یعنی حسنی سیدوں کو کھلاتے ہیں یعنی انہیں ترجیح دیتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہوسکتی ہے۔اصل سے نسل کو شرف ملتا ہے مگر کبھی نسل سے اصل کو۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ دوسری فصل

وَعَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ یُّرِدْ هَوَانَ قُرَیْشٍ اَهَانَهُ اللّٰهُ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۷۲۹) روایت ہے حضرت سعد سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ جو قریش کو ذلیل کرنا چاہے گا خدا اسے ذلیل کرے گا۱؎ (ترمذی)

(۵۷۲۹)۱؎ جو شخص قریشی خاندان کو ذلیل کرے وہ دنیا و آخرت میں یا فقط آخرت میں ذلیل و رسوا کیا جائے گا اور جو قریشی کو اس لیے ذلیل جانے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ہے تو وہ کافر ہے۔اگر کسی قرشی سے ذاتی جھگڑا ہو جائے تو وہ دوسری بات ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَذَقْتَ اَوَّلَ قُرَیْشٍ نَکَالًا فَاَذِقْ اٰخِرَهُمْ نَوَالًا ۔(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۷۳۰) روایت ہے حضرت ابن عباس سے،فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی تو نے اگلے قریش کو تکلیف چکھائی ہے تو ان کے پچھلوں کو بخشش چکھا۱؎ (ترمذی)

(۵۷۳۰)۱؎ یعنی قریش پر اسلام لانے سے پہلے بدر،احزاب میں شکستیں اور اس سے پہلے خشک سالی قحط کی آفات آچکی ہیں۔اب جب یہ لوگ مسلمان ہو چکے تو انہیں نعمتیں فتوحات ارزانی وغیرہ عطا فرما یہ ہے کرم نواز کہ دشمنی کے زمانہ کی تکالیف کا بھی انعام دلوار ہے ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ عَامِرٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الْحَیُّ الْاَسَدُ وَالْاَشْعَرُوْنَ لَا یَفِرُّوْنَ فِی الْقِتَالِ وَلَا یَغُلُّوْنَ هُمْ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُمْ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ)

(۵۷۳۱) روایت ہے حضرت ابو عامر اشعری سے۱؎ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسد اور اشعری لوگ بہترین قبیلے ہیں۲؎ وہ لوگ جنگ میں بھاگتے نہیں خیانت کرتے نہیں وہ مجھ سے ہیں میں ان سے ہوں۳؎ (ترمذی)

(۵۷۳۱)۱؎ آپ حضرت ابوموسیٰ اشعری کے چچا ہیں۔عظیم الشان صحابی ہیں۔غزوہ حنین میں شہید ہوئے۔حضور انور نے آپ کی

وفات پر دعا کی کہ الٰہی اسے بہت سوں کی سرداری عطا فرما (اشعۃ اللمعات) ۲؎ یہ دونوں قبیلے یمن کے ہیں ان میں بڑے بڑے صحابہ ہوئے ۳؎ یعنی ان قبیلوں میں تین وصف ہیں بہادری کہ جنگ میں دشمن کے مقابلہ سے بھاگتے نہیں۔امانت داری کہ کبھی خیانت نہیں کرتے۔مجھ سے قرب روحانی کہ وہ مجھ سے قریب ہیں میں ان سے قریب۔یہ تیسری بات سب سے اعلیٰ ہے۔قرب سے مراد روحانی اور دلی قرب ہے۔اس فرمان میں اشارہ اس جانب ہے کہ یہ لوگ متقی ہیں۔کیونکہ اِنْ اَوْلِيَآئِيْ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَزْدُ اَزْدُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ يُرِيْدُ النَّاسُ اَنْ يَّضَعُوْهُمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يَّرْفَعَهُمْ وَلَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُوْلُ الرَّجُلُ يَالَيْتَ اَبِيْ كَانَ اَزْدِيًّا وَيَا لَيْتَ اُمِّيْ كَانَتْ اَزْدِيَّةً ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۷۳۲) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ازد اللہ کا لشکر ہے زمین میں ۱؎ لوگ انہیں پست کرنا چاہیں گے اور اللہ نہ چاہے گا مگر انہیں بلند کرنا ۲؎ اور لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کوئی کہے گا ہائے ہائے کاش کہ میرا باپ ازدی ہوتا اور ہائے کاش کہ میری ماں ازدیہ قبیلہ کی ہوتی ۳؎
(ترمذی) اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۷۳۲) ۱؎ ازد شنوءہ ایک مشہور قبیلہ ہے جو ازد ابن یغوث کی اولاد سے ہے۔سارے انصاری اس کی اولاد سے ہیں یہ ازد ابن یغوث یمن میں رہتا تھا۔وہ ازد ابن یغوث ابن لیث ابن مالک ابن کہلان ابن سبا ہے۔ان لوگوں کو ازد اللہ اس لیے کہا گیا کہ وہ پہلے ہی سے بڑے بہادر جنگ میں ثابت قدم رہنے والے تھے پھر اس قبیلہ یعنی انصار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت شاندار خدمات انجام دیں اسلام پھیلانے میں ان کا بڑا ہاتھ ہے (مرقات) ۲؎ یعنی کفار انہیں ذلیل کرنا چاہیں گے مگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ انہیں غالب اور عزت والا رکھے گا۔اس میں غیبی خبر ہے۔ایسا ہی ہوا اب تک انصار کا بڑا احترام ہے اور رہے گا۔۳؎ یعنی قبیلہ ازد کی ایسی عزت ہوگی کہ لوگ اس پر رشک کریں گے۔حتیٰ کہ بڑی عزت والے انسان بھی کہا کریں گے کہ کاش ہم بھی ازدی ہوتے حتیٰ کہ کہا جائے گا کہ ہماری ماں ہی ازدی ہوتی تو ہم کو اس نسبت سے شرف حاصل ہوتا معلوم ہوا کہ قبیلہ ازد کی بڑی عزت ہوگی۔

وَعَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ اَحْيَآءٍ ثَقِيْفٍ وَّبَنِيْ حَنِيْفَةَ وَبَنِيْ اُمَيَّةَ ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۷۳۳) روایت ہے حضرت عمران ابن حصین سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ آپ تین قبیلوں کو ناپسند کرتے تھے، تصیف اور بنی حنیفہ اور بنی امیہ ۲؎
(ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۷۳۳) ۱؎ آپ مشہور صحابی ہیں۔حضرت ابوہریرہ کے ساتھ خیبر کے سال اسلام لائے تیس سال بستر علالت پر رہے۔چلنے پھرنے سے معذور تھے آپ کو فرشتے سلام کرتے تھے۔ایک دوست آپ کی حالت زار دیکھ کر رونے لگے۔آپ نے فرمایا اگر تم کو میری اندرونی حالت کی خبر ہوتی تو تم مجھ پر خوشی حاصل کرتے مجھے فرشتے برملا سلام کرتے ہیں۔انہیں جواب دیتا ہوں۔اس لذت میں مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔میری زندگی میں یہ بات کسی سے نہ کہنا (اشعہ) آپ نے (۵۲ھ) باون میں بصرہ میں وفات پائی (مرقات) ۲؎ تصیف بنی ہوازن کا ایک خاندان ہے اس خاندان کے مورث کا لقب تصیف تھا۔اس کا نام قسی ابن میہ ابن ابکر ابن حنفیہ ہوازن ہے (مرقات) اور بنی حنیفہ بھی ایک قبیلہ ہے جو اثال ابن الحلیم کی اولاد ہے۔اثال کا لقب حنیفہ تھا۔اسی قبیلہ کی عورت خولہ بنت جعفر حنفیہ ہے۔

جو حضرت علی کی بیوی ہے اس کے بطن سے محمد ابن حنفیہ پیدا ہوئے۔اس سے جو نسل چلی انہیں علوی کہا جاسکتا ہے۔یعنی حضرت علی کی اولاد (از مرقات) اور بنی امیہ مشہور قبیلہ ہے۔اس قبیلہ سے حضرت عثمان ابن عفان ہیں۔امیہ ہاشم کا بھائی تھا ہاشم کی اولاد ہاشمی کہلاتے ہیں ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور امیہ کی اولاد اموی یا بنی امیہ کے نام سے موسوم ہے۔ان تینوں قبیلوں کو ناپسند فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں بعض لوگ بڑے موذی وخطرناک ہوئے ہیں۔بنی ثقیف میں ظالم حجاج ابن یوسف اور بنی حنیفہ میں مسیلمہ کذاب جس نے دعویٰ نبوت کیا بنی امیہ میں یزید، عبیداللہ ابن زید جیسے ظالم ہوئے۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ بنی امیہ کا ہر فرد حضور کو ناپسند تھا ورنہ حضرت عثمان بنی امیہ میں وہ ہستی ہیں جو حضور کی دو بیٹیوں کے خاوند ہوئے اس لیے آپ کو ذوالنورین یعنی دو نور والا کہا جاتا ہے۔اس دنیا میں کوئی شخص کسی نبی کی دو صاحبزادیوں کا خاوند نہیں ہوا، سوآپ کے ایسے ہی عمر ابن عبدالعزیز بنی امیہ سے ہیں۔رضی اللہ عنہم۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَقِيْفٍ كَذَّابٌ وَّمُبِيْرٌ قَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ عِصْمَةَ يُقَالُ الْكَذَّابُ هُوَالْمُخْتَارُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ وَّالْمُبِيْرُ هُوَ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوْسُفَ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ اَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ الْفٍ وَّعِشْرِيْنَ اَلْفًا .

(۵۷۳۴) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک ہلاک کرنے والا عبداللہ ابن عمر نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ جھوٹا تو مختار ابن ابی عبید ہے[۱] اور ہلاک کرنے والا حجاج ابن یوسف ہے[۲] ہشام ابن حسان نے کہا کہ انہیں گنو جنہیں حجاج نے باندھ کر قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے[۳]

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَرَوَى مُسْلِمٌ فِي الصَّحِيْحِ حِيْنَ قَتَلَ الْحَجَّاجُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ اَسْمَاءُ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا اَنَّ فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابًا وَّمُبِيْرًا فَاَمَّا الْكَذَّابُ فَرَاَيْنَاهُ وَاَمَّا الْمُبِيْرُ فَلَا اِخَالُكَ اِلَّا اِيَّاهُ وَسَيَجِيْءُ تَمَامُ الْحَدِيْثِ فِي الْفَصْلِ الثَّالِثِ .

(ترمذی) مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی کہ جب حجاج نے عبداللہ ابن زبیر کو قتل کیا تو بی بی اسماء نے کہا[۴] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہے اور ایک ہلاک کرنے والا جھوٹے کو تو ہم نے دیکھ لیا[۵] لیکن مہلک نہیں خیال کرتی میں تجھ کو مگر وہی[۶] اور پوری حدیث تیسری فصل میں آئے گی۔

(۵۷۳۴)[۱] خیال رہے کہ بنی ثقیف میں مختار ابن عبید ابن مسعود ثقفی ہوا ہے۔جو واقعہ کربلا کے بعد شہداء کربلا کا بدلہ لینے کے بہانہ اٹھا لشکر عظیم اس کے ساتھ ہوگیا۔اس نے عبداللہ ابن زیاد کو قتل کیا پھر دعویٰ نبوت کیا اور عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں مارا گیا اسی مختار کی قبر کوفہ میں ہے شیعہ لوگ اس قبر کا بڑا احترام کرتے ہیں مگر یہ مرا ہے مرتد ہو کر۔مختار کا باپ صحابی تھا۔مختار ہجرت کے سال پیدا ہوا ۶۷ بہتر میں اسے مصعب ابن عمیر نے قتل کیا سولہ مہینے حکومت کی (مرقات)[۲] حجاج ابن یوسف بادشاہ عبدالملک ابن مروان کی طرف سے عراق اور خراسان کا حاکم تھا یہ واسط میں ہلاک ہوا شوال ۷۵ پچھتر میں مرا عمر چون سال ہوئی[۳] یعنی جن مسلمانوں کو حجاج نے قتل کیا ان کی تعداد تو ایک لاکھ بیس ہزار ہے اور جو مسلمان معرکہ جنگ میں شہید ہوئے ان کی تعداد پچاس ہزار ہے (اشعہ) دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا ظالم ہوا ہو خدا کی پناہ[۴] حضرت عبداللہ ابن زبیر کے قتل کا واقعہ ابھی تیسری فصل میں آرہا ہے۔حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق حضرت زبیر کی بیوی اور عبداللہ ابن زبیر کی والدہ، عائشہ صدیقہ ام المومنین کی بہن ہیں رضی اللہ عنہا[۵] یعنی مسیلمہ کذاب جس نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا بہت لوگوں کو گمراہ کیا آخر وحشی کے ہاتھوں خلافت صدیقی میں مارا گیا تواریخ اس واقعہ سے بھری ہوئی ہیں[۶] یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس ظالم کا نام نہیں بتایا مگر تیرے کام بتارہے ہیں کہ تو وہی ہے کہ تو نے امت رسول کو بہت ہی قتل کیا۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ اَحْرَقَتْنَا نِبَالُ ثَقِيْفٍ فَادْعُ اللهَ عَلَيْهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيْفًا . (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۷۳۵) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو ثقیف کے تیروں نے جلا ڈالا۱؎ حضور ان پر بددعا کریں فرمایا الٰہی ثقیف کو ہدایت دے۲؎ (ترمذی)

(۵۷۳۵) ۱؎ یہ عرض و معروض غزوہ طائف میں ہوئی جبکہ مسلمانوں کو بنی ثقیف سے بہت تکلیف پہنچی (مرقات) صحابہ نے عرض کیا تھا کہ ان کی ہلاکت کی دعا فرمادیں ۲؎ چنانچہ حضور کی دعا سے سارے ثقفی لوگ ایمان لائے یہ ہے شان رحمۃ اللعالمین۔

وَعَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مِيْنَآءَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَهُ رَجُلٌ اَحْسِبُهُ مِنْ قَيْسٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ الْعَنْ حِمْيَرًا فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَآءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَآءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللهُ حِمْيَرًا اَفْوَاهُهُمْ سَلَامٌ وَّاَيْدِيْهِمْ طَعَامٌ وَّهُمْ اَهْلُ اَمْنٍ وَّ اِيْمَانٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَانَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِالرَّزَّاقِ وَيُرْوٰى عَنْ مِيْنَآءَ هٰذَا اَحَادِيْثُ مَنَاكِيْرُ .

(۵۷۳۶) روایت ہے عبدالرزاق سے وہ اپنے والد سے راوی۱؎ وہ مینا سے وہ حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا میرا خیال ہے کہ وہ قبیلہ بنی قیس سے تھا۲؎ بولا یا رسول اللہ حمیر پر لعنت کیجئے۳؎ حضور نے اس سے منہ پھیر لیا وہ آپ کے پاس دوسری طرف سے آیا آپ نے اس سے منہ پھیر لیا پھر وہ اور طرف سے آیا حضور نے اس سے منہ پھیر لیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ حمیر پر رحم کرے۴؎ ان کے منہ میں سلام ہے ان کے ہاتھوں میں کھانا ہے وہ امن اور ایمان والے ہیں۵؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اسے ہم نہیں جانتے مگر عبدالرزاق کی حدیث سے اور ان مینا سے منکر حدیثیں روایت کی جاتی ہیں۔

(۵۷۳۶) ۱؎ آپ عبدالرزاق ابن ہمام ابن نافع ہیں۔ تبع تابعین میں سے ہیں اور یہ تابعی ہیں۔ ضعیف ہیں، عبدالرحمٰن ابن عوف کے غلام ہیں (اشعہ) ۲؎ یعنی وہ آنے والا شخص قبیلہ بنی قیس سے تھا۔ قیس غیلان ایک شخص تھا جس کا نام الیاس ابن مضر تھا لقب قیس اس کی اولاد کو بنی قیس کہا جاتا ہے (مرقات) ۳؎ شاید ان دونوں قبیلوں یعنی قیس اور حمیر کی آپس میں مخالفت ہوگی۔ اس لیے اس نے بددعا کے لیے کہا، اس وقت تک حمیر قبیلہ ایمان نہ لایا ہوگا ۴؎ حمیر بروزن درہم یمن کے مغربی شہر کا نام بھی ہے اور حمیر ابن سبا ابن یشجب ایک آدمی کا نام بھی ہے اس کی اولاد کو حمیر کہا جاتا ہے۔ اب یہ بہت بڑا قبیلہ ہے ۵؎ یعنی ان میں چار صفات ہیں۔ نرم زبان، سخی ہاتھ، دل میں امن کہ کسی کو ستاتے نہیں کامل ایمان یا تو فی الحال ایمان والے ہیں یا آئندہ ایمان والے ہونے والے ہیں میں ان پر بددعا کیسے کروں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ دَوْسٍ قَالَ مَا كُنْتُ اُرٰى اَنَّ فِيْ دَوْسٍ اَحَدًا فِيْهِ خَيْرٌ .

(۵۷۳۷) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کس قبیلہ سے ہو۱؎ میں نے کہا کہ دوس سے ہوں فرمایا میں نہیں سمجھتا تھا کہ دوس میں کوئی ایسی چیز ہے جس

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

میں بھلائی ہو۲؎ (ترمذی)

(۵۷۳۷) ۱؎ یعنی جب حضرات ابو ہریرہ ایمان لائے تو حضور انور نے ان سے ان کے قبیلہ کا نام پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں قبیلہ دوس سے ہوں خیال رہے کہ دوس ابن عدنان ابن عبداللہ اس قبیلہ کا مورث اعلیٰ ہے اس کی طرف یہ قبیلہ منسوب ہے (مرقات) ۲؎ یعنی ہمارا خیال تھا کہ قبیلہ دوس میں سارے لوگ ہی برے ہیں مگر ماشاء اللہ تم دوسی ہو اور اچھے ہو اس میں دوس قبیلہ کی برائی ہے اور حضرت ابو ہریرہ کی بہت تعریف۔

وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبْغِضْنِيْ فَتُفَارِقَ دِيْنَكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اُبْغِضُكَ وَبِكَ هَدَانَا اللّٰهُ قَالَ تُبْغِضُ الْعَرَبَ فَتُبْغِضُنِيْ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ .

(۵۷۳۸) روایت ہے حضرت سلمان فارسی سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے بغض نہ رکھنا ورنہ اپنا دین چھوڑ بیٹھو گے ۱؎ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں آپ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں آپ کے ذریعہ تو اللہ نے ہم کو ہدایت دی ۲؎ فرمایا کہ تم عرب سے بغض رکھو تو مجھ سے ہی بغض رکھو گے ۳؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۵۷۳۸) ۱؎ حضرت سلمان فارسی یعنی ایران کے رہنے والے تھے۔ عرب میں رہنے لگے بعض طبیعتوں میں صوبائی یا ملکی تعصب ہوتا ہے کہ ہمارا ملک ہمارا صوبہ اچھا دوسرا صوبہ وہاں کے لوگ برے اس کی پیش بندی فرماتے ہوئے یہ ارشاد ہوا کہ یہاں فارسیت اور عربیت کا فرق نہ کرنا یہ کلام شریف اگلے کلام کی تمہید ہے۔ ان بعضوں سے اللہ بچائے۔ مگر کس نفیس طریقہ سے تعلیم فرمائی سبحان اللہ اپنے ذکر سے ابتداء فرمائی تا کہ ان کے قلب پر گہرا اثر ہو ۲؎ یعنی جب انسان اپنے ماں باپ سے عداوت نہیں کرتا جن سے جان ملتی ہے تو حضور سے تو ہم کو ایمان، قرآن عرفان، بلکہ رحمان ملا تو کیسے ہوسکتا ہے کہ میں حضور سے بغض رکھوں ۳؎ یعنی عرب سے اس لیے نفرت کرنا کہ وہ عرب ہیں حضور سے بغض ہے کیونکہ حضور سرکار عربی ہیں قرآن عربی میں ہے لہٰذا مدینہ منورہ کے منافقین اور عرب کے یہودیوں، نجد کے وہابیوں سے نفرت کرنا ان سے بغض رکھنا بالکل درست ہے۔ کہ اس میں کفر سے نفرت ہے نہ کہ ان کے عربی ہونے سے حضور کی ہر منسوب چیز سے الفت رکھنا علامت ایمان ہے اس نسبت سے نفرت کرنا علامت کفر ہے۔ دیکھو صفا مروہ پہاڑوں کو حضرت ہاجرہ سے نسبت ہے تو انہیں شعائر اللہ فرمایا۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (۲:۱۵۸) بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں (کنز الایمان) اور شعائر اللہ کی تعظیم دلی تقویٰ ہے۔ ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (۲۲:۳۲) بات یہ ہے اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ (کنز الایمان)

وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِيْ شَفَاعَتِيْ وَلَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِيْ . (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حُصَيْنِ بْنِ عَمْرٍو وَلَيْسَ هُوَ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

(۵۷۳۹) روایت ہے حضرت عثمان ابن عفان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو عرب سے خیانت کرے ۱؎ وہ میری شفاعت میں داخل نہ ہوگا اور اسے میری محبت نصیب نہ ہوگی ۲؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اسے ہم نہیں پہچانتے مگر حصین ابن عمرو کی حدیث سے اور وہ محدثین کے

بِذَاكَ الْقَوِيِّ ۔ نزدیک ایسے قوی نہیں ۳؎

(۵۷۳۹)۱؎ غش کے لفظی معنی ہیں ملاوٹ کرنا یہاں مراد ہے ان کی طرف سے دل میں کھوٹ رکھنا عداوت رکھنا ان سے خیانت کرنا (اشعہ، مرقات، لمعات)۲؎ حضور کی شفاعت کی بہت قسمیں ہیں میدان محشر سے نجات دلانے کی شفاعت گناہ معاف کرانے کی شفاعت درجے بلند کرانے کی شفاعت۔ پہلی شفاعت سے کفار بھی فائدہ اٹھائیں گے اور دوسری شفاعت ہم جیسے گنہگاروں کے لیے ہے، آخری شفاعت ولیوں حتی کہ نبیوں کے لیے بھی ہے۔ دوسری شفاعت کے لحاظ سے حضور کو شفیع المذنبین کہا جاتا ہے۔ یہاں آخری شفاعت کی نفی ہے۔ کیونکہ دوسری شفاعت تو گناہ کبیرہ والوں کی بھی ہوگی فرماتے ہیں **شفاعتی لاهل الکبائر من امتی** اور اگر کسی نے عرب سے عربی ہونے کی وجہ سے بغض رکھا تو وہ کافر ہے اس کے لیے یہ شفاعت بھی نہیں۔۳؎ یعنی یہ حدیث قوی نہیں مگر چونکہ فضائل اعمال میں ہے۔ لہذا قبول ہے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث اتنی اسناد سے مروی ہے کہ معنی متواتر ہے۔ چنانچہ حاکم نے انس سے مرفوعاً روایت فرمایا کہ عرب کی محبت ایمان سے ہے۔ اور ان سے نفرت منافقت ہے طبرانی میں ہے کہ قریش سے محبت ایمان ہے ان سے عداوت کفر ہے جس نے عرب سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ جس نے عرب سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی۔ حاکم نے حضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کی کہ فقیروں سے محبت نے عرب سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی۔ حاکم نے حضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کی کہ فقیروں سے محبت رکھو ان کے پاس بیٹھو عرب سے دلی محبت کرو وغیرہ (مرقات) بہرحال یہ حدیث مختلف طریقوں سے مختلف اسناد سے مروی ہے۔

وَعَنْ اُمِّ الْحَرِيْرِ مَوْلَاةِ طَلْحَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مَوْلَايَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ هَلَاكُ الْعَرَبِ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۷۴۰) روایت ہے ام جریر سے جو طلحہ ابن مالک کی لونڈی ہیں فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے مولا کو کہتے سنا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کا نزدیک ہونا عرب کی ہلاکت ہے ۱؎ (ترمذی)

(۵۷۴۰)۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ تمام ملکوں سے آخر میں ملک عرب فنا ہوگا۔ اس کے بعد قیامت ہی ہے۔ یہ جگہ دنیا کا تعویذ ہے کیوں نہ ہو کہ یہ جگہ حضور کی ہے اور حرمین شریفین ہے جو دنیا کا مرکز ہیں۔ مرکز سے دائرہ کی بقا ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُلْكُ فِيْ قُرَيْشٍ وَّالْقَضَاءُ فِي الْاَنْصَارِ وَالْاَذَنُ فِي الْحَبَشَةِ وَالْاَمَانَةُ فِي الْاَزْدِ يَعْنِي الْيَمَنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ مَوْقُوْفًا ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا اَصَحُّ)

(۵۷۴۱) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سلطنت قریش میں ہے اور قضاء انصار میں ۱؎ اور اذان حبشہ میں ۲؎ اور امانتداری ازد یعنی یمن میں ہے ۳؎ اور ایک روایت میں یہ حدیث موقوف ہے (ترمذی) اور فرمایا یہ بہت صحیح ہے۔

(۵۷۴۱)۱؎ یعنی مناسب یہ ہے کہ سلطان اسلام قرشی ہو نقیب یا وزیر انصاری ہوں چنانچہ حضور انور نے ہجرت سے پہلے ستر انصاریوں کو مدینہ منورہ کی نقابت اور سرداری کے لیے منتخب فرمایا بعض شارحین نے کہا کہ قضا سے مراد شخصی قاضی ہوتا ہے۔ انصار اسلام کا ستون ہیں انہیں کے شہر میں انہیں کے ذریعہ سے اسلام پھیلا۔ حضرت معاذ کو حضور انور نے یمن کا قاضی مقرر فرمایا۔۲؎ کیوں نہ ہو کہ

مؤذنوں کے سردار حضرت بلال حبشی ہیں۔جن کی اذان کی آواز عرش معلیٰ تک پہنچتی تھی۔ایک دن حضرت بلال کو اذان سے روک دیا گیا۔دوسرے شخص نے اذان دی۔تو وحی الٰہی آئی۔شعر:۔

گفت ہاتف بردر خیر الورا چہ سبب بے بانگ شد بیت خدا

آج بغیر اذان نماز کیوں پڑھ لی حضور انور نے فرمایا کہ مولیٰ آج تو بڑی خوش الحانی سے اذان ہوئی ہے تو فرمایا۔شعر:۔

گفت ہاتف بازار بانگ بلال خوش شدے برعرش رب ذوالجلال

۳؎ ازد ملک یمن کا ایک قبیلہ ہے ازد فرمانے سے شبہ ہوسکتا تھا کہ شاید یمن کے دوسرے قبیلوں میں امانت داری نہ ہو تو فرمایا کہ ازد سے ہماری مراد سارا یمن ہے سارے یمنی امین ہوتے ہیں کیوں نہ ہوں کہ حضرت اویس قرنی کے ہم وطن ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مُطِیْعٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ لَایُقْتَلُ قُرَشِیٌّ صَبْرًا بَعْدَ ھٰذَا الْیَوْمِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ .(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

(۵۷۴۲) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مطیع سے وہ اپنے والد سے راوی۱؎ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ میں فرماتے سنا کہ اس دن کے بعد قیامت تک کوئی قرشی باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا۲؎ (مسلم)

(۵۷۴۲) ۱؎ مطیع کا نام عاصی ہے حضور انور نے ان کا نام مطیع رکھا۔عبداللہ ابن مطیع قرشی سرداروں میں سے ہیں۔جب اہل مدینہ نے یزید سے بغاوت کی تو انہیں کو اپنا امیر بنایا تھا۔آپ حضرت عبداللہ ابن زبیر کے ساتھ قتل کئے گئے ۷۳ھ میں عبداللہ ابن زبیر نے آپ کو کوفہ کا حاکم بنایا مختار نے انہیں قتل کیا(مرقات) ۲؎ یعنی آئندہ کوئی قرشی مرتد نہ ہوگا تاکہ اپنے ارتداد کی وجہ سے باندھ کر قتل کیا جائے یا یہ خبر بمعنی ممانعت ہے کہ کسی قرشی کو بلاوجہ باندھ کر قتل نہ کیا جائے یا کسی معرکہ میں کوئی قرشی باندھ کر قتل نہ کیا جائے گا۔لہذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ حضور انور کے بعد ظالم حجاج نے بہت سے قرشی باندھ کر قتل کئے یوں ہی اگر قرشی کسی کو قتل کردے تو اسے قصاص میں باندھ کر قتل کرنا جائز ہے(لمعات،مرقات)

وَعَنْ اَبِیْ نَوْفَلٍ مُعَاوِیَۃَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ رَأَیْتُ عَبْدَاللّٰہِ ابْنُ الزُّبَیْرِ عَلٰی عَقَبَۃِ الْمَدِیْنَۃِ قَالَ فَجَعَلَتْ قُرَیْشٌ تَمُرُّ عَلَیْہِ وَالنَّاسُ حَتّٰی مَرَّ عَلَیْہِ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عُمَرَ فَوَقَفَ عَلَیْہِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَبَاخُبَیْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَبَا خُبَیْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَبَا خُبَیْبٍ اَمَاوَاللّٰہِ لَقَدْ کُنْتُ اَنْھَاکَ عَنْ ھٰذَا اَمَا وَاللّٰہِ لَقَدْ کُنْتُ عَنْ ھٰذَا اَمَاوَاللّٰہِ لَقَدْ کُنْتُ اَنْھَاکَ

(۵۷۴۳) روایت ہے ابونوفل معاویہ ابن مسلم سے فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن زبیر کو مدینہ کی گھاٹی پر دیکھا۱؎ فرماتے ہیں کہ قریش اور لوگ ان پر گزرنے لگے حتیٰ کہ ان پر عبداللہ ابن عمر گزرے۲؎ تو ان پر رک گئے پھر بولے اے ابوخبیب تم پر سلام اے ابوخبیب تم پر سلام اے ابوخبیب۳؎ خدا کی قسم میں تم کو اس سے منع کیا کرتا تھا خدا کی قسم میں تم کو اس سے منع کیا کرتا تھا خدا کی قسم تم کو اس سے منع کیا کرتا تھا۴؎ خدا کی قسم جہاں تک میں جانتا ہوں تم بہت

عَنْ هٰذَا وَاللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا وَّصُوْلًا لِلرَّحِمِ اَمَا وَاللّٰهِ لَاُمَّةٌ اَنْتَ شَرُّهَا لَاُمَّةُ سُوْءٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَاُمَّةٌ خَيْرٍ ثُمَّ نَفَذَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ مَوْقِفُ عَبْدِاللّٰهِ وَقَوْلُهٗ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَاُنْزِلَ عَنْ جِذْعِهٖ فَاُلْقِيَ فِيْ قُبُوْرِ الْيَهُوْدِ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى اُمِّهٖ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَبَتْ اَنْ تَاْتِيَهٗ فَاَعَادَ عَلَيْهَا الرَّسُوْلَ لَتَاْتِيَنِّيْ اَوْلَاَبْعَثَنَّ اِلَيْكِ مَنْ يَّسْحَبُكِ بِقُرُوْنِكِ قَالَ فَاَبَتْ وَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا اٰتِيْكَ حَتّٰى تَبْعَثَ اِلَيَّ مَنْ يَّسْحَبُنِيْ بِقُرُوْنِيْ قَالَ فَقَالَ اَرُوْنِيْ سِبْتَيَّ فَاَخَذَ نَعْلَيْهِ ثُمَّ انْطَلَقَ يَتَوَذَّفُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ كَيْفَ رَاَيْتِنِيْ صَنَعْتُ بِعَدُوِّ اللّٰهِ قَالَتْ رَاَيْتُكَ اَفْسَدْتَ عَلَيْهِ دُنْيَاهُ وَاَفْسَدَ عَلَيْكَ اٰخِرَتَكَ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تَقُوْلُ لَهٗ يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ اَنَا وَاللّٰهِ ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكُنْتُ بِهٖ اَرْفَعُ طَعَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَعَامَ اَبِيْ بَكْرٍ مِّنَ الدَّوَآبِّ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَنِطَاقُ الْمَرْاَةِ الَّتِيْ لَا تَسْتَغْنِيْ عَنْهُ اَمَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا اَنَّ فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابًا وَّمُبِيْرًا فَاَمَّا الْكَذَّابُ فَرَاَيْنَاهُ وَاَمَّا الْمُبِيْرُ فَلَا اِخَالُكَ اِلَّا اِيَّاهُ قَالَ فَقَامَ عَنْهَا فَلَمْ يُرَاجِعْهَا .

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

روزہ نماز والے صلہ رحمی کرنے والے تھے۵ خدا کی قسم جس گروہ کے نزدیک تم برے ہو وہ برا گروہ ہے۶ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اچھا گروہ ہے۷ پھر عبداللہ ابن عمر چلے گئے۔ پھر حجاج کو عبداللہ کے ٹھہرنے اور ان کی گفتگو کی خبر پہنچی تو ان کی لاش پر آدمی بھیجا وہ اپنی شاخ سے اتارے گئے پھر یہود کے قبرستان میں ڈال دیئے گئے۸ پھر اس نے ان کی والدہ اسماء بنت ابوبکر کو بلوایا انہوں نے آنے سے انکار کیا اس نے دوبارہ قاصد سے کہلا بھیجا کہ یا تو میرے پاس آ جاؤ ورنہ تمہارے پاس اس کو بھیجوں گا جو تم کو بالوں سے کھینچے گا۹ فرماتے ہیں کہ انہوں نے انکار ہی کیا بولیں خدا کی قسم میں تیرے پاس نہیں آؤں گی حتی کہ میرے پاس اسے بھیجے جو میرے بال پکڑ کر مجھے گھسیٹے۱۰ فرماتے ہیں وہ بولا میری جوتی۱۱ دکھاؤ اس نے اپنی جوتی لی پھر اکڑتا ہوا چلا۱۲ حتی کہ ان کے پاس پہنچ گیا بولا تم نے مجھے دیکھ لیا کہ میں نے اللہ کے دشمن سے کیسا سلوک کیا ہے آپ بولیں کہ میں نے تجھے دیکھا کہ تو نے ان کی دنیا ان پر بگاڑ دی اور انہوں نے تجھ پر تیری آخرت بگاڑ دی۱۳ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو ان سے کہتا ہے کہ اے دو کمر بند والی کے بیٹے خدا کی قسم میں دو کمر بند والی ہوں ان میں سے ایک تو۱۴ اس سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا اور حضرت ابوبکر کا کھانا جانوروں سے اٹھاتی تھی۱۵ رہا دوسرا تو وہی کمر بند ہے جس سے عورت بے نیاز نہیں ہوتی آگاہ رہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی تھی کہ قبیلہ تصیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک فسادی ہلاک والا جھوٹا تو ہم نے دیکھ لیا رہا فسادی تو میں تجھے نہیں سمجھا مگر وہی۱۶ راوی فرماتے ہیں کہ ان کے پاس سے اٹھ گیا انہیں کوئی جواب نہ دیا۱۷ (مسلم)

(۵۷۴۳) ۱؎ سیدنا عبداللہ ابن زبیر کو حجاج ابن یوسف نے سولی پر چڑھایا۔ یہ واقعہ مکہ معظمہ میں ہوا مگر انہیں مدینہ منورہ کے راستہ پر سولی دی گئی اس لیے عقبۃ المدینہ ارشاد ہوا۔ بعد کو ان کی قبر مقام حجون میں بنائی گئی۔ یہاں مرقات میں ہے کہ مکہ معظمہ میں جنت معلیٰ کی تمام قبریں حتی کہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کی قبر بھی حضرات اولیاء اللہ کے کشف سے بنائی گئی ہے تاریخی لحاظ سے ان کی قبروں کے مقامات کا پتہ نہیں چلتا۲؎ حضرت عبداللہ ابن زبیر کو بر سر راہ سولی پر لٹکایا گیا تھا لوگ گزرتے تھے اور ان کی لاش کو لٹکا ہوا دیکھتے تھے ان پر

حضرت ابن عمر بھی گزرے ان کی لٹکی ہوئی لاش دیکھی۔ ۳؎ حضرت ابن زبیر کے بڑے بیٹے کا نام خبیب تھا اس لیے آپ کی کنیت ابو خبیب ہے اس لیے معلوم ہوا کہ میت کو دفن سے پہلے بھی سلام کرنا جائز ہے اور تین بار سلام کرنا ثابت ہے۔ ۴؎ حضرت ابن زبیر نے، اولاً تو یزید کی بیعت نہیں کی بلکہ بہت سے علاقہ پر خود حاکم بن گئے پھر مروان پھر عبدالملک ان میں سے کسی کی بیعت نہ کی تھی حتیٰ کہ عبدالملک نے حجاج ابن یوسف کو آپ کے مقابل بھیجا۔ حجاج نے آپ کو قتل کر کے آپ کا سر مدینہ منورہ بھیج دیا اور جسم کو راستہ میں سولی پر لٹکا دیا۔ جو لشکر یزید نے مدینہ پر حملہ کرنے بھیجا تھا۔ جس نے وہاں قیامت ڈھادی وہ لشکر اس موقع پر مکہ معظمہ آیا اس نے حضرت ابن زبیر سے جنگ کر کے آپ کو قتل کیا۔ حضرت ابن عمر اسی کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں۔ کہ میں نے تم کو منع کیا تھا۔ کہ خلافت و امارت کے جھگڑوں میں نہ پڑو تم نے میری بات نہ مانی دیکھ لو اس کا انجام کیا ہوا (اشعہ) اس سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد لاشوں سے کلام سلام جائز ہے۔ حضور نے ابوجہل وغیرہ کی لاشوں سے صالح اور شعیب علیہ السلام نے عذاب شدہ کفار کی لاشوں سے کلام فرمایا ۵؎ یعنی جہاں تک مجھے علم ہے تم بڑے عابد و زاہد صحیح معاملات والے تھے۔ حضرت ابن زبیر بہت روزے رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ کبھی مسلسل پندرہ دن تک روزے رکھتے قائم اللیل تھے ۶؎ یعنی حجاج ابن یوسف کی قوم جو تم کو برا سمجھتی ہے وہ بدترین قوم ہے تم اچھے ہو وہ قوم ہی بری ہے حجاج ابن زبیر کو عدو اللہ یعنی اللہ کا دشمن کہتا تھا اس کی تردید میں آپ نے یہ فرمایا ۷؎ یہ عبارت یا تو راوی کی غلطی ہے یا آپ نے بطور تمسخر یہ فرمایا کہ وہ بڑی اچھی جماعت ہے یعنی وہ اپنے کو اچھا سمجھتی ہے حالانکہ ہے بری ۸؎ سیدنا عبداللہ ابن عمران تمام جنگوں میں الگ تھلگ رہے تھے نیز حضرت عمر فاروق کے صاحبزادے بڑے متبع سنت علم و عمل کے جامع تھے ان وجوہ سے ان کا بڑا احترام تھا۔ جب حجاج کو پتہ چلا کہ حضرت ابن عمر نے یہ فرمایا۔ ہے تو اسے خطرہ ہوا کہ اگر اب عبداللہ ابن زبیر کی لاش سولی پر رہی تو لوگوں میں زبردست اشتعال پیدا ہوگا۔ ممکن ہے کہ لوگ بھڑک جائیں اور ملک میں فساد ہو جائے۔ اس لیے آپ کی لاش یہود کے قبرستان میں ڈلوادی۔ اب وہ قبرستان لاپتہ ہے پھر مسلمانوں نے ان کی لاش جنت معلیٰ میں دفن کی۔ بہت عرصہ کے بعد (اشعہ) ۹؎ حضرت اسماء بنت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ کی بہن حضور انور کی سالی ہیں، صحابیہ ہیں حجاج ظالم کو کسی کی بزرگی کا بھی لحاظ نہ تھا اس نے بی بی اسماء کو اپنے دربار میں حاضر کرنا چاہا۔ ۱۰؎ یعنی میں اپنی خوشی اپنے اختیار سے تیرے پاس نہیں آؤں گی ہاں اگر تو نے جبراً بلا لیا تو میں مجبور ہوں گی۔ ۱۱؎ سبت وہ جوتا جس پر بال نہ ہوں یعنی بال منڈے ہوئے چمڑے کی جوتی سبت بمعنی مونڈنا صاف کرنا بعض نے فرمایا کہ سبت ایک جگہ کا نام ہے۔ جسے سوق السبت کہتے ہیں عرب میں وہاں کا جوتا عام پہنا جاتا ہے۔ جیسے ہمارے ملک میں تلہ گنگ کا جوتا یا ہندوستان میں دہلی کا جوتا۔ ۱۲؎ توذف کے معنی ہیں قریب قریب قدم ڈال کر چلنا جیسا کہ متکبرین کا طریقہ ہے یعنی وہ اکڑتا مٹکتا ہوا چلا نہایت فخر و تکبر سے۔ ۱۳؎ اس بدنصیب نے حضرت اسماء سے تعزیت کرنے کی بجائے الٹا ان کو طعنہ دیا۔ ان کا جوان بیٹا شہید کیا اور پھر زخم دل پر یہ نمک چھڑکا اپنے دشمن کو اللہ کا دشمن کہا۔ یعنی اے اسماء تم نے دیکھ لیا کہ میں نے تمہارے بیٹے اللہ کے دشمن کو کس طرح تکالیف کے ساتھ شہید کیا۔ سبحان اللہ کیسا پیارا جواب دیا کہ تم نے انہیں شہید کر کے ان کی دنیا ختم کردی مگر انہوں نے تیرے ہاتھوں شہید ہو کر تجھے ظالم بنا کر تیری آخرت تباہ کردی۔ تجھے دوزخ کا مستحق بنادیا۔ انہیں صاف پانچ منٹ کی تکلیف ہوئی تو دائمی عذاب کا مستحق ہو گیا شعر:-

پنداشت ستمگر کہ ستم برما کرد　　　برگردن او بماند برما بگذشت

۱۴؎ حجاج مردود حضرت عبداللہ ابن زبیر کو ماں کی گالی دیتا تھا کہ اے دو کمربند والی عورت کے بیٹے اس کا مقصد یہ تھا کہ تمہاری ماں

لونڈی ہیں کہ مولیٰ کی خدمت کے لیے اپنی کمر دونالوں سے باندھتی ہیں تم لونڈی کے بیٹے ہو۔ آپ فرماتی ہیں کہ اے مردود یہ لقب میرے لیے باعث فخر ہے مجھے حضور کی طرف سے ایک خدمت کے صلہ میں بطور خطاب ملا ہے تو اسے میرے لیے بطور گالی بناتا ہے۔ ۵؎ اس عبارت کے دو مطلب بیان کئے گئے ہیں ایک یہ کہ دواب بمعنی کیڑے مکوڑے ہے اور ارفع کے معنی، میں محفوظ کرتی تھی۔ یعنی ہجرت کے دن میں نے اپنے کمر بند کے ایک ٹکڑے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر کا کھانا باندھا تھا تا کہ وہ مکھی مچھر وغیرہ سے محفوظ رہے حضور اپنے ساتھ لے جائیں دوسرے یہ کہ دواب سے مراد گھوڑے ہیں یعنی میں نے اپنے کمر بند سے کھانا باندھا تا کہ وہ گھوڑے کی پیٹھ سے گر نہ جائے (اشعہ) مگر پہلے معنی قوی ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب صدیق اپنے گھر سے ہجرت کے وقت گھوڑے پر سوار نہ تھے پیدل گئے تھے غار ثور سے نکل کر اونٹ پر سوار ہوئے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لقب میرے لیے باعث فخر ہے میں نے اپنے کمر بند سے حضور انور کی خدمت کی تھی۔ کہ ہجرت کے وقت جلدی میں کوئی مجھے ڈوری یا چیز نہیں ملی تو میں نے اپنا کمر بند کاٹ کر اس سے حضور کے کھانے کا دستر خوان باندھ دیا دوسرا اپنے پاجامہ میں رکھا۔ حضور انور نے محبت میں فرمایا کہ تم ذات طاقین یعنی دو کمر بند والی ہو۔ اس دن سے میرا لقب یہی ہوگیا اور مجھے اس لقب پر ناز ہے۔ ۶؎ امیر بنا ہے ابارۃ سے جس کا مادہ بور ہے بمعنی ہلاکت، کنتم قوما بورا۔ یہاں مراد ہے قاتل ظالم سفاک واقعی حجاج جیسا ظالم قاتل کوئی نہ ہوا ہوگا یعنی جھوٹا نبی مسیلمہ کذاب تو ہم سب نے دیکھ لیا اسے عہد صدیقی میں فنا بھی کر دیا مگر فسادی قاتل تو ہی معلوم ہوتا ہے چونکہ تو اسلامی لباس میں ہے اس لیے محفوظ وسلامت ہے۔ ۷؎ یہ حضرت اسماء کی کرامت ہی سمجھ کر حجاج جیسے ظالم نے یہ سب کچھ سنا اور جواب نہ دیا چپکا چلا گیا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر کی شہادت کے دس دن بعد بی بی اسماء کا انتقال ہوگیا۔ غالبًا اسی صدمہ میں آپ کی عمر شریف ایک سو برس ہوئی کوئی دانت نہ گرا تھا (مرقات)

وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَتَاهُ رَجُلَانِ فِیْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَیْرِ فَقَالَا اِنَّ النَّاسَ صَنَعُوْا مَا تَرٰی وَاَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ يَمْنَعُنِیْ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَیَّ دَمَ اَخِی الْمُسْلِمِ قَالَا اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَّكَانَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ وَاَنْتُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِغَيْرِ اللّٰهِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۷۴۴) روایت ہے حضرت نافع سے کہ حضرت ابن عمر کے پاس ابن زبیر کے فتنہ کے زمانہ میں دو آدمی آئے ۱؎ بولے کہ لوگ جو کر رہے ہیں وہ آپ دیکھتے ہیں اور آپ حضرت عمر کے بیٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں آپ کو بغاوت سے کون چیز مانع ہے ۲؎ فرمایا کہ مجھے مانع یہ ہے کہ اللہ نے مجھ پر میرے مسلمان بھائی کا خون حرام کر دیا ۳؎ وہ بولے کہ کیا اللہ نے یہ نہ فرمایا کہ ان سے جنگ کرو حتیٰ کہ فتنہ نہ رہے ۴؎ ابن عمر بولے کہ وہ جنگ تو ہم کر چکے حتیٰ کہ فتنہ نہ رہا۔ ۵؎ اور دین اللہ کا ہوگیا اور تم لوگ چاہتے ہو کہ جنگ کرو حتیٰ کہ فتنہ ہوجائے اور دین غیر اللہ کا ہو جائے ۶ (بخاری)

(۵۷۴۴) ۱؎ ابھی حضرت ابن زبیر شہید نہیں ہوئے تھے بلکہ حجاج سے جنگ کی تیاری تھی اس وقت ان دونوں نے حضرت عبداللہ ابن عمر سے یہ کہا۔ ۲؎ یعنی آپ امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور امیر المومنین فاروق اعظم کے فرزند آپ خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ آپ خلافت کا اعلان فرما دیں اور حجاج کا مقابلہ کریں۔ یا کم از کم حضرت عبداللہ ابن زبیر کی امداد فرما دیں۔ ۳؎ یعنی ان جنگوں میں دو طرفہ مسلمان ہیں۔ میں جس کے ساتھ شریک ہوا تو میرے ہاتھ سے مسلمان ہی مارے جائیں گے اور قتل مسلم حرام ہے۔ خیال رہے

کہ حضرت ابن عمران صحابہ سے ہیں جوان تمام جنگوں کو فتنہ سمجھتے تھے اوران سے علیحدگی میں عافیت وثواب جانتے تھے۔بعض صحابہ نے ان جنگوں کو بغاوت سمجھا وہ حکومت کے ساتھ شریک ہوگئے بعض نے حکومت کو غلط سمجھا وہ مخالفین کے ساتھ شریک ہوئے حضرت ابن عمر ہمیشہ ان تمام جنگوں میں علیحدہ رہے۔ ہر جماعت کے علیحدہ دلائل تھے۔ان کا یہ اختلاف اجتہادی تھا ان میں سے کوئی گنہگار نہ تھا۔ ۴؎ یعنی اے ابن عمر یہ جنگ برحق ہے فتنہ مٹانے کے لیے ہے آپ ضرور اس میں شرکت کریں ۵؎ یعنی اس آیت میں فتنہ سے مراد شرک وکفر ہے اور جنگ سے مراد ہے کفار سے جہاد یعنی ہم کفار سے جہاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں کرچکے اب یہ جنگیں مسلمانوں کی آپس میں ہیں جو نرا فساد ہیں ۶؎ یعنی تمہاری لڑائیوں کا انجام یہ ہوگا کہ مسلمان کمزور پڑ جائیں گے۔کافر حکومتیں تمہارے مقابل دلیر ہو جائیں گی۔خطرہ ہے کہ اسلام کمزور ہو جائے گا یہ ملکی جنگ ہے دینی جہاد نہیں شعر:-

جنگ شاہاں فتنہ و غارت گری است   جنگ مومن سنت پیغمبری است

آپ کے کلام میں پہلے فتنہ سے مراد کفر اور اس دوسرے فتنہ سے مراد ہے امن سوزی یعنی گزشتہ جہاد دفع کے لیے تھے اور اب یہ قتال اسلام کی جڑیں ہلا دینے کے لیے ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِیُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ عَصَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ فَظَنَّ النَّاسُ اَنَّهٗ يَدْعُوْا عَلَيْهِمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَّاتِ بِهِمْ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۴۵) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ طفیل ابن عمرو دوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ۱؎ بولے کہ دوس تو ہلاک ہوگئے انہوں نے نافرمانی کی اور انکار کیا تو ان پر اللہ سے بددعا کریں لوگ سمجھے کہ حضور ان پر بددعا کریں گے مگر فرمایا الٰہی دوس کو ہدایت دے اور انہیں یہاں پہنچا دے ۲؎ (مسلم بخاری)

(۵۷۴۵) ۱؎ طفیل ابن عمرو کا لقب ذوالنور ہے کیونکہ جب حضور نے انہیں اپنی قوم کی طرف نمائندہ بنا کر بھیجا تو ان کے عرض کرنے پر کہ میری نمائندگی کی کوئی نشانی عطا ہو،حضور نے ان کی پیشانی چمکا دی یہ نور آپ کے سامنے رہتا تھا پھر وہ نور ان کی لاٹھی میں منتقل ہوگیا وہ لاٹھی رات میں مشعل کی طرح چمکتی تھی۔آپ نے اپنی قوم کو تبلیغ کی تو آپ کی تبلیغ پر حضرت ابوہریرہ اور طفیل کے والد تو ایمان لائے والدہ ایمان نہ لائیں آپ خلافت صدیقی میں غزوہ یمامہ میں شہید ہوئے ۲؎ سبحان اللہ یہ ہے کرم کریمانہ کہ خود دوسی شخص اپنی قوم کی ہلاکت کے لیے بددعا چاہتے مگر رحمت والے محبوب انہیں دو دعائیں دیتے ہیں ایک ایمان کی دوسری ان کے مدینہ منورہ حاضر ہوکر حضور کو دیکھ کر صحابی بن جانے کی اللہ نے حضور کی یہ دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔یعنی الٰہی انہیں مومن بنا کر میرے پاس لا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلٰثٍ لِاَنِّیْ عَرَبِیٌّ وَّالْقُرْاٰنُ عَرَبِیٌّ وَّكَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِیٌّ ۔ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

(۵۷۴۶) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین وجہ سے عرب سے محبت کرو ۱؎ کیونکہ میں عربی ہوں قرآن عربی ہے اور جنتی لوگوں کی بولی عربی ہے ۲؎ (بیہقی شعب ایمان)

(۵۷۴۶) ۱؎ عرب سے مراد عرب کے مومنین ہیں کفار عرب اور عرب کے یہود ونصاریٰ سے نفرت وعداوت ضروری ہے کہ یہ نفرت

ان کے کفر سے ہے نہ کہ عربی ہونے سے مومنین عرب ہمارے سروں کے تاج ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی ہیں۲ یہاں مرقاۃ میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عربی قرآن مجید عربی جنتیوں کی زبان عربی قبر کا حساب عربی، زبان میں ہے، عربی زبان تمام زبانوں سے زیادہ فصیح زیادہ مختصر ہے۔عرب نے حضور سے شریعت لی ہم کو پہنچائی۔انہوں نے ہی کفار سے اولاً جہاد کیئے۔انہوں نے ہی حضور کے اقوال و اعمال دیکھے اور سنے وہ اسلام کی اصل ہیں۔انہوں نے ہی اطراف عالم میں اسلام پھیلایا۔بدر وحنین بلکہ یرموک اور قادسیہ وغیرہ غزوات انہوں نے ہی جیتے وہ حضرت اسمٰعیل کی اولاد ہیں۔اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیوں کی عربی زبان نہیں ہوگی (مرقات) یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن وہ ہے جو عربی میں ہے۔اس کے ترجمے قرآن نہیں نہ ان کی تلاوت نماز میں درست حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جو قرآن حضور کو سنایا وہ عربی تھا بعض علماء فرماتے ہیں کہ مرتے ہی سب کی زبان عربی ہو جاتی ہے اس لیے قبر وحشر کے سارے کاروبار عربی میں ہوں گے اہل جنت کی زبان عربی ہی رہتی ہے۔دوزخیوں کی زبان بدل جاتی ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ — حضرات صحابہ کے فضائل

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ — پہلی فصل

مناقب جمع ہے منقبہ کی بمعنی فضیلت و بزرگی (مرقات) صحابہ جمع ہے صاحب کی یا صحابی کی بمعنی ساتھی،شریعت میں صحابی وہ انسان ہے جو ہوش و ایمان کی حالت میں حضور انور کو دیکھے یا صحبت میں حاضر ہوا اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہو جائے۔اگر درمیان میں مرتد ہوگیا۔پھر مسلمان ہو کر مراتب بھی صحابی ہے جیسے اشعس ابن قیس کے متعلق مشہور ہے (از اشعہ) جنات فرشتے یوں ہی حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ صحابی نہیں۔صحابہ کی تعداد ان کے اقسام ہم ابھی کچھ پہلے عرض کر چکے ہیں۔صحابی تمام جہان کے مسلمانوں سے افضل،روئے زمین کے سارے ولی غوث قطب ایک صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچتے،صحابہ میں خلفاء راشدین بہ ترتیب خلافت افضل ہیں۔پھر عشرہ مبشرہ پھر بدر والے پھر بیعت رضوان والے،پھر صاحب قبلتین،کوئی صحابی فاسق نہیں سب عادل ہیں۔رب فرماتا ہے:وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا(۲۶،۴۸)اور پرہیز گاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے۔(کنزالایمان) فرماتا ہے:وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ(۴۹،۷)اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی۔(کنزالایمان) صحابہ کے متعلق پوری بحث ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْاَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ .(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۴۷) روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے صحابہ کو برا نہ کہو کیونکہ اگر تم میں کوئی احد (پہاڑ) بھر سونا خیرات کرے تو ان کے ایک کے نہ مد کو پہنچے نہ آدھے کو۱ (مسلم بخاری)

(۵۷۴۷)۱ چار مد کا ایک صاع ہوتا ہے اور ایک صاع ساڑھے چار سیر کا تو مد ایک سیر آدھ پاؤ ہوا۔یعنی میرا صحابی قریبًا سوا سیر جو خیرات کرے اور ان کے علاوہ کوئی مسلمان خواہ غوث وقطب ہو یا عام مسلمان پہاڑ بھر سونا خیرات کرے تو اس کا سونا قرب الٰہی اور قبولیت

میں صحابی کے سوا سیر کونہیں پہنچ سکتا۔ یہی حال روزہ نماز اور ساری عبادات کا ہے۔ جب مسجد نبوی کی نماز دوسری جگہ کی نمازوں سے پچاس ہزار گنا ہے۔ تو جنہوں نے حضور کا قرب اور دیدار پایا۔ ان کا کیا پوچھنا اور ان کی عبادات کا کیا کہنا۔ یہاں قرب الٰہی کا ذکر ہے جس حدیث میں ہے کہ آخر زمانہ کے فلاں جہاد کے مجاہدین کی ایک جماعت کوفی کس پچاس صحابہ کے برابر ثواب ملے گا۔ وہاں ثواب کا ذکر ہے۔ قرب اور درجہ کا ذکر نہیں درجہ اور ثواب میں بڑا فرق ہے۔ اگر کسی سپاہی کو بادشاہ انعام دے دے تو وہ وزیر اعظم کے درجہ کونہیں پہنچ سکتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صحابہ کا ذکر ہمیشہ خیر سے ہی کرنا چاہئے کسی صحابی کو ہلکے لفظ سے یاد نہ کرو، یہ حضرات وہ ہیں جنہیں ربّ نے اپنے محبوب کی صحبت کے لیے چنا۔ مہربان باپ اپنے بیٹے کو بروں کی صحبت میں نہیں رہنے دیتا تو مہربان ربّ نے اپنے نبی کو بروں کی صحبت میں رہنا کیسے پسند فرمایا۔ شعر:۔

رسول اللہ طیب ان کے سب ساتھی بھی طاہر ہیں
چنیدہ بہرپا کاں حضرت فاروق اعظم ہیں

وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَفَعَ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَآءِ وَكَانَ كَثِیْرًا مِّمَّا یَرْفَعُ رَأْسَهٗ اِلَی السَّمَآءِ فَقَالَ النُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِّلسَّمَآءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَی السَّمَآءَ مَا تُوْعَدُ وَاَنَا اَمَنَةٌ لِاَصْحَابِیْ فَاِذَا ذَهَبْتُ اَنَا اَتَی اَصْحَابِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ وَاَصْحَابِیْ اَمَنَةٌ لِاُمَّتِیْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِیْ اَتَی اُمَّتِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ . (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۷۴۸) روایت ہے حضرت ابو بردہ سے وہ اپنے والد سے راوی[۱] کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور آپ بہت دفعہ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے تھے[۲] فرمایا کہ تارے آسمان کے لیے امان ہیں جب تارے جاتے رہیں گے تو آسمان کو وہ پہنچے گا[۳] جس کا وعدہ ہے اور میں اپنے صحابہ کے لیے امان ہوں[۴] تو جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ گزرے گا جس کا ان سے وعدہ ہے۔[۵] اور میرے صحابہ میری امت کے لیے امان ہیں تو جب میرے صحابہ چلے گئے تو میری امت کو وہ پہنچے گا جس کا ان سے وعدہ ہے[۶] (مسلم)

(۵۷۴۸) [۱] یعنی حضرت ابو موسیٰ اشعری سے ابو بردہ انہیں کے فرزند ہیں [۲] حضور انور کا اکثر آسمان کو دیکھنا یا تو انتظار وحی میں ہوتا تھا یا اس لیے کہ آپ کا وطن اصلی وہی ہے۔ یا اس لیے کہ حضور کو انوار غیبیہ اور عالم بالا کی چیزیں نظر آتی تھیں۔ [۳] قیامت میں پہلے آسمان سے تارے جھڑیں گے پھر آسمان پھٹیں گے جب تک تارے آسمان پر ہیں آسمان پھٹنے سے امن میں ہے فرماتا ہے: وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ (۲۸۱) اور جب تارے جھڑ پڑیں۔ (کنزالایمان)۔ [۴] اس طرح کہ میری موجودگی میں وہ حضرات آپس کے جنگ وقتال وغیرہ آفات سے محفوظ ہیں۔ [۵] خیال رہے کہ صدیقی فاروقی زمانہ میں جو صحابہ میں امن وامان رہا وہ حضور کا فیض تھا سورج ڈوبنے کے بہت بعد تک شفق رہتی ہے وہ سورج ہی کی روشنی ہوتی ہے خلافت عثمانی کے نصف تک امن رہی پھر دنیاوی فتنے بہت پھیلے بلکہ عثمان غنی کی شہادت سے فتنوں کا دروازہ کھل گیا [۶] یعنی صحابہ کے بعد دینی فتنے اسلامی فرقے اور بدعات مسلمانوں میں بہت پھیل جائیں گی۔ صحابہ کرام کے زمانہ میں اگرچہ فتنے ہوئے مگر مسلمانوں کا دین ایسا نہ بگڑا تھا جیسا کہ بعد میں بگڑا اور اب اس زمانہ کا تو پوچھنا ہی کیا ہے اللہ محفوظ رکھے مَا یُوْعَدُوْنَ سے مراد ہے خیر اور خیر والوں کا اٹھ جانا، شر اور شر والوں کا پھیل جانا اسی لیے حضور انور نے فرمایا اصحابی کالنجوم میرے صحابہ آسمان ہدایت کے تارے ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

(۵۷۴۹) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِىْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْا فِيَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيَقُوْلُوْنَ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَاْتِىْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْا فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ اَصْحٰبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَاْتِىْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِيَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ يَاْتِىْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُبْعَثُ مِنْهُمُ الْبَعْثُ فَيَقُوْلُوْنَ انْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ فِيْكُمْ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوْجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّانِىْ فَيَقُوْلُوْنَ هَلْ فِيْهِمْ مَنْ رَّاٰى اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَيُقَالُ انْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِيْهِمْ مَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰى اَصْحَابَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَكُوْنُ الْبَعْثُ الرَّابِعُ فَيُقَالُ انْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِيْهِمْ اَحَدًا رَاٰى مَنْ رَاٰى اَحَدًا رَاٰى اَصْحَابَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوْجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهٗ.

ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا[۱] کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو لوگ کہیں گے کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہو تو کہیں گے کہ ہاں پھر انہیں فتح دی جائے گی[۲] پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا تو لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو کہا جائے گا کہ تم میں وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ رہا ہو لوگ کہیں گے ہاں انہیں فتح دی جائے گی پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو کہا جائے گا کہ کیا تم میں وہ ہے جو ان کے ساتھ رہا ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ رہے لوگ کہیں گے ہاں تو انہیں فتح دی جائے گی[۳] (مسلم و بخاری) اور مسلم کی روایت میں ہے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان میں سے ایک لشکر بھیجا جائے گا تو کہیں گے کہ دیکھو کیا تم اپنے میں کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی پاتے ہو تو ایک صحابی پائے جائیں گے تو انہیں فتح دی جائے گی[۴] پھر دوسرا لشکر بھیجا جائے گا تو کہیں گے کیا ان میں کوئی ایسا ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا ہو[۵] پھر انہیں فتح دی جائے گی پھر تیسرا لشکر بھیجا جائے گا تو کہا جائے گا کہ دیکھو کیا تم ان میں وہ شخص دیکھتے ہو جس نے اسے دیکھا ہو جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو پھر چوتھا لشکر ہوگا تو کہا جائے گا کہ دیکھو کیا تم ان میں کوئی ایسا دیکھتے ہو جس نے اسے دیکھا ہو جس نے اسے دیکھا ہو جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو ایک شخص پایا جائے گا تب اسے فتح دی جائے گی۔

(۵۷۴۹) [۱] اس زمانہ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کا زمانہ ہے جو زمانہ صحابہ کو بھی شامل ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے [۲] یعنی غازی لوگ ان صحابی کے توسل سے بارگاہ الٰہی میں دعا فتح کریں گے اور انہیں فتح نصیب ہوگی، یا صحابی کی صرف شرکت جہاد سے مطمئن اور خوش دل ہو جائیں گے ان کے وجود سے اللہ کی رحمت کی امید قوی کریں گے [۳] خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے بعد صحابہ کے طفیل سے پھر صحابہ کے تابعین کے طفیل سے پھر تابعین کے بعد تبع تابعین کے طفیل سے ان کے وسیلہ سے جہادوں میں فتح کی دعائیں کی جائیں گی اور فتح نصیب ہوگی اس حدیث سے توسل اولیاء کا ثبوت ہوا اور یہ کہ اولیاء اللہ کے وسیلہ سے اللہ کی رحمتیں آتی ہیں

جہادوں میں فتح نصیب ہوتی ہے لکڑی کے طفیل لوہا بھی تر جاتا ہے۔قرآن کریم سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ بزرگوں کے تبرکات،عمامہ، نعلین، بال، لباس وغیرہ کے ذریعہ فتح نصیب ہوتی ہے۔فرمایا اَنْ یَّاْتِیَكُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ (۲،۲۴۸) اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے ربّ کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی۔(کنزالایمان) دیکھو ربّ نے طالوت کے ساتھی اسرائیلیوں کے لیے ایک جہاد میں حضرت موسیٰ و ہارون کے تبرکات، عمامہ، جوتا وغیرہ ایک صندوق میں رکھے ہوئے بھیجے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں سے نسبت بڑی چیز ہے اگرچہ نسبت دور ہی کی ہو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی کی ٹاپ کے نیچے کی خاک سے سامری کے سونے کے بچھڑے میں جان پڑ گئی جو قرآن مجید سورہ طٰہٰ میں بالتفصیل مذکور ہے۔فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا (۲۰،۹۶) تو ایک مٹھی بھر لی فرشتے کے نشان سے پھر اسے ڈال دیا۔(کنزالایمان)؎ یعنی اس ایک صحابی کی برکت سے ان کے توسل دعا سے فتح نصیب ہوگی یہ مطلب نہیں کہ ان صحابی کی شجاعت و بہادری سے فتح ہوگی ؎ یعنی کسی تابعی کو جہاد میں ساتھ لے لو یا ان کے توسل سے دعاء فتح کرو۔اس سے معلوم ہوا کہ وسیلہ کے لیے اولیاء اللہ کی تلاش کرنا سنت مسلمین ہے۔حضور انور کو محبوب ہے۔؎ اس حدیث کی وجہ سے بعض لوگوں نے کہا ہے جیسے صحابیت کے لیے صرف ایک نظر حضور کے چہرہ پر یا ایک آن کی صحبت کافی ہے ایسے ہی تابعیت کے لیے صحابی کو ایک نظر دیکھ لینا یا ایک آن ان کی صحبت میں رہنا کافی ہے۔ایسے ہی تبع تابعیت کے لیے مگر حق یہ ہے کہ صحابیت کے لیے تو حضور کو ایک نظر دیکھنا کافی ہے مگر تابعیت کے لیے بہت عرصہ صحابی کی صحبت میں رہنا ضروری ہے (اشعہ) خیال رہے کہ سارے تابعی یا تبع تابعی عادل و ثقہ نہیں ان میں فساق و فجار بھی ہیں۔اور ابرار و اخیار بھی، یزید، حجاج وغیرہم تابعی ہیں مگر ہزار ہا فاسقوں کے ایک فاسق ہیں خیال رہے کہ اولیاء اللہ سے توسل تا قیامت جاری رہے گا حضور انور نے فرمایا کہ چالیس ابدال کی برکت سے بارشیں ہوں گی نیز وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ بھی حق ہے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ نے حضور کے روضہ انور کی چھت کھلوا دی جس سے بارش ہوئی یہاں منشاء یہ ہے کہ جس لشکر میں صحابی یا تابعی ہوں تو ان کی برکت سے اللہ فتح دیتا ہے۔بہرحال یہ حدیث وفات یافتہ بزرگوں سے توسل کے خلاف نہیں۔

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ اِنَّ بَعْدَهُمْ قَوْمًا يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ وَفِیْ رِوَايَةٍ وَّيَحْلِفُوْنَ وَلَا يُسْتَحْلَفُوْنَ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُّحِبُّوْنَ السَّمَانَةَ.

(۵۷۵۰) روایت ہے حضرت عمران ابن حصین سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت میں بہترین میرا گروہ ہے؎ پھر وہ لوگ جو اس سے قریب ہوں پھر وہ جو ان سے قریب ہوں؎ پھر ان کے بعد ایسی قوم ہوگی جو گواہی دے گی حالانکہ گواہ بنائی نہ جائے گی؎ خیانت کرے گی امانت نہ کرے گی؎ اور نذر مانے گی اور نذر پوری نہ کرے گی؎ اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ قسم کھائیں گے، حالانکہ قسم نہ لیے جائیں گے؎ (مسلم بخاری) اور مسلم کی روایت میں حضرت ابوہریرہ سے ہے کہ پھر ان کے پیچھے ایسے لوگ آئیں گے جو موٹاپا پسند کریں گے؎

(۵۷۵۰)؎ قرن کے لفظی معنی ہیں ملنا اسی سے ہے اقتران اور قرین اصطلاح میں زمانہ کو بھی قرن کہتے ہیں اور زمانہ والوں کو بھی جو

بیک وقت موجود ہوں یہاں قرن بمعنی اہل زمانہ ہیں یعنی ساتھی اس لیے آگے ہے ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قرن بمعنی زمانہ میں گفتگو ہے کہ کتنے زمانہ کو قرن کہتے ہیں بعض نے کہا چالیس سال بعض نے کہا اسی سال بعض نے کہا سو سال قوی یہی ہے قرن۲. یہاں پہلے قرن سے مراد صحابہ کرام ہیں دوسرے سے مراد تابعین تیسرے سے مراد تبع تابعین ہیں خیال رہے کہ زمانہ صحابہ حضور کی ظہور نبوت سے ایک سو بیس سال تک رہا یعنی قریباً ۱۰۰ اسو ہجری تک اور زمانہ تابعین (۱۰۰ سے ۱۷۰) اور زمانہ تبع تابعین ۱۷۰ سے (۲۲۰) تک اس کے بعد مسلمانوں میں بڑے فتنے۔تفرقہ بازیاں شروع ہوگئیں۔معتزلہ،فلاسفہ جہمیہ وغیرہ فرقے بعد ہی کی پیداوار ہیں بدعات کا زور بعد ہی میں ہوا۔۳؎ اس فرمانِ عالی کے بہت مطالب بیان کئے گئے ہیں مگر آسان اور قوی مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ واردات کے موقع پر موجود نہ کئے گئے ہوں گے بلائے نہ گئے ہوں گے مگر قاضی کے ہاں گواہی دیں گے یعنی جھوٹی گواہی جیسا کہ آج کل دیکھا جارہا ہے کہ کچہریوں میں لوگ مقدمہ والوں سے پوچھتے پھرتے ہیں کہ کیا تمہیں گواہ چاہئیں تو ہم حاضر ہیں اتنے روپیہ دو جو بتاؤ اس کی گواہی دے دیں لہذا یہ فرمانِ عالی اس حدیث کے خلاف نہیں کہ اچھے گواہ وہ ہیں جو بغیر بلائے گواہی دیں وہاں سچی گواہی مراد ہے۔۴؎ یعنی وہ لوگ امین نہ ہوں گے،خائن ہوں گے یا وہ لوگ خائن ہوں گے انہیں کوئی امین نہ بنائے گا اپنی امانت ان کے سپرد نہ کرے گا جانتا ہوگا کہ یہ خائن ہے۔۵؎ یعنی مانی ہوئی نذریں پوری نہ کریں گے۔معلوم ہوا کہ نذر پوری کرنا بڑا ضروری ہے رب فرماتا ہے:يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا (۷۶:۷) اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی۔(کنزالایمان) خیال رہے کہ زیادہ نذریں ماننا اچھا نہیں مگر مانی ہوئی نذر کا پورا کرنا بہت ضروری ہے یہ شرعی نذر کا حکم ہے لغوی نذر جو اولیاء اللہ کے نام کی ہو اس کا پورا کرنا بہتر ہے۔فرض نہیں۔جیسے میلاد شریف یا گیارہویں شریف کی نذریں ماننا اس کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو۔یعنی وہ لوگ بہت عیش و آرام میں رہیں گے کام کاج کریں گے نہیں۔جس سے موٹے ہو جائیں گے۔انہیں موٹا ہونا بہت پسند ہوگا۔قدرتی موٹاپے کا یہاں ذکر نہیں ہے یا یہ مطلب ہے کہ جھوٹی شیخی مارا کریں گے۔یا یہ مطلب ہے کہ بہت مالدار ہونا ناپسند کریں گے تاکہ موٹے تازے رہیں وہ جو حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالٰی موٹے عالم کو پسند کرتا ہے وہاں بھی موٹاپے سے یہی احتمالات ہیں (مرقات)۶؎ یعنی بہت قسم کھانے کے عادی ہوں گے بلاوجہ قسمیں کھایا کریں گے جیسا کہ اب بھی بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ قسم پہلے بات پیچھے یا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ بے اعتبارے جھوٹے ہوں گے اپنا اعتبار دلانے کے لیے بات بات پر قسم کھایا کریں گے۔پھر بھی لوگوں کو ان کا اعتبار نہ ہوگا۔خیال رہے کہ بہت قسمیں کھانے سے روزی گھٹتی ہے یہ تو سچی قسموں کا اثر ہے۔پھر جھوٹی قسموں کا کیا حال ہوگا۔(دیکھو شامی)۷؎ سمانت کے تین معنی ابھی ہم نے عرض کردیئے۔عیش و آرام سے حاصل کیا ہوا،موٹاپا جھوٹی شیخی،مالداری۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

دوسری فصل

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْرِمُوْا اَصْحَابِيْ فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَظْهَرُ الْكَذِبُ حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ لَيَحْلِفُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ وَيَشْهَدُ وَلَا

(۵۷۵۱) روایت ہے حضرت عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے صحابہ کی عزت کرو کیونکہ وہ تمہارے بہترین ہیں۱ پھر وہ جو ان کے قریب ہیں پھر وہ جو ان کے قریب ہیں۲ پھر جھوٹ ظاہر ہوگا حتی کہ آدمی قسم کھائے گا حالانکہ قسم

يُسْتَشْهَدُ اَلَا مَنْ سَرَّهُ بُحْبُوْحَةُ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْفَذِّ وَ هُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ وَلَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمْ وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَآئَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ ۔ (رَوَاهُ النِّسَائِيُّ)

لیا نہ جائے گا اور گواہی دے گا حالانکہ گواہی لیا نہ جائے گا آ گاہ رہو کہ جو جنت کا وسط چاہے وہ جماعت کو مضبوط پکڑے۳ کیونکہ شیطان اکیلے کے ساتھ ہوتا ہے۴ اور وہ دو سے دور رہتا ہے۵ کوئی شخص کسی اجنبی عورت سے خلوت نہ کرے کیونکہ شیطان ان کا تیسرا ہوتا ہے۶ اور جس کو اس کی نیکی خوش کرے اور اس کی برائی غمگین کرے تو وہ مومن ہے۷ (نسائی)

(۵۷۵۱)۱جن صحابہ نے حضور انور کی صحبت پائی حضور سے علم و عمل حاصل کیے حضور کی تربیت پائی وہ تو انسان کیا فرشتوں سے بڑھ گئے۔مگر جن کی صرف ایک نظر جمال جہاں آرا پر پڑ گئی انہیں ایمان شہودی حاصل ہوگیا۔حضور کے جمال پر ایک نظر وہ کام کرتی ہے جو عمر بھر کے چلے خلوتیں عبادتیں نہیں کرسکتیں کوئی اس جیسا نہیں ہوسکتا (از اشعۃ اللمعات)۲یعنی تابعین و تبع تابعین بعد والوں سے افضل ہیں کہ ان میں اکثر عادل یا مستور الحال ہیں فاسق تھوڑے مگر ان کے بعد لوگ اس کے برعکس ہیں کہ ان میں فاسق زیادہ عادل کم ہیں بلکہ ان زمانوں کے فاسقوں میں جتنی حمیت دینی تھی بعد کے بعض عادلوں میں اتنی نہیں غیرت ایمان برابر گھٹ رہی ہے جیسا کہ آگے ارشاد ہے۔ محمد ابن قاسم کا سندھ فتح کرنا حجاج ابن یوسف کی ایک غیرت اسلامی کی بنا پر ہوا۔۳یعنی جماعت صحابہ کے عقیدے اختیار کرے ان کے سے اعمال کرنے کی کوشش کرے نیز عامۃ المومنین کی راہ چلے ہمیشہ عام مسلمانوں کی راہ چلے تا ابد بڑا گروہ اہل سنت والجماعت ہی کا رہے گا۔اسی لیے اس کے نام میں جماعت داخل ہے اہل سنت والجماعت۔۴یعنی جو عقائد و اعمال میں مسلمانوں کی جماعت سے الگ رہا وہ شیطان کا ساتھی ہے دوزخی ہے۔۵شیطان انسان کا بھیڑیا ہے اور بھیڑیا بکریوں کے گلہ پر حملہ کم کرتا ہے دور والی یا کنارے والی بکری کو جلد پھاڑتا ہے یہ مضمون کتاب الاعقام میں گزر چکا۔۶عورت سے مراد اجنبی عورت ہے لہذا اپنی ذی رحم ماں بہن بیٹی ساری ذی رحم محرمہ یوں ہی اپنی بیوی اس حکم میں داخل نہیں بلکہ جو عورت صرف محرمہ تو ہو کہ اس سے نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہوگا مگر ذی رحم نہ ہو جیسے ساس اس سے بھی خلوت بہتر نہیں جب کہ وہ جوان ہو (دیکھو شامی) خیال رہے کہ دودھ کے بھائی بہن دودھ کے چچا تائے سے پردہ فرض نہیں مگر خلوت ان سے بھی بہتر نہیں جبکہ دونوں جوان ہوں کیونکہ وہ اگرچہ محرم تو ہیں مگر ذی رحم نہیں۔۷یعنی علامت ایمان یہ ہے کہ آدمی کو اپنی برائیاں اپنے گناہ برے معلوم ہوں ان پر وہ غم کرے اور اپنی نیکیاں اچھی معلوم ہوں ان پر خوشی کرے اس کا دل مفتی ہونا ہے جو اسے برے بھلے کاموں کا فتویٰ دیتا رہتا ہے اللہ ایسا ایمان نصیب کرے مصنف کو اس حدیث کا حوالہ نہیں ملا یہ حدیث نسائی شریف کی ہے اس کی اسناد کے سارے راوی قوی ہیں سواء ابراہیم ابن حسن خثعمی کے کہ اس سے مسلم بخاری نے احادیث نہیں لیں مگر وہ بھی ثقہ ہیں لہذا حدیث صحیح ہے اور اس مضمون کی احادیث احمد ابن حبان،طبرانی،حاکم،بیہقی نے بھی روایت کیں (مرقات)

وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِيْ اَوْرَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۷۵۲) روایت ہے حضرت جابر سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا اس مسلمان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۱ (ترمذی)

(۵۷۵۲)۱یعنی جس نے بحالت ایمان مجھے دیکھا اور ایمان پر ہی اس کا خاتمہ ہوا وہ دوزخ سے محفوظ رہے گا لہذا جو لوگ حضور انور

کے بعد مرتد ہو کر مرے وہ اس بشارت سے علیحدہ ہیں یوں ہی جن لوگوں کو اخلاص سے صحابہ کرام کی صحبت نصیب ہوئی ان کی خدمات میسر ہوئیں وہ بھی دوزخ سے محفوظ ہیں ہم صحابیت اور تابعی کا فرق پہلے بیان کر چکے ہیں کہ صحابی کے لیے ایک نظر جمال مصطفوی دیکھ لینا کافی ہے مگر تابعیت کے لیے صحابی کی صحبت خدمت ضروری ہے اس فرمانِ عالی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالٰی انہیں نیک اعمال کرنے برے اعمال سے بچنے یا ان سے توبہ کرنے کی توفیق دے گا۔جس سے وہ دوزخ سے بچ جائیں گے عوام میں مشہور ہے کہ جو پاکپتن شریف میں حضرت بابا گنج شکر فریدالدین کے مقبرہ کے بہشتی دروازے میں داخل ہو جائے وہ جنتی ہے وہاں بھی مطلب یہ ہے کہ خدا تعالٰی اسے جنتی اعمال کی توفیق دے گا اور اس دروازے میں داخلہ کی برکت سے گزشتہ گناہ صغیرہ معاف فرمادے گا گناہ کبیرہ سے بچنے کی توفیق دے گا رب فرماتا ہے وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْلَكُمْ خَطٰيٰكُمْ (۲،۵۸)اور دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے۔(کنزالایمان) یہ مطلب نہیں کہ ان لوگوں کے لیے گناہ حلال ہو گئے۔مولانا فرماتے ہیں شعر:-

گفت طوبٰی من رانی مصطفٰی والذی یبصر لمن وجہی یراے

جن اکھیاں نے دلبر دیکھیا اوہ اکھیاں تک لیاں توں ملیوں تے ساجن ملیا ہن آسان لگ گیاں

حضور کو دیکھنے والی آنکھ کی زیارت بھی بہشتی ہونے کا ذریعہ ہے۔احمد اور ابن حبان نے اور عبدالحمید نے بروایت حضرت ابن عمر حدیث نقل فرمائی۔ طوبی لمن رانی وامن بی وطوبی لمن لم یرانی وامن سبع مرات (مرقات) جو مجھے دیکھ کر مجھ پر ایمان لائے اسے ایک بار مبارک اور جو مجھے بغیر دیکھے ایمان لائے اسے سات بار مبارک خیال رہے کہ سارے صحابہ جنتی ہیں مگر عشرہ مبشرہ وہ ہیں جنہیں ایک حدیث نے جمع فرمایا ورنہ سارے صحابہ جنتی ہیں عشرہ مبشرہ یہ ہیں۔

وہ یار بہشتی اند قطعی ابوبکر و عمر علی و عثمان

سعد است و سعید و بوعبیدہ طلحہ زبیر و عبدالرحمٰن

وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللهَ اَللهَ فِيْ اَصْحَابِيْ اَللهَ اَللهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِيْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِيْ وَمَنْ اٰذَانِيْ فَقَدْ اٰذَى اللهَ وَمَنْ اٰذَى اللهَ فَيُوْشِكُ اَنْ يَّاْخُذَهٗ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۷۵۳) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مغفل سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے صحابہ کے متعلق اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے بعد انہیں نشانہ نہ بناؤ کیونکہ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۱اور جس نے انہیں ستایا اس نے مجھے ستایا اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑے۲(ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۷۵۳)۱یعنی میرے صحابہ سے بغض مجھ سے بغض ہے تو اس کے برعکس صحابہ سے محبت مجھ سے محبت ہے صحابہ کی شان تو بہت اونچی ہے، مدینہ طیبہ کے خاردکار سے محبت وہاں کے جانوروں وہاں کے کتوں سے محبت حضور انور سے محبت کا ذریعہ بھی ہے اور اس کا نتیجہ بھی ہے۔حضرت امیرملت محدث علی پوری قدس سرہ مدینہ منورہ میں ایک دعوت میں کھانا کھا رہے تھے کہ ایک کتا آ گیا کسی نے لاٹھی ماری

جس سے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی آپ کھانا چھوڑ کر بھاگے یہ کہتے ہوئے کہ ارے یہ مدینہ کا کتا ہے اسے نہ مارو۔ کتے کو گود میں اٹھالیا اپنی پگڑی پھاڑ کر اس کی ٹانگ سے باندھی گھر لائے علاج کرایا۔عشق سب کچھ کرالیتا ہے مجنون سے پوچھو کہ لیلیٰ کے کتے کی شان کیا ہے۔ ۲؎ یعنی صحابہ کرام میں سے کسی کو ستانا درحقیقت مجھے ستانا ہے امام مالک فرماتے ہیں کہ صحابہ کو برا کہنے والا قتل کا مستحق ہے کہ اس کا یہ عمل عداوت رسول کی دلیل ہے (مرقاۃ) اور عداوت رسول عداوت ربّ ہے ایسا مردودوزخ ہی کا مستحق ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اَصْحَابِيْ فِيْ اُمَّتِيْ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ لَا يَصْلُحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ قَالَ الْحَسَنُ فَقَدْ ذَهَبَ مِلْحُنَا فَكَيْفَ نَصْلُحُ . (رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

(۵۷۵۴) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے صحابہ کی مثال میری امت میں کھانے میں نمک کی سی ہے کہ کھانا بغیر نمک کے درست نہیں ہوتا ۱؎ حسن نے فرمایا کہ ہمارا نمک تو چلا گیا ہم کیسے درست ہوں ۲؎ (شرح سنہ)

(۵۷۵۴) ۱؎ یعنی جیسے نمک ہوتا ہے تھوڑا مگر سارے کھانے کو درست کردیتا ہے ایسے ہی میرے صحابہ میری امت میں ہیں تھوڑے مگر سب کی اصلاح انہی کے ذریعہ سے ہے۔ریل کا پہلا ڈبہ جو انجن سے متصل ہے وہ ساری ریل کو انجن کا فیض پہنچاتا ہے انجن سے وہ کھنچتا ہے اور سارے ڈبہ اس کے ذریعہ کھنچتے ہیں۔ ۲؎ خواجہ حسن بصری فرماتے ہیں کہ اب ہم حضرات صحابہ کا دیدار کیسے کریں ان سے روایات کیسے لیں ان سے حضور کے حالات کیسے پوچھیں وہ تو چلے گئے اصلاح سے مراد ہے مزیدار یعنی ہمارے اندر وہ لذت سوزوگداز کیسے پیدا ہو وہ حضرات نہ رہے خیال رہے کہ خواجہ حسن بصری کے زمانہ میں ایک سو دس صحابہ موجود تھے مگر چونکہ اب ان کا زمانہ ختم ہورہا تھا اس لیے آپ یہ افسوس فرمارہے تھے۔(اشعۃ)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِيْ يَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَّنُوْرًا لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّذُكِرَ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَا يُبَلِّغُنِيْ اَحَدٌ فِيْ بَابِ حِفْظِ اللِّسَانِ .

(۵۷۵۵) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن بریدہ سے وہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرا کوئی صحابی کسی زمین میں وفات نہیں پاتا مگر وہ قیامت کے دن ان کا پیشرو ان کا نور ہوگا ۱؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور ابن مسعود کی حدیث کہو مجھے کوئی نہ پہنچائے الخ زبان کی حفاظت کے باب میں ذکر کردی گئی ۲؎

(۵۷۵۵) ۱؎ یعنی جس سرزمین میں میرے کسی صحابیہ کی وفات و دفن ہوں گے قیامت کے دن اس سرزمین کے سارے مسلمان ان صحابی کے جلو میں محشر کی طرف چلیں گے اور یہ صحابی ان سب کے لیے روشن شمع ہوں گے ان کی روشنی میں سارے لوگ قبروں سے محشر تک اور محشر سے جنت تک پل صراط وغیرہ سے ہوتے ہوئے پہنچیں گے۔ ۲؎ یعنی مصابیح میں وہ حدیث یہاں تھی ہم نے مناسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے باب حفظ اللسان میں بیان کردی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ — تیسری فصل

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ .(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۷۵۶) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم ان کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں[۱] تو کہو کہ تمہاری شر پر اللہ کی پھٹکار[۲] (ترمذی)

(۵۷۵۶)[۱] اس فرمانِ عالی میں غیبی خبر بھی ہے کہ آئندہ مسلمانوں میں دشمنانِ صحابہ پیدا ہوں گے اور یہ کہ ایسے دشمن خود صحابہ کے زمانہ ہی میں پیدا ہو جائیں گے۔ چنانچہ خلافت حیدری میں عبداللہ ابن سبا یہودی نے مذہب رفض ایجاد کیا اور پھیلایا غرضیکہ اس فرمانِ عالی میں دو غیبی خبریں ہیں۔[۲] یعنی صحابہ کرام تو خیر ہی خیر ہیں تم ان کو برا کہتے ہو تو وہ برائی خود تمہاری طرف ہی لوٹتی ہے اور اس کا وبال تم پر ہی پڑتا ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کسی پر لعنت کرے مگر وہ لعنت کے لائق نہ ہو تو لعنت خود اس لعنت کرنے والے پر پڑتی ہے علی شرکم میں اسی جانب اشارہ ہے کہ کسی کے کام پر لعنت کرنا آسان ہے اور فاعل پر لعونت کرنا دشوار دیکھو یہاں علی شرکم فرمایا علیکم نہیں فرمایا حضرت حسان نے ان کفار سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرتے تھے فرمایا شعر:-

اتهجوه ولست له بكفر ۔۔۔ فشركما الخير كما فداء

(مرقات) حدیث مرفوع میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی جنہیں رافضی کہا جائے گا کیونکہ اسلام کو رفض کر چکے ہوں گے (چھوڑ چکے ہوں گے) وہ لوگ مشرکین ہیں وہ اپنے کو محبان اہل بیت کہیں گے مگر ہوں گے جھوٹے کیونکہ جناب ابوبکر و عمر کو گالیاں دیں گے (مرقات، صواعق) روافض دشمنان صحابہ ہیں خوارج دشمنان اہل بیت ان کی دشمنی سے ان صحابہ و اہل بیت کے درجات تا قیامت بڑھتے رہیں گے (مرقات)

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَاَلْتُ رَبِّيْ عَنِ اخْتِلَافِ اَصْحَابِيْ مِنْ بَعْدِيْ فَاَوْحٰى اِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِيْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِي السَّمَآءِ بَعْضُهَا اَقْوٰى مِنْ بَعْضٍ وَّلِكُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَيْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِيْ عَلٰى هُدًى قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ .(رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

(۵۷۵۷) روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کے اختلاف کے متعلق سوال کیا جو میرے بعد ہوگا[۱] تو مجھے وحی فرمائی کہ اے محمد تمہارے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے تاروں کی طرح ہیں کہ ان کے بعض بعض سے قوی ہیں اور سب میں نور ہے تو جس نے ان کے اختلاف میں سے کچھ حصہ لیا جس پر وہ ہیں تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے[۲] فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ تاروں کی طرح ہیں تو تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے[۳] (رزین)

(۵۷۵۷)[۱] یہاں اختلاف سے اجتہادی علمی، عملی اختلاف مراد ہے اس میں غیبی خبر ہے کہ میرے صحابہ میں اختلاف ہوں گے خیال رہے کہ صحابہ کرام کی آپس کی جنگیں اختلاف کی بناء پر تھیں نہ کہ عداوت کی بنا پر جیسے حضرت سارہ اور جناب ہاجرہ کا اختلاف یا جیسے

برادران یوسف علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام سے اختلاف اس کا انجام بخیر ہوتا ہے ہم کسی کو برا نہ کہیں اس کے باوجود وہ ایک دوسرے پر رحیم و کریم تھے ربّ فرماتا ہے رحماء بینھم۲ اس فرمان عالی سے معلوم ہورہا ہے کہ یہاں اختلاف سے مراد فقہی مسائل میں اختلاف ہے۔ جو شخص کسی صحابی کے فتویٰ پر عمل کرے گا نجات پا جائے گا ائمہ دین جیسے امام اعظم اور امام شافعی وغیرہم صحابہ ہی کے مقلد ہیں امام اعظم حضرت عبداللہ ابن مسعود کے اور امام شافعی حضرت عبداللہ ابن عباس کے اکثر مسائل میں تابع ہیں دونوں ہدایت پر ہیں۔۳ سبحان اللہ کیسی نفیس تشبیہ ہے حضور نے اپنے صحابہ کو ہدایت کے تارے فرمایا اور دوسری حدیث میں اپنے اہل بیت کو کشتی نوح فرمایا سمندر کا مسافر کشتی کا بھی حاجت مند ہوتا ہے اور تاروں کی رہبری کا بھی کہ جہاز ستاروں کی رہنمائی پر ہی سمندر میں چلتے ہیں۔ اسی طرح امت مسلمہ اپنی ایمانی زندگی میں اہل بیت اطہار کے بھی محتاج ہے اور صحابہ کبار کی بھی حاجت مند۔ امت کے لیے صحابہ کی اقتداء میں ہی اہتداء یعنی ہدایت ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ بَکْرٍ
حضرت ابوبکر صدیق کے فضائل

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ
پہلی فصل

مناقب جمع ہے منقبت کی بمعنی فضیلت و بزرگی حضرت ابوبکر صدیق کا نسب شریف یہ ہے عبداللہ (ابوبکر) ابن عثمان (ابوقحافہ) ابن عامر ابن عمرو ابن کعب ابن سعد ابن تیم ابن مرہ آپ ساتویں دادا یعنی مرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے ہیں آپ کا لقب صدیق ہے کنیت عتیق معراج کی صبح کو حضور کی معراج کی شاندار تصدیق کی وجہ سے آپ کو صدیق کہا گیا اور حضرت بلال کو آزاد کرنے پر آپ کا لقب عتیق یعنی دوزخ سے آزاد یا لوگوں کو آزاد کرنے والے آپ کے فضائل آسمان کے تاروں زمین کے ذروں کی طرح بے شمار ہیں بعد انبیاء کرام آپ ہی افضل الخلق ہیں۔ آپ اسلام کے بعد کبھی حضور انور سے جدا نہ ہوئے تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے سب سے پہلے آپ ہی اسلام لائے سفید رنگ دراز قد دبلے بدن والے چوڑی پیشانی تھے آپ اور آپ کے ماں باپ آپ کی ساری اولاد اور آپ کی اولاد کی اولاد صحابی ہیں یہ شرف کسی کو نصیب نہیں ہوا مکہ معظمہ میں آپ کی پیدائش واقعہ فیل سے دو سال چار ماہ بعد ہوئی اور جمادی الاخر کی بائیس تاریخ منگل کی شب ۱۳ھ میں مغرب و عشاء کے درمیان مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ بلافصل حضور کے پہلو میں آرام فرما ہیں دو سال چار ماہ خلافت کا زمانہ ہے ۶۳ھ تریسٹھ سال عمر شریف ہوئی رضی اللہ عنہ۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَکْرٍ وَّعِنْدَ الْبُخَارِیِّ اَبَا بَکْرٍ وَّلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَّا تَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا وَّلٰکِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ لَا تُبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّفِیْ رِوَایَةٍ

(۵۷۵۸) روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ سارے انسانوں میں مجھ پر بڑا احسان کرنے والے اپنی صحبت اپنی محبت و مال میں ابوبکر ہیں۱ اور بخاری کے نزدیک ابا بکر ہے اور اگر میں کسی کو دلی دوست بناتا تو میں ابوبکر کو دوست بناتا۲ لیکن اسلام کا بھائی چارا اور اس کی دوستی ہے۳ مسجد میں کوئی کھڑکی نہ رکھی جائے سواء ابوبکر کی کھڑکی کے۴ دوسری

لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا غَيْرَ رَبِّیْ لَا تَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

روایت میں یوں ہے کہ اگر میں اپنے ربّ کے سوا کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بناتا ۵ (مسلم بخاری)

(۵۷۵۸)۱؎ خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنا مال جان، اولاد وطن سب کچھ حضور پر قربان کردیا غار ثور میں ہجرت کی رات اپنی جان حضور پر فدا کی کہ سانپ سے کٹوالیا اپنی صاحبزادی عائشہ صدیقہ کا نکاح حضور انور سے کیا جب آپ کی عمر چھ سال تھی اور حضور کی عمر ۴۵ سال حالانکہ آپ جانتے تھے کہ جب حضور کا وصال ہوگا تو حضرت عائشہ عین جوانی میں ہوں گی آپ کے بعد نہ آپ کو میراث ملے گی نہ آپ کا نکاح کسی سے ہوسکے گا یہ ہے اولاد کی قربانی جس وقت آپ ایمان لائے تو چالیس ہزار دینار اشرفیاں آپ کے پاس تھیں جو سب حضور پر خرچ کیں وفات کے وقت کفن کے لیے کپڑا بھی نہ تھا پرانے کپڑوں میں کفن دیا گیا۔حضور نے فرمایا کہ صدیق کا احسان مجھ پر بڑا ہے۔شعر:-

آں امن الناس بر مولائے ما   آں کلیمے اول سینامـا

مسجد نبوی شریف کی اصل زمین حضرت ابوبکر صدیق نے دس دینار میں خرید کر وقف کی (ابن ماجہ کا حاشیہ ص ۵۴) بعد میں حضرت عثمان نے آس پاس کی زمین خرید کر ملحق کی۔۲؎ خلیل یا تو بنا ہے خلت خ سے کے پیش سے بمعنی دلی دوست جس کی محبت دل کی گہرائی میں اتر جائے حضور کا ایسا محبوب صرف اللہ ہی ہے یا بنا ہے خلق خ، فتحہ سے بمعنی حاجت یعنی وہ دوست جس پر توکل کیا جائے اور ضرورت کے وقت اس سے مشکل کشائی حاجت روائی کرائی جائے حضور انور کا ایسا کارساز حاجت روا محبوب سواء خدا کے کوئی نہیں ورنہ اصل محبت حضور کو جناب صدیق سے بہت ہی ہے۔۳؎ یعنی ہم مطلقًا محبت کی نفی نہیں کررہے ہیں محتاجی حاجت روائی کی محبت کی نفی ہے یا جگری و دلی محبت کی جو صرف ایک سے ہی ہوسکتی ہے ایمانی محبت ان سے علی وجہ الکمال ہے خیال رہے کہ حضرت صدیق نے کبھی حضور کو بھائی کہہ کر پکارا نہیں کہ یہ حرام ہے

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ (۲۴،۶۳) رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو۔(کنزالایمان)۔۴؎ خوخۃ بمعنی کھڑکی یا بمعنی چھوٹا دروازہ جن صحابہ کرام کے مکانات مسجد کے متصل تھے انہوں نے اپنے گھروں کی دیواروں میں مسجد کی طرف روشندان اور چھوٹے دروازے رکھے تھے کہ روشندانوں سے حضور کو دیکھ لیا کریں اور آسانی سے مسجد میں آتے جاتے رہیں ان سب کے بند کردینے کا حکم دیا سواء صدیق اکبر کے دروازے کے خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کے دو گھر تھے ایک مسجد شریف سے متصل دوسرا مقام سخ میں یہ اس کھڑکی کا ذکر ہے جو مسجد سے ملے ہوئے مکان میں تھی اب باب الصدیق اس مکان کی یادگار ہے لہذا مرقات کا یہ فرمانا کہ آپ کا گھر تو مقام سخ میں تھا پھر کھڑکی مسجد نبوی کی طرف کیسی اور اس کی تاویل خلافت سے کرنا کچھ قوی نہیں۔۵؎ خیال رہے کہ آپ کا نام عبداللہ ہے اور کنیت ابوبکر ہے ابو کے معنی ہیں والا جیسے ابوہریرہ بلی والے بکر کے معنی ہیں اوّلیت اسی سے ہے بکرہ۔باکرہ،اور باکور ابوبکر کے معنی ہوئے اولیت والے چونکہ آپ ایمان، ہجرت حضور کی وفات کے بعد وفات میں اور قیامت کے دن قبر کھلنے وغیرہ سب کاموں میں آپ ہی اول ہیں اس لیے آپ کو ابوبکر کہا گیا رضی اللہ عنہ یہ بھی خیال رہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد حضور نے حضرت علی کے متعلق یہ ارشاد فرمایا تھا کہ مسجد میں صرف علی کی کھڑکی رہے جس پر جناب حمزہ۔نے شکایت کی تھی کہ یارسول آپ نے اپنے چچا کو تو اس کی اجازت نہیں دی اور چچازاد بھائی کو اجازت دے دی فرمایا کہ میں نے نہیں حکم دیا بلکہ یہ حکم الٰہی ہے اور حضرت صدیق اکبر کو یہ اجازت وفات شریف سے تین دن پہلے

دی ہے جو یہاں مذکور ہے (اشعۃ اللمعات) مرقات میں بھی اس کے قریب قریب ہے۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَا تَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا وَّلٰكِنَّهٗ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا .(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۷۵۹) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں اور اللہ نے تمہارے صاحب کو دوست بنایا۱ (مسلم)

(۵۷۵۹) ۱؎ صاحبکم سے مراد خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے یعنی اللہ نے مجھے اپنا خلیل اپنا دوست بنالیا ہے تو میں نے بھی اس کو اپنا خلیل بنالیا اس کے سوا کوئی نہیں بنایا خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مومن کے صاحب یعنی ساتھ رہنے والے ہیں ربّ فرماتا ہے: وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ (۸۱،۲۲) اور تمہارے صاحب مجنون نہیں۔ (کنزالایمان) اور فرماتا ہے: مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى (۵۳،۲) تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے (کنزالایمان) کیونکہ حضور انور ہر مومن کے دل میں ایمان میں جان میں سفر میں قبر میں حشر میں ساتھ رہتے ہیں حضور ہر مومن کے ہر وقت ہر جگہ کے ساتھی جیسے جان جسم کی ساتھی خیال رہے کہ حضرت ابراہیم بھی خلیل اللہ ہیں اور حضور انور بھی مگر ان دونوں خلتوں میں فرق ہے خلت محمدی اعلیٰ واکمل ہے خلت ابراہیمی سے جناب ابراہیم اللہ کے ایسے خلیل ہیں کہ جو ربّ کہتا ہے وہ آپ کرتے ہیں مگر حضور اللہ کے ایسے خلیل کہ جو آپ کہتے ہیں وہ ربّ کرتا ہے دیکھو فرماتا ہے: فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا (۲،۱۴۴) تو ضرور ہم پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ (کنزالایمان) اور فرماتا ہے: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (۹۳،۵) اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا ربّ تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (کنزالایمان) اسی لیے حضور کا لقب ہے حبیب اللہ۔ جو حضور انور کا ہو جائے وہ بھی اللہ کا دوست ہو جاتا ہے۔ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (۳،۳۱) تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (کنزالایمان) مسجد کی چٹائی۔ لوٹا وغیرہ سب مسجد کی طرح اللہ کی ہو جاتی ہیں۔ یعنی وقف۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ اُدْعِيْ لِيْ اَبَا بَكْرٍ اَبَاكِ وَاَخَاكِ حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَّيَقُوْلُ قَائِلٌ اَنَا وَلَاوَ يَاْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَكْرٍ .(رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ اَنَا اَوْلٰى بَدَلَ اَنَا وَلَا)

(۵۷۶۰) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں فرمایا کہ میرے پاس اپنے والد ابوبکر کو اور اپنے بھائی کو بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں۱ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے یا کہنے والا کہے کہ میں۲ لیکن نہیں اللہ اور مومنین ابوبکر کے سوا کو منع کر دیں گے۳ (مسلم) اور کتاب حمیدی میں بجائے انا ولا کے انا اولیٰ ہے۔

(۵۷۶۰) ۱؎ بھائی سے مراد حضرت عبدالرحمٰن ابن ابوبکر الصدیق ہیں جیسا کہ بعض روایات میں ہے بھائی کو بلانا وصیت نامہ لکھانا کے لیے تھا (مرقات واشعہ) کتاب سے مراد خلافت نامہ ہے۔ اس ارادہ فرمانے سے معلوم ہوا کہ سلطان اسلام اپنا خلیفہ کسی کو بنا سکتا ہے ورنہ حضور انور اس کا ارادہ نہ کرتے لہذا حضرت ابوبکر صدیق کا جناب عمر کو اپنا جانشین خلیفہ مقرر فرما دینا بالکل درست ہوا خیال رہے کہ حضور انور نے تحریری طور پر حضرت صدیق کو خلیفہ نہ بنایا مگر عملی خلیفہ بنا دیا کہ حج وداع سے پہلے حج کا امیر اور وفات کے وقت مسجد نبوی شریف کا امام جناب صدیق کو بنا دیا یہ عملی طور پر ولی عہد بنانا تھا۲ یعنی کوئی یہ نہ کہے کہ خلیفہ رسول اللہ میں ہوں حالانکہ ابوبکر کے ہوتے کسی کو خلافت کا حق

نہیں۔ ولا کے بعد ایک عبارت پوشیدہ ہے یعنی و لا یکون کذلک۳ یعنی نہ تو اللہ تعالٰی کسی اور دوسرے کی خلافت پسند فرمائے گا کیونکہ وہ فیصلہ فرما چکا ہے کہ خلیفہ رسول جناب صدیق اکبر ہوں اور نہ مسلمان کسی اور کو ووٹ دیں گے کیونکہ ان سب کو معلوم ہے کہ افضل خلیفہ ہونا چاہئے اور بعد رسول افضل خلق حضرت صدیق اکبر ہی ہیں اور ایسا ہی ہوا کہ سعد ابن عبادہ نے خلیفہ ہونے کی تمنا بلکہ کوشش کی مگر مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ جناب صدیق اکبر کی خلافت پر ہوا۔ وفات کے وقت جو حضور نے کاغذ وقلم منگوایا تھا شاید حضرت صدیق اکبر کے لیے خلافت لکھنا چاہتے تھے حضور انور کے خلافت نامہ نہ لکھنے میں بھی آئندہ مسلمانوں کو تعلیم تھی کہ خلیفہ کا چناؤ اس طرح بھی ہوسکتا ہے یعنی ووٹ کے ذریعہ۔

وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَاَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ كَاَنَّهَا تُرِيْدُ الْمَوْتَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَاْتِيْ اَبَابَكْرٍ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۶۱) روایت ہے حضرت جبیر ابن مطعم سے۱ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اس نے کسی چیز کے متعلق حضور سے بات کی۲ تو اسے حضور نے دوبارہ حاضری کا حکم دیا وہ بولی یا رسول اللہ فرمائیے تو اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں شاید اس کی مراد موت تھی۳ فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آجانا۴ (مسلم بخاری)

(۵۷۶۱)۱ آپ قرشی ہیں نوفل ابن عبد مناف کی اولاد سے آپ کا نام جبیر ہے کنیت ابو محمد فتح مکہ سے ایک سال پہلے خیبر کی فتح پر ایمان لائے حضرت ابوبکر صدیق کے شاگرد تھے۔۲ یا تو کوئی مقدمہ پیش کیا فیصلہ کے لیے یا حضور سے کچھ مانگا۔ یا کوئی مسئلہ پوچھا پہلا احتمال قوی ہے۔ کسی مقدمہ میں حاکم کا تاریخ دینا جائز ہے اس کی اصل یہ حدیث ہے کہ حضور نے اسے کل کی تاریخ دی۔۳ یہ واقعہ حضور کی وفات شریف سے قریب کا ہے اس بی بی کا مطلب یہ تھا کہ اگر حضور کل سے پہلے وفات پا جائیں تو کس سے فیصلہ کراؤں۔۴ یعنی اگر میری وفات ہو جائے تو ابوبکر صدیق سے اپنا فیصلہ کرالینا اس فرمانِ عالی میں حضرت صدیق اکبر کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔

وَعَنْ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهٗ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ اَيُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ عَآئِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَكَتُّ مَخَافَةَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ فِيْ اٰخِرِهِمْ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۶۲) روایت ہے حضرت عمرو ابن عاص سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذات سلاسل کے لشکر پر امیر بنا کر بھیجا۱ فرماتے ہیں کہ میں حضور کے پاس آیا میں نے کہا لوگوں میں آپ کو زیادہ پیارا کون ہے فرمایا عائشہ میں نے کہا مردوں میں فرمایا ان کے والد۲ میں نے عرض کیا پھر کون فرمایا عمر پھر حضور نے چند حضرات گنائے تو میں چپ ہوگیا اس خوف سے کہ مجھے ان سب کے آخر میں کردیں۳ (مسلم بخاری)

(۵۷۶۲)۱ ذات سلاسل مدینہ منورہ سے دس روز کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے یا تو یہاں مشرکین نے مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنے کو زنجیروں سے باندھ لیا تھا تاکہ بھاگ نہ سکیں یا وہاں ایک کنویں کا نام سلاسل ہے جیسے آج خیبر کے راستہ میں ایک منزل کا نام سلسلہ ہے یا وہاں کا ریتہ زنجیروں کی طرح ہے ان وجوہ سے اسے ذات سلاسل کہتے ہیں پہلے حضور نے حضرت عمرو ابن عاص کو تین سو صحابہ پر

امیر بنا کر وہاں بھیجا انہوں نے حضور سے کمک طلب کی تو ایک اور جماعت صحابہ بھیجی جس میں حضرت ابوبکر وعمر اور ابوعبیدہ ابن جراح بھی تھے۔ حضرت عمرو ابن عاص نے جو دیکھا کہ حضور انور نے مجھے آج حضرت صدیق و فاروق پر بھی امیر بنا دیا تب واپسی پر یہ سوال کیا جو یہاں مذکور ہے وہ سمجھے کہ میں ان بزرگوں سے بھی افضل ہوں (اشعہ) ۲؎ محبت کی بہت قسمیں ہیں ایک محبت عائشہ صدیقہ سے زیادہ ہے دوسری قسم کی محبت حضرت فاطمہ سے زیادہ لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ اس سوال کے جواب میں فرمایا مجھے بہت پیاری فاطمہ زہرا ہیں اور مردوں میں ان کے خاوند ۳؎ یعنی میں تو اس خیال میں تھا کہ چونکہ حضور انور نے مجھے اس لشکر کا امیر بنایا جس میں حضرت صدیق و فاروق سپاہیانہ شان سے تھے لہذا ان میں ان سے بھی افضل ہوں گا مگر پتہ لگا کہ میں تو ان سے بہت ہی فاصلہ پر ہوں ایسا نہ ہو کہ میری باری سب سے آخر میں ان سے آئے اس لیے میں پوچھنے سے باز رہا تاکہ پردہ ہی رہے۔

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ وَخَشِيْتُ اَنْ يَّقُوْلَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ اَنْتَ قَالَ مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۷۶۳) روایت ہے حضرت محمد ابن حنفیہ سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں کون بہتر ہے ۲؎ فرمایا ابوبکر میں نے کہا پھر کون فرمایا عمر میں ڈرا کہ آپ کہہ دیں گے کہ عثمان تو میں نے کہا پھر آپ فرمایا میں تو نہیں مگر مسلمانوں میں سے ایک شخص ۳؎ (بخاری)

(۵۷۶۳) ۱؎ آپ محمد بن علی ابن ابی طالب ہیں آپ کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر ابن قیس ہے قبیلہ بنی حنیفہ سے تھیں جو خلافت صدیقی میں گرفتار ہو کر جنگ یمامہ میں آئیں اور حضرت علی کو دی گئیں آپ تابعی مشہور عالم بڑے بہادر تھے ایک بار ایک زرہ حضرت علی کی خدمت میں پیش کی گئی جو آپ کے قد شریف سے بڑی تھی محمد ابن حنفیہ نے اپنے ہاتھ سے زائد زرہ توڑ کر حضرت علی کے قد پر فٹ کردی۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ حضرت علی جنگ میں تم کو بھیجا کرتے ہیں۔ حسن و حسین کو نہیں بھیجتے فرمایا وہ دونوں آنکھیں ہیں میں بہادر ہاتھ ہوں آنکھوں کی حفاظت ہاتھ سے کی جاتی ہے۔ ۲؎ یہ سوال حضرت علی کی خلافت کے زمانہ میں ہوا تھا۔ جبکہ حضرات شیخین و عثمان غنی وفات پاچکے تھے۔ ۳؎ یہ فرمان حضرت علی کی انتہائی تواضع اور انکساری پر ہے ورنہ ان تین خلفاء کے بعد افضل الخلق آپ ہی ہیں رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ (مرقات و اشعہ)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِاَبِيْ بَكْرٍ اَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ اَفْضَلُ اُمَّةِ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهٗ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

(۵۷۶۴) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابوبکر کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے پھر عمر کو پھر عثمان کو ۱؎ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو رہنے دیتے ان میں کسی کی بزرگی بیان نہ کرتے ۲؎ (بخاری) اور ابوداؤد کی روایت میں ہے فرمایا ہم کہتے تھے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں آپ کے بعد ابوبکر ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ پھر عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین ۳؎

(۵۷۶۴)۱؎ کیونکہ یہ تینوں حضرات سید سیدہ تجربہ کار اور حضور انور کے مشیر خاص اور راز دار تھے ان کی عظمت لوگوں کے دلوں میں قدرتی طور پر جاگزین تھی۲؎ یعنی ان تینوں صاحبوں کی سی بزرگی کسی اور صحابی کو نہ دیتے تھے خیال رہے کہ حضرت علی کا شمار اہل بیت نبی میں ہے اسی لیے ان کا ذکر نہ فرمایا یہاں ذکر صحابہ کا ہے کہ صحابہ میں ہم یہ ترتیب رکھتے تھے نیز حضور کے زمانہ میں حضرت علی بہت کم سن تھے اور وہ تین حضرات شیوخ میں سے تھے ورنہ حضرت ابن عمر کا عقیدہ تھا کہ اہل بدر، اہل بیعۃ رضوان اور علماء صحابہ ان کے مجتہد ہیں دوسرے صحابہ سے افضل ہیں خصوصاً حضرت علی بہت افضل و اعلیٰ ہیں (مرقات) لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ آپ نے حضرت علی، اصحاب بدر عشرہ مبشرہ بیعۃ الرضوان والے صحابہ کا ذکر کیوں نہیں (مرقات) ۳؎ اس کا مطلب بھی وہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ کسی صحابی کو ان تین جیسی فضیلت ہم نہیں دیتے تھے بقیہ حضرات کی اپنی اپنی افضلیت مسلم ہے خیال رہے کہ حضرت علی میں رب نے دو بزرگیاں جمع فرمائی ہیں صحابیت اور حضور کا اہل بیت میں سے ہونا آپ کے گھر میں حضور نے اور حضور کی گود میں آپ نے پرورش پائی غسل ولادت حضور نے جناب علی کو دیا اور غسل وفات جناب علی نے حضور کو دیا ادھر چار یار میں داخل اور ادھر پنج تن پاک میں شامل رضی اللہ عنہ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَالاَ حَدٍ عِنْدَ نَایَدٌ اِلَّا وَقَدْ کَافَیْنَاهُ مَاخَلَا اَبَابَکْرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا یَدًا یُکَافِئُهُ اللّٰهُ بِهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَا تَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا اَلَاوَ اِنَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلُ اللّٰهِ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

تیسری فصل

(۵۷۶۵) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم پر کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اس کا بدلہ کر دیا۱؎ سوا ابوبکر کے کہ ہم پر ان کا احسان ہے کہ اللہ انہیں اس کا بدلہ قیامت کے دن دے گا۲؎ مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہ دیا جتنا ابوبکر کے مال نے نفع دیا۳؎ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بناتا۴؎ خیال رکھو کہ تمہارے صاحب اللہ کے دوست ہیں ۵؎ (ترمذی)

(۵۷۶۵)۱؎ یہاں شخصی خدمات و احسانات کا ذکر ہے کہ جس شخص نے ہم سے کچھ سلوک کیا تھا ہم نے اس سے بڑھ کر بدلہ دے دیا لہٰذا یہ حدیث اس فرمان کے خلاف نہیں کہ انصار کے احسانات و خدمات کا بدلہ نہ ہوسکا قیامت میں رب تعالیٰ سے دلوایا جائے گا کہ وہ قومی اور جماعتی احسان و خدمات ہیں احادیث میں تعارض نہیں۔۲؎ اس احسان سے یا تو وہ بدنی، مالی، وطنی، اولادی قربانیاں مراد ہیں جو حضرت صدیق اکبر برابر کرتے رہے یا حضرت بلال کو خرید کر آزاد کرنا مراد ہے کہ حضور نے فرمایا کہ صدیق نے مجھ پر احسان کیا کہ بلال کو آزاد کیا رب نے فرمایا: وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی (۹۲،۱۸) اور منہ پھیرا اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے زیادہ پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو۔ (کنزالایمان) کہ آیت کریمہ میں ابن آزادی بلال کا ذکر ہے (مرقات) حضرت بلال کی خریداری پر حضور نے صدیق اکبر کے لیے فرمایا تھا شعر:-

مصطفیٰ گفتش کہ اے اقبال جو ۔۔۔ درخریدن می شوم انباز تو

اے ابوبکر بلال کی خریداری میں ہم کو بھی اپنے ساتھ ملا تو آدھی قیمت ہم سے لے لو ہم تم دونوں ان کے خریدار تو حضرت صدیق

تڑپ گئے قدموں پر فدا ہو کر بولے۔شعر:۔

گفت ماد و بندگان کوئے تو کر دمش آزاد ہم بروئے تو

حضور میں بھی آپ کا غلام بلال بھی آپ کے غلام حضور میں نے انہیں آپ کے لیے ہی خریدا ہے میں نے انہیں آزاد کر دیا بلال نے جب چہرہ مصطفیٰ دیکھا تو شعر:۔

چوں بدیدآں خستہ روئے مصطفیٰ خر مغشیا علیہ برقفا

چہرہ پاک دیکھتے ہی غش کھا کر گر گئے۔ بے ہوش ہو گئے حضور نے اپنی چادر نے چہرے کا گرد و غبار صاف کیا اور فرمایا اوذیت فی اللہ کثیرا اے بلال تجھے اللہ کی راہ میں بڑی اذیتیں پہنچیں رضی اللہ عنہ اے صدیق تم پر لاکھوں سلام کہ تم نے ہم سب مسلمانوں کے آقا حضرت بلال کو آزاد کیا تم نے ہمارے آقا حضرت بلال کو آزاد کیا تم ہمارے آقا کے آقا ہو۔۳؎ چنانچہ جب ابوبکر صدیق ایمان لائے تو آپ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے آپ بڑے امیر کبیر تھے اتنی بڑی دولت حضور انور پر خرچ کردی بہت سے غریب مسلمان جو کفار کے غلام تھے بڑی مصیبت میں تھے انہیں خرید کر آزاد کیا ان سب میں حضرت بلال ابن ابی رباح اور مالک ابن فہیرہ بہت مشہور ہیں جب ہجرت میں حضور کے ساتھ گئے تو چند درہم آپ کے ساتھ تھے وہ بھی حضور پر خرچ کرنے کے لیے ساتھ لیے تھے۔۴؎ صوفیاء کے نزدیک خلیل وہ ہے جس کی محبت میں دل رہے اور رفیق وہ ہے جس کی محبت دل میں رہے کشتی دریا میں اور دریا کشتی میں فرق ہے۵؎ صاحبکم سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ذات مبارک ہے۔

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ سَیِّدُنَا وَخَیْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۷۶۶) روایت ہے حضرت عمر سے فرمایا ابوبکر ہمارے سردار ہیں ہم سب سے بہتر ہم سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیارے۱؎ (ترمذی)

(۵۷۶۶)۱؎ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت صدیق افضل الخلق بعد انبیاء ہیں ان کی افضلیت مطلقًا قرآن سے ثابت ہے رب فرماتا ہے:وَلَا یَاْتَلِ اُولُو الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَةِ (۲۴،۲۲) اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں۔ (کنزالایمان) میں خطاب سارے صحابہ اہل بیت نے ہے اور اُولُو الْفَضْلِ مطلق ہے اسی طرح جناب صدیق کی صحابیت قرآن سے ثابت ہے اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ (۹،۴۰) جب اپنے یار سے فرماتے تھے تو غم نہ کھا۔ (کنزالایمان) یوں ہی ان کا سب مسلمانوں سے بڑھ کر متقی ہونا ان کا دوزخ سے بہت دور رکھا جانا قرآنی مسئلہ ہے وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی الَّذِیْ (۹۲،۱۸) اور منہ پھیرا اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے زیادہ پرہیزگار (کنزالایمان) اتقی اسم تفضیل یہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ سب مسلمانوں کے سردار سب سے بہتر رسول اللہ کو سب سے زیادہ پیارے حضرت ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ عنہ۔ایک قسم کی محبت میں فاطمہ زہرا سب سے پیاری اور ایک قسم کی محبت میں عائشہ صدیقہ سب سے زیادہ پیاری۔ایک اور قسم کی محبت میں ابوبکر صدیق سب سے بڑھ کر ایک اور قسم کی محبت میں حسن و حسین سب سے زیادہ پیارے ہیں پھر یہ سب اللہ تعالیٰ کے پیارے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِیْ بَکْرٍ اَنْتَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ

(۵۷۶۷) روایت ہے حضرت ابن عمر سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور نے ابوبکر سے فرمایا کہ تم میرے غار

وَصَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ . (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) میں ساتھی ہوا اور حوض پر میرے ساتھی۲ (ترمذی)

(۵۷۶۷)۱؎ غار سے مراد یا تو غار ثور ہے جہاں ہجرت کے موقع پر تین دن حضور کے ساتھ صدیق اکبر نے قیام فرمایا یا مراد قبر ہے پہلا احتمال قوی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ حضرت صدیق اکبر کی صحابیت قطعی یقینی ہے اس کا انکار کفر ہے کیونکہ یہ قرآن سے ثابت ہے (از مرقاۃ) ۲؎ یعنی دونوں جہان میں تم میرے خاص ساتھی ہو جس ہمراہی میں کسی کی شرکت نہیں ورنہ حضور کے سارے غلام حوض پر حضور کے ساتھ ہوں گے۔

وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَنْبَغِیْ لِقَوْمٍ فِیْھِمْ اَبُوْبَکْرٍ اَنْ یَّؤُمَّھُمْ غَیْرُہٗ . (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

(۵۷۶۸) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس قوم میں ابوبکر ہوں انہیں یہ لائق نہیں کہ ان کی امامت ابوبکر کے سوا کوئی اور کرے۱؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۲؎

(۵۷۶۸)۱؎ مرض وفات شریف میں جب شدت ہوئی اور حضور انور نماز کے لیے مسجد تشریف نہ لاسکے تب حکم دیا کہ میری جگہ جناب ابوبکر نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے حضرت عمر کو امام بنانے کی رائے دی تو آپ نے ان کے جواب میں یہ فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ جناب صدیق اکبر کو اپنی جگہ مصلے پر کھڑا فرمانا اتفاقاً نہ تھا بلکہ کسی حکمت اور وجہ سے تھا اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت صدیق اکبر کا یہ انتخاب امامت کبریٰ یعنی خلافت کے لیے دلیل بنانا تھا اس کی تمہید تھی دوسرے یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق تمام صحابہ سارے اہل بیت سے افضل بھی ہیں اور زیادہ عالم بھی کیونکہ امام اسی کو بنایا جاتا ہے جو سب سے زیادہ عالم اور افضل ہو معراج میں سارے نبیوں کی امامت حضور انور نے کی کہ سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی کیونکہ آپ ان سب حضرات سے افضل اور بڑے عالم تھے تیسرے یہ کہ امامت نماز میں عالم قاری پر مقدم ہوگا دیکھو تمام صحابہ میں بڑے قاری حضرت ابی ابن کعب تھے مگر حضرت صدیق کو امام بنایا گیا جو بڑے عالم تھے لہذا مذہب حنفی قوی ہے کہ عالم قاری پر مقدم خیال رہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر حضور کا حضرت عبداللہ ابن مکتوم کو مسجد نبوی شریف کا امام بنایا اتفاقاً تھا وہاں یہ نہ فرمایا تھا کہ عبداللہ کے ہوتے کسی کو امامت کا حق نہیں لہذا ان دونوں امامتوں میں فرق ہے۲؎ یہ حدیث امام ترمذی کو غریب ہوکر ملی صحابہ کرام کے لیے غریب نہ تھی اس وقت میں غریب بنانے والا راوی شامل نہیں ہوا تھا اس پر صحابہ کا عمل ہو چکا یہاں لمعات میں ہے کہ حضرت علی نے صدیق اکبر سے فرمایا کہ آپ کو رسول اللہ نے ہمارے دین میں ہمارا پیشوا بنایا تو دنیا میں آپ کو پیچھے کرنے والا کون ہے (للمعات)

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَتَصَدَّقَ وَوَافَقَ ذٰلِکَ عِنْدِیْ مَالًا فَقُلْتُ الْیَوْمَ اَسْبِقُ اَبَابَکْرٍ اِنْ سَبَقْتُہٗ یَوْمًا قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِکَ فَقُلْتُ مِثْلَہٗ وَاَتٰی اَبُوْبَکْرٍ بِکُلِّ مَا عِنْدَہٗ فَقَالَ یَا اَبُوْبَکْرٍ مَا اَبْقَیْتَ

(۵۷۶۹) روایت ہے حضرت عمر سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم دیا۱؎ اتفاقاً اس وقت میرے پاس مال بہت تھا تو میں نے سوچا کہ اگر میں کسی دن ابوبکر سے بڑھ سکا تو آج بڑھ جاؤں گا۲؎ فرماتے ہیں کہ میں اپنا آدھا مال لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے بال بچوں کے لیے کیا چھوڑا میں نے کہا کہ اتنا ہی اور ابوبکر سارا وہ مال لے آئے جو ان کے پاس تھا

لِاَهْلِكَ فَقَالَ اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قُلْتُ لَا اَسْبِقُهٗ اِلٰى شَيْءٍ اَبَدًا ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ)

۳؎ فرمایا اے ابوبکر تم نے اپنے گھروالوں کے لیے کیا رکھا عرض کیا کہ میں نے ان کے لیے اللہ رسول کو رکھا میں نے سوچا کہ میں کسی چیز کی طرف ان سے آگے نہ بڑھ سکوں گا۴؎ (ترمذی،ابوداؤد)

(۵۷۶۹)۱؎ غزوۂ تبوک کے موقع پر یہ حکم ہوا تھا۲؎ حضرت عمر کا گمان یہ تھا کہ صدقہ میں سبقت زیادہ مال سے ہوتی ہے،اور مال تو میرے پاس زیادہ ہے لہٰذا میں ہی آج بڑھ جاؤں گا مگر بعد میں پتہ لگا کہ صدقہ میں سبقت اخلاص کی زیادتی سے ہوتی ہے کثرت اور برکت میں فرق ہے۔۳؎ سارے مال کی خیرات حضرت صدیق اکبر کی خصوصیت ہے ان کی اور ان کے بال بچوں کی طرح متوکل نہ کوئی ہوگا نہ سارا مال خیرات کرے گا ہم جیسوں کو بعض مال خیرات کرنے کا حکم ہے: اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ (۲:۲۵۴) اللہ کی راہ میں ہمارے دیے میں سے خرچ کرو۔(کنزالایمان) مِمَّا کا من بعضیت کا ہے اگر ہم سارا مال خیرات کردیں تو اگرچہ ہم صبر کرجائیں مگر ہمارے،بیوی بچے پیٹ پیٹ کر مرجائیں۔خیال رہے کہ عابدوں کی نماز و زکوۃ اور ہے عاشقوں کی اور نوعیت کی عارفوں کی اور طرح کی عابدوں کی زکوۃ سال کے بعد چالیسواں حصہ،عاشقوں کو زکوۃ اشارہ پاکر سارا مال،عابدوں کی نماز مسجدوں کی دیواروں کے سایہ میں عاشقوں کی نماز تلواروں کے سایہ میں اس جواب سے معلوم ہوا اللہ رسول کے نام پر خیرات اللہ رسول پر توکل شرک نہیں عین ایمان ہے کیا پیارا جواب ہے کہ میں نے گھروالوں کے لیے اللہ رسول کو چھوڑا معلوم ہوا کہ اللہ رسول کافی ہیں۔۴؎ خیال رہے کہ حضرت ابوبکر کا یہ کل مال جناب عمر کے آدھے مال سے مقدار میں کم تھا مگر درجہ میں بہت زیادہ تھا قبولیت میں سب سے بڑھ کر تھا۔(اشعہ)

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَابَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيْقًا ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۷۷۰) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ جناب ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو فرمایا کہ تم آگ سے اللہ کی طرف سے آزادشدہ ہو۱؎ اس دن سے آپ کا نام عتیق رکھا گیا۲؎ (ترمذی)

(۵۷۷۰)۱؎ عتیق کے بہت معنی ہیں پرانا افضل جیسے کعبہ کو بیت عتیق کہتے ہیں آزادشدہ آزاد کرنے والا آپ کا نام عبداللہ ہے کنیت ابوبکر لقب عتیق آپ کی زوجہ کا نام اسماء بنت عمیس ہے آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے یہی غسل دیں ایسا ہی کیا گیا (مرقات)۲؎ یہاں عتیق بمعنی آزاد کرنے والا ہے۔حضرت صدیق کے غلام بھی دوزخ سے آزاد ہیں شعر:-

تو ہے آزاد سقر سے ترے بندے آزاد ہے یہ سالک بھی ترا بندہ بے زر صدیق

حضور کے سارے صحابہ ہی آگ سے آزاد ہیں وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى مگر جناب صدیق کی آزادی کسی خاص نوعیت کی ہے جیسے يَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اٰتِيْ اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَيُحْشَرُوْنَ مَعِيَ ثُمَّ اَنْتَظِرُ اَهْلَ مَكَّةَ حَتّٰى اُحْشَرَ بَيْنَ

(۵۷۷۱) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں پہلا وہ شخص ہوں جس سے زمین کھولی جائے گی پھر ابوبکر پھر عمر۱؎ پھر میں بقیع والوں کے پاس آؤں گا تو وہ میرے ساتھ جمع کیے جائیں گے پھر میں مکہ والوں کا

الْحَرَمَيْنِ . (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

انتظار کروں گا۲ حتیٰ کہ ہم دونوں حرمین کے درمیان محشر حشر کیے جائیں گے۳ (ترمذی)

(۵۷۷۱) ۱یعنی قیامت میں جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو پہلے قبر انور ہماری پھٹے گی ہم اٹھیں گے پھر ترتیب وار ان دونوں بزرگوں کی خیال رہے کہ ان دونوں بزرگوں کی اولیت یا تو اس امت کے لحاظ سے ہے یا ساری امتوں کے اولیاء کے لحاظ سے (مرقات) ورنہ پہلے حضور کی قبر انور کھلے گی پھر دوسرے نبیوں کی قبور مگر گروہ اولیاء اللہ میں پہلے ان دونوں بزرگوں کی ۲اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور جنت البقیع والے مومنوں کے پاس خود تشریف لے جائیں گے پھر یہاں ہی مکہ کے جنت معلے کے مدفونین کا انتظار کریں گے وہ لوگ یہاں ہی پہنچیں گے پھر یہاں حضور انور فلسطین کی زمین کی طرف چلیں گے۔ جہاں محشر قائم ہوگی مگر بعض روایات میں ہے کہ یہ اجتماع حرمین طیبین کے درمیان ہوگا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور انور ادھر سے مکہ والوں کے لیے چلیں گے۔ ادھر سے مکہ والے حضور انور کی طرف درمیان میں ملاقات ہوگی مگر پہلی روایت قوی ہے کہ اہل مکہ مدینہ منورہ میں پہنچیں گے۳ اس سے معلوم ہوا کہ حرمین طیبین کی زمین میں دفن ہونا بڑی ہی خوش نصیبی ہے اللہ تعالیٰ زمین مدینہ میں دفن نصیب کرے مجھے اور حضور کے سارے غلاموں کو شعر:-

کعبہ کے صدقہ دل کی تمنا مگر یہ ہے   مرنے کے وقت منہ ہو در شہ کی طرف
اگر ایسی موت آئے تو کیا پوچھنا مرا   ہوں خاک پر نگاہ دربار کی طرف

خیال رہے کہ ان دونوں قبرستانوں کے مدفون تو حضور کے ساتھ یہاں ہی جمع ہو جائیں گے دوسرے مسلمان محبت والے شام کی زمین یعنی محشر میں حضور انور کے ساتھ ہو جائیں گے حضور فرماتے ہیں **من احب قوما حشر معهم** جو جس قوم سے محبت کرے گا اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا (مرقات)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَاَرَانِيْ بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِيْ يَدْخُلُ مِنْهُ اُمَّتِيْ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَدِدْتُ اَنِّيْ كُنْتُ مَعَكَ حَتّٰى اَنْظُرَ اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّكَ يَا اَبُوْبَكْرٍ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ . (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

(۵۷۷۲) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پاس جناب جبرائیل آئے میرا ہاتھ پکڑا پھر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی۱ جناب ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آرزو ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا۲ حتیٰ کہ اسے دیکھتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر تم وہ شخص ہو جو میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں جائے گا۳ (ابوداؤد)

(۵۷۷۲) ۱غالبًا یہ واقعہ معراج کی رات کا ہے یا کسی اور وقت کا (اشعۃ اللمعات) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور کی امت کے داخلہ کے لیے جنت میں علیحدہ دروازہ بنایا گیا ہے وہاں بھی امتیازی شان اس امت کی ہے یہ سب حضور کے صدقے سے ہے۲ سبحان اللہ کیسی پیاری تمنا ہے یعنی جب حضور وہ دروازہ دیکھنے گئے تو کاش میں بھی حضور کے ساتھ ہوتا اور وہ دروازہ دیکھتا۳ یعنی اے ابوبکر اللہ نے تمہارے لیے اس سے اعلیٰ درجہ رکھا ہے وہ یہ کہ میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں جاؤ گے تمہارے بعد دوسرے لوگ خیال رہے کہ سب سے پہلے جنت میں حضور انور تشریف لے جائیں گے پھر سارے نبی پھر حضور انور کی امت پھر دوسرے نبیوں کی امتیں اور اس

امت میں سب سے پہلے ابوبکر صدیق تو لازم آیا کہ بعد انبیاء سب سے پہلے جناب صدیق اکبر جنت میں جائیں گے اس سے پتہ لگا کہ حضرت ابوبکر صدیق بعد انبیاء ساری مخلوق سے افضل ہیں بعد انبیاء سب سے پہلے جنت میں داخلہ آپ کا ہی ہوگا۔نوٹ ضروری۔ جنت میں ساری مخلوق سے پہلے حضرت بلال جائیں گے اس طرح کہ حضور کے داخلہ کے وقت آگے آگے بلال ہوں گے ہٹو بچو کرتے ہوئے جیسے غلام شاہوں کے آگے چلتے ہیں خادمانہ شان سے وہ جو حدیث شریف میں ہے کہ اے بلال تم کونسی نیکی کرتے ہو کہ میں نے جنت میں تمہارے قدموں کی آہٹ اپنے آگے سنی وہاں وہی آہٹ سنائی گئی جو قیامت کے بعد جنت کے داخلہ کے وقت حضور کے آگے آگے چلنے کی ہوگی مگر وہ خدمت گاری کی حیثیت ہے جزاوالا داخلہ پہلے وہاں حضرت ابوبکر صدیق کو میسر ہوگا لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں حضرت ادریس جنت میں پہلے ہی پہنچے ہوئے ہیں یا آدم پہلے وہاں رہ کر آئے ہیں مگر وہ داخلہ جزا کے لیے نہیں۔

وَعَنْ عُمَرَ ذُكِرَ عِنْدَهُ اَبُوْبَكْرٍ فَبَكٰى وَقَالَ وَدِدْتُّ اَنَّ عَمَلِيْ كُلَّهُ مِثْلُ عَمَلِهٖ يَوْمًا وَّاحِدًا مِنْ اَيَّامِهٖ وَلَيْلَةً وَاحِدَةً مِّنْ لَّيَالِيْهِ اَمَّا لَيْلَتُهُ فَلَيْلَةٌ سَارَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَيْهِ قَالَ وَاللهِ لَا تَدْخُلُهُ حَتّٰى اَدْخُلَ قَبْلَكَ فَاِنْ كَانَ فِيْهِ شَيْءٌ اَصَابَنِيْ دُوْنَكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَهُ وَوَجَدَ فِيْ جَانِبِهٖ ثُقُبًا فَشَقَّ اِزَارَهُ وَسَدَّهَا بِهٖ وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ فَاَلْقَمَهُمَا رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَاْسَهُ فِيْ حَجْرِهٖ وَنَامَ فَلُدِغَ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ رِجْلِهٖ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ اَنْ يَّنْتَبِهَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهٗ عَلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالَكَ يَا اَبَابَكْرٍ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهٗ ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَيْهِ وَكَانَ سَبَبَ مَوْتِهٖ وَاَمَّا يَوْمُهٗ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ وَقَالُوْا لَا نُؤَدِّيْ زَكٰوةً فَقَالَ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا لَجَاهَدْتُّهُمْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا خَلِيْفَةَ

(۵۷۷۳) روایت ہے حضرت عمر سے کہ ان کے پاس حضرت ابوبکر کا ذکر کیا گیا تو آپ روئے اور بولے کہ میری آرزو یہ ہے کہ میرے سارے عمل حضرت ابوبکر کے ایک دن کے اور ایک رات کے عمل کی طرح ہوتے۱ آپ کی رات وہ رات ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار کی طرف پہنچے تو جب وہ دونوں اس غار تک پہنچے عرض کیا واللہ آپ اس میں داخل نہ ہوں حتیٰ کہ آپ سے پہلے میں داخل ہو جاؤں اگر اس میں کوئی چیز ہو تو مجھے پہنچے نہ کہ آپ کو تو آپ داخل ہوئے اسے صاف کیا۲ اور اس کے ایک کنارہ میں سوارخ پایا۔آپ نے تہبند پھاڑا اس سے سوراخ بند کیا ان میں سے دو سوراخ رہ گئے ان میں اپنے پاؤں دیدیئے۳ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ تشریف لایئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنا سر آپ کی گود میں رکھا اور سو گئے۴ ابوبکر کے پاؤں میں سوراخ سے ڈس لیا گیا۵ آپ نے بالکل جنبش نہ کی اس ڈر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاگ پڑیں۶ پھر آپ کے آنسو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر گرے۷ تو فرمایا اے ابوبکر کیا ہوا عرض کیا آپ پر میرے ماں باپ فدا میں تو ڈس لیا گیا تب رسول اللہ نے اپنا لعاب لگا دیا تو وہ تکلیف جاتی رہی۸ جو وہ پاتے تھے پھر وہ زہر لوٹ آیا اور آپ کی وفات کا سبب بنا۹ لیکن آپ کا دن تو جب رسول اللہ نے وفات پائی اہل عرب مرتد ہوگئے اور بولے کہ ہم زکوٰۃ نہ دیں گے۱۰ تو فرمایا کہ اگر مجھے ایک

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَاَلَّفِ النَّاسَ وَارْفُقْ بِهِمْ فَقَالَ لِيْ اَجَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِي الْاِسْلَامِ اِنَّهٗ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّيْنُ اَيَنْقُصُ وَاَنَا حَيٌّ . (رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

رسی کا انکار کریں گے تو میں ان پر جہاد کروں گا ا میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ کے خلیفہ لوگوں پر موافقت کریں اور ان پر نرمی کیجئے ۱۲ تو مجھ سے فرمایا کہ تم جاہلیت میں سخت تھے اور اسلام میں نرم وحی بند ہوچکی اور دین مکمل ہوچکا کیا دین میں کمی کی جائے گی حالانکہ میں زندہ ہوں ۱۳ (رزین) ۱۴

(۵۷۷۳) ا اس فرمان فاروقی کے تین مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ وہ نیکیاں اپنی مجھے دے دیتے اور میری ساری نیکیاں خود لے لیتے دوسرے یہ کہ مجھے بجائے ان تمام نیکیوں کے وہ دو نیکیاں میسر ہو جاتیں تیسرے یہ کہ قیامت میں ربّ تعالٰی میری تمام نیکیوں کو حضرت صدیق کہ ان دو نیکیوں کی طرح قرار دے دے ۲ اس سے معلوم ہوا کہ نگاہ فاروقی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حضور پر جان نچھاور کرنا ساری نیکیوں سے افضل ہے حضرت عمر اپنی ساری نمازوں سارے روزوں سارے جہادوں ساری فتوحات اسلامیہ کو اس غار کے جھاڑنے سوراخ میں پاؤں لگانے سانپ سے کٹوانے حضور انور کا سر اپنے زانو پر رکھنے پر قربان کر رہے ہیں حضرت صدیق نے اس رات تہجد، سجدے سجود نہیں کئے تھے بلکہ محبوب کی خدمات کی تھیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔شعر:-

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز / اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جاں اپنی دے چکے / اور حفظ جاں تو اصل فروض غرر کی ہے
گو تو نے ان کو جان پھیر دی غار پر / وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فروع ہیں / اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اس رات جناب صدیق نے وہ عبادت کی جو روئے زمین پر اس وقت کوئی نہیں کر رہا تھا یعنی اپنے زانو پر حضور کا سر رکھ کر حضور کے چہرے کو تکتے رہنا اس وقت یہ عبادت کوئی نہیں کر رہا تھا رضی اللہ عنہ۔۳ یہ ہے درجہ فنافی الرسول اور عشق صادق کہ عشق نے لباس کے ٹکڑے اڑا دیئے دونوں پاؤں سوراخوں سے کٹوا دیئے اس وقت عجیب کیفیت سے حضرت صدیق وہاں بیٹھے ہوں گے کہ پاؤں اوپر ہیں خود نیچے ہیں اس نشست پر ہزار ہا نماز کی نشستیں قربان ہوں ۴ آج حضرت ابوبکر صدیق کا زانو کعبہ معظمہ بلکہ عرش معلی سے افضل تھا رحل پر قرآن رکھا جائے تو وہ محترم ہے جس کی گود صاحب قرآن کی رحل بنے وہ کیوں نہ افضل ہوگا۔خیال رہے کہ جناب آمنہ، حلیمہ، ثوبیہ کی گود میں حضور نے پرورش پائی حضرت ابوبکر و علی کی گود میں حضور نے سر رکھ کر آرام فرمایا ہجرت کی رات ابوبکر صدیق کی گود میں اور خیبر کے دن حضرت علی کی زانو پر۔حضرت عائشہ صدیقہ کے سینہ پر حضور انور کی وفات ہوئی یہ گود اور یہ زانو بہت ہی افضل ہیں جیسے آل عبا کچھ دیر کے لیے حضور کی عبا کمبل شریف میں رہے تو افضل ہوگئے ایسے ہی یہ حضرات ان نسبتوں سے سارے جہان سے افضل ہوئے یہ فقیر ان گودوں ان زانوؤں کے توسل سے دعائیں کیا کرتا ہے رب تعالٰی سے قبولیت کی امید ہے ۵ یعنی مار غار نے یار غار کو کاٹ لیا عرب کا سانپ بہت ہی زہریلا ہوتا ہے سانپ نے کئی بار کاٹا ایک ہی جگہ تاکہ آپ اپنا پاؤں ہٹالیں مگر پاؤں نہ ہٹا۔جان کہتی ہے کہ ہٹاؤ ایمان کہتا ہے کہ جنبش نہ کرو وہاں ایمان جان پر غالب رہا ۶ جب سانپ کا زہر جسم میں اثر کرتا ہے تو اعضاء بدن میں سخت پنچنی پڑتی ہے اس وقت انہیں روکنا بڑی ہی ہمت و جرأت کی بات ہے ۷ آپ کے آنسو سخت تکلیف کی وجہ سے غیر اختیاری طور پر جاری ہوئے جنہیں حضور انور کے نورانی

چہرے پر جگہ ملی۔ ۸؎ حضور انور کے لعاب شریف کے معجزات بھی شمار سے باہر ہیں حضرت علی کی دکھتی آنکھوں میں لگا تو اس نے کحل الجواہر کا نفع دیا سیدنا عبداللہ بن عتیک کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی میں لگا تو ہڈی جوڑنے والے سریش کا کام کیا حضرت طلحہ کے گندھے ہوئے آٹے اور گوشت کی ہانڈی میں پڑا تو بے مثال برکت دی حضرت ابوبکر صدیق کے ڈسے ہوئے پاؤں کے انگوٹھے میں لگا تو تریاق کا کام دیا لعاب کیا ہے اللہ کی قدرتوں کا مظہر اتم ہے بعض صالحین کو فرماتے سنا گیا کہ جو شیخ صدیقی حضرت محمد ابن ابوبکر کی اولاد سے ہیں انہیں سانپ یا تو کاٹتا نہیں اگر کاٹے تو اثر نہیں کرتا اس لعاب شریف کا اثر ہے اور ان کی اولاد کے پاؤں کے انگوٹھے میں سیاہ تل ہوتا ہے حتیٰ کہ اگر ماں باپ دونوں کی طرف سے شیخ صدیقی ہو تو دونوں پاؤں کے انگوٹھے میں یہ تل ہوگا۔ میں نے بہت صدیقی حضرات کے پاؤں کے انگوٹھے میں یہ تل دیکھے ہیں غرضیکہ یہ عجیب معجزات ہیں۔ ۹؎ اس طرح کہ حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کے وقت یہی سانپ کا اثر لوٹ آیا اسی زہر سے آپ کی وفات ہوئی اور آپ کو درجہ شہادت عطا ہوا یہاں بھی فنافی الرسول کی جلوہ گری ہے حضور انور کی وفات خیبر والے زہر سے ہوئی کہ اس کا اثر واپس آیا اور جناب صدیق کی وفات غار ثور والے سانپ کے زہر سے ہوئی حضور کی وفات کی شب چراغ میں تیل نہ تھا اور حضرت ابوبکر کی وفات کے وقت گھر میں کفن کے لیے کپڑا نہ تھا پہنے ہوئے کپڑے دھوکر انہیں میں کفن دیا گیا یہ ہے اسلام کا پہلا تاجدار رضی اللہ عنہ۔ ۱۰؎ ظاہر یہ ہے کہ یہ لوگ زکوٰۃ کی فرضیت کے منکر ہوگئے لہذا مرتد ہوگئے تھے کہ فرض کا انکار کفر ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ ظاہری مال زکوٰۃ سلطان اسلام کو ادا کرنے کے منکر ہوگئے ہوں تو باغی ہوئے دونوں سے قتال جائز ہے اس کی تحقیق کتاب الزکوٰۃ میں گزر گئی وہاں کہا گیا ہے کہ اب مال باطنی سونا چاندی اور مال ظاہری جانور وغیرہ سب کی زکوٰۃ خود مال والا ہی دے سلطان کو نہ دے ۱۱؎ عقال عین کے کسرہ سے بمعنی رسی بھی آتا ہے اور بمعنی بکری کا بچہ بھی یہاں دونوں احتمال ہیں بعض روایات میں بجائے عقالی کے عناق آیا ہے بمعنی بکری کا بچہ مقصود یہ ہے کہ اگر معمولی زکوٰۃ بھی ہم کو سپرد نہ کریں تو ان پر جہاد ہوگا ۱۲؎ یعنی ان پر جہاد نہ کریں بلکہ کچھ ڈھیل دیں اور نرمی سے انہیں سمجھا دیں حضرت علی بلکہ تمام صحابہ نے حضرت صدیق اکبر سے یہی عرض کیا وہ بولے کہ حضور انور صاحب معجزات تھے مگر آپ نے تیئس سال میں احکام شرعیہ جاری فرمائے ہم یک دم کیسے جاری کرسکتے ہیں آپ نے کسی کی بات نہ مانی اور حضرت فاروق اعظم کو جواب دیا جو یہاں مذکور ہے (حاشیہ اشعۃ اللمعات) ۱۳؎ یہ ہے حضرت ابوبکر صدیق کی قوت ایمانی کہ دین کے معاملہ میں کسی کی مخالفت کی پرواہ نہیں ۱۴؎ یعنی اپنے جیتے جی اسلام میں کوئی رخنہ نہیں پڑنے دوں گا میرے بعد اللہ حافظ ہے خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے زمانہ جاہلیت میں کبھی کفر و شرک نہیں کیا مرقات میں بحوالہ معال العرش الحبیب روایت نقل فرمائی کہ ایک دن ابوبکر صدیق نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا یا رسول اللہ میں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا ایک بار مجھے میرے باپ ابوقحافہ ایک بت کے سامنے لے گئے اور کہا یہ ہے ہمارا رب اسے سجدہ کر باپ کسی کام کو گئے میں نے بت سے کہا کہ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے پھر میں نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا اگر تو خدا ہے تو میری مار سے اپنے کو بچالے یہ کہہ کر میں نے اسے اس پتھر سے توڑ دیا میرے باپ نے آکر یہ دیکھا تو بولے یہ کیا میں نے کہا دیکھ لو اپنے خدا کا حال جو میری مار سے نہ بچ سکا میرے باپ نے یہ شکایت میری ماں سے کی وہ بولیں کہ میں نے صدیق کی پیدائش کے وقت ایک غیبی آواز سنی کہ اے اللہ کی بندی بشارت ہو اس بچے کی جو عتیق ہے رسول اللہ کا رفیق ہے آسمان میں اس کا نام صدیق (مرقات) یہی مقام جب حضرت صدیق حضور کو یہ واقعہ سنا چکے تو حضرت جبرائیل نازل ہوئے اور فرمایا صدیق سچ کہہ رہے ہیں (مرقات) یہ حدیث نسائی نے بعینہ الفاظ نقل کی اور بخاری مسلم نے اس کے معنی روایت کیے (مرقات)

بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ
حضرت عمر کے فضائل

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ
پہلی فصل

عمر صفت مشبہ ہے اس کا مصدر عمران ہے بمعنی آباد عمر کے معنی ہیں آباد رکھنے والا یا آباد کرنے والا حضرت عمر نے اسلام آباد کیا قدرت نے انہیں پہلے ہی عمر نام عطا فرمایا انسان کی زندگی کی مدت کو عمر کہتے ہیں یعنی جسم کی آبادی کا زمانہ جیسا کہ روح اسے آباد رکھتی ہے آپ کی کنیت ابوحفص ہے آپ کے فضائل بے شمار ہیں آپ اسلام کے مطلوب ہیں کہ حضور انور نے رب سے دعا کر کے انہیں لیا قرآن مجید کی بیس آیات سے زیادہ آپ کی رائے کے موافق آئیں۔ ان آیات کی تفصیل لمعات میں شیخ نے کی اشعۃ اللمعات میں صرف تعداد بتائی آپ نے اپنے دس سالہ دور خلافت میں اسلام دور دور پھیلایا جتنی فتوحات آپ کے زمانہ میں ہوئیں ان کی مثال ملنی مشکل ہے آپ مدینہ منورہ کی زمین مسجد نبوی شریف محراب النبی میں نماز فجر پڑھاتے ہوئے شہید ہوئے آپ ۲۶ چھبیس ذی الحجہ بدھ کے دن ۲۳ھ زخمی کئے گئے اور محرم یکم اتوار کے دن دفن کئے گئے تریسٹھ سال عمر پائی۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ يَّكُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۷۴) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم سے پہلی امتوں میں الہام والے لوگ تھے تو اگر میری امت میں کوئی ہوا تو وہ عمر ہیں۱ (مسلم بخاری)

(۵۷۷۴)۱اس فرمان عالی کے بہت مطلب ہو سکتے ہیں آسان مطلب یہ ہے کہ یحدثون سے مراد ہیں صاحب وحی انبیاء کرام یعنی گزشتہ امتوں میں حضرات انبیاء کرام ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی نبی ہوتے تو وہ عمر ہوتے اس کی شرح وہ حدیث ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر اگر میرے بعد نبی ہوتا تو جناب عمر نبی ہوتے ورنہ حضور کی امت میں ہر زمانہ میں ہزارہا الہام والے اولیاء اللہ ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے تمام صحابہ خصوصاً حضرت عثمان وعلی وصدیق صاحب الہام اولیاء اللہ تھے (از مرقات)

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهٗ وَيَسْتَكْثِرْنَهٗ عَالِيَةً اَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ تُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ اَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هٰٓؤُلَاءِ اللَّاتِیْ كُنَّ عِنْدِیْ فَلَمَّا سَمِعْنَ

(۵۷۷۵) روایت ہے حضرت سعد ابن وقاص سے فرماتے ہیں حضرت عمر ابن خطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی اجازت مانگی حضور کے پاس قریش کی کچھ عورتیں تھیں۱ جو آپ سے کلام کررہی تھیں اور زیادہ مانگتی تھیں۲ اونچی آواز سے۳ تو جب حضرت عمر نے اجازت مانگی تو ان سب نے حجاب میں جلدی کی ۴ تو عمر حاضر ہوئے اور رسول اللہ ہنس رہے تھے تو فرمایا یارسول اللہ اللہ آپ کے دندان کو ہنستا رکھے۵ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان عورتوں سے تعجب کرتا ہوں جو میرے پاس تھیں جب

صَوْتَكَ اِبْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ يَا عَدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِيْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيْهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ زَادَ الْبَرْقَانِيُّ بَعْدَ قَوْلِهٖ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا اَضْحَكَكَ ۔

انہوں نے آپ کی آواز سنی تو پردہ میں جلدی کی ۶ حضرت عمر نے فرمایا اے اپنی جانوں کی دشمن ۷ کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں وہ بولی ہاں ۸ آپ سخت طبیعت اور سخت گیر ہیں ۹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوب اے ابن خطاب اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے شیطان تم سے نہیں ملتا کسی راستہ میں چلتا ہوا مگر وہ آپ کی راہ کے سوا دوسرے راہ چلتا ہے ۱۰ (مسلم بخاری) حمیدی نے کہا کہ برقانی نے یارسول اللہ کے بعد مااضحک سے زیادہ کیا ۱۱

(۵۷۷۵) ۱ یہ بیویاں حضور انور کی ازواج پاک تھیں حضرت عائشہ، حفصہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش وغیرہا (مرقاۃ، اشعہ) لہذا یہ اعتراض نہیں پڑسکتا کہ حضور انور سے ان عورتوں نے پردہ کیوں نہیں کیا ۲ یعنی عرض یہ کرتی تھیں ہمارا خرچہ جو حضور سے ہم کو ملتا ہے وہ کم ہے زیادہ عطا ہوا کرے اس میں ہمارا گزارا نہیں ہوتا استکثار کے معنی ہیں زیادہ مانگنا ۳ یہ واقعہ یا تو اس وقت کا ہے جبکہ ابھی آیت کریمہ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ (۴۹،۲) اپنی آوازیں اونچی نہ کرو۔ (کنزالایمان) نہیں آئی تھی یا ان میں سے ہر ایک بی بی صاحبہ آہستہ آہستہ آواز سے بولتی تھیں مگر سب آوازیں مل کر بلند ہوتی تھی یا یہ کہو کہ حضور کی آواز شریف پر اپنی آواز بلند کرنا یا بے ادبی سے اونچی آواز کرنا حرام ہے مطلقاً بلند آواز کرنا منع نہیں یہ بلندی آواز حرام نہ تھی (مرقات) لہذا اس واقعہ پر یہ اعتراض نہیں کہ ازواج پاک حضور عالی کی بارگاہ میں اونچی آواز سے کیوں کلام کرتی تھیں کیا حضور انور کے سامنے اذان نہیں ہوتی تھی اور اونچی آواز سے ہوتی تھی مگر یہ بلندی آواز جائز تھی عالیة اصواتھن سے مراد ہے کہ وہ روزانہ عادی آواز سے زیادہ آواز بلند کئے تھیں ۴ ان بیویوں میں اکثر وہ تھیں جو حضرت عمر سے اجنبی تھیں ان سے پردہ فرض تھا جیسے حضرت صدیقہ وغیرہا اور بعض وہ بھی تھیں جو حضرت عمر کی محرم تھیں جیسے جناب حفصہ بنت عمر مگر یہ سب ہی چھپ گئیں کیوں! ہیبت فاروقی کی وجہ سے ۵ یعنی یارسول اللہ اللہ تعالٰی آپ کو ہنسی خوشی رکھے میرے آقا اس وقت تبسم کی وجہ کیا ہے معلوم ہوا کہ شاہوں کے آستانہ میں گفتگو کرنے کا بھی سلیقہ چاہئے۔ دعائیں دے رہے ہیں بات کچھ نہیں کہتے کہ حضور دعائیں سن لیں مقصد خود سمجھ لیں۔ ۶ یعنی یہ بیویاں مجھ سے نہ ڈریں تم سے ڈریں خیال رہے کہ مقام ناز اور ہے مقام خوف دوسرا حضور پر تو گنہگاروں کو بھی ناز ہے وہاں مچلنا اور مچل مچل کر مانگنا ہی رب کو محبوب۔ کشادہ دست کرم جب وہ بے نیاز کرے ☆ گنہگار نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے۔ ۷ یہ لفظ اس غضب کا ہے جس میں کرم شامل ہو جیسے حضور کا فرمان عقرحلق یا پنجابی میں اوڈپڑ جانئے یا اردو میں منڈی، منڈی وغیرہ یعنی تم خرچہ زیادہ کرانے کے لیے اپنے نفع نقصان کا بھی خیال نہیں کرتیں حضور انور کے سامنے زیادہ بے تکلفی کبھی ضبطی اعمال کا ذریعہ بھی بن جاتی ہے اس لیے تم اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال رہی ہو خود اپنی دشمن ہو۔ ۸ ہاں کا تعلق صرف ایک بات سے ہے یعنی ہاں ہم آپ سے ڈرتے ہیں یہ معنی نہیں کہ ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتے (مرقات) ۹ یعنی آپ کے ہاں پکڑ زیادہ ہے حضور کے ہاں کرم زیادہ ہے اس لیے اے عمر تم سے ڈر لگتا ہے۔ ۱۰ اس فرمانِ عالی کا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ تو کمزور عورتیں ہیں تمہاری ہیبت کا تو یہ حال ہے۔ کہ شیطان جیسا مردود سخت تر جن بھی تم سے ڈرتا ہے تمہیں دیکھ کر بھاگتا ہے راستہ چھوڑ جاتا ہے یہ مطلب نہیں کہ ان عورتوں کا یہ کام شیطانی تھا یا اس وقت

شیطان وہاں موجود تھا جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے تو نہ بھاگا حضرت عمر سے بھاگ گیا۔۱۱برقان ملک خوارزم کا ایک شہر ہے یہ محدث وہاں کے رہنے والے تھے اس لیے انہیں برقان کہا جاتا ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا اَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَاَةِ اَبِيْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا بِلَالٌ وَّرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهٖ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلَيْكَ اَغَارُ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۷۶) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں جنت میں گیا۱ تو میں ابوطلحہ کی بیوی رمیصاء کے پاس پہنچا۲ اور میں نے ایک آہٹ سنی تو میں نے کہا یہ کون ہیں فرمایا یہ بلال ہیں۳ اور میں نے ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک بی بی تھیں میں نے کہا یہ کس کا ہے سب نے کہا عمر ابن خطاب کا۴ میں نے چاہا کہ وہاں داخل ہوں کہ اسے دیکھوں تو تمہاری غیرت یاد آ گئی۵ جناب عمر نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا یارسول اللہ کیا میں آپ پر غیرت کرسکتا ہوں۶ (مسلم بخاری)

(۵۷۷۶)۱یہ واقعہ یا تو معراج کا ہے یا کشف کا یا خواب کا۔۲رمیصاء نام ہے حضرت ام سلیم کا جو حضرت انس کی والدہ اور ابوطلحہ کی بیوی ہیں آپ پہلے مالک کی بیوی تھیں ان سے انس ابن مالک پیدا ہوئے پھر ابوطلحہ کے نکاح میں آئیں رمیصاء بنا ہے رمص سے رمص آنکھ کا کیچڑ جو آنکھ کے کوئے میں جمع ہو جائے آپ کے نام میں بہت روایات میں بعض میں غمیصا ہے بعض میں رمیصاء ص بے نقطہ والی ہے بعض میں رمیضاء ض نقطہ والی ہے معنی سب کے ایک ہیں آپ رمیصاء بنت ملحان ہیں کنیت ام سلیم اگر چہ ابھی آپ جنت میں پہنچی نہ تھیں وہاں داخلہ قیامت کے بعد ہوگا مگر نبی کی نگاہ آئندہ واقعات بھی دیکھ لیتی ہے ام سلیم تو ابھی زندہ تھیں سبحان اللہ کیسی خوش نصیب بی بی ہیں کہ حضور انور نے ان کے جیتے جی انہیں جنت میں دیکھ لیا۔۳یہ فرمانِ عالی باب الطّوع میں گزر چکا ایک روایت میں یوں ہے کہ ہم جب بھی جنت میں گئے تو ہم نے بلال کو اپنے آگے چلتے دیکھا۔ حضور انور کو قیامت میں جنت میں داخلہ کے وقت کا واقعہ آج دکھا دیا گیا کہ جب حضور انور سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے تو حضرت بلال آپ کے آگے خادمانہ شان سے ہٹو بچو کہتے ہوئے چلیں گے اے بلال تیری تقدیر پہ قربان۔۴ایک روایت میں یوں ہے کہ ہم نے پوچھا یہ محل کس کا ہے ملائکہ نے عرض کیا ایک عربی شخص کا ہم نے کہا کہ عربی تو ہم بھی ہیں یہ کس شخص کا محل ہے کہا ایک قرشی کا میں نے کہا کہ قرشی ہم بھی ہیں یہ ہے کس کا فرشتوں نے کہا محمد مصطفیٰ کے ایک امتی کا ہم نے فرمایا محمد مصطفیٰ ہم ہی ہیں یہ کس کا محل ہے تب کہا عمر ابن خطاب کا (مرقات)۵یعنی چونکہ اس محل میں تمہاری بی بی حورعین بھی تھی اس لیے ہم تمہاری غیرت کا خیال کر کے اندر نہ گئے ورنہ خیال تھا کہ اس کے ہر گوشہ میں گھوم پھر کر اس محل کا معائنہ فرمادیں۔۶امام سیوطی نے اس کے ساتھ یہ الفاظ بھی روایت فرمائے ھل رفعنی اللہ الابك وھل ھدانی اللہ الابك مجھے اللہ نے آپ کے صدقہ تو یہ بلندی بخشی اور آپ ہی کے صدقہ سے ہدایت دی آپ میرے مائی باپ ہیں آپ پر کیا غیرت۔ شعر:-

شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار
کہ اگر خارہ گر گل ہمہ پروردہ تست

برات کی ساری بات دولہا کے دم قدم سے ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(۵۷۷۷) روایت ہے حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں فرما

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَانَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِّنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِىَّ وَمِنْهَا مَا دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ الدِّيْنَ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب میں سو رہا تھا تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ مجھ پر پیش کئے جارہے ہیں جن پر قمیصیں ہیں بعض وہ ہیں جو پستان تک پہنچتی ہیں بعض اس سے بھی کم۱ اور مجھ پر عمر ابن خطاب پیش کئے گئے اس حال میں کہ ان پر وہ قمیض ہے جسے وہ کھینچ رہے ہیں۲ لوگوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کیا تعبیر لی فرمایا دین۳ (مسلم بخاری)

(۵۷۷۷)۱ دون ذلك میں دو احتمال ہیں اس سے کم یا اس سے نیچے دوسرے معنی کی تائید وہ روایت کرتی ہے کہ بعض کی قمیض ناف تک تھی بعض کی گھٹنے تک بعض کی آدھی پنڈلی تک یہ حضور کا خواب ہے اور نبی کا خواب وحی ہوتا ہے جس پر شرعی احکام جاری ہوتے ہیں یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحك۲ یعنی حضرت عمر کی قمیض ان کے قدموں سے نیچے تھی جوان کے چلنے پر گھسٹ رہی تھی۳ حضور انور نے لباس کی تعبیر دین سے فرمائی کیونکہ لباس تو بدن کا ستر اور زینت ہے اور دین دل و جان کا ستر بھی ہے زینت بھی اس خواب اور نبوی تعبیر سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر نہایت ہی کامل الایمان قوی دین والے ہیں اگر ہم جیسے گنہگاروں پر جناب فاروق کی نظر کرم ہو جائے تو ہمارے دین و ایمان کامل سے کامل تر ہو جائیں رضی اللہ عنہ غالب یہ ہے کہ ان پیش ہونے والوں میں حضرت ابوبکر صدیق نہ ہوں گے خیال رہے کہ دین یا ایمان کی مقدار میں زیادتی کمی نہیں ہوتی یعنی کوئی آدھا یا چوتھائی مسلمان نہیں ہوتا سارے پورے مومن ہوتے ہیں ہاں کیفیت میں فرق ہوتا ہے بعض مومن بعض کامل مومن بعض اکمل یعنی کامل تر مومن وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اِنِّىْ لَاَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِىْ اَظْفَارِىْ ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِىْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ الْعِلْمَ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۷۸) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب ہم سو رہے تھے تو ہمارے پاس ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے پی لیا۱ حتی کہ میں نے دیکھا کہ سیرابی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۲ پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمر ابن خطاب کو دے دیا لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کی تعبیر کیا دی فرمایا علم۳ (مسلم بخاری)

(۵۷۷۸)۱ دودھ لانے والا فرشتہ تھا اور دودھ علم دین تھا اور پیالہ یا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک منہ جس سے یہ علم جاری ہوتا ہے یا آپ کی وحی دوسرا احتمال قوی ہے۔۲ یعنی وہ دودھ میری رگ رگ میں سرایت کر گیا حتی کہ ناخنوں سے نکل کر بہنے لگا اس میں اشارہ ہے دودھ کی زیادتی کی طرف۳ علم سے مراد علم دین ہے خیال رہے کہ دودھ انسان کی پہلی جسمانی غذا ہے اور علم پہلی روحانی غذا جس سے روح کی پرورش ہوتی ہے اس لیے دودھ کی تعبیر علم سے دی عالم اجسام اور عالم ارواح کے درمیان ایک عالم ہے جسے عالم مثال کہا جاتا ہے یہ عالم ہے تو نورانی مگر مشابہ ہے عالم جسمانی سے نیند میں ایک روح اس عالم کی سیر کرتی ہے اس سیر میں جو دیکھتی ہے وہ رؤیا صادقہ یعنی سچی خواب کہلاتی ہے علم چار صورتوں میں نظر آتا ہے۔ پانی، دودھ، شراب، شہد یہی علم ان چار صورتوں میں جنت میں ہوگا کہ وہاں ان ہی چیزوں کی نہریں ہوں گی۔ پانی نظر آنا گویا علم لدنی ہے دودھ شریعت کے اسرار کا علم۔ شراب طہور علم کامل۔ شہد گویا نبوت کا علم ہے بعض

عارفین فرماتے ہیں کہ خلفاء راشدین ان چار علوم کا منبع ہیں۔حضرت عمر اس علم کا سرچشمہ ہیں جو دودھ کی شکل میں ہے اس علم میں حضرت عمر سب سے اعلیٰ دوسرے علوم میں باقی تین خلفاء سب سے اکمل۔اس میں اختلاف ہے کہ علم یا استعداد علم کی انتہا ہے یا نہیں قوی یہ ہے کہ انتہا نہیں رب فرماتا ہے: وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی فرماتے ہیں۔شعر:۔

شربت الحب کاسا بعد کاس فما نفد الشراب ولا رویت

یہ بحث مرقات شرح مشکوۃ میں ملاحظہ کرو۔حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اگر تمام قبائل عرب کے علوم ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور حضرت عمر کا علم دوسرے پلے میں تو حضرت عمر کا علم سب سے بڑھ جائے گا صحابہ کرام کہا کرتے تھے کہ علم کے دس حصے کیے گئے نو حصے حضرت عمر کو دیئے گئے ایک حصہ دوسرے لوگوں کو یہ تقسیم حضور انور کی طرف سے ہوئی (از مرقات)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَیْتُنِیْ عَلٰى قَلِیْبٍ عَلَیْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَاشَاءَ اللهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَیْنِ وَفِیْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ وَّاللهُ یَغْفِرُ لَهٗ ضُعْفَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا مِّنَ النَّاسِ یَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ وَّفِیْ رِوَایَةِ بْنِ عُمَرَ قَالَ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ یَّدِ اَبِیْ بَکْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِیْ یَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا یَفْرِیْ فَرِیَّهٗ حَتّٰى رَوَی النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۷۷۹) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب ہم سو رہے تھے کہ میں نے اپنے کو ایک کنویں کے کنارہ پر دیکھا جس پر ڈول تھا تو میں نے جیسا اللہ نے چاہا نکالا پھر اسے ابوقحافہ کے فرزند نے لے لیا۲ تو اس سے ایک یا دو ڈول نکالے۳ اور ان کے کھینچنے میں کچھ ضعف تھا۴ اللہ ان کے ضعف کو بخشے۵ پھر وہ چرسا بن گیا۶ تو اسے عمر ابن خطاب نے لے لیا میں نے لوگوں میں کسی پہلوان کو نہ دیکھا جو جناب عمر کی طرح کھینچتا ہو۷ کہ لوگوں نے واڑہ اختیار کرلیا۸ اور حضرت ابن عمر کی روایت میں یوں ہے کہ فرمایا پھر اسے عمر ابن خطاب نے ابوبکر کے ہاتھ سے لے لیا ان کے ہاتھ میں چرسا بن گیا تو میں نے کوئی پہلوان نہ دیکھا جو ان کی بہادری دکھائے حتی کہ لوگ سیراب ہوگئے اور واڑہ اختیار کرلیا۹ (مسلم بخاری)

(۵۷۷۹)۱؎ کچی کنویں جس کی من یعنی رکاوٹ کی دیوار نہ بنی ہو قلیب کہلاتی ہے اور پکا کنواں جس کی من ہو اسے طوی کہتے ہیں یعنی ہم ایک بغیر من والے کنویں کے کنارے پر تھے لوگ اور جانور اس کے پاس پیاسے کھڑے تھے ہم نے کچھ ڈول نکال کر انہیں پانی پلایا۲؎ ابو قحافہ حضرت ابوبکر صدیق کے والد کی کنیت ہے ان کا نام عثمان ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق کے بعد تک زندہ رہے (اشعہ) ۳؎ اس میں حضرت صدیق اکبر کی خلافت کی مدت کی کمی کی طرف اشارہ ہے کہ ان کی خلافت ایک دو سال ہی ہوگی حرف،او شک کے لیے نہیں بعض نے کہا یہاں او بمعنی بلکہ ہے (اشعہ) ۴؎ یہاں ضعف سے مراد سستی یا کمزوری نہیں بلکہ نرمی اور مہربانی ہے حضرت صدیق اکبر فطرتا نرم دل اور مہربان تھے (اشعۃ اللمعات) ۵؎ یہ دعاء مغفرت حضرت صدیق اکبر پر کرم کے اظہار کے لیے ہے جیسے کہا جاتا ہے میرا بیٹا اللہ اسے بخشے بہت اچھا ہے یا جیسے رب فرماتا ہے: لِیَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ (۴۸:۲) تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے۔(کنزالایمان) لہذا اس سے حضرت ابوبکر کا کوئی گناہ ثابت نہیں ہوتا (اشعہ) حضرت ابوبکر صدیق نے اتنی تھوڑی سی مدت خلافت میں وہ کار

ہائے نمایاں کیئے کہ سبحان اللہ حضرت عمر فاروق کی تمام فتوحات کی جڑ جناب صدیق اکبر نے ہی قائم فرمائی ملک کے اندرونی خلفشار کو آپ نے ہی دور کیا فتوحات اسلامیہ کی بنیاد آپ نے ہی رکھی آپ نے بہت ملک فتح فرمائے۔ دیکھو الفاروق جس کے آخر میں فتوحات صدیقیہ کا نقشہ دیا گیا ہے آپ نے ہی جھوٹے نبیوں کو ختم مرتدین کا قلع قمع فرمایا رضی اللہ عنہ۔۶ ڈول کے چرسا بن جانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں اسلامی سرحدیں بہت دور تک پہنچیں گی فتوحات بہت زیادہ ہوں گی ۷ اس قوت سے پانی نکالنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ اتنے بڑے ملکوں کو فتح فرما کر ان کا انتظام سنبھال بھی لیں گے اور بڑی قوت وشوکت سے ان میں اسلام پھیلائیں گے کہ مشرق ومغرب میں آپ کی برکت سے اسلام پھیل جائے گا عبقر ایک جنگل کا نام تھا جس کے متعلق عرب کا خیال تھا کہ وہاں جنات رہتے ہیں چنانچہ ہر بہادر قوی پہلوان کو عبقری کہہ دیتے تھے کہ یہ شخص انسانی طاقت سے زیادہ کام کرتا ہے گویا یہ اس جنگل کا قوی جن ہے۔ یفری بنا ہے فری سے بمعنی چمڑا کاٹنا مشکل کام کرنے کو فری بولا جاتا ہے (مرقات) ۸ عطن عین اور ط کے فتح سے واڑا یعنی وہ جگہ جہاں جانوروں کو کھلا پلا کر باندھا جائے اسے اردو میں باڑا کہتے ہیں پنجابی میں واڑہ کہتے ہیں۔ ۹ یعنی لوگ خود بھی سیراب ہوگئے اور انہوں نے اپنے جانوروں کو بھی سیراب کرلیا اس تعبیر میں اشارہ اس جانب ہے کہ اس سیرابی کی ابتداء حضرت صدیق اکبر سے ہوگی اور تکمیل حضرت عمر فاروق پر (مرقات)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) وَفِیْ رِوَايَةِ اَبِیْ دَاؤُدَ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّ اللهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ يَقُوْلُ بِهٖ ۔

(۵۷۸۰) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ نے جناب عمر کی زبان اور دل پر حق جاری فرمایا ۱ ترمذی اور ابوداؤد کی روایت میں حضرت ابوذر سے مروی ہے کہ فرمایا اللہ نے جناب عمر کی زبان پر حق رکھ دیا جسے وہ بولتے ہیں ۲

(۵۷۸۰) ۱ یعنی ان کے دل میں جو خیالات آتے ہیں وہ حق ہوتے ہیں اور زبان سے جو بولتے ہیں وہ حق بولتے ہیں ان کے خیالات ان کے کلام نفسانی یا شیطانی نہیں ہوتے بلکہ رحمانی ہوتے ہیں جعل فرما کر یہ بتایا کہ یہ حقانیت ان کی اپنی کوشش سے نہیں بلکہ قدرتی فطرتی ہے رب کی طرف سے جو کبھی زائل نہیں ہوسکتی ۲ یہ عبارت پہلی عبارت کے قریباً ہم معنی ہے وہاں جعل تھا یہاں وضع ہے مطلب ایک ہی ہے کہ ان کی یہ حقانیت رب کی طرف سے ہے۔

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَاكُنَّا نُبْعِدُ اَنَّ السَّكِيْنَةَ تَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ ۔
(رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

(۵۷۸۱) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ ہم خیال کرتے تھے کہ جناب عمر کی زبان پر سکینہ بولتا ہے ۱
(بیہقی دلائل النبوۃ)

(۵۷۸۱) ۱ سکینہ کے لفظی معنی ہیں سکون قلب اور دلی اطمینان اصطلاح میں سکینہ وہ فرشتوں کی جماعت ہے جو مومنوں پر مصیبت کے وقت اترتی ہے ان کے دل ہاتھ میں لے لیتی ہے جس سے ان کے دل ٹھہر جاتے ہیں گھبراتے نہیں رب فرماتا ہے: هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ

السَّکِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ (۴۸ء۴) وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اتارا۔ (کنزالایمان) اور فرماتا ہے: فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ (۹ء۲۶) پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر۔ (کنزالایمان) یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں یعنی حضرت عمر کے کلام ان کی زبان میں مسلمانوں کے دلوں کو چین ہوتا تھا یا وہ فرشتہ جسے سکینہ کہتے ہیں وہ حضرت عمر کی زبان پر بولتا تھا (لمعات) بعض بزرگوں کے کلام بلکہ ان کی صحبت میں دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَصْبَحَ عُمَرُ فَغَدَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ ثُمَّ صُلِّیَ فِی الْمَسْجِدِ ظَاھِرًا .(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ)

(۵۷۷۲) روایت ہے حضرت ابن عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور نے فرمایا الٰہی اسلام کو عزت دے یا ابوجہل ابن ہشام سے یا عمر ابن خطاب کے ذریعہ۱ تو جناب عمر نے سویرا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صبح ہی حاضر ہوئے، اسلام قبول کرلیا۲ پھر مسجد میں ظاہر ظہور نماز پڑھی گئی۳ (احمد وبیہقی)

(۵۷۷۲)۱ یعنی الٰہی ان دونوں میں سے ایک کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دے تاکہ ان کے ذریعہ سے اسلام خوب پھیلے معلوم ہوا کہ عالم اسباب میں اسباب سے کام لینا جائز ہے حضرت عمر کا اسلام سبب بنا اشاعت اسلام کا حضور انور نے اس کی دعا مانگی رب تعالٰی بھی حضرت عمر کے متعلق ارشاد فرماتا ہے: یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (۸ء۶۴) اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔ (کنزالایمان) یعنی حضرت عمر آپ کے اسلام لانے پر فرشتوں نے ایک دوسرے کو مبارک بادیاں دیں غرضیکہ سب طالب اسلام ہیں اور حضرت عمر مطلوب اسلام۲ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے مختصر واقعہ یہ ہے کہ ابوجہل نے اعلان کیا کہ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرے اسے ایک سو اونٹنیاں اور ایک سو اوقیہ چاندی انعام دوں گا۔ حضرت عمر نے اس سے کہا کہ کیا تو یہ وعدہ پورا کرے گا اس نے کہا نقد دوں گا ادھار نہ ہوگا آپ تلوار لے کر دار ارقم کی طرف چل دیئے۔ جہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مع مسلمانوں کے قیام فرماتے تھے راستہ میں کسی نے کہا کہ عمر تم نے اگر ان کو قتل کردیا تو نبی ہاشم کے مقابلہ سے کیسے بچو گے آپ نے فرمایا شاید تو بھی مسلمان ہوچکا ہے جو مجھے ڈراتا ہے اس نے کہا کہ اس سے عجیب یہ ہے کہ تمہاری بہن اور تمہارے بہنوئی بھی مسلمان ہوچکے ہیں آپ کو غیرت آئی اپنی بہن کے گھر پہنچے تو گھر سے قرآن مجید کی تلاوت کی آواز آرہی تھی حضرت سعید ابن زید جوان دونوں کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے وہ چھپ گئے آپ نے اپنے بہنوئی سے کہا میں نے سنا ہے تم مسلمان ہوچکے ہو یہ کہہ کر انہیں لپٹ گئے مارنے لگے بہن چھڑانے لگیں تو انہیں بھی مارا بہن بولیں اے عمر تم چاہے ہم کو ہلاک کردو ہم تو مسلمان ہوچکے ہیں اس کلام نے اپنا کام کردیا دل پر چھری سی چل گئی فرمایا وہ کلام مجھے بھی سناؤ جو تم پڑھ رہی تھیں فرمایا پہلے غسل کرو آپ نے غسل کیا پھر کلام سنا سورہ طٰہٰ شریف تھی۔ جب یہ آیت اللہ لا الہ الا ہو لہ الاسماء الحسنی سنی تو نعرہ مار کر بولے کہ جس کی یہ صفت ہے وہی لائق عبادت ہے اتفاقاً حضرت خباب ابن ارت وہاں پہنچے فرمایا اے عمر آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے ایمان کی دعا مانگی ہے تم کو ایمان اس دعا کی برکت سے ملا پھر آپ حضرت خباب کے ساتھ حضور کے پاس بیت ارقم میں پہنچے شعر:-

گر کے قدموں پر وہ قربان ہو گئے ۔۔۔ پڑھ لیا کلمہ مسلمان ہو گئے

(مرقات) بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور نے یہ دعا نہ کی تھی کہ خدایا اسلام کو عمر کے ذریعہ عزت دے بلکہ دعا یہ کی تھی اللھم اعز عمر

بالاسلام خدایا عمر کو بذریعہ اسلام عزت دے مگر یہ غلط ہے حضور نے یہی دعا کی تھی کہ خدایا عمر کے ذریعہ اسلام کو عزت دے یہ ایسا ہی ہے جیسے ربّ کا فرمانا فعززنا بثالث یا حضور فرماتے ہیں زینوا القران باصواتکم حضرت عمر نبوت کے پانچویں سال ایمان لائے آپ سے چالیس مسلمانوں کا عدد پورا ہوا آپ سے تین دن پہلے جناب حمزہ ایمان لائے تھے (مرقات) ۳؎ یعنی جناب عمر کے اسلام سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان چھپ کر نمازیں پڑھتے تھے آپ کے اسلام لانے پر مسلمانوں نے علانیہ مسجد حرام میں آ کر نماز پڑھی یہاں نماز سے یہ نماز پنج گانہ فریضہ اسلام مراد نہیں کیونکہ حضرت عمر نبوت کے پانچویں سال ایمان لائے اور نماز پنج گانہ نبوت کے گیارہویں سال معراج میں فرض ہوئیں بلکہ اس سے وہ نمازیں مراد ہیں جو حضور انور اپنے الہام سے لوگوں کو پڑھاتے اور خود پڑھتے تھے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب حضور پر پہلی وحی آئی تو آپ غار حرا میں اعتکاف وعبادات میں مصروف تھے بعض روایات میں ہے کہ اس دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو فاروق کا خطاب دیا مگر بعض روایات میں ہے کہ آپ کو فاروق کا خطاب اس دن دیا گیا جب آپ نے اس منافق کو قتل کیا جو ایک یہودی کے ساتھ جھگڑے میں حضور انور کے فیصلہ سے راضی نہ ہوا تھا آپ کے پاس اپیل لایا تھا (مرقات)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِاَبِیْ بَکْرٍ یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَمَا اِنَّكَ اِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَاطَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رَجُلٍ خَیْرٍ مِّنْ عُمَرَ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ)

(۵۷۸۳) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ جناب عمر نے ابوبکر صدیق سے کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے ۱؎ بہتر تو جناب ابوبکر نے کہا کہ آگاہ ہو اگر تم نے یہ کہا ہے تو میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ کسی شخص پر سورج نہیں چمکا جو جناب عمر سے بہتر ہو ۲؎ (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۷۸۳) ۱؎ یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق بعد انبیاء تمام خلق سے افضل ہیں یہاں بعد رسول اللہ سے مراد بعد انبیاء کرام ہے لہذا اس سے یہ لازم نہیں کہ آپ نبیوں سے افضل ہوں۔ ۲؎ یہاں یا تو زمانہ فاروقی کا ذکر ہے جب حضرت ابوبکر صدیق وفات پاچکے ہوں گے یا بعد ابوبکر صدیق مراد ہے یا یہ مطلب ہے کہ عدالت میں یا سیاست میں حضرت عمر سب سے افضل ہیں ان جیسا دنیا میں کوئی سیاست دان عادل نہ ہوا لہذا یہ فرمان اس کے خلاف نہیں کہ حضرت صدیق بعد انبیاء سب سے افضل ہیں (مرقات)

وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ)

(۵۷۸۴) روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو جناب عمر ابن خطاب ہوتے ۱؎ (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۷۸۴) ۱؎ یعنی اگر ہمارے بعد کسی نبی کا ہونا ممکن ہوتا تو حضرت عمر نبی ہوتے۔ کیونکہ ان کے دل میں ربّ کی طرف سے الہام اور القاء بہت ہوتا ہے اور انہیں وحی سے بہت ہی مناسبت ہے اسی لیے قرآن مجید کی بہت سی آیات آپ کی رائے کے مطابق ہیں جیسے پردہ، شراب کی حرمت بدر کے قیدیوں کے بارے میں آیات۔

وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ

(۵۷۸۵) روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ

وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ مَغَازِیْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَآءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّیْ كُنْتُ نَذَرْتُ اِنْ رَدَّكَ اللهُ صَالِحًا اَنْ اَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدَّفِّ وَاَتَغَنّٰى فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِیْ وَاِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَّهِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِیٌّ وَّهِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَاَلْقَتِ الدَّفَّ تَحْتَ اِسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ اِنِّیْ كُنْتُ جَالِسًا وَّهِیَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَّهِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِیٌّ وَّهِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِیَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ اَنْتَ يَا عُمَرُ اَلْقَتِ الدَّفَّ .

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی جہاد میں تشریف لے گئے[1] تو جب واپس ہوئے تو ایک سیاہ فام لونڈی آئی بولی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے منت مانی تھی کہ اگر اللہ آپ کو صحیح سلامت واپس لائے تو آپ کے سامنے دف بجاؤں اور گاؤں[2] اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو نے منت مانی ہے تو بجالے ورنہ نہیں[3] وہ دف بجانے لگی ابوبکر صدیق آئے وہ بجاتی رہی پھر جناب علی آئے وہ بجاتی رہی پھر جناب عثمان آئے وہ بجاتی رہی[4] پھر حضرت عمر آئے تو اس نے دف اپنے چوتڑوں کے نیچے رکھ لی پھر اس پر بیٹھ گئی[5] تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر شیطان تم سے ڈرتا ہے[6] میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ بجا رہی تھی پھر ابوبکر آئے وہ بجاتی رہی پھر علی آئے وہ بجاتی رہی پھر عثمان آئے وہ بجاتی رہی[7] پھر اے عمر جب تم آئے تو اس نے دف پھینک دی[8] (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(۵۷۸۵)[1] یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ وہ کون سا غزوہ تھا[2] یہ نذر شرعی نہیں تھی کہ نذر شرعی میں ضروری ہے کہ جنس واجب سے ہو دف بجانا اور گانا کہیں واجب نہیں نذر بمعنی نذرانہ عقیدت ہے ہر شخص اپنی حیثیت کے لائق ہی نذرانہ اس بارگاہ عالی میں پیش کرتا ہے اس لونڈی کے پاس یہی نذرانہ تھا شعر:-

کچھ پاس نہیں میرے کیا نذر کروں تیرے
اک ٹوٹا ہوا دل ہے اور گوشہ تنہائی

[3] ذکر بجانے کا ہے گانے کی اجازت بھی اس میں داخل ہے (مرقات) یعنی گاتے بجاتے اپنے دل کے ارمان پورے کرے خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی تشریف آوری پر خوشی منانا بہترین عبادت ہے اس لیے یہ نذر درست ہوئی نذر عبادت کی ہوتی ہے (مرقات واشعہ) گناہ کی نذر درست نہیں حضور فرماتے ہیں لا نذر فی معصیة (نسائی شریف) خیال رہے کہ جھانجھ کے ساتھ دف وغیرہ ممنوع ہے بغیر جھانجھ بلا ضرورت کھیل کود کے لیے بھی ممنوع غرض صحیح کے لیے دف، تاشہ بجانا جائز ہے۔ لہٰذا اعلان نکاح روزے کے افطار یا سحری کے لیے یوں ہی غازیوں کے لیے دف بجانا جائز ہے یہ دف جھانجھ سے اور لہو ولعب سے خالی تھی لہٰذا جائز تھی۔ لونڈی پر نہ تو پردہ واجب ہے نہ اس کی آواز عورت ہے اسے اجنبی شخص دیکھ بھی سکتا ہے اس کی آواز بھی سن سکتا ہے لہٰذا یہاں یہ اعتراض نہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجنبی عورت کو کیوں دیکھا اور اس کی آواز کیوں سنی نہ اس سے مروجہ ناچ گانے پر دلیل پکڑی جاسکتی ہے کہ اب آزاد عورتیں بن سنور کر گاتی ہیں یہ حرام قطعی ہے اس حدیث سے بہت لوگ دھوکہ کھا گئے ہیں[4] یعنی وہ لونڈی ان حضرات میں سے کسی سے نہیں ڈری برابر دف بجاتی اور گیت گاتی رہی۔[5] یہ ہیبت فاروقی تھی کہ اس بی بی نے وہ کام بند کردیا جو جائز بلکہ عبادت تھا مگر لہو ولعب کی

صورت میں تھا۔ حضرت عمر کو دیکھ کر گھبرا گئی جیسے بعض ہیبت والے آدمیوں کو دیکھ کر بیٹھے ہوئے باتیں کرنے والے لوگ ادھر ادھر ہو جاتے ہیں جگہ خالی کر جاتے ہیں حالانکہ وہاں ان کا بیٹھنا باتیں کرنا حرام نہیں ہوتا لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اگر یہ کام جائز تھا تو حضرت عمر کو دیکھ کر اس بی بی نے بند کیوں کر دیا اور اگر حرام تھا تو پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیوں ہوا۔ مگر حضرات صوفیاء فرماتے ہیں کہ یہ کام ان حضرات کے لیے درست تھا۔ حضرت عمر کے لیے درست نہ تھا اس لیے ان حضرات کے سامنے ہوتا رہا۔ حضرت عمر کے آنے پر بند ہو گیا کہ اب لہو ولعب بن گیا قوالی درد والے کے لیے درست ہے مگر جو اس زمرہ کا نہ ہو جس کے عشق پر اطاعت کا غلبہ ہو اس کے لیے درست نہیں اور اگر قوالی میں ایک شخص غیر اہل آ جائے تو سب کے لیے لہو بن جاتی ہے ان کا ماخذ یہ حدیث ہے یہ واقعہ ایسا ہے جیسے حضرت عائشہ نے حریرہ بنایا اور بی بی سودہ سے کہا کہ کھاؤ انہوں نے انکار کیا آپ نے حریرہ ان کے منہ سے مل دیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ سے فرمایا کہ تم بھی عائشہ کے منہ سے مل دو انہوں نے بھی مل دیا حضور انور تبسم فرما رہے تھے وہ دونوں ہنس رہی تھیں کہ حضرت عمر نے دروازے کے باہر سے آواز دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں جلدی اپنے منہ دھو لو عمر آ رہے ہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس دن سے میں جناب عمر سے ہیبت کرتی ہوں دیکھو (مرقات) ۶؎ یعنی اے عمر یہ تو ایک عورت ہے جو ایسا کام کر رہی تھی جو حقیقتاً درست تھا صورۃً کھیل تھا یہ کیوں نہ ڈر جاتی تمہاری ہیبت کا تو یہ عالم ہے کہ تم سے شیطان بھی ڈرتا ہے جو مردود دوسروں سے نہیں ڈرتا اس فرمانِ عالی میں نہ تو اس عورت کو شیطان فرمایا گیا اور نہ اس کے اس عمل کو شیطانی کہا گیا کہ یہ عمل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہوا تھا لہٰذا حدیث بالکل ظاہر ہے یا یہ مطلب ہے کہ اب تمہارے آنے سے یہ کام غیر درست ہو گیا اور بند ہو گیا۔ جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا۔ ۷؎ یعنی ہم چاروں ہستیوں سے یہ بی بی نہ گھبرائی ہمارے رحم و کرم پر بھولی رہی گاتی بجاتی رہی۔ ۸؎ اس حدیث سے بہت سے وہ مسائل حاصل ہوئے جو ابھی شرح کے ضمن عرض کیے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی اور تشریف آوری کی خوشی منانا عبادت مستحبہ ہے۔ لہٰذا میلاد شریف معراج شریف وغیرہ کی تاریخوں میں عید منانا خوشیاں کرنا عبادت ہے۔ لونڈی پر پردہ نہیں۔ لونڈی کی آواز اجنبی سن سکتا ہے۔ دف بجانا مطلقاً منع نہیں بلکہ لہو ولعب کے لیے ہو تو منع ہے۔ اچھے اور جائز اشعار گانا اور ان کا سننا منع نہیں۔ حضرت صدیق و عثمان و علی رضی اللہ عنہم پر غلبہ محبت ہے اور حضرت عمر پر غلبہ اطاعت لہٰذا ان حضرات کے مراتب جداگانہ ہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَّصَوْتَ صِبْيَانٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا حَبَشِيَّةٌ تَزْفِنُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ تَعَالَىْ فَانْظُرِىْ فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ لَحْيَىَّ عَلٰى مَنْكِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ اِلٰى رَأْسِهٖ فَقَالَ لِىْ اَمَا شَبِعْتِ اَمَا شَبِعْتِ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لَا لِاَنْظُرَ مَنْزِلَتِىْ عِنْدَهٗ اِذْ طَلَعَ عُمَرُ فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا

(۵۷۸۶) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے شور اور بچوں کی آواز سنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو ایک حبشی بچی ناچ رہی تھی اور بچے اس کے ارد گرد تھے ۱؎ فرمایا اے عائشہ آؤ دیکھو ۲؎ چنانچہ میں آئی تو میں نے اپنے جبڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رکھ دیئے ۳؎ میں حضور کے سر اور کندھے کے درمیان سے ادھر دیکھنے لگی مجھ سے فرمایا کیا تم سیر نہیں ہوئی کیا تم سیر نہیں ہوئی میں کہنے لگی نہیں تاکہ میں حضور کے نزدیک اپنا مقام دیکھوں ۴؎ کہ اچانک حضرت عمر نمودار ہوئے تو لوگ اسے چھوڑ کر بھاگ گئے ۵؎ تو رسول

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلٰى شَيَاطِيْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ قَالَتْ فَرَجَعْتُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ .

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جن و انس کے شیطانوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ عمر سے بھاگ گئے ۶ فرماتی ہیں پھر میں لوٹ آئی (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی غریب بھی۔

(۵۷۸۶) ۱یہ ناچنے والی لونڈی تھی وہ بھی بچی اور اس کا تماشہ دیکھنے والے بھی مدینہ منورہ کے بچے تھے تزفن بنا ہے زفن، سے بمعنی پاؤں زمین پر مارنا اس سے مراد ہے ناچنا عموماً بچے ایسی حرکتیں کرتے ہیں یہ ان کا کھیل کود اور شغل ہوتا ہے ۲اس وقت ام المومنین بھی نوعمر بچی ہی تھیں آپ کو کھیل دیکھنے کا بہت شوق تھا یہ ہے حضور انور کا اخلاق کریمانہ ہم کو تعلیم دی کہ گھر والوں سے ایسا برتاوا کرو اپنی بیوی کے جائز شوق حتی المقدور پورے کرو معلوم ہوا کہ بچوں کا کھیلنا اور انہیں کھیل دکھانا بالکل جائز ہے ۳لحیی تثنیہ ہے لحی کا بمعنی جبڑے یہ مصاف ہے متکلم کی ی کی طرف اس لیے ی مشدد ہے۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے کھڑے ہوگئے آڑ بن گئے میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر اپنی ٹھوڑی رکھ دی کندھے اور سر مبارک کے درمیان سے ان کا کھیل دیکھنے لگی شعر:۔

ناز برداری تمہاری کیوں نہ فرمائے خدا ناز نین حق نبی ہیں تم نبی کی نازنین!

آپ کا لقب ہے محبوبہ محبوب ربّ العالمین رضی اللہ عنہا ہم سب کو فخر ہے کہ ہم اس عظمت والی ماں کی اولاد ہیں۔ ۴یعنی میں بہت دیر تک یہ تماشا دیکھتی رہی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم میری خاطر کھڑے رہے میں اگرچہ تماشا سے سیر ہو چکی تھی مگر میں یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے کتنی محبت ہے اور میری خاطر حضور کب تک یہاں قیام فرما رہیں گے۔ ۵اس بھاگنے کی وجہ ابھی پچھلی حدیث میں عرض کی گئی کہ یہ کام جائز تھا مگر صورۃً کھیل تماشہ تھا۔ حضرت عمر کی ہیبت چھوٹوں بڑوں سب کے دلوں میں تھی یہ رعب وہیبت ربّ تعالٰی کا عطیہ تھی۔ ۶یہ شیاطین جو اس وقت بھاگے یہ وہ شیاطین تھے جو انسانوں کے ساتھ رہتے یا جو بازاروں میں مجمعوں میں رہتے ہیں حدیث شریف میں ہے کہ بازاروں میں مساجد میں مجمعوں میں شیاطین رہتے ہیں مسجدوں کے شیاطین وضو اور نماز میں بہکانے کے لیے رہتے ہیں بازاروں میں گناہ کرانے کے لیے اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ بازاروں اور مسجدوں میں جانا حرام ہو یا وہاں کی حاضری شیطانی کام ہو، دوسری روایات میں ہے کہ عید کے دن بچے حدود مسجد میں کھیل رہے تھے حضرت عمر نے انہیں بھگانا چاہا تو حضور انور نے فرمایا عمر آج عید ہے انہیں عید منانے دو۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس کچھ بچیاں گا بجا رہی تھیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم چادر اوڑھے لیٹے تھے جناب صدیق اکبر نے انہیں منع کیا تو چہرہ انور کھول کر فرمایا کہ اے ابوبکر ہر قوم کی عید ہوتی ہے آج ہماری عید ہے انہیں خوشی منانے دو بہرحال یہ حدیث بالکل واضح ہے کہ حضرت ام المومنین بھی اس وقت بچی تھیں اور وہ ناچنے والی بھی بچی ناچ دیکھنے والے بھی بچے تھے لہٰذا یہاں بے پردگی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ — تیسری فصل

وَعَنْ اَنَسٍ وَّابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلٰثٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلّٰى فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَقَامِ

(۵۷۸۷) روایت ہے حضرت انس اور ابن عمر سے کہ جناب عمر نے فرمایا کہ میں نے تین باتوں میں اپنے ربّ سے موافقت کی ۱ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم مقام ابراہیم کو جاء نما

اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلٰى نِسَاءِكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَهُنَّ يَحْتَجِبْنَ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَآءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ فَقُلْتُ عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ فَنَزَلَتْ كَذٰلِكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلٰثٍ فِيْ مَقَامِ اِبْرَاهِيمَ وَفِي الْحِجَابِ وَفِيْ اُسَارٰى بَدْرٍ ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

بنالیتے تو یہ آیت آتی کہ مقام ابراہیم جاء نماز بناؤ۲ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی بیویوں کے پاس بھلے برے، لوگ آجاتے ہیں۳ مناسب تھا کہ آپ انہیں حکم دیتے کہ وہ پردہ کرلیتیں تو پردہ کی آیت نازل ہوئی۴ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں غیرت کھا کر جمع ہوئیں۵ تو میں نے کہا کہ ممکن ہے کہ اگر وہ تم کو طلاق دیدیں تو ان کا ربّ انہیں تم سے اچھی بیویاں عطا فرمادے تو آیت بھی اسی طرح اتری ۶ حضرت ابن عمر کی روایت میں ہے کہ جناب عمر نے فرمایا کہ میں نے تین باتوں میں اپنے ربّ کی موافقت کی مقام ابراہیم میں اور پردہ میں اور بدر کے قیدیوں میں ۷ (مسلم بخاری)

(۵۷۸۷)۱ سبحان اللہ کیسا پیارا ادب ہے یہ نہ کہا کہ ربّ نے میری موافقت فرمائی حالانکہ آپ کی رائے پہلے تھی نزول آیات بعد میں اس میں اشارۃً یہ فرمایا کہ ربّ کا حکم قدیم تھا میری یہ رائے حادث ادب کی انتہا ہے یہاں تین کا ذکر زیادتی کی نفی کے لیے نہیں کل پندرہ آیتیں آپ کی رائے کے مطابق آئی ہیں (مرقات) بدر کے قیدیوں کے متعلق آیت منافقوں کا جنازہ نہ پڑھنے کی آیت بھی آپ کی رائے کے مطابق آئی۔ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ ۲ یعنی میرا دل چاہتا ہے طواف کے نفل کہ ہم مقام ابراہیم کے سامنے اس طرح پڑھا کریں کہ کعبہ کی طرف نماز ہو مگر سامنے یہ پتھر بھی ہو جس پر جناب خلیل کے قدم پڑے ہیں تاکہ عین نماز میں اس پتھر کا بھی ادب ہوتا رہے تو ربّ تعالٰی نے اس ہی چیز کا حکم دیا کہ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى (۲،۱۲۵) اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ (کنزالایمان) آج تک طواف کے نفل اس جگہ اسی طرح ادا ہوتے ہیں یہ ہے حضرت عمر فاروق کا احترام تبرکات آپ کا سنگ اسود سے فرمانا کہ اے پتھر تو ایک، پتھر ہے نہ نفع دے نہ نقصان میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے دیکھا ہے۔ اس لیے چومتا ہوں اس کا مقصد سنگ اسود کی توہین فرمانا نہیں وہاں مقصد ہی کچھ اور ہے جو ہم حج کے بیان میں عرض کرچکے ہیں یہ بھی غلط ہے کہ حضرت عمر نے بیعت رضوان والا درخت کٹوایا وہ تبرکات کے دشمن نہ تھے آپ تبرکات کا ایسا احترام کرتے تھے جو یہاں مذکور ہے۳ یعنی ابھی اسلام میں پردہ کا حکم نہیں اس لیے ہر طرح کے آدمی آپ کے دولت خانہ میں آجاتے ہیں حضور کی شان اس سے ارفع واعلیٰ ہے آپ اپنی ازواج پاک کو پردہ کا حکم دیں۴ یہاں اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ عام مومنہ عورتوں کا پردہ یہ ہے کہ اپنا چہرہ اجنبی کو نہ دیکھنے دیں مگر ازواج پاک کا پردہ یہ تھا کہ برقع اوڑھ کر بھی کسی اجنبی کے سامنے نہ ہوں۔ تاکہ ان کے جسم کا اندازہ بھی کسی کو نہ ہوسکے (اشعۃ اللمعات) یہاں مرقات میں ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب عائشہ صدیقہ ایک پیالہ میں حیس کھا رہے تھے۔ حضرت عمر حاضر ہوئے فرمایا آؤ تم بھی کھاؤ وہ کھانے لگے کہ حضرت عمر کی انگلی حضرت عائشہ کی انگلی سے چھوگئی آپ نے کہا اوہ کاش آپ کی بیویوں کو کوئی آنکھ نہ دیکھ سکتی اس پر آیت حجاب نازل ہوئی ۵ اس کا واقعہ یہ ہوا کہ جناب زینب کے پاس شہد تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد بہت مرغوب تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ بعد عصر ان کے پاس تشریف لے جاتے تھے شہد ملاحظہ فرماتے تھے حضرت عائشہ اور حفصہ وغیرہ کو اس سے بہت غیرت ہوئی کہ حضور روزانہ وہاں کیوں جاتے ہیں انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں سے روکنے کے لیے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم میں سے

جس کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں وہ یہ کہہ دیں کہ حضور انور کے منہ شریف سے مغافیر گوند کی بو آتی ہے ان دونوں بیویوں نے یہی عرض کیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پر شہد حرام فرمالیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (۶۶:۱) اے غیب بتانے والے (نبی) تم اپنے اوپر کیوں حرام کیے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی۔ (کنزالایمان) وہ واقعہ یہاں مذکور ہے اس موقع پر حضرت عمر نے یہ فرمایا تھا۔ ۶؎ جو الفاظ حضرت عمر نے ارشاد فرمائے تھے انہی الفاظ میں آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۷؎ ان مختلف روایتوں میں مختلف باتوں کا ذکر ہے اور سب روایات درست ہیں تقریباً پندرہ آیات حضرت عمر کی رائے کے مطابق آئی ہیں۔ متفرق روایات میں متفرق چیزوں کا ذکر ہے بدر کے قیدیوں کے متعلق جو واقعہ ہوا ہے وہ تو مشہور ہی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فُضِّلَ النَّاسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِاَرْبَعٍ بِذِكْرِ الْاُسَارٰى يَوْمَ بَدْرٍ اَمَرَ بِقَتْلِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَوْ لَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ وَبِذِكْرِهِ الْحِجَابَ اَمَرَ نِسَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَحْتَجِبْنَ فَقَالَتْ لَهُ زَيْنَبُ وَاِنَّكَ عَلَيْنَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ فِيْ بُيُوْتِنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ وَّبِدَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ وَ بِرَاْيِهٖ فِيْ اَبِيْ بَكْرٍ كَانَ اَوَّلَ نَاسٍ بَايَعَهٗ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(۵۷۸۸) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ عمر ابن خطاب کو چار باتوں میں لوگوں پر بزرگی عطا ہوئی بدر کے دن قیدیوں کے تذکرہ سے آپ نے ان کے قتل کا مشورہ دیا۱؎ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ رب کی تحریر پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو تم کو اس لیے ہوئے مال میں بڑا عذاب پہنچتا۲؎ اور ان کے پردہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو پردہ کا مشورہ دیا تو ان سے جناب زینب بولیں اے ابن خطاب کیا تم ہم پر حکم چلاتے ہو حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں اترتی ہے۳؎ تب رب نے یہ آیت نازل کی کہ جب تم ان سے سامان مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو۴؎ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے کہ الٰہی تو عمر کے ذریعہ اسلام کو قوت دے اور ان کی رائے جناب ابوبکر کے متعلق رائے کی وجہ سے آپ نے لوگوں سے پہلے ان سے بیعت کی۵؎ (احمد)

(۵۷۸۸) ۱؎ یعنی حضرت عمر کا مشورہ یہ تھا کہ سارے قیدی اس طرح قتل کیے جائیں کہ ہر مسلمان اپنے عزیز کافر قیدی کو قتل کرے اس طرح کہ یارسول اللہ اپنے چچا عباس کو آپ قتل کریں اور اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو حضرت صدیق قتل کریں اور اپنے ماموں ہشام کو میں قتل کروں یہ لوگ سرداران کفر ہیں ان کے قتل ہو جانے سے کفر کا زور ٹوٹ جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ آخر ہمارے ہی بھائی بھتیجے وغیرہ ہیں ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے اس فدیہ کے مال سے اسلام کو قوت حاصل ہوگی اس سے ہم آئندہ غزوات کے لیے ہتھیار خرید یں گے اور یہ قیدی شاید آئندہ مسلمان ہو جائیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب صدیق اکبر وغیرہ کی رائے کو ترجیح دی اور ان تمام قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ ۲؎ خیال رہے کہ ان خطابات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں روئے سخن اور حضرات سے ہے اس لیے لمسکم اور اخذتم میں جمع کی ضمیریں ارشاد ہوئیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ ارادہ الٰہی یہی تھا کہ یہ لوگ فدیہ لے کر چھوڑ دیئے جائیں اور بعد میں سب مومن ہو کر اسلام کی بڑی بڑی خدمات انجام دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سارے چھوٹے ہوئے قیدی بعد میں مسلمان ہوئے اور اسلام کی بڑی خدمات انجام دیں نہ یہ چھوڑنا برا تھا اگر چھوڑنا برا ہوتا تو یہ آیت

پہلے ہی آ جاتی اور چھوڑنے سے روک دیتی یہ کیا ہوا کہ جب چھوڑ دیئے گئے مال وصول کرلیا گیا پھر یہ آیت نازل ہوئی نیز اگر یہ کام برا ہوتا تو یہ لیا ہوا مال حرام ہوتا حلال نہ ہوتا مگر وہ مال فدیہ حلال رہا رب نے فرمایا کہ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا (۶۹،۸) تو کھاؤ جو غنیمت تمہیں ملی حلال پاکیزہ۔ (کنزالایمان) پھر لطف یہ ہے کہ یہاں تو فدیہ لینے پر بظاہر عتاب ہو رہا ہے مگر آئندہ کے لیے اجازت دی جارہی ہے کہ قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا کرنا کہ ارشاد ہوا: فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً (۴،۴۷) پھر اس کے بعد چاہے احسان کر کے چھوڑ دو چاہے فدیہ لے لو۔ (کنزالایمان) اس آیت کا منشا یہ ہے کہ تم لوگوں نے اتنا بڑا کام خود اپنے اجتہاد سے کیوں کیا وحی کا انتظار کیوں نہ کیا لہٰذا اس واقعہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت عمر جناب ابوبکر صدیق یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوں اور ان قیدیوں کا چھوڑنا گناہ ہو اس کی تحقیق ہماری تفسیر میں اسی آیت کے ماتحت دیکھو حضرت صدیق کی خطا ان سب کی سلامتی جان اور ایمان بلکہ صحابیت وغیرہ کا ذریعہ بنی اس خطا پر ہماری عمر بھر کی عبادتیں قربان ہوں۔ ۳؎ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کچھ تیز طبیعت تھیں اور ابھی پردہ کے احکام آئے نہ تھے حضرت عمر کی رائے تھی کہ پردہ ہو اس پر آپ ناراض ہوئیں ۴؎ حضرت عمر کے تاقیامت مسلمانوں پر بڑے ہی احسانات ہیں ہم کو پردہ کی نعمت ملی تو ان سرکار کے صدقہ سے رمضان کی راتوں میں بیویوں کے پاس جانے کی اجازت ملی تو ان کے طفیل نماز تراویح کی باقاعدہ دائمی جماعت ملی تو ان کے کرم سے اور آج تراویح کے ذریعہ حفظ قرآن بلکہ حفاظت قرآن ہے اللہ تعالٰی ہم سب کی طرف سے ان سرکار کو جزاء خیر دے۔ ۵؎ خیال رہے کہ دنیا میں چار انتخاب بہت ہی اعلیٰ و افضل ہوئے۔ جناب آسیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتخاب کیا کہ میں انہیں پرورش کروں گی عَسٰى اَنْ يَّنْفَعَنَا (۲۱،۱۲) شاید اس سے ہمیں نفع پہنچے۔ (کنزالایمان) بی بی صفورا نے موسیٰ علیہ السلام کا انتخاب کیا کہ اپنے والد سے کہا: يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ (۲۶،۲۸) اے میرے باپ ان کو نوکر رکھ لو۔ (کنزالایمان) ابا جان انہیں اپنے کام کے لیے رکھ لو زلیخا نے یوسف علیہ السلام کا انتخاب کیا انہیں خرید کر اپنے گھر کے لیے حضرت عمر نے جناب صدیق کا انتخاب کیا خلافت کے لیے اس آخری انتخاب کا فائدہ دنیا ہمیشہ اٹھائے گی۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ الرَّجُلُ اَرْفَعُ اُمَّتِیْ دَرَجَةً فِی الْجَنَّةِ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ وَّاللهِ مَا كُنَّا نَرٰی ذٰلِكَ الرَّجُلَ اِلَّا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَتّٰی مَضٰی لِسَبِیْلِهٖ. (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

(۵۷۸۹) روایت ہے حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ شخص میری امت میں جنت کے بڑے درجہ والا ہے ۱؎ ابوسعید نے فرمایا اللہ کی قسم ہم یہ شخص حضرت عمر ابن خطاب ہی کو سمجھے رہے حتی کہ وہ اپنی راہ چلے گئے ۲؎ (ابن ماجہ)

(۵۷۸۹) ۱؎ اس فرمان عالی کے بہت مطلب بیان کئے گئے قوی یہ ہے کہ ذاک الرجل سے اشارہ حضرت خضر علیہ السلام کی طرف ہے کیونکہ حضور انور نے اس سے پہلے دجال کا ذکر فرماتے ہوئے کہا کہ ایک شخص اس سے کہے گا کہ تو کافر ہے تو وہی ہے جس کی خبر ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ دجال ان بزرگ کو آرے سے چروا کر دو ٹکڑے کر دے گا۔ پھر زندہ کرلے گا وہ زندہ ہو کر فرمائیں گے کہ اب تو مجھے تیرے کافر ہونے کا اور بھی زیادہ یقین ہوگیا اس کے بعد حضور انور نے یہ فرمایا کہ یہ شخص میری امت میں بڑے درجہ والا جنتی ہوگا یعنی اس زمانہ کے لوگوں میں سب سے افضل ہوگا (مرقات) ۲؎ یعنی ہمارا خیال یہ تھا کہ دجال سے مقابلہ والے وہ صاحب حضرت عمر ہی ہوں گے آپ کے زمانہ میں دجال نکلے گا اور آپ اس کا مقابلہ کریں گے مگر جب آپ شہید کر دیئے گئے تب ہم سمجھے کہ کوئی اور

صاحب ہیں لہٰذا حدیث واضح ہے اس پر یہ اعتراض نہیں کیا کیا حضرت عمر جناب صدیق اکبر سے بھی بڑے درجے والے ہیں (مرقات) اس عبارت کے اور مطلب بھی بیان کئے گئے ہیں مگر یہ مطلب آسان بھی ہے واضح بھی اور قوی بھی۔

وَعَنْ اَسْلَمَ قَالَ سَأَلَنِي ابْنُ عُمَرَ بَعْضَ شَانِهٖ يَعْنِىْ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ مَارَأَيْتُ اَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِيْنَ قُبِضَ كَانَ اَجَدَّ وَاَجْوَدَ حَتّٰى انْتَهٰى مِنْ عُمَرَ. (رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ)

(۵۷۹۰) روایت ہے اسلم سے ۱؎ فرماتے ہیں مجھ سے ابن عمر نے ان کے یعنی حضرت عمر کے بعض حالات پوچھے ۲؎ میں نے انہیں خبر دی تو فرمایا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی میں نے حضرت عمر سا کوئی زیادہ کوشش والا زیادہ سخی نہیں دیکھا حتیٰ کہ وفات پائی ۳؎ (بخاری)

(۵۷۹۰) ۱؎ آپ حضرت عمر کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ کی کنیت ابو خالد ہے حبشی تھے ۱۱ھ میں آپ کو حضرت عمر نے خریدا تھا آپ تابعی ہیں اور آپ کے بیٹے کا نام زید ابن اسلم ہے آپ نے مروان ابن حکم کی حکومت میں وفات پائی ایک سو چودہ سال عمر ہوئی (مرقات) ایک اسلم اور بھی ہیں جن کی کنیت ابو رافع ہے وہ صحابی ہیں وہ یہاں مراد نہیں ۲؎ چونکہ جناب اسلم حضرت عمر کے غلام اور خاص خادم تھے آپ کے علانیہ اور خفیہ حالات سے مطلع تھے اس لیے حضرت عبداللہ ابن عمر اگرچہ صاحبزادہ ہیں مگر آپ کے خفیہ حالات خادم خاص سے پوچھ رہے ہیں یعنی حضرت عبداللہ ابن عمر نے مجھ سے فرمایا کہ میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وہ خصوصی خفیہ حالت بیان کرو جس کی صرف تم کو خبر ہوگی اور کسی کو خبر نہیں۔ ۳؎ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت فاروقی میں آپ سے بڑھ کر محنتی اللہ کی راہ میں جفاکشی راہ خدا میں زیادہ سخی کوئی نہ دیکھا (اشعۃ اللمعات) اس صورت میں حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو آپ سے بڑھ کر سخی اور محنتی تھے یا یوں کہو کہ یہ حضرت عمر کی خصوصی فضیلت ہے آپ کی مثل مشقت و محنت اللہ کی راہ میں غالبًا کسی نے نہ کی ہوگی۔

وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّكَانَّهٗ يُجَزِّعُهٗ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا كُلَّ ذٰلِكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ اَبَابَكْرٍ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ قَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِّنَ اللهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ اَبِىْ بَكْرٍ وَّرِضَاهُ

(۵۷۹۱) روایت ہے مسورر ابن مخرمہ سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر کو نیزہ مارا گیا ۲؎ تو آپ غم کرنے لگے ان سے ابن عباس نے تسکین دیتے ہوئے عرض کیا ۳؎ اے امیر المومنین آپ ان تمام کی پرواہ نہ کریں ۴؎ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے تو ان کی رفاقت خوب نبھائی پھر وہ آپ سے جدا ہوئے وہ آپ سے راضی تھے پھر آپ حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ رہے تو ان کی رفاقت خوب نبھائی وہ آپ سے جدا ہوئے تو وہ آپ سے راضی تھے پھر آپ مسلمانوں کے ساتھ رہے ان کا ساتھ خوب نبھایا ۵؎ اگر آپ ان سے جدا ہوئے تو اس طرح جدا ہوں گے کہ وہ آپ سے راضی ہوں گے ۶؎ آپ نے فرمایا یہ جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک کا اور آپ کی خوشنودی کا ذکر کیا یہ اللہ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے

فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِّنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَیَّ وَاَمَّا مَا تَرٰی مِنْ جَزَعِیْ فَهُوَ مِنْ اَجَلِكَ وَمِنْ اَجَلِ اَصْحَابِكَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ لِیْ طِلَاعَ الْاَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَیْتُ بِهٖ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ اَرَاهُ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

لیکن جو تم نے حضرت ابوبکر کی صحبت اور ان کی خوشنودی کا ذکر کیا یہ بھی مجھ پر اللہ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ۸ لیکن میری گھبراہٹ تم دیکھ رہے ہو وہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی وجہ سے ہے ۹ اللہ کی قسم اگر میرے پاس زمین بھر کر سونا ہو تو میں عذاب الٰہی سے فدیہ دے دوں اسے دیکھنے سے پہلے ۱۰ (بخاری)

(۵۷۹۱) ۱ آپ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کے بھانجے ہیں بہت کم عمر صحابی ہیں حضور انور کی ہجرت کے دو سال بعد مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے ذی الحجہ ۸ آٹھ ہجری میں مدینہ منورہ لائے گئے حضور انور کی زیارت کی آپ کی آٹھ سال عمر تھی جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف واقعہ ہوئی بڑے فقیہ عابد و زاہد تھے ۲ حضرت عمر کو مغیرہ ابن شعبہ کے غلام ابولولو نے مدینہ منورہ میں چھبیس ذی الحجہ ۲۳ تیئیس ہجری کو بدھ کے دن نیزہ مارا آپ زخمی ہونے کی حالت میں بہت ہی رنج و غم فرمانے لگے ۳ یجزع باب تفعیل کا مضارع ہے اور یہاں یہ باب سلب مادہ کے لیے ہے جزع بمعنی گھبراہٹ اور یجزعہ بمعنی گھبراہٹ دور کرنے یعنی تسلی دینا۔ ۴ کل ذالك سے پہلے ایک فعل لا بتـــال پوشیدہ ہے یعنی آپ ان تکالیف کی پرواہ نہ کریں کیونکہ آپ کو اللہ تعالٰی نے بڑے کرم سے نوازا ہے جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔ ۵ یعنی تین نعمتیں تو آپ کو پہلے مل چکی ہیں۔ حضور انور کی صحبت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ سے راضی ہونا پھر حضرت ابوبکر کی صحبت و رفاقت کہ آپ ان کے وزیر باتدبیر رہے اور ان جناب کا آپ سے خوش رہنا پھر خلافت اسلامیہ اور اس میں آپ کا عدل و انصاف فرمانا مسلمانوں کا آپ سے راضی رہنا۔ ۶ یعنی اگر اس قاتلانہ حملہ سے آپ کی وفات ہوگئی تو سبحان اللہ شہادت وہ بھی مدینہ منورہ کی زمین میں نماز کی حالت میں مسجد نبوی شریف میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے شریف پر یہ خوبیاں آپ کے سواء کسی کو میسر نہ ہوئیں نہ ہوں گی پھر مسلمانوں کا آپ سے راضی ہونا۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کا راضی رہنا بھی اللہ کی نعمت ہے اور مسلمانوں کا خوش رہنا بھی اللہ کی رحمت یہ ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی ۷ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حضور کا مجھ سے راضی رہنا یہ میری خوبی نہیں ہے یہ خاص عطاء ذوالجلال ہے۔ شعر:-

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدا ، بخشندہ

صحابی رسول اللہ بننا وہ سعادت ہے کہ اس کے مقابل کوئی سعادت نہیں بنی تمام جہان کے ولی غوث قطب صحابی کی گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتے ۸ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کی صحبت اور ان کا مجھ سے راضی ہونا یہ بھی اللہ کی نعمت ہے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی صحبت اللہ کی رحمت ہے۔ شعر:-

آدھی سے آدھی بھلی اور آدھی سے بھی آدھ بھیگا سنگت سادھ کی کاٹے کوٹ اپرات

یعنی اللہ کے مقبول بندوں کی صحبت ایک بلکہ آدھی گھڑی کی بھی مبارک ہے ان کی صحبت گناہوں کے پہاڑ توڑ دیتی ہے حضرت فرید کی والدہ ان سے فرماتی تھیں۔ شعر:-

اٹھ جاگ فریدا ستیا اوہ خلقت دیکھن جا مت کوئی بخشیا مل پوے کہ تو بھی بخشیا جا

ان سب کی اصل یہ حدیث شریف ہے۔ ۹ یعنی میری گھبراہٹ اپنی تکالیف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس خیال سے ہے کہ میرے بعد

مسلمانوں کا خصوصاً آپ اہل بیت لوگوں کا کیا بنے گا میں بڑے بڑے فتنوں کے سامنے مضبوط اور بند دروازہ ہوں میری شہادت کے بعد مسلمانوں میں بڑے بڑے فتنے ہوں گے جیسے کہ حدیث شریف میں ہے۔ چنانچہ شہادت عثمان جو مسلمانوں میں تلوار چلنے کا مبداء بنی وہ آپ کے بعد ہی واقع ہوئی ۔یہ ہے خوف الٰہی کی انتہا جو کمال ایمان کی دلیل ہے حضرت عمر وہ ہستی ہیں کہ ان کے طفیل لوگ بخشے جائیں گے مگر خود اپنی ہیبت کا یہ حال ہے یہاں مرقات نے حضرت عمر فاروق کی چند کرامات کا ذکر فرمایا۔

کرامات عمر فاروق رضی اللہ عنہ!

نمبر ۱:- جمعہ کے دن حضرت عمر خطبہ پڑھ رہے ہیں کہ پکارا اے ساریہ پہاڑ کو لو۔ دو یا تین بار فرمایا لوگوں نے بعد خطبہ پوچھا کہ اے امیر المومنین ساریہ تو نہاوند میں جہاد کر رہے ہیں آپ نے انہیں یہاں سے کیسے پکارا فرمایا میں نے ان سب کو جہاد کرتے دیکھا دشمن پہاڑ کے پیچھے سے حملہ کرنا چاہتا تھا میں نے انہیں اطلاع دے دی۔ بہت عرصہ بعد ساریہ آئے انہوں نے کہا کہ ہم کو حضرت عمر کی آواز نے شکست سے بچایا۔

نمبر ۲:- جب حضرت عمرو ابن عاص نے مصر فتح فرمایا تو وہاں دیکھا کہ ہر سال دریائے نیل میں ایک کنواری لڑکی بھینٹ چڑھائی جاتی ہے آپ نے یہ رواج روک دیا دریائے نیل سوکھ گیا آپ نے حضرت عمر کو مدینہ منورہ خط لکھا حضرت عمر نے دریائے نیل کے نام خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ اے دریا اگر تو خدا کے حکم سے بہتا ہے تو اللہ کے حکم سے جاری ہو جا اور حکم دیا کہ میرا یہ خط دریا نیل میں ڈال دیا جائے ڈالا گیا تو دریا قیامت تک کے لیے جاری ہوگیا۔

نمبر ۳:- ابو مسلم خولان کو اسود ابن قیس نے کہا کہ تو مجھے نبی مان لے انہوں نے انکار کیا اس نے آگ جلوا کر ابو مسلم کو اس میں ڈال دیا آگ ان پر ٹھنڈی ہوگئی اس نے انہیں اپنے شہر سے نکلوا دیا اور مدینہ منورہ حضرت عمر کے پاس آئے آپ نے انہیں اپنے سینے سے لگا کر کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے تم کو آگ سے بچالیا اور سنت خلیل نصیب کی حالانکہ کسی نے حضرت عمر کو یہ خبر نہ دی تھی۔ کہا کیا تم عبداللہ ابن ایوب نہیں ہو عرض کیا ہاں۔

نمبر ۴:- حضرت عمر ایک رات مدینہ کی گلیوں میں گشت لگا رہے تھے پہرہ دے رہے تھے کہ ایک گھر میں ایک بوڑھی عورت کی آواز آئی جو اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ اٹھ دودھ میں پانی ملا دے لڑکی بولی اماں یہ حضرت عمر نے منع فرمایا ہے بوڑھی بولی کہ عمر ہم کو نہیں دیکھ رہے ہیں لڑکی بولی کہ عمر کا ربّ دیکھ رہا ہے آپ نے صبح کو اپنے بیٹے عاصم سے کہا کہ تم فلاں گھر جاؤ اس لڑکی سے نکاح کرلو تم کو اس کے پیٹ سے نہایت ہی مبارک روح ملے گی عاصم ابن عمر نے اس سے نکاح کیا جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی نام عاصم بنت عاصم ابن عمر اس سے عبدالعزیز ابن مروان نے نکاح کیا اس کے شکم سے عمر ابن عبدالعزیز پیدا ہوئے۔

نمبر ۵:- حضرت عمر نے ایک بدوی کو پہاڑ سے اترتے ہوئے دیکھا فرمایا کہ غالباً اس کا بیٹا فوت ہوگیا ہے اس نے اس کے مرثیہ میں سات شعر بھی کہے ہیں اگر تم کہو تو میں اس کے اشعار سنادوں اتنے میں وہ بدوی اتر آیا پوچھا تو کہاں سے آرہا ہے بولا اس پہاڑ کی چوٹی پر امانت رکھ کر پوچھا کیا امانت بولا اپنا بیٹا دفن کرکے فرمایا اپنے مرثیہ کے سات شعر سنا جو تو نے کہے ہیں وہ بولا اے امیر المومنین وہ شعر تو میں نے ابھی دل میں سوچے ہیں آپ کو کیسے پتہ لگا پھر اس نے سات شعر سنا دیئے وہ اشعار یہاں مرقات نے نقل کیے جن کا پہلا شعر یہ ہے۔

یــا غــائبــا مــن نبوب مــن سفــر ۔ عــاجلــہ علــیٰ مــوتــہ علــی صغــرہ

(مرقات)

نمبر۶:۔ایک عورت کا تیل زمین پر گر گیا وہ کھڑی رو رہی تھی زمین تیل چوس چکی تھی وہاں سے حضرت عمر گزرے وجہ رونے کی پوچھی اور کوڑا لے کر زمین کو مارنے لگے کہ اے زمین کیا میرے دور خلافت میں تو نے اس کا تیل غصب کیا واپس اگلا زمین نے تیل واپس اگلا یا عورت نے برتن میں بٹور لیا۔

نمبر۷:۔حضرت علی نے خلافت فاروقی میں خواب دیکھا کہ میری آنکھ دیر سے کھلی کہ فجر کا وقت تنگ ہو گیا مسجد نبوی میں پہنچا تو حضور انور کو محراب میں بیٹھا پایا فرمایا علی جلد نماز پڑھو وقت جارہا ہے فجر پڑھی واپس ہوئے تو دیکھا اس محراب میں حضور انور کے آگے کھجوروں کا طباق رکھا ہے حضور انور نے ایک کھجور مجھے عطا کی یہ دیکھ کر آنکھ کھل گئی واقعی نماز کو دیر ہو گئی تھی دوڑے ہوئے مسجد نبوی شریف میں گئے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق محراب میں بیٹھے ہیں دیکھ کر فرمایا علی جلدی نماز پڑھو وقت جارہا ہے فوراً پڑھی واپس آکر دیکھا کہ حضرت عمر کے سامنے کھجوروں کا طباق رکھا ہے آپ نے حضرت علی کو ایک کھجور دی آپ نے کھالی دوسری مانگی تو فرمایا کہ ابھی تم کو حضور نے ایک ہی کھجور دی تھی مجھ سے دوسری کیوں مانگتے ہو یہ آخری دو کرامات دوسری کتب سے حاصل کی گئیں۔

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا　حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے فضائل

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ　پہلی فصل

یعنی اس باب میں صرف وہ احادیث مذکور ہوں گی جن میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما دونوں کے فضائل یکجا ذکر ہیں اگرچہ دونوں حضرات یکجا ہی رہے تھے کہ دونوں حضور انور کے وزیر مشیر صاحب راز مقرب بارگاہ حضور کے ساتھی تھے حتی کہ یہ دونوں قبر میں بھی حضور کے ساتھ رہے (اشعہ)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً اِذْ اَعْيٰى فَرَكِبَهَا فَقَالَتْ اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا اِنَّمَا خُلِقْنَا لِحَرَاثَةِ الْاَرْضِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اُؤْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَقَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ فِیْ غَنَمٍ لَّهٗ اِذْ عَدَا الذِّئْبُ عَلٰى شَاةٍ مِّنْهَا فَاَخَذَهَا فَاَدْرَكَهَا صَاحِبُهَا فَاسْتَنْقَذَهَا فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِیَ لَهَا غَيْرِیْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ

(۵۷۹۲) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں فرمایا کہ ایک شخص گائے لئے جارہا تھا کہ تھک گیا تو اس پر سوار ہو گیا وہ بولی کہ ہم اس کام کے لیے نہیں پیدا کیے گئے ہم زمین کی کھیتی کے لیے پیدا کیے گئے[۱] تو لوگ بولے سبحان اللہ گائے بول رہی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر میں اور ابوبکر وعمر ایمان لائے حالانکہ وہ دونوں وہاں نہ تھے[۲] اور فرمایا کہ جب ایک شخص اپنی بکریوں میں تھا کہ ان میں سے ایک بکری پر بھیڑیئے نے حملہ کیا اسے لے گیا اسے بکری والے نے پکڑ لیا اس سے چھڑا لیا تو اس سے بھیڑیئے نے کہا کہ درندوں کے دن اس کا کون محافظ ہوگا جس دن میرے سوا اس کا کوئی چرواہا نہ ہوگا تو لوگ

اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

بولے سبحان اللہ بھیڑیا بول رہا ہے حضور نے فرمایا کہ اس پر میں ایمان لایا اور ابوبکر اور عمر حالانکہ وہ دونوں وہاں نہ تھے۳ (مسلم بخاری)

(۵۷۹۲)۱؎ یہ واقعہ گزشتہ زمانہ کا ہے شاید کسی اسرائیلی کا واقعہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ بیل کی پیٹھ پر سوار ہونا اس پر بوجھ لادنا بہتر نہیں اسے کھیتی میں ہی استعمال کرو کیونکہ حضور انور نے یہ واقعہ بغیر تردید نقل فرمایا (مرقات اشعہ) جانوروں کو مروجہ کاموں میں ہی استعمال کرنا بہتر ہے۔۲؎ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کو ان دونوں حضرات کے ایمان پر بہت ہی اعتماد تھا کہ جس چیز کو ہم قبول فرمالیں اس کو وہ دونوں حضرات ضرور مان لیں گے بغیر تردد اور بغیر ہیر پھیر کئے جانور کا انسان سے کلام کرنا عقل سے وراء ہے مگر میری تصدیق کی وجہ سے وہ دونوں مان لیں گے ان کے ایمان کا ذمہ دار ہوں یہی ان بزرگوں کی عظمت ہے۔حضور کا ہاتھ شریف حضرت عثمان کا ہاتھ بنا بیعۃ الرضوان میں اور آج حضور انور کا دل دماغ اور حضور انور کی زبان شریف حضرت ابوبکر وعمر کے دل ودماغ وزبان بنے یہ ہے ان بزرگوں کی شان۔۳؎ یوم السبع یا توب سے ہے بمعنی درندہ یوم السبع کے معنی درندوں والا دن اس سے کون سا دن مراد ہے اس میں بہت گفتگو ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد قرب قیامت وہ جنگ عظیم ہے جب کہ لوگ جنگ کی وجہ سے اپنے جانوروں سے غافل ہو جائیں گے اور بھیڑیئے ان کی بکریاں گائے خوب کھائیں گے بعض نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا ایک میلہ ہوتا تھا جس میں لوگ شرکت کرنے کے لیے اپنے گاؤں خالی کر جاتے تھے ان کے پیچھے درندے ان کے جانور آزادی سے کھاتے تھے بعض نے فرمایا کہ یہ لفظ یوم السبع ہے ی سے بمعنی عہد وسیلہ تب بھی مطلب یہی ہوگا۔فقیر کے نزدیک یہ دونوں مطلب قوی نہیں کیوں کہ یہاں تو یہ ہے کہ اس دن بھیڑیئے کے سواء کوئی راعی چرواہا نہ ہوگا۔جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ بھیڑیئے بکریوں کی حفاظت کریں گے شکار مراد لینا بعید لہٰذا غالبًا اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ہے جب شیر اور بھیڑ ایک گھاٹ پر پانی پئیں گے۔اس دن بھیڑیئے گویا بکریوں کے چرواہے ہو جائیں گے؟۴؎ اس کا مطلب بھی وہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ اس واقعہ کو میں جانتا ہوں اور حضرت ابوبکر وعمر کی طرف سے اس پر ایمان لاتا ہوں۔یہ واقعہ درست ہے۔جو مجھے بذریعہ وحی یا کشف معلوم ہوا جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنِّيْ لَوَاقِفٌ فِيْ قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰهَ لِعُمَرَ وَقَدْ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ اِذَا رَجُلٌ مِّنْ خَلْفِيْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰى مَنْكِبِيْ يَقُوْلُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِاَنِّيْ كَثِيْرًا مَّا كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُنْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَدَخَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَخَرَجْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ .(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۹۳) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ میں ایک قوم میں کھڑا ہوا تھا کہ لوگوں نے جناب عمر کے لیے دعائیں کیں جب کہ وہ اپنے تختے پر رکھے گئے۱؎ کہ ایک شخص میرے پیچھے سے جس نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی کہنے لگا اللہ تم پر رحمت کرے۲؎ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تم کو اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا۳؎ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے بہت سنا تھا کہ میں اور ابوبکر اور عمر وہاں تھے اور میں نے اور ابوبکر وعمر نے یہ کیا اور میں اور ابوبکر وعمر چلے اور میں ابوبکر وعمر داخل ہوئے اور میں ابوبکر وعمر نکلے میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ علی ابن ابی طالب تھے۴؎

(بخاری مسلم)

(۵۷۹۳) ؎ یعنی شہادت کے بعد آپ کو غسل دینے کے لیے تختہ پر رکھا چونکہ آپ کی شہادت فقہی نہ تھی کہ آپ زخم کھا کر کئی دن زندہ رہے اس لیے آپ کو غسل دیا گیا شہید فقہی کو نہ غسل دیا جائے نہ کفن شہید فقہی میں ایک قید یہ ہے کہ زخمی ہوتے ہی وفات ہو جائے دیر نہ لگے۔ ؎۲ حضرت علی کا یہ خطاب حضرت عمر کی نعش مبارک سے تھا ان سے کہہ رہے تھے کہ اللہ تم پر رحمت کرے خیال رہے کہ اللہ کی رحمت گنہگاروں پر مغفرت کی ہے نیکو کاروں پر کرم نوازی کی حضرات صحابہ پر قرب خصوصی کی یہاں خاص رحمت مراد ہے اللہ کی رحمت کے سب حاجت مند ہیں مگر جیسا محتاج ویسی اس کی رحمت اس سے معلوم ہوا بزرگان دین بعد وفات سنتے ہیں ان سے خطاب کلام درست ہے۔ ؎۳ یعنی حضور انور نے تم دونوں کے نام اپنے نام سے ملائے تمہارے کام اپنے متصل رکھے نام و کام کے متصل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام بھی متصل ہیں نام و کام پتہ دیتے ہیں مقام کا اور اللہ تعالٰی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام و کام کو اپنے نام سے متصل کیا ہے تو آپ کو رب سے بھی بہت قرب ہے۔ ؎۴ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ اکثر حضرت عمر کی بہت تعریف کرتے تھے حتیٰ کہ فرماتے تھے کہ اب زمین پر ایسا شخص نہ رہا کہ جس کے اعمال کی میں تمنا کروں اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے آرزو ہے کہ میں رب تعالٰی سے حضرت عمر کے سے نیک اعمال لے کر ملوں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ںِالْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّۃِ لَیَتَرَآءَ وْنَ اَھْلَ عِلِّیِّیْنَ کَمَا تَرَوْنَ الْکَوْکَبَ الدُّرِّیَّ فِیْ اُفُقِ السَّمَآءِ وَاِنَّ اَبَابَکْرٍ وَّ عُمَرَ مِنْھُمْ وَاَنْعَمَا۔ (رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ وَرَوٰی نَحْوَہٗ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ ابْنُ مَاجَۃَ)

(۵۷۹۴) روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی لوگ علیین والوں کو دیکھیں اور دکھائیں گے جیسے تم کنارہ آسمان پر چمکدار تارے کو دیکھتے ہو؎۱ اور ابوبکر و عمر انہیں میں سے ہیں اور یہ دونوں بہت اچھے ہیں؎۲ اور ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے اس کی مثل روایت کی۔

(۵۷۹۴) ؎ علیین ایک دفتر کا نام بھی ہے اور جنت کے اعلیٰ درجہ کا نام بھی قرآن مجید میں دفتر کو علیون میں فرمایا گیا وما ادرك ما علیون کتاب مرقوم یہاں جنت کے اعلیٰ درجہ کو مراد لیا گیا جیسے سجین دفتر کا نام بھی ہے جس میں دوزخیوں کے نام تحریر ہیں اور دوزخ کے سب سے نیچے حصہ کا نام بھی۔ یعنی علیین، جنت کے درجوں سے ایسا اونچا ہے جیسا آسمان زمین سے اونچا اور علیین والے دوسرے جنتیوں کو ایسے نظر آئیں گے جیسے زمین والوں کو تارے نظر آتے ہیں وہ ایک دوسرے کو دکھائیں گے دیکھو وہ ہیں حضرت صدیق وہ ہیں حضرت عمر۔ ؎۲ یعنی حضرت ابوبکر و عمر سارے علیین والوں سے افضل و اعلیٰ ہوں گے جب یہ جنت کے نیچے درجوں میں جھانکیں گے تو ان درجوں میں ایسی چاندنی پھیل جائے گی جیسے زمین پر چودھویں رات کے چاند سے پھیل جاتی ہے۔ ان کی شان انشاء اللہ وہاں دیکھیں گے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرُ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ

(۵۷۹۵) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوبکر و عمر جنتی ادھیڑوں کے اگلے پچھلوں کے سردار ہیں؎۱ سوا نبیوں اور رسولوں کے اور مرسلین کے؎۲

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِيٍّ) (ترمذی) اور ابن ماجہ نے حضرت علی سے روایت کی۔

(۵۷۹۵)۱؎ جوانی اور بڑھاپے کے درمیانی زمانہ کو کہلت کہا جاتا ہے یعنی تیس سال کے بعد سے پچاس سال تک عمر مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو لوگ اس عمر میں فوت ہوئے اور وہ تھے جنتی ان سب کے سردار یہ دونوں ہیں ورنہ جنت میں سارے جنتی جوان تیس سالہ ہوں گے کوئی بوڑھا یا ادھیڑ عمر نہ ہوگا عورتیں اٹھارہ سالہ ہمیشہ یہی عمر رہے گی کہ وہاں دن رات مہینے سال نہیں گزرتے جیسے واتو الیتمی اموالھم حالانکہ بعد بلوغ انسان یتیم نہیں رہتا۔۲؎ رسول تین سو تیرہ ہیں مرسلین چار ان میں اکثر رسول ادھیڑ عمر میں وفات یافتہ ہوئے یعنی رسولوں کے بعد ان دونوں کا درجہ ہوگا۔ یہ حضرات ان ادھیڑ جنتیوں سے افضل ہیں جو نبی نہ ہوں کیونکہ کوئی غیر نبی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ جیسے کوئی غیر صحابی صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ اور جب یہ دونوں حضرات جنتی ادھیڑوں سے افضل ہوئے تو جنتی جوانوں بچوں سے بھی افضل ہوئے۔(مرقات) چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ھما سید کھول اھل الجنة وشبابھا بعد النبیین والمرسلین ایک روایت میں ہے کہ حضور نے علی سے فرمایا کہ ابوبکر وعمر جنتی جوانوں بوڑھوں سے افضل ہیں مگر تم انہیں یہ خبر نہ دینا۔ چنانچہ حضرت علی نے ان دونوں بزرگوں کی وفات کے بعد یہ حدیث بیان فرمائی۔(مرقات) ان حضرات کی یہ سرداری حضرات حسنین کریمین کی سرداری کے خلاف نہیں کیونکہ دونوں سرداریوں کی نوعیتیں مختلف ہیں۔ ضلع کا افسر اعلیٰ ڈپٹی کمشنر بھی ہوتا ہے اور ایس پی بھی مگر الگ الگ نوعیتوں سے۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَا اَدْرِیْ مَابَقَائِیْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۷۹۶) روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نہیں جانتا کہ تم میں میری بقاء کتنی ہے۱؎ تو میرے بعد والوں کی پیروی کرو ابوبکر و عمر کی۲؎ (ترمذی)

(۵۷۹۶)۱؎ لفظ لا ادری حضور کی اپنی بے خبری کے لیے نہیں ہے بلکہ لوگوں کی اطلاع نہ دینے کے لیے ہے ورنہ حضور انور کو اپنی وفات کی بھی خبر تھی اور دوسروں کی وفات کی بھی اس لیے حضور نے حج کی فرضیت کے سال حج نہ کیا اگلے سال کیا کہ آپ کو خبر تھی کہ اس سال ہماری وفات نہیں ورنہ فرض یہ ہے کہ حج فرض ہوتے ہی حج کرے۔ حضرت سعد بہت بیمار ہوئے ان سے فرمایا کہ تم اس بیماری سے مرو گے نہیں، خیال رہے کہ درایت عقل سے جاننے کو کہتے ہیں علم اس سے عام ہے اس کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں حصہ اول میں ہے دیکھو حضور نے فاطمہ زہرا اور اپنی زوجہ مطہرہ زینب کی وفات کی خبر دی۔ غزوہ بدر میں ایک دن پہلے بتا دیا کہ کل یہاں فلاں کافر مرے گا یہاں فلاں، عقلی علوم بتائے جاتے ہیں کشفی علوم اکثر چھپائے جاتے ہیں۔۲؎ اس میں ان بزرگوں کی خلافت کی طرف اشارہ ہے کہ میرے بعد یہ حضرات خلیفہ ہوں گے حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت بلافصل قرآن کریم میں بھی مذکور ہے سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ (۱۶:۴۸) عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے۔(کنزالایمان) اس آیت میں جنگ یمامہ کا ذکر ہے جو خلافت صدیقی میں ہوئی دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ لَمْ يَرْفَعْ اَحَدٌ رَّاْسَهٗ غَيْرُ اَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ كَانَا يَتَبَسَّمَانِ اِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ

(۵۷۹۷) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف لاتے تو سوائے ابوبکر و عمر کے کوئی اپنا سر نہ اٹھاتا تھا۱؎ یہ دونوں حضرات حضور کی طرف

اِلَيْهِمَا ۔ دیکھ کرمسکراتے تھے اور حضور انہیں دیکھ کر مسکراتے تھے۲ (ترمذی)
(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۷۹۷)۱؎ حضور کی مجلس اقدس میں سب لوگ نیچے سر نیچی نگاہ کئے خاموش بیٹھتے تھے جیسے پرندوں کا شکاری بالکل خاموش سکون سے بیٹھتا ہے یہ تھا اس بارگاہ کا ادب۲؎ پیارا پیارے کو دیکھ کر خوشی سے مسکراتا ہے یہاں وہ رنگ تھا دوسرے صحابہ میں ادب کا ظہور ہے یہاں محبوبیت کا جلوہ گری یعنی یہ دونوں صاحب اسرار اور بارگاہ عالی میں بہت باریاب تھے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَ اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ اَحَدُهُمَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِهٖ وَهُوَ اٰخِذٌ بِاَيْدِيْهِمَا فَقَالَ هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۷۹۸) روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے اور مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر وعمر بھی ان دونوں میں سے ایک صاحب آپ کے داہنی طرف تھے دوسرے بائیں طرف حضور ان دونوں کے ہاتھ پکڑے تھے، تو فرمایا ہم یہ قیامت کے دن ایسے ہی اٹھائے جائیں گے۱؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۷۹۸)۱؎ سب سے بڑا خوش نصیب وہ ہے جسے قیامت میں حضور انور کا قرب نصیب ہو جائے تو جو حضور انور کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے۔ بارگاہ الٰہی میں پیش ہو اس کے مقدمہ کا کیا پوچھنا، اس حدیث میں اپنی قبور کا بھی پتہ دے دیا گیا ہے۔ شعر:-

مین مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو ۔۔۔ کہ رستہ میں ہیں جابجا تھانے والے

اس لحاظ سے بھی بعد انبیاء ساری مخلوق میں سب سے بڑے خوش نصیب یہ دونوں حضرات ہیں جنہیں حضور انور سے دنیا میں قبروں حشر میں ایسا قرب نصیب ہے۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى اَبَابَكْرٍ وَّ عُمَرَ فَقَالَ هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ مُرْسَلًا)

(۵۷۹۹) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن حنطب سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوبکر وعمر کو دیکھا تو فرمایا یہ کان اور آنکھیں ہیں۱؎ (ترمذی، مرسلا)

(۵۷۹۹)۱؎ اس فرمانِ عالی پر چار شرحیں ہوسکتی ہیں نمبر ایک یہ دونوں مسلمانوں کے کان وآنکھیں ہیں کہ جیسے انسان بغیر کان وآنکھ سے کچھ نہ دیکھ سکے نہ سن سکے، ایسے ہی مسلمان ان کا دامن چھوڑ کر نہ راہ ہدایت دیکھ سکے نہ قرآن وحدیث نہ اللہ رسول کی بات سن سکے نمبر۲ یہ دونوں دین اسلام کی آنکھیں اور کان ہیں کہ جیسے جسم کی تکمیل آنکھوں کانوں سے ہوتی ہے ایسے ہی دین کی تکمیل ان بزرگوں سے ہے قرآن وحدیث اس کے ذریعہ سے سمجھو نمبر۳ یہ دونوں میرے کان وآنکھ ہیں جیسے ہر شخص کو اپنے آنکھ کان بڑے پیارے ہوتے ہیں کہ ان دونوں کی ہر طرح حفاظت کرتا ہے ایسے ہی یہ دونوں میرے پیارے وزیر ہیں مجھے بڑے محبوب ہیں۔ اعلیٰ وزیر بادشاہ کی آنکھ کان ہوتے ہیں اس معنی کی تشریح اگلی حدیث میں آرہی ہے نمبر۴ یہ دونوں سراپا آنکھ وکان ہیں جیسے آنکھ دیکھنے سے سیر نہیں ہوتی، کان سننے سے سیر نہیں ہوتے ایسے ہی یہ دونوں مجھے دیکھنے میری سننے سے کبھی سیر نہیں ہوتے (لمعات، مرقات، اشعہ) ان کا عقیدہ تو یہ ہے شعر:-

تجھی کو دیکھنا تیری ہی سننا تجھ میں گم ہونا ۔۔۔ حقیقت معرفت اہل طریقت اس کو کہتے ہیں

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا — تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

ان دونوں نے دیکھا تو حضور کو اور سنی تو حضور کی یہ وہ جسم ہیں جن کی جان حضور ہیں۔رضی اللہ عنہما آنکھیں وکان سارے اعضاء سے افضل ہیں۔رب فرماتا ہے: وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ (۱۶،۷۸) اور تمہیں کان اور آنکھ اور دل دیے۔(کنزالایمان) یوں ہی سارے اہل اسلام میں یہ دونوں افضل ہیں۔کان افضل ہیں آنکھ سے کہ آنکھ کے بغیر علم حاصل کیا جاسکتا ہے۔مگر کان کے بغیر نہیں اس لیے کان کا ذکر پہلے فرمایا آنکھ کا بعد میں (مرقات)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَلَهٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ وَوَزِیْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرَائِیْلُ وَمِیْكَائِیْلُ وَ اَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ . (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۸۰۰) روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے کوئی نبی مگر اس طرح کہ ان کے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہوتے ہیں اور دو وزیر زمین والوں میں [1] مگر ہمارے آسمانی دو وزیر جبرائیل اور میکائیل ہیں [2] اور ہمارے زمین والوں میں سے دو وزیر ابوبکر وعمر ہیں [3] (ترمذی) [4]

(۵۸۰۰) [1] وزیر جو بادشاہ کی سلطنت کا بوجھ اٹھائے اسے اچھے مشورے دے۔اس کا صاحب راز ہو یہ لفظ بنا ہے وزر بمعنی بوجھ سے لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی [2] حضور آسمانوں کے بھی بادشاہ ہیں اور زمین کے بھی۔آسمانی سلطنت کا انتظام حضرت جبرائیل ومیکائیل کرتے ہیں۔حضور کے احکام وہاں نافذ کرتے ہیں ترتیب ذکر سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت جبرائیل درجہ میں جناب میکائیل سے بہت بڑے ہیں کہ ان کا ذکر پہلے فرمایا۔[3] اس فرمانِ عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے نمبر ا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت زمین میں بھی ہے آسمان میں بھی ورنہ دونوں جگہ وزیر ہونے کیا معنی بلکہ حضور عالمین کے سلطان بادشاہ اور نبی ہیں لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا (۲۵،۱) جو سارے جہان کو ڈرسنانے والا ہو۔(کنزالایمان) نمبر ۲ حضرت ابوبکر صدیق جناب عمر فاروق سے افضل ہیں کہ پہلے ان کا نام شریف ارشاد ہوا بعد میں حضرت عمر کا نمبر ۳ وزارت صدیقی وفاروقی افضل واعلیٰ ہے۔وزارت جبرائیلی ومیکائیلی سے کہ حضرت صدیق وفاروق پایہ تخت کے وزیر ہیں۔ہر دم حضور کے ساتھ رہنے والے زمین تمام انبیاء خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پایہ تخت ہے۔اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (۲،۳۰) میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔(کنزالایمان) [4] یہ حدیث حاکم نے حضرت ابوسعید خدری سے حکیم ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ، عساکر نے حضرت ابوذر غفاری سے حافظ ابوالحسن علی ابن نعیم بصری نے حضرت انس ابن مالک سے بالفاظ مختلف روایت کی اور امام سمرقندی نے خواجہ حسن بصری سے روایت کیا کہ ساق عرش پر لکھا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وزیراہ ابوبکر و عمر (مرقات)

وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ كَاَنَّ مِیْزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ فَوُزِنْتَ اَنْتَ وَاَبُوْبَكْرٍ فَرَجَحْتَ اَنْتَ وَوُزِنَ اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ فَرَجَحَ اَبُوْبَكْرٍ وَّوُزِنَ عُمَرُ

(۵۸۰۱) روایت ہے حضرت ابوبکر سے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا [1] کہ آسمان سے ایک ترازو اتری تو آپ اور ابوبکر تولے گئے آپ بڑھ گئے [2] اور حضرت ابوبکر وعمر تولے گئے تو ابوبکر بڑھ گئے اور تولے

وَ عُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِيْزَانُ فَاسْتَآءَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِىْ نِسَآءَ ہٗ ذٰلِكَ فَقَالَ خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ثُمَّ يُؤْتِى اللّٰهُ الْمُلْكَ مَنْ يَّشَآءُ .(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْ دَاوٗدَ)

گئے عمر وعثمان تو عمر وزنی رہے۳ پھر ترازو اٹھائی گئی۴ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے یعنی یہ خواب حضور کو گراں گزری۵ پھر فرمایا کہ یہ نبوت کی خلافتیں ہیں۔ پھر اللہ جسے چاہے گا ملک دے گا۔۶ (ترمذی، ابوداؤد)۷

(۵۸۰۱)۱یعنی میں نے خواب میں دیکھا خیال رہے کہ صحابہ کرام کے خواب خصوصاً وہ خواب جو بارگاہ رسالت میں پیش ہو کر تائید حاصل کرلیں وہ کشف والہام بلکہ وحی کا پرتو ہیں۔ اسلام میں مروجہ اذان حضرات صحابہ کی خواب اور حضور کی تائید سے جاری ہوئی۔ خیال رہے کہ بکرہ کنویں کی گھڑی یا چرخی کو کہتے ہیں آپ غزوہ طائف میں مسلمان ہوئے اور اپنے کو طائف کے قلعہ سے مسلمانوں کے لشکر میں اس طرح پہنچایا کہ اپنے کو ایک کنوئیں کی چرخی پر ڈال دیا اور ڈھلکتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر تک پہنچ گئے۔ لہٰذا ابوبکر کہلائے، یعنی چرخی والے مومن۔۲ یہ وزنی ہونا ان بزرگوں کے درجات کی فضیلت کی بنا پر تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق جناب عمر سے افضل اور حضرت عمر حضرت عثمان سے افضل۔۳ خیال رہے کہ ان تینوں خلفاء کی خلافت راشدہ بھی ہے اور ان کی خلافتوں پر امت کا پورا اجماع بھی ہوا۔ صدیق و فاروق کی خلافت پر از ابتدا تا انتہا جناب عثمان کی خلافت پر از ابتداء اور حضرت علی کی خلافت راشدہ تو ہے مگر ان کی خلافت پر کبھی اجماع مسلمین نہ ہوا۔ اول ہی سے اختلاف ہوا اور آخر تک رہا۔ غالبًا اسی وجہ سے خواب میں حضرت علی کا وزن نہ دکھایا گیا۔ خلفاء راشدین کا ملین مجمع علیہم کا وزن دکھایا گیا۔۵ گراں اس لیے گزرا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معلوم فرمایا کہ حضرت عثمان کے بعد خلافت اسلامیہ کا زوال وانحطاط شروع ہو جائے گا۔ کیونکہ وزن نہیں دکھایا گیا۔۶ یعنی خلافت عثمانیہ کے بعد اسلام میں سلطنت و امارت قائم ہو جائے گی۔ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد امیر معاویہ نے سلطنت قائم کرلی۔ خیال رہے کہ خلافت، نبوۃ اور سلطنت میں فرق یہ ہے کہ خلافت نبوت میں لوگوں پر حکومت بھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت بھی کہ ان کی بیعت، بیعت خلافت بھی اور بیعت ارادت بھی، لوگ ان کے رعایا بھی ہیں ان کے مرید بھی مگر سلطان کی بیعت بیعت حکومت تو ہے بیعت ارادت نہیں، اور مسلمانوں کو کسی مرشد کا بیعت ہونا ہوگا۔ جانشینی رسول کا عہدہ ختم ہوگیا۔ سلطنت اسلامیہ بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ گزشتہ کتب میں حضور کی صفات میں یہ بھی ذکر تھا کہ ملکہ بالشام، اور ظاہر ہے کہ شام میں سلطنت امیر معاویہ کی ہی قائم ہوئی۔ اسے حضور کی سلطنت قرار دیا گیا۔۷ یہ حدیث ابوداؤد نے کچھ فرق سے روایت کی ہے۔ مسند امام احمد میں ہے کہ خود حضور نے یہ خواب دیکھا مگر اس میں یوں ہے کہ میں اپنی ساری امت سے تولا گیا تو میں وزنی ہوا پھر ابوبکر پھر عمر پھر عثمان باری باری سے میری ساری امت سے تولے گئے تو ان میں سے ہر ایک ساری امت سے وزنی ہوا، پھر ترازو اٹھائی گئی اس میں اشارہ اسی جانب ہے کہ ان تین خلافتوں پر ساری امت کا اجماع ہوگا۔ (مرقات)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ قَالَ يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ

(۵۸۰۲) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر ایک جنتی آدمی نمودار ہوگا تو حضرت ابوبکر ظاہر ہوئے پھر فرمایا کہ تم پر ایک جنتی آدمی نمودار ہوگا تو حضرت عمر

اَلْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ عُمَرُ . نمودار ہوئے ۱

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۸۰۲) ۱؎ اس سے ان دونوں حضرات کا جنتی ہونا معلوم ہوا خیال رہے کہ یہ حدیث ان دونوں بزرگوں کی فضیلت بیان فرما رہی ہے نہ کہ افضلیت کیونکہ جنت کی بشارت اور صحابہ کرام کو بھی دی گئی ہے۔ چونکہ اس حدیث میں دونوں کا جنتی ہونا مذکور ہے اس لیے یہ حدیث یہاں لائے (اشعہ)

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا رَأْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجْرِيْ فِيْ لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ إِذْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ يَكُوْنُ لِأَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَاءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَأَيْنَ حَسَنَاتُ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ إِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَّاحِدَةٍ مِّنْ حَسَنَاتِ أَبِيْ بَكْرٍ .(رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

(۵۸۰۳) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک ایک چاندنی رات میں میری گود میں تھا۱ کہ بولی یارسول اللہ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہوں گی۲ فرمایا ہاں وہ حضرت عمر ہیں۳ میں بولی تو جناب ابوبکر کی نیکیاں کہاں گئیں۴ فرمایا کہ حضرت عمر کی ساری نیکیاں ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کی طرح ہیں۵ (رزین)

(۵۸۰۳) ۱؎ ضاحیۃ بنا ہے ضحو سے بمعنی چمکدار روشن اس سے مراد وہ رات ہے جس میں چاندنی ہو اور بادل نہ ہو آسمان صاف ہو چاند خوب چمک رہا ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی گود اس وقت عرش معلیٰ سے افضل ہوگئی ہوگی کہ وہ صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی رحل بنی رضی اللہ عنہا۔ ۲؎ اس سوال سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر آسمان کے ہر گوشہ کی خبر ہے اور زمین کے ہر کونہ اور تا قیامت اپنے ہر امتی کے ہر عمل کی خبر ہے کیونکہ تارے مختلف آسمانوں پر ہیں اور امت کی عبادتیں زمین کے مختلف گوشوں میں دن کے اجیالے میں رات کے اندھیرے میں ہوں گی دو چیزوں کی برابری یا کمی بیشی وہی بتا سکتا ہے جسے دونوں کی خبر ہو یہ ہے حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین کا عقیدہ۔ ۳؎ یہ ہے حضور انور کا علم کہ نہ یہ فرمایا کہ جبرائیل امین کو آنے دو پوچھ کر بتائیں گے نہ یہ کہ قلم دوات کاغذ لاؤ ٹوٹل لگا کر کہیں گے نہ یہ کہ ذرا مجھے سوچ کر حساب لگا لینے دو بلا تامل فرمایا کہ میری ساری امت میں حضرت عمر وہ ہیں جن کی نیکیاں تعداد میں آسمانوں کے تاروں کی برابر ہیں۔ یہ ہے حضور کا علم غیب کلی۔ ۴؎ آپ سمجھیں کہ احد، میں حضرت ابوبکر صدیق بھی داخل ہیں۔ اور ان کی نیکیاں حضرت عمر کی نیکیوں سے کم ہیں۔ ۵؎ اس ایک نیکی میں بہت گفتگو ہے کہ اس سے کونسی نیکی مراد ہے۔ فقیر کے نزدیک اس سے مراد ہجرت کی رات غار ثور میں حضور انور کی خدمت مراد ہے۔ اس رات حضرت صدیق نے تہجد نہیں پڑھی تھی اور کوئی عبادت نہیں کی تھی۔ حضور انور کی بے مثال خدمت کی تھی اور آپ کا مبارک سر اپنے زانو پر رکھ کر خوب جی بھر کر اس صورت پاک کے نظارے کئے تھے۔ یہ ایک نیکی دنیا بھر کی ساری نیکیوں سے بڑھ کر قرار پائی شعر:-

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں   اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ — حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ — پہلی فصل

آپ کا نام عثمان ابن عفان ابن ابی العاص، ابن امیہ ابن عبدالشمس ابن عبد مناف ہے آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ لقب ذوالنورین خطاب جامع القرآن۔ آپ یکم محرم ۲۴ھ چوبیس میں تخت خلافت پر جلوہ گر ہوئے۔ بارہ سال خدمت کی بیاسی سال عمر پائی آپ کے حالات جلد اول کے شروع میں بیان ہوچکے ہیں وہاں مطالعہ فرماؤ۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِيْ بَيْتِهٖ كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ اَوْ سَاقَيْهِ فَاسْتَاْذَنَ اَبُوْبَكْرٍ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُثْمَانَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَوّٰى ثِيَابَهٗ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِهٖ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِهٖ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانَ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ اَلَا اَسْتَحْيِيْ مِنْ رَّجُلٍ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ وَّ اِنِّيْ خَشِيْتُ اِنْ اَذِنْتُ لَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَالَةِ اَنْ لَّا يَبْلُغَ اِلَيَّ فِيْ حَاجَتِهٖ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۸۰۴) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں لیٹے تھے اپنی رانیں یا اپنی پنڈلیاں کھولے[۱] تو جناب ابوبکر نے اجازت مانگی انہیں اجازت دے دی اسی حالت پر انہوں نے کچھ بات چیت کی پھر حضرت عمر نے اجازت مانگی انہیں بھی اسی حالت میں اجازت دے دی[۲] پھر انہوں نے بھی بات چیت کی پھر جناب عثمان نے اجازت مانگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے[۳] جب وہ چلے گئے تو جناب عائشہ نے کہا کہ جناب ابوبکر آئے آپ نے ان کے لیے نہ تو جنبش کی اور نہ ان کی پرواہ کی پھر عمر آ گئے تو آپ نے ان کے لیے نہ تو جنبش کی اور نہ ان کی پرواہ کی پھر عمر آ گئے تو آپ نے ان کے لیے نہ تو جنبش کی نہ پرواہ کی پھر جناب عثمان آئے پھر تو آپ بیٹھ گئے[۴] اور اپنے کپڑے درست کر لیے تو فرمایا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں[۵] اور ایک روایت میں ہے کہ جناب عثمان شرمیلے آدمی ہیں مجھے خوف ہوا کہ اگر میں نے انہیں اسی حالت پر اجازت دے دی تو وہ مجھ تک اپنی حاجت نہ پہنچا سکیں گے[۶] (مسلم)

(۵۸۰۴)[۱] یعنی بے پرواہی سے لیٹے ہوئے تھے جس سے آپ کی پنڈلیاں یا ران شریف کھلی تھیں۔ خیال رہے کہ حضرت امام مالک کے نزدیک مرد کی ران ستر نہیں باقی آئمہ کے ہاں یہ ستر ہے۔ حضرت امام مالک کی دلیل یہ حدیث ہے مگر یہ استدلال کچھ ضعیف سا ہے کیونکہ اول تو خود راوی کو شک ہے کہ ران کھلی تھی یا پنڈلی اس شک کے ہوتے ہوئے استدلال درست کیسے ہوسکتا ہے اور اگر مان بھی لیا جائے کہ ران کھلی تھی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ بالکل ننگی تھی۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ران سے قمیض ہٹی ہوئی تھی تہبند شریف اس جگہ پر تھا۔ عاری اور کاشف میں بڑا فرق ہے (مرقات، اشعہ) [۲] یعنی ان دونوں صاحبوں کی آمد پر حضور انور نے کوئی تکلف نہیں فرمایا اسی طرح

بے پرواہی سے آرام فرمارہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں حضرات باریاب بارگاہ اور صاحب اسرار بے تکلف محبوب ہیں۳؎ اس فرمانِ عالی سے معلوم ہورہا ہے کہ ران شریف کھلی ہوئی نہ تھی بلکہ اس سے قمیض ہٹی ہوئی تھی ورنہ ارشاد ہوتا ستر ھا اسے ڈھک لیا اس سوی ثیابہ نے کاشفا کے معنی واضح کردیئے کہ وہاں قمیض ہٹنا مراد تھا نہ کہ بالکل برہنہ ہونا۔۴؎ یعنی اس فرق کی وجہ کیا ہے یہ تینوں حضرات حضور کے خاص خدام ہیں پھر برتاوے میں یہ فرق کیوں ہے۵؎ کبھی فرشتے بھی حضرت عثمان سے شرم کرتے ہیں ان کی توقیر و تعظیم کا اہتمام فرماتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین میں بھائی چارہ کا عقد فرمایا تو حضرت عثمان بھی وہاں موجود تھے ان کے سینے سے کرتہ ہٹ گیا تو وہاں کے موجود فرشتے اس مجلس سے ہٹ گئے حضور انور نے ملائکہ سے ہٹنے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا حضرت عثمان سے ہم کو شرم آتی ہے۔حضرت عثمان کی شرم و حیاء کا یہ حال تھا کہ آپ غسل خانہ میں تہبند باندھ کر غسل کرتے تھے صرف اوپر کا بدن برہنہ ہوتا تھا تب بھی آپ سیدھے نہ بیٹھتے تھے شرم سے جھکے ہوئے ہی غسل فرماتے تھے۔(مرقات) آپ نے کبھی اپنی شرم گاہ کو نہ دیکھا۔اس چمن کے ہر پھول کا رنگ و بوعلیٰحدہ ہے۔۵؎ یعنی اگر ہم حضرات ان کے سامنے اسی بے تکلفی سے لیٹے رہے تو وہ اتنے شرمیلے ہیں کہ یہاں نہ بیٹھ سکیں گے نہ مجھ سے بات کرسکیں گے نہ وہ عرض پوری کرسکیں گے جس کے لیے ملنے وہ یہاں آئے تھے۔ایک روایت میں ہے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ مولیٰ میرا عثمان بڑا ہی شرمیلا ہے تو کل قیامت میں اس کا حساب نہ لینا کہ وہ شرم و حیاء کی وجہ سے تیرے سامنے کھڑے ہو کر حساب نہ دے سکے گا۔چنانچہ پہلے حساب ابوبکر کا ہوگا پھر عمر کا پھر علی کا پھر دوسروں کا حضرت عثمان کا حساب ہوگا ہی نہیں۔(مرقات)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ — دوسری فصل

وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ وَّرَفِيْقٌ وَّرَفِيْقِيْ يَعْنِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ . (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنَ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّلَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَهُوَ مُنْقَطِعٌ .)

(۵۸۰۵) روایت ہے حضرت طلحہ ابن عبید اللہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کا کوئی ساتھی ہوتا ہے میرے ساتھی یعنی جنت میں عثمان ہیں۱؎

(ترمذی) اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اس کی اسناد قوی نہیں۲؎ اور یہ منقطع ہے۳؎

(۵۸۰۵)۱؎ فی الجنۃ کسی راوی کی تفسیر ہے یعنی میرے خصوصی ساتھی حضرت عثمان ہوں گے ورنہ مطلقًا ساتھی اور بہت سے خوش نصیب حضرات بھی ہوں گے۔چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ میرے خاص دوست ابوبکر و عمر ہوں گے (مرقات)۲؎ یہ حدیث بہت اسناد اور مختلف الفاظ سے مروی ہے۔اس کثرت اسناد سے اس کا ضعف جاتا رہا، نیز ترمذی کی اسناد ضعیف ہے باقی اسنادیں صحیح ہیں۔چنانچہ یہ حدیث ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ سے امام سیوطی نے جامع صغیر میں ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ سے ریاض میں حضرت زید ابن اسلم سے مختلف الفاظ سے روایت کی (مرقات) یوں ہی امام احمد نے حضرت طلحہ سے روایت کی۔۳؎ منقطع حدیث وہ ہے جس کی اسناد میں ایک راوی یا دو راوی الگ الگ جگہ سے چھوٹ گئے ہوں اور اگر دو راوی مسلسل چھوٹ گئے ہوں تو اسے معضل کہتے ہیں، انشاء اللہ حدیث

کے اقسام واحکام ہم شرح کے آخر میں لکھیں گے۔

وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ شَهِدْتُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحُثُّ عَلٰى جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَيَّ ثَلٰثُ مِائَةِ بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَنَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۰۶) روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن خباب سے فرماتے ہیں ۱؎ کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ عسرت کے لشکر پر رغبت دے رہے تھے ۲؎ تو جناب عثمان کھڑے ہوکر بولے یا رسول اللہ میرے ذمہ اللہ کی راہ میں سو اونٹ ان کے کمبل اور پلان کے ساتھ ۳؎ حضور نے اس لشکر کے متعلق پھر رغبت دی پھر جناب عثمان کھڑے ہوگئے عرض کیا میرے ذمہ دو سو اونٹ ہیں مع ان کے کمبل کے اور پلان کے حضور نے پھر رغبت دلائی تو عثمان کھڑے ہوگئے بولے میرے ذمہ اللہ کی راہ میں تین سو اونٹ ہیں مع ان کے کمبل و پالان کے ۴؎ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور انور منبر سے اتر رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ اب اس کے بعد عثمان پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں اس کے بعد عثمان پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں ۵؎ (ترمذی)۔

(۵۸۰۶) ۱؎ آپ حضرت خباب ابن ارت کے بیٹے ہیں آپ خود تو تابعی ہیں مگر آپ کے والد جناب ابن ارت صحابی ہیں آخر میں بصرہ میں قیام رہا وہاں ہی وفات ہوئی ۲؎ غزوہ عسرت غزوۂ تبوک کا نام ہے اور اس غزوہ میں جانے والوں کو جیش عسرت کہتے ہیں کیونکہ یہ غزوہ مسلمانوں کی سخت تنگی ناداری بے سامانی کی حالت میں ہوا۔ گرمی سخت تھی۔ تبوک جگہ بہت دور تھی۔ چنانچہ خیبر مدینہ منورہ سے ایک سو ساٹھ میل ہے اور خیبر سے تبوک پانچ سو میل ہے تو تبوک مدینہ منورہ سے چھ سو ساٹھ میل ہوا وہیں سے عمان وہاں سے بیت المقدس یہ سب ایک ہی راستہ پر ہیں حضور انور نے لوگوں کو جہاد کے لیے چندہ دینے کا حکم دیا۔ غزوہ تبوک حضور انور کا آخری غزوہ ہے جو ۹ھ میں ہوا۔ اس کے بعد حضور نے کوئی غزوہ نہ کیا (مرقات) اس غزوہ میں لشکر اسلام بہت بڑا تھا خیال رہے کہ غزوہ بدر میں لشکر اسلام تین سو تیرہ تھا۔ احد میں سات سو حدیبیہ میں پندرہ سو فتح مکہ میں دس ہزار اور غزوہ حنین میں بارہ ہزار (مرقات) تبوک میں چالیس ہزار اور ستر ہزار کے درمیان تھے (مدارج) ۳؎ احلاس جمع ہے حلس کی حلس وہ کمبل جو اونٹ پر کاٹھی کے نیچے ڈالا جاتا ہے اس کا ترجمہ جھول کرلو اور اقتاب جمع ہے قتب کی بمعنی پالان جس میں سواری کی جاتی ہے (مرقات و اشعہ) مطلب یہ ہے کہ سو اونٹ مع تمام سامان کے میں حاضر کرتا ہوں ۴؎ حضور انور نے تین بار چندہ کی اپیل کی ہر بار میں حضرت عثمان نے سو دو سو تین سو اونٹ کا مع سامان کے اعلان کیا کسی کو بولنے کا موقع ہی نہ دیا چھ سو اونٹ مع سامان کا بھی اعلان کیا اور ایک ہزار اشرفیوں کا بھی جیسا کہ دوسری روایات میں آرہا ہے۔ خیال رہے کہ یہ تو ان کا اعلان تھا مگر حاضر کرنے کے وقت نو سو پچاس اونٹ پچاس گھوڑے اور ایک ہزار اشرفیاں پیش کیں پھر بعد میں دس ہزار اشرفیاں اور پیش کیں دیکھو مرقات۔ ہم نے حضرت عثمان کی شان میں یہ واقعہ یوں عرض کیا ہے شعر:-

دست عطا کھل گیا دیکھا جو یہ ماجرا غازیان مصطفیٰ بے سر و سامان ہیں

خیال رہے کہ آپ نے پہلی بار میں ایک سو کا اعلان کیا دوسری بار سو کے علاوہ اور دو سو کا تیسری بار اور تین سو کا کل چھ سو کا اعلان فرمایا (مرقات) ۵؎ اس عبارت میں پہلا ما نافیہ ہے۔ ما علیٰ عثمان اور دوسرا ما موصولہ ہے ما عمل بعد ھذہ۔ یعنی عثمان اب اس کے بعد جو کام بھی کریں انہیں مضر نہ ہوگا اس فرمان عالی کا منشا یہ نہیں ہے کہ حضرت عثمان کو گناہوں کی اجازت دے دی گئی۔ بلکہ یہ ایسا ہے جیسے پرندے کے پر کاٹ کر اس سے کہا جائے کہ جا اڑ تا پھر اب اڑے کا ہے سے یوں ہی حضور انور نے ان کے دل پر اپنا ہاتھ رکھ لیا۔ اب عثمان کے دل میں گناہ کرنے کا خیال بھی کیسے پیدا ہوسکتا ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں عمل سے مراد نفلی عمل ہیں۔ یعنی اگر اب عثمان کوئی نفلی عبادت نہ کریں تو مضر نہیں مگر یہ غلط ہے نقصان نہیں ہوتا نفل تو ہوتا ہی وہ ہے جس کے نہ کرنے پر نقصان نہ ہو لہٰذا مطلب وہی ہے جو ہم نے کہا کیونکہ عبادت نہ کرنے سے تو ہم کو بھی غرض کیا۔

وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَآءَ عُثْمَانُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فِيْ كُمِّهٖ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِيْ حَجْرِهٖ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا فِيْ حَجْرِهٖ وَيَقُوْلُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ. (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(۵۸۰۷) روایت ہے عبدالرحمان ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ عثمان نے جب لشکر عسرت کو سامان دیا تو اپنی آستین میں ہزار اشرفیاں لائے انہیں حضور کی گود میں ڈال دیا۱؎ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی گود میں الٹ پلٹ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ آج کے بعد سے عثمان کو کوئی عمل جو وہ کریں نقصان نہ دے گا۲؎ (احمد)

(۵۸۰۷) ۱؎ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ صدقہ دینے میں جلدی کرے ٹال مٹول نہ کرے فوراً صدقہ دے دوسرے اللہ کی راہ کا صدقہ حضور کی بارگاہ پیش کردو وہ موقع بموقع خرچ کریں جس سے وہ صدقہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہوجائے، دیکھو حضرت عثمان نے یہ اشرفیاں خود غازیوں پر صرف نہ کیں حضور کی بارگاہ میں پیش کیں۔ رب فرماتا ہے: خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ (۹:۱۰۳) اے محبوب! ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔ (کنزالایمان) کے ذریعہ حضور مسلمانوں کو پاک فرماتے ہیں اس لیے آج بھی ایصال ثواب کرتے وقت مسلمان کہتے ہیں نذر اللہ نیاز رسول اللہ۔ ۲؎ اس فرمان عالی میں حضرت عثمان غنی کو تین بشارتیں دی گئیں۔ ایک یہ کہ ان کے سارے گزشتہ گناہ اور خطائیں معاف ہوگئیں ان کا آج کا یہ عمل ان کا کفارہ بن گیا۔ دوسرے یہ آئندہ وہ گناہوں سے محفوظ رہیں گے۔ تیسرے یہ کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہوگا (از مرقات) یہ ہے حضور کا علوم خمسہ پر مطلع ہونا۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ حضرت عثمان نے اعلان تو چھ سو کا کیا تھا مگر دیئے نو سو پچاس اونٹ پھر ہزار کے تکملہ کے لیے پچاس گھوڑے مع ساز وسامان کے حاضر کئے اس طرح کل ایک ہزار سواریاں اور ایک ہزار اشرفیاں حاضر کیں۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَكَّةَ فَبَايَعَ النَّاسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(۵۸۰۸) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت الرضوان کا حکم دیا تو عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد تھے۱؎ مکہ کی طرف حضور نے لوگوں سے بیعت لی۲؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان

وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ فِیْ حَاجَةِ اللهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰی یَدَیْهِ عَلَی الْاُخْرٰی فَكَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَیْرًا مِّنْ اَیْدِیْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ .(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

اللہ کے اور اس کے رسول کے کام میں گئے ہیں۳ پھر حضور نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ عثمان کے لیے ان کے ہاتھوں سے بہتر ہو گیا جو ان کے اپنے لیے تھا۴ (ترمذی)

(۵۸۰۸)۱ جیسے کفار مکہ کی طرف سے کچھ نمائندے حضور کی خدمت میں صلح کی بات چیت کرنے آئے تھے یوں ہی حضرت عثمان حضور کی طرف سے کفار مکہ کے پاس صلح کی بات کرنے گئے کیونکہ کفار پر ان کے بہت احسانات تھے وہ لوگ آپ کا احترام کرتے تھے ادھر لشکر اسلام میں یہ افواہ پھیل گئی کہ کفار مکہ نے حضرت عثمان کو قتل کر دیا۔ اس پر حضور نے سب مسلمانوں سے بیعت جہاد لی کہ یہ بیعت حضرت عثمان کے لیے ہی لی گئی اسے بیعۃ الرضوان اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے متعلق رب نے فرمایا: لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (۴۸،۱۸) بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔ (کنزالایمان) گویا یہ بیعت رضا الٰہی کا تمغہ ملنے کا ذریعہ تھی۔۲ یہ بیعت بیعت جہاد تھی حضور انور نے لوگوں سے اسلام پر بھی بیعت لی ہے نیک اعمال کرنے پر بھی اور گناہوں سے بچنے پر بھی کسی سے سوال نہ کرنے پر بھی اور کسی خاص عمل پر بھی یہ بیعت یہی آخری بیعت تھی یعنی خاص عمل پر، یہ بیعتیں موجودہ مروجہ بیعتوں کی اصل ہیں۔ جو اولیاء اللہ سے کی جاتی ہے۔۳ یہاں حاجت بمعنی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ضرورت سے پاک ہے بلکہ بمعنی کام یا خدمت ہے۔ چونکہ حضور انور کی فنا فی اللہ کا درجہ حاصل تھا۔ اس لیے حضور کا کام اللہ کا کام ہے ورنہ حضرت عثمان حضور کے کام کے لیے گئے تھے (مرقات) روایات میں ہے کہ کفار نے حضرت عثمان سے کہا کہ کعبہ حاضر ہے آپ کو عمرہ کرنے کی اجازت ہے۔ آپ خوب طواف عمرہ کریں سنگ اسود کو بوسے دیں حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں حضور انور کے بغیر کعبہ کو دیکھوں گا بھی نہیں۔ چنانچہ آپ کعبہ میں نہیں گئے یہاں صحابہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت عثمان تو خوب عمرہ کریں گے حضور نے فرمایا کہ میرا عثمان میرے بغیر نہ عمرہ کرے گا نہ طواف یہ ہے حضرت عثمان کا ایمان کہ وہ سمجھتے ہیں کہ دولہا کے بغیر بارات کیسی۔۴ حضور انور نے خیال فرمایا کہ یہ بیعت بڑی ہی عظمت و عزت کا ذریعہ ہے اس کا چرچا قرآن میں آئے گا اور تاقیامت رہے گا۔ اس سے میرا عثمان محروم نہ رہے تو سب کو دکھا کر فرمایا کہ میرا ایک ہاتھ عثمان کا ہے۔ اور دوسرا ہاتھ میرا اور میں خود عثمان کی طرف سے اپنے سے بیعت کرتا ہوں حضور کو یہ بھی علم غیب تھا آپ مکے میں شہید نہیں کیے گئے خود مرید خود مراد مصرع

خود کوزہ گر خود کوزہ خود گل کوزہ

وَعَنْ ثُمَامَةَ ابْنِ حَزْنِ الْقُشَیْرِیِّ قَالَ شَهِدْتُّ الدَّارَ حِیْنَ اَشْرَفَ عَلَیْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ وَلَیْسَ بِهَا مَآءٌ یُّسْتَعْذَبُ غَیْرَ بِئْرِ رُوْمَةَ فَقَالَ مَنْ یَّشْتَرِیْ بِئْرَ رُوْمَةَ یَجْعَلُ دَلْوَهٗ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ بِخَیْرٍ لَّهٗ مِنْهَا فِی الْجَنَّةِ

(۵۸۰۹) روایت ہے حضرت ثمامہ ابن حزن قشیری سے۱ فرماتے ہیں کہ میں دار کے دن حاضر تھا۲ جب کہ ان پر حضرت عثمان نے جھانکا فرمایا میں تم کو اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے یہاں سوا رومہ کنویں کے میٹھا پانی نہ تھا۳ تو فرمایا کہ کون رومہ کنواں خریدے اور اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ کر دے بعوض جنت کی

فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ وَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ اَنْ اَشْرَبَ مِنْهَا حَتّٰى اَشْرَبَ مِنْ مَّآءِ الْبَحْرِ فَقَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِاَهْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّشْتَرِيْ بُقْعَةَ اٰلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَّهٗ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ اَنْ اُصَلِّيَ فِيْهَا رَكْعَتَيْنِ فَقَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَّالِيْ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى ثَبِيْرِ مَكَّةَ وَمَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ وَاَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ حِجَارَةٌ بِالْحَضِيْضِ فَرَكَضَهٗ بِرِجْلِهٖ قَالَ اسْكُنْ ثَبِيْرُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ شَهِدُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اِنِّيْ شَهِيْدٌ ثَلٰثًا .
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارَ قُطْنِيُّ)

اس نعمت کے جو اس سے اچھی ہے ۴؎ تو اسے میں نے اپنے ذاتی مال سے خرید لیا ۵؎ اور تم آج مجھے اس کا پانی پینے سے روکتے ہو حتیٰ کہ میں سمندر کا پانی پی رہا ہوں ۶؎ لوگ بولے ہاں ضرور پھر فرمایا کہ میں تم کو اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ مسجد نمازیوں پر تنگ ہوگئی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آل فلاں کا علاقہ کون خریدے گا کہ اسے مسجد میں بڑھا دے جنت کی اس نعمت کی عوض جو اس سے بہتر ہے میں نے اسے اپنے ذاتی مال سے خرید لیا ۷؎ مگر تم آج مجھے اس میں دو رکعت پڑھنے سے روکتے ہو ۸؎ لوگ بولے ہاں ضرور انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو اللہ تعالٰی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے تنگی والے لشکر کو سامان دیا ۹؎ لوگ بولے ہاں ضرور فرمایا میں تم کو اللہ تعالٰی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ کے ثبیر پہاڑ پر تھے ۱۰؎ اور حضور کے ساتھ ابوبکر اور عمر اور میں تھا تو پہاڑ ہلا ۱۱؎ حتیٰ کہ اس کے پتھر نیچے گر گئے ۱۲؎ تو اسے حضور نے اپنے پاؤں سے ایڑی ماری فرمایا اے ثبیر ٹھہر جا ۱۳؎ کہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں ۱۴؎ لوگ بولے ہاں ضرور ۱۵؎ آپ نے فرمایا اللہ اکبر قسم رب کعبہ کی انہوں نے گواہی دیدی میں شہید ہوں یہ تین بار کہا ۱۶؎ (ترمذی، نسائی، دارقطنی)

(۵۸۰۹) ۱؎ حضرت ثمامہ نے حضور انور کا زمانہ پایا۔ مگر دیدار نہ کرسکے اس لیے آپ تابعین میں سے ہیں۔ آپ نے حضرت عمرو عثمان عبداللہ ابن عمر، عائشہ صدیقہ، ابوالدرداء رضی اللہ عنہم کی زیارات کی ہیں۔ ۲؎ حضرت عثمان کے گھر شریف کا باغیوں نے محاصرہ کرلیا تھا۔ آپ اس گھر میں گھر گئے تھے باہر نہیں نکل سکتے تھے اس زمانہ کا نام یوم الدار ہے۔ آخر کار آپ اس زمانہ میں شہید کردیئے گئے۔ ۳؎ حضرت عثمان غنی نے چھت پر چڑھ کر گھیرا ڈالے ہوئے لوگوں کو آواز دی اور ان سے یہ کلام فرمایا رومہ اس کنوئیں کے مالک کا نام تھا جس سے عثمان غنی نے خریدا یہ مسجد قبلتین کے شمالی جانب واقع ہے۔ اس کا پانی بہت ہی میٹھا لذیذ اور ہلکا زود ہضم ہے۔ اب اسے بیر عثمان بھی کہتے ہیں اور بیر جنت بھی کیونکہ اس کنوئیں کی خرید پر حضرت عثمان سے جنت کا وعدہ فرمایا گیا فقیر نے اس کنوئیں کی زیارت کی ہے پانی پیا ہے۔ ۴؎ یعنی ایسا کون ہے جو یہ کنواں خرید کر وقف کردے کہ خود بھی اس کا پانی استعمال کرے اور دوسرے لوگ بھی اس کی عوض اسے جنت کا حوض کوثر دیا جائے گا۔ خیال رہے کہ اوقاف بھی صدقہ ہوتے ہیں مگر ایسا کہ انہیں خود وقف کرنے والا بھی استعمال کرسکتا ہے جیسے کنواں، قبرستان، مسجد وغیرہ، اس لیے ارشاد ہوا کہ اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے برابر کردے۔ ۵؎ یہ کنواں ایک یہودی کا تھا وہ بہت مہنگا پانی

فروخت کرتا تھا۔ اور مسلمانوں کو بہت تنگ کرتا تھا آپ نے پینتیس ہزار درہم میں یہ کنواں اس یہودی سے خریدا اور حضور سرکار عالی کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور میں یہ کنواں آپ کے ہاتھ کوثر کے عوض فروخت کرتا ہوں۔ حضور خرید کر وقف فرمادیں۔ حضور نے فرمایا میں نے خرید لیا اور وقف کردیا۔ (مرقات) اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی تمام نعمتوں کے بتملیک الٰہی مالک ومختار ہیں جو نعمت جس کے ہاتھ چاہیں فروخت کردیں ربّ تعالیٰ اس پر اعتراض نہیں فرماتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اب حوض کوثر عثمان غنی کی ملکیت ہے جو جنتی کوثر سے پئے گا وہ عثمان غنی کا پئے گا۔ اللہ نے ہم کو بیر رومہ کا پانی تو پلادیا۔ اپنے فضل سے کوثر کا پانی بھی پلادے۔ ۶ یعنی میں تمہارے محاصرہ کی وجہ سے کھاری کنوؤں کا پانی پی رہا ہوں۔ جن کا پانی سمندر کے پانی کی طرح کھاری ہے۔ (اشعہ ومرقات ولمعات) یہ مطلب نہیں کہ سمندر کا پانی پی رہا ہوں کہ سمندر مدینہ منورہ سے بہت دور ہے۔ ۷ مسجد نبوی شریف کی اصل زمین حضرت ابوبکر صدیق نے پچاس دینار کے عوض خریدی۔ اس پر مسجد اس طرح تعمیر ہوئی کہ کھجوروں کے ڈنڈوں سے ستون بنائے گئے اور شاخیں گویا کڑیاں اور اس کے پتے چھت پتھر چن کر محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی۔ مگر مسلمان برابر بڑھتے رہے۔ حتیٰ کہ یہ مسجد تنگ ہوگئی۔ تب حضور انور نے یہ فرمایا۔ حضرت عثمان غنی نے پچیس ہزار درہم میں آس پاس کی متصل زمین خریدی اور مسجد میں شامل کردی۔ یہاں یہ واقعہ بیان ہورہا ہے یہاں مرقات نے ایک عجیب واقعہ بیان فرمایا کہ حضور انور نے ایک مکہ والے سے کہا کہ تو اپنا مکان جو مسجد حرام سے متصل ہے جنت کے عوض میرے ہاتھ فروخت کردے تاکہ میں اسے مسجد حرام میں شامل کردوں اس نے انکار کردیا۔ حضرت عثمان اس کے گھر پہنچے اسے بیع پر راضی کرلیا دس ہزار اشرفیوں میں اس کا گھر خریدا۔ اور حضور انور سے عرض کیا۔ یارسول اللہ! کیا آپ وہ گھر جنت کے عوض مجھ سے خریدتے ہیں فرمایا ہاں آپ نے وہ گھر حضور کو دے دیا۔ حضور انور نے اسے مسجد حرام میں شامل فرمادیا۔ معلوم ہوا کہ مسجد کعبہ اور مسجد نبوی دونوں میں آپ کی زمین شامل ہے۔ (مرقات) حضور نے مسلمانوں کو گواہ بنایا۔ کہ میں عثمان کے لیے اس کی عوض جنت کے گھر کا ضامن ہوں۔ ۸ یعنی مسجد نبوی شریف کا وہ الحاقی حصہ جو میرے گھر سے بالکل متصل ہے تم مجھے اس میں بھی دو رکعت نہیں پڑھنے دیتے چہ جائیکہ ریاض الجنت یا منبر کے پاس نماز پڑھ سکوں آپ اس محاصرہ کے زمانہ میں مسجد نبوی شریف میں آنے کے لیے ترس گئے تھے ۹ غزوہ تبوک میں جانے والے لشکر اسلام کی سامان کی فہرست ابھی کچھ پہلے عرض کی گئی کہ آپ نے کل اونٹ نوسو پچاس گھوڑے پچاس اور کل دینار دس ہزار دیئے۔ لشکر کی تعداد میں اختلاف ہے۔ چالیس ستر ہزار یا ایک لاکھ معلوم ہوا کہ ضرورۃً اپنے نیک اعمال کا اعلان کرنا لوگوں سے ان کا اقرار کرانا جائز ہے تاکہ وہ ستانے سے باز آجائیں۔ ۱۰ ثبیر بروزن، زبیر ایک شخص کا نام تھا چونکہ وہ اس پہاڑ پر دفن کیا گیا تھا۔ اس لیے اس پہاڑ کا نام بھی ثبیر ہوگیا یہ مکہ معظمہ کا بہت بڑا پہاڑ ہے جو مکہ سے شروع ہوکر منی میں پہنچتا ہے دونوں جگہ سے نظر آتا ہے اس لیے بعض لوگوں نے اسے مکہ معظمہ کا پہاڑ کہا ہے بعض نے منی کا، دونوں قول درست ہیں جبل نور جس میں غار حرا واقع ہے اس مقابل سے یہ پہاڑ ثبیر بھی گزرتا ہے (اشعہ، مرقات، لمعات) ۱۱ پہاڑ کیوں ہلا اس میں بہت قول ہیں قوی اور ظاہر تر قول یہ ہے کہ حضور انور کے قدم پڑنے سے اسے شوق ومحبت میں وجد آگیا یہ حرکت اس کی وجدانی حالت تھی۔ ہوا چلتی ہے شاخیں ہلتی ہیں۔ حضور کے قدم پڑتے ہیں۔ پتھر اور پہاڑ ہلتے ہیں۔ قرآن کریم میں ساری صفات نور، ہدایت، شفا پہلے ہی سے تھی مگر حضور انور پر نازل ہونے سے اس میں مکی مدنی ہونے کی صفت پیدا ہوئی۔ اس میں درد وسوز وگداز پیدا ہوا کہ لوگ اسے سن کر بغیر سمجھے ہوئے بھی تڑپتے ہیں۔ تَرٰۤى اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ (۵/۸۳) تو ان کی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے اُبل رہی ہیں (کنزالایمان) جیسے بیٹری جب کسی مشین سے جاری ہوجائے تو اس میں پاور

پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث حضرات صوفیاء کے وجدان کے حال آنے کی اصل ہے۔ ۲؎ پہاڑ کے نچلے حصے کو حضیض کہتے ہیں اونچی چوٹی کو ذروہ یعنی وہ پہاڑ ایسا زور سے ہلا کہ اس کے پتھر پہاڑ کے نیچے گر گئے۔ جو لوگ صوفیاء کے وجد پر اعتراض کرتے ہیں ان کے دل پتھر سے زیادہ سخت ہیں۔ فَهِیَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۳؎ معلوم ہوا کہ پہاڑوں میں دانائی سمجھ (بوجھ) اور عشق رسول کی لگن ہے۔ اس لیے حضور انور نے اسے ایڑی بھی ماری اور اس سے کلام بھی کیا وہ اس خطاب سے ٹھہر بھی گیا۔ ۴؎ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی بلکہ نبیوں کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یعنی قول و فعل حال و ایمان کے سچے اور حضرت عمر و عثمان دونوں شہید، خیال رہے کہ یہاں شہید سے مراد حقیقی شہید ہے۔ یعنی نیزہ یا تلوار سے زخمی ہو کر وفات پانے والے ورنہ حکمی شہید تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور حضرت ابوبکر بھی کہ حضور انور نے خیبر والے زہر سے اور جناب ابوبکر نے غار ثور والے سانپ کے زہر سے وفات پائی۔ ان دونوں میں سے حضرت عمر شہید حقیقی ہیں مگر غیر فقہی اور حضرت عثمان شہید حقیقی بھی ہیں فقہی بھی۔ ۵؎ اللھم نعم کے معنی یہ ہیں کہ الٰہی ہم کو کوئی جواب بن نہیں پڑتا سوائے اقرار کے اور اس کے کہ ہم کہیں ہاں۔ ۶؎ یعنی اس حدیث کے مطابق میں شہید ہوں تو یقیناً میرا قاتل اور قاتل کے سارے مددگار ظالم خونخوار ہیں یہ حدیث تمہیں ظالم قرار دے رہی ہے میں حق پر ہوں تم باطل پر، اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پہاڑ وغیرہ کو بھی حضور سے محبت ہے آپ ساری مخلوق کے محبوب ہیں کیوں نہ ہوں کہ خالق کے محبوب ہیں دوسرے یہ کہ حضور انور کو پتھروں کے دل کی خبر ہے تو انہیں ہمارے دلوں کی خبر کیسے نہ ہوگی ہمارے دکھ درد فراق کی جلن حضور سے مخفی نہیں۔ تیسرے یہ کہ پہاڑ وغیرہ حضور کی بات سمجھتے ہیں ورنہ آپ ان سے یہ کلام نہ فرماتے۔ چوتھے یہ کہ حضور انور کو سب کے انجام کی خبر ہے کہ کس طرح اور کس حال میں کس کی موت ہوگی کہ فرماتے ہیں ایک صدیق ہو کر اور دو شہید ہو کر وفات پائیں گے ایمان عرفان محبت رحمان عشق رسول میں دنیا سے جائیں گے اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں حضور کو اپنی بھی خبر نہ تھی۔ پانچویں یہ کہ حضرت عثمان غنی قطعی یقینی شہید ہیں تو ان کے قاتل اور قاتل کے مددگار یقینی قطعی ظالم ہیں کہ شہید وہی ہوتا ہے جو ظلماً قتل کیا جائے اسی طرح جو آج جناب عثمان کو برا کہتے ہیں وہ ظالم ہیں۔

وَعَنْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُّقَنَّعٌ فِیْ ثَوْبٍ فَقَالَ هٰذَا یَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَاَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ)

(۵۸۱۰) روایت ہے حضرت مرہ ابن کعب سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا جب کہ آپ نے فتنوں کا ذکر کیا اور انہیں بہت قریب بتایا ۱؎ تو ایک شخص چادر پوش گزرا تو فرمایا کہ اس دن یہ ہدایت پر ہوگا ۲؎ میں اس شخص کی طرف اٹھا تو وہ عثمان ابن عفان تھے فرماتے ہیں کہ میں نے ان کا چہرہ حضور کے سامنے کیا اور کہا کہ کیا یہ فرمایا ہاں (ترمذی، ابن ماجہ) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی۔

(۵۸۱۰) ۱؎ یہاں فتنوں سے مراد وہ جنگ وجدال ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں میں ہونے والے تھے قربھا کے معنی یہ ہیں کہ فرمایا وہ فتنے قریب ہی ہونے والے ہیں۔ ۲؎ مقنع بنا ہے قناع سے بمعنی گھونگھٹ یعنی ایک صاحب چادر اوڑھے چادر میں اپنا منہ چھپائے ہوئے گزرے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۵۸۱۱) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ یَا عُثْمَانُ اِنَّهٗ لَعَلَّ اللّٰهَ یُقَمِّصُكَ قَمِیصًا فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰی خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ . (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ فِی الْحَدِیْثِ قِصَّةٌ طَوِیْلَةٌ)

نے فرمایا اے عثمان ممکن ہے[۱] کہ اللہ تعالیٰ تم کو ایک قمیض پہنائے تو اگر لوگ تم سے اس کا اتار دینا چاہیں تو تم ان کی وجہ سے، اسے مت اتارنا[۲] (ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی نے فرمایا کہ اس حدیث میں بڑا قصہ ہے[۳]

(۵۸۱۱)[۱] سبحان اللہ کیسی تحقیق ہے کہ حضور انور کو ان کا چہرہ دکھا کر کہلوالیا کہ کیا یہی اس دن ہدایت پر ہوں گے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ حضور انور کو دھوکا ہوگیا تھا آپ نے کسی اور کے لیے کہا تھا مگر وہ اتفاقاً عثمان تھے آپ پہچان نہ سکے ہر زمانہ میں فاضل دیوبند موجود رہے ہیں یعنی حضور کے کمالات کے انکاری خیال رہے کہ اس حدیث کے راوی مرہ ابن کعب صحابی ہیں شام میں رہتے تھے ۵۵ھ میں اردن میں وفات پائی۔[۲] یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو خلافت عطا فرمائے گا لوگ تم کو معزول کرنا چاہیں گے تم ان کے کہنے سے خلافت سے دست بردار نہ ہونا کیونکہ تم حق پر ہوؤ گے وہ باطل پر اگر تم دست بردار ہوگئے تو لوگ شبہ کریں گے کہ شاید تم حق پر تھے ہی نہیں نیز پھر یہ رواج پڑ جائے گا کہ جس خلیفہ یا سلطان سے لوگ ناراض ہوئے اسے معزول کردیا۔ اس سے ممالک اسلامیہ میں فساد پھیلے گا۔ حضور کے فرمان کے مطابق بالکل ایسا ہی ہوا کہ باغیوں نے آپ سے یہی مطالبہ کیا کہ آپ خلافت سے الگ ہوجائیں آپ نے جام شہادت نوش فرما کر جان دے دی مگر خلافت سے علیحدگی قبول نہ کی یہ اس حکم پر عمل تھا۔ باغیوں سے جنگ بھی نہ کی تاکہ زمین مدینہ میری وجہ سے مسلمانوں کے خون سے رنگین نہ ہوجائے[۳] وہ قصہ یہ ہے کہ مصری لوگ حضرت عثمان کے عامل کی شکایت آپ کے پاس لائے اور اس کی معزولی اور محمد ابن ابوبکر کو عامل بنانے کا مطالبہ کیا آپ نے منظور کیا معزول نامہ لکھ کر انہیں دے دیا وہ چلے گئے کہ مصر کے راستہ میں مروان ابن حکم کی حرکت سے ایک واقعہ پیش آیا جس سے وہ سب پھر لوٹ آئے اور آپ سے مطالبہ کیا کہ مروان کو ہمارے حوالہ کرو آپ نے انکار کیا اس پر آپ کو بہت روز محصور رکھ کر شہید کردیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (۲:۱۵۶) ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔ (کنزالایمان) اسلام میں یہ پہلا فتنہ واقع ہوا۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَالَ يُقْتَلُ هٰذَا فِيْهَا مَظْلُوْمًا لِعُثْمَانَ . (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا)

(۵۸۱۲) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا[۱] تو جناب عثمان کے لیے فرمایا کہ یہ اس میں مظلوم قتل کیے جائیں گے[۲] (ترمذی) اور کہا کہ یہ حدیث اسناد میں حسن بھی ہے غریب بھی۔

(۵۸۱۲)[۱] یعنی اسلام میں سب سے پہلے بڑے فتنہ کا ذکر فرمایا یہ فتنہ وہی ہے جو خلافت عثمانیہ میں واقع ہوا جسے فتنہ دار کہا جاتا ہے جس میں حضرت عثمان اپنے گھر میں محصور کرکے شہید کیے گئے[۲] اس ارشاد عالیہ میں چند غیبی خبریں ہیں حضرت عثمان کی موت کی تاریخ آپ کی وفات کی جگہ آپ کی نوعیت کہ شہید ہوکر ہوگی آپ کا ایمان پر خاتمہ کیونکہ شہادت کے لیے اسلام پر موت ضروری ہے یہ ہے حضور انور کا علم غیب۔

وَعَنْ اَبِیْ سَهْلَةَ قَالَ قَالَ لِیْ عُثْمَانُ یَوْمَ الدَّارِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَهِدَ اِلَیَّ

(۵۸۱۳) روایت ہے ابوسہلہ سے[۱] فرماتے ہیں کہ مجھے دار کے دن جناب عثمان نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ

عَهْدًا وَاَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ . (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ)

سے ایک عہد کیا ہے میں اس پر صابر ہوں۔۲ (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی۔

(۵۸۱۳) ۱؎ آپ کا نام سائب ابن خلاد ہے کنیت ابوسہلہ انصاری خزرجی ہیں صحابی ہیں ۹۱ ھ میں وفات پائی۔ مگر بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ ابوسہلہ حضرت عثمان غنی کے غلام ہیں اشعۃ اللمعات نے یہی فرمایا اور یہ ابوسہلہ تابعی ہیں واللہ رسول اعلم۔ ۲؎ اس عہد کا ذکر پہلے ہو چکا کہ اے عثمان رب تعالٰی تم کو قمیض پہنائے گا تم سے لوگ اتروانا چاہیں گے تم اتارنا نہیں آپ فرمارہے ہیں کہ مجھے بھوکا پیاسا شہید ہو جانا منظور حضور انور کے حکم کی خلاف ورزی منظور نہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ مِصْرَ يُرِيْدُ حَجَّ الْبَيْتِ فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ قَالُوْا هٰؤُلَآءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ قَالُوْا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ اِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِيْ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ عُثْمَانَ فَرَّيَوْمَ اُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَّلَمْ يَشْهَدْ هَا قَالَ نعم قَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ اُبَيِّنْ لَّكَ اَمَّا فِرَارُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَفَاعَنْهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَبَدْرًا وَّ سَهْمَهٗ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ اَحَدًا عَزَّبِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهٗ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اذْهَبْ بِهَا الْاٰنَ مَعَكَ

(۵۸۱۴) روایت ہے حضرت عثمان ابن عبداللہ ابن موہب سے۱؎ فرماتے ہیں کہ ایک مصری آدمی بیت اللہ کے ارادے سے آیا تو اس نے ایک قوم کو بیٹھا ہوا دیکھا بولا یہ قوم کون ہے لوگوں نے کہا کہ یہ قریش ہیں بولا ان میں سردار کون ہے لوگ بولے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر ہیں۲؎ وہ بولا اے ابن عمر میں آپ سے ایک چیز کے متعلق پوچھتا ہوں آپ مجھے خبر دیں۳؎ کیا آپ جانتے ہیں کہ عثمان احد کے دن فرار ہو گئے تھے۴؎ آپ نے فرمایا ہاں بولا کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بدر سے غائب رہے، تھے وہاں حاضر نہیں ہوئے تھے فرمایا ہاں بولا کیا آپ جانتے ہیں کو بیعت الرضوان سے بھی غائب رہے۵؎ اس میں حاضر نہ ہوئے فرمایا ہاں وہ بولا اللہ اکبر۶؎ حضرت ابن عمر نے فرمایا آ میں تجھے بتاؤں ۷؎ احد کے دن آپ کے قدم اکھڑ جانا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے انہیں معاف فرمادیا۸؎ رہا ان کا بدر سے غائب رہنا تو ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر رقیہ تھیں اور وہ تھیں بیمار ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو اس غازی کا ثواب اور حصہ ملے گا جو بدر میں حاضر ہوا۹؎ رہا ان کا بیعت الرضوان سے غائب رہنا تو اگر کوئی اور شہر مکہ میں عثمان سے زیادہ بااثر ہوتا تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجتے ۱۰؎ حضور نے جناب عثمان کو وہاں بھیجا اور بیعت الرضوان ان کے جانے کے بعد ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے۱۱؎ پھر اسے آپ نے دوسرے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمان کی ہے۱۲؎ پھر

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ اب اسے تو اپنے ساتھ لیتا جا ۱۳ (بخاری)

(۵۸۱۴) ۱؎ آپ تابعی ہیں تیمی ہیں حضرت ابو ہریرہ عبداللہ ابن عمر وغیرہم صحابہ سے ملاقات ہے آپ سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور سفیان ثوری وغیرہم نے روایات لیں۔ ۲؎ یہ مصری شخص کوئی خارجی دشمن حضرت عثمان تھا خیال رہے کہ مصریوں نے ہی حضرت عثمان کا گھر گھیرا تھا انہیں سے حضرت عثمان کی شہادت ہوئی یہ آدمی حج کرنے مکہ معظمہ آیا تھا ادھر سے حضرت عبداللہ ابن عمر اور بہت سے قرشی حضرات مدینہ منورہ سے حج کرنے مکہ معظمہ پہنچے ہوئے تھے کہ یہ اس جماعت کے پاس پہنچا۔ ۳؎ یعنی آپ صحابی بھی ہیں حضرت عمر کے فرزند ارجمند بھی بڑے عالم بھی قرآن کریم کے ماہر بھی اور یہ واقعات جن کے متعلق میں پوچھنا چاہتا ہوں آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں ۴؎ اس مردود کا مقصد یہ تھا کہ حضرت عثمان احد کے دن غزوہ سے فرار ہوگئے تھے اور جہاد میں کفار کے مقابلہ سے بھاگنا بڑا گناہ ہے۔ یہ گناہ حضرت عثمان نے کیا۔ ۵؎ یعنی غزوہ بدر اور بیعۃ الرضوان اللہ تعالٰی کی بڑی ہی نعمتیں ہیں۔ ان دونوں سے حضرت عثمان محروم رہے کہ نہ بدر میں حاضر ہوئے نہ بیعۃ الرضوان میں۔ ۶؎ اس بدنصیب کا اللہ اکبر کہنا نہ تو اللہ تعالٰی کی عظمت بیان کرنے کے لیے تھا نہ ذکر اللہ کے لیے بلکہ اپنی بے دینی پر خوشی کا اظہار کرنے کے لیے کہ ہم قتل عثمان میں حق بجانب ہیں ہم نے انہیں قتل کیا ٹھیک کیا یہ حمد الٰہی نہ تھی اپنے کفر کا اظہار تھا۔ معلوم ہوا کہ کبھی اللہ کا ذکر حرام بلکہ کبھی کفر بھی ہو جاتا ہے۔ اللہ کے ذکر کے لیے نیت خیر چاہیے۔ ۷؎ یعنی ابھی اللہ اکبر نہ کہہ خوشی نہ منا، ان سب باتوں کے جواب بھی سنتا جا۔ ۸؎ آپ کا اشارہ اس آیت کریمہ کی طرف ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ (۳:۱۵۵) بے شک وہ جو تم میں سے پھر گئے جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں انہیں شیطان ہی نے لغزش دی ان کے بعض اعمال کے باعث اور بے شک اللہ نے انہیں معاف فرما دیا۔ (کنزالایمان) حضرت عثمان ہی نہیں بلکہ سواء دس بارہ حضرات کے باقی سب کے قدم اکھڑ گئے تھے حالات ہی ایسے ہی ہوگئے تھے درہ والے حضرات کی غلطی سے درہ خالی رہ گیا کفار مکہ نے پیچھے سے حملہ کردیا پیچھے کا حملہ بہت سنگین ہوتا ہے قدم اکھڑ گئے رب تعالٰی نے خطا کی معافی کا اعلان قرآن کریم میں فرما دیا جس خطا کی معافی کا اعلان رب فرمادے وہ ہماری عمر بھر کی عبادات سے افضل ہے جن کی قبولیت کی کوئی خبر نہیں پھر اس پر طعن کرنا بے ایمانی ہے جیسے کوئی آدم علیہ السلام پر گندم کھانے کا طعن کرے وہ بے دین ہے۔ ۹؎ یعنی عثمان غنی غزوہ بدر سے غائب نہیں رہے وہ بدر میں تھے جہاد کر رہے تھے۔ مدینہ منورہ میں ان کا گھر ان کے لیے بدر کا میدان تھا اور اپنی زوجہ یعنی رقیہ بنت رسول اللہ کی خدمت ان کے لیے بدر کا جہاد تھا یہ ہے اس شہنشاہ کے اختیارات خداداد کہ عثمان غنی کے لیے مدینہ منورہ بلکہ حضرت عثمان کا گھر بدر بنا دیا اگر وہ چاہیں تو ہمارے لیے پاکستان کی زمین کو مدینہ بنا دیں۔

بنا دو میرے سینہ کو مدینہ — نکالو بحر غم سے یہ سفینہ
سینہ میں جو آ جاؤ بن آئے مرے دل کی — سینہ تو مدینہ ہو دل اس کا ہو شیدائی
یہ دل ہو خدا کا گھر سینہ ہو ترا مسکن — پھر طیبہ و کعبہ کی پہلو میں ہو یک جائی

حضرت رقیہ اس مرض میں وفات پا گئیں عثمان غنی بہت ہی روئے حضور نے پوچھا عثمان کیوں روتے ہو عرض کیا میں حضور کی دامادی سے محروم ہو گیا فرمایا کہ مجھ سے جبرائیل امین نے فرمایا ہے کہ حکم رب العالمین یہ ہے کہ میں اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح تم سے کردوں بشرطیکہ وہی مہر ہو جو رقیہ کا تھا اور تم اس سے وہی سلوک کرو جو رقیہ سے کیا چنانچہ حضرت ام کلثوم کا نکاح آپ سے کردیا دنیا میں ایسا

کوئی نہیں جس کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں اس لیے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے یعنی دو نور والے معلوم ہوا کہ حضور بھی نور ہیں اور آپ کی اولاد بھی نور حضرت ام کلثوم کی وفات پر فرمایا کہ اگر میری ایک سولڑکیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے تمہارے نکاح میں دے دیتا (مرقات) ۱۰؎ یعنی حضرت عثمان غنی کے کفار مکہ پر بہت احسانات تھے اور وہ لوگ اپنے محسن کا احترام کرتے تھے۔ اس لیے حضور انور نے ان کو اپنا نمائندہ بنا کر صلح کی بات چیت کرنے وہاں بھیجا اگر کوئی اور شخص ایسا بااثر ہوتا تو حضور اسے ہی بھیجتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کو حضرت عثمان پر بہت ہی اعتماد تھا کہ اعتماد والے ہی کو اپنا نمائندہ بنایا جاتا ہے۔ آپ کی شہادت کی خبر پر ہی بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا۔ اس کے باعث آپ ہی ہیں۔ ۱۱؎ یعنی بیعت الرضوان کے موقع پر آپ موجود تھے ہی نہیں یہ بیعت مقام حدیبیہ میں ہو رہی تھی۔ اور حضرت عثمان اس وقت حضور انور کے بھیجے ہوئے مکہ معظمہ میں تھے۔ یہاں مرقات نے لکھا کہ حضرت عمر کو بھیجنے کی صلاح ہوئی تھی مگر آپ نے یہی معذرت کی کہ مکہ والوں پر میرا کوئی احسان نہیں، جس کی وجہ سے وہ مجھ سے محبت کریں، عثمان کو بھیجا جائے۔ جب حضرت عثمان مکہ پہنچے تو اہل مکہ نے آپ کا استقبال کیا اور کہا کہ آپ عمرہ کرلیں آپ نے فرمایا حاشا انی اطوف فی غیبه ناممکن ہے کہ میں کعبہ کا طواف بھی کروں حضور کی غیر موجودگی میں ۱۲؎ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر تھی کہ حضرت عثمان شہید نہیں کئے گئے وہ مکہ میں بخیریت ہیں ورنہ بیعت لینے کے کیا معنی یہ ہے حضور انور کا علم غیب ورنہ یہاں تو خبر اڑ چکی تھی کہ جناب عثمان شہید کردیئے گئے۔ دیکھو مرقات یہی مقام۔ ۱۳؎ یعنی یہ جواب بھی اپنے گھر ساتھ لے جا۔ خدا حسد سے بچائے حاسد صفات کو عیوب جانتا ہے۔ بیت الرضوان کا واقعہ حضرت عثمان کی انتہا درجہ کی فضیلت بتا رہا ہے وہ خارجی اسے آپ کے عیوب میں گن رہا ہے۔ سب کو شیطان گمراہ کرتا ہے۔ مگر شیطان کو حسد نے گمراہ کیا۔

وَعَنْ اَبِیْ سَهْلَةَ مَوْلٰی عُثْمَانَ قَالَ جَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُسِرُّ اِلٰی عُثْمَانَ وَلَوْنُ عُثْمَانَ یَتَغَیَّرُ فَلَمَّا كَانَ یَوْمُ الدَّارِ قُلْنَا اَلَا نُقَاتِلُ قَالَ لَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَیَّ اَمْرًا فَاَنَا صَابِرٌ نَفْسِیْ عَلَیْهِ ۔

(۵۸۱۵) روایت ہے حضرت عثمان کے مولیٰ ابو سہلہ سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان سے کچھ چپکے سے کہنے لگے اور حضرت عثمان کا رنگ بدلنے لگا ۲؎ پھر جب دار والا دن آیا تو ہم نے کہا کہ کیا ہم جنگ نہ کریں فرمایا نہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عہد لیا ہے میں اس پر اپنے کو قائم رکھے ہوئے ہوں ۳؎

(۵۸۱۵) ۱؎ ابو سہلہ حضرت عثمان ابن عفان کے آزاد کردہ غلام تھے آپ کا نام اور آپ کے حالات معلوم نہ ہوسکے حضرت عثمان کے اس وقت مدینہ منورہ میں دو سو غلام موجود تھے ۲؎ معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے شہادت عثمان کے ہر واقعہ کی حرف بہ حرف بمع تفصیل وار خبر دے دی تھی یہ ہے حضور کا علم غیب ۳؎ یعنی مجھ سے حضور نے عہد لیا ہے کہ اس موقع پر صبر کروں قاتلوں کا مقابلہ نہ کروں خلافت نہ چھوڑوں اس عہد کی بنا پر حضرت عثمان نے نہ تو خود اپنا دفاع کیا نہ اپنے کسی غلام کو نہ کسی دوست کو جنگ کی اجازت دی ورنہ آپ کے اپنے اتنے غلام تھے کہ باقاعدہ باغیوں سے جنگ کرسکتے تھے آپ جانتے تھے کہ اب میری شہادت یقینی ہے میں زمین مدینہ کو خون سے کیوں رنگین کراؤں۔

وَعَنْ اَبِیْ حَبِیْبَةَ اَنَّهٗ دَخَلَ الدَّارَ وَ عُثْمَانُ مَحْصُوْرٌ فِیْهَا وَاَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ یَسْتَاْذِنُ

(۵۸۱۶) روایت ہے حضرت ابو حبیبہ سے ۱؎ کہ وہ حضرت عثمان کے گھر گئے جب عثمان اس میں محصور تھے اور انہوں نے

عُثْمَانَ فِی الْکَلَامِ فَاَذِنَ لَهٗ فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّکُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِیْ فِتْنَةً وَّاخْتِلَافًا اَوْقَالَ اخْتِلَافًا وَّفِتْنَةً فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ لَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْمَاتَاْمُرُنَا بِهٖ قَالَ عَلَیْکُمْ بِالْاَمِیْرِ وَاَصْحَابِهٖ وَهُوَ یُشِیْرُ اِلٰی عُثْمَانَ بِذٰلِكَ۔

(رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

حضرت ابو ہریرہ کو سنا کہ وہ حضرت عثمان سے گفتگو کرنے کی اجازت مانگ رہے تھے۲ آپ نے انہیں اجازت دے دی وہ کھڑے ہوئے ۳ اللہ کی حمد وثناء کی پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم میرے بعد فتنہ اوراختلاف دیکھو گے یا فرمایا کہ اختلاف اور فتنہ۴ تو لوگوں میں سے ہی کسی کہنے والے نے کہا کہ اس وقت ہمارا کون ہوگا یا اس وقت آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں فرمایا تم اس امیر کو اور اس کے ساتھیوں کو لازم پکڑنا اور آپ حضرت عثمان کی طرف اشارہ کرتے تھے۵ (بیہقی دلائل النبوۃ)

(۵۸۱۶)۱ آپ کا نام عمرو ابن نصیر ہے حازی ہیں ہمدانی ہیں تابعی ہیں۔حضرت علی سے روایات لیتے ہیں۲ یعنی ابو حبیبہ جب حضرت عثمان کے پاس حاضر ہوئے تو وہاں جناب ابو ہریرہ کو پایا کہ وہ آپ سے اجازت مانگ رہے تھے کہ مجھے اجازت دیجئے میں آپ کے متعلق ان محاصرہ کرنے والے باغیوں سے کچھ گفتگو اور فہمائش کروں کہ وہ اس حرکت سے باز آجائیں یا خود حضرت عثمان سے کچھ عرض معروض کرنے کی اجازت مانگ رہے تھے مگر پہلا احتمال زیادہ قوی ہے کیونکہ آپ سے اس وقت کلام کرنے کا کوئی فائدہ ہی نہ تھا۳ حضرت ابو ہریرہ یا تو اس گھر کی چھت پر کھڑے ہوئے لوگوں سے خطاب کرنے کو یا ان باغیوں میں آکر کھڑے ہوئے بہرحال خطاب باغیوں ہی سے کیا۔جہاں سے بھی کیا۔۴ یہ شک کسی اور راوی کو ہے حضرت ابو ہریرہ کو نہیں یعنی حضرت ابو ہریرہ نے فتنہ واختلاف فرمایا یا اختلافاً وفتنۃً فرمایا بہرحال اس اختلاف اور فتنہ سے مراد حضرت عثمان غنی کے زمانہ کا یہ فتنہ واختلاف ہے جو آج موجود ہے۔۵ یعنی اس وقت حضرت عثمان خلیفہ برحق ہوں گے ان کے ساتھی حق پر ہوں گے تم سب کو امان عثمان کے دامن میں ملے گی تو اے باغیو بغاوت سے باز آجاؤ۔خیال رہے کہ ان صحابہ نے باغیوں کو فہمائش تو کی مگر کسی نے ان سے جنگ نہ کی جس کی وجہ ہم ابھی اوپر عرض کر چکے حضرت عثمان غنی نے قسمیں دے دے کر اپنے غلاموں اور دوستوں کو جنگ سے روکا خود جب شہید ہوئے تو بچاؤ کے لیے اپنا ہاتھ بھی نہ اٹھایا آپ سید العابدین ہیں حضور انور کے عہد پر قائم قاتل نے پہلے آپ کا ہاتھ کاٹا تو آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اسی ہاتھ نے قرآن لکھا تھا۔آپ قرآن مجید پڑھ رہے تھے جب گردن کاٹی گئی تو خون کا پہلا قطرہ اس آیت پر گرا فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (۲:۱۳۷) تو اے محبوب!عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا اور وہی ہے سنتا جانتا۔(کنزالایمان) وہ قرآن اب بھی تاشقند میں موجود ہے جس پر خون عثمان کے دھبے ہیں اس کا فوٹو ہمارے صدر پاکستان محمد ایوب خان کو تاشقند والوں نے دیا ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ هٰؤُلَآءِ الثَّلٰثَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
ان تینوں کے فضائل

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ
پہلی فصل

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَّ اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ اثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ .(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۸۱۷) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق عمروعثمان احد پر چڑھے تو وہ ان سب پر کانپا۱ حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا فرمایا اے احد ٹھہر جا کہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۲ (بخاری)

(۵۸۱۷)۱یہ حضرات یا تو احد پہاڑ اور وہاں پر شہداء کے مزارات کی زیارت کرنے تشریف لے گئے تھے یا ویسے ہی سیر و سیاحت کے لیے چڑھے تھے پہاڑ خوشی پر وجد کرنے اور ہلنے لگا کہ آج مجھ پر ایسے قدم آئے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندے ولی ساری خلقت کے محبوب ہوتے ہیں ان کی تشریف آوری سے سب خوشیاں مناتے ہیں انہیں پتھر اور پہاڑ بھی جانتے ہیں۔۲اس ترتیب ذکری سے معلوم ہوا کہ سب سے بڑا درجہ نبی کا پھر صدیق کا پھر شہید کا کیونکہ صدیق کا ذکر شہید سے پہلے ہوا قرآن مجید میں بھی اسی ترتیب سے ذکر ہے مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ (۶۹،۴) یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔(کنزالایمان) یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سب کے انجام سے خبردار ہیں کہ فرمایا ان میں سے دو صحابہ شہید ہوکر وفات پا جائیں گے یہاں مرقات نے فرمایا کہ وجد والے صوفیاء سے ضبط والے صوفی افضل ہوتے ہیں کہ حضور نے احد کو یہی تلقین فرمائی کہ وجد نہ کر ضبط کر کسی نے حضرت جنید سے پوچھا کہ سماع کے وقت آپ کو وجد کیوں نہیں آتا تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ (۸۸،۲۷) اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو خیال کرے گا کہ وہ جمے ہوئے ہیں اور وہ چلتے ہوں گے بادل کی چال۔(کنزالایمان) (مرقات) یعنی ہم وہ پہاڑ ہیں جو بظاہر ٹھہرے معلوم ہوتے ہیں بہ باطن متحرک اسی قسم کا واقعہ جبل ثبیر جبل حراء پر بھی گزرا ہے حرا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر تھے وہ وجد میں آ گیا تو فرمایا تجھ پر نبی۔صدیق اور شہداء ہیں (مرقات)

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ مِّنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَجَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍ فَبَشَّرْتُهٗ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ جَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَاِذَا عُمَرُ فاخبرته بما قَالَ النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ

(۵۸۱۸) روایت ہے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھا۱ کہ ایک صاحب آئے دروازہ کھولنے کو کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے لیے کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو۲ وہ ابوبکر تھے میں نے انہیں حضور کے فرمان کی بشارت دے دی انہوں نے اللہ کا شکر کیا۳ پھر اور صاحب آئے انہوں نے دروازہ کھلوایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے لیے بھی کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو۴ میں نے کھولا تو وہ جناب عمر تھے میں نے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر

ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِيَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهُ فَإِذَا عُثْمَانُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

دی انہوں نے خدا کا شکر کیا پھر ایک اور صاحب نے دروازہ کھلوایا مجھ سے حضور نے فرمایا کہ ان کے لیے بھی کھول دو اور انہیں بھی جنت کی بشارت دو ایک مصیبت پر جوانہیں پہنچے گی۵ میں نے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر دی انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور بولے اللہ مددگار ہے٦ (مسلم بخاری)

(۵۸۱۸)۱ حائط دراصل دیوار کو کہتے ہیں پھر اس باغ کو کہہ دیتے ہیں جو چاردیواری سے گھرا ہو یہاں وہی مراد ہے اور حضرت ابو موسیٰ اس باغ کے دروازے پر حضور کے دربان بن بیٹھے تھے حضور وسط باغ میں جلوہ افروز تھے۔۲ حضرت ابوبکر صدیق نے دروازہ کھٹکھٹایا ابوموسیٰ اشعری نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی صاحب دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں۔کیا کھول دوں تب یہ فرمایا معلوم ہوا حضور انور نے نور نبوت سے یہ بھی دیکھ لیا کہ آنے والے جناب صدیق ہیں اور یہ بھی کہ وہ قطعی جنتی ہیں فرمایا دروازہ بھی کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت بھی دے دو۔۳ اس کا شکر کیا کہ اب میں رجسٹری شدہ جنتی ہوگیا کہ مالک جنت نے مجھے اپنی زبان سے جنتی فرمادیا صلی اللہ علیہ وسلم جسے حضور انور صرف مسلمان کہہ دیں اس کی تقدیر جاگ جائے۴ یہ ہے حضور انور کی شان بشری حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ونذارت سن کر نہیں بلکہ دیکھ کر ہے جس درجہ کا جو جنتی ہے اس درجہ کی اسے بشارت ہے جنت کی بشارت میں حسن خاتمہ،قبر کے سوالات میں کامیابی حشر میں کامیابی، پل صراط پر خیریت سے گزرنا سب ہی آگیا کیونکہ جنت تو ان چیزوں کے بعد ملے گی اب ان حضرات کا دوزخی ہونا ایسا ہی ناممکن ہوگیا جیسے دو خدا ہونا بالکل ناممکن ہے کیونکہ ہم نے جس زبان سے اللہ کی وحدانیت سنی اسی زبان سے ان کا جنتی ہونا سنا حضور کی زبان وہ زبان ہے جس پر خود اللہ تعالٰی کلام فرماتا ہے ان کا ہر کلام وحی الٰہی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰی ان حضرات کو دوزخی ماننے والا ایسا ہی جہنمی ہے جیسے دو خدا ماننے والا۵ یہاں علٰی بمعنی مع ہے یعنی انہیں جنت کی بشارت دو مگر ایک مصیبت عظمٰی کے ساتھ خیال رہے کہ مومن کی تکالیف اور مصیبتیں بھی اللہ کی رحمتیں ہوتی ہیں اس لیے اس مصیبت کی بشارت دی گئی (مرقات)٦ حضرت عثمان غنی نے دونوں چیزوں پر خدا کا شکر کیا مگر بلاوقفہ پھر اللہ سے مدد مانگی کہ مجھے صبر کی توفیق ملے خیال رہے کہ ایسے موقع پر دفعیہ کی دعا کرنا ممنوع ہے کہ اس میں ایک طرح کی بے صبری ہے۔عبدیت کے اظہار کے لیے ہر وقت دعائیں مانگو مگر امتحان کے موقع پر دفعیہ کی دعا نہ کرو بلکہ صبر کر کے پاس ہونے کی کوشش کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین کی شہادت کی تفصیلی خبر دی تو فرمایا اللھم اعط حسین صبرا جمیلا واجرا جزیلا خدایا میرے حسین کو صبر جمیل دے اور اجر جزیل یعنی بڑا ثواب دے دفعیہ کی دعا نہ کی بچہ کو امتحان سے بچاتے نہیں بلکہ محنت کرا کے کامیاب کراتے ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ۔(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۱۹) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی شریف میں کہا کرتے تھے ابوبکر،عمر، عثمان،اللہ ان سے راضی رہے۱ (ترمذی)

(۵۸۱۹)۱ یعنی ہم حضور کی حیات شریف میں حضور کے سامنے ان تین صحابہ کو ایک ساتھ ذکر کرتے تھے اسی ترتیب کے ساتھ کہ پہلے حضرت ابوبکر صدیق کا نام پھر حضرت عمر کا پھر حضرت عثمان کا نام لیتے تھے ان کے مراتب میں بھی یہی ترتیب ہے اور حضور انور ہماری یہ

ترتیب سنتے اور خاموش رہتے تھے جس سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ — تیسری فصل

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ كَاَنَّ اَبَابَكْرٍ نِيطَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِيطَ عُمَرُ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَّنِيطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا لَوْطُ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَهُمْ وُلَاةُ الْاَمْرِ الَّذِيْ بَعَثَ اللهُ بِهٖ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

(۵۸۲۰) روایت ہے حضرت جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات ایک نیک بندے کو خواب دکھایا گیا۱ گویا ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیوستہ کئے گئے (جوڑے گئے) اور عمر ابوبکر کے ساتھ جوڑے گئے اور عثمان عمر کے ساتھ جوڑے گئے۲ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھے تو ہم نے کہا کہ نیک بندے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۳ رہا ان کے بعض کا بعض سے جوڑا جانا یہ وہ خلفاء دین ہیں جس دین کے ساتھ اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۴ (ابوداؤد)

(۵۸۲۰)۱ رجل صالح سے مراد خود حضور انور کی اپنی ذات بابرکات ہے خیال رہے کہ صالح یا بنا ہے صلح سے بمعنی نیکی یا صلاحیت سے بمعنی ہر کمال کی لیاقت و قابلیت یہاں دونوں معنی درست ہیں۔ پھر مومنین کی صالحیت اور قسم کی اولیاء اللہ کی اور قسم کی نبیوں کی اور قسم کی پھر حضور کی صالحیت اور ہی قسم کی ہے لفظ صالح ایک ہے مگر درجہ صالحیت میں زمین و آسمان کا فرق ہے حضرت انبیاء کرام نے دعا کی تھی، توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ بتاؤ یہاں صالح کے کیا معنی ہیں۔ جس کی دعا وہ حضرات مانگ رہے ہیں۔۲ یعنی ابوبکر صدیق کے ہاتھ میں میرا دامن پکڑایا گیا۔ اور جناب عمر کے ہاتھ میں صدیق اکبر کا اور حضرت عثمان کے ہاتھ میں فاروق اعظم کا دامن دیا گیا لہذا میرے بعد خلافت صدیقی ہے کہ وہ نبوت سے وابستہ ہے پھر خلافت فاروقی کے وہ خلافت صدیقی سے وابستہ پھر خلافت عثمانی جو خلافت فاروقی سے وابستہ ہے۳ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو رجل صالح کہہ کر پکارنا جائز نہیں کہ یہ القاب دوسروں کے لیے بھی بولے جاسکتے ہیں رب تعالٰی فرماتا ہے: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (۲۴:۶۳) رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (کنزالایمان) بعض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے القاب سے پکارو جن سے کسی بادشاہ کو بھی نہ پکارو انہیں یارسول اللہ یا نبی اللہ یا حبیب اللہ جیسے پیارے القاب سے پکارو۔۴ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف خواب سنائی تعبیر حضرات صحابہ نے خود دے لی معلوم ہوا کہ جب تعبیر بالکل ظاہر ہو تو اسے لوگوں کی فہم پر چھوڑ دینا بھی سنت رسول اللہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ — حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ — پہلی فصل

آپ کا نام علی بھی ہے اور حیدر بھی کرار آپ کا لقب ہے کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے حیدر کے معنی ہیں شیر آپ کی والدہ فاطمہ بنت

اسد ہیں انہوں نے اپنے والد کے نام پر آپ کا نام حیدر رکھا کرار کے معنی پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والا ابو طالب نے آپ کا نام علی رکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خطاب اسد اللہ دیا۔آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں اور حضور کے داماد اور حضور کی نسل کی اصل کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد آپ ہی سے چلی حسنین کریمین کے والد ولایت کے مرکز شریعت کے دریا ناپیدا کنار آپ پنجتن پاک میں بھی داخل ہیں اور چار یار میں بھی ایک ہاتھ اس جماعت میں رکھتے ہیں دوسرا ہاتھ اس جماعت میں آپ کے گھر میں حضور کی پرورش ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو پرورش کیا غسل ولادت حضور نے جناب علی کو دیا اور غسل وفات حضرت علی نے حضور کو دیا۔آپ آل عبا سے ہیں حضور کی امت میں قاسم ولایت آپ ہی ہیں ہر ولی کو آپ سے فیض ولایت ملتا ہے۔غرضیکہ آپ کے فضائل ریت کے ذروں آسمان کے تاروں کی طرح بے شمار ہیں۔مرقات نے فرمایا کہ آپ کے فضائل کی صحیح روایات دیگر صحابہ کے فضائل سے زیادہ ہیں کیونکہ آپ کے زمانہ میں خوارج نے آپ کے خلاف بہت بکواس کی تو اہل سنت نے آپ کے فضائل کی احادیث بہت تحقیق سے جمع کیں۔اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ آپ کے فضائل میں روافض نے بہت احادیث گھڑ بھی لی ہیں۔

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۲۱) روایت ہے حضرت سعد بن ابی وقاص سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے فرمایا کہ تم مجھ سے اس درجہ میں ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھا۱ بجز اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ۲ (مسلم، بخاری)

(۵۸۲۱)۱جب حضور غزوہ تبوک میں جانے لگے تو حضرت علی کو اہل مدینہ کی حفاظت پر اور حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم کو نماز کی جماعت کرانے پر مقرر فرمایا حضرت علی نے جہاد میں ساتھ جانے کی خواہش کی تو یہ فرمایا کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام جب طور پر مناجات کے لیے گئے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب خلیفہ بنی اسرائیل میں چھوڑ گئے ایسے ہی میں تم کو اپنا نائب خلیفہ بنا کر مدینہ میں چھوڑتا ہوں اور خود جاتا ہوں۔۲یعنی تم میں اور جناب ہارون علیہ السلام میں فرق یہ ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ بھی تھے اور نبی بھی تم میرے خلیفہ تو ہو مگر نبی نہیں کیونکہ مجھ پر نبوت ختم ہوچکی اب نہ تو میرے زمانہ میں کوئی نبی ہو نہ میرے بعد اس حدیث سے روافض یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ حضرت علی حضور کے خلیفہ بلا فصل ہیں ان میں اکثر تو کہتے ہیں کہ تمام صحابہ اس لیے کافر ہیں کہ انہوں نے حضرت علی کے ہوتے ہوئے اور کو خلیفہ مان لیا بعض روافض کا عقیدہ یہ ہے کہ خود حضرت علی بھی کافر ہیں کہ انہوں نے اپنی خلافت کے لیے صحابہ سے جنگ نہ کی بلکہ ان کے خلفاء کی بیعت کرلی (مرقات) یہ عقیدہ تو سارے روافض کا ہے کہ حضرت علی نے تقیہ کرکے دب کر ان خلفاء سے بیعت کی تھی نعوذ باللہ شیر نہ تقیہ کرتا ہے نہ دبتا ہے نہ مظلوم ہوتا ہے حضرت علی شیر تھے شعر:-

چوں علی شیر است و حق باشیر نر ظلم نتواں کرد بر شیر اے پسر

روافض کا یہ استدلال بالکل غلط ہے اس لیے کہ یہاں اس وقتی خلافت کا ذکر ہے جو حضور کی غیر موجودگی میں حضرت علی کو عطا ہوئی واپسی پر ختم ہوگئی حضرت ہارون کے ساتھ مشابہت صرف اس عارضی وقتی خلافت میں ہے تشبیہ مطلق نہیں بلکہ تشبیہ مقید ہے ورنہ حضرت ہارون سگے بھائی تھے موسیٰ علیہ السلام کے حضرت علی چچا زاد بھائی نیز حضرت ہارون عمر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے حضرت علی چھوٹے حضرت ہارون موسیٰ علیہ السلام سے چالیس سال پہلے وفات پاگئے تھے۔حضرت علی بعد میں حیات رہے نیز حضور نے صرف

حفاظت مدینہ کا حضرت علی کو خلیفہ کیا تھا نماز کا امام نہ بنایا تھا وہ تو ام مکتوم تھے رضی اللہ عنہ۔ لہذا خلافت بلافصل کو اس حدیث سے دور کا تعلق بھی نہیں۔

وَعَنْ زِرِّبْنِ حُبَيْشٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالَّذِىْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ اِنَّهٗ لَعَهِدَ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيَّ اَنْ لَّا يُحِبَّنِىْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضَنِىْ اِلَّا مُنَافِقٌ ۔(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۸۲۲) روایت ہے حضرت زر بن حبیش سے فرماتے ہیں فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے اس کی قسم جس نے دانہ چیرا اور ہر جان کو پیدا کیا کہ مجھ سے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد فرمایا کہ مجھ سے محبت نہ کرے گا مگر مومن اور مجھ سے نہ بغض رکھے گا مگر منافق[۱] (مسلم)

(۵۸۲۲)[۱] حب علی ایمان کی نشانی ہے بغض علی نفاق کی علامت ہے مگر محبت سے مراد ہے سچی محبت نہ کہ محض دعویٰ کی محبت سچی محبت علی بفضلہٖ تعالیٰ اہل سنت کو حاصل ہے سچی محبت کی چند علامات ہیں ایک یہ کہ اعمال میں ان سرکار کی پیروی کرے ان کی مخالفت نہ کرے حضرت علی کی ساری اولاد سارے دوستوں سے محبت کرے بغض صحابہ اور حب علی ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتے غضب تو دیکھو کہ حضرت علی کے دو بیٹوں سے محبت اور ان کے باقی بیٹوں، باقی بیٹیوں سے عداوت، ابوبکر، عثمان، ام کلثوم یہ سب اولاد علی ہیں ان کو گالیاں دیتے ہیں یہ محبت علی کیسی۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَّفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ اَنْ يُّعْطَاهَا فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِىْ عَيْنَيْهِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاُتِىَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ حَتّٰى كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا قَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِّنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِىَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۲۳) روایت ہے حضرت سہل ابن سعد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا کہ کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا کہ جس کے ہاتھ اللہ تعالیٰ فتح دے گا[۱] وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ رسول اس سے محبت کرتے ہیں[۲] پھر جب لوگوں نے صبح پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سب حاضر ہوئے ہر ایک یہ آس لگائے کہ جھنڈا اسے دیا جائے[۳] فرمایا علی ابن ابی طالب کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا آنکھوں کے بیمار ہیں فرمایا انہیں بلاؤ[۴] چنانچہ انہیں لایا گیا[۵] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب ان کی آنکھوں میں لگایا وہ ایسے اچھے ہوگئے گویا انہیں درد تھا ہی نہیں[۶] حضور نے انہیں جھنڈا دیا تو علی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں ان سے جنگ کروں حتی کہ وہ ہماری مثل ہوجائیں[۷] فرمایا اپنے نرمی پر جاؤ حتی کہ ان کے میدان میں اترو پھر انہیں اسلام کی طرف بلاؤ اور انہیں اللہ کے ان حقوق کی خبر دو جو ان پر لازم ہیں اسلام میں[۸] خدا کی قسم اللہ تمہارے ذریعے ایک شخص کو ہدایت دے دے یہ تمہارے لیے اس سے اچھا ہے کہ تمہارے پاس سرخ اونٹ ہوں[۹] (مسلم، بخاری)

[۱] ... حدیث کہ حضور نے

وَذُكِرَ حَدِيْثُ الْبَرَآءِ قَالَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّىْ وَاَنَا مِنْكَ فِىْ بَابِ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ . جناب علی سے فرمایا کہ تم مجھ سے قریب ہو میں تم سے بلوغ صغیر کے باب میں ذکر کردی گئی ۱۰؎

(۵۸۲۳)۱؎ یعنی تقدیر الٰہی یہ ہے کہ حضرت علی فاتح خیبر ہوں اور اس فتح کا سہرا ان کے سر رہے ورنہ اور صحابی بھی فتح کر سکتے تھے۔ جس پر حضور ہاتھ رکھ دیتے وہی فتح کر لیتا انہیں صحابہ نے یرموک اور قادسیہ جیسی جنگیں فتح فرمائی ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔ ۲؎ یعنی اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہونا پسند کرتے ہیں اس فرمانِ عالی کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پیارے ہیں باقی تمام صحابہ اور حضرت فاطمۃ زہرا حسنین کریمین خدا کو پیارے نہیں خدا تعالیٰ ان سب سے ناراض ہے۔ نعوذ باللہ ۳؎ تمام صحابہ نے رات بھر صبح کا انتظار کیا کہ دیکھیں کس کی قسمت چمکتی ہے صبح کو تمام صحابہ اسی امید میں حضور انور کے سامنے پیش ہوگئے مگر یہ سعادت تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نصیب میں تھی چونکہ اس سعادت کے ملنے کی تمنا کرنا اس کا رات بھر انتظار کرنا بھی عبادت تھا اس لیے حضور نے صراحۃً حضرت علی کا نام نہیں لیا تاکہ سب لوگ انتظار اور تمنا کر کے ثواب پائیں۔ ۴؎ حضرت علی کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ اس لیے وہ فجر کی نماز میں حاضر نہ ہو سکے اپنے خیمہ میں رہے حضور انور نے بطور تعجب پوچھا کہ اس مبارک موقع پر علی کیوں نہیں یہ نہیں ہوا تھا کہ حضرت علی مدینہ منورہ میں تھے حضور نے پکارا اے علی میری مدد کو پہنچو میرا ساتھ صحابہ نے چھوڑ دیا آپ مدینہ سے اڑ کر خیبر پہنچے نعوذ باللہ یہ سب روافض کا بہتان ہے۔ ۵؎ یعنی آنکھوں میں اتنی تکلیف تھی کہ دوسرے صحابہ آپ کو پکڑ کر حضور تک لائے حضور نے آنکھوں کی تکلیف دیکھ کر لعاب دہن لگایا ۶؎ یہ ہے لعاب رسول کا معجزہ حضرت علی کی آنکھ کا سرمہ ہے حضرت عبداللہ ابن عتیک کی ٹوٹی ہڈی کا سریش ہے کھاری کنویں میں پڑے میٹھا کردے خشک کنویں میں پڑے اس میں پانی پیدا کردے غرضیکہ معجزات کا مجموعہ ہے اشعۃ اللمعات میں ہے کہ اس کے بعد آپ کی آنکھوں میں کبھی کوئی تکلیف نہ ہوئی خیال رہے کہ حضور انور کو یہ خبر تھی کہ خلافت حیدری میں اسلامی فتوحات نہ ہوں گی خانہ جنگی رہے گی اس لیے فتح خیبر کے لیے آپ کو چنا گیا۔ تاکہ تاقیامت خیبر کا ہر ذرہ آپ کی شجاعت کے خطبے پڑھے۔ شعر:۔

اللہ تری شوکت تری صولت کا کیا کہنا   کہ خطبہ پڑھ رہا ہے آج تک خیبر کا ہر ذرہ

۷؎ یعنی کیا میں اہل خیبر کو جبراً مسلمان بناؤں کہ وہ یا مسلمان ہو جائیں یا قتل کردیئے جائیں خیبر کے عام باشندے یہودی تھے ۸؎ یعنی ان پر یکدم حملہ مت کرو بلکہ پہلے انہیں مسلمان ہو جانے کی رغبت دو اسلام پر مجبور نہ کرو ۹؎ یعنی ایک کافر کو مسلمان بنانا دنیا کی بڑی دولت سے بھی بہتر ہے بلکہ کافر کو قتل کرنے سے بہتر ہے کہ اسے رغبت دے کر مسلمان کرلیا جائے کہ اس سے اس کی ساری نسل مسلمان ہوگی یہاں مرقات نے فرمایا کہ پہلے دن حضور نے حضرت ابوبکر صدیق کی سرکردگی میں لشکر بھیجا سخت جنگ ہوئی مگر کامیابی نہ ہوئی دوسرے دن حضرت عمر کی سرکردگی میں لشکر بھیجا اس دن بہت گھمسان کا رن پڑا مگر خیبر فتح نہیں ہوا تیسرے دن فتح کی بشارت دی اور حضرت علی کی سرکردگی میں لشکر بھیجا آپ کے ایک ہاتھ پر خیبر فتح ہوا (مرقات) حضور کے غلام ابو رافع فرماتے ہیں کہ اس دن حضرت علی کے ساتھ خیبر کی جنگ میں میں تھا آپ کے ہاتھ میں ڈھال تھی دوسرے میں تلوار یہود خیبر قلعہ سے نکل آئے سخت جنگ ہوئی ایک یہودی نے آپ کے ایک ہاتھ پر کوئی چیز ماری جس سے ڈھال گر گئی آپ نے قلعہ کا دروازہ اٹھالیا۔ اور اسے ڈھال کی طرح استعمال فرمایا خیبر فتح فرمانے کے بعد اسے رکھا ہم سات آدمیوں نے اسے اٹھانا چاہا تھا جن میں میں بھی تھا۔ مگر ساتوں کے زور سے وہ ہل نہ سکا یہ ہے طاقت حیدری (مرقات) شعر:۔

شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

اسے امام احمد نے باب مناقب، میں روایت کیا حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضرت علی نے دروازہ خیبر اکھیڑا اور مسلمانوں کو اس پر سے اتار دیا خیبر فتح ہوگیا۔ بعد میں چالیس آدمیوں نے اسے اٹھانا چاہا نہ اٹھا سکے بعض روایات میں ہے ستر صحابہ نہ اٹھا سکے۔ حاکم نے اربعین میں حضرت علی سے روایت کی کہ جب سے حضور کا لعاب میری آنکھ میں لگا میری آنکھیں دکھنے نہ آئیں۔ احمد نے حضرت عبدالرحمٰن ابن یعلی سے روایت کی کہ حضرت علی گرم کپڑے گرمیوں میں اور ٹھنڈے کپڑے سردی میں پہنتے تھے میں نے اس کی وجہ پوچھی آپ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھ میں لعاب لگایا تو ساتھ میں یہ دعا دی الٰہی علی سے ٹھنڈک اور گرمی دور کردے اس دن سے مجھے نہ سردی لگتی ہے اور نہ گرمی (مرقات) ۵؎ اور اس کی شرح بھی وہاں ہی ہو چکی کہ علی مجھ سے قریب ہیں میں علی سے قریب ہوں اس کا مطلب وہ نہیں جو روافض کرتے ہیں کہ علی مجھ سے پیدا ہوئے اور علی کے نور سے میں پیدا ہوا نعوذ باللہ یا علی میرے جسم کا ٹکڑا ہیں اور میں علی کے جسم کا ٹکڑا ہوں۔ ورنہ دور لازم ہوگا نیز اس صورت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح جناب فاطمہ زہرا سے درست نہ ہوتا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ)

(۵۸۲۴) روایت ہے حضرت عمران ابن حصین سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہیں میں علی سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں ۱؎ روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں ۲؎ (احمد، ترمذی)

(۵۸۲۴) ۱؎ یہاں ولی بمعنی خلیفہ نہیں بلکہ بمعنی دوست یا بمعنی مددگار ہے جیسے رب فرماتا ہے: اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ (۵:۵۵) تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔ (کنزالایمان) وہاں بھی ولی بمعنی مددگار ہے اس فرمان سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مصیبت میں علی مدد کہنا جائز ہے کیونکہ حضرت علی ہر مومن کے مددگار ہیں تا قیامت، دوسرے یہ کہ آپ کو مولیٰ علی کہنا جائز ہے کہ آپ ہر مسلمان کے ولی اور مولیٰ ہیں۔ ۲؎ یہاں بھی مولیٰ بمعنی خلیفہ نہیں بلکہ بمعنی مددگار یا بمعنی دوست ہے جسے حضور سے محبت ہے اسے حضرت علی سے محبت ہونی ضروری ہے اگر مولیٰ بمعنی خلیفہ ہو تو بتاؤ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کس کے خلیفہ تھے اور جو لوگ حضور کے زمانہ میں شہید یا فوت ہوئے ان کے علی خلیفہ کیسے ہوئے ہاں آپ محبوب، مددگار، دوست ہر مومن کے ہیں۔

وَعَنْ حُبْشِیِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیٌّ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَلَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ جُنَادَةَ)

(۵۸۲۵) روایت ہے حضرت حبشی ابن جنادہ سے ۱؎ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علی مجھ سے ہیں میں علی سے ہوں ۲؎ اور میری طرف سے پیغام نہ دے گا مگر میں یا علی ۳؎ (ترمذی) اور احمد نے ابوجنادہ سے روایت کی۔

(۵۸۲۵) ۱؎ آپ صحابی ہیں حضور کو حجۃ الوداع میں آپ نے دیکھا اہل کوفہ سے ہیں (مرقات، اشعہ) ۲؎ امام احمد نے مناقب میں ابو رافع سے روایت کی کہ جب غزوہ احد میں حضور کو کفار نے گھیر لیا ان میں سے بعض جھنڈے لیے ہوئے تھے حضرت علی نے ان جھنڈے والوں کو قتل کر دیا حضرت جبرائیل نے حضور سے عرض کیا کہ علی نے حق ادا کر دیا حضور نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں تو حضرت جبرائیل نے کہا کہ میں آپ دونوں سے ہوں (مرقات) ۳؎ یہ فرمانِ عالی اس وقت کا ہے جب فتح مکہ بعد حج کا موسم آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو چند احکام کا اعلان فرمانے مکہ معظمہ بھیجا جن میں یہ بھی تھا کہ اب کوئی مشرک مکہ معظمہ نہ آئے کوئی ننگا طواف نہ کرے اور اس زمانہ میں صلح یا پیغام یا صلح کا خاتمہ کرنا ہوتا تو یا تو حاکم خود اعلان کرتا تھا یا حاکم کا قریبی رشتہ دار اس لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں خیال فرمایا کہ کفار عرب حضرت ابوبکر صدیق کی زبان سے یہ اعلان قبول نہ کریں گے اس لیے حضور نے پیچھے سے حضرت علی کو بھیجا کہ وہ سورہ توبہ کا اعلان فرمادیں۔ حضرت علی راستہ میں ہی حضرت صدیق کو مل گئے۔ صدیق اکبر نے پوچھا کہ اے علی تم امیر بن کر آئے ہو یا مامور فرمایا نہیں بلکہ مامور بن کر آیا ہوں تب حضور نے فرمایا تھا کہ میں علی سے قریب ہوں علی مجھ سے قریب ہیں میری طرف سے علی ہی صلح وغیرہ کی گفتگو لوگوں سے کر سکتے ہیں یؤدی کے معنی ہیں ادا پیغام کر سکتے ہیں خیال رہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر وہاں نقض صلح یا صلح کی گفتگو کرنے حضرت عثمان کو نہ بھیجا گیا صلح نامہ تو خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میدان میں لکھوایا تھا لہٰذا حدیث پر اعتراض نہیں کہ وہاں حضرت عثمان کو کیوں بھیجا علی کو کیوں نہ بھیجا۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اٰخَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ فَجَآءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ اٰخَيْتَ بَيْنَ اَصْحَابِكَ وَلَمْ تُوَاخِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَحَدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ اَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ)

(۵۸۲۶) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ کرایا ۱؎ تو علی آئے ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں عرض کیا کہ آپ نے اپنے صحابہ میں بھائی چارہ کرا دیا مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا ۲؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دین و دنیا میں میرے بھائی ہو ۳؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے غریب بھی۔

(۵۸۲۶) ۱؎ اس طرح کہ مہاجرین کو انصار کا بھائی قرار دیا کہ فلاں مہاجر فلاں انصاری کا بھائی اور فلاں فلاں کا کہ ہر ایک دوسرے کے مال میں برابر کا حصہ دار ہے اور بعد وفات ایک دوسرے کا وارث بعد میں یہ حکم آیت میراث سے منسوخ ہو گیا انصار نے اپنا آدھا مال بخوشی اپنے مہاجر بھائی کو دیدیا ایسی بے مثال مہمانداری آسمان نے کبھی نہ دیکھی تھی ۲؎ یا رسول اللہ آپ نے مجھے کسی انصاری کا بھائی نہ بنایا میں بے یار و مددگار رہ گیا ۳؎ یعنی تم رشتہ میں بھی میرے چچا زاد بھائی ہو اور اب اس عقد مواخات میں بھی تم کو اپنا بھائی بنایا اور دنیا و آخرت میں اپنا بھائی بنایا۔ سبحان اللہ، مگر خیال رہے کہ اس کے باوجود کبھی حضرت علی نے حضور کو بھائی کہہ کر نہ پکارا جب پکارا تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پھر کسی ایرے غیرے کو بھائی کہنے کا حق کیسے ہو سکتا ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَيْرٌ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ ائْتِنِيْ بِاَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَيْكَ يَاْكُلُ مَعِيَ هٰذَا الطَّيْرَ فَجَآءَهٗ عَلِيٌّ فَاَكَلَ مَعَهٗ

(۵۸۲۷) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چڑیا تھی ۱؎ تو فرمایا الٰہی میرے پاس اس شخص کو لا جو ساری مخلوق سے تجھے پسند ہو کہ میرے ساتھ یہ چڑیا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

کھائے۲ تو ان کے پاس علی آئے آپ کے ساتھ کھائی (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۳

(۵۸۲۷) ۱؎ یعنی بھنی ہوئی بٹیریا کوئی اور ایک انصاری بی بی نے بھون کر بطور ہدیہ آپ کی خدمت میں بھیجی تھی۔(مرقات) ۲؎ با حب خلقك میں ب بمعنی من ہے یعنی جو جماعت تجھے بہت محبوب ہے ان میں سے ایک کو بھیج دے اور واقعی حضرت علی اس جماعت میں تھے یا یہ مطلب ہے کہ جس کا میرے ساتھ یہ چڑیا کھانا مجھے بہت پسند ہوا سے میرے پاس بھیج دے بہرحال اس کا مطلب یہ نہیں کہ جناب علی خدا کو محبوب تھے اور کوئی نہ تھا ورنہ لازم آئے گا کہ حضرات فاطمہ زہرا بلکہ خود حضور اور حسنین کریمین بھی خدا کے محبوب بندے نہ ہوں نعوذ باللہ خیال رہے کہ محبوبیت بہت قسم کی ہے ازواج اور قسم کی محبوبہ ہیں زہرا دوسری قسم کی محبوبہ۔حضرت حسنین اور طرح کے محبوب علی مرتضٰی اور طرح کے محبوب۔ابوبکر صدیق،عمر فاروق اور طرح کے محبوب ازواج،اولاد،دوست ان سب سے محبت ہوتی ہے مگر مختلف قسم کی ایک قسم کی محبت میں حضرت علی سب سے زیادہ ہیں دوسری قسم کی محبت میں حضرت ابوبکر صدیق یا عائشہ صدیقہ سب سے زیادہ محبوب ہیں لہذا تمام احادیث برحق ہیں ۳؎ ابن جوزی نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے مگر حق یہ ہے کہ موضوع نہیں یہ حدیث بہت اسنادوں سے مروی جو سب ضعیف ہیں تعدد اسناد سے حدیث ضعیف بھی قوی ہو جاتی ہے اور فضائل میں حدیث ضعیف بھی معتبر ہے (مرقات)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ اِذَا سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِيْ وَاِذَا سَكَتُّ ابْتَدَانِيْ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ)

(۵۸۲۸) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگتا تھا تو آپ مجھے عطا فرماتے تھے۱ اور جب میں خاموش ہوتا تو آپ مجھ سے کلام کی ابتداء فرماتے۲ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۵۸۲۸) ۱؎ اگر سوال سے مراد ہے کچھ پوچھنا تو عطا سے مراد ہے جواب دینا اور اگر سوال سے مراد ہے کچھ مانگنا تو عطا سے مراد ہے عطا فرمانا دونوں احتمال درست ہیں خیال رہے کہ کسی اور سے مانگنا باعث شرم ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا باعث فخر ہے ہمارا ہاتھ دست سوال ہے حضور کے سامنے پھیلنے کے لیے حضور کا ہاتھ دست عطا ہے ہمارے پھیلے ہوئے ہاتھوں کو بھرنے کے لیے ۲؎ اس جملہ کے بھی دو مطلب ہیں جب میں خاموش رہتا کچھ نہ پوچھتا نہ بولتا تو حضور انور خود مجھ سے کلام کی ابتدا فرماتے تاکہ میں بولوں دوسرے یہ کہ اگر میں کچھ نہ مانگتا تو حضور خود بغیر مانگے مجھے عطا فرماتے حضور بن مانگے دینے والے داتا ہیں صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی اس واقعہ سے اپنا قرب رسول بیان فرمارہے ہیں کہ مجھے اس بارگاہ میں بہت قرب تھا کیوں نہ ہوتا کہ علی نے آغوش رسول میں پرورش پائی تھی۔رضی اللہ عنہ۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔ وَقَالَ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ شَرِيْكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الثِّقَاتِ غَيْرَ شَرِيْكٍ

(۵۸۲۹) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں علم کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۱ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور فرمایا کہ بعض محدثین نے یہ حدیث شریک سے روایت کی ہے اور اس میں صنابحی کا ذکر نہ کیا اور ہم یہ حدیث سوائے شریک کے کسی ثقہ سے نہیں پہچانتے۲

(۵۸۲۹)۱؎ یعنی جیسے گھر کی جو چیز ملتی ہے دروازہ سے ملتی ہے ایسے ہی میرے علم سے جو کچھ جسے ملے گا علی کے ذریعہ ملے گا۔ خیال رہے کہ حضور کے علوم بہت ہیں اوران علوم کے بہت دروازے ہیں حضرت علی ولایت اور قضا کے دروازہ ہیں کہ فرمایا و اقضاھم علی۔ حضرت ابی ابن کعب علم تجوید یعنی قرات کے دروازے ہیں کہ فرمایا انہ اقرأ کم اور حضرت زید ابن ثابت علم فرائض کے دروازہ ہیں کہ فرمایا انہ افرضکم اور حضرت معاذ ابن جبل علم حلال وحرام کے دروازہ ہیں کہ ھو اعلمکم بالحلال و الحرام حضور کے علوم جنت سے زیادہ وسیع ہیں جب جنت کے دروازہ آٹھ ہیں لھا ثمانیۃ ابواب تو نہ معلوم حضور کے علم کے کتنے دروازے ہیں جن میں سے ایک حضرت علی بھی ہیں ہر صحابی حضور کے کسی فیض کا دروازہ ہیں فرمایا اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم (مرقات) صوفیاء فرماتے ہیں کہ علم ولایت کے حضرت علی قاسم ہیں ہم نے عرض کیا ہے شعر:-

ہو چشتی قادری یا سہروردی نقشبندی ہوں ولایت کا انہی کے ہاتھ سے سب کو ملا ٹکڑا

غرضیکہ یہاں حصر کا کوئی لفظ نہیں کہ صرف علی دروازہ ہیں اور دوسرا نہیں بعض روایات میں ہے کہ میں علم کا شہر ہوں ابوبکر اس کی بنیاد ہیں عمر اس کی دیوار عثمان اس کی چھت اور علی دروازہ ہیں اسے مرقات نے بحوالہ کتاب الفردوس نقل فرمایا اسی جگہ غرض کہ اگر علم سے مراد علم طریقت ہے تو صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس کا دروازہ ہیں اور اگر علم شریعت مراد ہے تو حضرت علی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں۔۲؎ اس حدیث کی اصل ابی الصلب عبدالسلام ابن صالح حروی سے ہے یہ شخص شیعہ تھا مگر غالی نہ تھا اس سے دیگر صحابہ کرام کے مناقب کی روایات مروی ہیں بعض محدثین نے اسے موضوع کہا بعض نے ضعیف مگر حق یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے (از مرقات واشعۃ اللمعات)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاهُ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا انْتَجَيْتُهٗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۳۰) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے دن حضرت علی کو بلایا ان سے سرگوشی کی۱؎ تو لوگوں نے کہا کہ حضور کی سرگوشی اپنے چچازاد کے ساتھ بہت دراز ہوئی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے میں نے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ نے سرگوشی کی۲؎ (ترمذی)

(۵۸۳۰)۱؎ غزوہ طائف ۷ھ میں ہوا ہے فتح مکہ سے متصل یعنی فتح طائف کے دن حضور انور نے حضرت علی سے بہت دراز سرگوشی فرمائی لوگوں نے اس دراز سرگوشی پر تعجب کیا (اشعہ) یا مطلب یہ ہے کہ جب حضور نے حضرت علی کو طائف بھیجا (مرقات) ۲؎ اس عبارت کے دو مطلب ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ مجھے رب تعالٰی نے علی سے سرگوشی کرنے انہیں راز بتانے کا حکم دیا ہے میں اس کے حکم سے یہ عمل کررہا ہوں دوسرے یہ کہ میری سرگوشی درحقیقت ربّ تعالٰی کی سرگوشی ہے کہ میں فنا فی اللہ ہوں میرا ہر کام گویا ربّ کی طرف سے ہے اس کی طرف منسوب ہے فرماتا ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (۸:۱۷) اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی تھی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ (کنز الایمان) اعلٰی حضرت نے خوب فرمایا شعر:-

سنگریزہ می زند دست جناب مارمیت از رمیت آید خطاب
تا ابد گر شرح این مفصل کنم جز تحیر ہیچ نبود حاصلم!

وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(۵۸۳۱) روایت ہے حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں رسول

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَايَحِلُّ لِاَ حَدٍيُجْنِبُ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ قَالَ عَلِيُّ ابْنُ الْمُنْذِرِ فَقُلْتُ لِضِرَارِ ابْنِ صُرَدٍ مَّا مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ لَا يَحِلُّ لِاَ حَدٍيَسْتَطْرِقُهٗ جُنُبًا وَّغَيْرِيْ وَغَيْرُكَ ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی میرے اور تمہارے سوا کسی کو جائز نہیں کہ اس مسجد سے جنبی ہو کر گزرے۱؎ علی ابن منذر کہتے ہیں کہ میں نے ضرار ابن صراد سے کہا کہ اس حدیث کے معنی کیا ہیں فرمایا یہ مطلب ہے کہ میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ جنابت میں مسجد کو راستہ بنائے۲؎
(ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے غریب ہے۔

(۵۸۳۱)۱؎ یہ حدیث اپنے ظاہری معنی میں نہیں ہے یہ مطلب نہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مسجد میں جنبی ہونے کی اجازت ہے بلکہ بحالت جنابت مسجد میں سے گزرنے کی اجازت دی گئی مطلب یہ ہے جو آگے آرہا ہے۔۲؎ اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ کسی کے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف نہ ہوتا کہ اسے مسجد میں گزرنا پڑے سوائے حضرت علی کے کہ ان کے گھر کا دروازہ مسجد میں ہوسکتا ہے وہ مسجد میں گزریں اگرچہ بحالت جنابت ہوں یہ حکم حضور کی حیات شریف میں تھا وفات کے قریب فرمایا کہ جس کا دروازہ مسجد میں ہو وہ بند کردیا جائے سوائے ابوبکر کے دروازہ کے کہ وہ کھلا رہے **لا یبقین خوختہ** آخر میں ہے **الاخوخة ابی بکر** اس کی تحقیق پہلے ہوچکی ہے۔خیال رہے کہ دوسری مسجدوں میں سے گزرنا بحالت جنابت احناف کے یہاں منع ہے شوافع کے ہاں جائز ہے الا عابدی سبیل مگر مسجد نبوی شریف میں سے بحالت جنابت گزرنا سب کے نزدیک حرام ہے سواء حضرت علی اور حضرت ابوبکر صدیق کے اب بھی حضرت صدیق کے گھر کا دروازہ مسجد نبوی میں ہے جسے اب باب ابوبکر الصدیق میں تبدیل کردیا گیا ہے۔

وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا فِيْهِمْ عَلِيٌّ قَالَتْ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِيْ حَتّٰى تُرِيَنِيْ عَلِيًّا ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۳۲) روایت ہے حضرت ام عطیہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جن میں جناب علی تھے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا حالانکہ آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے الٰہی مجھے موت نہ دینا حتی کہ تو مجھے علی کو دکھادے۲؎ (ترمذی)

(۵۸۳۲)۱؎ آپ کا نام شریف نصیبہ بنت کعب یا بنت حارث ہے انصاریہ ہیں اکثر جہادوں میں جاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۲؎ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا یا تو حضرت علی کو بھیجتے وقت یا جب حضرت علی چلے گئے تب مانگی یا جب اس لشکر کی واپسی کی خبر پہنچی تب مانگی بہرحال اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو حضرت علی سے انتہائی محبت تھی ان کی غیر موجودگی بہت شاق تھی (مرقات وغیرہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَّلَا يُبْغِضُهٗ مُؤْمِنٌ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا

(۵۸۳۳) روایت ہے حضرت ام سلمہ سے فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علی سے منافق محبت نہیں کرتا اور ان سے مومن بغض نہیں رکھتا۱؎ (احمد،ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث اسناد سے غریب ہے

(۵۸۳۳)؎ سبحان اللہ حضرت علی ایمان کی کسوٹی ہیں جو اپنے ایمان کی تحقیق کرنا چاہے کہ میں مومن ہوں یا منافق وہ اپنے دل کی گہرائیوں میں غور کرے کہ مجھے ان سرکار سے کتنی محبت ہے خیال رہے کہ یہاں محبت علی کا ذکر ہے نہ کہ صرف دعویٰ محبت علی کا محض دعویٰ محبت کرنا اور ہر طرح ان سرکار کی مخالفت کرنا درحقیقت حضرت علی سے عداوت ہے بعض لوگ بے نماز، بھنگی، چرسی، اولاد علی کو حضرت صحابہ کو جو حضرت علی کے دوست ہیں انہیں گالیاں دیتے ہیں وہ محبان علی نہیں دشمنان علی ہیں رب فرماتا ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ (۳/۳۱) اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ (کنزالایمان) اطاعت علی بڑی چیز ہے اللہ وہ نصیب کرے۔

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(۵۸۳۴) روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھ برا کہا؎ (احمد)

(۵۸۳۴)؎ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جو کوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نسبی خاندان کی گالی دے وہ درحقیقت اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے کیونکہ حضور بھی حضرت علی کے خاندان میں شامل ہیں یہ خالص کفر ہے دوسرے یہ کہ جو انہیں عناد سے برا کہے وہ درحقیقت مجھے برا کہتا ہے کیونکہ میں اور وہ گویا ایک ہی ہیں ان کی تعظیم میری تعظیم ہے ان سے عداوت مجھ سے عداوت ہے خیال رہے کہ کبھی کسی صحابی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہ عداوت رکھی نہ انہیں برا کہا ان میں اختلاف رہے ان سے مخالفت یا عداوت نہ تھی یہ اختلاف ایسے ہی تھے جیسے حضرات برادران یوسف علیہ السلام کی مخالفت یوسف علیہ السلام سے یا جیسے حضرت سارہ کا حضرت ہاجرہ سے اختلاف کہ یہ نہ کفر ہے نہ فسق بلکہ اختلاف رائے ہے یہ حدیث بہت طریقوں سے مروی ہے چنانچہ امام احمد نے عروہ ابن زبیر سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت عمر کے سامنے حضرت علی کی کچھ برائی کی تو حضرت عمر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ کیا تم اس قبر کے مکین کو جانتے ہو اس میں محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب جلوہ گر ہیں تم جب بھی علی کا ذکر کرو تو خیر سے کرنا اگر تم نے ان کی اہانت کی تو سمجھو کہ تم نے حضور کو ستایا (مرقات)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْكَ مَثَلٌ مِّنْ عِيْسٰى اَبْغَضَتْهُ الْيَهُوْدُ حَتّٰى بَهَتُوْا اُمَّهٗ وَاَحَبَّتْهُ النَّصَارٰى حَتّٰى اَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِيْ لَيْسَتْ لَهٗ ثُمَّ قَالَ يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يُقَرِّظُنِيْ بِمَا لَيْسَ فِيَّ وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهٗ شَنَاٰنِيْ عَلٰى اَنْ يَّبْهَتَنِيْ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(۵۸۳۵) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں حضرت عیسیٰ کی مثال ہے؎ جن سے یہود نے بغض رکھا حتیٰ کہ ان کی ماں کو تہمت لگائی؎ اور ان سے عیسائیوں نے محبت کی حتیٰ کہ انہیں اس درجہ میں پہنچا دیا جو ان کا نہ تھا؎ پھر فرمایا میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے محبت میں افراط کرنے والے مجھے ان صفات سے بڑھائیں گے جو مجھ میں نہیں ہیں؎ اور بغض کرنے والے جن کا بغض اس پر ابھارے گا مجھے بہتان لگائیں گے؎ (احمد)

(۵۸۳۵)؎ سبحان اللہ جو زبان حق ترجمان سے نکلا وہ ہو کے رہا۔ آج یہ نظارہ ہو رہا ہے روافض حب علی کے دعویٰ میں حد سے آگے نکل گئے۔ خوارج بغض علی میں حد سے آگے نکل گئے انشاء اللہ اہل سنت کا بیڑا پار ہے۔ الحمدللہ ہمارے ایک ہاتھ میں جناب علی کا دامن

ہے دوسرے ہاتھ میں حضرت صدیق و فاروق کا ہم بفضلہٖ تعالیٰ اہل بیت کی کشتی میں سوار ہیں اور صحابہ کرام سے ہدایت لے رہے ہیں جو مت کے لیے ہدایت کے تارے ہیں۔۲؎ چنانچہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت تو کیا آپ کی عظمت و شرافت ہی کا انکار کردیا جناب مریم کے دامن پاک میں زنا کا دھبہ لگا دیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دھبہ دھویا۔قرآن کریم نے ان کی عصمت و عظمت کے خطبے ارشاد فرمائے رضی اللہ عنہا۔۳؎ چنانچہ بعض عیسائیوں نے آپ کو خدا کہہ دیا۔بعض نے آپ کو خدا کا بیٹا کہا بعض نے تیسرا خدا غرض کہ عبدیت سے نکال کر الوہیت میں داخل کردیا۔۴؎ چنانچہ بعض روافض حضرت علی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کہتے ہیں ان کا شعر ہے۔

علی کو مصطفیٰ سے میں تو افضل کہہ نہیں سکتا
مگر اپنے سے بہتر دیکھ کر داماد کرتے ہیں

بعض روافض آپ کو خدا کہتے ہیں۔یہ نصیری فرقہ کا مذہب ہے عام شیعہ پر پڑھا کرتے ہیں۔

دکھا دو یا علی جلوہ نصیری کے خدا تم ہو
یہ آنکھیں طالب دیدار ہیں حاجت روا تم ہو

لوگ بے وجہ نصیری کو برا کہتے ہیں
کچھ تو دیکھا ہے علی میں جو خدا کہتے ہیں

۵؎ حضرت علی کے اس فرمان میں محبت کو افراط سے مقید کیا کیونکہ محبت علی اصل ایمان ہے ہاں محبت میں ناجائز افراط برا ہے مگر عداوت علی اصل ہی سے حرام بلکہ کبھی کفر ہے اس لیے شان یعنی عداوت کو بغیر قید بیان فرمایا بڑا ہی فصیح و بلیغ فرمان ہے۔

وَعَنِ الْبَرَآءِ ابْنِ عَازِبٍ وَّ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ اللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ فَلَقِيَهٗ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهٗ هَنِيْئًا يَا ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَيْتَ مَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّ مُؤْمِنَةٍ ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(۵۸۳۶) روایت ہے حضرت براء ابن عازب اور زید ابن ارقم سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خم تالاب پر اترے۱؎ تو جناب علی کا ہاتھ پکڑا فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں سب نے کہا ہاں فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مسلمان کا والی ہوں اس کی جان سے زیادہ۲؎ لوگ بولے ہاں تو فرمایا الٰہی جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ (دوست) ہیں۳؎ الٰہی جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس کا دشمن رہ۴؎ جناب علی سے اس کے بعد حضرت عمر ملے بولے اے ابو طالب کے فرزند مبارک ہو کہ تم نے صبح سویرا پایا اس طرح کہ تم ہر مومن مرد و عورت کے مولیٰ ہو۵؎ (احمد)

(۵۸۳۶)۱؎ غدیر بمعنی تالاب خم ایک جگہ ہے جحفہ منزل سے تین میل دور یہ واقعہ حجۃ الوداع سے واپسی پر ہوا بعض لوگ سمجھے کہ یہ واقعہ حج کو جاتے ہوئے ہوا اس وقت حضرت علی یمن میں تھے وہاں موجود ہی نہ تھے اس وہم سے انہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں مگر یہ ان کی غلط فہمی ہے واپسی پر یہ واقعہ ہوا ہے اس وقت جناب علی ساتھ تھے۔۲؎ اولی من انفسھم میں عموم مراد ہے اور یہاں اولی من نفسہ میں خصوصی حکم مراد ہے اس فرمان عالی میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے: اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (۶:۳۳) یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔(کنزالایمان) ۳؎ مولیٰ کے بہت معنی ہیں۔دوست،مددگار،آزاد شدہ غلام،آزاد کرنے والا مولیٰ۔اس کے معنی خلیفہ یا بادشاہ نہیں۔یہاں بمعنی دوست محبوب ہے یا بمعنی مددگار اور واقعی حضرت علی مسلمانوں کے دوست بھی ہیں

مددگار بھی اس لیے آپ کو مولیٰ علی کہتے ہیں رب فرماتا ہے: فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ (۶۶٬۴) تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے۔ (کنزالایمان) شیعہ کہتے ہیں مولا بمعنی خلیفہ ہے اور اس حدیث سے لازم ہے کہ بجز حضرت علی کے خلیفہ کوئی نہیں آپ خلیفہ بلافصل ہیں مگر یہ غلط ہے چند وجہ سے ایک یہ کہ مولیٰ بمعنی خلیفہ یا بمعنی اولی بالخلافہ کبھی نہیں آتا بتاؤ اللہ تعالٰی اور حضرت جبرائیل کس کے خلیفہ ہیں حالانکہ قرآن مجید میں انہیں مولیٰ فرمایا فاللہ مولاہ و جبریل دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے خلیفہ نہیں پھر من کنت مولاہ کے کیا معنی ہوں گے تیسرے یہ کہ حضرت علی حضور کی موجودگی میں خلیفہ نہ تھے حالانکہ حضور نے اپنی شریف میں یہ فرمایا پھر مولیٰ بمعنی خلیفہ کیسے ہوگا۔ چوتھے یہ کہ اگر مان لو کہ مولیٰ بمعنی خلیفہ ہوتا تو جب سقیفہ بنی ساعدہ میں انصر سے حضرت صدیق اکبر نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الخلافة فی القریش خلافت قریش میں ہے تم لوگ چونکہ قریش نہیں لہٰذا تم امیر نہیں بن سکتے وزیر بن سکتے ہو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ لوگوں کو یاد کیوں نہ کرادیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو مجھے خلافت دے گئے میرے سوا کوئی خلیفہ نہیں ہوسکتا بلکہ آپ خاموش رہے اور تینوں خلفاء کے ہاتھ پر باری باری بیعت کرتے رہے معلوم ہوا کہ آپ کی نظر میں بھی یہاں مولیٰ بمعنی خلیفہ نہ تھا چھٹے یہ کہ حضور کے مرض وفات میں حضرت عباس نے جناب علی سے کہا کہ چلو حضور سے خلافت اپنے لیے لے لو حضرت علی نے انکار کیا کہ میں نہیں مانگوں گا ورنہ حضور مجھے ہرگز نہ دیں گے (اشعہ وکتب احادیث) اگر یہاں مولیٰ بمعنی خلیفہ تھا تو یہ مشورہ کیسا ساتویں یہ کہ خلافت کے لیے روافض کے پاس نص قطعی الثبوت ہے کہ حدیث واحد ہے نہ قطعی الدلالت کہ مولیٰ کے بہت معنی ہیں اور مولیٰ بمعنی خلیفہ کہیں نہیں آتا۔ ۴؎ معلوم ہوا کہ جو حضرت علی کا دشمن ہے خدا تعالٰی اس کا دشمن ہے صحابہ کرام کا آپس میں اختلاف رائے تھا دشمنی نہ تھی وہ تو رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تھے ابھی اس کی تحقیق گزر گئی اختلاف، مخالفت، دشمنی، میں بڑا فرق ہے ۵؎ یعنی اے علی تم کو اللہ نے بڑی شان بخشی تمہاری محبت و الفت ایمان کی کسوٹی ہے تمہارا دشمن کافر ہے تمہارا محب مومن بشرطیکہ محبت صحیح ہو۔

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَطَبَ اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا صَغِيْرَةٌ ثُمَّ خَطَبَهَا عَلِيٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

(۵۸۳۷) روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ جناب ابوبکر و عمر نے حضرت فاطمہ کا پیغام دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ چھوٹی ہے ۱؎ پھر ان کا پیغام جناب علی نے دیا حضور نے ان کا نکاح علی سے کردیا ۲؎ (نسائی)

(۵۸۳۷) ۱؎ یعنی تم دونوں کی عمریں بہت زیادہ ہیں اور فاطمہ بچی ہیں عمری مناسبت نہیں ہے دوسری وجہ یہ تھی ابھی جناب فاطمہ کے نکاح کے متعلق وحی الٰہی نہیں آئی تھی یہ نکاح وحی پر موقوف تھا جیسا کہ دوسری روایت میں ہے (ازمرقات) اس جواب سے معلوم ہوا کہ اگر حضرت ابوبکر یا عمر کی عمریں جناب فاطمہ سے مناسب ہوتیں تو ان سے نکاح کردیا جاتا آخر رقیہ و ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے اور بی بی زینب کا نکاح ابوالعاص سے ہوا نکاح کے وقت جناب فاطمہ کی عمر سترہ سال اور حضرت علی کی عمر بائیس سال تھی اور حضرت ابوبکر و عمر کی عمریں بہت زیادہ تھیں ۲؎ اس نکاح کا پورا واقعہ یہاں مرقات میں تحریر ہے ہم نے بھی اپنی کتاب اسلامی زندگی میں نظم میں لکھا ہے۔ جب جناب فاطمہ کی عمر پندرہ سال ہوئی تب حضرت علی نے کسی ذریعہ سے پیغام نکاح دیا حضور نے فرمایا کہ مجھے رب نے یہی حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کردوں۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِسَدِّ الْاَبْوَابِ اِلَّا بَابَ عَلِیٍّ. (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

(۵۸۳۸) روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا سواء حضرت علی کے دروازے کے۱(ترمذی)

(۵۸۳۸)۱یعنی جب صحابہ کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی میں تھے ان تمام دروازوں کے بند کردینے کا حکم دیا سواء حضرت علی کے دروازے کے کہ وہ مسجد میں ہی رہا اس کی پوری بحث باب مناقب ابوبکر میں گزر چکی حضرت ابوبکر صدیق کا دروازہ بھی مسجد نبوی میں رکھا گیا حضرت صدیق اکبر کا دروازہ مسجد میں رہنا مسلم بخاری کی روایت سے ثابت ہے جیسا کہ باب مناقب ابی اکبر الصدیق میں گزر گیا۔

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ کَانَتْ لِیْ مَنْزِلَۃٌ مِنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ تَکُنْ لِاَحَدٍ مِّنَ الْخَلَائِقِ اٰتِیْہِ بِاَعْلٰی سَحَرٍ فَاَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللہِ فَاِنْ تَنَحْنَحَ انْصَرَفْتُ اِلٰی اَھْلِیْ وَاِلَّا دَخَلْتُ عَلَیْہِ. (رَوَاہُ النَّسَائِیُّ)

(۵۸۳۹) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ قرب و منزلت تھی جو مخلوق میں کسی کو نہ تھی۱میں آپ کی خدمت میں سویرے تڑکے آتا تھا۲عرض کرتا تھا آپ پر سلام اے اللہ کے نبی۲تو اگر آپ کھنگار دیتے تو میں اپنے گھر لوٹ جاتا ورنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۳(نسائی)

(۵۸۳۹)۱واقعی حضرت علی کو بعض قرب حضور سے وہ حاصل ہے جو کسی بشر بلکہ کسی مخلوق کو حاصل نہیں آپ حضور کے چچا کے بیٹے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے گھر میں اور آپ نے حضور کی آغوش میں پرورش پائی ہے۔جناب فاطمہ کے خاوند ہیں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل کی اصل ہیں آپ ساری مخلوق میں منفرد ہیں۔۲یعنی میں نماز فجر سے پہلے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آتا تو اجازت داخلہ کے لیے سلام کرتا تھا یہ سلام تحیت نہ تھا بلکہ سلام استیذان تھا۔اجازت مانگنے کا سلام۳یعنی مجھ کو صریحی اجازت کی ضرورت نہ تھی مجھے حاضری کی اجازت عامہ مل چکی تھی حضور انور کا جواب سلام نہ دینا میرے لیے اجازت ہوتی تھی اس سے معلوم ہوا کہ اجازت لینے کے واسطے جو سلام ہو اس کا جواب دینا واجب نہیں سلام تحیت کا جواب دینا واجب ہے(از مرقات) سلام بہت قسم کے ہیں۔سلام تحیت، سلام رخصت،سلام کرم،سلام غضب،سلام متارکہ وغیرہ ان سب کے احکام جداگانہ ہیں۔

وَعَنْہُ قَالَ کُنْتُ شَاکِیًا فَمَرَّبِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ اَجَلِیْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِیْ وَاِنْ کَانَ مُتَاَخِّرًا فَارْفَعْنِیْ وَاِنْ کَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَیْہِ مَا قَالَ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ اَوِ اشْفِہٖ شَکَّ الرَّاوِیْ قَالَ فَمَا اشْتَکَیْتُ وَجْعِیْ بَعْدُ. (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۸۴۰) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ میں بیمار تھا تو مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے میں کہہ رہا تھا کہ الٰہی اگر میری موت آگئی ہے تو اب مجھے چین دے اور اگر ابھی دیر ہے تو مجھے صحت دے اور اگر امتحان ہے تو مجھے صبر دے۱تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کیا کہا انہوں نے دوبارہ آپ پر پیش کردیا جو کہا تھا۔حضور نے اپنے پاؤں سے ان کو ٹھوکر لگائی۲اور فرمایا الٰہی انہیں عافیت دے،انہیں شفا دے راوی کو شک ہے فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ بیماری نہ ہوئی۳

وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی۔

(۵۸۴۰)۱؎ سبحان اللہ عجیب و غریب دعا ہے جس میں مرض کے ہر پہلو پر دعا کی گئی ہے راحت دینے سے مراد موت دے، دینا کہ مومن کی موت بھی راحت ہوتی ہے کہ موت کے ذریعہ مومن دنیا کی آفات و تکالیف سے نجات پا جاتا ہے ارفع بنا ہے رفع سے بمعنی وسعت عیش اس سے مراد ہے صحت اور تندرستی کیونکہ زندگی کی بہار تندرستی سے ہے۲؎ معلوم ہوا کہ حضور کے قدم شریف میں شفا ہے، آپ کی ٹھوکروں سے بیمار اچھے ہوتے ہیں بعض صوفیاء بیمار کو ٹھوکر لگاتے ہیں اس عمل کی اصل یہ حدیث ہے۔ شعر:-

سنگریزوں نے حیات ابدی پائی ہے ٹھوکروں میں ترے اعجاز مسیحائی ہے

۳؎ یعنی اس ٹھوکر شریف کے بعد مجھے یہ بیماری کبھی نہ ہوئی دوسری بیماریاں ہوئی ہوں تو ہوئی ہوں سبحان اللہ حضور کے قدم سے صرف صحت ہی نہیں ہوتی بلکہ تندرست رہنے کی گارنٹی بھی ہوتی ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ الْعَشْرَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ دس صحابہ کے فضائل رضی اللہ عنہم

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

یہ دس حضرات وہ مبارک جماعت ہے جسے خصوصی طور پر جنتی ہونے کی بشارت دی گئی ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا شعر:-

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

وہ دس حضرات یہ ہیں جن کے نام شریف ان دو شعروں میں ہیں۔ شعر:-

وہ یار بہشتی اندر قطعی ابوبکر و عمر، علی و عثمان
سعد است و سعید و بوعبیدہ طلحہ، زبیر، عبدالرحمان !

یعنی ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی حیدر کرار، طلحہ، زبیر ابن عوام، سعد ابن ابی وقاص، عبدالرحمٰن ابن عوف، ابوعبیدہ، ابن جراح، سعید ابن زید، یہ تمام حضرات قرشی ہیں ان کے بڑے درجے ہیں۔ (از اشعۃ اللمعات)

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ مَا اَحَدٌ اَحَقَّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنْ هٰٓؤُلَآءِ النَّفَرِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمّٰى عَلِيًّا وَّعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَّعَبْدَالرَّحْمٰنِ ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۸۴۱) روایت ہے حضرت عمر سے فرمایا کہ اس خلافت کا زیادہ حقدار اس جماعت سے کوئی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ حضور ان سے راضی تھے۱؎ تو حضرت علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمان کا نام لیا۲؎ (بخاری)

(۵۸۴۱)۱؎ عربی میں نفر، تین سے دس تک کی جماعت کو کہتے ہیں حضور کے راضی ہونے سے مراد اعلیٰ درجہ کی رضا و خوشی ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ تمام اہل بیت سے راضی تھے یہاں مرقات نے فرمایا کہ اس فرمان فاروقی سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کو خلیفہ کر سکتے ہیں دیکھو اس وقت حضرت عثمان و علی سب سے افضل تھے مگر جناب عمر نے اور حضرات کا نام بھی خلافت کے لیے لیا دوسرے یہ کہ خلافت چند طرح سے ہو سکتی ہے نمبر ا خلیفہ خود کسی کو اپنا جانشین کر دے جیسے حضرت صدیق نے عمر

فاروق کو کیا نمبر۲ مجلس شوریٰ کسی کو خلیفہ بنالے جیسے عثمان غنی کی خلافت (مرقات) خلافت کے لیے ہاشمی یا معصوم ہونا شرط نہیں ۲جب ابولولو نے عین نماز فجر میں محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت عمر کو خنجر مارا آپ سخت زخمی ہوئے صحت کی امید نہ رہی تو لوگوں نے عرض کیا کہ امیر المومنین کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں تب آپ نے ان چھ بزرگوں کے نام لیے کہ ان میں سے کسی کو خلیفہ چن لینا خیال رہے کہ اس دس کی جماعت میں جناب صدیق اکبر پہلے وفات پا چکے تھے آپ اب شہادت کا جام نوش کررہے ہیں حضرت ابوعبیدہ ابن جراح بھی وفات پا چکے تھے رہے سعید ابن زید وہ حضرت عمر کے چچازاد بھائی بھی تھے اور سگے بہنوئی بھی اس لیے اپنی قرابت کی بنا پر ان کا نام نہیں لیا جیسے اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ ابن عمر کو کہیں عہدہ پر نہ لگایا نہ اس وقت ان کا نام لیا آپ کی شہادت کے بعد حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف نے ان پانچوں حضرات سے کہا کہ تم میں سے بعض حضرات بعض کے حق میں خلافت سے دست بردار ہوجائیں کیونکہ تم مع میرے چھ ہو اور خلیفہ بنے گا ایک تو حضرت زبیر نے کہا کہ میں علی کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں۔ سعد ابن وقاص آپ کے حق میں طلحہ جناب عثمان کے حق میں دست بردار ہوگئے اب چھ میں تین رہ گئے عثمان علی اور عبدالرحمٰن ابن عوف پھر عبدالرحمٰن نے حضرت عثمان و حضرت علی سے فرمایا کہ تم دونوں میں سے ایک دوسرے کے حق میں دست بردار ہوجائے مگر وہ دونوں خاموش رہے تو آپ نے کہا اے علی و عثمان تم مجھے اختیار دو کہ میں جسے چاہوں خلیفہ بنادوں دونوں نے کہا ہاں آپ مختار ہیں پھر بہت تحقیق و تلاش کے بعد آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تنہائی میں بلاکر کہا کہ آپ کے فضائل روز روشن کی طرح عیاں ہیں اگر آپ کو خلیفہ بنادوں تو آپ عدل کرنا اگر عثمان کو بنادوں تو آپ کی ان کی اطاعت کرنا یہی حضرت عثمان سے کہا ان دونوں نے وعدہ کیا پھر عثمان سے کہا کہ ہاتھ پھیلایئے میں تمہارے ہاتھ میں بیعت کرتا ہوں پھر سب لوگوں نے اور حضرت علی نے جناب عثمان سے بیعت کرلی اس کا پورا واقعہ مرقات، اشعۃ اللمعات اور کتب تواریخ میں ملاحظہ کرو۔

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ حَازِمٍ قَالَ رَاَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ وَقٰى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ .(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۸۴۲) روایت ہے حضرت قیس ابن ابی حازم سے۱ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب طلحہ کا ہاتھ شل دیکھا۲ جس سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احد کے دن حفاظت کی۳ (بخاری)

(۵۸۴۲)۱قوی یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں حضور انور کو زمانہ کفر میں دیکھا تھا۔ پھر جب اسلام کی بیعت کرنے حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوچکی تھی جن لوگوں نے آپ کو صحابی کہا ہے انہوں نے اس دیدار رسول سے دھوکہ کھایا ہے جو آپ کو زمانہ کفر میں ہوا تھا۔ آپ نے عشرہ مبشرہ میں سے نو صحابہ سے احادیث روایت کیں یہ کسی تابعی کو میسر نہیں ہوا۔ نہروان کے جہاد میں حضرت علی کے ساتھ تھے آپ کی عمر سو برس سے زیادہ ہوئی ۹۸ اٹھانوے میں وفات ہوئی سواء عبدالرحمٰن ابن عوف کے عشرہ مبشرہ میں سے سب سے روایات لیں (مرقات) ۲آپ طلحہ ابن عبداللہ ہیں کنیت ابومحمد ہے قرشی ہیں قدیم الاسلام سواء بدر کے سارے غزوات میں شریک ہوئے بدر کے موقع پر انہیں حضور انور نے ابوسفیان کے قافلہ کی تلاش کے لیے بھیجا ہوا تھا جب واپس آئے تو جہاد ہوچکا تھا (مرقاۃ) آپ کو اس غیر حاضری کا بہت صدمہ ہوا فرمایا کہ اچھا اب اگر کوئی غزوہ ہوا تو میں اپنے رب کو وکھادوں گا کہ میں کیسی خدمت اسلام کروں گا۔ اگلے سال احد میں آپ شریک ہوئے جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور کفار نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا گھیرلیا۔ تو آپ حضور کے آگے ڈھال بن کر کھڑے ہوگئے جو تیر، تلوار، نیزہ حضور پر آتا آپ اپنے جسم شریف پر لے لیتے حتیٰ کہ پچھتر زخم کھائے جب صحابہ غزوہ احد کا ذکر کرتے تو کہتے کہ وہ دن ابوطلحہ کا دن تھا۔ آپ نہایت حسین تھے آپ جمعرات کو پچیس جمادی الاولیٰ ۳۶ ہجری جنگ جمل میں شہید

ہوئے چونسٹھ سال عمر پائی بصرہ میں دفن ہوئے (مرقات، واشعہ) فقیر نے ان کے مزار کی زیارت کی ہے آپ کے متعلق یہ آیت آئی فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ (۲۳،۳۳) تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا۔ (کنزالایمان) انہوں نے اپنا مقصد حیات پورا کر دیا نذر پوری کردی اشعہ نے فرمایا کہ آپ نے اسی زخم کھائے حتیٰ کہ نـــــگـــــز بھی زخمی ہوگیا تھا۔۳؎ لوگ آپ کے اس سوکھے ہوئے ہاتھ شریف کی زیارت کرتے ہوں گے اس لیے فرمایا روایت

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّاْتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْاَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَّحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۴۳) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے دن فرمایا کہ قوم کی خبر کون لائے گا۱؎ تو جناب زبیر نے عرض کیا میں۲؎ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے مخلص دوست ہوتے ہیں اور میرے مخلص دوست زبیر ہیں۔۳؎ (بخاری)

(۵۸۴۳) ۱؎ احزاب غزوہ خندق کا نام ہے جو ۵ ہجری میں ہوا اسے غزوہ احزاب اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں ہر قسم کے کفار نے جمع ہوکر مدینہ منورہ پر چڑھائی کی تھی احزاب جمع ہے حزب کی بمعنی گروہ یا ٹولہ حضور انور نے کفار کی کثرت دیکھ کر فرمایا تھا کہ مدینہ کے اردگرد خندق کھود دو تا کہ وہ ہر طرف سے مدینہ منورہ میں داخل نہ ہوسکیں اور خندق کے دروازہ پر پہرہ رکھو اس لیے اسے غزوہ خندق بھی کہتے ہیں کفار نے بہت دن تک مدینہ منورہ کا سخت محاصرہ رکھا ایک دن حضور نے خبر دی تھی کہ آج رات سخت آندھی آئے گی جو کفار کی جماعتوں کو تتر بتر کردے گی چنانچہ رات کو آندھی آئی سخت سردی تھی جب حضور انور نے رات میں فرمایا کہ کون ہمت کرے گا۔ کہ کفار کے لشکر کی تحقیق کرکے آئے کہ ان کا کیا حال ہوا وہ تتر بتر ہوگئے یا کچھ باقی ہیں۔۲؎ اس رات سردی اس قدر تھی کہ ادھر جانے کی بلکہ گھر سے نکلنے کی کسی کو ہمت نہ پڑتی تھی اس وقت حضرت زبیر کا جرات کرنا بہت بڑی خدمت تھی خیال رہے کہ حضرت زبیر ابن عوام قرشی ہیں ان کی والدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں لہذا آپ حضور کے پھوپھی زاد بھائی ہیں اور بی بی اسماء بنت ابوبکر کے خاوند ہیں تو حضور کے سنڈھو ہوئے سولہ سال کی عمر میں ایمان لائے آپ کے چچا نے آپ کو دھوئیں میں بند کردیا تا کہ گھبرا کر اسلام چھوڑ دیں مگر آپ ایمان پر قائم رہے آپ کو جنگ جمل میں عمرو ابن جرموز نے قتل کیا ۳۶ میں آپ کی عمر چونسٹھ سال ہوئی وادی سباع میں دفن کیے گئے پھر عصرہ کے بعد بصرہ میں نعش شریف لائی گئی وہاں دفن کیے گئے (مرقات) اس حقیر نے قبر شریف کی زیارت کی ہے۔۳؎ حواری بنا ہے حور سے بمعنی صفائی یا سفیدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پہلے کچھ دھوبی ایمان لائے آپ کی بہت خدمت کی انہیں حواری کہا جاتا ہے۔ اب ہر مخلص دوست کو حواری کہا جاتا ہے وہی یہاں مراد ہے۔

وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّاْتِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَيَاْتِيْنِيْ بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۴۴) روایت ہے حضرت زبیر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی قریظہ کے پاس کون جائے گا جو ان کی خبر لائے۱؎ میں چل دیا پھر جب میں لوٹا تو میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ دونوں جمع فرمادیے کہ فرمایا تم پر میرے ماں باپ فدا۲؎ (مسلم بخاری)

(۵۸۴۴)۱؎غالبًا واقعہ بھی غزوہ احزاب ہی کا ہے اسی غزوہ میں یہود مدینہ نے بغاوت کردی تھی کفار مکہ سے انہوں نے یہ ساز باز کی تھی کہ باہر سے تم مدینہ پر حملہ کرو اندرون مدینہ ہم اور مسلمانوں کو دانہ کی طرح پیس کر رکھ دو۔حضور انور کے حکم کے مطابق حضرت زبیر دوبار تفتیش کے لیے باہر گئے ایک بار کفار مکہ کے حال دیکھنے دوسری بار بنی قریظہ کا حال دیکھنے بعض نے فرمایا کہ یہ فرمانِ عالی غزوہ بنی قریظہ میں ہوا جبکہ بنی قریظہ اپنے قلعوں میں چھپ گئے تھے حضور نے ان کا محاصرہ فرمایا یہ غزوہ بھی ۵ ھ میں ہوا خندق کے متصل۔۲؎اس موقع پر حضور نے حضرت زبیر سے یہ فرمایا اور غزوہ احد میں حضرت سعد ابن ابی وقاص سے یہی فرمایا تھا۔فداک ابی وامی خیال رہے کہ میں فدا میرے ماں باپ فدا انتہائی محبت وعظمت ظاہر کرنے کے لیے کہے جاتے ہیں۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَاسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ اَبَوَيْهِ لِاَحَدٍ اِلَّا لِسَعْدِبْنِ مَالِكٍ فَاِنِّيْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَوْمَ اُحُدٍ يَا سَعْدُ ارْمِ فَدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ .(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۴۵) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہ سنا کہ آپ نے کسی کے لیے اپنے ماں باپ جمع کیے ہوں سواء سعد ابن مالک کے۱؎میں نے احد کے دن آپ کو فرماتے سنا کہ اے سعد تیر مارو تم پر میرے ماں باپ فدا (مسلم بخاری)

(۵۸۴۵)۱؎خیال رہے کہ مالک نام ہے ابو وقاص کا لہذا یہ فرمان سعد ابن ابی وقاص سے ہے یعنی احد کے دن آپ کے سواء کسی سے یہ نہ فرمایا فداک ابی وامی یا حضرت علی کو خبر نہ ہوئی ورنہ حضور نے حضرت زبیر سے بھی یہ فرمایا خیال رہے کہ سعد ابن ابی وقاص ۵۵ ھ پچپن میں مقام عقیق میں فوت ہوئے پھر آپ کی نعش مدینہ منورہ لاکر دفن کی گئی مروان ابن حکم نے جنازہ پڑھایا اس وقت وہی وہاں کا حاکم تھا۔آپ کی عمر ستر سال سے زیادہ تھی عشرہ مبشرہ میں سب سے پیچھے آپ کی وفات ہوئی۔

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ اِنِّيْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ .

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۴۶) روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں کہ میں پہلا وہ عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۱؎(مسلم بخاری)

(۵۸۴۶)۱؎اس کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہجری میں حضرت ابوعبیدہ ابن حارث کی سرکردگی میں ساٹھ صحابہ کو ابوسفیان کے مقابلہ میں بھیجا کفار بہت ہی زیادہ تھے اس لیے جنگ نہ ہوئی مگر حضرت سعد ابن ابی وقاص نے ان کفار پر ایک تیر چلایا یہ مسلمانوں کی طرف سے پہلا تیر کفار پر چلا۔(اشعہ)

وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ سَهِرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْدَمَهُ الْمَدِيْنَةَ لَيْلَةً فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِيْ اِذْا سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ اَنَا سَعْدٌ قَالَ مَا جَآءَ بِكَ قَالَ دَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ خَوْفٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ اَحْرُسُهٗ فَدَعَالَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۴۷) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آتے وقت ایک رات بے خواب رہے۱؎ پھر فرمایا کاش کوئی نیک شخص ہماری حفاظت کرتا۲؎اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی تو فرمایا یہ کون ہے عرض کیا میں سعد ہوں فرمایا کیا چیز تم کو یہاں لائی عرض کیا میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خطرہ گزرا تو میں ان کی حفاظت کرنے آیا۳؎ان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی پھر سو گئے۴؎(بخاری مسلم)

(۵۸۴۷)؁ یہ واقعہ کسی غزوہ سے وہ اسی کے وقت ہوا کہ تمام رات حضور سفر کرتے رہے آخری رات میں آرام فرمانے کے لیے اترے۔؁ چونکہ اس زمانہ میں بغیر حفاظت سونا خطرناک تھا اس لیے یہ دعا کی حضور نے یہاں دو دعائیں کیں۔ایک یہ کہ میری حفاظت کے لیے کسی کو بھیج دے۔دوسرے یہ کہ وہ محافظ بندہ صالح ہو حالانکہ ربّ وعدہ فرما چکا تھا کہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (۵:۶۷) اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔(کنزالایمان) تاکہ احتیاطی تدابیر اختیار کرنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جائے اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کی حفاظت غیر صالحین کی حفاظت سے بہتر ہے اللہ تعالٰی ہمیشہ صالحین کی حفاظت میں ہم سب کو رکھے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر خدا کی مدد لینا نہ خلاف توحید ہے نہ خلاف توکل۔؁ سبحان اللہ یہ ہے حضور کی دعا کا اثر ادھر دعا فرمائی ادھر حضرت سعد کے دل میں یہ خیال آیا معلوم ہوا کہ حضرت سعد کا ایمان آپ کا تقویٰ وغیرہ رجسٹری شدہ ہے۔؁ ایسی دعا تیر بہدف ہوتی ہے۔حضور انور نے بہت خوش ہو کر یہ دعا دی حضرت کا بیڑا اتر گیا دعا کرانا اور دعا لینا اس میں بہت فرق ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَّاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۴۸) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر امت کا کوئی امین ہوتا ہے، اور اس امت کا امین ابوعبیدہ ابن جراح ہیں؁(مسلم بخاری)

(۵۸۴۸)؁ یعنی ہر امت میں بعض لوگ ایسے گزرے ہیں کہ ان پر قوم پورا پورا بھروسہ کرتی تھی سب کو ان پر اعتماد تھا ثقہ اور قوم میں پسندیدہ تھے میری امت میں ان صفات کے ایسے مظہر حضرت ابوعبیدہ ہیں جو اللہ تعالٰی اور مخلوق اور اپنے نفس کے حقوق پورے، پورے ادا کرتے ہیں ان میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتے خیال رہے کہ یہ صفات تمام صحابہ میں تھیں مگر حضرت ابوعبیدہ میں علی وجہ الکمال تھیں اور حضرت ابوعبیدہ میں امانت داری کے سوا اور بہت صفات تھیں مگر یہ صفت نمایاں تھی اس لیے فرمایا کہ اس امت کے امین ابوعبیدہ ہیں لہٰذا اس سے نہ تو یہ لازم ہے کہ باقی صحابہ امین نہ تھے نہ یہ کہ جناب ابوعبیدہ میں سواء امانت داری کے اور کوئی صفت نہ تھی۔حضرت ابوعبیدہ نے ۱۸ ہجری میں ملک شام میں وفات پائی عمر شریف اٹھاون سال ہوئی۔عہد فاروقی میں وفات ہوئی آپ مسلمانوں کے جرنیل اعظم تھے۔آپ کی حتی الامکان کوشش یہ ہوتی تھی کہ جہاد میں مسلمانوں کا خون کم سے کم بہے اور زیادہ سے زیادہ فتح ہو جب حضرت عمر نے حضرت خالد ابن ولید کو معزول کر کے آپ کو سپہ سالار بنایا تو آپ نے بیس روز تک حضرت خالد کو اس کی خبر ہی نہ دی۔سپاہیانہ شان سے کام کرتے رہے۔دوسروں سے ان کو پتہ چلا کہ میں معزول ہو چکا رضی اللہ عنہما(مرقات) جب نجران کے لوگوں نے حضور سے عرض کیا کہ آپ ہمارے ہاں کوئی اپنا امین بھیج دیں تو حضور انور نے فرمایا کہ میں ایسا امین بھیجوں گا جیسا کہ چاہیے سب صحابہ منتظر رہے کہ ہم بھیجے جائیں مگر حضرت ابوعبیدہ کو بھیجا گیا(مرقات)

وَعَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَسُئِلَتْ مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَهٗ قَالَتْ اَبُوْبَكْرٍ فَقِيْلَ ثُمَّ مَنْ بَعْدَ اَبِىْ بَكْرٍ قَالَتْ عُمَرُ قِيْلَ مَنْ بَعْدَ عُمَرَ قَالَتْ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۸۴۹) روایت ہے حضرت ابن ابی ملیکہ سے؁ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے سنا یا ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو کسے بناتے فرمایا ابوبکر کو پھر کہا گیا پھر ابوبکر صدیق کے بعد کسے بناتے فرمایا عمر کو کہا گیا کہ عمر کے بعد پھر کسے بولیں ابوعبیدہ ابن جراح کو؁(مسلم)

(۵۸۴۹)۱؎ آپ کا نام عبداللہ ابن عبید اللہ ابن ابی ملیکہ کا نام زہیر ابن عبداللہ ہے آپ تیمی قرشی ہیں تابعی ہیں حضرت عبداللہ ابن زبیر کے زمانہ میں آپ قاضی رہے ۱۱۷ ہجری میں وفات پائی بہت صحابہ سے ملاقات کی۔۲؎ یہ حضرت عائشہ صدیقہ کا اپنا اندازہ ہے، کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد خلفاء ترتیب وار مقرر فرماتے تو پہلے حضرت ابوبکر کو مقرر کرتے پھر حضرت عمر کو پھر حضرت ابوعبیدہ ابن جراح کو کیونکہ حضرت ابوعبیدہ میں خلافت کی تمام صلاحیتیں امانت داری سیاست دانی وغیرہ سب علی وجہ الکمال موجود تھیں، سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے پہلے چناؤ کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق نے کہا تھا کہ مجھے خلافت کا شوق نہیں تم میں علی، عمر، ابوعبیدہ، ابن جراح موجود ہیں ان میں سے کسی کو خلیفہ بنالو لوگوں نے کہا آپ سے بہتر کون ہوسکتا ہے ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں (اشعۃ اللمعات) خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صدیق اکبر کو اپنا خلیفہ بنادیا تھا کہ مرض وفات شریف میں اپنے مصلے پر حضرت صدیق کو کھڑا کردیا تھا مگر قول سے خلیفہ نہیں بنایا تھا یہاں قولی خلیفہ بنانا مراد ہے کہ اگر حضور کسی کو اپنے قول سے خلیفہ بناتے تو ان صاحبوں کو بناتے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى حِرَآءٍ هُوَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ وَّطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اهْدَاْ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْصِدِّيْقٌ اَوْشَهِيْدٌ وَّزَادَ بَعْضُهُمْ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ عَلِيًّا. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۸۵۰) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ حراء پر تھے اور ابوبکر و عمر اور عثمان و علی طلحہ اور زبیر تھے کہ پتھر کی چٹان ہلی۱؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہر جا نہیں ہیں تجھ پر مگر نبی یا صدیق یا شہید۲؎ بعض محدثین نے یہ زیادہ کیا کہ سعد ابن ابی وقاص بھی تھے اور حضرت علی کا ذکر نہیں کیا۳؎ (مسلم)

(۵۸۵۰)۱؎ حراء شریف یعنی جبل نور کی یہ حرکت وجدانی تھی اس فخر میں کہ آج مجھ پر ان حضرات کے قدم ہیں جن کا درجہ عرش الٰہی سے بھی زیادہ ہے معلوم ہوا کہ پتھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ ان کے صحابہ کو جانتے پہچانتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں جس دل میں ان حضرات سے الفت نہ ہو وہ پتھر سے زیادہ سخت ہے۲؎ یہاں او بمعنی واؤ ہے اور شہید سے مراد جنسی شہید ہے۔ کیونکہ یہ پانچ حضرات سب ہی شہید ہیں حضرت عمر، عثمان، علی کی شہادت تو دنیا میں مشہور ہے۔ حضرت طلحہ اور زبیر کی شہادت جنگ جمل کے موقع پر ہوئی جبکہ یہ دونوں حضرات جنگ سے علیحدہ ہوچکے تھے حضرت زبیر تو وادی السباع میں قتل کئے گئے وہاں بصرہ لاکر دفن کئے گئے حضرت طلحہ جنگ سے الگ ہوگئے پھر بھی قتل کئے گئے (مرقات)۳؎ حضرت سعد ابن ابی وقاص شرعی شہید نہ ہوئے بلکہ اپنے گھر میں آپ کی وفات ہوئی گھر وادی عقیق میں تھا وہاں سے مدینہ منورہ آپ کی نعش لائی گئی جنت البقیع میں دفن کی گئی مگر چونکہ آپ کی وفات کسی ایسے مرض سے ہوئی جس میں موت شہادت ہوت ہے اس لیے آپ کو شہید کہا گیا (اشعہ، مرقات) پیٹ کی بیماری، طاعون کی بیماری سے مرنے والا حکماً شہید ہوتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فِی الْجَنَّةِ وَ عُمَرُ فِی الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَعَلِیٌّ فِی الْجَنَّةِ

(۵۸۵۱) روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف سے۱؎ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر جنتی ہیں اور عمر جنتی ہیں اور عثمان جنتی ہیں اور علی جنتی ہیں۲؎ طلحہ جنتی ہیں اور زبیر جنتی ہیں اور حضرت

وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ)

عبدالرحمٰن ابن عوف جنتی ہیں اور سعد ابن ابی وقاص جنتی ہیں، اور سعید ابن زید جنتی ہیں اور ابوعبیدہ ابن جراح جنتی ہیں۳؎ (ترمذی) اور ابن ماجہ نے حضرت سعید ابن زید سے روایت کی۴؎

(۵۸۵۱)۱؎ آپ کا نام اسلام سے پہلے عبدالکعبہ تھا مسلمان ہو جانے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبدالرحمٰن رکھا آپ کی کنیت ابومحمد ہے زہری قرشی ہے حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کو مسلمان کیا آپ صاحب ہجرتین ہیں پہلے مکہ معظمہ سے حبشہ کی طرف پھر حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تمام غزوہ میں حضور انور کے ساتھ رہے غزوہ احد میں ڈٹے رہے حضور انور نے غزوہ تبوک کے موقع پر آپ کے پیچھے نماز فجر کی ایک رکعت پڑھی سواء آپ کے کسی کے پیچھے حضور نے نماز نہیں پڑھی احد کے دن آپ کو اکیس زخم لگے پاؤں کے زخموں کی وجہ سے آپ کے ایک پاؤں میں لنگ ہوگئی تھی آپ واقعہ فیل سے دس سال بعد پیدا ہوئے ۳۲ ہجری میں وفات پائی بہتر سال عمر ہوئی۔ بقیع شریف میں فدن ہوئے (مرقات) ۲؎ اکثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک میں ان چار حضرات کا ذکر اسی ترتیب سے ہوتا ہے۔ ابوبکر، عمر، عثمان، علی اسی ترتیب ذکری سے ان کے ترتیب مراتب کی طرف اشارہ ہوتا ہے بعد رسل حضرت ابوبکر صدیق ساری خلقت سے افضل ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی، ترتیب خلافت کی طرف سے بھی اشارہ ہوتا ہے حضور کے ہر فرمان میں صدہا حکمتیں ہوتی ہیں (از مرقات) ۳؎ یہ وہ حدیث ہے جس کی بناء پر اس مبارک جماعت کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ یعنی ایک حدیث میں ان دس کو نام بنام جنت کی بشارت دی گئی۔ ورنہ حضور کا ہر صحابی مبشر بالجنتہ ہے رب فرماتا ہے: وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (۴؍۹۵) اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ (کنزالایمان) ان ناموں کی یہ ترتیب خود حضور انور نے ہی دی ہے راوی نے نہیں دی اسی ترتیب سے ان کے درجات ہیں (اشعہ) ۴؎ آپ سعید ابن زید ابن عمرو ابن طفیل ہیں آپ کا لقب اعور ہے سواء بدر کے تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے آپ بدر میں حضرت طلحہ کے ساتھ جاسوسی کے لیے ابوسفیان کے قافلہ کی تلاش میں بھیجے گئے تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بدر کی غنیمت سے حصہ دیا فاطمہ بنت خطاب یعنی حضرت عمر کی بہن کے نکاح میں تھیں آپ ہی کے ذریعہ سے حضرت عمر ایمان لائے آپ کے والد حضرت زید ابن عمرو نے اسلام سے پہلے دین کی تلاش میں حضرت ورقہ ابن نوفل کے ساتھ بہت سفر کئے حضرت ورقہ تو عیسائی ہوگئے مگر آپ نہ ہوئے آپ دین ابراہیمی پر رہے مکہ والوں سے فرمایا کرتے تھے کہ اے قریشیو! میرے سواء تم میں سے کوئی دین ابراہیمی پر نہیں۔ جب سنتے کہ فلاں جگہ زندہ بچی دفن کی جانے والی ہے تو وہ بچی آپ اس کے ماں باپ سے لے آتے اس کی پرورش کرتے جوان ہو جانے پر اس کے ماں باپ سے پوچھتے تھے اگر تم کو چاہئے تو لے جاؤ ورنہ اس کی بیاہ شادی سب میں اپنے خرچ سے کروں گا (بخاری شریف، مرقات) قرآن شریف نے تین شخصوں کے متعلق فرمایا کہ یہ لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی شرک وفکر سے بچے، زید ابن عمرو ابن طفیل، ابوذر، سلمان فارسی ان کے بارے میں یہ آیت ہے: وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا (۳۹؍۱۷) اور وہ جو بتوں کی پوجا سے بچے۔ (کنزالایمان) (مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

(۵۸۵۲) روایت ہے حضرت انس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ

اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَّ اَشَدُّھُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرُ وَ اَصْدَقُھُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ وَ اَفْرَضُھُمْ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّاَقْرَأُھُمْ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ وَاَعْلَمُھُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّلِکُلِّ اُمَّۃٍ اَمِیْنٌ وَّاَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِیُّ) وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَّرُوِیَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَۃَ مُرْسَلًا وَفِیْہِ وَاَقْضَاھُمْ عَلِیٌّ ۔

وسلم سے راوی کہ فرمایا کہ میری امت میں میری امت پر بہت رحیم و کریم ابوبکر ہیں اور اللہ کی راہ میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں اور ان سب میں سچے جہاد والے عثمان ہیں اور زیادہ علم فرائض دان زید ابن ثابت ا؎ سب میں بڑے قاری ابی ابن کعب ہیں ۲؎ حرام و حلال کو بہت جاننے والے معاذ ابن جبل ہیں ۳؎ ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین ابوعبیدہ ابن جراح ہیں ۴؎ (احمد، ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے اور معمر نے قتادہ سے مرسلًا روایت کی اس میں یہ ہے کہ سب سے بڑھ کر فیصلہ فرمانے والے علی ہیں۔ ۵؎

(۵۸۵۲) ا؎ حضرت زید ابن ثابت گیارہ برس کی عمر میں ایمان لائے آپ علم فرائض (میراث) کے امام ہیں آپ اس جماعت کے امیر تھے جس نے خلافت صدیقی وعثمانی میں قرآن جمع کیا بہت مخلوق نے آپ سے روایات لیں چھپن سال عمر پائی ۴۵ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی (مرقات) ۲؎ ابی ابن کعب انصاری خزرجی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چھ شخصوں نے قرآن مجید حفظ کیا ان میں ایک آپ ہیں آپ کی کنیت ابوالمنذر ہے حضور نے آپ کو سید الانصار کا لقب دیا آپ علم تجوید (قرات) کے امام ہیں ۱۹ انیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی (مرقات) ۳؎ یعنی معاذ ابن جبل بڑے فقیہ ہیں آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے انصاری خزرجی ہیں آپ ان ستر انصاریوں میں سے ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت عقبہ کی بدر اور تمام غزوات میں شامل ہوئے حضور نے آپ کو یمن کا قاضی بنایا۔ پھر حضرت عمر نے جناب ابوعبیدہ کے بعد آپ کو شام کا حاکم مقرر کیا، اس سال امواس طاعون میں آپ کی وفات ہوئی۔ یعنی ۱۸ ہجری میں کل اڑتیس سال عمر ہوئی (مرقات) ۴؎ ابوعبیدہ ابن جراح بڑے زاہد تارک الدنیا صحابی ہوئے ہیں۔ جب حضرت عمر شام سے واپس ہوئے تو لشکروں کے آفیسران آپ سے ملنے آئے آپ نے پوچھا میرے بھائی ابوعبیدہ کہاں ہیں تھوڑی دیر میں ابوعبیدہ بھی آگئے حضرت عمر آپ سے گلے ملے اور فرمایا کہ میں تمہارے گھر ٹھہروں گا دیکھا تو ایک جھونپڑہ ہے جس میں سامان صرف تلوار، ڈھال، اور زین ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ کل سامان خانہ یہی ہے عرض کیا مجھے میری منزل تک یہی پہنچادے گا فرمایا کچھ روٹی کھلاؤ تو آپ نے اپنے تھیلے سے کچھ سوکے ٹکڑے نکال کر پیش کئے حضرت عمر بہت روئے اور فرمایا اے ابوعبیدہ تم کو دنیا اپنے میں پھنسا نہ سکی یہ تھے اسلام کے جرنیل اعظم آپ ساتویں دادا میں حضور سے مل جاتے ہیں آپ خلافت فاروقی میں طاعون امواس میں فوت ہوئے آپ پر نماز معاذ ابن جبل نے پڑھائی ۵؎ یعنی مقدمات کا فیصلہ کرنے کے علم میں حضرت علی سب سے اعلیٰ و افضل ہیں اس لیے حضرت عمر آپ کی رائے لیے بغیر کوئی فیصلہ نہ کرتے تھے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا گورنر بنایا تھا آپ کے فیصلے بہت عجیب عجیب مشہور ہیں خیال رہے کہ اس حدیث میں ہر جگہ اسم التفضیل ارشاد ہوا ہے جس میں بتایا گیا کہ یہ تمام صفات دیگر صحابہ میں بھی موجود ہیں مگر فلاں صحابی میں فلاں صفت کامل تر ہے اس فرمانِ عالی میں حضرت علی کے بہت سے فضائل ہیں کیونکہ صحیح فیصلے وہی کر سکے گا جس کا علم کامل ہو اسے اپنے نفس پر پورا اعتماد ہو طبیعت میں اجتہادی ملکہ ہو یہ تمام صفات حضرت علی میں تھیں۔

وَعَنِ الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

(۵۸۵۳) روایت ہے حضرت زبیر سے فرماتے ہیں کہ احد

وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَهَضَ اِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَعَدَ طَلْحَةُ تَحْتَهُ حَتّٰى اسْتَوٰى عَلَى الصَّخْرَةِ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَوْجَبَ طَلْحَةُ .(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دو زرہیں تھیں ا آپ ایک چٹان پر چڑھنے لگے ۲ مگر نہ چڑھ سکے تو حضرت طلحہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے حتیٰ کہ حضور چٹان پر چڑھ گئے ۳ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے فرماتے سنا کہ طلحہ نے جنت واجب کر لی ۴ (ترمذی)

(۵۸۵۳) ا زرہ لوہے کی قمیص ہے جو جنگ میں پہنی جاتی تھی۔ یہ بہت وزنی ہوتی تھی۔ دو زرہ بہت بڑا طاقتور ہی پہن سکتا تھا کہ اتنے وزن کو پہن کر چلنا دوڑنا معمولی کام نہ تھا۔ ۲ یہ وہ وقت تھا جب مسلمانوں کے قدم اکھڑنے لگے تھے آپ اونچی جگہ کھڑے ہو کر جنگ کا حال اور مسلمانوں میں دوڑنے والے اور کھڑے رہنے والوں کو دیکھنا چاہتے تھے اسی جنگ میں عتبہ ابن ابی وقاص نے آپ کے دانت پر تیر مارا جس سے آپ کا دانت شہید ہوا اور نیچا ہونٹ زخمی ہو گیا۔ عبداللہ ابن شہاب نے آپ کا چہرہ زخمی کر دیا ابن حمیہ نے حضور کی کنپٹی زخمی کر دی اس زرہ کے دو حلقے آپ کے سر میں گڑھ گئے عامر نے ایک خفیہ گڑھا کھودا ہوا تھا اس میں حضور گر گئے ابوسعید خدری نے حضور کے چہرہ کا خون چوسا حضور نے فرمایا کہ جو میرا خون اپنے خون سے ملا دے وہ جنتی ہے (مرقات) ۳ یہ حضرت طلحہ کی انتہائی ہمت و قوت ہے کہ بار نبوت مع دو زرہوں کے اپنی پشت پر اٹھالیا یہ طاقت رب نے عطا فرمائی حضور انور دو زرہوں کا بوجھ لیکر اس چٹان پر نہ چڑھ سکے ابوطلحہ سیڑھی بن کر نیچے بیٹھ گئے اور حضور انور چٹان پر چڑھ گئے آپ کی پیٹھ پر قدم رکھا کر ۴ یہ خدمت پسند آ گئی فرمایا طلحہ کے لیے جنت واجب ہو گئی اسی خدمت کی وجہ سے معلوم ہوا کہ لاکھوں نماز روزے سجدے سجود جہاد سے حضور کی خدمت افضل ہے اسی غزوات میں حضرت طلحہ نے اپنے جسم کو حضور کی ڈھال بنا کر اسی زخم کھائے یہ جنتی نہ ہوں تو کون ہو آپ اتنے زخم کھا چکنے کے بعد حضور انور کے نیچے سیڑھی بن کر بیٹھے تھے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ يَمْشِىْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ وَقَدْ قَضٰى نَحْبَهٗ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا وَفِىْ رِوَايَةٍ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى شَهِيْدٍ يَمْشِىْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ .(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۵۴) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ ابن عبید اللہ کی طرف دیکھا فرمایا جو اس شخص کو دیکھنا چاہے جو روئے زمین پر چل رہا ہے اور اس نے اپنا عہد و پیمانہ پورا کر دیا تو انہیں دیکھے ا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جو اس شہید کو دیکھنا چاہے جو روئے زمین پر چل رہا ہے وہ طلحہ ابن عبید اللہ کو دیکھے ۲ (ترمذی)

(۵۸۵۴) ا النحب بمعنی نذر بھی آتا ہے اور بمعنی موت بھی یہاں موت کی نذر مراد ہے ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضرت طلحہ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے تھے ابوسفیان کے قافلہ کی تحقیقات کے لیے جب واپس ہوئے تو افسوس کیا اور فرمایا کہ اب اگر کوئی غزوہ ہوا تو میں اس کا بدلہ کر کے دکھا دوں گا۔ جنگ احد میں وہ کارنامے کر کے دکھائے کہ سبحان اللہ قریباً اسی زخم کھائے حضور کی حفاظت کرتے ہوئے حتیٰ کہ آپ کا ایک ہاتھ خشک ہو گیا پھر حضور کے قدموں کے نیچے بیٹھے کہ حضور ان کی پشت پر قدم رکھ کر پتھر کی چٹان پر چڑھے۔ اس پر یہ انعامات عطا ہوئے اس فرمان میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے کہ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ (۳۳، ۲۳) مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا

تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا۔ (کنزالایمان) ۲؎ اس فرمانِ عالی کے تین مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ حضرت طلحہ جنگ احد میں در حقیقت شہید ہو چکے ہیں اب ان کی زندگی صرف ظاہری ہے جو اتنے کارنامے کر چکا ہو وہ شہید ہی ہے دوسرے یہ کہ آئندہ چل کر یہ جنگ جمل میں شہید ہوں گے یہ عنداللہ شہید ہیں ان کا نام شہداء کی فہرست میں ہے تیسرے یہ کہ ان کا جسم تو اس عالم شہادت میں ہے مگر ان کا دل عالم غیب میں پہنچ چکا ہے یہ روحانی جنانی شہید ہیں (مرقات)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعَتْ اُذُنِيْ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَایَ فِي الْجَنَّةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ .

(۵۸۵۵) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ میرے کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ۱؎ سنا کہ طلحہ اور زبیر میرے جنت کے پڑوسی ہیں ۲؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۸۵۵) ۱؎ یہ حدیث مختلف الفاظ سے ابن ماجہ، ابن عساکر وغیرہم نے روایت کی ریاض میں ہے کہ طلحہ کے بیٹے موسیٰ ابن طلحہ امیر معاویہ کے پاس پہنچے تو جناب امیر معاویہ نے ان سے فرمایا کیا میں تم کو خوشخبری نہ دوں میں نے حضور کو فرماتے سنا کہ طلحہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنی نذر موت پوری فرمادی (مرقات) ۲؎ یعنی دونوں حضرات جنت میں مجھ سے بہت ہی قریب ہوں گے پڑوسی قریب ہی ہوتا ہے قریب ہی رہتا ہے اس فرمانِ عالی میں ان دونوں حضرات کے مومن، متقی ہونے ان کا خاتمہ بالخیر قبر کے امتحان میں کامیابی محشر میں نجات پل صراط سے بخیریت گزرنا۔ جنت میں داخلہ وہاں کا مقام سب ہی بتا دیا گیا۔

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَئِذٍ يَعْنِيْ يَوْمَ اُحُدٍ اَللّٰهُمَّ اُشْدُدْ رَمْيَتَهٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَهٗ (رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

(۵۸۵۶) روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن یعنی احد کے دن فرمایا کہ الٰہی اس کی تیر اندازی کو مضبوط کر اور اس کی دعا قبول فرما ۱؎ (شرح سنہ)

(۵۸۵۶) ۱؎ اس فرمانِ عالی کے بھی دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اجب بعوتہ تفسیر ہے اشبد و رمیتہ کی اور معنی یہ ہیں کہ مولیٰ اس کی دعا کو تیر بہدف بنا دے کہ جو اس کے منہ سے نکلے تو پورا کر دے۔ دوسرے یہ کہ دو دعائیں ہیں ایک یہ کہ ان کی تیر اندازی میں برکت دے کہ اس سے بہت کافر ہلاک ہوں اور ان کا نشانہ درست رہے دوسری دعا یہ کہ الٰہی انہیں مقبول الدعاء مستجاب الدعوات بنا۔

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ اِذَا دَعَاكَ (رَوَاهُ الترمذی)

(۵۸۵۷) روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی سعد جب بھی تجھ سے دعا کریں تو قبول فرمایا کر ۱؎ (ترمذی)

(۵۸۵۷) ۱؎ سعد سے مراد حضرت سعد ابن ابی وقاص ہیں جیسا کہ دوسری روایات میں صراحۃً مذکور ہے آپ بفضلہ تعالیٰ بڑے مقبول الدعاء تھے حضور انور کی اس دعا کی برکت ہے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَاهُ اُمَّهٗ اِلَّا لِسَعْدٍ قَالَ لَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ وَقَالَ لَهٗ اِرْمِ اَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۵۸) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے سوا کسی کے لیے اپنے باپ و ماں جمع نہیں فرمائے ۱؎ کہ ان سے احد کے دن فرمایا تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں ۲؎ اور ان سے فرمایا اے بہادر لڑکے تیر چلا ۳؎ (ترمذی)

(۵۸۵۸)؎ یعنی احد کے دن کسی کے لیے ماں باپ جمع نہ کئے یا حضرت علی کو دوسرا واقعہ علم میں نہ ہوا لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ حضور نے جناب طلحہ سے یہی فرمایا تھا فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ ؎۲ اس کا مطلب کچھ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ اس قسم کے فرمان انتہائی عزت افزائی کے لیے ہوتے ہیں تم پر میں فدا تم پر میرے ماں باپ فدا ؎۳ حزور بمعنی جوان، بہادر، تجربہ کار، آپ جب مسلمان ہوئے تو سترہ سال کے تھے غزوہ احد کے وقت آپ جوان تھے جوان آدمی کو بزرگ بیٹا یا بچہ کہہ دیتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ ایک مشرک نے بہت مسلمانوں کو زخمی یا شہید کیا تھا۔ میں نے اسے تاک کر تیر مارا جو اس کی پیشانی پر لگا جس سے وہ گر گیا اور اس کا تہبند اٹھ گیا وہ ننگا رہ گیا حضور انور ہنس پڑے اور مجھے دعائیں دیں۔ (مرقات)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَالِيْ فَلْيُرِنِيْ امْرُءٌ خَالَهٗ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ كَانَ سَعْدٌ مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَتْ اُمُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ فَلِذٰلِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَالِيْ وَفِي الْمَصَابِيْحِ فَلْيُكْرِ مَنَّ بَدَلَ فَلْيُرِنِيْ.

(۵۸۵۹) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ جناب سعد حاضر ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہیں میرے ماموں کوئی شخص مجھے اپنا ایسا ماموں دکھائے؎۱ (ترمذی) اور کہا کہ سعد بنی زہرہ سے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بنی زہرہ سے تھیں؎۲ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرے ماموں ہیں اور مصابیح میں بجائے فلیرنی کے فلیکرمن ہے؎۳

(۵۸۵۹)؎ یعنی ایسا شاندار ماموں کسی کو نہیں ملا۔ جیسا ماموں اللہ نے مجھے دیا ہے۔ یہ حضرت سعد کی انتہائی عظمت ہے۔ شعر:-

اولئك ابائی فجئنی بمثلهم انما جمعتنا یا جریر المجامع

؎۲ زہرہ زوجہ ہیں کلاب ابن کعب ابن لوی ابن غالب کی جناب آمنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتی ہیں کلاب میں اور زہرہ کی اولاد میں حضرت سعد بھی ہیں اس طرح حضرت سعد جناب آمنہ کے خاندان سے ہوئے اور ماں کا سارا خاندان ان خواہ دادا کی طرف سے ہو یا نانا کی طرف سے اپنے نانا ماموں ہوتے ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی ددھیال مکہ معظمہ میں ہے اور ننہیال مدینہ طیبہ میں اس نسبت سے انصار مدینہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نانا ماموں ہیں۔ اور ادھر حضرت سعد ابن ابی وقاص بھی۔ ؎۳ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے دیکھ لیا کہ میں اپنے ماموں سعد کا کیسا ادب واحترام کرتا ہوں۔ تم لوگ بھی اپنے نانا ماموں کا اسی طرح احترام وادب کیا کرو۔ میرا یہ عمل تمہارے لیے سبق ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَاَوَّلُ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَرَاَيْتُنَا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا الْحُبْلَةُ وَوَرَقُ السَّمُرِ وَاِنْ كَانَ اَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ

(۵۸۶۰) روایت ہے حضرت قیس ابن حازم سے فرماتے ہیں کہ میں نے سعد ابن وقاص کو فرماتے سنا کہ میں پہلا عربی مرد ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اور میں نے اپنے کو دیکھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد کرتے تھے ہمارے پاس سوا کیکر کے بیج ؎۲ اور کیکر کے پتوں کے اور کوئی کھانا نہ تھا اور ہم میں سے ہر

الشَّاۃُ مَالَہٗ خِلْطٌ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْا اَسَدٍ تُعَزِّرُنِیْ عَلَی الْاِسْلَامِ لَقَدْ خِبْتُ اِذًا وَّضَلَّ عَمَلِیْ وَکَانُوْا وَشَوْابِہٖ اِلٰی عُمَرَ وَقَالُوْ اَلَایُحْسِنُ یُصَلِّیْ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ایک ایسا پاخانہ کرتا تھا جیسا کہ بکری کرتی ہے جس میں کوئی تری نہیں ہوتی ۳ پھر بنواسد مجھے اسلام سکھانا چاہتے ہیں۴ تب تو میں خسارہ والا ہو جاؤں گا اور میرے عمل برباد ہو جائیں گے ۵ لوگوں نے حضرت عمر کے پاس ان کی شکایت کی تھی کہا تھا کہ یہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے ۶ (مسلم بخاری)

(۵۸۶۰)۱ اس کی شرح ابھی کچھ پہلے کی جا چکی ہے۔ کہ آپ نے کس موقع پر تیر چلایا تھا اول تیر چلانا بھی اللہ تعالٰی کی بڑی نعمت، رحمت ہے۔۲ حبلہ ح کے پیش ب کے سکون سے کیکر یعنی ببول کے بیج نہ معلوم وہ حضرات یہ کیسے کھاتے ہوں گے یہ ہیں ان حضرات کی قربانیاں بے مثال اسلام کی قدر ان سے پوچھو ہم نے کمایا ہوا اسلام پایا ہم کیا قدر کر سکتے ہیں۳ یعنی ہم کو پاخانہ بکری کی مینگنی کی طرح بالکل خشک ہوتا تھا جس میں کوئی تری نہیں اگر کوئی تر چیز کھائیں تو تری ہو۔ جب پتے اور ببول کے بیج کھائے جائیں گے تو پاخانہ بھی ایسا ہی ہوگا۔۴ یہاں اسلام سے مراد نماز ہے کیونکہ اسلام کا بہت اہم رکن ہے قرآن مجید میں نماز کو ایمان کہا گیا ہے: مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ (۲،۱۴۳) اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے۔ (کنزالایمان) تعزیر بمعنی سزا بھی آتا ہے اور بمعنی تعلیم اور بمعنی تعظیم بھی وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا (۴۸،۹) اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح شام اللہ کی پاکی بولو۔ (کنزالایمان) یہاں بمعنی تعلیم ہے (اشعہ)۵ یعنی اگر ان تمام خدمات اور صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باوجود مجھے نماز بھی نہیں آئی میں ان لوگوں کے سکھانے کا حاجت مند رہا تو میں بہت ہی خائب و خاسر ہوا یہ لوگ مجھے نماز سکھانے کی کوشش نہ کریں بلکہ مجھ سے نماز اور دوسرے احکام سلام سیکھیں میں صحبت یافتہ مصطفٰی ہوں صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہاں بنی اسد سے مراد زبیر ابن عوام ابن خویلد ابن اسد کی اولاد ہے اس سے علوم ہوا کہ ضرورت کے وقت اپنے علمی کمالات و فضائل بیان کرنا جائز ہے کہ یہ بھی رب کا شکر ہے فخر نہیں۔۶ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد ابن ابی وقاص کو کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا تھا وہاں قبیلہ بنی اسد آباد تھے ان لوگوں نے آپ کی شکایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دمت میں کی اس شکایت میں یہ بھی کہا کہ یہ نماز غلط پڑھتے ہیں اور ہم کو غلط ہی پڑھاتے ہیں جس سے ہماری نمازیں برباد ہوتی ہیں حضرت عمر نے آپ کو طلب فرمایا اور ان کی شکایات پیش کیں تو آپ نے جواب میں یہ فرمایا کہ میں اولین مومنوں میں سے ہوں میں نے مدہا نمازیں حضور کے پیچھے پڑھی ہیں میری نماز غلط کیسے ہوسکتی ہے۔

عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَاَیْتُنِیْ وَاَنَا ثَالِثُ الْاِسْلَامِ وَمَا سْلَمَ اَحَدٌ اِلَّا فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ اَسْلَمْتُ فِیْہِ وَلَقَدْ کُنْتُ سَبْعَۃَ اَیَّامٍ وَّاِنِّیْ لَثُلُثُ الْاِسْلَامِ ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۸۶۱) روایت ہے حضرت سعد سے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کو اسلام کا تہائی دیکھا۱ اور کوئی آدمی نہیں لایا مگر اس دن جب میں اسلام لایا اور میں سات روز تک اس طرح رہا کہ میں اسلام کا تہائی حصہ تھا۲ (بخاری)

(۵۸۶۱)۱ یعنی بالغ اور آزاد مردوں میں دو صاحب مجھ سے پہلے ایمان لائے تھے تیسرا میں اسلام لایا لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ حضرت سعد ابن ابی وقاص ساتویں مومن ہیں وہاں کل تعداد مراد ہے یہاں آزاد مردوں کی۔ حضرت خدیجہ، ابوبکر صدیق علی مرتضٰی حضرت بلال ان سے پہلے ایمان لا چکے تھے مگر جناب خدیجہ بی بی تھیں اور علی بچے بلال غلام تھے (اشعہ، مرقات)۲ اس کا مطلب

بھی وہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ میرے ایمان لانے کے بعد سات دن تک کوئی ایمان نہیں لایا۔ میں آزاد بالغ مردوں میں تیسرا حصہ مومنوں کا رہا سات دن تک۔

وَعَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لِنِسَآئِهٖ اِنَّ اَمْرَكُنَّ مِمَّا يُهِمُّنِيْ مِنْ بَعْدِيْ وَلَنْ يَّصْبِرَ عَلَيْكُنَّ اِلَّا الصَّابِرُوْنَ الصِّدِّيْقُوْنَ قَالَتْ عَآئِشَةُ يَعْنِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ثُمَّ قَالَتْ عَآئِشَةُ لِاَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ سَقَى اللّٰهُ اَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ وَكَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِحَدِيْقَةٍ بِيْعَتْ بِاَرْبَعِيْنَ اَلْفًا .(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۶۲) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے فرماتے تھے کہ میرے بعد تمہارے حالات کی مجھے بڑی فکر ہے تم پر صبر نہ کریں گے مگر صبر اور صدق والے۱ جناب عائشہ سے فرمایا یعنی صدقہ والے پھر حضرت عائشہ نے جناب ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن سے فرمایا۲ کہ اللہ تمہارے والد کو جنت کے سلسبیل سے پلائے اور ابن عوف نے امہات المومنین پر ایک باغ صدقہ کیا تھا۳ جو چالیس ہزار میں فروخت ہوا۴ (ترمذی)

(۵۸۶۲)۱ازواجِ مطہرات حضور انور کی وفات کے بعد کسی جگہ نکاح نہیں کرسکتیں اور حضور انور کی میراث پاسکیں نہ رہنے کے لیے گھر اس لیے کبھی کبھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال آجاتا تھا تو دل مبارک پر اس کا اثر ظاہر ہوتا تھا ان تمام ازواج مطہرات میں جناب عائشہ صدیقہ کا حال نہایت قابل فکر تھا کیونکہ آپ نکاح کے وقت سات سالہ تھیں حضور کی عمر شریف ۴۵ سال حضور کی وفات شریف کے وقت آپ کی عمر شریف قریباً اٹھارہ سال تھی اور کل عمر شریف ترپین سال ہوئی عین جوانی میں حضور کا سایہ اٹھا پھر ساری عمر شریف ایسی بے سروسامانی میں گزاری اس لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر نے مجھ پر احسان کیا کہ اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی۔ ہمارے برخودار مفتی محمد مختار نے عرض کیا ہے شعر:۔

پونجی راہ خدا میں دے دی — بیٹی نبی کے نکاح میں دے دی
جان کی لگائی بازی اکثر ! — رضی اللہ تعالٰی عنہ

یعنی میرے بعد تمہاری خدمت وہی کرتے رہیں گے۔ جن میں صبر اور صدق دل کوٹ کوٹ کر بھری ہو کہ میرے بعد میری خاطر تمہاری خدمت عمر بھر کرتے رہیں ۔۲ابوسلمہ کی کنیت ہی نام ہے آپ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کے بیٹے ہیں خود تابعی ہیں مدینہ منورہ کے مشہور سات فقہاء میں سے ہیں آپ نے بڑے بڑے صحابہ سے احادیث روایت فرمائیں آپ سے بڑے بڑے محدثین نے روایات لیں ہیں ۹۷ ستانوں میں وفات پائی بہتر سال عمر ہوئی (مرقات) ۳یہاں صدقہ سے مراد خیرات نہیں ہے کوئی بیٹا اپنی ماں کو خیرات دیتا نہیں۔ بلکہ اس سے مراد نذرانہ ہدیہ ہے جو لائق بیٹا اپنی ماں کی خدمت میں پیش کرتا ہے صدقہ بہت معنی میں آتا ہے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تھا کہ ہم کھوٹی پونجی لائے ہیں وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ (۱۲ ، ۸۸) اور ہم پر خیرات کیجئے بے شک اللہ خیرات والوں کو صلہ دیتا ہے۔ (کنزالایمان) وہاں صدقہ بمعنی نذرانہ ہے۔۴حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کی سخاوت ملاحظہ ہو۔ نمبر۱ حضور کی حیات شریف میں آپ نے ایک بار چار ہزار دینار خیرات کیے۔ نمبر۲ ایک بار چالیس ہزار دینار راہ خدا میں دیئے نمبر۳ ایک بار پانچ سو گھوڑے مجاہدوں کو دیئے۔ نمبر۴ ایک بار ڈیڑھ ہزار اونٹ راہ خدا میں دیئے نمبر۵ وفات کے وقت پچاس ہزار

دینار خیرات کرنے کی وصیت کی۔نمبر۶ ایک بار آپ بیمار ہوئے تو اپنا تہائی مال خیرات کرنے کی وصیت کی مگر بعد میں آرام ہوگیا تو وہ مال خود ہی خیرات کردیا۔نمبر۷ ایک بار صحابہ سے کہا کہ جو اہل بدر سے ہوا سے فی کس چار سو دینار میں دوں گا نمبر۸ ایک بار ایک دن میں ڈیڑھ لاکھ دینار خیرات کئے رات کو حساب لگایا۔پھر بولے کہ میرا سارا مال مہاجرین و انصار پر صدقہ ہے حتیٰ کہ فرمایا میری قمیض فلاں کو اور میرا عمامہ فلاں کو جبرائیل امین حاضر ہوئے۔عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالرحمٰن کے صدقات قبول انہیں بے حساب جنتی ہونے کی خبر دیجئے نمبر۹ آپ نے تیس ہزار غلام آزاد کئے نمبر۱۰ یہ واقعہ کہ ازواجِ مطہرات کی خدمت میں یہ باغ پیش کیا جس کا یہاں ذکر ہے۔(مرقات)

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِاَزْوَاجِهٖ اِنَّ الَّذِىْ يَحْثُوْا عَلَيْكُنَّ بَعْدِىْ هُوَالصَّادِقُ الْبَارُّ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(۵۸۶۳) روایت ہے حضرت ام سلمہ سے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیویوں سے فرماتے سنا کہ جو شخص تم سب پر میرے بعد تم پر نچھاور کرے وہ سچا اور نیک ہوگا[۱] الٰہی عبدالرحمٰن ابن عوف کو جنت کے سلسبیل سے پلا[۲] (احمد)

(۵۸۶۳)[۱] حثو بنا ہے حثو سے بمعنی لپ بھر بھر کر کسی پر بکھیرنا یعنی نثار کرنا نچھاور کرنا یعنی جو میرے بعد تم پر دل کھول کر خرچ کرے۔وہ بہت ہی نیک و صالح ہوگا۔اس میں اشارۃً فرمایا گیا ہے کہ تاقیامت جو مسلمان تمہارے نام پر خیرات کرے تمہاری طرف سے حج بدل کرے تمہارے نام پر مسجدیں یا خانقاہیں بنائے وہ بہت ہی نیک و صالح ہے اس فرمانِ عالی میں تاقیامت مسلمانوں کو لے لیا گیا ہے۔[۲] سلسبیل جنت کے ایک چشمہ کا نام ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے: عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ‏(۷۶:۱۸) وہ ادرک کیا ہے، جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں۔(کنزالایمان) اہل عرب کہتے ہیں ماء سلسل، سلاسل، سلسبیلا یعنی بہت کثرت سے بہنے والا پانی۔یہ دعا یا تو حضرت ام سلمہ کی ہے یا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ چونکہ عبدالرحمٰن ابن عوف نے میری ازواج پاک سے یہ سلوک کیا یا کرنے والے ہیں خدایا تو انہیں جنت کا چشمہ سلسبیل عطا فرما معلوم ہوا کہ حضور کی دعا لینے کا ذریعہ ازواجِ مطہرات کی خدمت کرنا ہے۔صوفیاء فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جناب عائشہ صدیقہ کے گھر رہتے ہیں جو بھی ثواب ختم وغیرہ کا ہدیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرنا ہو اس میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کا نام شریف ضرور لیا جائے ان کے توسط سے بارگاہ رسالت میں پیش کیا جائے تب حضور کے ہاں قبول ہوتا ہے فقیر حقیر احمد یار کی نیت پختہ ہے کہ اگر اب کی بار ربّ نے حج نصیب کیا تو انشاءاللہ جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے حج بدل کروں گا اور عمرہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس گنہگار پر ان دونوں سرکاروں کے بڑے احسانات ہیں مجھے انہوں نے ہی اپنے قدموں سے لگا کر باریاب کیا ہے رضی اللہ عنہما اللہ ان کا بھلا کرے۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ جَآءَ اَهْلُ نَجْرَانَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِبْعَثْ عَلَيْنَا رَجُلًا اَمِيْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ اِلَيْكُمْ رَجُلًا اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ

(۵۸۶۴) روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں کہ نجران والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے[۱] عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ایک امین آدمی بھیجیں[۲] تو فرمایا کہ میں تمہارے پاس ایسا امین بھیجوں گا جیسا چاہیے

اَبَا عُبَیْدَۃَ ابْنَ الْجَرَّاحِ ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ویسا امین ہے۳؎ لوگوں نے اس کا انتظار کیا فرمایا کہ حضور نے ابوعبیدہ ابن جراح کو بھیجا (مسلم بخاری)

(۵۸۶۴)۱؎ نجران تین بستیوں کا نام ہے یمن کا ایک شہر جو دس ہجری میں فتح ہوا یہ جگہ نجران ابن زید ابن سبا کے نام پر آباد ہوئی دوسرا نجران جو علاقہ حوران میں واقع ہے دمشق کے قریب تیسرے عراق کا نجران جو کوفہ کے پاس ہے یہاں پہلا نجران مراد ہے وہاں کے لوگ ہی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تھے (مرقات) ۲؎ امین کے معانی پہلے بیان کئے جاچکے ہیں۔یعنی ایسا امانت دار آدمی ہمارے علاقہ میں بھیجیں جو ہمارا قاضی امیر اور معلم ہو۔۳؎ حق امین کا مطلب ہے کہ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا امین ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ زید جیسا عالم ہونے کا حق ہے ویسا عالم ہے سارے صحابہ امانت والے ہیں مگر حضرت حذیفہ اوّل نمبر امانتدار۔

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ نُّؤَمِّرُ بَعْدَكَ قَالَ اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَابَکْرٍ تَجِدُوْهُ اَمِیْنًا زَاهِدًا فِی الدُّنْیَا رَاغِبًا فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْهُ قَوِیًّا اَمِیْنًا لَایَخَافُ فِی اللّٰهِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ وَّاِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِیًّا وَّلَا اُرَاکُمْ فَاعِلِیْنَ تَجِدُوْهُ هَادِیًا مَّهْدِیًّا یَاْخُذُ بِکُمُ الطَّرِیْقَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(۵۸۶۵) روایت ہے حضرت علی سے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بعد ہم کسے امیر بنائیں۱؎ فرمایا اگر تم ابوبکر کو امیر بناؤ تو تم انہیں امین دنیا سے بے رغبت آخرت میں رغبت والا پاؤ گے۲؎ اور اگر تم عمر کو امیر بناؤ تو تم انہیں قوت والا امانت والا پاؤ گے کہ وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامتی کی ملامت سے نہیں ڈرتے۳؎ اور اگر تم علی کو امیر بناؤ میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا کرو گے۴؎ تو تم انہیں ہدایت یافتہ پاؤ گے جو تمہیں سیدھے راستہ پر چلائیں گے۵؎ (احمد)

(۵۸۶۵)۱؎ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال جب کیا گیا جبکہ حضرات صحابہ کو یہ یقین ہوگیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ نہیں بنائیں گے۲؎ اس سے معلوم ہوا کہ خلیفۃ المسلمین میں یہ صفات ہونا ضروری ہیں امانت، زہد وتقویٰ آخرت میں رغبت صوفیاء فرماتے ہیں کہ اخلاص ذریعہ خلاص ہے۔۳؎ یعنی حضرت عمر بھی خلافت کے لائق ہیں کہ ان میں قوت، امانت، دیانت، سیاست اور حق پر مضبوطی سے قائم رہنا کسی کی پرواہ نہ کرنا ساری صفات موجود ہیں دنیا نے دیکھ لیا کہ جناب عمر نے اپنے زمانہ خلافت میں اسلام اور مسلمین کی کیسی خدمات کیں۔۴؎ یعنی تم سب لوگ حضرت علی کو خلیفہ نہیں بناؤ گے ان کی خلافت پر مسلمان متفق نہ ہوں گے اس میں غیبی خبر ہے چنانچہ ایسا ہوا کہ آپ کی خلافت پر امت کا اجتماع نہیں ہوا خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کا ذکر پہلے کیا پھر عمر فاروق کا پھر جناب علی کا اسی ترتیب سے خلافت ہوئی اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تم لوگ حضرت علی مرتضٰی کو پہلا خلیفہ نہ بناؤ گے کہ قلم الٰہی اسی طرح چل چکا ہے کہ حضرت علی کی عمران دونوں سے زیادہ ہو اور وہ دونوں حضرات بھی خلیفہ بنیں اگر جناب علی پہلے خلیفہ ہو جاتے۔تو وہ صاحب خلیفہ نہ ہوسکتے حالانکہ ان دونوں کی خلافت بھی تقدیر مبرم ہوچکی ہے اس صورت میں لااراکم کے معنی ہیں کہ مجھے یقین ہے تم علی کو پہلا خلیفہ نہ بناؤ گے۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یا تو جناب عثمان کا ذکر فرمایا ہی نہیں یا فرمایا تھا مگر راوی نے یا اختصار کردیا یا اسے نسیان ہوگیا (اشعہ) ۵؎ یعنی جناب علی مرتضٰی رب کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور تم کو ہدایت دینے والے جو لوگ انہیں خلیفہ مانیں گے وہ ہدایت پر ہوں گے جو انہیں خلیفہ نہیں مانیں گے وہ اس معاملہ میں ہدایت پر نہ ہوں گے بلکہ باغی ہوں گے یہی اہل سنت کا مذہب ہے کہ حضرت علی خلیفہ برحق ہیں امیر معاویہ اس زمانہ میں باغی تھے حضرت علی کی ڈگری امیر معاویہ کی معافی اس کی تحقیق ہماری کتاب

امیر معاویہ میں دیکھو۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللهُ اَبَابَكْرٍ زَوَّجَنِي ابْنَتَهُ وَحَمَلَنِيْ اِلٰى دَارِ الْهِجْرَةِ وَصَحِبَنِيْ فِي الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَالِهٖ رَحِمَ اللهُ عُمَرَ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَالَهُ مِنْ صَدِيْقٍ رَحِمَ اللهُ عُثْمَانَ يَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلَآئِكَةُ رَحِمَ اللهُ عَلِيًّا اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)
وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ .

(۵۸۶۶) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ ابوبکر پر رحمت کرے انہوں نے اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کر دیا۱ اور مجھے ہجرت گاہ تک پہنچایا۲ اور غار میں میرے ساتھ رہے۳ اور بلال کو اپنے مال سے آزاد کیا۴ اللہ عمر پر رحمت کرے کہ وہ حق بات کہتے ہیں اگرچہ کڑوی ہو انہیں حق نے ایسا کر دیا کہ ان کا کوئی دوست نہیں۵ اللہ عثمان پر رحمت کرے کہ ان سے فرشتے غیرت کرتے ہیں اللہ علی پر رحمت کرے الٰہی علی کے ساتھ حق کو گردش دے جدھر وہ گردش کریں۶
(ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۸۶۶)۱اس فرمانِ عالی سے معلوم ہوا کہ زندہ کو رحمۃ اللہ علیہ کہہ سکتے ہیں (مرقات) خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی دختر نیک اختر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کا نکاح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اس میں اپنی بیٹی کی قربانی ہے جس کی وجوہ ابھی ہم کچھ پہلے عرض کر چکے ہیں اس لیے حضور انور نے اسے صدیق اکبر کی قربانیوں کے سلسلے میں ذکر فرمایا۔۲اس طرح کہ غار ثور تک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھے پر لے گئے اور اس سے آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب رفیق سفر رہے مدینہ منورہ تک۔ خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے دو اونٹ پالے تھے ہجرت کے لیے ایک اپنے واسطے دوسرا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جب حضور نے ہجرت کی خبر دی تو حضرت صدیق نے وہ اونٹ پیش فرمایا حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہاں منظور ہے مگر قیمت سے چنانچہ حضور نے آٹھ سو درہم میں وہ اونٹ جناب صدیق سے خریدا مگر قرض (اشعہ) یہ ثابت نہیں کہ حضور انور سے یہ قرضہ جناب صدیق نے وصول بھی کیا اگر وصول کیا بھی ہوگا تو حضور ہی پر خرچ کیا ہوگا۔۳یعنی غار ثور کی کئی راتیں کئی دن جناب صدیق نے میرے ساتھ گزارے کہ اس زمانہ میں ان کے سواء کسی نے مجھے نہ دیکھا اس زمانہ میں ان کی عبادت تھی میرا منہ تکنا جو کسی اور کو میسر نہ تھی اس غار میں مجھ پر جان فدا کی کہ میری حفاظت کرتے ہوئے سانپ سے اپنے پاؤں میں کٹوالیا یہ قربانی صرف انہوں نے کی رضی اللہ عنہ۴ سبحان اللہ حضرت بلال کی خریداری ان کا آزاد کرنا حضور نے جناب صدیق کی قربانیوں کے سلسلہ میں بیان فرمایا ہے حضرت بلال امیہ ابن خلف کے ہاتھوں بڑی مصیبت میں تھے حضور نے فرمایا کہ کوئی بلال کو خرید لیتا اور آزاد کر کے مجھ پر احسان کرتا حضرت صدیق نے پانچ سو درہم اور ایک قیمتی غلام سطاس کے عوض جناب بلال رضی اللہ عنہ کو خریدا۔ حضور نے فرمایا

گفت پیغمبر کہ اے اقبال جو ۔۔۔ در خریدن می شوم انبار تو !
گفت ماد و بندگان کوئے تو ۔۔۔ کرو مش آزاد ہم بر روئے تو

اے صدیق بلال کی آدھی قیمت ہم سے لے لو اور ہم تم دونوں بلال کے خریدار بنیں۔ جناب صدیق نے عرض کیا کہ میں اور بلال دونوں آپ کے آستانہ کے غلام حضور میں کس کا ہوں اور میرا یہ کس کا ہے حضور اسے میں نے آپ کی خدمت کے لیے آزاد کر دیا۔ شعر:۔

چوں بدید آں خستہ روئے مصطفٰی خر مغشیا علیہ برقفا

جب بلال نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور دیکھا بیہوش ہوکر گر پڑے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کا سر اپنے زانو پر رکھا فرمایا کہ اوذیت فِی سبیلِ اللہ اے بلال تو اللہ کی راہ میں بہت ہی ستایا گیا۔حضرت عمر فرمایا کرتے تھے۔ ھو سیدنا واعتق سیدنا ابوبکر میرے آقا ہیں انہوں نے میرے آقا بلال کو آزاد کرایا ہے تاقیامت مسلمانوں کے محسن اعظم ہیں ابوبکر صدیق ہم سب کے آقا حضرت بلال کو آپ نے ہی آزاد کیا یوں ہی عامر ابن فہیرہ کو حضرت صدیق نے آزاد کیا جن کی لاش بعد شہادت آسمان پر اٹھائی گئی (بخاری شریف) رضی اللہ عنہم اجمعین خدا کرے مجھے صدیق بغیر قیمت ہی خرید لیں اور دوزخ سے آزاد کردیں۔

تو ہے آزاد سفر سے ترے بندے آزاد ہے یہ سالک بھی ترا بندہ بے زر صدیق

حضرت صدیق نے بہت لونڈیاں اور غلام وہ آزاد کئے جو کفار کے ہاتھوں سخت مصیبت میں تھے۔ ۵؎ یعنی خوشامد کی بناء پر کوئی ان کا دوست نہیں بہت لوگ خوشامدی ہوتے ہیں وہ خوشامدیوں کے دوست بھی ہوتے ہیں لہذا حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ رسول اور جناب صدیق اور مہاجرین وانصار بھی حضرت عمر کے دوست نہیں نہ یہ حدیث اس آیت کے خلاف ہے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ (۵۵:۵) تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس رسول اور ایمان والے۔ (کنزالایمان)۔ ۶؎ حق سے مراد قرآن مجید ہے اس کی شرح وہ حدیث ہے جو امام جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع میں نقل فرمائی القرآن مع القرآن یعنی قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ ہم نے جناب علی کی شان میں عرض کیا ہے۔ شعر:-

یہ ہے خاموش قرآن اور وہ قرآن ناطق ہیں نہ ہوں جس دل میں یہ اس میں نہیں قرآن کا رشتہ

بَابَ مَنَاقِبِ اَھْلِ بَیْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے فضائل رضی اللہ عنہم اجمعین

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ
پہلی فصل

اہل بیت کے معنی ہیں گھر والے اہل بیت رسول چند معنی میں آتا ہے نمبر ۱ جن پر زکوٰۃ لینا حرام ہے یعنی بنی ہاشم عباس، علی، جعفر، عقیل، حارث کی اولاد۔ نمبر ۲: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پیدا ہونے والے یعنی اولاد نمبر ۳ حضور کے گھر میں رہنے والے جیسے ازواج پاک نمبر ۴: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آنے جانے والے جیسے حضرت زید ابن حارثہ اور جیسے اسامہ ابن زید، یہاں ازواج پاک کے سواء باقی حضرات مراد ہیں۔ یعنی اولاد اور خدام خاص، کیونکہ ازواج پاک کے لیے مؤلف نے علیحدہ باب باندھا ہے۔ خیال رہے کہ بیویوں کا اہل بیت ہونا قرآنی آیات سے ثابت ہے رب نے حضرت سارہ کو جناب ابراہیم کی اہل بیت فرمایا: رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکٰتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ (۱۱:۷۳) اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اس گھر والو۔ (کنزالایمان) حضرت صفورا کو جناب موسیٰ علیہ السلام کا اہل فرمایا: اِذْ قَالَ لِاَھْلِہِ امْکُثُوْا اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا (۲۰:۱۰) تو اپنی بی بی سے کہا ٹھہرو مجھے ایک آگ نظر پڑی۔ (کنزالایمان) حضرت عائشہ صدیقہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل بیت فرمایا: وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِکَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ (۳:۱۲۱) اور یاد کرواے

محبوب! جب تم صبح کو اپنے دولت خانے سے برآمد ہوئے مسلمانوں کولڑائی کے مرچوں پر قائم کرتے۔ (کنزالایمان) اور اولاد کا اہل بیت ہونا حدیث سے ثابت ہے حضور نے جناب فاطمہ حسنین کریمین اور جناب علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: **اللھم ھؤلاء اھل بیتی** ۔خدایا یہ لوگ بھی میرے اہل بیت ہیں لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اولاد سب ہی اہل بیت ہیں رضی اللہ عنہم خلاصہ یہ ہے کہ بیت تین قسم کے ہیں۔ بیت نسب، بیت سکن، بیت ولادت اس لیے اہل بیت بھی تین قسم کے ہیں (از اشعہ)

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَدْعُ اَبْنَآءَ نَاوَاَبْنَآءَ كُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِىْ .(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۸۶۷) روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم اپنے اور تمہارے بیٹوں کو بلائیں[۱] تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی اور فاطمہ اور حسن و حسین کو بلایا[۲] عرض کیا الٰہی میرے گھر والے یہ ہیں[۳] (مسلم)

(۵۸۶۷)[۱] اس طرح کہ انہیں اپنی ان بددعاؤں میں شامل کریں خواہ اس طرح کہ مباہلہ میں انہیں حاضر کریں یا اس طرح کہ وہ اگرچہ یہاں سے غائب رہیں مگر انہیں بددعا میں داخل کریں چنانچہ نجران کے عیسائیوں نے یہاں اپنے بچوں کو نجران سے نہیں بلایا تھا۔[۲] اس وقت حضرت رقیہ، ام کلثوم اور جناب ابراہیم وفات پا چکے تھے اس لیے وہ نہ آئے حضرت علی اہل بیت سکونت اہل بیت نسب ہیں اور حضرت فاطمہ زہرا و حسنین کریمین اہل بیت ولادت۔[۳] یعنی الٰہی یہ بھی میرے اہل بیت ہیں یہ مطلب نہیں کہ یہ میرے اہل بیت ہیں ان کے سواء اور کوئی نہیں ورنہ یہ حدیث ان آیات قرآنیہ کے بھی خلاف ہوگی اور ان احادیث کے بھی جو ابھی ہم نے عرض کیں۔ خیال رہے کہ انسان ایسے موقع پر اپنے بچوں کی قسم کھاتا ہے۔ بیویوں یا دوستوں کی قسم نہیں کھاتا اس لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ہمراہ لے گئے مگر تفسیر روح المعانی نے حوالہ سے فرمایا کہ اس موقع پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کو مع ان کی اولادوں کے بھی ساتھ لے گئے تھے۔ دیکھو ہماری تفسیر نعیمی۔

وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَآءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَآءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَآءَ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا . (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۸۶۸) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ ایک صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے آپ پر کالی اون کی مخلوط چادر تھی[۱] حسن ابن علی آئے حضور نے انہیں داخل کرلیا پھر جناب حسین آئے وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہوگئے پھر جناب فاطمہ آئیں انہیں بھی داخل کرلیا پھر جناب علی آئے انہیں بھی داخل کرلیا پھر فرمایا اے نبی کے گھر والوں اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کردے[۲] اور تم کو خوب پاک و صاف فرمادے[۳] (مسلم)

(۵۸۶۸)[۱] یہ واقعہ اس وقت ہوا جبکہ آیت کریمہ **اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا** (۳۳،۳۳) اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔ (کنزالایمان) نازل ہوئی۔[۲] خیال رہے کہ یہ آیت کریمہ ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اوپر سے انہیں کا ذکر ہے اور خود اس آیت کے اول میں انہیں سے خطاب ہے اور بعد میں بھی انہیں سے خطاب اگر اتنے ٹکڑے میں یہ حضرات مراد ہوں تو آیات بلکہ ایک

آیت کے اجزاء میں سخت بے ربطی ہو جائے گی مگر چونکہ انہیں ازواج پاک اہل بیت کے لفظ سے یاد فرمایا گیا لہٰذا یطہر کم ضمیر جمع مذکر ارشاد ہوئی کہ لفظ اہل بیت مذکر ہے جیسے فرشتوں نے حضرت سارہ زوجہ ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا تھا: قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ (۱۱:۷۳) فرشتے بولے کیا اللہ کے کلام کا اچنبا کرتی ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اس گھر والو۔ (کنزالایمان) وہاں بھی علیکم جمع مذکر کی ضمیر ارشاد ہوئی ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ ان حضرات کو بھی اس میں داخل فرمالیں لہٰذا دعا فرمائی کہ الٰہی یہ بھی میرے گھر والے ہی ہیں انہیں بھی خوب پاک فرمادے، اسی لیے روایات میں ہے کہ جناب اُم سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی اس کمبل شریف میں داخل فرمالیں فرمایا انت علی خیرتم تو اس آیت خیر میں ہو ہی تمہارے لیے دعا کر کے داخل کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم تو ان کو داخل کرنے کی دعا کر رہے ہیں جو اس میں داخل نہیں۔۳؎ ان ساری آیات میں حضور کی ازواج پاک سے خطاب ہے۔ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ فرما کر انہیں حکم دیا گیا کہ پردے میں رہو تلاوت قرآن کرو نماز کی پابندی کرو اس جملہ یعنی يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ میں ان احکام کی حکمت کا ذکر ہے کہ ہم نے تم کو یہ احکام اس لیے دیئے کہ اللہ چاہتا ہے کہ تم سے زمانہ جاہلیت کی گھنونی عادات کی گندگی دور رکھے اور تم کو پاک و صاف رکھے اس کا مطلب یہ نہیں کہ پہلے یہ حضرات پاک و صاف نہ تھے اب پاک ہوں گے خیال رہے کہ سواء انبیاء کرام اور فرشتوں کے معصوم کوئی نہیں ہاں حضرات صحابہ اور بعض اولیاء اللہ محفوظ ہیں اس آیت سے ان حضرات کی معصومیت ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ روافض نے سمجھا معصوم وہ جو گناہ نہ کرسکے محفوظ وہ جو گناہ نہ کرے بعض روایات میں ہے کہ حضرت اُم سلمہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس موقع پر عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی آپ کی اہل بیت ہوں فرمایا تم بھی اہل بیت ہو بعض روایات میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم سلمہ کو بھی کمبل میں لے لیا پھر یہ دعا فرمائی (مرقات) خیال رہے کہ لفظ پنجتن پاک اس حدیث سے لیا گیا ہے اور یہ واقعہ بہت بار ہوا کبھی اُم سلمہ کو کمبل شریف میں داخل نہیں کیا اور کبھی داخل فرمالیا ہے۔

وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَهٗ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۸۶۹) روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ جب جناب ابراہیم کی وفات ہوئی۱؎ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں اس کے لیے ایک دائی ہے۲؎ (بخاری)

(۵۸۶۹) ۱؎ جناب ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن شریف سے پیدا ہوئے باقی ساری اولاد حضرت خدیجہ سے یعنی طیب، طاہر، قاسم اور رقیہ، زینب کلثوم، فاطمہ رضی اللہ عنہم۔ ابراہیم مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ذی الحجہ ۸ھ میں سولہ مہینہ عمر پا کر وفات پا گئے جنت البقیع میں عثمان ابن مظعون کے برابر دفن ہوئے فقیر نے زیارت کی ہے عثمان ابن مظعون حضور کے رضاعی بھائی تھے۔۲؎ یعنی جنت کی کوئی خاص مخلوق ان کی خدمت کرتی ہے اور جنت کی خاص نعمتوں سے ان کی پرورش کی جاتی ہے خیال رہے کہ مرضعہ، ت سے وہ ہے جو دودھ پلائے اور مرضع وہ جو یہ کام کرسکے اگرچہ نہ کرے جیسے حائض وہ عورت جسے حیض آسکے یعنی بالغہ اور وہ جسے حیض آ رہا ہو یہ فرق دیکھو لمعات شریف اسی جگہ اسی لیے قرآن کریم میں ہے: تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ (۲۲:۲) ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی۔ (کنزالایمان) وہاں مرضع نہیں فرمایا (مرقات)

وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنَّا اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهٗ فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ مَا تُخْفِيْ مِشْيَتُهَا

(۵۸۷۰) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ کے پاس تھیں جناب فاطمہ آئیں۱؎ آپ

مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهَا قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَآءً اشَدِيْدًا فَلَمَّا رَاٰى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَاِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِي عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهٗ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَالِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا اَخْبَرْتِنِيْ قَالَتْ اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْاَمْرِ الْاَوَّلِ فَاِنَّهٗ اَخْبَرَنِيْ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِيَ الْقُرْاٰنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَّاِنَّهٗ عَارَضَنِيْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اُرَى الْاَجَلَ اِلَّاقَدِاقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَاِنِّيْ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَالَكِ فَبَكَيْتُ فَلَمَّا رَاٰى جَزْعِيْ سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَسَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ يُقْبَضُ فِيْ وَجْعِهٖ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهٖ اَتْبَعُهٗ فَضَحِكْتُ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سے بالکل مختلف نہ تھی۲ تو جب انہیں حضور نے دیکھا تو فرمایا خوش آمدید اے میری بچی پھر انہیں بٹھالیا پھران سے کچھ سرگوشی کی۳ آپ بہت سخت روئیں تو جب ان کا رنج ملاحظہ فرمایا تو ان سے دوبارہ سرگوشی فرمائی تو وہ ہنس پڑی۴ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو میں نے ان سے سرگوشی کے متعلق پوچھا۵ آپ بولیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہیں کرسکتی پھر جب حضور کی وفات ہوگئی تو میں نے کہا کہ میں تم کو اس کی وجہ سے جو میرا تم پر حق ہے قسم دیتی ہوں کہ تم مجھے بتادو۶ آپ بولیں لیکن اب تو ہاں ضرور۷ جس وقت حضور نے پہلی بار مجھ سے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے خبر دی کہ حضرت جبرائیل ہر سال مجھ پر قرآن مجید ایک بار پیش کیا کرتے تھے اور انہوں نے اس سال مجھ پر دوبار پیش کیا۸ میں نہیں خیال کرتا مگر یہ کہ میری وفات قریب ہے تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا۹ میں تمہارا بہترین پیش رو ہوں۱۰ تو میں رونے لگی تو جب حضور نے میری گھبراہٹ دیکھی تو مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی فرمایا اے فاطمہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم جنتی لوگوں کی بیویوں یا مومنوں کی بیویوں کی سردار ہو۱۱ اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ سے حضور نے سرگوشی کی کہ اس بیماری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگی تو میں روئی پھر مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی مجھے خبر دی کہ میں ان کے گھر والوں میں پہلی ہوں گی جو ان کے پیچھے پہنچوں گی۱۲ تو میں ہنس پڑیں (مسلم بخاری)

(۵۸۷۰)۱؎ فاطمہ بنا ہے فطم سے بمعنی دور ہونا اس لیے جس بچہ کا دودھ چھڑا دیا جائے اسے فطیم کہتے ہیں چونکہ اللہ تعالٰی نے جناب فاطمہ ان کی اولاد ان کے محبین کو دوزخ کی آگ سے دور کیا ہے اس لیے آپ کا نام فاطمہ ہوا (مرقات) آپ کا لقب ہے بتول اور زہرا بتول کے معنی ہیں منقطع ہونا کٹ جانا و تبتل الیہ تبتیلا چونکہ آپ دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے الگ تھیں لہذا بتول لقب ہوا زہرا بمعنی کلی آپ جنت کی کلی تھیں حتی کہ آپ کو کبھی حیض نہیں آیا (مدارج) آپ کے جسم سے جنت کی خوشبو آتی تھی جسے حضور سونگھا کرتے تھے مبسوط سرخسی اس لیے آپ کا لقب زہرا ہوا رضی اللہ عنہا ہم نے عرض کیا ہے شعر:۔

بتول و فاطمہ زہرا لقب اس واسطے پایا کہ دنیا میں رہیں اور دیں پتہ جنت کی نکہت کا

۲؎ حضرت فاطمہ سر سے پاؤں تک ہم شکل مصطفٰی تھیں آپ کی چال ڈھال ہر وضع قطع حضور کے مشابہ تھی اللہ نے رسول کی جیتی

جاگتی تصویر بنایا تھا ہم نے عرض کیا شعر:-

کیا نظارہ جن آنکھوں نے تفسیر نبوت کا — رسول اللہ کی جیتی جاگتی تصویر کو دیکھا !

۳؎ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب فاطمہ زہرا کو آتے دیکھتے تو خوشی میں کھڑے ہوجاتے تھے پیشانی اور ہاتھ کو بوسہ دیتے تھے اپنی جگہ بٹھا لیتے تھے یہ واقعہ وفات شریف سے بالکل قریب ہی واقع ہوا۔ ۴؎ تمام ازواج پاک موجود تھیں مگر یہ راز کی بات صرف جناب فاطمہ سے فرمائی آپ صاحب راز ہیں۔ ۵؎ یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے تشریف لے گئے تو ہم نے حضرت فاطمہ سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کیا فرمایا۔ ۶؎ یعنی میں تمہاری ماں ہوں اور تم میری بیٹی ہو ماں کا بیٹی پر حق ہوتا ہے اس حق کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ اب تم مجھ کو بتادو کہ حضور انور نے تم سے کیا فرمایا تھا۔ ۷؎ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہ نے اپنی قوت اجتہادیہ سے معلوم فرمالیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شریف میں یہ بات چھپائی کی تھی کیونکہ اس میں حضور کی وفات کی خبر تھی قبل از وقت اس کا اظہار مناسب نہ تھا اب جبکہ وفات شریف ہوچکی وہ راز نہ رہی تو اس گفتگو کا دوسرا حصہ یعنی میری وفات اور میرے درجہ کا اظہار بھی راز نہ رہا اس لیے اب بیان فرمادیا۔ ۸؎ ظاہر یہ ہے کہ قرآن سے مراد سارا قرآن مجید ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر ماہ رمضان میں پورے قرآن کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دور کرتے تھے مگر اس دور کا نام نزول قرآن نہ تھا نزول تو وہ تھا جو حسب موقع آیات کا ورود ہوتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ ماہ رمضان میں قرآن مجید کا دور کرنا سنت رسولی بھی ہے اور سنت جبرائیلی بھی کہ ایک پڑھے دوسرا سنے پھر وہ پڑھے یہ سنے یہ واقعہ یعنی دوبار ایک ماہ میں دور فرمانا پندرہ دن میں دورہ ختم کردینا حضور کے آخری رمضان شریف میں ہوا اور حضرت فاطمہ سے حضور کا یہ فرمان رمضان کے بعد تھا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اول ہی سے سارے قرآن سے واقف تھے جسے قرآن نہ آتا ہو اس کے ساتھ دور نہیں کیا جاتا بلکہ اسے پڑھایا جاتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات کی خبر تھی کہ اگلے رمضان سے پہلے ہماری وفات ہوجائے گی۔ بعض سورتیں مکمل نہیں نازل ہوئی تھیں کچھ آیات آچکی تھیں کچھ آنے والی تھیں پھر دور کیسا۔ ۹؎ یعنی اے فاطمہ جیسے تم ہماری حیات شریف میں طیبہ طاہرہ متقیہ صابرہ رہی ہو ایسے ہی ہماری وفات کے بعد بھی رہنا تمہارے پائے استقلال میں جنبش نہ آنے پائے آپ نے اس پر عمل کرکے دکھادیا۔ رونا صبر کے خلاف نہیں نوحہ پیٹنا، ماتم کرنا صبر کے خلاف ہے یہ آپ نے کبھی نہیں کیا۔ ۱۰؎ پیش رو وہ جو کسی کے آگے کسی مقام پر جاکر اس کا انتظام وغیرہ کرے یعنی ہم تم سے پہلے جارہے ہیں۔ جب تم آؤ گی تو ہم تمہارے انتظار میں ہوں گے تمہارا گھربار ساز وسامان ہماری نگرانی میں سب تیار ہوچکا ہوگا سبحان اللہ۔ ۱۱؎ یعنی مومن مردوں کی بیویوں کی تم سردار ہوگی لہذا جناب فاطمہ ازواجِ مطہرات خصوصاً جناب عائشہ صدیقہ اور خدیجۃ الکبریٰ کی سردار نہیں کہ وہ بیویاں مومنین کی بیویاں نہیں بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں سبحان اللہ کیسی پیاری اور جامع عبارت ارشاد فرمائی۔ ۱۲؎ یعنی میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تمہاری وفات ہوگی۔ یہاں یہ نہ فرمایا کہ تمہاری وفات ہوگی بلکہ فرمایا سب سے پہلے تم مجھ سے ملوگی اس میں کئی غیبی خبریں ہیں۔ حضرت فاطمہ زہرا کا وقت وفات۔ آپ کی نوعیت وفات کہ آپ کا خاتمہ ایمان، تقویٰ، پرہیزگاری کے اعلیٰ درجہ پر ہوگا آپ کا قبر وحشر میں اول نمبر کامیاب ہونا آپ کا پل صراط سے بخوبی گزر جانا۔ آپ کا جنت کے اعلیٰ مقام پر حتیٰ کہ حضور کے ساتھ رہنا یہی علوم خمسہ کی خبریں ہیں۔ خیال رہے کہ فضیلت فاطمہ زہرا کے متعلق چند قول ہیں ایک یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا دنیا بھر کی تمام عورتوں سے افضل ہیں حتیٰ کہ بی بی مریم، جناب عائشہ او جناب خدیجۃ الکبریٰ سے بھی۔ دوسرے یہ کہ حضرت خدیجہ و عائشہ جناب فاطمہ زہرا سے افضل ہیں۔ تیسرے یہ کہ یہ تینوں حضرات یعنی

جناب خدیجۃ الکبریٰ، عائشہ صدیقہ فاطمہ زہرا ہم رتبہ ہیں کوئی کسی سے افضل نہیں برابر ہیں۔ ترجیح دوسرے قول کو ہے کہ جناب عائشہ و خدیجہ حضرت فاطمہ زہرا سے افضل ہیں کہ وہ ماں ہیں اور جناب فاطمہ زہرا بیٹی نیز جنت میں وہ دونوں حضور کے ساتھ ہوں گی حضرت فاطمہ علی کے ساتھ نیز عائشہ صدیقہ بڑھی فقیہہ عالم مجتہدہ ہیں۔ رب تعالٰی فرماتا ہے: یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (۳۲،۳۳) اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ (کنزالایمان) امام مالک فرماتے ہیں کہ طہارت نفس شرف نسب میں جناب فاطمہ زہرا کے برابر کوئی نہیں ہوسکتا۔

وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ وَفِیْ رِوَايَةٍ يُرِيْبُنِیْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِیْ مَا اٰذَاهَا ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۷۱) روایت ہے حضرت مسور بن مخرمہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے[1] جس نے انہیں ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا[2] اور ایک روایت میں ہے کہ جو چیز انہیں پریشان کرے مجھے کرتی ہے اور جو چیز انہیں تکلیف دے وہ مجھے ستاتی ہے۔[3] (مسلم بخاری)

(۵۸۷۱) [1] یعنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے یا میرے گوشت کا ٹکڑا اس بنا پر جناب فاطمہ زہرا سب سے افضل ہیں بھلا حضور کے لخت جگر کی برابر کون ہوسکتا ہے آپ کا نام فاطمہ کبریٰ کے لیے حضور کی سب سے چھوٹی بیٹی ۲ دو ہجری رمضان میں آپ کا نکاح جناب علی سے ہوا ذی الحجہ میں رخصت۔ آپ کے چھ بچے ہوئے، حسن، حسین، محسن، زینب، اُم کلثوم، رقیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد وفات پائی عمر شریف اٹھائیس سال ہوئی آپ کو جناب علی کرم اللہ وجہہ نے غسل دیا آپ نے ہی نماز پڑھی اور شب میں دفن کیا (مرقات) مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ [2] یعنی جو فاطمہ زہرا کو تکلیف دینے انہیں ستانے کے لیے کوئی کام یا کلام کرے اس نے مجھے ایذاء پہنچائی یہ کلمات انصار، صحابہ بلکہ ہر مومن کے لیے بھی آئے **من ابغض الانصار ابغضه الله حب قریش ایمان و بغضهم کفر ۔ حب العرب ایمان و بغضهم کفر ۔ من ابغض العرب فقد ابغضنی** (مرقات) خیال رہے کہ کسی سے حضرت سیدہ کا ناراض ہونا کچھ اور ہے اور ان کو ناراض کرنا کچھ اور جب حضرت علی نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تو آپ ناراض ہوئیں آپ کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ حضرت ابوبکر صدیق سے اپنی میراث مانگی۔ آپ نے ایک حدیث سنا کر انکار کیا تو آپ اپنے مانگنے پر ناراض یعنی نادم ہوئیں اس ناراضگی کی حیثیت کچھ اور ہے قیامت میں اعلان ہوگا کہ تمام لوگ اپنے سر جھکالیں فاطمہ گزر رہی ہیں جناب فاطمہ ستر ہزار حوران بہشتی کے ہمراہ بجلی کی کوند کی طرح گزریں گی (صواعق، مرقات) [3] غالبًا یہ فرمان عالی تب صادر ہوا جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دوسرا نکاح کرنا چاہا اور جناب فاطمہ زہرا نے یہ شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی جائز بلکہ فرض کام سے حضور ناراض ہوں تو وہ کام حرام ہو جاتا ہے نکاح سنت ہے مگر فاطمہ زہرا کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے حرام ہوگیا کہ یہ جناب فاطمہ کی تکلیف کا باعث تھا اور آپ کی تکلیف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کا سبب خیال رہے کہ حضرت فاطمہ زہرا ابوبکر صدیق پر ناراض نہ ہوئیں نہ ہوسکتی تھیں کیونکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پیش کر کے میراث دینے سے معذرت کی تھی فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ناراضگی کسی مسلمان کا کام نہیں چہ جائیکہ حضرت فاطمہ۔

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ

(۵۸۷۲) روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے فرماتے ہیں

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فِینَا خَطِیبًا بِمَآءٍ یُدْعٰی خُمًّا بَیْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِینَةِ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ یُوْشِكُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیْبُ وَاَنَا تَارِكٌ فِیكُمُ الثَّقَلَیْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللهِ فِیهِ الْهُدٰی وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰی كِتَابِ اللهِ وَرَغَّبَ فِیهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَیْتِیْ اُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ اُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ وَفِیْ رِوَایَةٍ كِتَابُ اللهِ هُوَ حَبْلُ اللهِ مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَی الْهُدٰی وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلَی الضَّلَالَةِ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہم میں خطیب کھڑے ہوئے اس پانی پر جسے خم کہا جاتا ہے۱ مکہ مدینہ کے بیچ تو اللہ کی حمد و ثناء کی اور وعظ و نصیحت فرمائی پھر فرمایا کہ حمد کے بعد لوگو خبردار میں بشر ہوں۲ قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد میرے پاس آ جائے میں اس کا بلاوا قبول کرلوں۳ میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑتا ہوں۴ جن میں سے پہلی تو اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۵ تم اللہ کی کتاب لو اسے مضبوط پکڑو۶ پھر کتاب اللہ پر ہمارا اس کی رغبت دی۷ پھر فرمایا اور میرے اہل بیت۸ میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں۹ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ کی کتاب اللہ کی رسی ہے۱۰ جس نے اس کی اتباع کی وہ ہدایت پر رہا جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر رہا۱۱ (مسلم)

(۵۸۷۲) ۱؎ غدیر خم کی تحقیق پہلے ہو چکی ہے کہ حرمین شریفین کے درمیان جحفہ منزل کے قریب ایک جگہ کا نام خم ہے وہاں ایک تالاب ہے اس تالاب کو غدیر خم کہتے تھے۔ وہاں کا یہ واقعہ ہے۔ ۲؎ چونکہ میں بشر ہوں لہذا مجھے بھی موت یقیناً آنی ہے۔

شعر:-

جو یہاں آیا ہے اس کو ہو گا جانا ایک دن ۔ سب کو ہے منها خلقنا کم کا صدمہ ایک دن

۳؎ رسول رب سے مراد یا حضرت عزرائیل علیہ السلام ہیں جو سب کے پاس موت کے وقت آتے ہیں۔ یا حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جو وفات شریف کے وقت ملک الموت کے ساتھ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے استقبال کے لیے بارگاہ الٰہی میں ساتھ لے جانے کے لیے۔ ۴؎ ثقلین بنا ہے ثقل سے بمعنی بوجھ جن و انس کو بھی ثقلین کہتے ہیں کہ زمین میں ان کا بڑا وزن ہے پھر فرمان الٰہی احکام شرعیہ کو ثقل کہتے ہیں کہ ان پر عمل نفس پر بوجھ ہے اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا (۵:۷۳) بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔ (کنزالایمان) چونکہ قرآن مجید پر عمل اہل بیت کی اطاعت نفس پر بھاری ہے لہذا انہیں ثقلین فرمایا۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ ثقلین بمعنی زینت کی چیز ہیں جن و انس کو ثقلین اس لیے فرمایا گیا ہے کہ ان سے زمین کی زینت ہے سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ (۵۵:۳۱) جلد سب کا نبٹا کر ہم تمہارے حساب کا قصد فرماتے ہیں اے دونوں بھاری گروہ۔ (کنزالایمان) محشر میں انہیں کا حساب و کتاب ہے چونکہ ایمان کی زینت دین کی رونق قرآن مجید اور اہل بیت اطہار سے ہے اس لیے انہیں ثقلین فرمایا (مرقات) یعنی دو بھاری بھرکم چیزیں یا نفیس ترین چیزیں جو متاع ایمان میں سب سے زیادہ قیمتی ہیں۔ ۵؎ یعنی قرآن مجید میں عقائد و اعمال کی ہدایت ہے اور یہ دنیا میں دل کا نور ہے قیامت میں پل صراط کا نور۔ ۶؎ استمساک کے معنی ہیں مضبوطی سے تھامنا کہ چھوٹ نہ جائے قرآن کریم کو ایسی مضبوطی سے تھامو کہ زندگی اس کے سایہ میں گزرے موت اس کے سایہ میں آئے کیونکہ شعر:-

گر تو می خواہی مسلماں زیستن ۔ نیست ممکن جز بقرآں زیستن!

خیال رہے کہ کتاب اللہ میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہے کہ وہ کتاب اللہ کی شرح اور اس پر عمل کرانے والی ہے سنت کے بغیر کتاب اللہ پر عمل ناممکن ہے لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ صرف قرآن کافی ہے۔حدیث کی ضرورت نہیں بلکہ فقہ بھی کتاب اللہ کی ہی شرح یا حاشیہ ہے۔ ۷ یعنی قرآن مجید پر عمل نہ کرنے سے ڈرایا عمل کرنے پر رغبت دی ثواب کا وعدہ فرمایا۔ ۸ یعنی میری اولاد میری ازواج جناب علی وغیرہم ان کی اطاعت ان سے محبت کرو صوفیاء فرماتے ہیں کہ بیت یعنی گھر دو ہیں ایک جسم کا گھر دوسرے ذکر کا گھر یہ دونوں آبادی دنیا کا ذریعہ ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم خانہ والے تو آپ کی اولاد و ازواج ہیں اور ذکر خانہ والے تاقیامت علماء، اولیاء، صالحین ہیں ان کے دلوں میں حضور کا نور بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں (حکیم علی ترمذی، اشعۃ اللمعات) ۹ یعنی میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں۔ان کی نافرمانی بے ادبی بھول کر بھی نہ کرنا ورنہ دین کھو بیٹھو گے خیال رہے کہ حضرات صحابہ اور اہل بیت کی لڑائیاں جھگڑے عداوت و بغض کے نہ تھے بلکہ اختلاف رائے کے تھے جیسے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا اختلاف رائے یوسف علیہ السلام کے متعلق یا جناب سارہ کا اختلاف رائے حضرت ہاجرہ سے لہذا وہ نہ کفر ہیں نہ الحاد ورنہ لازم آئے گا کہ حضرت علی و عائشہ دونوں پر الزام آجائے کہ دونوں اہل بیت ہیں ان دونوں بزرگوں کی جنگ ہوئی جمل میں اس پر مفصل گفتگو ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔ ۱۰ یہ فرمان عالی اس آیت کی طرف اشارہ ہے: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (۳:۱۰۳) اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا (فرقوں میں نہ بٹ جانا) (کنزالایمان) جیسے کنویں میں گیا ہوا ڈول رسی سے وابستہ رہے تو پانی لے آتا ہے وہاں کی کیچڑ میں نہیں پھنستا۔لیکن اگر رسی سے کھل جائے تو وہاں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے دنیا کنواں ہے۔جہاں نیک اعمال و ایمان کا پانی بھی ہے اور کفر و گناہوں کی دلدل ہم لوگ گویا ڈول ہیں اگر قرآن اور صاحب قرآن سے وابستہ رہے تو یہاں کے کفر و عصیان میں نہیں پھنسیں گے نیک اعمال کا پانی لے کر بخیریت اپنے گھر پہنچیں گے خیال رہے کہ قرآن رسی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوپر کھینچنے والے مالک ہیں اور اگر حضور رسی ہیں تو رب تعالیٰ اوپر کھینچنے والا امام ابوصیری کہتے ہیں شعر:۔

دعا الی اللہ فالمستمسکون بہ مستمسکون بحبل غیر منفصم

رسی کا ایک کنارہ ڈول میں ہوتا ہے دوسرا کنارہ اوپر والے کے ہاتھ میں اگر اوپر والا ہاتھ نہ کھینچے تو رسی ڈول کو نہیں نکال سکتی۔ ۱۱ لہذا کوئی قرآن چھوڑ کر ہدایت پر نہیں آسکتا خیال رہے کہ بعض مومنین بغیر کتاب اللہ صرف نبی کے ذریعہ رب تک پہنچ گئے جیسے فرعونی جادوگر یا جیسے وہ لوگ جو عین جہاد میں ایمان لاکر فوراً شہید ہوگئے مگر کوئی شخص صرف کتاب اللہ سے بغیر نبی رب تک نہیں پہنچا۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ کَانَ اِذَا سَلَّمَ عَلٰی ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ابْنَ ذِی الْجَنَاحَیْنِ ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۸۷۳) روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ وہ جب حضرت ابن جعفر کو سلام کرتے تو کہتے تھے تم پر سلام ہو اے دو پروں والے کے فرزند ۱ (بخاری)

(۵۸۷۳) ۱ حضرت جعفر ابن ابی طالب قدیم الاسلام مومن ہیں اپنے بھائی علی سے دس سال بڑے تھے غزوہ موتہ میں ۸ ہجری میں ستر زخم کھا کر شہید ہوئے اکتالیس سال عمر پائی ان کے متعلق حضور نے فرمایا کہ میں جعفر کو فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑتا دیکھ رہا ہوں اس دن سے آپ کا لقب طیار یا ذوالجناحین پڑ گیا اس لیے آپ کے فرزند عبداللہ ابن جعفر کو لوگ ابن طیار ابن ذی الجناحین کہتے تھے۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

(۵۸۷۴) روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ میں

وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسن ابن علی آپ کے کندھے پر تھے آپ فرماتے تھے الٰہی میں اس سے محبت کرتا ہوں تو تو اس سے محبت کر۱(مسلم، بخاری)

(۵۸۷۴)۱یعنی جس درجہ کی محبت ان سے میں کرتا ہوں تو بھی اسی درجہ کی محبت کر یعنی بہت زیادہ ورنہ حضرت حسن تو پہلے ہی سے اللہ کے محبوب تھے پہلا احب الف کے پیش سے ہے مضارع متکلم دوسرا احبہ الف کے فتحہ سے صیغہ دعا۔امام حسن پندرہ رمضان ۳ تین ہجری کو پیدا ہوئے ۵۰ پچاس ہجری میں وفات پائی بقیع میں دفن ہوئے ۴۷ سال عمر پائی حضرت علی کی وفات کے بعد چالیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے آپ سے بیعت کی ۴۱ اکتالیس ہجری پندرہ جمادی الاولیٰ کو آپ نے امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری فرمائی (مرقات)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَآئِفَةٍ مِّنَ النَّهَارِ حَتّٰى اَتٰى خِبَآءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ اَثَمَّ لُكَعُ اَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِيْ حَسَنًا فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ جَآءَ يَسْعٰى حَتّٰى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهٗ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۷۵) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دن کے ایک حصہ میں نکلا حتی کہ آپ جناب فاطمہ کے ڈیرے پر آئے تو فرمایا کہ کیا یہاں بچہ ہے کیا یہاں بچہ ہے۱یعنی جناب حسن تو نہ ٹھہرے کہ حسن دوڑتے ہوئے آگئے حتی کہ ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے صاحب کے گلے لگ گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی میں اس سے محبت کرتا ہوں تو تو بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اس سے محبت کر۲(مسلم بخاری)

(۵۸۷۵)۱لکع کے معنی ہیں کم عقل یا بے عقل بچہ کو لکع اس لیے کہتے ہیں کہ وہ بے عقل ہے اس کے اور بہت معنی ہیں۲حضور کی یہ دعا تا قیامت حسین حسنین کے متعلق قبول ہے۔ بشرطیکہ محبت واقعی ہو محض دعویٰ کی نہ ہو ورنہ ہم نے بعض جاہل پیروں کو دیکھا کہ بھنگ گھوٹ رہے ہیں اور گاتے جاتے ہیں گھٹے بھنگ تو چڑھے رنگ، یاعلی مدد پنج تن پاک کی جے۔لاحول ولاقوۃ یہ محبت حسین نہیں عداوت حسنین ہے حضرات حسنین نے کبھی نماز چھوڑی نہیں۔انہوں نے کبھی پڑھی نہیں۔

وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّعَلَيْهِ اُخْرٰى وَيَقُوْلُ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۸۷۶) روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے۱فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ حسن ابن علی آپ کی ایک کروٹ پر تھے آپ کبھی لوگوں پر توجہ فرماتے اور کبھی ان پر اور فرماتے تھے۲کہ میرا یہ بیٹا سید ہے۳شاید کہ اللہ تعالٰی اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے۴(بخاری)۵

(۵۸۷۶)۱آپ کا نام نفیع ابن حارث ہے ثقفی ہیں آپ کے حالات بارہا بیان ہوچکے ہیں مشہور صحابی ہیں۲یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف توجہ فرماتے ہیں وعظ کے لیے کبھی امام حسن کی طرف محبت بھری نگاہ سے دیکھتے ہیں پیار و الفت سے۳سید بمعنی

سردار رب تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے: وَسَيِّدًا وَّحَصُورًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (۳۹:۳) اور سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے نچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے۔ (کنزالایمان) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو آج ہمارے ہاں سید کہتے ہیں وہ یہاں سے لیا گیا ہے سید اصل میں سیود تھا واوی ہو کری میں مدغم ہوگئی بعض نے فرمایا کہ سید وہ جس کا غصہ اس کی عقل پر غالب نہ ہو بعض نے فرمایا کہ سید وہ جو خیر و برکات میں دوسروں سے بڑھ کر ہو حضرت حسن نسب حسب، علم و عمل، سیادۃ میں دوسروں سے اونچے ہیں۔ (مرقات) ۴؎ اس فرمان عالی میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علی کی شہادت کے بعد اور امام حسن کی خلافت کے زمانہ میں پیش آیا کہ آپ کے ہاتھ پر چالیس ہزار آدمیوں نے موت پر بیعت کرلی تھی۔ قلت اور ڈر سے آپ پاک تھے امیر معاویہ سے جنگ کی تیاری تھی کہ آپ نے امیر معاویہ کے حق میں سلطنت سے دست برداری کرلی آپ کے بعض ساتھیوں پر یہ بات بہت گراں گزری حتیٰ کہ کسی نے آپ سے کہا اے مسلمانوں کی عار آپ نے فرمایا کہ عار نار سے بہتر ہے صرف اس خیال سے آپ نے یہ کام کیا کہ نانا جان کی امت میں قتل و خون نہ ہو۔ ان دونوں جماعتوں کو مسلمان فرمانے میں یہ بتایا گیا کہ امیر معاویہ اور امام حسن رضی اللہ عنہما دونوں اور ان دونوں کی جماعتیں مسلمان ہوں گی بغاوت اسلام سے نہیں نکال دیتی اس لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ باغی کی گواہی قبول ہے باغی کی طرف سے قضا قبول کرنا جائز ہے ان کے قاضی کے فیصلے نافذ ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب بخشا کہ حضور نے آنے والے واقعہ کی خبر اس وضاحت سے دی یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور اس صلح سے راضی اور خوش ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امام حسن کی یہ دست برداری صحیح ہے۔ جب دست برداری درست ہے تو امیر معاویہ کی سلطنت بھی درست ہے مذہب اہل سنت یہ ہے کہ اولاً امیر معاویہ باغی تھے امام حسن کی اس دست برداری کے بعد آپ پہلے سلطان المسلمین ہوئے خلافت راشدہ امام حسن پر ختم ہوگئی۔ حضور کے متعلق توریت و انجیل میں خبر دی گئی تھی کہ ان کا ملک شام میں ہوگا یہ وہی ملک ہے ملک شام جہاں امیر معاویہ سلطان ہیں سلف صالحین فرماتے ہیں کہ اللہ نے ہمارے ہاتھ ان کے خون سے ملوث نہیں کئے تو اپنی زبانیں لعن سے ملوث نہ ہونے دیں۔ امیر معاویہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ آپ حضرت حسن کے لب اور زبان چوستے ہیں جو لب و زبان حضور نے چوسے ہوں اس سے دوزخ کی آگ بہت دور رہے گی۔ (احمد، مرقات) ۵؎ اس صلح کے وقت واقعہ یہ ہوا کہ امیر معاویہ نے امام حسن کے پاس سادہ کاغذ بھیجا اور فرمایا کہ آپ جو شرائط صلح چاہیں لکھ دیں مجھے منظور ہے چنانچہ آپ سالانہ وظیفہ دیتے رہے اس کے علاوہ اکثر عطیہ نذرانے پیش کرتے رہتے تھے۔ ایک بار فرمایا کہ آج میں آپ کو وہ نذرانہ دیتا ہوں جو کبھی کسی نے کسی کو نہ دیا ہو چنانچہ آپ نے اربعۃ الف الف نذرانہ کئے یعنی چالیس کروڑ روپیہ (مرقات) جب امام حسن امیر معاویہ کے پاس آتے تو امیر معاویہ انہیں اپنی جگہ بٹھاتے خود سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے کسی نے پوچھا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں فرمایا کہ امام حسن ہم شکل مصطفیٰ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اس مشابہت کا احترام کرتا ہوں ان امور کی پوری تحقیق ہماری کتاب امیر معاویہ میں ملاحظہ کرو۔

وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَاَلَهٗ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ اَحْسِبُهٗ يَقْتُلُ الذُّبَابَ قَالَ اَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْاَلُوْنِیْ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ

(۵۸۷۷) روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی نعم ۱؎ سے فرماتے ہیں کہ میں نے جناب عبداللہ ابن عمر کو سنا جب کہ آپ سے ایک شخص نے محرم کے متعلق پوچھا شعبہ کہتے ہیں کہ مجھے خیال ہے کہ پوچھا کہ محرم مکھی مار سکتا ہے ۲؎ تو فرمایا عراقی لوگ مجھ سے مکھی کے

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَيْحَانَيَّ مِنَ الدُّنْيَا . (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

متعلق پوچھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر کے بیٹے کو قتل کر چکے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔۳ (بخاری)

(۵۸۷۷)۱؎ آپ تابعی ہیں بڑے عالم متقی درویش وصابر بندے تھے فقر و فاقہ پر قانع ایک بار حجاج نے آپ کو تاریک جگہ بند کر کے دروازہ اینٹوں سے چن دیا پندرہ دن بعد نکالا اگر زندہ ہوں تو قتل کردو اگر وفات پا چکے ہوں تو دفن کردیا جائے دروازہ کھولا تو آپ نماز پڑھ رہے تھے آ کر آپ کو آزاد کردیا (اشعہ) ۲؎ کسی عراقی حاجی نے آپ سے پوچھا تھا کہ بحالت احرام محرم مکھی مار سکتا ہے یا نہیں مکھی شکار ہے یا نہیں ۳؎ یعنی یہ لوگ مجھ سے مکھی کے قتل کا مسئلہ پوچھتے ہیں حالانکہ کربلا میں حضرت حسین کو شہید کر کے آئے ہیں وہاں نہیں پوچھا کہ قتل حسین جائز ہے یا نہیں اس فرمان نبوی کا مطلب یہ ہے کہ حضرت حسن و حسین دنیا میں جنت کے پھول ہیں جو مجھے عطا ہوئے ان کے جسم سے جنت کی خوشبو آتی ہے اس لیے حضور انہیں سونگھا کرتے تھے اور حضرت علی سے فرماتے تھے۔ اسلام علیک یا ابا ریحانین اے دو پھولوں کے والد اس فرمان عالی کے اور بہت معنی کیے گئے اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے۔ شعر:-

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَقَالَ فِي الْحُسَيْنِ اَيْضًا كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۸۷۸) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جناب حسن ابن علی سے زیادہ کوئی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ نہ تھا۱ اور جناب حسین کے بارے میں۲ بھی فرمایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے (بخاری)

(۵۸۷۸)۱؎ یعنی حضرت حسین و حسن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے حضرت حسن نصف بالائی جسم میں حضرت حسین نصف زیریں حصہ میں ۲؎ امام حسین کا نام شریف حسین ابن علی ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب ہے کنیت ابوعبداللہ ہے پانچ شعبان ۴ ہجری کو پیدا ہوئے اور جمعہ کے دن دس محرم ۶۱ ہجری کو کربلا میں شہید ہوئے کربلا کوفہ بلا کے درمیان مشہور جگہ ہے آپ کو سنان ابن انس نخعی نے شہید کیا یا شمر ابن ذالجوشن نے آپ کا سر مبارک خولی ابن یزید اشجعی نے تن شریف سے جدا کیا اور عبیداللہ ابن زیاد سے یہ اشعار پڑھ کر انعام مانگا۔

اوقر كابي فضة ذهبا
انی قتلت الملك محجبا

قتلت خير الناس اما و ابا
وخيرهم اذ ينسبون نسبا

آپ کے ساتھ آگ کے گھر والے تیئس آدمی شہید ہوئے آپ کی عمر اٹھاون سال ہوئی ۶۷ میں عبیداللہ ابن زیاد کو ابراہیم ابن مالک ابن اشتر نخعی نے قتل کیا اس کا سر مختار کے پاس مختار نے عبداللہ ابن زبیر کے پاس اور ابن زبیر نے امام زین العابدین کے پاس بھیجا (مرقات)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى صَدْرِهٖ فَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَلِّمْهُ الْكِتٰبَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۸۷۹) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ سے لگایا پھر فرمایا الٰہی انہیں حکمت سکھا اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں قرآن سکھا (بخاری)۱

(۵۸۷۹)۱؎ حضور کی یہ دعا قبول ہوئی حضرت عبداللہ ابن عباس بڑے فقیہ مجتہد صحابی ابن صحابی ہیں اللہ نے آپ کو علم قرآن علم فقہ بہت وسیع عطا فرمایا ہے آپ کا لقب خیرامت ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَآءَ فَوَضَعْتُ لَهٗ وَضُوْءً فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَضَعَ هٰذَا فَاُخْبِرَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّيْنِ . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۸۰) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ تشریف لے گئے تو میں نے آپ کے لیے وضو کا پانی رکھا۱؎ تو آپ باہر آئے فرمایا یہ کس نے رکھا ہے حضور کو خبر دی گئی تو فرمایا الٰہی اسے دین کا فقیہ بنادے۲؎ (مسلم بخاری)

(۵۸۸۰)۱؎ حضور انور اس دن حضرت عبداللہ ابن عباس کی خالہ جناب میمونہ ام المومنین کے گھر قیام فرما تھے تہجد کا وقت تھا حضور استنجا خانہ میں تشریف لے گئے حضرت ابن عباس جو اس رات وہاں ہی سوئے تھے تاکہ حضور کی رات کی زندگی شریف دیکھیں آپ اٹھے اور وضو کے لیے پانی استنجا خانہ کے دروازے پر رکھ دیا یہ خدمت بارگاہ نبوت میں قبول ہوگئی۲؎ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ فقہ فی الدین یعنی دینی سمجھ مسائل دلیلیہ کا استنباط کرسکنا اللہ کی بڑی نعمت ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے خوش ہو کر انہیں یہ دعا دی دین کا علم اور چیز ہے دین کا فقہ اور چیز ہے رب فرماتا ہے: وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا (۲:۲۶۹) جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی۔ (کنزالایمان) اور فرمایا ہے: یُؤْتِی الْحِكْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ (۲:۲۶۹) اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے۔ (کنزالایمان) ان آیات میں حکمت سے مراد فقہ فی الدین ہے اسی فقہ سے انسان کتاب وسنت کو سمجھتا ہے اسی سے الہام اور وسوسہ میں فرق کرتا ہے حضرت ابن عباس ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دوبار دیکھا آخر عمر شریف میں نابینا ہوگئے ۶۸ ہجری میں طائف میں وفات ہوئی اکہتر سال عمر پائی۔ آپ بہت سے علوم کے جامع تھے رضی اللہ عنہ (مرقات)

وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ یَاْخُذُهٗ وَالْحَسَنَ فَیَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُمَا فَاِنِّیْ اُحِبُّهُمَا وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْخُذُنِیْ فَیُقْعِدُنِیْ عَلٰی فَخِذِهٖ وَیُقْعِدُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ عَلٰی فَخِذِهِ الْاُخْرٰی ثُمَّ یَضُمُّهُمَا ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَاِنِّیْ اَرْحَمُهُمَا ۔(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۸۸۱) روایت ہے حضرت اسامہ ابن زید سے۱؎ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہے کہ حضور انہیں اور جناب حسن کو پکڑتے تھے عرض کرتے تھے الٰہی میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۲؎ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑتے اور مجھے اپنی ران پر بٹھاتے تھے اور حسن ابن علی کو اپنی دوسری ران پر بٹھا لیتے تھے پھر ان دونوں کو لپٹاتے تھے۳؎ پھر فرماتے الٰہی ان دونوں پر رحم فرما کہ میں ان پر رحم کرتا ہوں۴؎ (بخاری)

(۵۸۸۱)۱؎ آپ اسامہ ابن زید ابن حارثہ خزاعی ہیں آپ کی والدہ کا نام برکت ہے کنیت اُم ایمن جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ کی آزاد کردہ لونڈی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کرنے والیوں میں سے۔ اسامہ ابن زید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت اسامہ صرف دس سال کے تھے ۵۴ ہجری میں وفات ہوئی۔۲؎ یہ حضرات اسامہ کی انتہائی عظمت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا میں انہیں حضرت حسن کے ساتھ ملایا اس لیے صاحب مشکوٰۃ یہ حدیث اہل بیت کے

بیان میں لائے تاکہ معلوم ہو کہ اسامہ ابن زید بھی اہل بیت اطہار سے ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہنے سہنے آنے جانے والے اس محبت سے مراد ہے کوئی خصوصی محبت جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر مبنی ہے ورنہ اللہ تعالٰی کو ہر مسلمان مومن سے محبت ہے محبت بالمومنین بالصالحین بالاولیاء بالانبیاء بالمصطفٰی اور محبوبین المصطفٰی ان سب محبتوں میں بڑا فرق ہے۔ ۳؎ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں صاحبوں کو اپنی الگ الگ رانوں پر بٹھا کر ان دونوں کو اپنے سینے سے لگالیتے تھے گویا تین سینے ایک جگہ ہو جاتے تھے سینہ محمد مصطفٰی، سینہ حسن مجتبٰی اور سینہ اسامہ ابن زید، خیال رہے کہ سارے قرآن مجید میں سوائے زید ابن حارثہ کے کسی صحابی یا اہل بیت کا نام نہیں آیا فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا (۳۳،۳۷) پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی۔ (کنزالایمان) اور سوائے مریم کے کسی عورت کا نام نہ آیا سوائے رمضان کے کسی مہینے کا نام نہ آیا۔ ۴؎ یعنی ان دونوں پر خصوصی رحمت کرتا ہوں تو بھی ان پر خاص ہی رحمت کر ورنہ حضور کی عمومی رحمت سارے عالم پر ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (۲۱،۱۰۷) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ (کنزالایمان) (مرقات)

وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اَمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَاَيْمُ اللهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِّلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)
وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ وَفِيْ اٰخِرِهٖ اُوْصِيْكُمْ بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ صَالِحِيْكُمْ۔

(۵۸۸۲) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر حضرت اسامہ ابن زید کو امیر بنایا ۱؎ تو بعض لوگوں نے ان کی امارت میں اعتراض کیا ۲؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگ ان کے امیر ہونے میں طعنہ کرتے ہو تو تم ان کے والد کے امیر ہونے میں بھی اس سے پہلے طعنہ کرتے تھے ۳؎ اللہ کی قسم وہ امیری کے لائق تھے ۴؎ اور وہ مجھے لوگوں سے زیادہ پیارے تھے اور یہ بھی ان کے بعد مجھے لوگوں میں پیارے ہیں ۵؎ (مسلم بخاری) اور مسلم کی دوسری روایت میں اسی کی مثال ہے اس کے آخر میں ہے کہ تم کو ان کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ وہ تمہارے صالحین میں سے ہیں ۶؎

(۵۸۸۲) ۱؎ حضرت اسامہ ابن زید کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات شریف میں بہت بار امیر لشکر بنایا تھا وفات کے قریب بھی ایک لشکر پر آپ ہی کو امیر بنایا اسے سریہ اسامہ کہتے ہیں جب پہلی بار انہیں امیر بنایا تب یہ واقعہ پیش آیا ہر دفعہ یہی واقعہ ہوا کہ لوگ ان کی امارت پر اعتراض کرنے رہے۔ ۲؎ یہ طعن کرنے والے منافقین اور عرب کے بدوی لوگ تھے جو حضرت زید اور اسامہ ابن زید کی امارت پر اس لیے اعتراض کرتے تھے کہ یہ حضرات غلام تھے اور اہل عرب کبھی غلاموں کو کسی کا سردار نہیں بناتے تھے اسلام نے غلاموں کو اٹھا کر سردار بنا دیا شعر:۔

اس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا اس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا!

۳؎ خیال رہے کہ غزوہ موتہ میں جو شام کے علاقہ میں ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر طیار جیسے بزرگوں کے ہوتے ہوئے حضرت زید ابن حارثہ کو امیر لشکر بنایا لوگ حیران ہوگئے منافقین اور ناواقفین نے اس انتخاب پر اعتراض کیا کہ غلام کی امیری کیسی

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں اس کا ذکر فرمار ہے ہیں۴ یعنی اسلام میں غلامی آزادی کا فرق غلط ہے یہاں ہر مومن غلام ہو یا آزاد سب برابر ہیں عظمت تقویٰ سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس عمل سے یہ فرق توڑ دیا۔۵ خیال رہے کہ حضرت زید ابن حارثہ غزوہ موتہ میں شہید ہوگئے تھے اس بار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو امارت کے لیے منتخب کیا اس لشکر کی امیری جس میں حضرت فاروق عام مہاجرین و انصار تھے عام منافقین نے اعتراض کیا کہ ایسے لوگوں کے ہوتے ہوئے اسامہ کو امیر بنانا درست نہیں (اشعۃ اللمعات)۶ زید ابن حارثہ کی والدہ سعدی بنت ثعلبہ قبیلہ بنی معن سے تھیں اپنی قوم سے ملنے جارہی تھیں کہ بنی قین نے حملہ کر کے زید کو اغوا کرلیا آپ اس وقت آٹھ سالہ تھے بازار عکاظ میں حکیم ابن حزام ابن خویلد کے ہاتھ فروخت کردیا۔حکیم نے اپنی پھوپھی جناب خدیجہ کو ہبہ کردیا جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی خدیجہ سے نکاح کیا تو بی بی خدیجہ نے حضور کو بخش دیا۔حضور نے ان پر قبضہ کرلیا یہ خبر زید کے گھر والوں کو پہنچی تو زید کے والد حارثہ اوران کے چچا کعب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہمارا بچہ ہم کو عطا فرمادیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ جائیں تو لے جاؤ۔حضرت زید نے کہا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ سارا کنبہ فدا میں حضور کے قدموں میں ہی رہنا چاہتا ہوں آپ نے مقام حجر میں کھڑے ہوکر فرمایا کہ لوگو گواہ رہنا میں زید کو اپنا بیٹا بناتا ہوں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کا نکاح ایک عالی نسب قرشیہ بی بی زینب سے کردیا مگر زید اور زینب میں سلوک نہ ہوا انہوں نے طلاق دے دی تب زینب سے حضور نے نکاح کیا یہ واقعہ نکاح قرآن مجید میں موجود ہے زینب حضور کی پھوپھی زاد بہن تھیں زید غزوہ موتہ میں ۸ ہجری جمادی اولیٰ میں شہید ہوئے پچپیس سال عمر پائی (مرقات)

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَذُكِرَ حَدِيْثُ الْبَرَآءِ قَالَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ فِيْ بَابِ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ وَحِضَانَتِهٖ .

(۵۸۸۳) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ زید ابن حارثہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہم انہیں زید ابن محمد ہی کہہ کر پکارتے تھے۱ حتی کہ قرآن مجید نازل ہوا کہ لوگوں کو ان کے باپوں کے نام سے بلاؤ۲ (مسلم بخاری) حضرت براء کی حدیث کہ حضور نے علی سے فرمایا انت منی، بلوغ صغیر اور پرورش کے باب میں ذکر کردی گئی۔

(۵۸۸۳)۱ اس کی وجہ ابھی ہم بیان کر چکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کو اپنا بیٹا بنایا تھا اور عرب میں دستور تھا کہ اپنے منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا سمجھتے تھے اسے میراث بھی ملتی تھی اس کی بیوہ کو اپنی بہو سمجھتے تھے اپنی طرف اس کی نسبت کرتے تھے اس قاعدے سے لوگ حضرت زید کو زید ابن محمد کہتے تھے۲ جب حضرت زید ابن حارثہ نے جناب زینب کو طلاق دی اور وہ حضور کے نکاح میں آئیں تب لوگوں نے کہنا شروع کردیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بہو سے نکاح کرلیا ان سب کی تردید میں یہ آیت اور بہت سی آیات نازل ہوئیں مثلاً فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا (۳۳:۳۷) پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی۔(کنزالایمان) کہا اور جیسے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ (۳۳:۴۰) محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔(کنزالایمان) یا جیسے مَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ (۳۳:۴) اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا۔(کنزالایمان) وغیرہ اس مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ انسان کی نسبت اس کے باپ کی طرف ہونی چاہیے مگر قرآن کریم نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو ہر جگہ عیسیٰ ابن

مریم ہی فرمایا یعنی ماں کی طرف نسبت کیا اگر آپ کا کوئی باپ ہوتا تو باپ ہی کی طرف نسبت کی جاتی۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّتِهٖ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْقَصْوَآءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلَ بَيْتِيْ۔

(۵۸۸۴) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے حج میں عرفہ کے دن دیکھا جب آپ اپنی اونٹنی قصواء پر خطبہ پڑھ رہے تھے[1] میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ اے لوگو میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ جب تک تم ان کو تھامے رہو گے گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی اہل بیت[2] (ترمذی)

(۵۸۸۴)[1] قصواء حضور کی اونٹنی کا نام تھا بعض لوگوں نے سمجھا ہے کہ چونکہ اس کا کان کٹا ہوا تھا اس لیے اسے قصواء کہتے تھے واللہ اعلم (مرقات) شعر:-

ہوتے صدقہ کبھی ناقہ کے کبھی محمل کے سارباں کے کبھی ہاتھوں کی بلائیں لیتے
دشت طیبہ میں ترے ناقہ کے پیچھے پیچھے دھجیاں جیب و گریبان کی اڑاتے جاتے

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کا خطبہ اسی اونٹنی پر دیا تھا[2] عترت کے بہت معنی ہیں۔قوم، اقارب، نزدیکی لوگ، ایک دادا کی اولاد، اور گھر والے، اہل بیتی فرما کر عترت کی تفسیر فرمادی کہ یہاں عترت سے مراد اہل بیت ہیں قرآن پکڑنے سے مراد ہے اس پر عمل کرنا عترت کو پکڑنے سے مراد ہے ان کا احترام کرنا ان کی روایات پر اعتماد کرنا ان کے فرمانوں پر عمل کرنا اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف اہل بیت ہی کو پکڑو باقی کو چھوڑو صحابہ کرام کے متعلق ارشاد ہے اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ اہل بیت امت کے لیے کشتی ہیں صحابہ امت کے لیے تارے ہیں۔سمندر کے سفر میں دونوں کی ضرورت ہے اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواہ ازواج پاک ہوں یا اولاد سب ہمیشہ ہدایت پر رہیں گے کبھی گمراہ یا بے راہ نہ ہوں گے بعض شارحین نے کہا کہ اہل بیت کی اطاعت ان احکام میں ضروری ہے جو خلاف شرع نہ ہوں مگر حق یہ ہے کہ وہ حضرات نہ تو خلاف شرع کوئی کام کرتے ہیں نہ اس کا حکم دیتے ہیں (مرقات) بعض جاہل کہتے ہیں کہ یہاں اہل بیت سے مراد قیامت تک کے سید ہیں مگر یہ غلط ہے سید کہلانے والے لوگ بعض مرزائی، شیعہ وغیرہ ہیں بعض فساق پھر ان کی اطاعت کیسی ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی جائے۔

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللهِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلُ بَيْتِيْ وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِيْ فِيْهِمَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۸۵) روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم اسے تھامے رہو تو میرے بعد گمراہ نہ ہو گے ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے[1] اللہ کی کتاب جو آسمان سے زمین تک دراز رسی ہے[2] اور میری عترت یعنی میرے اہل بیت یہ دونوں جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر آجائیں[3] تو غور کرو تم ان دونوں سے میرے بعد کیا معاملہ کرتے ہو (ترمذی)

(۵۸۸۵)؎ یعنی قرآن اہل بیت سے بڑا ہے اور عظمت والا ہے احدھما سے مراد قرآن کریم ہے اور اخر سے مراد اہل بیت ہیں (مرقات) یہ مطلب نہیں کہ ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے بڑا قرآن اہل بیت سے بڑا اہل بیت قرآن سے بڑے ورنہ پھر تو، کل واحد منہما ہوتا یہاں بھی اہل بیت میں سارے گھر والے داخل ہیں خواہ ازواج پاک ہوں یا اولاد۔؎ جیسے اوپر سے لٹکی ہوئی رسی ترقی کا ذریعہ بھی ہوتی ہے۔تنزل کا ذریعہ بھی کہ اسی سے چڑھا جاتا ہے اسی سے اترا جاتا ہے ایسے ہی قرآن ہی کے ذریعہ اس پر عمل کر کے ترقی ہوگی۔قرآن چھوڑ کر تنزل قرآن اللہ کی امان ہے جس نے اسے پکڑلیا اللہ کی امان میں آ گیا (مرقات) یہ فرمان عالی اس کی دلیل ہے کہ قرآن اہل بیت سے افضل ہے کیونکہ وہ اللہ کی رسی ہے (مرقات) ؎ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ قرآن اور اہل بیت آپس میں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے اہل بیت ہمیشہ قرآن وحدیث پر عامل رہیں گے قرآن ان کے دل ودماغ اور عمل میں رہے گا۔دوسرے یہ کہ قرآن اور اہل بیت کبھی مجھ سے جدا نہ ہوں گے حتی کہ یہ دونوں میرے پاس حوض پر پہنچ جائیں گے۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں ان کی سفارش کریں گے جنہوں نے ان دونوں کا حق ادا کیا۔

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسَلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۸۶) روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی اور فاطمہ اور حسن وحسین سے فرمایا کہ جو ان سے لڑے میں ان سے لڑنے والا ہوں اور جو ان سے صلح کرے، میں ان سے صلح جو ہوں؎ (ترمذی)

(۵۸۸۶)؎ اس حدیث کی بنا پر روافض حضرت عائشہ صدیقہ اور امیر معاویہ اور ان دونوں کے ساتھیوں کو کافر کہتے ہیں کہ انہوں نے جناب علی سے جنگ کی تو گویا حضور سے جنگ کی اور حضور سے جنگ کفر ہے۔اس کے تین جواب ہیں ایک الزامی دو تحقیقی جواب الزامی تو یہ ہے کہ پھر ان حضرات کی آپس میں صلح بھی ہوگئی جناب علی وعائشہ کی صلح تو ہو ہی گئی امیر معاویہ سے جناب علی نے صلح کی کوشش کی پھر امام حسن نے صلح کرلی لہذا ان پر انا سلم لمن سالمھم صادق آ گیا جواب تحقیقی ایک یہ ہے کہ جنگ کا لفظ اظہار غضب کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے کفر مراد نہیں ہوتا جیسے قرآن کریم سودخور کے لیے فرماتا ہے:فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِه (۲۷۹:۲) تو یقین کرلو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا۔(کنزالایمان) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ جو ولی اللہ سے دشمنی کرے اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ تیسرے یہ کہ دشمنی کی جنگ کو حرب کہتے ہیں ان بزرگوں کی جنگیں اختلاف رائے کی بناء پر تھیں دشمنی کی نہ تھیں جب برادران یوسف علیہ السلام یوسف علیہ السلام کو اتنا ستا کر برسوں رلا کر کافر نہ ہوئے اور حضرت سارہ جناب ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کو بے آب ودانہ جنگل میں ڈلوا کر کافرہ نہ ہوئیں تو وہ حضرات صحابہ کافر کیسے ہوں گے دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ۔

وَعَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِيْ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَاَلْتُ اَيُّ النَّاسِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا ۔(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۸۷) روایت ہے جمیع ابن عمیر سے؎ فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ کے پاس گیا میں نے پوچھا کون شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارا تھا؎ آپ نے فرمایا فاطمہ پھر کہا گیا کہ مردوں میں فرمایا ان کے خاوند؎ (ترمذی)

(۵۸۸۷)؎ یہ تابعی ہے کوفہ کے باشندے ہیں کہا جاتا ہے کہ خفیہ شیعہ تھا واللہ اعلم (اشعہ) ؎ ان پھوپھی صاحبہ کا نام معلوم نہ ہوسکا یہ

سوال یا تو خود جمیع نے کہا یا ان کی پھوپھی نے سالت یا تو متکلم ہے یا واحد غائب (مرقات) ۳؎ یہ ہے حضرت عائشہ صدیقہ کی حق گوئی کہ آپ نے یہ نہ فرمایا کہ حضور کو سب سے زیادہ پیاری میں تھی اور میرے بعد میرے والد بلکہ جو آپ کے علم میں حق تھا وہ صاف صاف کہہ دیا اگر یہی سوال حضرت فاطمہ زہرا سے ہوتا تو آپ فرماتیں کہ حضور کو زیادہ پیاری جناب عائشہ تھیں پھر ان کے والد معلوم ہوا کہ ان کے دل بالکل پاک وصاف تھے افسوس ان پر جو ان حضرات کو ایک دوسرے کا دشمن کہتے ہیں (اشعہ) خیال رہے کہ محبت بہت قسم کی ہے اور محبوبیت کی نوعیتیں مختلف ہیں اولاد میں سب سے زیادہ پیاری جناب فاطمہ ہیں بھائیوں میں سب سے زیادہ پیارے علی مرتضٰی ہیں ازواج پاک میں بہت پیاری جناب عائشہ صدیقہ ہیں۔غرضیکہ ایک محبت کے سلسلہ میں جناب فاطمہ بہت پیاری دوسرے سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ بہت پیاری رضی اللہ عنہما۔ مقابلہ ایک سلسلہ کے افراد میں ہوتا ہے یہاں مرقات نے فرمایا کہ جس حدیث کا راوی رافضی ہو اور روایت فضائل اہل بیت کی ہو تو سمجھ لو کہ وہ حدیث موضوع ہے (مرقات)

وَعَنْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ الْعَبَّاسَ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا وَاَنَا عِنْدَهٗ فَقَالَ مَا اَغْضَبَكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَالَنَا وَلِقُرَيْشٍ اِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوْهٍ مُبْشَرَةٍ وَاِذَا لَقُوْنَا لَقُوْنَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهٗ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ اٰذٰى عَمِّىْ فَقَدْ اٰذَانِىْ فَاِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ) وَفِى الْمَصَابِيْحِ عَنِ الْمُطَّلِبِ ۔

(۵۸۸۸) روایت ہے حضرت عبدالمطلب ابن ربیعہ سے ۱؎ کہ جناب عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہت غصہ کی حالت میں آئے ۲؎ میں حضور کے پاس تھا حضور نے فرمایا آپ کو کس چیز نے غصہ میں کیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو قریش سے کیا تعلق ہے کہ جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ہنس مکھ ہو کر ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو اس کے سوا اور طریقہ سے ملتے ہیں ۳؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے حتیٰ کہ آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا ۴؎ پھر فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کسی کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا حتیٰ کہ اللہ رسول کے لیے تم لوگوں سے محبت کرے ۵؎ پھر فرمایا اے لوگو جس نے میرے چچا کو ستایا اس نے مجھے ستایا ۶؎ کیونکہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مثل ہے ۷؎ (ترمذی) اور مصابیح میں مطلب سے روایت کی۔

(۵۸۸۸) ۱؎ آپ عبدالمطلب ابن ربیعہ ابن حارث ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ہیں حضور کے چچا زاد صحابی ہیں اولاً مدینہ منورہ میں رہے پھر شام ہی میں ۶۲ باسٹھ میں وفات پائی یعنی دمشق میں (مرقات، اشعہ) ۲؎ یعنی کسی نے آپ کو کسی کام یا کسی بات سے غصہ دلا دیا تھا اسی حالت میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ۳؎ یعنی غیر ہاشمی جو قریشی ہیں وہ ہم ہاشمیوں اور غیر ہاشمیوں میں فرق کرتے ہیں ہم بنی ہاشم کو اپنا غیر سمجھتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے اچھی طرح ملتے ہیں اور بنی ہاشم سے منہ بنا کر ملتے ہیں ۴؎ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور مائل بسرخی تو ویسے ہی تھا جب کبھی ناراضگی ہوتی تو اس سرخی میں تیزی آجاتی تھی یہ آپ کی ناراضگی کی علامت ہوتی تھی یہ معنی ہیں حتیٰ احمر کے (مرقات) ۵؎ اس سے مراد حضور کے سارے اہل بیت اولاد ازواج اور حضور کے سارے قرابت دار ہیں جن میں حضرت عباس داخل ہیں ان سب سے محبت اس لیے کرے کہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے یہ حضرات حضور کا کنبہ ہیں

جب حضور پیارے تو حضور کا سارا کنبہ بھی پیارا۔۶؎ اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جو کوئی حضرت عباس کو عداوت سے، ستائے وہ حضور کا دشمن ہے جس کا جھگڑا یا اختلاف حضرت عباس سے ہو جائے وہ اس حکم میں داخل نہیں لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حضرت علی اور عباس کا ایک باغ کے متعلق سخت جھگڑا ہوا تھا جو بارگاہ فاروقی میں پیش ہوا لہذا حضرت علی بھی اس زد میں آ گئے کیونکہ وہ دشمنی کی جنگ نہ تھی۔ ۷؎ صنوا ایک جڑ کی چند شاخوں کو کہتے ہیں چونکہ باپ اور چچا دونوں ہی ایک دادا کے بیٹے ہوتے ہیں اس لیے چچا کو باپ کا صنو کہا گیا مطلب ہے مثل یعنی چچا والد کی مثل ہوتا ہے اس کا ادب و احترام باپ کا سا کرو۔ طبرانی نے بروایت ابوایوب انصاری حدیث نقل کی کہ ایک بار حضور نے فاطمہ زہرا سے فرمایا کہ تمہارے باپ نبیوں کے سردار تمہارے باپ کے چچا حمزہ شہیدوں کے سردار تمہارے دوسرے چچا دو پروں والے تمہارے بیٹے حسن و حسین سبط ہیں (مرقات)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبَّاسُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۸۸۹) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عباس مجھ سے ہیں اور میں عباس سے ہوں ۱؎ (ترمذی)

(۵۸۸۹) ۱؎ اس حدیث کا مطلب بھی پہلے بیان ہو چکا کہ میں عباس سے قریب ہوں اور عباس مجھ سے قریب ہیں جناب عباس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف دو سال بڑے تھے کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ بڑے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہیں تو فرمایا کہ بڑے تو وہی ہیں عمر میری زیادہ ہے انا اسن وھو اکبر حضرت عباس بچپن میں گم ہو گئے تھے تو آپ کی والدہ نے منت مانی تھی کہ الٰہی میرا عباس مل جائے تو میں کعبہ کو ریشم کا غلاف پہناؤں آپ مل گئے تو انہوں نے ریشمی غلاف کعبہ کو پہنایا آپ نے ہی پہلے ریشمی غلاف چڑھایا۔ حضرت عباس نے اپنی وفات کے وقت سترہ غلام آزاد کیے آپ نے بیاسی سال عمر پائی رجب ۳۲ ہجری میں وفات ہوئی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئے فقیر نے قبر انور کی زیارت کی ہے آپ کی وفات بارہ ماہ رجب جمعہ کے دن ہوئی جنگ بدر میں حضور نے اعلان فرمایا تھا کہ کوئی عباس کو قتل نہ کرے وہ جبراً فوج کفار میں لائے گئے ہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ اِذَا كَانَ غَدَاةُ الْاِثْنَيْنِ فَاْتِنِیْ اَنْتَ وَوَلَدُكَ حَتّٰی اَدْعُوَلَكُمْ بِدَعْوَةٍ يَّنْفَعُكَ اللهُ بِهَا وَوَلَدَكَ فَغَدَا وَغَدَوْنَا مَعَهُ وَاَلْبَسَنَا كِسَاءَهٗ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً لَاتُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ فِیْ وَلَدِهٖ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) وَزَادَ رَزِيْنٌ وَاجْعَلِ الْخِلَافَةَ بَاقِيَةً فِیْ عَقِبِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔

(۵۸۹۰) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس سے فرمایا کہ جب پیر کا سویرا ہو تو تم اور تمہارے فرزند میرے پاس آؤ ۱؎ تاکہ میں تمہارے لیے ایسی دعا کروں جس سے اللہ تم کو اور تمہارے فرزند کو نفع دے چنانچہ وہ اور ان کے ساتھ ہم سب سویرے ہی گئے حضور نے ہم کو اپنا کمبل اوڑھایا ۲؎ پھر فرمایا الٰہی عباس اور ان کے بیٹے کی ظاہری و باطنی بخشش کر ۳؎ جو کوئی گناہ نہ چھوڑے الٰہی ان کی حفاظت فرما ان کی اولاد میں ۴؎ (ترمذی) اور رزین نے زیادہ کیا کہ الٰہی ان کی اولاد میں خلافت مقرر فرما ۵؎ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۸۹۰) ۱؎ معلوم ہوا کہ سوموار کے دن کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے ورنہ آپ ابھی اس وقت دعا کر دیتے یا اس دن حضور کی کوئی

خاص خوشی ہوگی خوشی اور جوش کے وقت کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔حضرت یعقوب علیہ السلام سے جب ان کے لڑکوں نے کہا یٰۤاَبَانَا اسۡتَغۡفِرۡ لَنَا (۱۲،۹۷) اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی معافی مانگیے۔(کنزالایمان) آپ نے فرمایا: سَوۡفَ اَسۡتَغۡفِرُ لَكُمۡ رَبِّیۡ (۱۲،۹۷) جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا۔(کنزالایمان) یعنی جب میں یوسف علیہ السلام کو دیکھوں گا دل خوش ہوگا تب دعا کروں گا۔ دعا کرانے اور دعا لینے میں بڑا فرق ہے یہاں ولد سے مراد ساری اولاد ہے۔۲؎ لہٰذا حضرت عباس اور ان کے سارے لڑکے بھی اصحاب عبا ہیں کہ حضور انور نے انہیں اپنے کمبل شریف میں اپنے ساتھ لیا یہی واقعہ حضرات فاطمہ وحسنین کریمین کے ساتھ ہوا۔اس سے معلوم ہوا کہ دوشنبہ کا دن اور دوشنبہ کا سویرا بہت اعلیٰ اور اعلیٰ وقت ہے کیوں نہ ہو کہ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک کا دن اور وقت ہے،ہم کو بھی چاہیے کہ دوشنبہ کے دن صبح سویرے درود شریف اور دعاؤں کی کثرت کیا کریں جس دن جس مہینہ جس وقت میں اللہ کی کوئی نعمت دنیا کو ملے وہ دن مہینہ وہ وقت تا قیامت برکت والا ہو جاتا ہے ماہ رمضان اور شب قدر میں ایک بار قرآن مجید آچکا مگر تا قیامت،وہ مہینہ وہ رات برکت والی ہوگئی یوں ہی ماہ ربیع الاول دوشنبہ کا سویرا برکت والا ہے خصوصاً جبکہ ربیع الاول کا مہینہ بارہ تاریخ سویرے کا وقت ان کا اجتماع ہو جائے تب تو سبحان اللہ۔۳؎ یعنی ظاہری ذنوب باطنی عیوب جو جانے علام الغیوب سب کو معافی دیدے آئندہ کے لیے اصلاح فرما دے کہ نہ ان تک ذنوب پہنچیں نہ عیوب(ازمرقات)۴؎ یعنی حضرت عباس کو مع ان کی اولاد کے اپنی حفظ وامان میں رکھ یا حضرت عباس کو ان کی اولاد میں رہتے ہوئے محفوظ رکھ۔مطلب ایک ہی ہے خیال رہے کہ ان بزرگوں کو کمبل شریف میں لے کر یہ اشارہ فرمایا کہ یہ لوگ بظاہر چند ہیں مگر درحقیقت ایک ہیں کہ ایک کمبل رحمت میں ہیں کل قیامت میں ایک جھنڈے کے نیچے ہوں گے(مرقات)۵؎ نبی کی خلافت باطنی ولایت ہے مطلب یہ ہے کہ الٰہی تا قیامت ان کی اولاد میں ولایت قائم رہے ان میں اولیاء اللہ ابدال غوث وقطب علم شریعت وطریقت رہے ان کی نسل ولایت سے خالی نہ ہو جائے اشعۃ اللمعات نے خلافت کے معنی کیے سلطنت،دولت پائیدار چنانچہ بہت عرصہ خلافت وسلطنت بنی عباس میں رہی(اشعہ)

وَعَنۡهُ اَنَّهٗ رَاٰى جِبۡرَئِيۡلَ مَرَّتَيۡنِ وَدَعَا لَهٗ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيۡنِ . (رَوَاهُ التِّرۡمِذِيُّ)

(۵۸۹۱) روایت ہے انہیں سے کہ انہوں نے جبرائیل کو دوبار دیکھا۱؎ اور ان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبار دعا کی۳؎(ترمذی)

(۵۸۹۱)۱؎ چنانچہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں ایک بار اپنے والد صاحب کے ساتھ حضور انور کی بارگاہ میں حاضر ہوا حضور کے پاس ایک صاحب تھے جو بہت ہی حسین وجمیل تھے کچھ دیر بعد حضرت عباس حضور انور کے پاس پھر حاضر ہوئے پوچھا حضور وہ حسین صاحب کہاں گئے فرمایا وہ جبرائیل تھے جب تم دونوں یہاں آئے تو جبرائیل نے مجھ سے پوچھا یہ دونوں کون تھے میں نے فرمایا میرے چچا اور میرے چچا کا بیٹا فرمایا یہ بچہ محل خیر ہے ہم نے فرمایا جبرائیل تم ان کے لیے دعا خیر کرو انہوں نے کہا اَللّٰهُمَّ بَارِكۡ عَلَيۡهِ اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡ مِنۡهُ كَثِيۡرًا طَيِّبًا (مرقات) دوسری بار اور جگہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا حضرت دحیہ کلبی کی شکل میں دیکھا آپ وہاں پہنچے اتفاقاً سلام نہ کیا۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اگر یہ سلام کرتے تو میں انہیں بہت اچھا جواب دیتا۔حضرت جبرائیل علیہ السلام چلے گئے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن عباس تم کو اسلام سے کس چیز نے منع کیا یہ واقعہ امام سیوطی نے جمع الجوامع میں بروایت ابن عساکر اور شیخ نے اشعۃ اللمعات میں نقل کیا خیال رہے کہ حضرت جبرائیل کو بشکل انسان

ابن عباس نے دوبار دیکھا۔ ان کی اصل شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سواء کسی نے نہ دیکھا حضور نے بھی صرف دو بار ان کی اصلی شکل میں دیکھا۔

وَعَنْهُ اَنَّهُ قَالَ دَعَالِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُؤْتِیَنِیَ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ مَرَّتَیْنِ . (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۸۹۲) روایت ہے انہیں سے کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار دعا کی کہ الٰہی انہیں حکمت عطا کر۱(ترمذی)

(۵۸۹۲)۱ایک بار تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کمبل شریف میں لے کر دعا دی دوسری بار جب حضرت ابن عباس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے لیے پانی رکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم استنجا خانہ میں تشریف لے گئے تھے باہر تشریف لائے پانی رکھا ہوا دیکھ کر دعا دی (اشعہ، مرقات) جب حضرت عبداللہ ابن عباس کو قبر میں رکھا گیا تو لوگوں نے غیبی آواز سنی یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً (۸۹، ۲۸) اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ (کنز الایمان) دیکھو اشعۃ اللمعات حکمۃ سے مراد ہے قرآن مجید کا علم حدیث شریف کی باریکیوں تک ذہن کی رسائی قرآن و حدیث سے مسائل شرعیہ فرعیہ کا استنباط۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ جَعْفَرٌ یُحِبُّ الْمَسَاكِیْنَ وَیَجْلِسُ اِلَیْهِمْ وَیُحَدِّثُهُمْ وَیُحَدِّثُوْنَهُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُكَنِّیْهِ بِاَبِی الْمَسَاكِیْنِ .(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۸۹۳) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ جناب جعفر فقراء سے بہت محبت کرتے تھے۱اور ان کے پاس بیٹھتے تھے ان سے باتیں کرتے تھے۲وہ آپ سے باتیں کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی کنیت ابو المساکین رکھتے تھے۳(ترمذی)

(۵۸۹۳)۱اگرچہ تمام صحابہ و اہل بیت مساکین سے محبت کرتے تھے مگر حضرت جعفر ابن ابی طالب ان سے بہت ہی زیادہ محبت کرتے تھے اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا۲یعنی حضرت جعفر کی اکثر نشست و برخاست زیادہ بات چیت غربا و مساکین سے ہوتی تھی۔۳عربی میں ابو بہت معنی میں آتا ہے۔ باپ، والا، مہربان یہاں آخری دو معنی میں ہے یعنی مسکینوں والے یا مسکینوں پر بہت مہربان۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ جَعْفَرًا یَطِیْرُ فِی الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلٰئِكَةِ . (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ .

(۵۸۹۴) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے جعفر کو فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑتے دیکھا۱(ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۸۹۴)۱یہ فرمانِ عالی حضرت جعفر کی شہادت کے بعد کا ہے آپ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے لہٰذا یہاں دیکھنے سے مراد معراج میں دیکھنا نہیں بلکہ بیداری میں مدینہ منورہ سے دیکھنا مراد ہے معلوم ہوا کہ حضور کی نگاہ مدینہ میں رہ کر جنت کو دیکھتی ہے تو یقیناً ہم کو بھی دیکھتی ہے حضور بفضلہٖ تعالیٰ ناظر ہیں بلکہ حاضر ہیں کہ نماز کسوف میں حضور نے ہاتھ بڑھایا پھر سمیٹ لیا بعد میں فرمایا کہ جنت کا خوشہ ہم نے پکڑ لیا تھا مگر چھوڑ دیا۔ جب ان کی نگاہ ان کا ہاتھ مدینہ میں رہتے ہوئے جنت میں پہنچ سکتا ہے تو ہم غریبوں کے پاس بھی پہنچ سکتا ہے شعر:-

اے فروغت صبح آثار و دھور چشم تو بینندہ ما فی الصدور

اس حدیث کی بنا پر آپ کا لقب ہے جعفر طیار۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۸۹۵) روایت ہے حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں ۱؎ (ترمذی)

(۵۸۹۵) ۱؎ یعنی جو لوگ جوانی میں وفات پائیں اور ہوں جنتی حضرات حسنین کریمین ان کے سردار ہیں ورنہ جنت میں تو سب ہی جوان ہوں گے لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں کہ حضرات حسنین کریمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسرے نبیوں کے بھی سردار ہوں شباب جمع ہے شاب کی بمعنی جوان جوانی کی عمر اٹھارہ برس سے تیس سال تک ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ ھُمَا رَیْحَانَیَّ مِنَ الدُّنْیَا۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۸۹۶) روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن اور حسین یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں ۱؎ (ترمذی) یہ حدیث پہلی فصل میں گزر چکی ۲؎

(۵۸۹۶) ۱؎ اس فرمان عالی کی شرح گزر گئی کہ جیسے باغ والے کو سارے باغ میں پھول پیارا ہوتا ہے ایسے ہی دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں میں مجھے حضرات حسنین کریمین پیارے ہیں اولاد پھول ہی کہلاتی ہے سارے نواسی نواسوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دونوں فرزند بہت پیارے تھے ۲؎ صاحب مشکوٰۃ نے صاحب مصابیح پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث تو پہلی فصل میں لا چکے تھے پھر اب یہاں مکرر کیوں لے آئے مگر قارئین کو معلوم ہے کہ وہاں بخاری کی روایت تھی یہاں ترمذی کی روایت ہے نیز الفاظ حدیث میں کسی قدر فرق ہے محدثین ان وجوہ سے ایک حدیث کئی بار لے آتے ہیں۔

وَعَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ طَرَقْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فِیْ بَعْضِ الْحَاجَۃِ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰی شَیْءٍ لَا اَدْرِیْ مَاھُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِیْ قُلْتُ مَاھٰذَا الَّذِیْ اَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَیْہِ فَکَشَفَہٗ فَاِذَا الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلٰی وَرِکَیْہِ فَقَالَ ھٰذَانِ ابْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِیَ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۸۹۷) روایت ہے حضرت اسامہ ابن زید سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا ۲؎ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح تشریف لائے کہ آپ کسی چیز کو گود میں لیے تھے مجھے خبر نہ تھی کہ وہ کیا ہے ۳؎ تو جب میں اپنی ضرورت سے فارغ ہوا میں نے پوچھا یہ کیا ہے جو آپ گود میں لیے ہیں ۴؎ حضور نے اسے کھولا تو حسن و حسین آپ کی رانوں پر تھے فرمایا یہ میرے دونوں بیٹے میری بیٹی کے بیٹے ہیں ۵؎ الٰہی میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور جو ان سے محبت کرے اس سے بھی محبت کر ۶؎ (ترمذی)

(۵۸۹۷) ۱؎ حضرت اسامہ ابن زید ابن حارثہ کے حالات و فضائل پیچھے گزر چکے ۲؎ طروق کے معنی ہیں طریق طے کر کے کسی کے پاس پہنچنا اب اصطلاح میں رات کے جانے کو طروق کہتے ہیں ماخوذ ہے طروقۃ الفحل سے اس لیے تارے کو طارق کہتے ہیں کہ وہ رات میں گویا سفر کرتا ہے وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۳؎ یعنی مجھے یہ محسوس ہوتا تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں کچھ ہے کہ آپ کی گود ابھری

ہوئی تھی۔مگر یہ پتہ نہ چلتا تھا کہ کیا چیز،رات اندھیری تھی اور وہ چیز بھی کمبل شریف میں چھپی ہوئی تھی۔۴؎ حضرت اسامہ بہت دیر تک حاضر رہے باتیں کرتے رہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح بیٹھے رہے بغیر جنبش کیئے ہوئے اس لیے آپ نے یہ پوچھنے کی ہمت کی۔۵؎ یہ عبارت بیان ہے ابنائی کا یعنی یہ حکماً میرے بیٹے ہیں اور حقیقتاً میری بیٹی کے بیٹے ہیں مجھے ان سے بیٹوں جیسی محبت ہے۔خیال رہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی اولاد حضور کی نسل ہے اس سے حضور کی نسل چلی گویا حسن وحسین حضور کی نسل بھی ہیں اور نسل کی اصل بھی ورنہ نسب باپ سے ہوتا ہے نہ کہ ماں سے، ہاں شرف ماں سے بھی ہو جاتا ہے لفظ آل دونوں پر بولا جاتا ہے بیٹے کی اولاد پر بھی اور بیٹی کی اولاد پر بھی حضرت حنہ اور مریم اور عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن کریم نے عمران کی آل فرمایا حتیٰ کہ ایک سورۃ کا نام آل عمران ہوا۔۶؎ اس دعا کا مقصود حضرت اسامہ کو سنانا اور بتانا ہے کہ اسامہ میرے حسن وحسین سے محبت کرو۔کہ ان کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کا ذریعہ ہے خیال رہے کہ دلی محبت بجلی کی کرنٹ کی طرح ایک متعدی چیز ہے جس سے محبت ہوتی ہے اس کی اولاد گھر والے نوکروں چاکروں حتیٰ کہ اس کے شہر سے محبت ہو جاتی ہے۔ لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ (۹۰،۲۰۱) مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب! تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔(کنزالایمان) شعر:۔

خاک طیبہ از دو عالم خوشتر است ۔۔۔ اے خنک شہرے کہ در وے دلبر است

وَعَنْ سَلْمٰى قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ مَا يُبْكِيْكِ قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِيْ فِي الْمَنَامِ وَعَلٰى رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَالَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُّ قَتْلَ الْحُسَيْنِ اٰنِفًا ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(۵۸۹۸) روایت ہے حضرت سلمٰی سے۱؎ فرماتی ہیں کہ میں اُمِ سلمہ کے پاس گئی وہ رو رہی تھیں میں نے کہا آپ کو کیا چیز رلاتی ہے۔ آپ بولیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یعنی خواب میں۲؎ آپ کے سر اور داڑھی مبارک پر مٹی ہے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا یہ حال کیسا ہے فرمایا میں ابھی قتل حسین کے موقع پر حاضر تھا۳؎ (ترمذی) اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۸۹۸) ۱؎ بی بی سلمٰی جناب ابورافع جو حضور کے آزاد کردہ غلام ہیں ان کی زوجہ ہیں۔حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی ازواجِ مطہرات کی خدمت کیا کرتی تھیں جناب فاطمہ زہرا کو اسماء بنت عمیس زوجہ ابوبکر صدیق نے غسل میت دیا ان کے ساتھ مدد کے لیے بی بی سلمٰی موجود تھیں (اشعہ،مرقات) ۲؎ حضرت اُمِ سلمہ نے یہ خواب دسویں محرم جمعہ کے دن دوپہری میں دیکھی تھی وہ وقت تھا حضرت حسین کی شہادت کا۔مگر حق یہ ہے کہ خواب واقعہ کربلا سے پہلے کا ہے جس میں حضور انور نے آئندہ آنے والے واقعہ کی اُمِ سلمہ کو خبر دی ہے خاص شہادت کے دن کا واقعہ نہیں۔۳؎ خیال رہے کہ اُمِ سلمہ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے اولاً ابوسلمہ کے نکاح میں تھیں ۴ھ میں ابوسلمہ کی وفات ہوئی اسی سال حضور کے نکاح میں آئیں چوراسی سال عمر پائی ۵۹ انسٹھ میں وفات ہوئی (اکمال،اشعہ) اور واقعہ کربلا آپ کی وفات سے دو سال بعد ہوا۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے واقعہ کی حضرت اُمِ سلمہ کو اس طرح خبر دے دی جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں شاہ مصر نے گائیں اور بالیوں کو کھاتے ہوئے دیکھا حالانکہ واقعہ قحط سالی کئی سال بعد ہوا خواب میں آئندہ یا گزشتہ واقعات موجودہ شکل میں دکھائے جاتے ہیں۔اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے مومن خصوصاً اہل بیت خصوصاً جناب حسین کی تکلیف سے حضور انور کو قبر شریف میں تکلیف ہوتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے بے خبر نہیں رب فرماتا ہے: عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ (۹،۱۲۸)

جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ (کنزالایمان) دوسرے یہ کہ حضور اپنی وفات کے بعد بھی عالم کی سیر فرماتے ہیں اپنی امت کے حالات کا مشاہدہ فرماتے ہیں وہ جو کہا جاتا ہے کہ حضور میلاد شریف میں تشریف لاتے ہیں اس کا ماخذ یہ حدیث ہے تیسرے یہ کہ مقبولوں کی رفتار نورنظر کی رفتار سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔ چوتھے یہ کہ حضور انور کہیں تشریف لے جائیں مدینہ آپ سے خالی نہیں ہوتا جیسے نورنظر آسمان کی سیر کرے مگر آنکھ میں بھی رہتا ہے حضور نے ہاتھ بڑھا کر جنت کا خوشہ پکڑلیا۔ مگر حضور رہے مدینہ میں۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ اَهْلِ بَيْتِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ ادْعِيْ لِيَ ابْنَيَّ فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا اِلَيْهِ.

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۸۹۹) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اہل بیت میں آپ کو زیادہ پیارا کون ہے فرمایا حسن اور حسین[۱] اور حضور فاطمہ سے فرماتے تھے کہ میرے پاس میرے بچوں کو بلاؤ پھر انہیں سونگھتے تھے اور اپنے سے لپٹاتے تھے[۲] (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے[۳]

(۵۸۹۹)[۱] اس کی شرح پہلے کی جاچکی ہے کہ محبت کی بہت قسمیں ہیں اولاد سے محبت اور قسم کی ہے ازواج سے اور قسم کی دوستوں سے اور قسم کی اولاد میں حضرات حسنین بہت پیارے ہیں ازواج میں حضرت عائشہ صدیقہ محبوبہ محبوب رب العالمین ہیں دوست واحباب میں حضرت ابوبکر صدیق بہت پیارے ہیں لہذا احادیث میں تعارض نہیں[۲] حضور انہیں کیوں نہ سونگھتے وہ دونوں تو حضور کے پھول تھے پھول سونگھے ہی جاتے ہیں انہیں کلیجے سے لگانا لپٹانا انتہائی محبت و پیار کے لیے تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچوں کو سونگھنا ان سے پیار کرنا انہیں لپٹانا چمٹانا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے[۳] ذخائر میں ہے کہ یہ حدیث دوسری روایت میں حسن بھی ہے صحیح بھی (مرقات)

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُنَا اِذْجَآءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيْصَانِ اَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللهُ اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ نَظَرْتُ اِلٰى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيْثِيْ وَرَفَعْتُهُمَا.

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوُدَ وَ النَّسَآئِيُّ)

(۵۹۰۰) روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو خطبہ دے رہے تھے[۱] اچانک حسن و حسین آئے جن پر دو سرخ قمیصیں تھیں[۲] وہ چلتے تھے اور گرتے تھے[۳] تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے ان دونوں کو اٹھالیا اور اپنے سامنے بٹھالیا[۴] پھر فرمایا سچ فرمایا اللہ تعالٰی نے کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں[۵] میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ چلتے گرتے ہیں تو میں صبر نہ کرسکا حتی کہ میں نے اپنی بات بند کردی اور ان دونوں کو اٹھالیا[۶]

(ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

(۵۹۰۰)[۱] غالب یہ ہے کہ یہ خطبہ وعظ نہ تھا بلکہ خطبہ جمعہ تھا ان دونوں کے لیے حضور نے خطبہ جمعہ توڑا جب ان کے لیے نماز کا سجدہ دراز کیا جاسکتا ہے تو انہیں کے لیے خطبہ جمعہ بھی توڑا جاسکتا ہے[۲] یعنی ان دونوں فرزندوں کو قمیصوں میں سرخ دھاریاں تھیں خالص سرخ نہ تھیں کہ خالص سرخ کپڑا مردوں اور لڑکوں کو پہنانا ممنوع ہے (مرقات)[۳] یعنی یہ دونوں فرزند بہت چھوٹے تھے نیا نیا چلنا سیکھا تھا اس لیے برابر چل نہ سکتے تھے چلتے گرجاتے پھر اٹھ کر چلتے گرجاتے تھے جیسا کہ بہت چھوٹے بچوں میں دیکھا جاتا ہے[۴] خیال رہے کہ اس

موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین میں سے کسی سے نہ منگوایا نہ کسی اور کی گود میں بٹھایا بلکہ خود منبر شریف سے اتر کر خطبہ چھوڑ کر بچوں کے پاس گئے انہیں اٹھا کر لائے اپنے برابر بٹھایا یہ ہے حضور کی انتہائی محبت ان دونوں سے۔۵؎ اس آیت کریمہ میں فتنہ بمعنی آفت یا مصیبت نہیں بلکہ محنت یا آزمائش ہے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ مومن کو ثواب دیتا ہے۔۶؎ خیال رہے کہ حضرات حسنین کریمین کے لیے خطبہ قطع کرنا حضور کی خصوصیت ہے نہ تو ہم کو جائز ہے کہ ہم اپنے بچوں کے لیے خطبہ جمعہ چھوڑیں یا توڑیں نہ حضرت علی و فاطمہ زہرا کو جائز تھا کہ انہیں صاحبزادوں کے لیے خطبہ یا نماز چھوڑیں حضور نے ان دونوں کے لیے اپنا سجدہ دراز فرمایا حضرت امامہ بنت ابوالعاص یعنی اپنی نواسی کو کندھے پر لے کر نماز پڑھی اس طرح کہ رکوع سجدہ کے وقت انہیں اتار دیا بعد میں پھر کندھے پر لے لیا اگر ہم ایسا کریں۔گے تو نماز ٹوٹ جائے گی اور ہم گنہگار ہوں گے اس لیے حضرت امامہ کو گود میں لے کر نہ تو ابوالعاص نے نماز پڑھی نہ جناب زینب نے احکام شرعیہ اور ہیں خصوصیات کچھ اور۔

وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْ حُسَيْنٍ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاطِ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۰۱) روایت ہے حضرت یعلی ابن مرہ سے۱؎ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۲؎ اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرے حسین اسباط میں سے ایک سبط ہیں۳؎ (ترمذی)

(۵۹۰۱)۱؎ حضرت یعلی صحابی ہیں غزوہ خیبر، حنین، حدیبیہ، طائف میں شریک ہوئے آخر میں بصرہ میں قیام رہا (مرقات، اشعہ)۲؎ یعنی میں اور حسین گویا ایک ہی ہیں ہم دونوں سے محبت ہر مسلمان کو چاہئے مجھ سے محبت حسین سے محبت ہے اور حسین سے محبت مجھ سے محبت ہے چونکہ آئندہ واقعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر تھے اس لیے اس قسم کی باتیں امت کو سمجھائیں (مرقات) احمد اور ابن عسا کر نے روایت کی کہ حسن میرے ہیں اور حسین علی کے اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑا بیٹا دادا نانا کا ہوتا ہے چھوٹا بیٹا باپ کا یہ تقسیم اظہار کرم کے لیے ہے دیکھو مرقات۔۳؎ سبط وہ درخت جس کی جڑ ایک ہو اور شاخیں بہت یعنی جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اسباط کہلاتے تھے کہ ان سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل شریف بہت چلی رب فرماتا ہے:وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا (۷:۱۶۰) اور ہم نے انہیں بانٹ دیا بارہ قبیلے گروہ گروہ۔ (کنزالایمان) ایسے ہی میرے حسین سے میری نسل چلے گی اور ان کی اولاد سے مشرق و مغرب بھرے گی دیکھ لو آج سادات کرام مشرق و مغرب میں ہیں اور یہ بھی دیکھ لو کہ حسینی سید تھوڑے ہیں حسینی سید بہت زیادہ ہیں اس فرمان عالی کا ظہور ہے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْحَسَنُ اَشْبَهَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ اِلَى الرَّاْسِ وَالْحُسَيْنُ اَشْبَهَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۰۲) روایت ہے حضرت علی سے فرمایا کہ حسن سینے اور سر کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے۱؎ اور حسین اس سے نیچے کے حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے۲؎ (ترمذی)

(۵۹۰۲)۱؎ خیال رہے کہ حضرت فاطمہ زہرا از سرتا قدم بالکل ہم شکل مصطفیٰ تھیں صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے عرض کیا ہے شعر:۔

رسول اللہ کی جیتی جاگتی تصویر کو دیکھا کیا نظارہ جن آنکھوں نے تفسیر نبوت کا

اور آپ کے صاحبزادگان میں یہ مشابہت تقسیم کردی گئی تھی یہاں اشبہ یا تو ماضی ہے باب افعال کا یا اسم تفضیل ہے سمع یسمع کا حضرت حسین کی پنڈلی قدم شریف اور ایڑی بالکل حضور کے مشابہ تھی۔ عَلٰی جَدِّہٖ وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ۲؎ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قدرتی مشابہت بھی اللہ کی نعمت ہے جو اپنے کسی عمل کو حضور کے مشابہ کردے تو اس کی بخشش ہوجاتی ہے من تشبہ بقول فھو منھم تو جسے خدا تعالٰی اپنے محبوب کے مشابہ کرے اس کی محبوبیت کا کیا حال ہوگا اس لیے یہ حدیث فضائل اہل بیت کے سلسلے میں لائی گئی۔

وَعَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِاُمِّیْ دَعِیْنِیْ اٰتِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاُصَلِّیْ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَاَسْاَلُهٗ اَنْ یَّسْتَغْفِرَلِیْ وَلَكِ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّیْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلّٰی حَتّٰی صَلَّی الْعِشَآءَ ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهٗ فَسَمِعَ صَوْتِیْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا حُذَیْفَةُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَاحَاجَتُكَ غَفَرَاللّٰهُ لَكَ وَلِاُمِّكَ اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ یَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ اسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ یُّسَلِّمَ عَلَیَّ وَیُبَشِّرَنِیْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

(۵۹۰۳) روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ مجھے اجازت دو کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں آپ کے ساتھ مغرب پڑھوں ۱؎ اور آپ سے عرض کروں کہ میرے اور تمہارے لیے دعائے مغفرت کریں ۲؎ تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کے ساتھ مغرب پڑھی آپ نے مغرب پڑھی حتیٰ کہ عشاء پڑھی ۳؎ پھر حضور واپس ہوئے میں آپ کے پیچھے حضور نے میری آواز سنی تو فرمایا یہ کون ہے کیا حذیفہ میں نے کہا ہاں فرمایا تمہاری کیا حاجت ہے اللہ تمہیں اور تمہاری ماں کو بخشے ۴؎ یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا ۵؎ اس نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرے اور مجھے بشارت دے کہ فاطمہ جنتی لوگوں کی بیویوں کی سردار ہیں ۶؎ اور حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں ۷؎ (ترمذی) اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ ۸؎

(۵۹۰۳) ۱؎ حضرت حذیفہ کا گھر مسجد نبوی شریف سے کچھ فاصلے پر تھا۔ اس لیے ان کو ان کی والدہ نے شام کے وقت گھر رہنے کی تاکید فرمائی تھی مسجد نبوی شریف میں حاضر ہونے کی اجازت نہ دیتی تھیں انہیں یا تو حضرت حذیفہ پر خوف تھا یا اپنے پر اس لیے آپ نے فرمایا کہ اماں جان مجھے آج وہاں حاضری کی اجازت دے دیجئے ۲؎ یعنی رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجوم کم ہوتا ہے۔ مجھے عرض معروض کرنے کا اچھا موقع ملے گا۔ اس لیے رات میں حاضری کی اجازت مانگی۔ ۳؎ یعنی میں نے نماز مغرب حضور انور کے ساتھ پڑھی پھر عشاء تک حضور کے پاس حاضر رہا۔ بعض مشائخ کرام مغرب سے عشاء تک نوافل اور وظائف پڑھتے ہیں اسے احیاء مابین العشائین کہتے ہیں اب بھی مدینہ منورہ میں مسلمان مغرب کی نماز کے لیے مسجد نبوی شریف میں جاتے ہیں تو عشاء پڑھ کر آتے ہیں ۴؎ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نور نبوت سے حضرت حذیفہ کو بھی جان لیا ان کے دل کی حاجت بھی معلوم کرلی کہ یہ کیوں آرہے ہیں بھلا جس پر پتھر کے دل کی بات ظاہر ہو کہ فرمایا احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں اس پر انسانوں کے دل کے حالات دلی تمنائیں کیسے مخفی رہ سکتی ہیں وہاں عرض کرنے کی ضرورت ہی نہیں انہیں ہماری حاجتیں مرادیں سب معلوم ہیں۔ شعر:-

قدرت کی تحریریں جانے امی اور تقریریں جانے

بخشش کی تدبیریں جانے وہ ہے رحمت والا

جن کا نام ہے محمد ان سے دو جگ ہے اجیالا !

۵ اس فرشتہ کا نام روایات میں نہیں آیا بہرحال رحمت کا خاص فرشتہ ہے خادم بارگاہ ہے ۶ اس کی شرح پہلے گزر چکی کہ جناب سیدہ فاطمہ زہرا جنتی مومنین کی بیویوں کی سردار ہیں لہٰذا اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ وہ جناب خدیجۃ الکبریٰ اور عائشہ صدیقہ کی بھی سردار ہوں کیونکہ وہ تو سید الانبیاء کی زوجہ مطہرہ ہیں ۷ اس کی شرح پہلے گزر گئی جو لوگ جوانی میں وفات پا گئے اور تھے جنتی ان کے سردار حضرات حسنین کریمین ہیں لہٰذا آپ دونوں نبیوں کے سردار نہیں کیونکہ کوئی نبی جوانی میں دنیا سے تشریف نہیں لے گئے۔ جنت میں سب ہی جوان ہوں گے۔ ۸ یہ حدیث احمد نے بروایت حسن روایت فرمائی (مرقات)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَامِلَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ . (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۰۴) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن ابن علی کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے کہا اے صاحبزادے تم بہت اچھی سواری پر سوار ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سوار بھی تو اچھا ہے ۱ (ترمذی)

(۵۹۰۴) ۱ یعنی اے دیکھنے والے تو نے یہ تو دیکھا کہ جناب حسن کی سواری سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا کندھا ہے یہ نہ دیکھا کہ سوار سید الشہداء ہے اور سید الاولیاء حضرت علی کا فرزند دلبند ہے اور سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کا لخت جگر ہے سید الانبیاء کا نور نظر ہے رضی اللہ عنہ آپ کا لقب ہے راکب دوش رسول۔

وَعَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ فَرَضَ لِاُسَامَةَ فِيْ ثَلٰثَةِ الْاٰفٍ وَّخَمْسِمِائَةٍ وَفَرَضَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِيْ ثَلٰثَةِ الْاٰفٍ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لِاَبِيْهِ لِمَ فَضَّلْتَ اُسَامَةَ عَلَيَّ فَوَاللهِ مَا سَبَقَنِيْ اِلٰى مَشْهَدٍ قَالَ لِاَنَّ زَيْدًا كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِيْكَ وَكَانَ اُسَامَةُ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكَ فَاٰثَرْتُ حِبَّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِبِّيْ . (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۰۵) روایت ہے حضرت عمر سے کہ آپ نے اسامہ کے لیے تین ہزار پانچ سو مقرر فرمائے اور عبداللہ ابن عمر کے لیے صرف تین ہزار فرمائے ۱ تو عبداللہ ابن عمر نے اپنے والد سے عرض کیا کہ آپ نے اسامہ کو مجھ پر ترجیح کیوں دی ۲ اللہ کی قسم وہ کسی موقع میں مجھ سے آگے نہ بڑھے ۳ فرمایا اس لیے کہ زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے باپ سے زیادہ پیارے تھے ۴ اور اسامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے زیادہ محبوب تھے ۵ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے کو اپنے پیارے پر ترجیح دی ۶ (ترمذی)

(۵۹۰۵) ۱ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مشہور صحابہ کے لیے بیت المال سے سالانہ وظیفے مقرر فرمائے تھے۔ ان کے گزارے کے واسطے اس سلسلہ میں اپنے محبوب ترین فرزند کا سالانہ وظیفہ تین ہزار درہم مقرر فرمائے اور حضرت اسامہ کے لیے ساڑھے تین ہزار درہم مقرر کیے یعنی پانچ سو درہم زیادہ ۲ چونکہ وظیفے کی زیادتی کمی درجہ کی زیادتی کمی کی علامت ہوتی ہے اس لیے جناب عبداللہ نے سوال فرمایا مال کی ہوس یا حضرت اسامہ پر حسد سے نہ کہا ۳ مشہد کے معنی ہیں حاضری کی جگہ یعنی مجلس اس سے مراد عام مجلس خیر

ہے علمی ہو یا عملی جہاد کی ہو یا حج کی بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد جہاد ہے یعنی ایسی کوئی مجلس خیر نہیں گزری جس میں اسامہ شریک ہوئے ہوں میں شریک نہیں ہوا ہوں۔۴ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان عالی تواضع اور انکسار کی بناء پر ہے ورنہ حضرت عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے ہی محبوب صحابی ہیں یا یوں کہو کہ گھر میں رہنے سہنے کی محبوبیت حضرت زید کو زیادہ حاصل ہے ہر وقت گھر میں نظر آنے والے پر زیادہ کرم رہتا ہے غرضیکہ اس سے کوئی خاص محبت مراد ہے۵ یہاں بھی وہی تحقیق ہے کہ اس مخصوص محبت میں جناب اسامہ حضرت ابن عمر سے بڑھے ہوئے تھے۔۶ سبحان اللہ یہ ہے حضرت عمر کا عشق رسول آپ نے حضرت حسین کریمین کے لیے پانچ پانچ ہزار درہم سالانہ مقرر فرمایا تھا۔حضرات خلفاء ثلثہ اہل بیت اطہار کے لیے امان تھے ان کے زمانہ میں حضرات حسنین بلکہ حضرت علی کسی غزوہ میں نہ بھیجے گئے۔ان کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت علی پر مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے حتی کہ آپ کو مدینہ منورہ چھوڑنا پڑا یہی حال حضرات حسنین کریمین کا ہوا۔

وَعَنْ جَبَلَةَ بْنِ حَارِثَةَ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْعَثْ مَعِيَ اَخِيْ زَيْدًا قَالَ هُوَذَا فَاِنِ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ اَمْنَعْهُ قَالَ زَيْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَا اَخْتَارُ عَلَيْكَ اَحَدًا قَالَ فَرَاَيْتُ رَاْيَ اَخِيْ اَفْضَلَ مِنْ رَاْيِيْ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۰۶) روایت ہے حضرت جبلہ ابن حارثہ سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ میرے بھائی زید کو بھیج دیں۱ فرمایا وہ یہ ہیں اگر وہ تمہارے ساتھ جائیں تو میں انہیں منع نہ کروں گا۲ جناب زید نے کہا: یارسول اللہ اللہ کی قسم میں آپ پر کسی کو ترجیح نہ دوں گا۳ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کی رائے اپنی رائے سے بہتر دیکھی۴ (ترمذی)

(۵۹۰۶)۱ حضرت زید کا پورا واقعہ پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ آپ آٹھ سال کی عمر میں دشمنوں کے ہاتھ قید ہو گئے تھے بازار میں فروخت کردیئے گئے حکیم ابن حزام نے آپ کو خریدا اور اپنی پھوپھی خدیجۃ الکبریٰ کو ہدیۃً دے دیا جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں تو آپ نے حضرت زید کو حضور کی خدمت کے لیے مقرر فرمادیا۔حضور نے انہیں اپنا بیٹا بنالیا۔آپ کے بڑے بھائی جبلہ ابن حارثہ کو پتہ لگا کہ زید ابن حارثہ حضور انور کے پاس ہیں تو وہ انہیں لینے آئے تب یہ عرض کیا۔خیال رہے کہ حضرت زید غزوہ موتہ میں حضرت جعفر کے ساتھ شہید ہوئے پچپن سال عمر ہوئی حضور نے انہیں حضرت جعفر کا بھائی بنادیا تھا۔(اشعہ)۲ یعنی اگر یہ اپنے گھر جانا چاہیں تو لے جاؤ میں انہیں منع نہیں کروں گا۳ یعنی آپ پر میرے ماں باپ بھائی برادر فدا ہوں میں آپ کے پاس رہنا چاہتا ہوں ماں باپ کے پاس جانا نہیں چاہتا۔مجھے اپنے در سے دور نہ کریں آپ کی خدمت دین و دنیا کی ساری نعمتوں سے افضل ہے۔۴ یعنی میں نے انہیں حضور کے فراق کا مشورہ دیا انہوں نے وصال پیا وہ مجھ سے بہتر رائے والے تھے انہوں نے حضور کو اختیار کیا۔

وَعَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اُصْمِتَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

(۵۹۰۷) روایت ہے حضرت اسامہ ابن زید سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت بھاری بیمار ہوگئے تو میں اور دوسرے لوگ مدینہ آئے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ کلام فرمانا بند ہو چکا تھا تو حضور نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيَّ وَيَرْفَعُهُمَا فَاَعْرِفُ اَنَّهُ يَدْعُوْلِيْ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔

کوئی بات نہ کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ مجھ پر رکھنے اور اٹھانے لگے میں پہچان گیا کہ آپ میرے لیے دعائیں فرما رہے ہیں۲ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۹۰۷) ۱حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے کچھ پہلے مہاجرین و انصار کا ایک لشکر روانہ فرمایا جس کے سردار حضرت اسامہ ابن زید تھے یہ لشکر ابھی مقام جرف میں پہنچا تھا جو مدینہ منورہ سے باہر قریب ہی ہے کہ اسے پتہ لگا کہ حضور انور کو سخت بخار اور دردسر ہے یہ سب لوگ یہ خبر وحشت اثر سن کر مدینہ منورہ واپس آ گئے یہاں یہ واقعہ مذکور ہے چونکہ جرف مدینہ منورہ سے ایسا اونچا ہے جیسے عرفات مکہ معظمہ سے اس لیے ہبطت فرمایا یعنی میں اترا (للمعات) مدینہ منورہ کے اردگرد کی زمین مدینہ سے اونچی ہے خود مدینہ پاک نشیبی حصہ میں واقع ہے اس لیے اردگرد کی زمین کو عوالی کہا جاتا ہے (مرقات) ۲حضرت اسامہ اب جو حاضر بارگاہ ہوئے تو حیات شریف کے آخری لمحات تھے زبان مبارک سے کلام فرمانا بند کر دیا تھا اس لیے حضور انور نے اشارہ سے دعا فرمائی جسے حضرت اسامہ نے فراست ایمانی سے سمجھ لیا حضرت اسامہ خوش تھے کہ انہوں نے حضور کی آخری دعائیں لے لیں۔

وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّنَحِّيَ مُخَاطَ اُسَامَةَ قَالَتْ عَآئِشَةُ دَعْنِيْ حَتّٰى اَنَا الَّذِيْ اَفْعَلُ قَالَ يَا عَآئِشَةُ اَحِبِّيْهِ فَاِنِّيْ اُحِبُّهُ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۰۸) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کی ناک صاف کرنے کا ارادہ کیا۱ تو جناب عائشہ نے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے کہ یہ کام میں کروں فرمایا اسے اے عائشہ اس سے محبت کرو کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۲ (ترمذی)

(۵۹۰۸) ۱حضرت اسامہ ابن زید بچے تھے۔ حضور کی گود میں تھے کہ ناک آ گئی حضور انور نے اپنے دست اقدس سے ناک صاف کرنا چاہی جیسے عموماً گود کے بچوں کے لیے کیا جاتا ہے ۲حضور کی محبت رکن ایمان ہے۔ اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت یہ ہے کہ حضور کے ہر محبوب سے محبت ہو حتیٰ کہ مدینہ منورہ کی گلی کوچوں سے دوستی کرے گوشت سے چھوٹے کدو سے محبت کرے۔ شعر:-

ومن مذهبی حب الديار لا هلها ۔۔۔ وللناس فيما يعشقون مذاهب

وَعَنْ اُسَامَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا اِذْ جَآءَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَاْذِنَانِ فَقَالَا لِاُسَامَةَ اسْتَاْذِنْ لَنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَاْذِنَانِ فَقَالَ اَتَدْرِيْ مَاجَآءَ بِهِمَا قُلْتُ لَا قَالَ لٰكِنِّيْ اَدْرِيْ اِئْذَنْ لَّهُمَا فَدَخَلَا فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْنَاكَ نَسْئَلُكَ اَيُّ اَهْلِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ قَالَا مَاجِئْنَاكَ نَسْاَلُكَ عَنْ اَهْلِكَ قَالَ اَحَبُّ اَهْلِيْ اِلَيَّ مَنْ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتُ عَلَيْهِ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَا ثُمَّ

(۵۹۰۹) روایت ہے حضرت اسامہ سے فرمایا کہ میں بیٹھا ہوا تھا۱ کہ جناب علی و عباس آئے اجازت داخلہ چاہتے تھے انہوں نے اسامہ سے کہا کہ ہمارے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے دو۲ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اور عباس اجازت مانگ رہے ہیں فرمایا کیا تم جانتے ہو کیا مقصد انہیں یہاں لایا ہے میں نے کہا نہیں فرمایا لیکن میں جانتا ہوں۳ انہیں اجازت دے دو وہ دونوں حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم یہ پوچھنے حاضر ہوئے ہیں کہ حضور کو اپنے گھر والوں میں کوئی زیادہ پیارا ہے۴ فرمایا فاطمہ بنت محمد وہ بولے ہم آپ کے اہل بیت کے متعلق پوچھنے

مَنْ قَالَ ثُمَّ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ یَا رَسُوْلَ اللهِ جَعَلْتَ عَمَّكَ اٰخِرَهُمْ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا سَبَقَكَ بِالْهِجْرَةِ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

وَذُکِرَ اَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوَ اَبِیْهِ فِیْ کِتَابِ الزَّکٰوةِ

نہیں آئے ہیں ۵ فرمایا میرے گھر والوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا اور میں نے بھی انعام کیا ۶ یعنی اسامہ ابن زید ۷ وہ بولے پھر کون فرمایا علی ابن ابی طالب ۸ تو جناب عباس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے چچا کو ان سب سے آخر کر دیا ۹ فرمایا کہ علی تم سے ہجرت میں سبقت لے گئے ہیں ۱۰ (ترمذی) یہ حدیث کہ عم الرجل صنوابیہ کتاب الزکوٰۃ میں ذکر کردی گئی۔

(۵۹۰۹) ۱ یعنی میں حضور کے دروازے پر دربان بن کر بیٹھا تھا۔ جسے اس در کی دربانی مل جائے وہ بادشاہ سے افضل ہو جائے ۲ اگر دروازہ پر کوئی نہ ہو تو سلام اجازت بلند آواز سے کرے کہ اندر آواز پہنچے اور اگر کوئی ہو تو اس کے ذریعہ سے اجازت حاصل کرے یہاں یہی دوسری صورت تھی ۳ یعنی ہم نور نبوت سے ان کے دل کے ارادے جانتے ہیں جس پر عرش و فرش کی ہر چیز ظاہر ہو اس سے کیا چھپے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے خوب فرمایا۔ شعر:-

دل فرش پر ہے تری نظر سر عرش پر ہے تری گزر ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں جو تجھ پہ عیاں نہیں

۴ یعنی حضور فرمادیں کہ آپ کو زیادہ پیارا کون ہے۔ تاکہ ہم اس کی محبوبیت پر ایمان لائیں اور ہم بھی اس سے محبت کریں ۵ یہاں اہل سے مراد اولاد ہے یعنی ہم محبت ولادت کے متعلق نہیں پوچھتے ہم تو دوستوں کی دوستی کی محبت کے متعلق حضور سے پوچھنے آئے معلوم ہوا کہ محبت کی بہت قسمیں ہیں ولادت کی محبت زوجیت کی دوستی وغیرہ وغیرہ ان پر ہر قسم کے محبوبوں میں ایک ایک سردار محبت ولادت میں فاطمہ زہرا سردار ہیں اور محبت زوجیت میں عائشہ صدیقہ اور خدیجۃ الکبریٰ اعلیٰ و اکمل ۶ اس فرمان عالی میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے۔ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ (۳۳،۳۷) اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے۔ (کنزالایمان) یہ آیت حضرت زید ابن حارثہ کے متعلق ہے ان پر اللہ نے یہ احسان کیا کہ انہیں ایمان عرفان کی دولت بخشی حضور انور نے یہ احسان کیا کہ انہیں اپنا صحابی بلکہ اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کے بندوں پر انعام احسان کرتے ہیں ۷ اگرچہ یہ انعام و اکرام حضرت زید پر ہوئے مگر چونکہ جناب اسامہ ان کے فرزند ہیں۔ اس لیے وہ بھی اسی انعام سے فیض یاب ہوئے ۸ سبحان اللہ یہاں حضرت علی کو محبوبیت میں جناب اسامہ ابن زید کے بعد فرمایا معلوم ہوا کہ محبوبیت افضلیت کو لازم نہیں تمام کے نزدیک حضرت علی جناب اسامہ سے افضل ہیں مگر یہاں محبوبیت میں ان کو مقدم فرمایا گیا۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں محبت کی نوعیتیں مختلف ہیں ایک قسم وہ ہے جس میں جناب اسامہ حضرت علی سے پہلے اور ان پر مقدم ہیں ۹ یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہوں اور جناب علی چچازاد ہیں پھر ان کو مجھ پر مقدم کیوں فرمادیا اس کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی خیال رہے کہ یہ سوال اعتراض نہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کفر ہے جو فرمایا بالکل حق فرمایا۔ ۱۰ کیونکہ اے عباس تم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فتح مکہ کے دن کی جبکہ ہم تم کو راہ میں مل گئے تمہاری ہجرت قبول ہوگئی مگر جناب علی تو ہماری ہجرت کے بعد ہی ہجرت کرکے مدینہ منورہ پہنچ چکے تھے خیال رہے کہ حضرت عباس کے ایمان کے متعلق اختلاف ہے کہ ایمان کب لائے بعض نے فرمایا کہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور ایمان لاتے ہی ہجرت کے لیے نکلے بعض نے

فرمایا کہ آپ بدر کے دن ایمان لائے جبکہ حضور نے خبر دی کہ عباس آپ میری چچی صاحبہ کو چار سو درہم دے کر جنگ بدر میں شرکت کے لیے نکلے تھے حضور کا یہ علم دیکھ کر ایمان لائے بعض کے نزدیک حضور کی ہجرت سے پہلے ایمان لا چکے تھے بہرحال ظہور ایمان فتح مکہ کے دن ہوا دیلمی نے فردوس میں نقل فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے بھائیوں میں بہتر علی ہیں چچاؤں میں بہتر حمزہ ہیں بعض روایات میں ہے کہ ایک دن حضرت عباس، ابوسفیان، بلال اور سلمان فارسی حضرت عمر کے دروازے پر گئے داخلہ کی اجازت مانگی خادم نے کہا کہ پہلے بلال آئیں اس پر ابوسفیان نے جناب عباس سے کہا کہ عمر ہمارے غلاموں کو ہم پر ترجیح دیتے ہیں حضرت عباس نے کہا کہ ہم اسلام میں بلال کے بعد آئے ہماری جزا یہی ہے۔(مرقات)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحٰرِثِ قَالَ صَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِيْ وَمَعَهٗ عَلِيٌّ فَرَاَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ وَقَالَ بِاَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَبِيْهًا بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ . (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۹۱۰) روایت ہے حضرت عقبہ ابن حارث سے[۱] فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے عصر کی نماز پڑھی پھر نکلے چل رہے تھے آپ کے ساتھ حضرت علی تھے تو حسن کو دیکھا بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے انہیں اپنے کندھے پر اٹھالیا اور فرمایا میرے باپ صدقے[۲] تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل ہو علی کے ہم شکل نہیں اور علی ہنس رہے تھے[۳] (بخاری)

(۵۹۱۰)[۱] آپ صحابی ہیں نوفل ابن عبد مناف کی اولاد سے ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے مکہ معظمہ میں رہے (مرقات) [۲] یعنی حضرت ابوبکر صدیق نے جناب حسن کو پیار، محبت سے اپنے کندھے پر اٹھالیا بابی کے معنی یہ نہیں کہ میرے باپ کی قسم کہ غیر خدا کی قسم ممنوع ہے بلکہ اس کے معنی ہیں کہ میرے باپ تم پر فدا تم پر قربان یہ ہے جناب صدیق کی محبت اہل بیت اطہار سے[۳] یعنی اے حسن تمہاری شکل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی جلتی ہے اپنے والد جناب علی سے نہیں ملتی جلتی خیال ہے کہ حضور سے بالکل مشابہت مخلوق میں کسی کو نہیں ہوسکتی اللہ تعالٰی نے حضور کو بے مثال بنایا ہے۔شعر:-

انہیں خالق نے اپنے حسن کے سانچے میں ڈھالا ہے
وہ آئے اس جہاں میں سب حسینوں سے حسین ہو کر
عرب کے واسطے رحمت عجم کے واسطے رحمت
وہ آئے لیکن آئے رحمۃ للعالمین ہو کر

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی شکل نمونہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شکل مبارک کی لہذا یہ حدیث حضرت علی کی اس روایت کے خلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل نہ پہلے دیکھا گیا نہ بعد میں (مرقات) کہ وہاں پوری مثلیت مراد ہے روافض کا ایک فرقہ غرابیہ ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت علی حضور سے ایسے مشابہہ تھے جیسے کوا کوے سے جب پہلی وحی آئی تو حضرت علی حضور کے پاس تھے ہم شکلی کی وجہ سے جبرائیل دھوکا کھا گئے اور بجائے علی کے حضور کو وحی اور نبوت دے گئے (مرقات) شاید بعد میں رب نے فرمایا ہوگا خیر اب چلنے دو۔[۳] یہ شخص عبید اللہ ابن عبد اللہ ابن زیاد ثقفی ہے۔یہ یزید ابن معاویہ کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں لشکر تیار کیا یہ مردود ۶۶ چھیاسٹھ ہجری میں مقام موصل میں ابراہیم ابن مالک ابن اشتر نخعی کے ہاتھوں قتل کیا گیا۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِیَ عَبَیْدُ اللهِ ابْنُ زِیَادٍ بِرَاْسِ الْحُسَیْنِ فَجُعِلَ فِیْ طَسْتٍ فَجَعَلَ یَنْكُتُ وَ قَالَ فِیْ حُسْنِهٖ شَیْئًا قَالَ اَنَسٌ فَقُلْتُ وَاللهِ اِنَّهٗ كَانَ اَشْبَهُهُمْ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لَخَضُوْبًا بِالْوَسْمَةِ .(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) وَفِیْ رِوَایَةِ التِّرْمِذِیُّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِیَادٍ فَجِیْءَ بِرَاْسِ الْحُسَیْنِ فَجَعَلَ یَضْرِبُ بِقَضِیْبٍ فِیْ اَنْفِهٖ وَیَقُوْلُ مَارَاَیْتُ مِثْلَ هٰذَا حُسْنًا فَقُلْتُ اَمَااِنَّهٗ كَانَ مِنْ اَشْبَهِهِمْ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

(۵۹۱۱) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ عبید اللہ ابن زیاد کے پاس حضرت حسین کے سرلایا گیا۱ تو طشت میں رکھا گیا۲ وہ ٹھونکنے لگا۳ اوران کے حسن کے متعلق کچھ کہا۴ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم شکل تھے۵ اور آپ وسمہ کا خضاب لگائے ہوئے تھے (بخاری) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ میں ابن زیاد کے پاس تھا کہ حضرت حسین کا سرلایا گیا تو وہ آپ کی ناک میں چھڑی مارنے لگا اور کہنے لگا کہ میں نے اس جیسا حسین نہ دیکھا تو میں نے کہا کہ آپ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے۶ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح بھی ہے حسن بھی غریب بھی۔

(۵۹۱۱)۱ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سرمبارک ایک طشت میں رکھ کر اس مردود کے سامنے پیش کیا گیا واقعہ کربلا کے موقع پر یہاں اس کا ذکر ہے۲ یعنی ایک چھڑی سے جو اس کے ہاتھ میں تھی اس سرمبارک دانت اور ناک شریف میں ٹھونکیں لگانے لگا کچھ سوچتے ہوئے یہ حرکت کررہا تھا۔۳ اس نے یا تو آپ کے حسن کی تعریف کی خواہ بطور تمسخر یا واقعی یا آپ کے متعلق برے الفاظ بولے کہ آپ حسین نہیں میں نے تو آپ کے حسن کا بڑا شہرہ سنا تھا یہ تو کچھ بھی نہیں مگر پہلے معنی قوی ہیں ابھی ترمذی کی روایت سے آرہا ہے۔۴ ظاہر یہ ہے کہ حضرت انس کا یہ فرمان ابن زیاد کی تائید کے لیے ہے یعنی واقعی امام حسین بڑے ہی خوبصورت وحسین تھے تجھے ان کے مقابلہ میں شرم کرنی چاہئے تھی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے تو نے کس چاند کی صورت کو خاک میں ملادیا۵ اس کی تحقیق ہم گزشتہ احادیث میں کرچکے ہیں کہ خالص وسمہ سبز رنگ دیتا ہے مگر مہندی سے مل کر تو پکا لال رنگ دیتا ہے اور اگر مہندی سے غالب ہو سیاہ رنگ دیتا ہے ظاہر یہ ہے کہ حضرت حسین نے خالص وسمہ لگایا ہوا تھا اور داڑھی شریف کا رنگ ہرا تھا اور اگر سیاہ رنگ ہو تب بھی آپ کو جائز تھا کہ آپ غازی تھے۔ غازی کو سیاہ خضاب جائز ہے بلاوجہ ممنوع ہے لہٰذا اس حدیث سے سیاہ خضاب کے جواز پر دلیل نہیں پکڑی جاسکتی۔۶ طبرانی کی روایت میں ہے کہ ابن زیاد نے حضرت حسین کی آنکھوں اور ناک شریف میں چھڑی لگائی میں نے کہا کہ یہاں سے اپنی چھڑی ہٹا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان مقامات کو بوسہ دیتے تھے جہاں تو چھڑی لگا رہا ہے۔ تب وہ باز آیا۔ ذخائر میں بروایت عمارہ ابن عمر ہے کہ جب ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے کٹے ہوئے سرلائے گئے تھے۔ یہ سب سرایک طشت میں تھے کہ شور مچا وہ آیا وہ آیا دیکھا تو ایک سانپ آیا جو ابن زیاد کے منہ ناک اور آنکھوں میں پھرا ادر چلا گیا۔ وہ پھر شور مچا وہ آیا وہ آیا پھر وہی سانپ آیا اور اسی طرح ابن زیاد کے منہ اور ناک میں گھسا۔ پھر چلا گیا (ازمرقات) رب نے اس کی گستاخی کی سزا دنیا میں یہ دی آخروی سزا باقی ہے یہ حدیث ترمذی نے بھی روایت فرمائی۔

وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ

(۵۹۱۲) روایت ہے ام الفضل بنت حارث سے۱ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں بولیں یارسول

اللہِ اِنِّیْ رَأَیْتُ حُلْمًا مُنْکَرًا اَللَّیْلَۃَ قَالَ وَمَا ھُوَ قَالَتْ اِنَّہٗ شَدِیْدٌ قَالَ وَمَا ھُوَ قَالَتْ رَأَیْتُ کَاَنَّ قِطْعَۃً مِّنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِیْ حَجْرِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأَیْتِ خَیْرًا تَلِدُ فَاطِمَۃُ اِنْ شَآءَ اللہُ غُلَامًا یَکُوْنُ فِیْ حَجْرِكِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَۃُ الْحُسَیْنَ فَکَانَ فِیْ حَجْرِیْ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ یَوْمًا عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُہٗ فِیْ حَجْرِہٖ ثُمَّ کَانَتْ مِنِّیْ اِلْتِفَاتَۃٌ فَاِذَا عَیْنَا رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُھْرِیْقَانِ الدُّمُوْعَ قَالَتْ فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَالَكَ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اُمَّتِیْ سَتَقْتُلُ ابْنِیْ ھٰذَا فَقُلْتُ ھٰذَا قَالَ نَعَمْ وَاَتَانِیْ بِتُرْبَۃٍ مِّنْ تُرْبَتِہٖ حَمْرَآءَ ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آج رات ایک خطرناک خواب دیکھا ہے۲ فرمایا کیا ہے بولیں حضور بہت خطرناک ہے فرمایا وہ کیا ہے بولیں میں نے دیکھا جیسے کہ آپ کے جسم کا ٹکڑا کٹا اور میری گود میں رکھا گیا۳ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اچھی خواب دیکھی ہے ان شاء اللہ فاطمہ لڑکا جنے گی وہ بچہ تمہاری گود میں رہے گا۴ چنانچہ جناب فاطمہ نے حضرت حسین کو جنم دیا وہ میری گود میں رہے جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۵ پھر میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی انہیں آپ کی گود میں دیا پھر میرا دھیان بٹ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۶ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں یہ کیا ہے۷ فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو قتل کرے گی ۸ میں نے کہا اس کو فرمایا ہاں اور وہ میرے پاس وہاں کی سرخ مٹی میں سے کچھ مٹی لائے۹

(۵۹۱۲) ۱ آپ کا نام لبابہ عامریہ ہے کنیت اُم الفضل حضرت عباس کی زوجہ ہیں اور عباس کی اکثر اولاد آپ سے ہی ہے حضرت میمونہ کی بہن ہیں۔ جناب خدیجہ کے بعد پہلے آپ ہی ایمان لائیں رضی اللہ عنہا (مرقات) ۲ یہاں منکر بمعنی ممنوع یا حرام نہیں بلکہ بمعنی خطرناک ہیبت ناک ہے یعنی میں نے ایسی خواب دیکھی ہے جو میرے خیال میں بڑی ہی خطرناک اور ہیبت ناک ہے ۳ حجرح کے کسرہ سے بمعنی کوکھ اور ح کے فتح سے بمعنی پرورش آپ سمجھیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے گوشت کا ٹکڑا میری گود میں آنا بہت ہی خطرناک ہے ۴ یعنی جناب فاطمہ زہرا امید سے ہیں ان کے بیٹا ہوگا اور تم اسے اپنی گود میں کھلایا کرو گی۔ حضرت حسین میرے جسم بلکہ میرے قلب و جگر کا ٹکڑا ہیں اس خواب کی یہی تعبیر ہے۔ ۵ معلوم ہوا کہ حضرت اُم الفضل بطور خدمت جناب امام حسین کی پرورش کرتی تھیں مبارک ہیں امام حسین جو فاطمہ زہرا کے بطن شریف میں اور اُم الفضل کی پرورش میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں رہے۔ ۶ یعنی مجھے یہ پتہ نہیں لگا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کی ابتدا کیسے ہوئی کیونکہ میرا دھیان اتفاقاً بٹ گیا جب میں نے حضور کی طرف دھیان کیا تو آپ کو زار و قطار روتے پایا۔ ۷ یعنی حضور بلا سبب کیوں رو رہے ہیں۔ لخت جگر گود میں ہے یہ وقت تو خوشی کا ہے خوشی کے موقع پر غم کیسا۔ ۸ امتی فرما کر یہ بتایا کہ جناب امام حسین کو قتل کرنے والے لوگ کلمہ گو ہوں گے اپنے کو مسلمان کہیں گے عیسائی یہودی یا مشرکین نہ ہوں گے۔ خیال رہے کہ قتل امام حسین گناہ کبیرہ تو یقیناً ہے مگر جن لوگوں نے اس فعل کو حلال سمجھ کر کیا یا حضرت امام حسین سے ذاتی عداوت کی بناء پر وہ تو کافر ہو گئے۔ اور جنہوں نے دنیاوی لالچ میں یہ حرکت کی وہ بدترین فاسق ہیں۔ قتل نبی کفر ہے غیر نبی کا قتل مطلقاً کفر نہیں یوں ہی جس نے حضرت امام حسن کو زہر دیا وہ بھی بدترین فاسق ہے اسے کافر نہیں کہا جا سکتا یہی حال قاتل علی اور قاتل عثمان کا ہے کہ یہ سب لوگ

فاسقین ہیں جیسے یوسف علیہ السلام کے دسوں بھائی جنہوں نے انہیں ستایا کنویں میں ڈالا فروخت کیا۔ یعقوب علیہ السلام کو جھوٹی خبر دی وہ سب لوگ فاسق ہوئے کافر نہیں ہوئے پھر توبہ کرنے اور ان دونوں بزرگوں سے معافی حاصل کر لینے پر ان کا فسق ختم ہوا امتی فرمانے میں یہی اشارہ ہے جو لوگ قتل حسین کو کفر کہتے ہیں امام حسن قتل علی قتل عثمان کو کفر کیوں نہیں کہتے یوں ہی برادران یوسف علیہ السلام کو کافر کیوں نہیں کہتے۔ ۹؎ یعنی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے مجھے کربلا کی مٹی لا کر دکھائی جو خون امام حسین سے سرخ تھی خیال رہے کہ کربلا معلٰی کی مٹی سرخ نہ تھی اور نہ اب سرخ قتل امام حسین علیہ السلام کے وقت یا تو ساری مٹی سرخ ہوگئی تھی یا خاص وہ مٹی جس پر حضرت امام حسین علیہ السلام کا خون گرا وہی مٹی لا کر دکھائی مقبولین آئندہ کے واقعات کو دیکھ لیتے اور سن لیتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جنت میں اپنے آگے حضرت بلال کے قدم کی آہٹ سنی حالانکہ یہ واقعہ بعد قیامت ہوگا کہ حضرت بلال حضور کے آگے ہٹو بچو کرتے جنت میں جائیں گے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرَى النَّآئِمُ ذَاتَ يَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِيَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِيْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَاهٰذَا قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهٖ وَلَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْيَوْمِ فَاُحْصِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتَ فَاَجِدُ قُتِلَ ذٰلِكَ الْوَقْتَ (رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَاَحْمَدُ الْاٰخِيْرَ)

(۵۹۱۳) روایت ہے حضرت ابن عباس سے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن دوپہری میں خواب میں دیکھا پراگندہ بال گرد آلود آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا میں نے کہا کہ میرے ماں باپ فدا ہوں یہ کیا ہے فرمایا یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے آج میں اس خون کو اٹھاتا رہا ۲؎ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیں اور احمد نے آخری حدیث۔

(۵۹۱۳) ۱؎ غالبًا یہ خواب دسویں محرم الحرام ۶۱ ہجری کو دیکھا ہوگا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ ۲؎ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بعد وفات بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دین اور دنیا کے واقعات کی خبر ہے کہ کہاں کیا ہو رہا ہے دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بھر کی سیر فرما سکتے ہیں کربلا عراق میں ہے مدینہ منورہ حجاز میں مگر مدینہ والے محبوب اس موقع پر وہاں تشریف لے گئے۔ تیسرے یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی جگہ جانے آنے میں قطعاً دیر نہیں لگتی دیکھو وہاں حضرت امام حسین شہید ہو رہے ہیں یہاں سے حضور آن کی آن میں تشریف لے بھی گئے آ بھی گئے۔ حضرت ابن عباس کو خبر بھی دے دی۔ چوتھے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے اعمال ان کے تحفے ہدیئے ہاتھ شریف میں لے سکتے ہیں انہیں قبول کرا سکتے ہیں خون امام حسین علیہ السلام جو اعلیٰ درجہ کی عبادت رب کی بارگاہ میں تحفہ تھا دیکھو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں ہے پانچویں یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بھی تشریف لے جائیں مدینہ منورہ آپ سے خالی نہیں ہوتا اس لیے ہر وقت آپ پر سلام زائرین عرض کرتے ہیں جیسے ہمارا نور نظر جب آسمان کی سیر کر رہا ہوتا ہے تب آنکھ اس سے خالی نہیں ہو جاتی ورنہ اندھی ہو جاتی۔ ۳؎ یعنی میری اس خواب اور قتل امام حسین کا وقت بالکل ایک تھا پل بھر کا فرق نہ تھا رفتار نبی کا یہ عالم ہے معراج کی رات نبیوں نے حضور کے پیچھے نماز بیت المقدس میں پڑھی۔ حضور برق رفتار براق پر آسمانوں پر تشریف لے گئے تو انبیاء کرام کو وہاں موجود پایا یہاں سے نبیوں نے حضور کو وداع کیا آسمانوں پر استقبال کیا۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۵۹۱۴) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ

اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ وَ اَحِبُّوْنِيْ لِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِيْ لِحُبِّيْ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمت سے روزی دیتا ہے[۱] اور اللہ کی محبت کے لیے مجھ سے محبت کرو[۲] اور میری محبت کے لیے میرے اہل بیت سے محبت کرو[۳] (ترمذی)

(۵۹۱۴)[۱] یہاں انسان کی ابتدائی منزل کا ذکر ہے ربّ کی نعمتوں کی وجہ سے اس سے محبت کرنا ابتداء ہے اور بذات خود اس سے محبت کرنا وہ نعمت دے یا نہ دے یہ ہے انسان کی انتہا ابتداء محبت کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے: فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ (۱۰۶،۴) تو انہیں چاہیے کہ اس گھر کے ربّ کی بندگی کریں جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا۔ (کنزالایمان) ربّ تعالٰی اپنی ذات وصفات سے محبوب ہے کرم نوازیاں تو بعد کی چیزیں ہیں۔[۲] یعنی اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لیے مجھ سے محبت کرو کیونکہ میں اللہ تعالٰی کا محبوب ہوں محبوب کا محبوب خود اپنا محبوب ہوتا ہے ربّ فرماتا ہے: فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (۳،۳۱) تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (کنزالایمان)[۳] یعنی میری محبت حاصل کرنے کے لیے میرے گھر والوں اولاد پاک ازواج مطہرات سے محبت کرو کیونکہ وہ میرے محبوب ہیں خلاصہ یہ ہے کہ ان محبتوں میں ترتیب یہ ہے کہ اہل بیت کی محبت زینہ ہے حضور کی محبت کا اور حضور کی محبت ذریعہ ہے ربّ تعالٰی کی محبت کا (از مرقات) مطلب یہ ہے کہ محبت اہل بیت اس لیے چاہئے کہ وہ محبت رسول کا ذریعہ ہے اس لیے نہیں کہ وہ بغض صحابہ کا ذریعہ بنے۔ جیسا کہ آج کل بعض مدعیان اہل بیت کا طریقہ ہے کہ ان کے نزدیک محبت اہل بیت تبرا صحابہ سے مکمل ہوتا ہے۔ یہ لوگ محبت اہل بیت کو بہانہ بناتے ہیں صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں۔

وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهٗ قَالَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِبَابِ الْكَعْبَةِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِيْ فِيْكُمْ مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَّنْ رَّكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(۵۹۱۵) روایت ہے حضرت ابو ذر سے[۱] کہ انہوں نے کعبہ کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا[۲] کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آگاہ رہو کہ تم میں میرے اہل بیت کی مثال جناب نوح کی کشتی کی طرح ہے۔ جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا[۳] (احمد)

(۵۹۱۵)[۱] آپ کا نام جندب ابن جنادہ غفاری ہے آپ اسلام سے پہلے ہی بڑے زاہد تھے آپ چھٹے مسلمان ہیں مکہ معظمہ آ کر ایمان لائے۔ پھر حضور کے حکم سے اپنے وطن چلے گئے۔ پھر بعد غزوہ خندق مدینہ منورہ میں آئے۔ پھر خلافت عثمانیہ میں مقام ربذہ میں رہے وہاں ہی ۳۲ ہجری میں وفات پائی (مرقات)[۲] دروازہ کعبہ اس لیے پکڑا تا کہ اس حدیث کی اہمیت سننے والوں کو معلوم ہو جائے[۳] یعنی جیسے طوفان نوحی کے وقت ذریعہ نجات صرف کشتی نوح علیہ السلام تھی ایسے ہی تا قیامت ذریعہ نجات صرف محبت اہل بیت اور ان کی اطاعت ان کی اتباع ہے بغیر اطاعت واتباع دعویٰ محبت بے کار ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میرے صحابہ تارے ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے گویا دنیا سمندر ہے اس سفر میں جہاز کی سواری اور تاروں کی رہبری دونوں کی ضرورت ہے۔ الحمدللہ اہل سنت کا بیڑا پار ہے کہ یہ اہل بیت اور صحابہ دونوں کے قدم سے وابستہ ہیں خوارج کے پاس کشتی نہیں روافض کی نظر ان تاروں پر نہیں یہ دونوں اس سمندر سے پار نہیں لگ سکتے۔

بَابُ مَنَاقِبِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم — نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے فضائل

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ — پہلی فصل

اللہ تعالٰی کی تعریف کو حمد کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کو نعت کہتے ہیں بزرگان دین کی تعریف کو منقبت کہا جاتا ہے خواہ نثر میں ہو یا نظم میں۔ ازواج جمع ہے زوج کی یہ خاوند اور بیوی دونوں پر بولا جاتا ہے یہاں مراد بیویاں ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بعض وہ ہیں جو نکاح میں بھی آئیں اور قرب سے بھی مشرف ہوئیں بعض وہ ہیں جو نکاح میں آئیں مگر قربت سے پہلے انہیں طلاق ہوگئی بعض کو حضور نے صرف پیغام دیا مگر ان سے نکاح نہ ہوا۔ بعض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وفات پا گئیں۔ بعض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فوت ہوئیں جو نکاح اور مقاربت دونوں سے مشرف ہوئیں ان کی تعداد بارہ یا چودہ ہے۔ اور ترتیب یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد، سودہ بنت زمعہ، عائشہ صدیقہ، حفصہ بنت عمر، زینب بنت خزیمہ، اُم سلمہ، بنت امیہ، زینب بنت جحش، اُم حبیبہ بنت ابوسفیان، جویریہ بنت حارث، میمونہ بنت حارث، صفیہ بنت حیی، ریحان بنت زید اور بیس بیویاں وہ ہیں جن سے نکاح ہوا مگر مقاربت سے پہلے طلاق ہوگئی۔ دیکھو اشعۃ اللمعات میں یہی مقام ان نکاحوں کی ترتیب یہ ہے کہ حضور نے پہلا نکاح بی بی خدیجہ سے کیا پچیس سال کی عمر شریف میں بی بی خدیجہ کی عمر شریف چالیس تھی اور ہجرت سے تین سال پہلے جناب خدیجہ کی وفات ہوئی۔ پھر سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا اس کے بعد جناب عائشہ صدیقہ سے ہجرت سے پہلے نکاح کیا چھ سال عمر میں نو سال کی عمر میں رخصت ہوئی آپ کی وفات ۵۴ ہجری میں ہوئی پھر ۲ یا ۳ میں بی بی حفصہ سے نکاح کیا ان کی وفات ۴۵ میں ہوئی ۳ میں زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا۔ اور ۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ۴ھ میں اُم سلمہ بنت امیہ مخزومیہ سے نکاح کیا ۵۹ میں آپ کی وفات ہوئی ۵ ہجری میں زینب بنت جحش سے نکاح کیا ۲۱ ہجری میں وفات ہوئی۔ پھر ۶ھ میں اُم حبیبہ بنت ابوسفیان سے نکاح ہوا۔ نجاشی شاہ حبشہ نے آپ کا نکاح کیا یہ پہلے عبداللہ ابن جحش کے نکاح میں تھیں جو حبشہ پہنچ کر وفات پا گئے اسی ۶ھ میں حضرت جویریہ سے نکاح کیا ۵۹ میں وفات ہوئی ۷ھ میں میمونہ بنت حارث سے نکاح کیا اسی ۷ھ میں صفیہ بنت حیی سے نکاح کیا آپ اس وقت سترہ سالہ تھیں ۵۲ میں وفات پائی۔ خیال رہے کہ حضور کی ساری اولاد بی بی خدیجہ سے ہے سواء ابراہیم کے وہ جناب ماریہ قبطیہ کے شکم سے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں حقیقی ہیں، زینب، کلثوم، رقیہ، فاطمہ، رضی اللہ عنہا۔ اور چار صاحبزادیاں سوتیلی ہیں جناب اُم سلمہ کی بیٹیاں۔

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ نِسَآئِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَآئِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ وَاَشَارَ وَكِيْعٌ اِلَى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ .

(۵۹۱۶) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اور اس کی بہترین بی بی مریم بنت عمران ہیں۱ اور اس کی بہترین بی بی خدیجہ بنت خویلد ہیں۲ (مسلم بخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ ابو کریب نے فرمایا کہ وکیع نے اس آسمان و زمین کی طرف اشارہ کیا۳

(۵۹۱۶) ۱ھا کا مرجع دنیا ہے یعنی ایک وقت میں جناب مریم جہان کی ساری عورتوں سے افضل تھیں۔ ۲ یعنی اب تا قیامت جناب خدیجہ جہان کی عورتوں سے افضل ہیں اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ جناب خدیجہ سے افضل ہیں یا برعکس نیز یہ کہ حضرت

فاطمہ افضل ہیں یا بی بی خدیجہ۳ اس صورت میں بجائے ھا کے ھما ہوگا یا ضمیر واحد تغلیباً ارشاد ہوئی۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَتٰی جِبْرَئِیْلُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذِہٖ خَدِیْجَۃُ قَدْ اَتَتْ مَعَھَا اِنَاءٌ فِیْہِ اِدَامٌ وَ طَعَامٌ فَاِذَا اَتَتْکَ فَاقْرَءْ عَلَیْھَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّھَا وَمِنِّیْ وَبَشِّرْھَا بِبَیْتٍ فِی الْجَنَّۃِ مِنْ قَصَبٍ لَاصَخَبَ فِیْہِ وَلَا نَصَبَ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۹۱۷) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ جبرائیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خدیجہ آرہی ہیں ان کے ساتھ برتن ہے جس میں سالن اور کھانا ہے۱ تو جب وہ آپ کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کا سلام اور میرا سلام فرمائیں اور انہیں جنت کے اس گھر کی بشارت دے دیں جو ایک موتی کا ہے نہ اس میں شور ہے، نہ کوئی تکلیف۲ (مسلم، بخاری)

(۵۹۱۷)۱ یہ واقعہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے غار حرا میں تشریف فرما ہونے کا ہے ایک بار حضرت خدیجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا لے کر وہاں حاضر ہوئیں تب حضرت جبرائیل نے یہ خبر دی (مرقات) ہوسکتا ہے کہ ظہور نبوت کے بعد حضور انور نے غار حرا میں قیام فرمایا ہو تب یہ واقعہ ہوا۔ پہلی بار میں تو صرف اقرا وہاں نازل ہوئی۔ ۲ یعنی خدیجہ کے لیے جنت میں خاص مکان تیار کیا گیا ہے۔

وَعَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ مَاغِرْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ نِّسَآءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاغِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَۃَ وَمَا رَأَیْتُھَا وَلٰکِنْ کَانَ یُکْثِرُ ذِکْرَھَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاۃَ ثُمَّ یُقَطِّعُھَا اَعْضَآءً ثُمَّ یَبْعَثُھَا فِیْ صَدَائِقِ خَدِیْجَۃَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَہٗ کَاَنَّہٗ لَمْ تَکُنْ فِی الدُّنْیَا امْرَأَۃٌ اِلَّا خَدِیْجَۃَ فَیَقُوْلُ اِنَّھَا کَانَتْ وَکَانَتْ وَکَانَ لِیْ مِنْھَا وُلْدٌ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۹۱۸) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج پاک میں سے کسی پر اتنی غیرت نہ کی جتنی جناب خدیجہ پر غیرت کی۱ حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہ تھا ۲ لیکن حضور ان کا بہت ذکر کرتے تھے، بہت دفعہ بکری ذبح کرتے پھر اس کے اعضاء کاٹتے پھر وہ جناب خدیجہ کی سہیلیوں میں بھیج دیتے تھے۳ تو میں کبھی حضور سے کہہ دیتی کہ گویا خدیجہ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی۴ تو آپ فرماتے وہ ایسی تھیں وہ ایسی تھیں اور ان سے میری اولاد ہوئی۵ (مسلم، بخاری)

(۵۹۱۸)۱ غرت بنا ہے غیرت سے یہاں غیرت بمعنی شرم وحیاء بمعنی حسد نہیں بلکہ بمعنی رشک یا غبطہ ہے دینی امور میں رشک جائز ہے جناب عائشہ صدیقہ نے حضرت خدیجہ کی محبوبیت دیکھ کر رشک فرمایا کہ میں بھی ان کی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ ہوتی کہ مجھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم میری وفات کے بعد اسی طرح تعریفیں فرماتے جیسی ان کی فرماتے ہیں خیال رہے کہ جناب عائشہ صدیقہ حضور کی بڑی ہی محبوبہ زوجہ ہیں آپ کی محبوبیت بی بی خدیجہ کی محبوبیت سے کسی طرح کم نہیں رشک اس بات میں ہے جو ہم نے عرض کی بعد وفات محبت مصطفٰی کا جوش۲ یعنی جناب خدیجہ میرے نکاح میں آنے بلکہ میرے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی وفات پاچکی تھیں خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی موجودگی میں کسی بی بی سے نکاح نہیں کیا سارے نکاح ان کی وفات کے بعد کیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد بی بی خدیجہ سے ہے سواء جناب ابراہیم کے حضرت عائشہ صدیقہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو کنواری ملیں اور جناب خدیجہ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کنوارے ملے آپ مسلمانوں کی پہلی ماں ہیں۔ شعر:۔

سیما پہلی ماں کہف امن و امان حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام

۲؎ یعنی اکثر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ کی طرف سے بکری ذبح فرماتے انہیں ثواب پہنچانے کے لیے اس کا گوشت ان کی سہیلیوں میں تقسیم فرماتے اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے دوسرے یہ کہ میت کو صدقہ وخیرات کا ثواب بخشنا سنت ہے تیسرے یہ کہ میت کو نام کا کھانا اس کے پیاروں دوستوں کو دینا بہتر ہے اس سے میت کو دہری خوشی ہوتی ہے ایک ثواب پہنچنے کی دوسرے اس کے دوستوں پیاروں کی امداد ہونے کی بعض لوگ گیارہویں کا کھانا سیدوں کو مزارات کے چڑھاوے وہاں کے مجاوروں کو دیتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث ہے کہ مجاورین اور اولاد میت کو پیارے ہوتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ میت کے دنیا کے حالات کی خبر رہتی ہے تب ہی تو وہ اپنے پیاروں پر صدقہ کرنے سے خوش ہوتی ہے۔ ۳؎ یعنی جب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ان کی بہت تعریف سنتی تو جوش غیرت میں عرض کرتی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور تو ان کی ایسی تعریفیں کرتے ہیں کہ گویا ان کے سوا کوئی بیوی آپ کو ملی ہی نہیں یا ان کے سواء دنیا میں کوئی بی بی ہے ہی نہیں ۵؎ یہاں کانت میں جناب خدیجہ کے بہت سے صفات کی طرف اشارہ ہے یعنی وہ بہت روزہ دار تہجد گزار میری بڑی خدمت گزار میری تنہائی کی مونس میری غمگسار غار حراء کے چلے میں میری مددگار تھیں اور میری ساری اولاد انہیں سے ہے۔ وہ جناب فاطمہ زہرہ کی ماں ہیں قیامت تک کے سیدوں کی نانی رضی اللہ عنہا خیال رہے کہ اُم المومنین خدیجہ بنت خویلد ابن اسد قرشیہ ہیں پہلے ابن ہالہ ابن زرارہ کے نکاح میں تھیں۔ پھر عتیق ابن عابد کے نکاح میں رہیں پھر چالیس سال کی عمر شریف میں حضور کے نکاح میں آئیں ہجرت سے تین سال پہلے مکہ معظمہ میں وفات پائی ۶۵ پینسٹھ سال عمر شریف پائی حضور کے ساتھ پچپن سال رہیں (اکمال، مرقات)

وَعَنْ اَبِی سَلَمَةَ اَنَّ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرَئِیْلُ یُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَیْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَهُوَ یَرٰی مَالَا اَرٰی۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۹۱۹) روایت حضرت ابوسلمہ سے ۱؎ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائش ۲؎ یہ حضرت جبرائیل ہیں تم کو سلام کہتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ ان پر سلام اور اللہ کی رحمت اور بولیں حضور وہ دیکھتے تھے جو میں نہ دیکھتی تھی ۳؎ (مسلم، بخاری)

(۵۹۱۹) ۱؎ ابوسلمہ دو ہیں ایک تو جناب اُم سلمہ کے پہلے خاوند وہ صحابی ہیں دوسرے ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن ابن عوف یہ تابعی ہیں یہی یہاں مراد ہیں ۲؎ عائش ترخیم ہے عائشہ کی نہایت محبت و پیار میں یہ فرمایا گیا اس حدیث کی بنا پر بعض حضرات کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہ جناب عائشہ صدیقہ سے افضل ہیں کہ جناب عائشہ کو تو جبرائیل امین نے سلام کیا اور جناب خدیجہ کو حضرت جبرائیل نے رب تعالیٰ کا سلام پہنچایا (مرقات، لمعات) ۳؎ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھتے تھے اور باوجودیکہ حضرت جبرائیل میرے گھر میں بلکہ میرے بستر میں میرے پاس ہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے تھے مگر میں انہیں نہ دیکھتی تھی نور کو دیکھنے کے لیے نور کی آنکھیں چاہئیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کسی کا سلام پہنچائے تو اگرچہ یہ کہنا افضل ہے کہ علیک وعلیہ السلام مگر یہ کہنا بھی درست ہے وعلیہ السلام۔

وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

(۵۹۲۰) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں مجھ سے

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُرِیْتُكِ فِی الْمَنَامِ ثَلٰثَ لَیَالٍ یَجِیْءُ بِكِ الْمَلَكُ فِیْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِیْرٍ فَقَالَ لِیْ هٰذِهٖ اِمْرَاَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَّجْهِكِ الثَّوْبَ فَاِذَا اَنْتِ هِیَ فَقُلْتُ اِنْ یَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ یُمْضِهٖ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھے تین رات خواب میں دکھائی گئیں تھیں تمہیں فرشتہ ریشمی ٹکڑے میں لاتا تھا۔ مجھ سے کہتا تھا کہ یہ تمہاری بیوی ہیں ا میں نے تمہارے رخ سے کپڑا ہٹایا تو تم تھیں میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اسے جاری (پورا) فرمادے گا ۲ (مسلم، بخاری)

(۵۹۲۰) ا کبھی تو خواب میں حضور پر جناب عائشہ صدیقہ ریشمی ٹکڑے میں پیش کی جاتی تھیں کبھی جبرائیل کی ہتھیلی پر آپ کی صورت نقش کی جاتی تھی ان دونوں واقعات کا ذکر احادیث میں ہے یعنی حضرت عائشہ صدیقہ ربّ تعالٰی کی طرف سے آپ کی زوجیت کے لیے منتخب ہیں یہ آپ کے لیے ربّ تعالٰی کا تحفہ ہیں سمجھ لو کہ ربّ کا تحفہ کس شان کا ہوگا۔ رضی اللہ عنہا ۲ خیال رہے کہ یہاں ان ایک شک کے لیے نہیں جیسے بادشاہ کہے کہ اگر میں بادشاہ ہوں تو تجھ کو یہ انعام دوں گا چونکہ یہ خواب ربّ تعالٰی کی طرف سے ہے لہٰذا ہو کے رہے گی خیال رہے کہ نبی کی خواب وحی ہوتی ہے خواہ ظہور نبوت کے بعد ہو یا پہلے دیکھو حضرت یوسف علیہ السلام کی سجدہ والی خواب آپ کی نبوت سے پہلے تھی مگر وحی منامی تھی۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب عائشہ صدیقہ سے دسویں سال نبوت نکاح کیا ماہ شوال میں ہجرت سے دو سال پہلے ۲ ہجری میں رخصت ہوئی قریبًا نو سال حضور کے نکاح میں رہیں اٹھارہ سال کی عمر شریف تھی کہ حضور کا وصال ہوگیا ۵۷ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔ دسویں رمضان منگل کی شب وفات ہوئی بقیع شریف میں دفن ہوئیں۔ حضرت ابو ہریرہ نے آپ پر نماز پڑھائی اس وقت مروان مدینہ کا حاکم تھا امیر معاویہ کا دور سلطنت تھا رات میں دفن ہوئیں (مرقات)

وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا یَتَحَرَّوْنَ بِهَدَایَاهُمْ یَوْمَ عَائِشَةَ یَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ اِنَّ نِسَآءَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حِزْبَیْنِ فَحِزْبٌ فِیْهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِیَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَةَ وَسَآئِرُ نِسَآءِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ حِزْبُ اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِیْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُكَلِّمُ النَّاسَ فَیَقُوْلُ مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّهْدِیَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلْیُهْدِهٖ اِلَیْهِ حَیْثُ كَانَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِیْنِیْ فِیْ عَائِشَةَ فَاِنَّ الْوَحْیَ لَمْ یَاْتِنِیْ وَاَنَا فِیْ ثَوْبِ امْرَاَةٍ اِلَّا عَائِشَةَ قَالَتْ اَتُوْبُ اِلَى اللهِ مِنْ اَذَاكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ فَاَرْسَلْنَ

(۵۹۲۱) روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ لوگ اپنے تحفوں (ہدایا) کے لیے جناب عائشہ کا دن تلاش کرتے تھے۔ اس سے وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی چاہتے تھے ا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں دو گروہ تھیں ۲ ایک گروہ وہ جس میں جناب عائشہ اور حفصہ ۳ اور صفیہ ع اور سودہ تھیں ۵ اور دوسری جماعت میں اُم سلمہ ۶ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیویاں ے تو اُم سلمہ کے گروہ نے گفتگو کی ان سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرو کہ آپ لوگوں سے فرمادیں کہ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ بھیجنا چاہیے تو آپ کو ہدیہ بھیج دیا کرے حضور جہاں بھی ہوں ۸ چنانچہ اُم سلمہ نے حضور سے عرض کیا حضور نے ان سے فرمایا کہ مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ سواء عائشہ کے کوئی بیوی نہیں جن کے بستر میں ہوں اور وحی آئے ۹ اُم سلمہ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی اذا

اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَلَّمَتْہُ فَقَالَ یَا بُنَیَّۃُ اَلَا تُحِبِّیْنَ مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰی قَالَ فَاَحِبِّیْ ھٰذَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) وَذُکِرَ حَدِیْثُ اَنَسٍ فَضْلُ عَآئِشَۃَ عَلَی النِّسَآءِ فِیْ بَابِ بَدْءِ الْخَلْقِ بِرِوَایَۃِ اَبِیْ مُوْسٰی۔

رسائی سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں۱ پھر تمام بیویوں نے جناب فاطمہ کو بلایا انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۲ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو فرمایا اے بچی جس سے میں محبت کرتا ہوں تم ان سے محبت نہیں کرتیں بولیں ہاں فرمایا تو ان سے محبت کرو۲ (مسلم، بخاری) اور حضرت انس کی حدیث کہ عائشہ کی بزرگی ساری عورتوں پر الخ باب بدء والخلق میں ذکر کردی گئی۱۳

(۵۹۲۱)۱ لوگ جانتے تھے کہ حضور کو جناب عائشہ صدیقہ سے بہت محبت ہے ان کے ذریعہ سے جو تحفہ ہمارا حضور تک پہنچے گا وہ حضور کی بارگاہ میں زیادہ قبول ہوگا۔ اب بھی مسلمانوں کو چاہیے کہ جو ایصال ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر کریں حضرت عائشہ صدیقہ کا واسطہ ضرور اختیار کریں ان کا نام ضرور لیا کریں۔۲ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اس وقت نو تھیں مگر ان کی دو جماعتیں بنی ہوئی تھیں ایک جماعت میں چار دوسری میں پانچ کیونکہ ہر بی بی اپنی متفق الخیال بی بی سے وابستہ تھیں۳ جناب عائشہ صدیقہ کے حالات ہم بیان کر چکے ہیں بی بی حفصہ جناب عمر فاروق کی دختر ہیں آپ کی والدہ زینب بنت مظعون ہیں پہلے جیش ابن وفاقہ کے نکاح میں تھیں وہ غزوہ بدر کے بعد وفات پاگئے ۳ھ میں حضور انور کے نکاح میں آئیں آپ کی وفات شعبان ۴۵ پینتالیس میں ہوئی ساٹھ سال عمر پائی بعض روایات میں ہے کہ حضور انور نے ایک طلاق آپ کو دیدی تھی پھر رجوع فرمالیا (مرقات)۴ آپ صفیہ بنت حیی ابن اخطب ہیں آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں پہلے کنانہ ابن ابی الحقیق کے نکاح میں تھیں وہ محرم ۷ھ میں غزوہ خیبر میں مارا گیا آپ قید ہوکر مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں پہلے دحیہ کلبی کے حصہ میں آئیں۔ پھر حضور انور نے انہیں قبول فرمایا ۵۰ پچاس میں آپ کی وفات ہوئی۔ بقیع میں دفن ہوئیں (مرقات)۵ آپ سودہ بنت زمعہ ہیں پہلے اپنے چچا زاد سکوان ابن عمرو کے نکاح میں تھیں ان کی وفات کے بعد حضور انور کے نکاح میں آئیں بی بی خدیجہ کے بعد ان سے حضور نے نکاح کیا ہجرت سے پہلے ہی اور آپ نے اپنی باری آخر میں جناب عائشہ صدیقہ کو ہبہ کردی تھی۔ ۵۴ چون میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۶ آپ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے کنیت اُم سلمہ پہلے ابوسلمہ کے نکاح میں تھیں۴ چار یا تین ہجری میں ان کی وفات کے بعد حضور کے نکاح میں آئیں ۵۹ انسٹھ میں وفات پائی چوراسی سال عمر ہوئی بقیع میں دفن ہوئیں ۷ باقی بیویاں حضرت زینب، اُم حبیبہ، جویریہ اور میمونہ ہیں گویا پانچ ازواج کی جماعت یہ تھی رضی اللہ عنہا اجمعین۔ بی بی زینب کا پہلا نام برہ تھا حضور نے زینب رکھا آپ بنت جحش ہیں آپ کی ماں امیہ بنت عبدالمطلب ہیں حضور کی پھوپھی آپ پہلے زید ابن حارثہ کے نکاح میں آئیں ان کی طلاق کے بعد ۵ ہجری میں حضور کے نکاح میں آئیں حضور انور کے بعد تمام بیویوں سے پہلے آپ کا انتقال ہوا بڑی سخی خوف خدا والی تھیں ۲۰ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی ترپن سال عمر شریف ہوئی۔ بقیع میں دفن ہوئیں۔ اُم حبیبہ کا نام رملہ تھا۔ آپ ابو سفیان ابن صخر ابن حرب کی بیٹی ہیں آپ کی والدہ صفیہ بنت ابوالعاص ہیں یعنی عثمان غنی کی پھوپھی، نجاشی بادشاہ نے آپ کا نکاح حضور سے کیا غائبانہ کہ آپ حبشہ میں تھیں حضور انور مدینہ منورہ میں نکاح ہوگیا خود نجاشی نے چار سو دینا یا بارہ ہزار درہم مہر دیا۔ حضور انور نے شرحبیل ابن حسنہ کے ذریعہ انہیں حبشہ سے مدینہ منورہ بلایا بی بی جویریہ بنت حارث ابن خرام غزوہ مریسیع یعنی غزوہ بنی مصطلق (۵) پانچ میں قید ہوکر آئیں حضرت ثابت ابن قیس کے حصہ میں آئیں انہوں نے آپ کا مکاتبہ کردیا ان کی کتابت حضور نے ادا کی پھر آزاد کرکے

نکاح میں لے لیا آپ کا نام بھی برہ تھا جو حضور نے بدل کر جویریہ رکھا ربیع الاوّل ۵۶ ہجری میں وفات ہوئی ۶۵ سال عمر ہوئی۔ بی بی میمونہ بنت حارث ہلالیہ عامریہ آپ کا نام بھی برہ تھا حضور نے میمونہ رکھا۔ آپ پہلے مسعود ابن عمرو ثقفی کے نکاح میں تھیں آپ ان سے الگ ہو کر ابو درہم کے نکاح میں آئیں ان کی وفات کے بعد حضور انور کے نکاح میں آئیں ذی قعدہ ۷ عمرہ قضاء میں مقام سرف میں آپ سے حضور نے نکاح کیا وہاں ہی زفاف ہوا۔ اور وہاں ہی آپ کی وفات وقبر واقع ہوئی۔ جس جگہ زفاف ہوا وہاں ہی قبر بنی سرف مکہ معظمہ سے دس میل ہے آپ حضرت عباس کی سالی عبداللہ ابن عباس کی خالہ ہیں اسماء بنت عمیس کی بہن ہیں (مرقات) ۸یعنی اُم سلمہ کے گروہ نے حضرت اُم سلمہ کو اپنا نمائندہ بنا کر حضور کی خدمت میں بھیجا کہ حضور انور لوگوں سے علانیہ فرما دیں کہ جو بھی کوئی ہدیہ بھیجنا چاہے وہ بھیج دیا کرے حضور جہاں بھی ہوں حضرت عائشہ کی باری کا انتظار نہ کیا کرے ۹یعنی ہمارے صحابہ کا رجحان قلبی جناب عائشہ کی طرف اتفاقی نہیں بلکہ من جانب اللہ ہے اللہ کی وحی بھی صرف انہیں کے بستر میں آتی ہے تم میں سے کسی کے بستر میں نہیں آتی جب ربانی تحفہ انہی کے بستر میں آتا ہے تو اگر مخلوق کا تحفہ انہیں کے گھر میں آئے تو کیا بعید چنانچہ آیت اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ (۲۸،۵۶) بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو۔ (کنزالایمان) حضرت عائشہ کے بستر ہی میں آئی (مرقات) ہم نے عرض کیا ہے۔ شعر:-

انکے بستر میں وحی آئے رسول اللہ پر اور سلام خادمانہ بھی کریں روح الامین

۱۰یہ ہے حضرت اُم سلمہ کا ایمان آپ سمجھیں کہ حضرت عائشہ کی ایذا حضور انور کی ایذا ہے اور حضور کی ایذا رب تعالٰی کی ایذا ہے یہ کفر یا کفر کا باعث ہے ۱۱وہ بیویاں یہ سمجھیں کہ شاید اُم سلمہ کے کہنے سے حضور انور کو ایذا ہوتی ہو جناب فاطمہ کے عرض کرنے سے ایذا نہ ہوگی لہٰذا یہ اعتراض نہیں کہ ازواجِ مطہرات نے حضور کی ایذا کیوں گوارا کی۔ ۱۲یعنی اے فاطمہ تم عائشہ صدیقہ سے محبت والفت کرو اور کوئی بات ایسی نہ کرو جو انہیں تکلیف دے کیونکہ ان کی تکلیف سے مجھے تکلیف ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ سے محبت حضور انور سے محبت ہے ان سرکار سے عداوت حضور سے عداوت ہے ان سرکار کی تکلیف حضور کی تکلیف ہے ۱۳یعنی وہ حدیث مصابیح میں یہاں مذکور تھی ہم نے اس باب میں بیان کر دی اور مرأۃ میں وہاں ہی یہ عرض کر دیا گیا کہ ثرید یعنی روٹی شوربا بوٹیاں ایک جان کی ہوئی بہترین غذا ہے ساری غذاؤں سے افضل کہ وہ زود ہضم نہایت ہی مقوی بہت مزے دار چبانے سے بے نیاز بہت صفات کی جامع غذا ہے ایسے ہی حضرت عائشہ صورت سیرت علم عمل فصاحت فطانت، ذکاوت، عقل، حضور کی محبوبیت وغیرہ ہزارہا صفات کی جامع ہیں حق یہ ہے کہ آپ ساری عورتوں حتیٰ کہ خدیجۃ الکبریٰ سے بھی افضل ہیں آپ بہت احادیث کی جامع علوم قرآنیہ کی ماہر بی بی ہیں۔ رضی اللہ عنہا (مرقات)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَسْبُكَ مِنْ نِّسَآءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَاٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۹۲۲) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے جہان والی عورتوں میں جناب مریم بنت عمران خدیجہ بنت خویلد فاطمہ بنت محمد اور آسیہ فرعون کی بیوی کافی ہیں ۱ (ترمذی)

(۵۹۲۲) ۱یعنی مرد تو بہت کامل ہوئے مگر عورتوں میں یہ چار بیبیاں بہت کامل ہوئیں دوسری روایت میں اس کے بعد یہ ہے وفضل

عائشۃ علی سائر النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام، خیال رہے کہ حضرت عائشہ و خدیجہ رضی اللہ عنہما کے متعلق تین قول ہیں ایک یہ کہ جناب عائشہ بی بی خدیجہ سے افضل ہیں دوسرے اس کے برعکس تیسرے اس میں خاموشی اس میں احتیاط ہے امام سیوطی نے نقایہ میں فرمایا کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جناب مریم و فاطمہ تمام عورتوں سے افضل ہیں اور تمام ازواجِ مطہرات میں عائشہ و خدیجہ افضل ہیں ہم نے جناب فاطمہ زہرا کے شان میں عرض کیا ہے۔ شعر:۔

نبی کی لاڈلی بانو ولی کی ماں شہیدوں کی
یہاں جلوہ نبوت کا ولایت کا شہادت کا

وَعَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ جَآءَ بِصُوْرَتِهَا فِيْ خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَآءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذِهٖ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۲۳) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ جناب جبرائیل ان کی صورت سبز ریشمی ٹکڑے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے عرض کیا یہ دنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہیں[۱] (ترمذی)

(۵۹۲۳)[۱] یہ مضمون پہلے گزر چکا ہے۔ خیال رہے کہ جناب عائشہ صدیقہ کے فضائل ریت کے ذروں، آسمان کے تاروں کی طرح بے شمار ہیں آپ ربّ تعالیٰ کا تحفہ ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئیں۔ آپ کی عصمت و عفت کی گواہی خود ربّ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ نور میں دی حالانکہ جناب مریم اور یوسف علیہ السلام کی عصمت کی گواہی بچے سے دلوائی گئی۔

یعنی ہے سورہ نور جن کی گواہ
ان کی پرنور صورت پہ لاکھوں سلام
بنت صدیق آرام جان نبی
اس حریم برات پہ لاکھوں سلام

امت کو تیمّم کی آسانی آپ کے صدقہ سے ملی حضور کا وصال آپ کے سینہ پر ہوا۔ حضور کی آخری آرام گاہ آپ کا حجرہ ہے آپ کا لعاب حضور کے ساتھ وصال کے وقت جمع ہوا۔ آپ کے بستر میں وحی آتی تھی آپ خود صدیقہ ہیں اور صدیق کی بیٹی ہیں رضی اللہ عنہا۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ بَلَغَ صَفِيَّةَ اَنَّ حَفْصَةَ قَالَتْ لَهَا بِنْتُ يَهُوْدِيٍّ فَبَكَتْ فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ فَقَالَتْ قَالَتْ لِيْ حَفْصَةُ اِنِّي ابْنَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ وَاِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ وَاِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ فَفِيْمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ ثُمَّ قَالَ اتَّقِي اللّٰهَ يَا حَفْصَةُ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ النَّسَآئِيُّ)

(۵۹۲۴) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جناب صفیہ کو خبر پہنچی کہ حضرت حفصہ نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا[۱] تو وہ روئیں ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ وہ رو رہی تھیں فرمایا کیوں روتی ہو آپ بولیں کہ مجھے بی بی حفصہ نے کہا ہے کہ میں یہودی کی بیٹی ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نبی کی بیٹی ہو[۲] تمہارے چچا نبی ہیں اور تم نبی کی بیوی ہو تو تم پر حفصہ کیسے فخر کرتی ہیں[۳] پھر فرمایا اے حفصہ اللہ سے ڈرو[۴] (ترمذی، نسائی)

(۵۹۲۴)[۱] کیونکہ بی بی صفیہ حیی ابن اخطب یہودی کی بیٹی تھیں جناب حفصہ نے بطور طعن یہ کہا اس لیے جناب صفیہ روئیں[۲] کیونکہ حیی ابن اخطب حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں تھے اور بی بی حفصہ ان کی بیٹی خیال رہے کہ حیی ابن اخطب کو اولادِ نبی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ کفر کی وجہ سے انہوں نے اپنا رشتہ نبی سے توڑ دیا چونکہ بی بی صفیہ مومنہ ہیں لہٰذا نبی کی اولاد سے ہیں۔ کفر مومن سے رشتہ توڑ دیتا ہے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (۱۰۸:۳) بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہ ہر خیر سے محروم ہے۔ (کنزالایمان) کنعان حضرت نوح علیہ

السلام کا بیٹا نہ رہا اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ (۱۱:۴۶) وہ تیرے گھر والوں میں نہیں۔ (کنزالایمان) ۳؎ یعنی اے صفیہ تم کو تین عظمتیں حاصل ہیں تم ایک نبی حضرت ہارون کی بیٹی ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھتیجی ہو۔ اور میری بیوی ہو تم کو تین نبیوں سے نسبت حاصل ہے۔ خیال رہے کہ حضرت حفصہ بنت عمر کو بھی یہ نسبتیں حاصل ہیں آپ حضرت اسماعیل کی اولاد سے ہیں۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کی بھتیجی ہیں اور حضور کی زوجہ ہیں لہٰذا مطلب یہ ہے کہ حفصہ تم سے افضل نہیں بلکہ برابر ہیں (مرقات) ۴؎ یعنی اے حفصہ طعنے، غیبت، ایذا رسانی تمہاری شان سے بعید ہے گزشتہ سے توبہ کرو آئندہ اس سے بچی رہو یہ باتیں جاہلیت کی عادات سے ہیں۔

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ فَنَا جَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضِحْكِهَا قَالَتْ اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ يَمُوْتُ فَبَكَيْتُ ثُمَّ اَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۲۵) روایت ہے حضرت اُم سلمہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال جناب فاطمہ کو بلایا ۱؎ ان سے کچھ سرگوشی کی آپ روئیں پھر ان سے کچھ بات کی تو آپ ہنسیں ۲؎ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو میں نے، ان کے رونے اور ان کے ہنسنے کے متعلق پوچھا تو بولیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ وفات پا جائیں گے ۳؎ تو میں روئی پھر مجھے خبر دی کہ میں سوا مریم بنت عمران کے جنتی عورتوں کی سردار ہوں ۴؎ تو میں ہنسی ۵؎ (ترمذی)

(۵۹۲۵) ۱؎ یہ راوی کا وہم ہے یہ واقعہ فتح مکہ کے سال نہیں ہوا بلکہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے سال ہوا ہے۔ حضور کی وفات شریف کے قریب جیسا کہ پہلے گزر چکا (مرقات) ۲؎ پہلے گزر چکا کہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ نے اس رونے اور ہنسنے کی وجہ پوچھی تو جناب فاطمہ نے بتانے سے انکار کردیا پھر حضور کی وفات کے بعد اُم المومنین نے وہی سوال فرمایا تب آپ نے بتا دیا۔ ۳؎ معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات کی خبر تھی کہ اب قریب ہے، یہ علوم خمسہ میں سے ہے ۴؎ دوسری روایت میں یہ ہے کہ اے فاطمہ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تم مجھ کو ملوگی یہ دونوں باتیں حضور نے فرمائیں۔ یہ کلام مبارک بھی اور وہ بھی لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں ۵؎ یہ حدیث ازواجِ مطہرات کے فضائل میں اس لیے لائی گئی کہ اس میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا ذکر ہے اور بی بی مریم بھی حضور کی زوجہ ہیں جنت میں (مرقات، اشعۃ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ جناب مریم سے افضل نہیں بلکہ ان کے برابر ہیں یہ ذکر ہے، افضلیت کا رہی محبوبیت وہ ظاہر ہے کہ جناب فاطمہ کو زیادہ عطا ہوئی ڈاکٹر اقبال نے خوب کہا شعر:-

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز — از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمین — آن امام الاولین و آخرین
بانوئے آں تاجدار ھل اتی — مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا
مادر آن مرکز پر کار عشق — مادر آں قافلہ سالار عشق
رشتہ آئین حق زنجیر پاست — پاس فرمان جناب مصطفیٰ است
ورنہ گرد تر بش گردیدمے — سجدہا برخاک دے پاشیدمے

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ — تیسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ مَا اشْتَکَلَ عَلَیْنَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْثٌ قَطُّ فَسَاَلْنَا عَآئِشَۃَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَھَا مِنْہُ عِلْمًا (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ ۔

(۵۹۲۶) روایت ہے حضرت ابوموسیٰ سے فرماتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی حدیث مشکل نہ ہوئی کبھی بھی، پھر ہم نے جناب عائشہ سے پوچھا مگر ہم نے ان کے پاس اس کا علم پایا۱؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے غریب بھی۔

(۵۹۲۶)۱؎ یعنی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مسئلہ میں کوئی اشکال ہوتا اور وہ مشکل کہیں حل نہ ہوتی تو جناب عائشہ صدیقہ کے پاس حاضر ہوتے ان کے پاس یا تو اس کے متعلق حدیث مل جاتی یا کسی حدیث سے اس مسئلہ کا استنباط مل جاتا از آدم تا ایں دم کوئی بی بی ایسی عالمہ فقیہ پیدا نہ ہوئیں جیسی جناب عائشہ رضی اللہ عنہا ہوئیں۔ آپ علوم قرآنیہ علوم حدیث کی جامع تھیں بڑی محدثہ بڑی فقیہ صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں کسی نے عرض کیا کہ اے اُم المومنین قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ حج وعمرہ میں صفا مروہ کی سعی واجب نہیں صرف جائز ہے کیونکہ رب نے فرمایا: فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا (۲:۱۵۸) اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے۔ (کنزالایمان) کہ ان کے سعی میں گناہ نہیں۔ آپ نے جواب دیا اگر یہ سعی واجب نہ ہوتی تو یوں ارشاد ہوتا لَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ لَّا یَطَّوَّفَ بِھِمَا دیکھو اس ایک جواب میں اصول فقہ کا کتنا دقیق مسئلہ حل فرمادیا کہ واجب کی پہچان یہ ہے کہ اس کے کرنے میں ثواب نہ کرنے میں گناہ جائز کی پہچان یہ ہے کہ اس کے نہ کرنے میں گناہ نہ ہو۔ یہاں آیت میں پہلی بات فرمائی گئی ہے۔

وَعَنْ مُوْسَی بْنِ طَلْحَۃَ قَالَ مَارَاَیْتُ اَحَدًا اَفْصَحَ مِنْ عَآئِشَۃَ ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ ۔

(۵۹۲۷) روایت ہے حضرت موسیٰ ابن طلحہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے زیادہ کسی کو فصیح و بلیغ نہ دیکھا۱؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی غریب بھی۔

(۵۹۲۷)۱؎ حضرت عائشہ صدیقہ علاوہ قرآن وحدیث وفقہ کے عالم ہونے کے بڑی شاعرہ، علم وانساب میں بڑی کامل فصاحت و بلاغت میں بے مثال عالمہ تھیں کیوں نہ ہوتیں کہ محبوبہ محبوب رب العالمین تھیں حضرت ابوبکر صدیق کی لخت جگر اور نورِ نظر تھیں ہم سب کی باعث ناز قابل فخر امِ محترمہ جن کے گیت قرآن گاتا ہے۔ خیال رہے کہ موسیٰ ابن طلحہ تابعی ہیں آپ نے بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے (۱۰۴) ایک سو چار میں وفات پائی۔

بَابُ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ — منقبتوں کا مجموعہ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ — پہلی فصل

پچھلے بابوں میں صحابہ یا خاص صحابہ کرام کی خاص جماعتوں کے فضائل کا ذکر تھا اس باب میں بغیر تقرر متفرق صحابہ و اہل بیت کے فضائل کا ذکر ہوگا اس لیے اسے جامع المناقب فرمایا۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ کَاَنَّ

(۵۹۲۸) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے۱؎ فرماتے

فِیْ یَدِیْ سَرَقَةً مِّنْ حَرِیْرٍ لَا اَهْوِیْ بِهَا اِلٰی مَکَانٍ فِی الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ بِیْ اِلَیْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰی حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخَاكَ رَجُلٌ صَالِحٌ اَوْ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ .(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میرے ہاتھ میں ریشم کا ٹکڑا ہے میں اس کے ساتھ جنت میں جس جگہ جانا چاہتا ہوں وہ مجھے وہاں ہی لے کر اڑ جاتا ہے۲ میں نے یہ خواب بی بی حفصہ سے کہی جناب حفصہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش فرمائی ۳ تو فرمایا کہ تمہارے بھائی نیک آدمی ہیں یا عبداللہ نیک آدمی ہیں ۔۴ (مسلم، بخاری)

(۵۹۲۸) ۱ آپ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب قرشی عدوی ہیں بچپن میں اپنے والد ماجد کے ساتھ ایمان لائے اول درجہ کے متبع سنت تھے آپ نے اپنی زندگی میں ایک ہزار غلام آزاد کئے آپ ہمیشہ عملاً حجاج ابن یوسف کی مخالفت کرتے تھے۔حجاج نے کسی کے ذریعہ آپ کے پاؤں میں زہریلا برچھا چبھوا دیا اس سے آپ کی وفات ہوئی آپ کی ولادت حضور پر وحی کی ابتداء ہونے سے ایک سال پہلے ہوئی وفات تہتر میں ہوئی حضرت زبیر کی شہادت سے تین ماہ بعد چوراسی سال عمر ہوئی مقام ذی طویٰ میں دفن کئے گئے رضی اللہ عنہ خندق کے بعد سارے غزوات میں شریک ہوئے ۲ یعنی میرے ہاتھ میں ریشمی رومال ہے جو پیروں کا کام دیتا ہے جہاں جانا چاہتا ہوں وہاں اڑا ئے جاتا ہے اور میں جنت میں ہوں رومال سفید ریشم کا ہے جیسا کہ بعض روایات میں ہے (مرقات) ۳ یعنی حضور انور کی ہیبت کی وجہ سے میں نے یہ خواب براہ راست سرکار سے عرض نہ کی بلکہ اپنی ہمشیرہ اُم المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی۔ ۴ یعنی حضرت عبداللہ نے جو ریشمی رومال دیکھا ہے وہ ان کے نیک اعمال ہیں اس کی سفیدی وہ ان کا اخلاص ہے اس کی صفائی یہ ان کے دل کی صفائی ہے لہذا عبداللہ بڑے نیک صالح مخلص دیندار ہیں۔خیال رہے کہ جیسے نبی کی خواب وحی ہوتی ہے ویسے ہی نبی کی تعبیر بھی وحی ہوتی ہے لہذا حضرت عبداللہ ابن عمر کا مومن صالح متقی ہونا وحی الٰہی سے ثابت ہوا یوسف علیہ السلام نے ان قیدیوں سے فرمایا تھا۔ **قضی الامر الذی فیه تستفتین** تم نے خواب دیکھی ہو یا نہ دیکھی ہو جو میں نے تعبیر دے دی اس کا فیصلہ ہو گیا۔معلوم ہوا کہ تعبیر نبی رب کی وحی ہوتی ہے۔

وَعَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ اِنَّ اَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَّسَمْتًا وَّهَدْیًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَابْنُ اُمِّ عَبْدٍ مِّنْ حِیْنَ یَخْرُجُ مِنْ بَیْتِهٖ اِلٰی اَنْ یَّرْجِعَ اِلَیْهِ لَا نَدْرِیْ مَا یَصْنَعُ فِیْ اَهْلِهٖ اِذَا خَلَا . (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۹۲۹) روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام لوگوں میں حضور سے زیادہ مشابہ طریقہ میں سیرت میں اور ہدایت میں اُم عبد کے بیٹے ہی ہیں ۱ جب سے وہ اپنے گھر سے نکلتے ہیں وہاں لوٹنے تک ہم کو یہ خبر نہیں کہ وہ اپنے گھر میں جب اکیلے ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں ۲ (بخاری)

(۵۹۲۹) ۱ ابن اُم عبد حضرت عبداللہ ابن مسعود کی کنیت ہے آپ کی ماں کی کنیت اُم عبد ہے کبھی کسی کو ماں کی طرف بھی نسبت کر دیتے ہیں جیسے عبداللہ ابن اُم مکتوم ۔۲ یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود جب تک باہر ہوں اور ہم ان کو دیکھتے ہیں تب تک تو ان کی ہر ادا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوتی ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ اندرون خانہ ان کے حالات کیسے ہوتے ہیں یہ بدگمانی نہیں بلکہ تعریف میں احتیاط ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِیْ

(۵۹۳۰) روایت ہے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے فرماتے

مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِينًا مَا نُرٰى إِلَّا أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَّجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا نَرٰى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہیں کہ میں اور میرے بھائی یمن سے آئے ہم بہت عرصہ ٹھہرے۱ ہم یہی سمجھتے رہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں ہیں۲ کیونکہ ہم ان کا اور ان کی والدہ کا بہت ہی آنا جانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھتے تھے۳ (مسلم، بخاری)

(۵۹۳۰)۱یعنی ہم دونوں بھائی یمن کے رہنے والے تھے وہاں سے مدینہ منورہ آئے مسلمان ہوئے عرصہ تک مدینہ میں رہے اور یہ سمجھتے رہے۲ حضرت عبداللہ ابن مسعود مشہور صحابی ہیں قدیم الاسلام ہیں۔حضرت عمر سے پہلے ایمان لائے جب حضور دار ارقم میں جلوہ افروز نہیں ہوئے تھے آپ چھٹے مسلمان ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک وضو کا لوٹا،نعلین شریف آپ ہی کے ہاتھ رہتی تھی خصوصاً سفر میں آپ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی جنگ بدر اور تمام غزوات میں شرکت کی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی بشارت دی آپ گندمی رنگ درمیانہ قد عہد فاروقی میں کوفہ کے حاکم اور خزانچی بھی رہے ۳۲ میں وفات پائی بقیع شریف میں دفن ہوئے ساٹھ سال سے زیادہ عمر ہوئی خلفاء راشدین کے بعد سب سے بڑے فقیہ صحابی ہیں امام اعظم ابوحنیفہ انہی کے متبع ہیں۳ یعنی آپ اور آپ کی والدہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ میں اس قدر آتے جاتے تھے بغیر روک ٹوک اور بغیر اجازت طلب کئے کہ ہم سمجھے کہ آپ بھی اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمادیا تھا کہ تم کو ہمارے گھر میں آنے کے لیے اجازت لینے کی ضرورت نہیں بے اجازت بے روک ٹوک آجایا کرو ہاں اگر ہم تو کو اشارۃً کسی وقت کھنکار کر یا کسی اور طریقہ سے منع کردیا کریں تو رک جایا کرو۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَقْرِؤُا الْقُرْاٰنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ مَوْلٰى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ۔(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۳۱) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید چار شخصوں سے سیکھو۱ عبداللہ ابن مسعود۲ ابوحذیفہ کے مولیٰ سالم۳ ابی ابن کعب اور معاذ ابن جبل۴ (مسلم بخاری)

(۵۹۳۱)۱یعنی قرآن مجید کی تلاوت اس کے مضامین اس کے احکام اس کے اسرار ان صحابہ سے خصوصیت کے ساتھ سیکھو خیال رہے کہ یہ چار صحابہ قرآن سکھانے والے ہیں اور حضرت خلفاء راشدین قرآن چلانے والے اسے جاری کرنے والے ہیں لہذا اس فرمان کا یہ مقصد نہیں کہ ان حضرات سے علوم قرآنیہ حاصل نہیں ہوئے ہر ایک کی ڈیوٹی علیحدہ ہے بعض روایات میں ہے کہ یہ چار حضرات قرآن مجید کے حافظ تھے۔انہوں نے براہ راست قرآن حضور انور سے سیکھا اور یاد کیا۲ آپ قرآن مجید کے بڑے عالم فقیہ ہیں حتی کہ امام اعظم اکثر احکام میں آپ کی اتباع کرتے ہیں رضی اللہ عنہ۳ جناب سالم اصطخر یعنی ملک فارس کے تھے آپ مہاجرین اولین کی امامت کرتے تھے یعنی حضور کی تشریف آوری سے پہلے حالانکہ ان میں حضرت عمر موجود تھے اور ابوحذیفہ کا نام ہشام ہے آپ عتبہ ابن ربیعہ ابن عبدالشمس ہیں حضور انور کے دار رقم میں تشریف لانے سے پہلے ایمان لائے۴ ابی ابن کعب سید القراء ہیں کاتب وحی ہیں۔حضرت عمر آپ کو سید المسلمین کہتے تھے۔معاذ ابن جبل کے فضائل تو بے حد و بے شمار ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تھا (اشعۃ اللمعات)

وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ

(۵۹۳۲) روایت ہے حلقمہ سے۱ فرماتے ہیں کہ میں شام

ثُمَّ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَاَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ فَاِذَا شَيْخٌ قَدْجَآءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا اَبُو الدَّرْدَآءِ قُلْتُ اِنِّيْ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّسَيِّرَلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِيْ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَوَلَيْسَ عِنْدَكُمُ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ وَ فِيْكُمُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ يَعْنِيْ عَمَّارًا وَّلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ لَايَعْلَمُهٗ غَيْرُهٗ يَعْنِيْ حُذَيْفَةَ ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

پہنچا تو میں نے دو رکعتیں پڑھیں پھر میں نے عرض کیا الٰہی مجھے نیک ساتھی ہم نشین عطا فرما۲ پھر میں ایک قوم کے ساتھ گیا ان میں بیٹھا تو ایک بوڑھے بزرگ آئے حتیٰ کہ میرے برابر بیٹھ گئے۳ میں نے کہا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا ابوالدرداء ہیں۴ میں نے کہا کہ میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ مجھے نیک ہم نشین نصیب کرے تو اللہ نے مجھے آپ کو میسر کیا وہ بولے تم کون ہو میں نے کہا کہ میں کوفہ والوں میں سے ہوں۵ فرمایا کیا تمہارے پاس اُم عبد کے بیٹے نہیں جو حضور کے نعلین اور تکیہ والے ہیں۶ اور وضو کے لوٹے والے ۷ اور تم میں تو وہ بھی ہیں جنہیں اللہ نے اپنے نبی کی زبان پر شیطان سے امان دی ہے یعنی حضرات عمار۸ اور کیا تم میں حضور کے راز دار نہیں جن رازوں کو ان کے سواء کوئی نہیں جانتا۹ یعنی حضرت حذیفہ۱۰ (بخاری)

(۵۹۳۲) ۱؎ آپ مشہور تابعی ہیں حضرت عبداللہ ابن مسعود کے ساتھیوں میں سے ہیں حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر آپ کی زیارت نہ کرسکے۔ (اشعہ) آپ کے حالات پہلے بیان ہوچکے۔ ۲؎ یعنی میں نے دمشق کی جامع مسجد میں نفل پڑھ کر یہ دعا کی کہ خدایا میں پردیس میں آیا ہوں مجھے یہاں اچھا ساتھی عطا فرما خیال رہے کہ جب کسی جگہ سفر میں جائے تو وہاں کے نیک لوگوں سے ملنے کی کوشش کرے کسی بزرگ کے مزار پر حاضری دے تو انشاء اللہ سفر مبارک ہوگا میرا تجربہ ہے۔ ۳؎ سبحان اللہ جنس جنس کے پاس پہنچ گئی اللہ تعالٰی کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو اہل کو اہل تک پہنچاتے ہیں (مرقات) ۴؎ ابوالدرداء مشہور صحابی ہیں تارک الدنیا اصحاب صفہ میں سے ہیں حضرت سلمان فارسی کے عقد مواخات والے بھائی ہیں ۵؎ من انت، کے معنی تھے تم کون ہو آپ نے جواب دیا کہ میں اہل کوفہ میں سے ہوں یہ بھی ایک طرح کی پہچان ہے ۶؎ یعنی کوفہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود ہیں جو گھر، حضر، سفر میں حضور کے ساتھی ہیں نعلین شریف اٹھانے کی ضرورت سفر میں ہوتی ہے۔ تکیہ اٹھانے کی ضرورت گھر میں اور جو حضور کا ساتھی ہر جگہ کا ہو وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا حامل بھی ضرور ہوگا۔ تمہارے شہر میں جب ایسے عالم موجود ہیں تو تم کو کسی کی کیا ضرورت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے اپنے شہر کے علماء سے علم حاصل کرے پھر دوسرے علماء سے ۷؎ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو اور استنجاء کا لوٹا آپ ہی اٹھاتے تھے گویا ہر جگہ ہر وقت آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ ۸؎ یہ تفسیر کسی راوی کی ہے۔ یعنی صاحب اسرار سے حضرت عمار ابن یاسر مراد تھے۔ حضرت عمار بڑے جلیل القدر صحابی ہیں آپ نے راہ خدا میں بڑی سے بڑی تکالیف اٹھائی ہیں مشرکین مکہ نے آپ کو زندہ آگ میں ڈالا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ الٰہی عمار پر آگ ٹھنڈی کردے جیسے جناب خلیل پر آگ ٹھنڈی کی تھی بعض روایات میں ہے کہ جب آپ آگ میں ڈالے گئے تو حضور ان پر گزرے اور آگ سے خطاب فرمایا یا نار کونی بردا وسلاما علی عمار کما کنت علی ابراھیم (مرقات) معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم پر خدا نے آگ ٹھنڈی کی اور عمار پر باذن پروردگار حضور نے آگ ٹھنڈی کی آپ تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے۔ حضور نے آپ کا نام طیب ومطیب رکھا تھا۔ آپ جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے۔ اسی میں شہید ہوئے ۳۷ میں تیرانوے سال عمر ہوئی آپ کے والد کا نام یاسر تھا

والدہ کا نام سمیہ جونہایت بے دردی سے کفار مکہ کے ہاتھوں شہید ہوئیں ۹؎ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی اسرار صرف حذیفہ کو معلوم ہیں جیسے تاقیامت منافقین کے نام پتے ان کے نسب وغیرہ (مرقات) ۱۰؎ حذیفہ کی کنیت عبداللہ ہے آپ کے والد کا نام جبل ہے، لقب یمان آپ نے ۳۶ میں مدائن میں وفات پائی۔ حضرت عثمان کی شہادت کے چالیس دن بعد (مرقات) بار بار حضرت عمر پوچھا کرتے تھے اے حذیفہ تم مجھ کو تو منافقوں میں سے نہیں پاتے ہو میرے اندر کوئی نفاق تو نہیں فرمایا ہرگز نہیں مگر تمہارے دسترخوان پر چند کھانے ہوتے ہیں تحقیق کی تو ایک انڈے کی زردی سفیدی الگ الگ پکائی گئی تھی (اشعۃ اللمعات)

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِیْتُ الْجَنَّۃَ فَرَاَیْتُ امْرَاَۃَ اَبِیْ طَلْحَۃَ وَسَمِعْتُ خَشْخَشَۃً اَمَامِیْ فَاِذَا بِلَالٌ ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

(۵۹۳۳) روایت ہے حضرت جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے ابوطلحہ کی بیوی وہاں دیکھی ۱؎ اور میں نے اپنے سامنے آہٹ سنی وہ بلال تھے ۲؎ (مسلم)

(۵۹۳۳) ۱؎ ان بی بی کا نام اُم سلیم ہے اولاً مالک ابن نضر کے نکاح میں تھیں اس سے حضرت انس پیدا ہوئے وہ مشرک ہو کر مارا گیا۔ اس کے بعد آپ ایمان لائیں۔ ابوطلحہ نے آپ کو پیغام نکاح دیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اسلام قبول کرو یہی میرا مہر ہے۔ چنانچہ وہ بھی مسلمان ہوئے اور آپ ان کے نکاح میں آئیں حضور انور کو ان سے بہت ہی محبت تھی ۲؎ معراج کی شب میں نے جنت میں جاتے وقت اپنے آگے حضرت بلال کے قدم کی آہٹ سنی کہ آپ مجھ سے آگے جنت میں جارہے ہیں یہ وہ نقشہ دکھایا گیا۔ جو قیامت میں حضور کے جنت میں جاتے وقت ہوگا۔ کہ حضرت بلال حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے آگے ہٹو بچو کرتے ہوئے خادمانہ شان سے جائیں گے آج حضرت بلال کو معراج نہیں ہوئی تھی۔ یہ حدیث نوافل کے باب میں گزر چکی ہے۔ خیال رہے کہ بلال ابن رباح ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ پہلے امیہ ابن خلف کے غلام تھے مکہ معظمہ میں سب سے پہلے آپ نے اپنا اسلام ظاہر کیا بدر اور تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے آخر میں دمشق میں رہے وہاں ہی ۲۰ بیس ہجری میں وفات ہوئی تریسٹھ سال عمر پائی فقیر نے قبر شریف کی زیارت کی ہے آپ نے امیہ ابن خلف کے ہاتھوں اسلام کی خاطر بہت ہی مصیبتیں جھیلیں امیہ ابن خلف جنگ بدر میں مارا گیا۔ اور بری طرح بدن چھید چھید کر مارا گیا۔ ربّ تعالیٰ نے حضرت بلال کا اس سے بدلہ لیا امام احمد نے روایت کی کہ سات شخصوں نے پہلے اسلام ظاہر کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمار، سمیہ، صہیب، بلال مقداد ان میں سے حضرت بلال کو بہت سخت ایذائیں پہنچیں۔

وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِتَّۃَ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِکُوْنَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُطْرُدْ ھٰؤُلَآءِ لَا یَجْتَرِؤُنَ عَلَیْنَا قَالَ وَکُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّرَجُلٌ مِّنْ ھُذَیْلٍ وَّبِلَالٌ وَّرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّیْھِمَا فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَہٗ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ

(۵۹۳۴) روایت ہے حضرت سعد سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ آدمی تھے تو مشرکین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان کو نکال دیں کہ یہ لوگ ہم پر جرات نہ کریں ۱؎ فرماتے ہیں کہ وہ چھ آدمی میں اور ابن مسعود اور ہذیل کے ایک صاحب اور بلال اور دو شخص اور تھے جن کا نام نہیں لیتا ۲؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں وہ بات آئی جو ربّ نے چاہا حضور نے دل میں کچھ سوچا ۳؎ تب اللہ نے یہ آیت اتاری اور آپ انہیں نہ نکالیں جو شام سویرے اپنے ربّ کی عبادت کرتے ہیں اس

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) کی رضا چاہتے ہیں۔۴ (مسلم)

(۵۹۳۴)۱؎ یعنی اگر ان چھ فقراء و مساکین کے ہوتے ہوئے ہم آپ پر ایمان لے آئیں تو ان کو ہم سے برابری و ہمسری کرنے کی جرات ہو جائے گی لہذا پہلے ان لوگوں کو اپنے سے ہٹا دیں پھر ہم آپ کی مجلس میں حاضر ہوں گے آپ کا کلام سنیں گے اگر دل نے مانا تو اسلام قبول کرلیں گے۔۲؎ غالبًا وہ حضرات حضرت خباب اور عمارہ ہیں کسی مصلحت سے ان کا نام نہیں لیا۔ خیال رہے کہ حضرت خباب ابن ارت تمیمی ہیں حضور کے دارارقم میں جانے سے پہلے اسلام لائے اللہ کی راہ میں بہت ستائے گئے آخر میں کوفہ میں سے وہاں ہی وفات پائی ۳۷ ہجری میں تہتر سال عمر ہوئی۔ (مرقات) ۳؎ یعنی آپ کے دل میں خیال گزرا کہ ایک خاص وقت ان سرداروں کے لیے خاص کردیا جائے کہ اس وقت کوئی مسکین موجود نہ ہو، اور سرداروں کو تبلیغ کی جائے ممکن ہے کہ یہ مسلمان ہو جائیں اسلام قبول کرلینے پر ان کے دل سے تکبر وغرور نکل جائے گا یہ خیال کوئی برا نہ تھا۔ بلکہ تبلیغ اسلام کے لیے تھا۔۴؎ یعنی اے محبوب ان مساکین و غرباء کو اپنی کسی مجلس سے علیٰحدہ نہ کرو۔ ہر وقت انہیں حاضری کی اجازت دو یہ لوگ دن رات یعنی ہمیشہ مجھے یاد کرتے ہیں۔ دنیاوی لالچ سے نہیں بلکہ صرف میری رضا کے لیے اس فرمان عالی میں ان بزرگوں کے ایمان، اخلاص، تقویٰ و طہارت کی گواہی دی گئی۔ خیال رہے کہ لفظ مرید یہاں سے ہی لیا گیا ہے یعنی اللہ کی رضا کا ارادہ کرنے والا یریدون وجھه سے لفظ مرید مشتق ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ یَا مُوْسٰی لَقَدْ اُعْطِیْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗدَ .(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۹۳۵) روایت ہے حضرت موسیٰ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے ابوموسیٰ تم کو داؤد علیہ السلام کی سی خوش آواز عطا ہوئی۱؎ (مسلم، بخاری)

(۵۹۳۵)۱؎ آل داؤد میں لفظ آل زائد ہے داؤد علیہ السلام نہایت خوش آواز تھے کہ جس مجلس میں آپ زبور کی تلاوت کرتے اس مجلس سے جنازے نکلتے تھے۔ (اشعۃ اللمعات) حضرت ابوموسیٰ بھی بہت ہی خوش آواز تھے۔ خیال رہے کہ حضرت ابوموسیٰ کا نام عبداللہ ابن قیس ہے مکہ معظمہ میں ایمان لائے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر کشتی والوں کے ساتھ خیبر میں پہنچے ۲۰ میں حضرت عمر نے امیر لشکر بنا کر بھیجا آپ نے اہواز فتح فرمایا شروع خلافت عثمانی تک آپ بصرہ میں رہے پھر وہاں سے کوفہ آگئے مکہ معظمہ میں وفات پائی ۵۲ ہجری میں وہاں ہی دفن ہوئے (مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَۃٌ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ وَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَ اَبُوْزَیْدٍ قِیْلَ لِاَنَسٍ مَنْ اَبُوْزَیْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِیْ .(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۹۳۶) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چار صاحبوں نے قرآن جمع کیا۱؎ ابن ابی کعب، معاذ ابن جبل، زید ابن ثابت اور ابوزید انس سے کہا گیا کہ ابوزید کون ہے فرمایا میرے ایک چچا ہیں۔۲؎ (مسلم، بخاری)

(۵۹۳۶)۱؎ یہاں جمع قرآن سے مراد حفظ قرآن ہے یعنی حضور انور کے زمانہ حیات شریف میں ان چار صاحبوں نے پورا قرآن مجید حفظ کرلیا تھا یہ حافظین قرآن تھے۔ کیونکہ قرآن کو کتابی شکل میں خلافت عثمانی میں جمع کیا گیا خیال رہے کہ یہاں انصاری خزرجی حفاظ مراد ہیں یعنی اس قبیلہ کے چار صاحبوں نے قرآن حفظ کیا ورنہ بہت مہاجرین نے بھی حفظ کیا تھا۲؎ ابوزید کا نام سعید ابن عمیر یا قیس ابن سکن ہے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن مجید حفظ کیا خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں ہی

اتنے صحابہ نے قرآن مجید حفظ کرلیا تھا جس سے قرآن کا تواتر قائم رہے چنانچہ جنگ یمامہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے بہت ہی قریب ہوئی ہے یعنی شروع خلافت صدیقی میں اس میں ستر صحابہ حافظ شہید ہوئے جو حفاظ صحابہ زندہ رہے اور جو اس جنگ میں شریک ہی نہ ہوئے وہ ان کے علاوہ ہیں چنانچہ حضرات خلفاء راشدین حافظ تھے اور اگر اس زمانہ پاک میں زیادہ حافظ نہ بھی ہوں تب بھی تواتر قرآن میں فرق نہیں آتا کہ آیات قرانیہ کے حفاظ سارے صحابہ ہی تھے حضرات انس کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے خزرج قبیلہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس میں چار حافظ قرآن ہیں۔لطیفہ ایک بار انصار کے دو قبیلوں اوس اور خزرج میں مناظرہ ہوا اس نے کہا کہ ہمارا قبیلہ افضل ہے کیونکہ غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ امین کاتب اور جن کی لاش کی حفاظت شہد کی مکھیوں نے کی یعنی عاصم ابن ثابت اور جن کی موت پر عرش الٰہی ہل گیا یعنی سعد ابن معاذ ہم ہی ہیں تو خزرج بولے کہ جناب چار حافظ قرآن ہمارے قبیلہ میں ہیں زید ابن ثابت،ابوزید،معاذ ابن جبل،اور ابی ابن کعب،(مرقات) بہرحال خدا کے فضل سے ہر زمانہ میں ہزارہا حافظ رہے اور موجود ہیں لہٰذا تواتر قرآن باقی ہے۔

وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا نَمِرَةٌ فَكُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا رَاْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاْسُهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوْا بِهَا رَاْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۳۷) روایت ہے خباب ابن ارت سے فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اللہ کی رضا تلاش کرتے تھے تو ہمارا ثواب اللہ پر ہوگیا۱ ہم میں سے بعض وہ تھے جو چلے گئے اپنا ثواب کچھ نہ چکھا۲ ان میں سے جناب مصعب ابن عمیر ہیں۳ جو احد کے دن شہید ہوئے تو ان کے لیے اتنا کپڑا نہ ملا جس میں انہیں کفن دیا جائے سواء ایک چادر کے کہ ہم جب ان کے سر ڈھکتے تو ان کے پاؤں نکل جاتے اور جب ان کے پاؤں ڈھکتے تو ان کا سر نکل جاتا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے ان کا سر ڈھانپ دو اور ان کے پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو۴ بعض ہم میں وہ ہیں جن کے پھل پک گئے تو وہ انہیں چن رہا ہے۵ (مسلم،بخاری)

(۵۹۳۷)۱ یعنی بفضلہ تعالٰی ہماری ہجرت قبول ہوئی کیونکہ خالص اللہ کے لیے ہماری ہجرت تھی اخلاص کے لیے اجر وثواب لازم ہے۔۲ یہاں اجر سے مراد دنیاوی نفع ہے جو مومن کے لیے ثواب عاجل یعنی نقد معاوضہ ہوتا ہے یعنی بعض مہاجرین وہ ہیں جنہوں نے فتوحات،غنیمتیں وغیرہ کچھ نہ دیکھیں اور شہید ہوگئے۳ حضرت مصعب ابن عمیر قرشی عبدری ہیں جلیل القدر صحابی ہیں اسلام سے پہلے بڑے نازونعم میں پرورش پاتے رہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ اولیٰ کی بیعت کے بعد انہیں مدینہ منورہ تبلیغ کے لیے بھیج دیا تھا آپ لوگوں کے گھروں میں جاکر تبلیغ کرتے ہر دورہ میں ایک دو مسلمان کرلیتے تھے حتی کہ وہاں ایک جماعت مومن ہوگئی پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ نے مدینہ منورہ میں جمعہ شروع کیا پھر اگلے سال ستر اہل مدینہ کو لے کر حج میں آئے اور دوسری بیعۃ عقبہ میں شریک ہوئے (مرقات) آپ کی شہادت غزوہ احد میں ہوئی۔۴ کفن تین طرح کا ہوتا ہے کفن سنت،کفن کفایت،کفن ضرورت حضرت مصعب ابن عمیر کو بعد شہادت کفن ضرورت بھی پورا نہ ملا یعنی ایک کپڑا جسم کا کچھ حصہ کپڑے سے ڈھانپا گیا کچھ حصہ گھاس سے ایک بار حضرت مصعب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے۔نہایت ہی معمولی لباس میں بیٹھے تھے۔جس میں چمڑے کے پیوند تھے حضور انور

صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور فرمایا دیکھو یہ کس نازونعم میں پلے اور اب اسلام کی خاطر کس حالت میں ہیں (مرقات) ۵؎ یعنی ہم مہاجرین میں سے بعض وہ حضرات ہیں جنہوں نے اسلامی فتوحات دیکھیں مال غنیمت حاصل کئے آرام پایا خیال رہے کہ ان فتوحات کے دیکھنے غنیمت پانے سے ان حضرات کا آخری ثواب کم نہیں ہوگیا۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَفِي رِوَايَةٍ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ .(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۳۸) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سعد ابن معاذ کی موت سے عرش ہل گیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا رحمان کا عرش سعد ابن معاذ کی موت سے ہل گیا ۱؎ (مسلم، بخاری)

(۵۹۳۸) ۱؎ حدیث شریف بالکل ظاہری معنی پر ہے اس میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں واقعی عرش اعظم نے حرکت کی تھی جیسے احد شریف حضور کے قدم شریف پڑنے پر ہلا تھا رب فرماتا ہے وان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ عرش میں حس و حرکت ہے رہا یہ کہ کیوں ہلا اس میں چند احتمال ہیں نمبر۱ آپ کی روح جب عرش پر پہنچی تو وہ نہایت خوشی سے جھوما۔ نمبر۲ حاملین عرش کو مطلع کرنے کے لیے اس نے جنبش کی، نمبر۳ آپ کی روح کی تعظیم و تکریم کے لیے ہلا اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں شعر:۔

واسطہ محبوب کا دنیا میں جو سنی مرے ۔۔۔ یوں نہ فرائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھومیں مچیں وہ بندہ، صالح ملا ۔۔۔ فرش پر ماتم پڑے وہ طیب و طاہر گیا

بعض شارحین نے کہا کہ اس سے مراد ہے حاملین عرش ملائکہ جھوم گئے مگر پہلا قوم قوی ہے خیال رہے سعد ابن معاذ انصاری اشہلی اوسی ہیں۔ پہلی بیعت عقبہ کے بعد دوسری بیعت سے پہلے مدینہ منورہ میں ایمان لائے آپ کے اسلام پر بہت سے بنی اشہل کے لوگ ایمان لائے حضور نے آپ کو سید الانصار کا لقب دیا۔ آپ غزوہ بدر و احد میں شریک ہوئے غزوہ خندق میں آپ کے کندھے پر تیر لگا وہ خون نہ ٹھہرا حتیٰ کہ ذی قعدہ ۵ پانچ ہجری میں وفات ہوگئی ۳۷ سال عمر شریف ہوئی بقیع میں دفن ہوئے۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ اَصْحَابُهُ يَمَسُّوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ لِيْنِهَا فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنْهَا وَاَلْيَنُ .(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۳۹) روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حریر کا جوڑا پیش کیا گیا ۱؎ حضور کے صحابہ اسے چھونے اور اس کی نرمی سے تعجب کرنے لگے ۲؎ تو فرمایا کیا تم اس کی نرمی سے تعجب کرتے ہو سعد ابن معاذ کے جنت میں رومال اس سے اچھے اور اس سے زیادہ نرم ہیں ۳؎ (مسلم بخاری)

(۵۹۳۹) ۱؎ یہ ریشمی جوڑا کسی عجمی بادشاہ نے حضور کی بارگاہ میں بطور ہدیہ بھیجا تھا اہل مدینہ کے لیے یہ ایک عجیب کپڑا تھا۔ ۲؎ کیونکہ مدینہ منورہ میں ایک عجیب شی تھی اس سے پہلے اہل مدینہ نے یہ چیز نہ دیکھی تھی ۳؎ منادیل جمع ہے مندیل کی جس کا مادہ ندل ہے بمعنی میل چونکہ رومال سے میل صاف کیا جاتا ہے اس لیے اسے مندیل کہتے ہیں یعنی حضرت سعد ابن معاذ کے ہاتھ منہ پونچھنے والے رومال بھی اس کپڑے سے زیادہ خوبصورت اور نرم ہیں جب ان کے رومال کی یہ کیفیت ہے تو ان کے پہننے کے کپڑے کیسے ہوں گے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور ہر جنتی کا مکان اس کا لباس تک جانتے ہیں

وَعَنْ اُمِّ سُلَیْمٍ اَنَّھَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَسٌ خَادِمُكَ ادْعُ اللّٰہَ لَهٗ قَالَ اللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِیْمَا اَعْطَیْتَهٗ قَالَ اَنَسٌ فَوَاللّٰہِ اِنَّ مَالِیْ لَکَثِیْرٌ وَّ اِنَّ وَلَدِیْ وَوَلَدِ وَلَدِیْ لَیَتَعَادُّوْنَ عَلٰی نَحْوِ الْمِائَةِ الْیَوْمَ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۹۴۰) روایت ہے حضرت اُم سلیم سے اانہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انس آپ کا خدمت گار ہے، اس کے لیے اللہ سے دعا فرمایئے حضور نے فرمایا الٰہی ان کا مال ان کی اولاد زیادہ کر اور انہیں تو جو عطا فرمادے اس میں برکت دے۲ حضرت انس فرماتے ہیں اللہ کی قسم کہ میرا مال بہت زیادہ ہے۳ اور میری اولاد اور اولاد کی اولاد آج تقریبًا سو سے زیادہ ہیں۴ (مسلم، بخاری)

(۵۹۴۰) ۱؎ حضرت اُم سلیم حضرت انس کی والدہ ہیں اپنے فرزند حضرت انس کو لڑکپن میں حضور کی خدمت کے لیے وقف کردیا تھا حضرت انس حضور ہی کے پاس رہتے تھے۲؎ یہ آخری کلمہ بہت ہی جامع ہے یعنی مال اولاد ایمان عزت وآبرو جو بھی تو انہیں عطا فرمائے اس میں برکت دے برکت اور کثرت کا فرق ہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔۳؎ چنانچہ حضرت انس مدینہ منورہ کے بڑے مالداروں میں سے تھے اللہ تعالٰی نے انہیں مالی کثرت برکت دونوں عطا فرمائی تھیں (مرقات) ۴؎ امام ابن حجر نے شرح شمائل شریف میں فرمایا کہ حضرت انس کی مذکر اولاد ایک سو پچیس ہوئی جو آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھی یعنی بیٹے پوتے نواسے وغیرہم اور آپ کے باغ میں سال میں دوبار پھل آتا تھا (مرقات) خیال ہے کہ حضرت انس ابن مالک ابن نضر خزرجی کی کنیت ابوحمزہ ہے دس سال کی عمر میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے خلافت فاروقی میں بصرہ میں تبلیغ دین کے لیے رہے ۹۱ ہجری میں وفات پائی ایک سو تین سال کی عمر ہوئی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مال کی کثرت و برکت اللہ کی نعمت ہے جبکہ اس کے فتنہ سے محفوظ رہے اس زمانہ میں علماء کو رب تعالٰی فاسق امیروں سے غنی فرمادے۔

وَعَنْ سَعْدِ ابْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِاَحَدٍ یَّمْشِیْ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ اِنَّهٗ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ ۔(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۹۴۱) روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شخص کے متعلق جو روئے زمین پر چلتا ہو یہ کہتے نہیں سنا کہ وہ جنت والوں سے ہے سوائے عبداللہ ابن سلام کے متعلق (مسلم بخاری)

(۵۹۴۱) ۱؎ شاید یہ حدیث اس وقت کی ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرہ مبشرہ وغیرہم دیگر صحابہ کرام کے جنتی ہونے کی خبر نہیں دی تھی لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ ابوبکر جنتی ہیں عمر جنتی ہیں یا حسنین جوانان جنت کے سردار ہیں فاطمہ جنتی بیبیوں کی سردار ہیں وغیرہ بعض شارحین نے فرمایا کہ حضرت سعد کا مطلب یہ ہے کہ آج جو لوگ زندہ ہیں زمین پر چل رہے ان میں سے کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتہً نام لے کر جنتی نہیں فرمایا سوائے حضرت عبداللہ ابن سلام کے کیونکہ باقی حضرات مبشرین نہیں اس وقت وفات پاچکے تھے عبداللہ ابن سلام ہی رہ گئے تھے اگرچہ حضرت سعد ابن ابی وقاص بھی مبشر بالجنتہ ہیں مگر اپنا نام نہیں لیا انکسار کے طور پر یا حضرت سعد نے اپنی بشارت براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی تھی دوسرے ذریعوں سے سنی تھی۔ اور حضرت عبداللہ بن سلام کی بشارت خود سنی تھی۔ بہرحال یہ حدیث دوسری بشارات کے خلاف نہیں اس کے اور بھی جوابات دیئے گئے ہیں مثلًا یہ کہ نو مسلم یہودیوں میں سے کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت نہ دی بجز ان کے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

وَعَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا فِیْ مَسْجِدِ

(۵۹۴۲) روایت ہے حضرت قیس ابن عباد سے۱ فرماتے ہیں

الْمَدِيْنَةِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى وَجْهِهٖ اَثَرُ الْخُشُوْعِ فَقَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيْهِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهٗ فَقُلْتُ اِنَّكَ حِيْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ وَاللّٰهِ مَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّقُوْلَ مَا لَا يَعْلَمُ فَسَاُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَاَيْتُ رُؤْيًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ رَاَيْتُ كَاَنِّيْ فِيْ رَوْضَةٍ ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَسَطُهَا عَمُوْدٌ مِّنْ حَدِيْدٍ اَسْفَلُهٗ فِي الْاَرْضِ وَاَعْلَاهُ فِي السَّمَآءِ فِيْ اَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيْلَ لِيْ اِرْقَهْ فَقُلْتُ لَا اَسْتَطِيْعُ فَاَتَانِيْ مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِيْ مِنْ خَلْفِيْ فَرَقِيْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِيْ اَعْلَاهُ فَاَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيْلَ اسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَاِنَّهَا لَفِيْ يَدِيْ فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْاِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى فَاَنْتَ عَلَى الْاِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ .

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک صاحب آئے جن کے چہرے پر انکسار کا اثر تھا لوگ بولے کہ یہ جنت والوں میں سے ہیں انہوں نے دو رکعت پڑھیں جن میں اختصار کرلیا۲؎ پھر نکل گئے اور میں ان کے پیچھے گیا میں نے کہا کہ آپ جب مسجد میں آئے تو لوگوں نے کہا یہ صاحب جنتیوں میں سے ہیں وہ بولے خدا کی قسم کسی کو مناسب نہیں کہ کسی کے متعلق وہ کہے جو جانتا نہ ہو۳؎ میں تم کو بتاتا ہوں کہ یہ کون ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک خواب دیکھا تھا میں نے وہ خواب حضور پر پیش کیا تھا۴؎ میں نے دیکھا کہ گویا میں ایک باغ میں ہوں اس کی فراخی اس کی سرسبزی بیان کی اس کے بیچ میں لوہے کا ایک ستون ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور بالائی حصہ آسمان میں اس کے بالائی حصہ میں ایک دستہ ہے۵؎ مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا کہ میں طاقت نہیں رکھتا تو میرے پاس ایک خادم آیا۶؎ اس نے میرے پیچھے سے میرے کپڑے اٹھائے تو میں چڑھ گیا حتیٰ کہ اس کے اوپر پہنچ گیا۔ پھر میں نے دستہ پکڑ لیا۷؎ مجھ سے کہا گیا کہ مضبوطی سے پکڑلو پھر میں جاگ پڑا وہ میرے ہاتھ میں ہی تھی میں نے یہ خواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۸؎ تو فرمایا کہ یہ باغ اسلام ہے اور یہ ستون اسلام کا ستون ہے۹؎ اور یہ دستہ عروہ وثقی ہے۱۰؎ تم مرتے دم تک اسلام پر رہو گے۱۱؎ یہ صاحب حضرت عبداللہ ابن سلام تھے (مسلم بخاری)

(۵۹۴۲) ۱؎ آپ مشہور تابعی ہیں زاہد متقی بصری ہیں انہیں حجاج ابن یوسف نے باندھ کر شہید کیا بہت صحابہ سے ملاقات ہے۔ ۲؎ یعنی میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھا تھا کہ ایک صاحب جن کے چہرے پر خشوع خضوع خوف الٰہی کے آثار تھے آئے خیال رہے کہ عجز و نیاز دلی ہوتا ہے مگر اس کا اثر چہرے پر نمودار ہوتا ہے رب فرماتا ہے: سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (۴۸:۲۹) ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔ (کنز الایمان) وہاں سجدہ کے اثر سے مراد پیشانی کا داغ نہیں بلکہ چہرے کا نور ہے جو کثرت سجود خصوصاً تہجد کی وجہ سے نمودار ہوتا ہے شعر:-

بندہ مومن کی پیشانی کا نور
کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور!

اسی لیے آیت میں فِيْ وُجُوْهِهِمْ فرمایا فِيْ جِبَاهِهِمْ نہ کہا داغ صرف پیشانی میں ہوتا ہے مگر نور پورے چہرے میں۔ ۳؎ آپ کا یہ کلام انتہائی عجز و نیاز پر مبنی ہے ورنہ صحابہ کرام ان کا جنتی ہونا یقین سے جانتے تھے کہ جس زبان پاک سے انہوں نے قرآن پاک سنا اسی

سے یہ سنا تھا کہ عبداللہ ابن سلام جنتی ہیں جیسے قرآن یقینی ہے ایسے ہی حضور کے سارے فرمان یقینی ہیں۔اس زبان سے جھوٹ کبھی نہیں نکلتا سونے کی کان سے لوہا نہیں نکل سکتا حضور کی زبان سے جھوٹ نہیں نکل سکتا۔صلی اللہ علیہ وسلم۔یہ فرق ہے ہمارے اور صحابہ کرام کے ایمان و اعمال میں کہ ان حضرات کے ایمان و اعمال رجسٹری شدہ ہیں۔ہمارے ایمان و اعمال کی خبر نہیں قبول ہیں یا نہیں ہم مومن مریں گے یا کافر۔اللہ تعالٰی ان کے صدقے سے ہمیں ایمان پر خاتمہ نصیب کرے آمین۔یا اس کلام کا منشا یہ ہے کہ اے قیس یہ لوگ جو مجھے جنتی کہہ رہے ہیں صرف اپنی رائے سے نہیں کہتے۔بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے کہتے ہیں یہ سچے ہیں پھر آپ نے اگلا واقعہ بیان فرمایا یہ مطلب حضرت شیخ نے اشعۃ اللمعات میں بیان کیا خیال رہے کہ کسی کے متعلق لوگوں کے منہ سے یہ نکلنا کہ یہ ولی ہے یہ جنتی ہے اس کے جنتی ہونے کی علامت ہے۔حضور فرماتے ہیں۔اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ رب فرماتا ہے:لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (۲،۱۴۳) کہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔(کنزالایمان) حضور غوث پاک خواجہ اجمیری داتا ہجویری یقینی جنتی ہیں کیسے معلوم ہوا مومنوں کی گواہی سے۔۴؎ یہ بیان ہے اس چیز کا جس کی وجہ سے لوگ حضرت عبداللہ کو جنتی کہہ رہے تھے خیال رہے کہ جس خواب کی تصدیق و تعبیر پیغمبر کی طرف سے ہو جائے وہ خواب وحی الٰہی کی طرح یقینی ہوتی ہے خواہ کسی کی خواب ہو چنانچہ اسلامی اذان حضرات صحابہ کرام کی خواب سے جاری کی گئی کیونکہ حضور انور نے اس کی تائید فرمادی دو کافر قیدیوں کی خواب کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام نے دے دی تو وہ ہو کر رہی قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ (۱۲،۴۱) حکم ہو چکا اس بات کا جس کا تم سوال کرتے تھے۔(کنزالایمان)۵؎ عروہ کے بہت معنی ہیں۔حلقہ،گرہ،دستہ،غرضیکہ پکڑنے کی ہر چیز کو عروہ کہا جاتا ہے۔رب فرماتا ہے:فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى (۲،۲۵۶) اس نے بڑی محکم گرہ تھامی (کنزالایمان)۶؎ منصف میم کے کسرہ سے ص کے فتح سے بنا ہے نصف نصفتہ سے بمعنی خدم خدمتہ اس کے معنی ہیں خدمت گار ملازم ۷؎ یعنی اس نے جوں ہی میرا پیچھے سے کرتا اٹھایا میں خود ہی اس ستون کے کنارہ پہنچ گیا۔اور وہ کڑا یا دستہ میں نے مضبوطی سے تھام لیا۔۸؎ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے ان کی خوابیں سنا کرتے تھے۔تعبیر بھی خود ہی دیا کرتے تھے بلکہ کبھی اپنی خواب شریف بھی بیان فرماتے تھے مع تعبیر کے اس لیے حضرات صحابہ اپنی خوابیں حضور پر پیش فرماتے تھے یہ واقعہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے ۹؎ یعنی یہ ستون جو تم نے باغ کے درمیان دیکھا یہ اسلام کا ستون ہے جس پر اسلام قائم ہے اور جو مسلمان بننے کا مدار ہے۔۱۰؎ اسے عروہ وثقی اس لیے فرمایا کہ اس کے ٹوٹ جانے کا خطرہ نہیں وثقی مونث ہے اوثق کا جس کا مصدر وثوق ہے بمعنی پختگی و مضبوطی ۱۱؎ یعنی وہ دستہ و گرہ بھی مضبوط ہے اور تمہارا پکڑنا بھی مضبوط انشاءاللہ ایمان پر جیو گے ایمان پر مرو گے حضور کے اس فرمان عالی سے حضرت عبداللہ کے ایمان کی رجسٹری ہوگئی۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيْبَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ جَلَسَ ثَابِتٌ فِيْ بَيْتِهٖ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ مَا شَاْنُ ثَابِتٍ اَيَشْتَكِيْ فَاَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهٗ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

(۵۹۴۳) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ثابت ابن قیس ابن شماس انصار کے خطیب تھے۱؎ جب یہ آیت اتری کہ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو آخر آیت تک۲؎ تو جناب ثابت اپنے گھر میں بیٹھ رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے غیر حاضر ہوگئے۳؎ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سعد ابن معاذ سے پوچھا۴؎ فرمایا ثابت کو کیا ہوا کیا وہ بیمار ہیں تب سعد ان کے پاس گئے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

ثَابِتٌ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّىْ مِنْ اَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

بیان فرمایا تو ثابت بولے کہ یہ آیت نازل ہوچکی ہے اور تم جانتے ہو کہ میں تم سب میں حضور کی بارگاہ میں اونچی آواز والا ہوں، تو میں تو دوزخیوں میں سے ہوں ۵؎ یہ ماجرا حضرت سعد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ وہ تو جنت والوں سے ہیں ۶؎ (مسلم)

(۵۹۴۳) ۱؎ آپ انصاری خزرجی ہیں ۱۲ ہجری جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ خطیب بمعنی فصیح، تاریخ دان عالم انساب ہے۔ ۲؎ تمام سلاطین و حکام اپنے آداب مجلس خود بناتے ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ سلطان کونین ہیں جن کے آداب دربار خود ربّ تعالٰی نے بنائے اور انسانوں کے علاوہ دوسری مخلوقات پر بھی جاری فرمائے۔ یہ آیت کریمہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں حضور کے آستانہ عالیہ میں عرض و معروض کرنے کا طریقہ سکھایا جارہا ہے خیال رہے کہ یہاں گفتگو کا ذکر ہے کہ دوران گفتگو میں کسی کی آواز حضور کی آواز سے اونچی نہ ہو اس سے آذان وغیرہ دوسرے موقع مستثنٰی ہیں وہ تو بلند آواز سے ہی ہوں گے ۳؎ یعنی شرم کی وجہ سے بارگاہ عالی میں حاضر نہ ہوئے کہ میں تو بارہا وہاں اونچی آواز سے بول چکا ہوں میرے اعمال ضبط ہوچکے اب کس منہ سے حاضر ہوں یہ غیرت قوت ایمان کی علامت ہے ۴؎ حضرت سعد ابن معاذ جناب ثابت کے پڑوسی اور ان کی قوم سے تھے انہیں ثابت کے حالات کی زیادہ خبر ہونی چاہیے تھی اس لیے حضور نے آپ سے پوچھا خیال رہے کہ سعد ابن معاذ ۵ ہجری میں وفات پا گئے اور سورہ حجرات ۹ ہجری میں نازل ہوئی تو یہ واقعہ کیونکر درست ہوا لہٰذا حق یہ ہے کہ اس سوت کی اگلی آیات لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (۱؍۴۹) اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔ (کنزالایمان) بعد میں نازل ہوئی: لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ (۲؍۴۹) اپنی آوازیں اونچی نہ کرو۔ (کنزالایمان) پہلے نازل ہوچکی تھی (مرقات) ۵؎ یعنی اس آیت کریمہ کے حکم سے میں دوزخی ہوں تو اس جنتیوں کے بادشاہ عالم پناہ کی بارگاہ میں کس منہ سے جاؤں نار نور کے پاس کیسے جائے یہ ہے انتہائی خوف الٰہی کیونکہ اس آیت کریمہ میں بے ادبی سے اونچی آواز سے بولنا مراد ہے جو چیخ کر بولنے کا عادی ہو وہ مراد نہیں ضور کی بے ادبی کفر ہے اور کفر آگ کا موجب ہے (مرقات) ۶؎ یعنی اس خوف کی وجہ سے ان کے ایمان کی رجسٹری ہوگئی کہ انہوں نے انتہائی خوف سے اپنے آپ کو اس آیت کی زد میں محسوس کیا سبحان اللہ حضرت ثابت ابن قیس کی شہادت یوں ہوئی کہ غزوہ یمامہ میں جو مسیلمہ کذاب کے مقابل خلافت صدیقی ۱۲ ہجری میں ہوا۔ جہاد کے وقت آپ نے کفن پہنا خوشبو ملی پھر میدان جنگ میں داخل ہوئے اعلٰی درجہ کا جہاد کیا اور شہید ہوئے رضی اللہ عنہ (مرقات) حضور کے فرمان کا یوں ظہور ہوا۔

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالُوْا مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ

(۵۹۴۴) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہم بیٹھے تھے کہ سورہ جمعہ اتری ۱؎ تو جب یہ آیت نازل ہوئی ان میں سے دوسرے جو ابھی ان سے نہ ملے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ لوگ کون ہیں ۲؎ فرمایا اور ہم میں سلمان فارسی تھے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان پر رکھا ۳؎ پھر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا تارے کے پاس

رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَآءِ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہوتا تو ان میں سے بعض لوگ اسے پالیتے ہے۴(مسلم، بخاری)

(۵۹۴۴)۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ سورہ جمعہ مدنیہ ہے اور نماز جمعہ بعد ہجرت فرض ہوئی ہے جن لوگوں نے کہا کہ نماز جمعہ قبل ہجرت فرض ہوچکی تھی، ادا کی گئی بعد ہجرت وہ قوی نہیں۔ جن حضرات نے حضور کی ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں جمعہ قائم کیا وہ جمعہ نہ تھا بلکہ نوافل تھے یہ حضرات اس دن جمع ہو جاتے تھے نوافل پڑھ لیتے تھے لہٰذا یہ حدیث اس واقعہ کے خلاف نہیں کہ حضرات صحابہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے ہی مدینہ میں جمعہ شروع کردیا تھا۲؎ اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے بھی ہادی ہیں جو صحابہ کو نہ ملے بعد میں پیدا ہوں گے اس پر صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اس فرمان عالی کا کس جماعت کی طرف اشارہ ہے۔۳؎ حضرت سلمان فارسی اصفہان کے باشندے ہیں رامہرمز کی اولاد ہیں آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے اصفہان ایران کا مشہور شہر ہے آپ کے والدین آتش پرست تھے آپ کو ایک عیسائی راہب کی صحبت ملی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات آپ کو سنائیں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے شوق میں نکل کھڑے ہوئے یہود نے پکڑ کر آپ کو فروخت کردیا دس سے زیادہ مالکوں کی ملکیت میں رہے آخر جو بندہ یا بندہ مدینہ کے ایک یہودی کے پاس پہنچے اس نے آپ کو مکاتب کردیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت کا روپیہ ادا کر کے آپ کو آزاد کردیا لہٰذا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ہیں آپ کی عمر تین سو پچاس سال ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں سے آپ کی ملاقات ہے یعنی آپ عیسیٰ علیہ السلام کے تابعی ہیں حضور کے صحابی آپ کے فضائل بے شمار ہیں مدائن میں ۵۳ ہجری میں وفات پائی (اکمال، مرقات)۴؎ اس فرمان عالی میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی بڑی ہی منقبت ہے آپ فارسی النسل ہیں انہیں کی طرف حضور انور کا اشارہ ہے بعض احادیث میں رجل واحد ہے یعنی سلمان کے ہم وطن لوگوں میں ایک شخص (ابو حنیفہ) یا چند لوگ ابوحنیفہ اور ان کے ساتھی اس شان کے مالک ہوں گے کہ اگر ایمان ثریا تارے کے پاس ہوتا تو وہاں سے اتار لاتے دیکھ لو آج امام اعظم کے کیسے فیوض جاری ہیں یہاں لمعات نے فرمایا کہ عرب میں صحابہ زیادہ ہیں اور عجم میں تابعین زیادہ عجمیوں نے دین کی بڑی خدمات انجام دیں۔ اجتہاد، استنباط، تفقہ عجم میں بہت رہا (لمعات)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِيْ اَبَاهُرَيْرَةَ وَاُمَّهٗ اِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَبِّبْ اِلَيْهِمَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۹۴۵) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی اپنے ان بندوں کو یعنی ابوہریرہ کو اور ان کی ماں کو اپنے مومن بندوں کا پیارا بنادے اور مومنین کو ان کا محبوب بنادے۱؎ (مسلم)

(۵۹۴۵)۱؎ یعنی جناب ابوہریرہ اور ان کی والدہ مسکین اور بے کس ہیں خدا انہیں کس والا بس والا بنادے مسلمانوں کو یہ دونوں پیارے ہوں مسلمان انہیں پیارے ہوں۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ تمام صحابہ کی آنکھوں کے تارے رہے اور رب نے انہیں اتنا مال دیا کہ ریشمی رومال سے جوتے صاف کرتے پیر پونچھتے تھے۔ خلافت حیدری میں حضرت علی کو بھی پیارے تھے اور امیر معاویہ کو بھی کھانا امیر معاویہ کے ساتھ کھاتے تھے اور نماز حضرت علی کے پیچھے پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ کھانا معاویہ کا مزے دار ہے۔ نماز علی کے پیچھے لذیذ ہے۔

وَعَنْ عَائِذِبْنِ عَمْرٍو اَنَّ اَبَاسُفْيَانَ اَتٰى عَلٰى

(۵۹۴۶) روایت ہے حضرت عائذ ابن عمرو سے کہ ابوسفیان

سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَّبِلَالٍ فِي نَفَرٍ فَقَالُوْا مَا اَخَذَتْ سُيُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰهِ مَاْخَذَهَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَ سَيِّدِهِمْ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ فَاَتَاهُمْ فَقَالَ يَا اِخْوَتَاهُ اَغْضَبْتُكُمْ قَالُوْا لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اَخِيْ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت سلمان اور صہیب اور بلال پر گزرے۱ جو ایک جماعت میں تھے تو ان حضرات نے کہا کہ اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن میں اپنی جگہ پر نہ گزریں۲ تو جناب ابوبکر بولے کہ کیا تم قریش کے بوڑھے اور ان کے سردار کے متعلق یہ کہتے ہو۳ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آپ کو خبر دی۴ تو فرمایا اے ابوبکر شاید تم نے ان حضرات کو ناراض کردیا اگر تم نے انہیں ناراض کردیا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کردیا۵ تب ابوبکر ان حضرات کے پاس آئے بولے اے میرے بھائیو کیا میں نے تم کو رنجیدہ کردیا وہ بولے نہیں اے میرے بھائی اللہ تم کو بخشے۶ (مسلم)

(۵۹۴۶)۱؎ یہ واقعہ صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے کا ہے جب کہ ابوسفیان مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر صلح ہو جانے کی وجہ سے مدینہ منورہ آیا جایا کرتے تھے کیونکہ وہاں ان کی دختر حضرت اُم حبیبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں (مرقات، اشعہ) ۲؎ یعنی اب تک اتنے جہاد ہوئے مگر ہماری تلواروں نے ابوسفیان کی گردن نہ کاٹی اللہ کی تلواروں سے مراد غازی مجاہدوں کی تلواریں ہیں جو راہ الٰہی میں چلتی تھیں۔ دشمن خدا سے مراد ابوسفیان ہیں کیونکہ اس وقت تک وہ کافر تھے۔ ۳؎ یعنی ابوسفیان قرشی ہیں اور قرشیوں کے سردار ہیں اور ہمارے مدینہ میں امان سے آئے ہوئے ہیں تم ان کے لیے ایسے سخت لفظ بول رہے ہو ایسا نہ ہو کہ پھر ان سے جنگ چھڑ جائے آپ کا یہ فرمان نہایت ہی نیک نیتی پر مبنی تھا ۴؎ یعنی عرض کیا کہ یارسول اللہ ان حضرات نے ابوسفیان سے یہ کہا تھا میں نے یہ کہا مگر میری نیت نیک تھی من وعن سب کچھ عرض کردیا ۵؎ یعنی اے ابوبکر نیت تمہاری بالکل درست ہے مگر اس میں ایک کافر کی حمایت کی اور مومنوں کی تادیب کی مہک آرہی ہے ممکن ہے کہ اس وجہ سے ان حضرات کے دلوں کو صدمہ پہنچا ہو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی مساکین وغرباء خصوصاً مساکین صحابہ کی رضا خوشنودی میں ہے اس کی ناراضگی ان حضرات کی ناراضگی میں ہے شعر:-

دلا خوش باش کان سلطان دین را — بدر ویشاں و مسکیناں سرے ہست

۶؎ عرب میں يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ اظہار خوشی کے لیے کہتے ہیں وہی محاورہ یہاں استعمال ہوا ہے رب فرماتا ہے: عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ (۹،۴۳) اللہ انہیں معاف کرے تم نے انہیں کیوں اذن دے دیا۔ (کنزالایمان) اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی رنجشیں بہت جلد دور کرلینی چاہئیں جس سے شکایت ہو اس سے براہ راست مل کر صفائی کرلینی چاہیے۔ آج مسلمان اس سبق کو بھول گئے اسی وجہ سے ان کی آپس کی رنجشیں ختم نہیں ہوتیں۔

وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ ۔(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۴۷) روایت ہے حضرت انس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ ایمان کی نشانی انصار سے محبت ہے اور منافقت کی نشانی انصار سے بغض ہے۱ (مسلم بخاری)

(۵۹۴۷)۱؎ یعنی سارے انصار سے عداوت صرف دین کی ہی وجہ سے ہوسکتی ہے کسی خاص انصاری کی مخالفت دنیاوی وجہ سے بھی

ہوسکتی ہے اسی لیے یہاں انصار جمع ارشاد ہوا۔انصار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین کے ایسے انوکھے میزبان ہیں کہ ان کی مثال آسمان و زمین نے نہ دیکھی تھی۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے احسانات کے بدلے ہم نے کردیئے مگر ابوبکر صدیق دوسری روایت میں ہے کہ انصار کے احسانات کا بدلہ نہیں ہوسکا قیامت میں ربّ سے دلوایا جائے گا ان احسانات کو یاد رکھو اور ان سے محبت کرو کہ وہ ہمارے نبی کے محسن ہیں تو ہم سب کے محسن ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔

وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۴۸) روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ انصار سے محبت نہ کرے گا مگر مومن اور ان سے عداوت نہ کرے گا مگر منافق[۱] تو جس نے ان سے محبت کی اللہ اس سے محبت کرے جس نے ان سے بغض رکھا اللہ اس سے ناراض ہو[۲] (مسلم بخاری)

(۵۹۴۸)[۱] یعنی انصار سے وہی محبت کرے گا جو کامل مومن ہوگا اور انصار سے بغض وہی رکھے گا جو اعتقادی یا عملی منافق ہوگا ایمان دل میں ہے مگر اس کی علامات ظاہری جسم میں موجود ہیں۔[۲] یہ کلمات دعا اور بدعا کے ہیں یعنی اے اللہ انصار کے محبین سے تو محبت فرما اور انصار کے دشمنوں سے تو دشمنی فرما اس سے روافض زمانہ عبرت حاصل کریں خیال رہے کہ یہاں دینی محبت وعداوت مراد ہے خیال رہے کہ انصار کا نام پہلے ابناء قبلہ تھا۔قبلہ ان کی مورث اعلیٰ تھیں۔جن میں اوس و خزرج دونوں جمع ہوجاتے حضور انور نے ان کا نام انصار رکھا ربّ تعالیٰ کو یہ نام قبول ہوا اس نے بھی انہیں اسی نام سے یاد فرمایا:وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار (کنز الایمان) جیسے مدینہ منورہ کا نام پہلے یثرب تھا حضور نے اس کا نام مدینہ رکھا قرآن مجید نے بھی اسے مدینہ ہی فرمایا (مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا حِيْنَ اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا اَفَاءَ فَطَفِقَ يُعْطِىْ رِجَالًا مِّنْ قُرَيْشٍ اَلْمِائَةَ مِنَ الْاِبِلِ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِىْ قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ فَحُدِّثَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ فَاَرْسَلَ اِلَى الْاَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِىْ قُبَّةٍ مِنْ اَدَمٍ وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ اَحَدًا غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَآءَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِىْ عَنْكُمْ فَقَالَ فُقَهَآءُهُمْ اَمَّا ذُوْا رَأْيِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَاَمَّا اُنَاسٌ مِّنَّا حَدِيْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ قَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

(۵۹۴۹) روایت ہے حضرت انس سے کہ کچھ انصاری لوگوں نے کہا جب اللہ نے اپنے رسول کو ہوازن کے مال غنیمت میں بہت کچھ دیا[۱] آپ قریشی لوگوں کو سو سو اونٹ دینے لگے[۲] تو انصار نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے بلند کرے آپ قریش کو تو دیتے ہیں ہم کو چھوڑتے ہیں[۳] حالانکہ ہماری تلواریں کفار کے خون سے ٹپک رہی ہیں[۴] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس بات کی خبر دی گئی[۵] تو حضور نے انصار کو بلایا انہیں چمڑے کے ایک خیمہ میں جمع کیا ان کے ساتھ کسی کو نہ ٹھہرنے دیا[۶] جب وہ سب جمع ہوگئے تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے فرمایا کہ مجھ کو تمہارے متعلق کیا خبر پہنچی ہے تو ان کے سمجھ دار بولے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے سمجھ داروں نے تو کچھ نہیں کہا رہے ہم میں سے نوعمر لوگ انہوں نے کہا ہے کہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَّيَدَعُ الْاَنْصَارَ وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي اُعْطِي رِجَالًا حَدِيْثِي عَهْدٍ بِكُفْرٍ اَتَاَلَّفُهُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْنَ اِلٰى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ رَضِيْنَا .(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وسلم کی شان بڑھائے آپ قریش کو دیتے ہیں انصار کو چھوڑتے ہیں حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خون سے ٹپک رہی ہیں۸ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کو دیتا ہوں جو ابھی نئے نئے کفر سے لوٹے ہیں میں ان کی تالیف قلب کرتا ہوں۹ کیا تم اس سے راضی نہیں کہ لوگ مال لے کر جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے گھر واپس ہوجاؤ۱۰ انصار بولے ہاں یا رسول اللہ ہم راضی ہیں۱۱ (مسلم بخاری)

(۵۹۴۹)۱ ہوازن حضرت حلیمہ دائی کے قبیلہ کا نام تھا یہ مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان آباد تھا ان سے جو جنگ ہوئی اس کا نام جنگ حنین ہے کیونکہ اس جگہ کو حنین کہتے ہیں ان سے بہت زیادہ مال غنیمت حاصل ہوا تھا چنانچہ اس غزوہ میں چھ ہزار قیدی چوبیس ہزار اونٹ چار ہزار اوقیہ چاندی چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں، بعض روایات میں ہے کہ بکریاں بے شمار تھیں (اشعۃ اللمعات)۲ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ابوسفیان کو ایک سو اونٹ عطا فرمائے یہ عطیہ بہت ہی زیادہ تھا اسی طرح اور نومسلموں کو عطیے دیئے مہاجرین اور انصار کو ان سے کم عطے دیئے۳ عربی میں یغفر اللہ اور غفر اللہ یا غفار اللہ کسی کلام کی تمہید کے لیے بولا جاتا ہے رب فرماتا ہے عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ (۹،۴۳) اللہ انہیں معاف کرے تم نے انہیں کیوں اذن دے دیا۔ (کنزالایمان) لہٰذا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم یہ گناہ کررہے ہے رب ان کا یہ گناہ بخشے یہ بات تو کفر ہے۔۴ یعنی ہماری تلواروں سے ابھی تک ان کفار کے خون ٹپک رہے ہیں ہماری تلواریں ابھی ان کے خون سے خشک بھی نہیں ہوئیں مقصد یہ ہے کہ جنگ کو تو زیادہ عرصہ نہیں گزرا ابھی ابھی تو ہوئی ہے اس عبارت میں قلب ہے جیسے عرضت الناقۃ علی الحوض اصل میں یوں تھا عرضت الحوض علی الناقۃ ۵ کسی نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا مگر غیبت یا شکایت کے لیے نہیں بلکہ اصلاح کے لیے کہ ان حضرات کی اصلاح ہو جائے خیال رہے کہ انصار کا یہ عرض کرنا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر بدگمانی کے لیے نہ تھا بلکہ مقصد یہ تھا کہ شاید ہمارے جہاد اور قربانیاں بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں اگر قبول ہوتیں تو ہم کو انعام پورا ملتا یہ خوف الٰہی کی انتہا ہے لہٰذا ان حضرات کا یہ عرض کرنا کمال ایمان تھا کفر نہ تھا اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے توبہ نہیں کرائی بلکہ انہیں وہ بشارت دی جو آئندہ مذکور ہے۶ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چمڑے کے خیمہ میں انصار کو جمع فرمایا اور حکم دیا کہ یہاں انصار کے سواء اور کوئی نہ رہے ان سے کچھ راز کی باتیں کرنا ہیں ۷ مطلب یہ ہے کہ یہ کلام کم عقلی کی وجہ سے صادر ہوا۔ جوشیلے جوانوں نے کہہ دیا ہے ہم لوگوں نے یہ کچھ نہیں کہا۔ ۸ یہ ہے اقرار قصور کہ جو کچھ ہوا تھا صاف صاف عرض کردیا۔ آخرت میں بھی اپنے قصور کا اقرار کرنا معافی کا ذریعہ ہوگا انکار جرم سے غضب آجائے گا۔ شعر:-

عذر بد تراز گنہ کا ذکر کیا
ہم پہ بے پوچھے ہی رحمت کیجئے

۹ مقصد یہ ہے کہ میرا کسی کو زیادہ عطیے دینا اس کی زیادہ مقبولیت کی علامت نہیں ہے اور کسی کو کم دینا اس کی عدم مقبولیت کی دلیل نہیں بلکہ کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے آج ہم نے جن لوگوں کو زیادہ عطیے دیئے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ابھی قریب میں فتح مکہ کے دن ایمان لائے ہیں ابھی ان کے دل میری اور اسلام کی محبت اچھی طرح رچی نہیں میری اس داد و دہش سے ان کے دلوں میں میری محبت

زیادہ ہوگی اور میری محبت سے اللہ تعالیٰ قرآن مجید اور اسلام کی محبت بڑھے گی۔ خیال رہے کہ حضور کی محبت حضور کی عظمت ساری محبتوں عظمتوں کی اصل ہے ہم نے دیکھا کہ جن کے دلوں میں حضور کی عظمت نہیں ان کے دلوں میں نہ قرآن مجید کی عظمت ہے۔ نہ خدا تعالیٰ نہ اسلام کی دیکھ لو نجدی لوگ قرآن مجید کی کعبہ معظمہ کی کیسی بے حرمتی کرتے ہیں اعلیٰ حضرت نے فرمایا شعر:-

اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں

۱۰؎ سبحان اللہ کیسا ایمان افروز عشق سے لبریز فرمان ہے کہ مؤلفۃ القلوب نومسلم لوگ تو اس پر خوشی اپنے گھر جائیں کہ انہیں مال بہت مل گیا اور تم اس پر خوش خوش لوٹو کہ تم کو مال تھوڑا ملا مگر میں اور میری محبت کاملہ تم کو نصیب ہوگئی تم میرے ہو چکے اور میں تمہارا ہو چکا جب میں تمہارا ہو گیا تو کونین بلکہ خالق کونین تمہارا ہو گیا۔

لطیفہ:- ایک بار میں نے حضرت محدث کچھوچھوی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ نماز میں مزہ نہیں آتا دل نہیں لگتا کیا کروں فرمایا پڑھتے تو ہو میں نے کہا ہاں پڑھتا ہوں فرمایا تم بڑے خوش نصیب ہو میں نے کہا وہ کیسے فرمایا جسے نماز میں مزہ آئے وہ تو مزے کے لیے پڑھتا ہے اور جس کو مزہ نہ آئے وہ ربّ کے لیے پڑھتا ہے ان کے اس جواب کا لطف مجھے اب تک آرہا ہے بہت ہی تسکین ہوئی شعر:-

رضینا قسمة الجبار فینا لنا علم وللجهال مال
فان المال یفنی عن قریب وان العلم باق لا یزال

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ اِمْرَأً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا اَوْشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِیَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَهَا الْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَّالنَّاسُ دِثَارٌ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ عَلَی الْحَوْضِ . (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۹۵۰) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو ہم انصار میں سے ایک صاحب ہوتے ۱؎ اور اگر لوگ ایک جنگل میں چلیں اور انصار دوسرے جنگل میں یا دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کے جنگل یا ان کی گھاٹی میں چلوں ۲؎ اور انصار اندرونی لباس ہیں اور باقی لوگ بیرونی لباس ہیں ۳؎ تم میرے بعد ترجیح دیکھو گے تو صبر کرنا حتیٰ کہ تم مجھ سے حوض پر ملو ۴؎ (بخاری) ۵؎

(۵۹۵۰) ۱؎ یہاں نسب ولادت کا ذکر نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اشرف ترین نسب سے ہیں بلکہ نسبت کا ذکر ہے یعنی اگر ربّ تعالیٰ نے ہم کو ہجرت کی عزت نہ دینا ہوتی تو ہم مدینہ منورہ میں پیدا ہوتے اور اپنے کو مہاجر نہ کہتے بلکہ انصاری کہتے چونکہ ہجرت نصرت سے افضل ہے اس لیے ربّ نے ہماری ولادت مکہ معظمہ میں کی اور ہمارا قیام مدینہ منورہ میں کیا اور ہم نبی مہاجر کہلائے اس سے معلوم ہوا کہ مہاجرین صحابہ انصار صحابہ سے افضل ہیں قرآن مجید میں بھی ارشاد ہوتا ہے۔ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ یعنی مہاجرین کا ذکر پہلے انصار کا بعد میں باقی تمام مسلمانوں سے انصار افضل ہیں ۲؎ جنگل اور اس کے رستہ کو وادی کہتے ہیں پہاڑی راستوں کو شعب یہاں رائے اور خیال مراد ہے یعنی اگر تمام جہان کی رائے ایک ہو اور انصار کی رائے دوسری ہو تو میں انصار کی رائے کے موافق رائے دوں گا تمام کی راؤں پر انصار کی رائے کو ترجیح دوں گا یہ مطلب نہیں کہ میں انصار کی اتباع کروں گا سارا جہان حضور کا متبع ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص یا کسی

قوم کے متبع نہیں ان سے ارشاد ہے: اِتَّبِعْ مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ (۱۰۶،۶) اس پر چلو جو تمہیں تمہارے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ (کنزالایمان) ۳؎ شعائر بنا ہے شعر سے بمعنی جسم کے بال جو لباس جسم سے بالکل متصل رہے اسے شعار کہتے ہیں کہ وہ بالوں سے ملا ہوتا ہے اور جو لباس اس شعار کے اوپر پہنا جائے وہ دثار کہلاتا ہے جیسے بنیان یا شلوکہ کا شعار ہے اور اس کے اوپر والے کپڑے کرتہ واسکٹ، اچکن دثار ہیں یعنی جیسے شعار جسم سے متصل رہتا ہے ایسے ہی انصار مجھ سے ملے ہوئے ہیں کیونکہ ان کا اخلاص ان کی خدمت دوسرے عام مومنوں سے بہت زیادہ ہے الناس سے مراد عام مومنین ہیں حضرات خلفاء راشدین یا فاطمہ زہرا و حسنین کریمین اس میں داخل نہیں ۴؎ یعنی میرے بعد بعض اسلامی بادشاہ تم پر اور لوگوں کو ترجیح دیں گے بلکہ تمہارے حق دوسروں کو دیں گے تو تم ان سے بغاوت نہ کرنا بلکہ صبر کرنا چنانچہ سلاطین اموی کے زمانہ میں عموماً انصار کو نظر انداز کیا جاتا رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی درست ہوئی اس فرمان عالی میں انصار کے مومن ہونے ایمان پر خاتمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حوض پر حاضر ہونے غرضیکہ بے شمار فضائل کی خبر ہے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ تم ان باتوں کو دنیا میں برداشت کرنا ہم حوض پر اور جنت میں ان سب کا بدلہ کریں گے ۵؎ فتح کے دن ابوسفیان ایمان لائے حضرت عباس نے عرض کیا یارسول اللہ ابوسفیان کو فخر و بڑائی بڑی محبوب ہے اس لیے کچھ بڑائی ان کو عطا فرمائی جائے تب حضور انور نے ان کے گھر کو دارالامان بنادیا اعلان فرمادیا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے لے اسے امان ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِىْ سُفْيَانَ فَهُوَ اٰمِنٌ وَّمَنْ اَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ اٰمِنٌ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ اَخَذَتْهُ رَاْفَةٌ بِعَشِيْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِىْ قَرْيَتِهٖ وَنَزَلَ الْوَحْىُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُمْ اَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ اَخَذَتْهُ رَاْفَةٌ بِعَشِيْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِىْ قَرْيَتِهٖ كَلَّا اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ هَاجَرْتُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَيْكُمْ الْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا قُلْنَا اِلَّا ضَنًّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُصَدِّقَانِكُمْ وَيُعْذِرَانِكُمْ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۹۵۱) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے فتح مکہ کے دن ۱؎ تو فرمایا جو ابوسفیان کے گھر میں گھس جائے اسے امان ہے اور جو ہتھیار رکھ دے اسے امان ہے ۲؎ تو انصار بولے کہ ان محبوب کو اپنے کنبہ سے محبت اور اپنے وطن کی رغبت ہوگئی ۳؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوگئی ۴؎ فرمایا کیا تم نے یہ کہا ہے کہ ان محبوب کو اپنے کنبہ کی محبت، اپنے وطن کی رغبت ہوگئی ایسا ہرگز نہیں ہے ۵؎ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں نے اللہ کی اور تمہاری طرف ہجرت کرلی ہے ۶؎ اب میری زندگی تمہاری زندگی میں ہے اور میری وفات تمہاری موت میں ہے ۷؎ وہ بولے کہ ہم نے جو کچھ کہا ہے اللہ رسول پر بخل کی وجہ سے ہے ۸؎ فرمایا کہ اللہ رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تم کو معذور جانتے ہیں ۹؎ (مسلم)

(۵۹۵۱) ۱؎ آپ کا نام ابوسفیان ابن صخر ابن حرب ہے اموی قرشی ہیں واقعہ فیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے فتح مکہ کے دن اسلام لائے غزوہ حنین میں شریک ہوئے طائف کے غزوہ میں آپ کی ایک آنکھ شہید ہوئی غزوہ یرموک میں دوسری آنکھ بھی شہید ہوگئی ۳۴ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی بقیع شریف میں دفن ہوئے (اکمال، مرقات) ۲؎ یعنی جو بھی ہتھیار جنگ ڈال دے اپنے کو غیر مسلح کرلے اس کا بھی خون معاف ہے اسے امان ہے۔ ۳؎ انصار کا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو الرجل کہنا توہین کے لیے نہیں یہ لفظ عظمت و

تو قیر کے لیے بھی بولا جاتا ہے فرشتے قبر میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال جہاں آرا دکھا کر پوچھتے ہیں مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ وہاں بھی الرجل تعظیم کے لیے ہے ہاں اہانت یا برابری کے لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو رجل کہنا کفر ہے لہٰذا فقہاء کرام کا فرمان کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو رجل یا رجیل کہنا کفر ہے بالکل درست ہے کہ وہاں توہین یا برابری کے دعویٰ کے لیے کہنا مراد ہے انصار نے جب یہ دیکھا کہ ابوسفیان، ہندہ، عکرمہ ابن ابوجہل کو معافی دے دی بلکہ ان پر انعام و اکرام کے دروازے کھول دیئے تب وہ سمجھے کہ شاید اب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں رہائش اختیار فرمالیں گے ہمارا مدینہ ویران ہوجائے گا وہ حضرات سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عطیے اہل مکہ کی محبت کی بنا پر ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل مکہ سے اتنی محبت ہے تو لامحالہ خود مکہ معظمہ سے بھی محبت ہے پھر آپ مکہ معظمہ کو اب کیوں چھوڑیں گے۔ ۴؎ یعنی رب تعالٰی نے اپنے محبوب سے بذریعہ وحی فرمایا کہ آج فتح مکہ کی سب کو خوشی ہے انصار غمگین ہیں آپ کے فراق کے اندیشہ سے ان کا اندیشہ دور فرمایئے انہیں بھی خوش کیجئے۔ ۵؎ یعنی میں نے ان لوگوں کو یہ عطیے اس وجہ سے نہیں دیئے ہیں کہ مجھے تمہارے مقابلہ میں ان سے زیادہ محبت ہوگئی اور میں تم کو چھوڑ کر ان میں آن بسوں گا بلکہ ان پر عطایا کی بارش انہیں اسلام پر پختہ کرنے کے لیے ہے۔ ۶؎ یعنی ہم اللہ کے بندے اللہ کے رسول ہیں اور رسول کے ہر کام میں استقامت ہوتی ہے ہم نے جو قدم اٹھایا وہ پیچھے نہ ہٹے گا ہم مہاجر بن کر غیر مہاجر نہ بنیں گے ۷؎ یعنی خاطر جمع رکھو اب میں اپنی زندگی اور موت میں تم کو نہیں چھوڑوں گا ہم تم ہی میں جئیں گے۔ اور تم میں وفات پائیں گے۔ ۸؎ یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ آپ پر بہت بخیل ہیں ہم نہیں چاہتے کہ آپ ہم کو چھوڑ کر اور جگہ رہیں۔ شعر:-

نیناں میں جو آن بسو تو نیناں جھانپ ہی لوں ناہیں میں دیکھوں اور کونا توئے دیکھن دوں

سبحان اللہ حضرات انصار مال کے ایسے سخی کہ انہوں نے اپنا سب کچھ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کردیا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے بخیل کہ ذرہ سی جدائی کی تاب نہیں اس بخل پر لاکھوں سخاوتیں نثار ہوں یہ بخل عین عبادت بلکہ روح عبادات بلکہ جان ایمان ہے۔ ۹؎ یعنی میں تم کو سچا اور محبت کا پکا مانتا ہوں میرا تم کو صادق جاننا رب تعالٰی کا جاننا ہے لہٰذا اللہ رسول تم کو سچا جانتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اللہ رسول کے لیے ایک ضمیر لانا بالکل جائز ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی صِبْيَانًا وَّنِسَآءً مُقْبِلِيْنَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِّنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِّنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ يَعْنِی الْاَنْصَارَ .(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۵۲) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بچوں عورتوں کو دیکھا ایک شادی سے آتے ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے ۱؎ فرمایا الٰہی تو جانتا ہے اے انصار تم لوگ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے ہو الٰہی تو جانتا ہے اے انصار تم لوگ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے ہو یعنی انصار ۲؎ (مسلم بخاری)

(۵۹۵۲) ۱؎ یہ انصاری لوگ ایک شادی سے خوش و خرم آرہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خوش دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئے اور ان کی خوش خرمی کھڑے ہوکر ملاحظہ فرمانے لگے جیسے ماں باپ اپنی اولاد کی خوشی دیکھ کر خوش ہوتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام جہان کے ماں باپ کی محبتیں قربان ہوں وہ امت خصوصاً انصار کی خوشی دیکھ کر کیوں خوش نہ ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری خوشی خرمی سے خوش ہوتے ہیں ہمارے رنج و ملال سے غمگین ہوتے ہیں عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ (۹،۱۲۸) جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔

(کنزالایمان) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنی امت کو سمندر کا سفر کرتے دیکھا نہایت شان وشوکت سے تو حضور خوش خوش بیدار ہوئے تھے۔ ۲؎ اس کلام میں التفات ہے پہلے ربّ تعالٰی سے عرض کیا کہ الٰہی تو گواہ رہ یا اے اللہ تو جانتا ہے۔ پھر انصار سے خطاب فرمایا کہ تم لوگ مجھے بہت پیارے ہو انصار فرما کر راوی نے یہ بتایا کہ یہ کلام صرف ان لوگوں سے نہیں تھا بلکہ سارے انصار سے تھا یعنی سارے انصار مجھے بہت پیارے ہیں؟

وَعَنْهُ قَالَ مَرَّ اَبُوْبَكْرٍ وَّالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْاَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُوْنَ فَقَالَا مَا يُبْكِيْكُمْ فَقَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ اَحَدُهُمَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَّبَ عَلٰى رَاْسِهٖ حَاشِيَةَ بُرْدٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِيْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِيْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُّسِيْئِهِمْ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۹۵۳) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ جناب ابوبکر وعباس انصار کی مجلسوں سے کسی مجلس پر گزرے وہ حضرات رو رہے تھے ۱؎ تو ان دونوں نے کہا کہ تم کو کیا چیز رلاتی ہے وہ بولے کہ ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی ہم نشینی یاد آگئی ۲؎ تو ان دونوں میں سے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی ۳؎ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے آپ نے اپنے سر پر چادر کے کنارہ کی پٹی باندھی ہوئی تھی آپ منبر پر چڑھے اور اس دن کے بعد پھر کبھی نہ چڑھے ۴؎ اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا کہ میں تم لوگوں کو انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں ۵؎ کیونکہ یہ لوگ میرے خاص مشیر اور میرے خاص ہیں ۶؎ یہ لوگ وہ حق ادا کرچکے جو ان پر تھا اور وہ حق باقی رہ گیا جو ان کا ہے۔ ۷؎ تو ان کے نیکوں سے قبول کرو اور ان کے بروں سے درگزر کرو ۸؎ (بخاری)

(۵۹۵۳) ۱؎ یہ واقعہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض وفات شریف کا ہے جبکہ کئی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم دولت خانہ سے باہر تشریف نہیں لائے شدت مرض کی وجہ سے انصار نے جمال جہاں آرا کچھ روز نہ دیکھا تو تڑپ گئے شعر:-

در فراق تو مرا چوں سوخت جان　　　چوں نہ نالم بے تو اے جان جہاں

۲؎ یعنی ہم لوگوں کو وہ مبارک گھڑیاں یاد آرہی ہیں جب ہم پروانوں کی طرح شمع جمال محمدی کے گرد قربان ہوتے تھے ہائے وہ ساعتیں کہاں گئیں شعر:-

خوشا وہ وقت کہ دیدار عام تھا اسکا　　　سوز صدیق و علی از حق طلب

یہ ہے حضرات صحابہ کا عشق رسول اللہ تعالٰی اس کا ایک ذرہ ہم کو بھی عطا کرے۔ شعر:-

ذرہ عشق نبی از حق طلب　　　سوز صدیق و علی از حق طلب

۳؎ یہ حاضر ہونے والے حضرت عباس تھے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے عرض کیا کہ حضور آپ کے فراق میں بہت بے چین ہیں ایک جھلک حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دکھادیں۔ ۴؎ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آخری وعظ بلکہ عام صحابہ کو آخری دیدار تھا اس وقت سارے اہل مدینہ کا کیا حال ہوا ہوگا ربّ تعالٰی ہی جانتا ہے۔ شعر:-

لذت بادہ عشقش زمن مست مپرس ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تانہ چشی

۵؎ اس میں خطاب یا تو مہاجرین سے ہے یا سارے اہل مدینہ سے یا اپنے بعدوالے خلفاء سے یا تاقیامت سارے مسلمانوں سے۔۶؎ کرش کاف کے فتح اور ر کے کسرہ سے بروزن کشف اس کے چند معنی ہیں۔معدہ، کنبہ، چھوٹے بچے جماعت، مشیرکار یہاں سارے معنی درست ہیں اور عیبہ خاص لباس رکھنے کی صندوقچی بہرحال مطلب یہ ہے کہ انصار میرے خاص رازدار لوگ ہیں۔۷؎ یعنی بیعت عقبہ میں انصار نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کی مدد کریں گے آپ مدینہ منورہ تشریف لائیں ہم ہرطرح آپ پر نثار ہوں گے ہم نے ان سے ثواب جنت، رحمت، بخشش کا وعدہ کرلیا ہے انہوں نے اپنا وعدہ پورا کردیا ہمارا وعدہ باقی ہے رب فرماتا ہے:اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ (۹،۱۱۱) بےشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلہ پر کہ ان کیلئے جنت ہے۔(کنزالایمان) (لمعات،مرقات،اشعہ)۸؎ یعنی اگر ان میں سے کوئی انصاری تم میں سے کسی کا کوئی قصور کرے پھر معذرت کرے تو اس کی معذرت قبول کرلو اور اگر وہ معذرت کرنے نہ آئے تب بھی اسے معافی دیدو نہ اس سے دنیا میں بدلہ لو نہ آخرت میں بدلہ لینے کی نیت کرو یہ میرے محسن ہیں ان سے اچھا سلوک کرو(مرقات) یہ مطلب نہیں کہ انصار کو گناہ کرنے کی اجازت دیدی گئی محسن اور مسیئ کے یہی معنی ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی مَرَضِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ حَتّٰی جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ النَّاسَ یَکْثُرُوْنَ وَیَقِلُّ الْاَنْصَارُ حَتّٰی یَکُوْنُوْا فِی النَّاسِ بِمَنْزِلَۃِ الْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِیَ مِنْکُمْ شَیْئًا یَضُرُّ فِیْہِ قَوْمًا وَّیَنْفَعُ فِیْہِ اٰخَرِیْنَ فَلْیَقْبَلْ مِنْ مُّحْسِنِہِمْ وَلْیَتَجَاوَزْ عَنْ مُّسِیْئِہِمْ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۹۵۴) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں باہر تشریف لائے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۱؎ حتی کہ منبر پر جلوہ گر ہوئے تو اللہ کی حمد و ثناء کی۲؎ پھر فرمایا کہ بعد حمد کے جان لو کہ لوگ بڑھیں گے اور انصار گھٹیں گے۳؎ حتی کہ ایسے ہوجائیں گے جیسے کھانے میں نمک ہے۴؎ تو میں تم میں سے جو بھی کسی ایسے عہدہ کا مالک ہو جس میں کسی قوم کو نفع اور دوسروں کو نقصان پہنچا سکے۵؎ تو وہ ان کے نیکوں سے قبول کرے اور برائی کرنے والوں سے درگزر کرے۶؎ (بخاری)

(۵۹۵۴)۱؎ غالبًا یہ پہلے ہی واقعہ کا ذکر ہے جو ابھی مذکور ہوا اور ہوسکتا ہے کہ یہ واقعہ اس مذکورہ واقعہ سے پہلے کا ہو کیونکہ اس پہلے واقعہ کے بعد تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نہ باہر تشریف لائے نہ خطبہ فرمایا۲؎ حمد وثناء ہم معنی ہوتے ہیں کبھی ان میں یوں فرق کرتے ہیں کہ حمد وہ جو رب تعالٰی کی طرف سے الہام ہو ثناء وہ جو بندہ اپنی کوشش سے کرے یا حمد نعمتوں پر رب کی تعریف کو کہتے ہیں اور ثناء اس ذات کریم کی صفات عالیہ کے ذکر کو کہتے ہیں واللہ ورسولہ اعلم۔۵؎ یعنی مہاجرین کی اولاد دنیا میں بکثرت ہوگئی مگر انصار کی اولاد بہت کم ہوگی یا مدینہ منورہ میں مہاجرین کی اولاد بہت رہے گی انصار کی اولاد بہت کم ہوگی اب سارے مدینہ منورہ میں صرف ایک گھرانہ انصار کا ہے یعنی حمزہ ابوالجود کا گھرانہ دیکھ لو آج سید، علوی، عباسی بہت ہیں انصاری بہت تھوڑے بلکہ قریبًا نہیں ہیں بعض لوگ بناوٹی انصاری ہیں بعض شارحین نے کہا کہ مہاجرین تاقیامت ہوتے رہیں گے کہ ہجرت قائم ہے مگر انصار خصوصًا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار انصار جو ہونا تھے وہ ہولیے اشعہ میں اسی کو اختیار کیا۔۴؎ یعنی اگرچہ انصار کم ہوجائیں گے مگر اسلام کی لذت وعمدگی انہی سے قائم ہوگی جیسے کھانے میں

نمک ہوتا ہے تھوڑا مگر سارے کھانے میں لذت اسی کی ہوتی ہے تا قیامت اسلام کی بہاریں انہیں انصار سے ہیں۔ جنہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمانی کا حق ادا کیا نمک مصلح طعام ہے اور انصار مصلح اسلام (اشعہ) ۵؎ یعنی میرے بعد تم مہاجرین میں جو کسی اعلیٰ یا معمولی عہدہ پر فائز ہو وہ میری یہ وصیت یاد رکھے ۶؎ اسی کی شرح ابھی گزر چکی کہ اس سے مراد قانون شکنی بغاوت ارتداد وغیرہ نہیں بلکہ شخصی ذاتی معاملات میں قصور وکوتاہی مراد ہے۔ یعنی اگر کوئی انصاری کسی سے کوئی اچھا سلوک کرے تو وہ دوگنا تگنا بدلہ بطور شکریہ ادا کرے۔ اور اگر کوئی انصاری کسی سے کوئی ذاتی بدسلوکی کرے تو وہ میری خاطر اس سے درگزر کرے کہ انصار میرے محسن میرے میزبان ہیں رضی اللہ عنہم۔

وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَآءِ الْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَآءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۹۵۵) روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی انصار کو انصار کی اولاد کو انصار کی اولاد کی اولاد کو بخش دے ۱؎ (مسلم)

(۵۹۵۵) ۱؎ اس فرمان عالی میں یا تو انصار سے مراد صحابہ انصاری ہیں اور اولاد انصار سے مراد تابعین انصاری اور اولاد اولاد انصار سے مراد تبع تابعین انصاری ہیں یا تا قیامت ساری اولاد انصار مراد ہے یعنی بمعنی اولاد (مرقات، واشعہ)

وَعَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَارِ ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحٰرِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ وَفِیْ کُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَیْرٌ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۹۵۶) روایت ہے حضرت ابو اسید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انصار کے گھروں میں بہتر گھرانہ بنو نجار ہیں پھر بنی عبدالاشہل پھر بنی حارث ابن خزرج پھر بنی ساعدہ ۱؎ اور انصار کے سارے گھرانوں میں خیر ہے ۲؎ (مسلم، بخاری)

(۵۹۵۶) ۱؎ یہ چاروں انصار کے قبیلے ہیں ان سب کا لقب انصار ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے مددگاروں کا نام نصاریٰ تھا اور حضور کے مددگاروں کا نام انصار ہوا۔ اور غیر خدا سے مدد لینا حرام یا شرک ہوتا تو یہ دونوں نام مشرکانہ ہوتے اور انہیں نصاریٰ یا انصار کہنا شرک ہوتا۔ ۲؎ یعنی ان چار خاندانوں کے علاوہ اور جس قدر انصاری خاندان ہیں سب میں خیر ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان چار خاندانوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص خدمات انجام دی ہوں گی۔

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَیْرَ وَالْمِقْدَادَ وَفِیْ رِوَایَةٍ وَاَبَا مَرْثَدٍ بَدَلَ الْمِقْدَادِ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰی تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِیْنَةً مَّعَهَا کِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا یَتَعَادٰی بِنَا خَیْلُنَا حَتّٰی اَتَیْنَا اِلَی الرَّوْضَةِ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِیْنَةِ فَقُلْنَا اَخْرِجِی الْکِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِیَ مِنْ کِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْکِتَابَ اَوْ لَنُلْقِیَنَّ الثِّیَابَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاَتَیْنَا بِهٖ

(۵۹۵۷) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر اور مقداد کو بھیجا ۱؎ دوسری روایت میں بجائے مقداد کے ابو مرثد ہیں ۲؎ تو فرمایا کہ تم جاؤ حتی کہ خاخ کے باغ میں پہنچو ۳؎ وہاں ایک بوڑھی عورت ہے ۴؎ جس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے لو ۵؎ چنانچہ ہم چلے کہ ہم کو ہمارے گھوڑے دوڑا رہے تھے حتی کہ ہم باغ میں آئے ۶؎ تو ہم اس بوڑھی کے پاس تھے ہم نے کہا خط نکال دو وہ بولی میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے کہا یا خط نکال ورنہ کپڑے اتارے تب اس نے اپنی چوٹی سے

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ اِلٰى نَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاحَاطِبُ مَا هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَاتَعْجَلْ عَلَيَّ اِنِّيْ كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِيْ قُرَيْشٍ وَّلَمْ اَكُنْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَةٌ يَّحْمُوْنَ بِهَا اَمْوَالَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ بِمَكَّةَ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِيْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ فِيْهِمْ يَدًا يَّحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِيْ وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَّلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِيْ وَلَا رِضًى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ ۔(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

خط نکالا ۸؎ ہم وہ خط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو اس میں حاطب بن بلتعہ کی طرف سے مکہ والے مشرکوں کی طرف پیغام تھا وہ مشرکوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کاموں کی خبر دے رہے تھے ۹؎ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب یہ کیا ۱۰؎ وہ بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور مجھ پر جلدی نہ کریں ۱۱؎ میں قریش میں ایک الحاقی شخص ہوں میں خود قریش میں سے نہیں ہوں اور جو مہاجرین آپ کے ساتھ ہیں ان کی قریش سے قرابت داریاں ہیں جن سے وہ مکہ میں ان کے مالوں ان کے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہیں ۱۲؎ میں نے چاہا کہ جب مجھے ان سے نسبی رشتہ حاصل نہیں تو میں ان پر ایک احسان کردوں جس سے وہ میرے عزیزوں کی حفاظت کریں ۱۳؎ میں نے یہ کام نہ تو کفر کی وجہ سے کیا نہ اپنے دین سے پھرتے ہوئے اور نہ اسلام کے بعد کفر سے راضی ہو کر ۱۴؎ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے تم سے سچ کہا ۱۵؎ جناب عمر بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چھوڑیئے میں اس منافق کی گردن ماردوں ۱۶؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بدر میں حاضر ہوئے ہیں ۱۷؎ تمہیں کیا خبر شاید اللہ تعالٰی نے بدر والوں پر توجہ فرمائی ہے ۱۸؎ فرمایا ہو کہ جو چاہو کرو ۱۹؎ تمہارے لیے جنت واجب ہوچکی ۲۰؎ اور ایک روایت میں ہے کہ میں تم کو بخشش چکا تب اللہ تعالٰی نے یہ آیت اتاری کہ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ ۲۱؎ (مسلم، بخاری)

(۵۹۵۷) ۱؎ آپ مقداد ابن عمرو کندی ہیں آپ چھٹے مسلمان ہیں آپ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر مقام جرف میں فوت ہوئے مدینہ منورہ میں لاکر دفن کیے گئے ستر سال عمر پائی ۳۳ ہجری میں وفات ہوئی ۲؎ ابو مرثد کا نام کناز ابن حصین غنوی ہے۔ بدر وغیرہ تمام غزوات میں حاضر ہوئے ۱۲ میں وفات ہوئی ۶۶ چھیاسٹھ سال عمر ہوئی۔ حق یہ ہے کہ یہ چاروں حضرات اس خدمت کے لیے بھیجے گئے تھے۔ حضرت علی زبیر، مقداد اور ابو مرثد غنوی (مرقات) ۳؎ خاخ مدینہ منورہ کا ایک باغ تھا جو مکہ معظمہ کے راستہ پر واقع تھا مدینہ پاک سے قریب ہی تھا اب وہ گم ہوچکا ہے ۴؎ ظعینہ پردہ نشین عورت کو کہتے ہیں اس عورت کا نام سارہ تھا مکہ کی رہنے والی تھی قریش کی آزاد کردہ تھی چونکہ صلح حدیبیہ کے بعد کفار مکہ کا مدینہ منورہ میں جانا آنا ہوگیا تھا۔ اس سلسلہ میں یہ بھی مدینہ منورہ آئی تھی ۶؎ یہ ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب کہ مدینہ منورہ سے یہ عورت کفار مکہ کے نام ایک خط جاسوسی کا لے کر چلی جو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے میں چھپا رکھا

تھا۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالٰی نے اس کا علم عطا فرمایا تھا۔ اگرچہ وہ عورت جاسوسی کے جرم میں قتل کے قابل تھی مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو اس کے قتل کا حکم دیا نہ اس کی گرفتاری کا صرف یہ فرمایا کہ وہ خط اس سے لےلو اسے مکہ معظمہ جانے دو کیونکہ اس کے قتل سے کفار مکہ سے جنگ چھڑ جانے کا اندیشہ تھا منشاء الٰہی یہ تھا کہ بغیر سخت جنگ کے فتح مکہ ہو جائے ادھر وہ جاسوسی میں ناکام بنادی گئی تھی۔ ۶؎ یعنی ہم نے گھوڑے دوڑائے باغ میں آکر ہی دم لیا کسی جگہ ٹھہرے نہیں تاکہ وہ آگے نہ چلی جائے یہ ہے صحابہ کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالی پر فوری عمل ۷؎ بخاری کی ایک روایت میں ہوں یوں ہے لتخرجن الکتاب او لنجردنك یہ الفاظ بخاری باب من شھدبدرا میں ہیں یعنی یا تو تو خط نکال ورنہ ہم تجھے بالکل ننگا کرکے تیری تلاشی لیں گے یہاں اس عبارت کے معنی یہ ہیں کہ یا تو تو خط نکال ورنہ ننگی ہو تلاشی دے اس سے معلوم ہوا کہ کافرہ عورت کا نہ کوئی احترام ہے نہ اس کا کوئی پردہ اسے ننگا کرکے تلاشی لینا بروقت ضرورت ممنوع نہیں بلکہ فاسقہ عورت کا احترام کوئی نہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو زنا کی سزا میں کوڑے مارے کوڑوں کے درمیان اس کا دوپٹہ اتر گیا لوگوں نے کہا حضور اس کا پردہ فرمایا اس نے اپنا احترام خود ہی ختم کردیا (دیکھو شامی) اگر وہ عورت خط نہ دیتی تو علی شیر خدا اسے ننگا کرکے ہی اس کی تلاشی لیتے اور خط حاصل کرتے ۸؎ بعض روایات میں ہے کہ اس نے اپنی کمر سے یہ خط نکالا ہوسکتا ہے کہ اس کی چوٹی بہت دراز ہو کمر تک پہنچی ہو اس میں اس نے خط نکالا ہو لہٰذا دونوں روایات درست ہیں (مرقات) یہاں عقاص بمعنی چوٹی ہے ۹؎ یہ کلام راوی کا ہے جس میں اس واقعہ کی خبر دی گئی حاطب کے لکھے ہوئے یہ الفاظ نہ تھے (مرقات) ۱۰؎ یہ سوال اظہار غضب کے لیے ہے اسلام کی جاسوسی سخت جرم ہے کہ اس سے قوم ملک،ملت سب ہی کو نقصان ہوتا ہے ۱۱؎ میں ہوں تو مجرم مگر سزا دینے میں حضور کچھ توقف فرمائیں میرا عذر سن لیں ۱۲؎ یعنی سارے مہاجرین مکہ کی کفار مکہ سے قرابتداریاں اور ان مہاجرین کے عزیز و اقارب مال گھربار مکہ معظمہ میں ہیں کفار مکہ ان قرابت داریوں کی وجہ سے ان مہاجرین کے عزیزوں مال گھربار کو چھیڑتے نہیں بلکہ ایک طرح کی حفاظت ہی کرتے ہیں ان سب کے گھربار بال بچے عزیز و اقارب وہاں محفوظ ہیں۔ ۱۳؎ یعنی میرے عزیز و اقارب گھربار بھی مکہ معظمہ میں ہیں مگر میری کفار مکہ سے قرابت کوئی نہیں میں نے چاہا کہ ان پر یہ احسان کردوں کہ مسلمانوں کے ارادے کی انہیں خبر دیدوں وہ اگرچہ کافر ہیں مگر احسان فراموش نہیں شاید اس احسان کی وجہ سے وہ میرے گھربار وغیرہ کی حفاظت کریں حاطب نے فتح مکہ کی تیاریوں کی کفار کو خبر دی تھی کہ ہوشیار ہو جاؤ مکہ معظمہ پر مسلمان حملہ کرنے والے ہیں ۱۴؎ یہ جملہ پہلے کلام کی تاکید یا تفسیر ہے یعنی نہ تو میں اسلام سے پھر گیا ہوں نہ کفر سے راضی ہوا ہوں نہ کفار کا غلبہ چاہتا ہوں نہ مسلمانوں کی مغلوبیت سے راضی ہوں ۱۵؎ یعنی حاطب جو زبان سے کہہ رہے ہیں وہی ان کے دل میں ہے واقعی وہ ہیں مسلمان یہ حرکت ان سے غلط فہمی کی بنا پر ہوگئی۔ ۱۶؎ یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ حاطب ہیں تو مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ایمان کی تصدیق فرمادی مگر انہوں نے کام منافقوں کا سا کیا ہے۔ مجھے اجازت دے دیں۔ میں قتل کردوں تاکہ دوسروں کو آئندہ جاسوسی کی ہمت نہ پڑے ان کا قتل سیاسی اور ملکی انتظام کے لیے مناسب ہے حضرت عمر نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعوذ باللہ تردید نہ کی نہ حاطب کو عقیدے کا منافق مانا بلکہ سیاسی طور پر قتل کرنا چاہا اسی لیے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی اگر وہ حاطب کو واقعی جاسوس سمجھتے تو بغیر پوچھے ہی انہیں قتل کردیتے۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت عمر پر عتاب نہ کیا یہ نہ فرمایا کہ جب میں انہیں مومن کہہ رہا ہوں تو تم انہیں منافق کیوں کہتے ہو لہٰذا حدیث بالکل واضح ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں منافقین کو قتل نہیں کیا جاتا تھا مگر جب ان کا کفر یا دینی نقصان ظاہر ہوتا تو وہ قابل قتل ضرور ہوجاتے تھے جاسوسی تو وہ جرم ہے جس

سے مسلمان کا قتل بھی جائز ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ حضرت عمر کا اجازت قتل مانگنا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالی سے پہلے تھا روایت کے الفاظ میں تقدیم تاخیر ہے پہلی بات مرقات نے فرمائی۔ دوسری بات اشعۃ اللمعات نے۔ ۷؎ لہٰذا ان کا احترام کرو حاضرین بدر واجب الاحترام ہیں ان میں کوئی منافق یا کافر نہ تھا نہ ہے نہ ہوسکتا ہے۔ ۸؎ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا شاید فرمانا بھی یقین کی بنا پر ہوتا ہے۔ حضور کا شاید ہمارے یقین سے بڑھ کر ہے شاید اس لیے فرمایا کہ اہل بدر اعمال سے بے نیاز نہ ہو جائیں (اشعہ) یا لعل فرمانا حضرت عمر کے لحاظ سے ہے جیسے رب بندوں سے فرماتا ہے: وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۲؍۱۸۹) اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (کنزالایمان) (مرقات) ۹؎ اس جملہ کی شرح فضائل عثمان ابن عفان کے باب میں عرض کی جاچکی ہے کہ اس فرمان عالی کا مقصد یہ نہیں ہے کہ اہل بدر کو گناہوں یا کفر وشرک کی اجازت دے دی گئی بلکہ مقصد یہ ہے کہ رحمت الٰہی تمہارے شامل حال رب کی دستگیری تمہاری دامن گیر ہے جو چاہو کرو تم وہ کام کرسکو گے ہی نہیں جو دوزخ کا ذریعہ ہو جن کے دلوں پر رب کی رحمت ہو۔ وہ دل گناہوں کی طرف مائل ہی نہیں ہوسکتا جیسے پرندہ کے پر کاٹ کر کہا جائے کہ تو جہاں چاہے اڑتا پھر۔ ۲۰؎ یہ گزشتہ فرمان کی دلیل ہے یعنی جنت تمہارے لیے میں نے واجب کردی۔ اب تم دوزخ والے کام نہیں کرسکتے لہٰذا اے عمر جناب حاطب کا یہ عمل کفر وشرک یا گناہ والا نہیں ہوسکتا یہ غلط فہمی سے حاطب نے کیا ہے لہٰذا ان سے کچھ نہ کہو ۲۱؎ اس آیت میں رب تعالٰی نے ان حضرات خصوصاً حضرت حاطب کو، الذین امنو سے خطاب فرمایا معلوم ہوا کہ ان سے یہ جو کچھ سرزد ہوا وہ کفر نہ تھا خیال رہے کہ بدر والوں سے اخروی مغفرت کا وعدہ ہے دنیاوی سزا انہیں مل سکتی ہے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسطح ابن اثاثہ کو تہمت کی سزا اسی کوڑے جاری فرمائی جب وہ حضرت عائشہ صدیقہ کی تہمت میں شریک ہوگئے۔ حالانکہ وہ بدری تھے۔ خیال رہے کہ حضرت حاطب نے اپنے اس عمل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کا خیال تک نہ کیا تھا ورنہ کفر ہوتا انہوں نے اپنے سے کفر کی اذیت دفع کرنے کی کوشش کی تھی ان کا خیال تھا اس سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا مکہ معظمہ فتح ہوکر رہے گا (مرقات)

وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَآءَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ قَالَ مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْمَلآئِكَةِ .(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۹۵۸) روایت ہے حضرت رفاعہ ابن رافع سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے ۲؎ عرض کیا کہ آپ لوگ اپنے میں بدر والوں کو کیسا شمار کرتے ہیں ۳؎ فرمایا مسلمانوں میں بہترین یا اس طرح کی اور بات کہی ۴؎ وہ بولے کہ یوں ہی فرشتوں میں وہ فرشتے جو بدر میں حاضر ہوئے ۵؎ (بخاری)

(۵۹۵۸) ۱؎ آپ صحابی ہیں آپ کی کنیت ابو معاذ تھی انصاری ہیں بدر واحد اور سارے غزوات میں شریک ہوئے جنگل جمل وصفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے امیر معاویہ کی سلطنت کی ابتداء میں وفات پائی (مرقات) ۲؎ غالباً حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ حضرات صحابہ سے بیان کیا ہوگا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر روایت کیا۔ اور ہوسکتا ہے کہ ان حضرات نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حاضر ہوتے ہوئے یہ عرض کرتے سنا ہو اور اگرچہ حضرت جبرائیل شکل انسانی میں تھے مگر اس گفتگو سے یہ حضرات پہچان گئے ہوں کہ آپ جبرائیل ہیں ۳؎ یعنی یا رسول اللہ حضور اور صحابہ کرام اہل بدر کو اپنے مومنوں میں سے کس درجہ کا سمجھتے ہیں تعدون میں خطاب۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ہے اور ما فرمانا نہایت ہی موزوں ہے یہاں من کی جگہ نہیں ہے ما بمعنی کیف ہے یا ما

درجہ کے لیے ہے۔۴؎ اس جواب شریف سے معلوم ہوا غزوہ بدر میں شریک ہونے والے حضرات ان صحابہ سے افضل ہیں جو شریک نہ ہوئے خیال رہے کہ حضرت عثمان غنی بدر میں حکماً شریک تھے کہ ان کے لیے ان کا گھر میدان بدر بنادیا تھا کیونکہ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے گھر میں رہے جناب رقیہ بنت رسول اللہ کی تیمارداری کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جسے جو چاہیں بنادیں۔ اگر چاہیں تو گجرات کو مدینہ بنادیں۔ ہر مومن کی قبر انشاء اللہ مدینہ ہوگی۔ شعر:-

بنا دو میرے سینہ کو مدینہ ۔۔۔ نکالو بحر غم سے یہ سفینہ

۵؎ پانچ ہزار فرشتے بدر میں مسلمانوں کی مدد کے لیے آئے تھے یہ دوسرے فرشتوں سے افضل ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں حضرت میکائیل و اسرافیل علیہم السلام بھی ہوں گے۔

وَعَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ لَاَرْجُوْا اَنْ لَّا يَدْخُلِ النَّارَ اِنْشَآءَ اللهُ اَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا اَوِ الْحُدَيْبِيَّةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللهُ تَعَالٰى وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا قَالَ فَلَمْ تَسْمَعِيْهِ يَقُوْلُ ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّا يَدْخُلَ النَّارَ اِنْ شَآءَ اللهُ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اَحَدُ نِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۹۵۹) روایت ہے حضرت حفصہ سے ۱؎ فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امید کرتا ہوں کہ جو بدر یا حدیبیہ میں حاضر ہوا وہ انشاء اللہ دوزخ میں نہ جائے گا ۲؎ میں بولی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا رب تعالٰی نے یہ نہ فرمایا کہ تم میں کوئی نہیں مگر دوزخ پر ضرور وارد ہوگا ۳؎ فرمایا تو کیا تم نے نہیں سنا کہ فرماتا ہے پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے ۴؎ اور ایک روایت میں ہے کہ انشاء اللہ کوئی وہ شخص جس نے درخت کے نیچے بیعت کی شجرہ والوں میں سے وہ دوزخ میں نہ جائے گا ۵؎ (مسلم)

(۵۹۵۹) ۱؎ آپ جناب حفصہ بنت عمر فاروق زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہم سارے مسلمانوں کی ماں رضی اللہ عنہا آپ کے حالات بیان ہوچکے۔ ۲؎ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ میں امید کرتا ہوں بالکل یقین کے لیے ہے اور انشاء اللہ فرمانا شک کے لیے نہیں بلکہ یا برکت کے لیے ہے یا اس کے معنی ہیں اللہ کے فضل سے جیسے رب فرماتا ہے: لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللهُ (۴۸:۲۷) تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہوگے اگر اللہ چاہے۔ (کنزالایمان) اہل بدر اور اصحاب حدیبیہ یقیناً جنتی ہیں ان کا ایمان، تقویٰ، خاتمہ بالخیر، حساب قبر میں کامیابی حساب حشر میں سرخروئی پل صراط سے بخیریت گزر جانا سب کچھ رجسٹری شدہ ہے ۳؎ ام المومنین حفصہ سمجھیں کہ آیت کریمہ میں لفظ واردھا بمعنی داخلھا ہے اس لیے آپ نے یہ سوال فرمایا کہ رب فرماتا ہے کہ ہر شخص کو دوزخ میں ضرور جانا پڑے گا ۴؎ خلاصہ یہ ہے کہ دوزخ جنت کے راستہ میں ہے لہذا جنت کو جاتے ہوئے وہاں سے مومنوں کو بھی گزرنا پڑے گا کفار تو اس پل سے گر کر آگ میں داخل ہوجائیں گے مومنین بخیریت وہاں سے گزر جائیں گے۔ ۵؎ خیال رہے کہ اس بیعت کے موقع پر حضرت عثمان غنی حضور کے بھیجے ہوئے نمائندہ رسول بن کر مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے صلح کی بات چیت کرنے حضور نے اپنے ایک ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور دوسرے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ محمد کا ہاتھ ہے میں خود عثمان کی طرف سے بیعت لے رہا ہوں لہذا وہ بہ طریق احسن اس بیعت میں شریک تھے۔ اس غیر حاضری پر کروڑوں حاضریاں قربان ہوں۔ بیعت الرضوان میں حضرت خضر و الیاس علیہما السلام بھی شریک تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ اَلْفًا وَّ اَرْبَعَمِائَةٍ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ .(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۶۰) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے دن ایک ہزار چار سو تھے۱ہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آج سارے زمین والوں سے بہتر ہو۲(مسلم، بخاری)

(۵۹۶۰)۱یعنی جب مسلمان مدینہ منورہ سے حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے تو تیرہ سو تھے راستہ میں چودہ سو ہو گئے وہاں پہنچنے پر پندرہ سو لوگ آ کر ملتے رہے تعداد بڑھتی رہی لہذا تینوں روایتیں درست ہیں۔۲انتم میں وہ دونوں نبی بھی داخل ہیں جو زمین پر ہی زندہ ہیں۔ یعنی حضرت خضر والیاس علیہم السلام،عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور ادریس علیہ السلام جنت میں زندہ ہیں وہ اس سے خارج ہیں کہ وہ زمین والے نہیں خیال رہے کہ افضل صحابہ خلفاء راشدین ہیں پھر عشرہ مبشرہ پھر بدر والے پھر حدیبیہ والے (از مرقات) یہ دونوں نبی اس بیعت میں شامل تھے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّصْعَدُ الثَّنِيَةَ ثَنِيَةَ الْمُرَارِ فَاِنَّهٗ يُحَطُّ عَنْهُ مَاحُطَّ عَنْ بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ فَكَانَ اَوَّلَ مَنْ صَعِدَهَا خَيْلُنَا خَيْلُ بَنِى الْخَزْرَجِ ثُمَّ تَتَامَّ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ اِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ فَاَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا تَعَالَ يَسْتَغْفِرْ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ اَجِدَ ضَآلَّتِىْ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لِىْ صَاحِبُكُمْ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَنَسٍ قَالَ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِىْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ فِىْ بَابٍ بَعْدَ فَضَآئِلِ الْقُرْاٰنِ .

(۵۹۶۱) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ اس گھاٹی پر کون چڑھے گا یعنی مراد گھاٹی پر۱اس سے وہ گناہ معاف ہوں گے جو بنی اسرائیل سے معاف ہوئے تھے۲تو اس پر پہلے جو چڑھا وہ ہمارے سوار تھے بنی خزرج پھر لوگ تانتا باندھ کر چڑھے۳ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب کی بخشش ہوگئی سواء اس سرخ اونٹ والے کے۴تو ہم اس کے پاس پہنچے ہم نے اس سے کہا آ تیرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاء مغفرت فرمادیں۵وہ بولا کہ میرا اپنی گمی چیز پالینا تمہارے صاحب کی دعاء مغفرت سے مجھے زیادہ پیارا ہے۶(مسلم) حضرت انس کی حدیث کہ حضور نے ابی ابن کعب سے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے سامنے قرآن پڑھوں ۷فضائل قرآن کے بعد باب میں ذکر کردی گئی۸

(۵۹۶۱)۱مرار میم کے پیش یا کسرہ یا فتحہ سے ایک پہاڑی ہے بہت سخت اور خاردار راہ حدیبیہ جاتے ہوئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس پہاڑی پر چڑھنے کی رغبت دی تاکہ آس پاس کا حال دیکھ لیں کہیں کفار مکہ گھات میں نہ بیٹھے ہوں (اشعہ) اس چڑھنے پر بڑی بخشش کا وعدہ فرمایا۲یہاں معاف ہونے سے مراد معاف ہونے کا وعدہ ہے اور اشارہ ہے اس آیت کریمہ کی طرف وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ (۲؍۵۸) اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے۔(کنز الایمان) بنی اسرائیل نے حکم الٰہی نہ مانا کہ بجائے حطۃ کے حنطتہ کہا ان پر عذاب آ گیا اس کا واقعہ ہماری تفسیر نعیمی پارہ اول اسی آیت کی تفسیر میں دیکھو۳لہذا یہ سب لوگ جنتی ہوئے مگر بنی خزرج اول درجے کے جنتی اسی لیے ان کا ذکر علیحدہ فرمایا۴یہ سرخ اونٹ والا عبداللہ ابن ابی منافق تھا یہ راہ ہی میں رہ گیا۔صلح حدیبیہ میں شریک نہیں ہوا تھا اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے انجام سے خبردار ہیں جانتے ہیں کہ کون قابل بخشش ہے کون نہیں۔۵حضرات صحابہ کرام کا اس کے پاس جانا اسے حاضری بارگاہ

عالی کی رغبت دینا اس فرمان عالی کے اظہار اور اس کی منافقت دکھانے کے لیے تھا کہ واقعی وہ بخشش کے قابل نہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل درست فرمایا ہے وہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر میں شک یا تردد کی وجہ سے نہیں گئے تھے اب تک یہ چھپا ہوا تھا آج اس کی پردہ دری ان حضرات کے اس واقعہ سے ہوئی ۶؎ اس کا وہی سرخ اونٹ یا کوئی اور چیز گم ہوگئی تھی یہ اس کی تلاش میں تھا کہ ان حضرات نے اسے بارگاہ رسالت میں حاضری کے لیے مشورہ دیا۔ اس کے جواب کا مقصد یہ ہے کہ مجھے وہ گم شدہ اونٹ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء مغفرت سے زیادہ پیارا ہے مجھے وہ تلاش کرنے دو۔ یہ بھی کفر ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح صاحبکم کہنا بھی کفر اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ رسول یا نبی نہیں صرف ساتھی ہیں وہ بھی تمہارے ہیں میرے ساتھی بھی نہیں رب تعالٰی نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا صاحب فرمایا مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی (۲۵۳) تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔ (کنزالایمان) وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور صحابہ کرام کی منقبت ہے یعنی وہ ذات تمہارے دل دماغ ایمان جان کی ساتھی ہے کہ سب ساتھی تمہارا ساتھ چھوڑ دیں مگر وہ محبوب تم کو کہیں نہیں چھوڑتے آیت کریمہ: وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَیْتَهُمْ یَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ (۵۵۳) اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے معاف چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں۔ (کنزالایمان) اسی طرف اشارے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز ہونا اپنے کو ان کا محتاج نہ جاننا یہ سمجھنا کہ میں خود ہی خدا تعالٰی سے سب کچھ لے لوں گا مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا ضرورت ہے صریح کفر ہے اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ شعر:-

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

۷؎ اس کی شرح اور اس کے فوائد وہاں ہی بیان ہوچکے کہ اس فرمان عالی میں چند اشارے ہیں ایک یہ کہ حضرت ابی بن کعب کی بارگاہ الٰہی میں بڑی ہی عظمت ہے کہ رب تعالٰی نے ان کا ذکر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا دوسرے یہ کہ استاد معلم اپنے شاگرد کو خود پڑھ کر سنائے یہ بھی سنت ہے تیسرے یہ کہ حضرت ابی بن کعب قاریوں کے امام ہیں (مرقات) ۸؎ یعنی وہ حدیث مصابیح میں یہاں مذکور تھی ہم نے مناسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے باب فضائل القرآن کے بعد ذکر کردی۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ اَصْحَابِیْ اَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَاهْتَدُوْا بِهَدْیِ عَمَّارٍ وَّتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ وَفِیْ رِوَایَةِ حُذَیْفَةَ مَاحَدَّثَكُمُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ بَدَلَ وَتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ .(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۹۵۲) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ ان لوگوں کی پیروی کرو جو میرے بعد میرے صحابہ ہیں ابوبکر و عمر کی ۱؎ اور جناب عمار کا طریقہ اختیار کرو ۲؎ اور اُمِ عبد کے بیٹے کے عہد و پیمان مضبوطی سے پکڑو ۳؎ اور حذیفہ کی روایت میں ہے کہ تم کو جو چیز ابن مسعود دیں اس کی تصدیق کرو ۴؎ بجائے اس کے کہ اُمِ عبد کے بیٹے کا عہد مضبوط تھا ۵؎ (ترمذی)

(۵۹۶۲) ۱؎ من بعدی کے دو مطلب ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ میرے بعد ان کی پیروی کرنا دوسرے یہ کہ میرے بعد جو خلیفہ ہوں گے

ان کی پیروی کرنا ان کی اطاعت کرنا کیونکہ ان کی اطاعت میری اطاعت ہوگی۔۲؎ حضرت ابوبکروعمر کے لیے اقتداء ارشاد ہوا اور جناب عمار کے لیے اہتداء کیونکہ اقتداء قول اور فعل دونوں کی ہوتی ہے مگر اہتداء صرف فعل یعنی کام میں ہوتی ہے یعنی جناب عمار کو تم جو کرتے دیکھو تم بھی عمل کرو کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں ان کا کوئی عمل ہدایت سے خالی نہیں۔۳؎ یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود جس چیز کا تم کو عہد کریں اور تم کو جس چیز کی تاکید کریں اس پر ضرور عمل کرو۔اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعود فقہاء صحابہ میں سے ہیں ہمارے امام صاحب آپ کے پیروکار ہیں چنانچہ جب صدیق اکبر کی خلافت کا مسئلہ پیش آیا۔تو پہلے آپ نے ہی فرمایا کہ یہ خلافت بالکل درست ہے کیونکہ صدیق اکبر کو تو ہمارے دین کا پیشوا خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بنا گئے پھر ان کے سواء ہماری دنیا کا پیشوا کون ہوسکتا ہے۔۴؎ اس میں اشارۃً بتایا گیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابن مسعود کو خلافت راشدہ کی خبر دے چکے تھے انہوں نے اس خلافت کی تائید وتصدیق کی اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو اپنا خلیفہ بنا دوں پھر تم اس کی نافرمانی کرو تم پر عذاب آجائے گا۔لیکن جو تمہیں حذیفہ خبر دیں اس کی تصدیق کرو دیکھو وہاں حضرت حذیفہ کی تصدیق کو خلافت کے مسئلہ سے ملایا گیا۔پھر حضرت حذیفہ نے خبر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد ابوبکر وعمر کی پیروی کرنا(مرقات)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا مِنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ لَاَمَّرْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ.(اَلتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

(۵۹۶۳) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر میں کسی کو بغیر مشورہ امیر بناتا تو لوگوں پر اُم عبد کے فرزند کو بناتا۱؎(ترمذی،ابن ماجہ)

(۵۹۶۳)۱؎ اس حدیث میں امارت سے مراد کسی خاص لشکر کا امیر بنانا ہے یا کسی موقع پر اپنی حیات شریف میں آپ کو اپنا خلیفہ بنانا ہے۔جیسے کہ غزوہ تبوک میں تشریف لے جاتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا خلیفہ بنایا تھا۔اس سے مراد خلافت معروفہ نہیں کہ اس میں قرشی ہونا ضروری ہے غیر قرشی خلیفہ نہیں ہوسکتا اور حضرت ابن مسعود قرشی نہیں ہیں(لمعات،مرقات،اشعہ)

وَعَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ اَبِيْ سَبْرَةَ قَالَ اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَسَاَلْتُ اللهَ اَنْ يُّيَسِّرَلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَلِيْ اَبَا هُرَيْرَةَ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ اِنِّيْ سَاَلْتُ اللهَ اَنْ يُّيَسِّرَلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَوُفِّقْتَ لِيْ فَقَالَ مِنْ اَيْنَ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ جِئْتُ اَلْتَمِسُ الْخَيْرَ وَاَطْلُبُهٗ فَقَالَ اَلَيْسَ فِيْكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ مُجَابُ الدَّعْوَةِ وَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ صَاحِبُ طَهُوْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعْلَيْهِ وَحُذَيْفَةُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمَّارُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلْمَانُ صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ يَعْنِيْ

(۵۹۶۴) روایت ہے حضرت خیثمہ ابن ابی سبرہ سے۱؎ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا میں نے اللہ سے دعا کی کہ مجھے نیک ہم نشین میسر فرمائے تو اس نے میرے لیے جناب ابوہریرہ میسر فرمائے۲؎ میں ان کے پاس بیٹھا میں نے کہا کہ میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے کوئی نیک ہم نشین میسر کرے تو مجھے آپ دیئے گئے۳؎ فرمایا تم کہاں کے ہو میں نے کہا کوفے والوں میں سے ہوں میں یہاں بھلائی تلاش کرنے اسے حاصل کرنے آیا ہوں۴؎ تو فرمایا کیا تم میں سعد ابن مالک نہیں جو مقبول الدعاء ہیں۵؎ اور ابن مسعود نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت شریف کے منتظم اور نعلین پاک والے ہیں۶؎ اور حذیفہ نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دان ہیں ۷؎ اور کیا عمار نہیں جنہیں اللہ تعالٰی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

اِنْجِيْلَ وَالْقُرْاٰنَ ـ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

زبان پر شیطان سے امان دی اور کیا سلمان نہیں جو دو کتابوں یعنی انجیل اور قرآن والے ہیں ۸؎ (ترمذی)

(۵۹۶۴)۱؎ آپ خیثمہ بن عبدالرحمٰن ابن ابی سبرہ جعفی ہیں عظیم الشان تابعی ہیں ایسے سخی تھے کہ آپ کو دو لاکھ روپیہ میراث میں ملے سب علماء پر خرچ کر دیئے (مرقات) ۲؎ یعنی میں اپنے وطن کوفہ سے مدینہ منورہ طلب علم کے لیے یا کوئی مسئلہ پوچھنے کے لیے آیا تو میں نے یہ دعا کی اس سے معلوم ہوا کہ طلب علم کے لیے سفر بزرگوں کی سنت ہے۔ جس شہر میں جائے وہاں کے بزرگوں سے ضرور ملے۔ ورنہ وہاں کے مشہور مزارات پر حاضری دے کہ یہ بھی مقبولوں سے ملاقات ہے لاہور جاؤ تو حضور داتا صاحب قدس سرہ کے آستانہ پر حاضری دو۔ سرہند شریف سے گزرو تو حضور مجدد صاحب کے آستانہ پر ضرور حاضری دو۔ اجمیر شریف جاؤ تو خواجہ صاحب کے مزار پر انوار پر حاضری دو ۳؎ یعنی اے صحابی رسول آپ کی ملاقات میری اس دعا کی مقبولیت کا اظہار ہے یہ ملاقات اتفاقی نہیں ربّ تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے ۴؎ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی ملاقات اللہ کی نعمت ہے ۵؎ یہاں خیر سے مراد علم باعمل ہے جسے قرآنی اصطلاح میں حکمت کہا جاتا ہے۔ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (۲:۲۶۹) جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی۔ (کنزالایمان) ۵؎ مالک نام ہے ابی وقاص کا آپ سعد ابن ابی وقاص ہیں آپ کے حالات اور مقبول الدعاء ہونے کی وجہ پہلے بیان ہو چکی ہے ۶؎ یعنی کوفہ ہی میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رہتے ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین بردار اور وضوء کا لوٹا اٹھانے والے صحابی ہیں جن کو اللہ یہ خدمت نصیب فرمائے سوچ لو وہ کیسے خوش نصیب اور کیسے شان والے ہوں گے ۷؎ حضرت سلمان فارسی پہلے عیسائی بنے اور انجیل شریف پر عامل رہے پھر مسلمان ہو کر قرآن کریم پر عمل کرتے رہے آپ نے کسی کو اپنے والد کا نام نہیں بتایا جب پوچھا جاتا کہ آپ کے والد کون ہیں تو کہتے اسلام اور میں اسلام کا بچہ ہوں ہمیشہ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے رہے آپ کی عمر اور آپ کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلمان نے عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی ہے (اشعہ) مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ آپ کی عمر ساڑھے تین سو برس تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ سو ستر سال پہلے ہوئے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْبَكْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْعُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ نِعْمَ الرَّجُلُ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ ابْنِ شَمَّاسٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ ـ (التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۹۶۵) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر اچھے آدمی ہیں عمر اچھے آدمی ہیں ابوعبیدہ ابن جراح اچھے شخص ہیں ۱؎ اسید ابن حضیر اچھے شخص ہیں ۲؎ ثابت ابن قیس ابن شماس اچھے شخص ہیں معاذ ابن جبل اچھے شخص ہیں معاذ ابن عمرو بن جموع اچھے شخص ہیں ۳؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۹۶۵)۱؎ ان بزرگوں کے حالات زندگی بیان ہو چکے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان حضرات کے متعلق فرمانا کہ یہ حضرات اچھے ہیں ان کی انتہائی عظمت کی دلیل ہے۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے۔ شعر:-

رضا قسمت ہی کھل جائے جو جیلاں سے خطاب آئے
کہ تو ادنیٰ سگ درگاہ دربار معالی ہے

۲؎ آپ انصاری اوسی ہیں دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے بدر اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے ۲۵ پچیس میں مدینہ منورہ میں

وفات پائی جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ ۳ آپ انصاری خزرجی ہیں بیعت عقبہ میں آپ مع اپنے والد عمرو ابن جموع کے شریک ہوئے آپ نے اپنے بھائی معاذ ابن عفراء کے ساتھ مل کر ابوجہل کو قتل کیا معاذ ابن عمرو نے ابوجہل کا پاؤں پکڑ کر اسے پچھاڑا جس پر عکرمہ ابن ابوجہل نے آپ کا ہاتھ کندھے سے کاٹ دیا آپ کے بھائی معاذ ابن عفراء نے ابوجہل کو ذبح کردیا اسے سسکتا ہوا چھوڑا حضرت عبداللہ ابن مسعود نے اس ملعون کا سر کاٹا حضرت معاذ کی وفات خلافت عثمانیہ میں ہوئی (مرقات) غالبًا یہ حضرات ایک مجمع میں جمع ہوں گے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو اس کرم نوازی سے نوازا (اشعہ) کہ ان کے فضائل جمع فرمائے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ اِلٰى ثَلٰثَةٍ عَلِيٍّ وَّعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ .(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۶۶) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے ۱ علی، عمار، اور سلمان ۲ (ترمذی)

(۵۹۶۶) ۱ یعنی تمام مومنین جنت کے جویاں ہیں اور جنت ان تین شخصوں کی طالب و جویاں ہے سب طالب جنت ہیں اور یہ تین حضرات مطلوب جنت۔ ۲ حضرت علی و عمار تو باغیوں میں گھرے ان سے بہت دکھ اٹھائے اور حضرت سلمان کفار کے ہاتھوں بہت دکھ اٹھا چکے تھے کئی جگہ فروخت ہوئے سب لوگوں نے آپ کو غلام بنائے رکھا آخر کار محبوب کے قدم تک پہنچ گئے جنت ان کی مشتاق نہ ہو تو کس کی ہو۔ (مرقات)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اسْتَاْذَنَ عَمَّارٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهٗ مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ .(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۶۷) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ جناب عمار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی اجازت مانگی تو فرمایا انہیں اجازت دے دو خوب آئے پاکیزہ اور پاکباز ۱ (ترمذی)

(۵۹۶۷) ۱ یعنی حضرت عمار بذات خود بھی پاکیزہ ہیں اور ان کے اخلاق، عادات، افعال، احوال بھی پاکیزہ طیب سے ذاتی پاکیزگی مراد ہے اور مطیب سے صفاتی اخلاقی پاکیزگی مراد خیال رہے کہ اکثر ظاہری پاکیزگی کو طہارت کہتے ہیں اور طہارت کا مقابل ہے نجاست اور طیب کا مقابل ہے خباثت کپڑا ناپاک تھا دھو دیا طاہر ہوگیا۔ بکری ذبح کردی گئی تو طیب ہوگئی مگر یہ قاعدہ اکثر یہ ہے کبھی ذاتی اور اندرونی پاکیزگی کو بھی طہارت کہہ دیتے ہیں رب فرماتا ہے: وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا تزکیہ، تطہیر، طیب ان میں نفیس فرق ہے طیب صفت مشبہ اور مطیب باب تفعیل کا اسم مفعول فرما کر بہت ہی فضائل بیان فرما دیئے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خُيِّرَ عَمَّارٌ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَشَدَّهُمَا .(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۶۸) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عمار کو کبھی دو چیزوں میں اختیار نہیں دیا گیا مگر آپ نے ان میں سے سخت ترین کو اختیار کیا ۱ (ترمذی)

(۵۹۶۸) ۱ مشکوۃ شریف کے بعض نسخوں میں بجائے اشد ہما کے ارشد ہما ہے مگر عام نسخوں میں اشد ہما یعنی سخت ترین مطلب یہ ہے کہ حضرت عمار کے سامنے جب ایسے دو کام پیش کئے گئے جن میں سے ایک جائز تھا مگر آسان اور دوسرا بہتر تھا مگر دشوار تو آپ نے بہتر اور مشکل کو اختیار فرمایا یہ عمل ان کے اپنے ذاتی معاملہ میں تھا مگر دوسروں کے لیے آپ نے ہمیشہ آسان عمل اختیار کیا۔ لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ عمار کو جب دو کاموں کا اختیار دیا گیا تو انہوں نے آسان کو اختیار فرمایا یعنی دوسروں کے لیے خیال رہے کہ مشکل

ترین اور بہترین عمل اختیار کرنا طریقت ہے اور آسان و جائز کام کو اختیار کرنا شریعت ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی اعلیٰ مستحب اور جائز آسان کام میں اختیار دیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ آسان عمل اختیار فرمایا یہ اپنی امت پر کرم نوازی تھی۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ ابْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُوْنَ مَا اَخَفَّ جَنَازَتَهُ وَذٰلِكَ لِحُكْمِهٖ فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمَلَآئِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهُ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۶۹) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جب سعد ابن معاذ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافق بولے کہ ان کا جنازہ کتنا ہلکا ہے یہ ہلکا پن ان کے بنی قریظہ میں فیصلہ کی وجہ سے ہے۱؎ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا کہ یہ جنازہ فرشتے اٹھائے ہوئے تھے ۲؎ (ترمذی)

(۵۹۶۹)۱؎ ان منافقوں نے یہ سمجھا کہ جنازہ ہلکا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس نیک اعمال نہیں یا بہت کم ہیں نیکیوں کا وزن ہوتا ہے تو بولے کہ چونکہ انہوں نے بنی قریظہ کا پنچ بننے پر فیصلہ یہ کیا تھا کہ ان کے جوان قتل کردیئے جائیں اور بچے چھوڑ دیئے جائیں یہ ظلم تھا جس کی وجہ سے ان کی نیکیاں برباد ہوگئیں اور جنازہ ہلکا ہوگیا حالانکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فیصلہ کے وقت فرمایا تھا کہ تم نے فرشتہ کا حکم دیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جسے عدل فرمادیں اسے یہ بدنصیب ظلم کہتے تھے۔ ۲؎ یعنی حضرت سعد کا جنازہ تمہارے کندھوں پر برائے نام تھا حقیقتًا تو اسے فرشتے اٹھائے ہوئے تھے خیال رہے کہ نیک اعمال میں بھی وزن ہوتا ہے اور برے اعمال میں بھی مگر نیکی کا وزن اوپر کو جاتا ہے کہ اس میں نورانیت ہے اور گناہوں کا وزن نیچے آتا ہے کہ اس میں مادیت اور ظلمانیت ہے کثیف چیز نیچے گرتی ہے لطیف اوپر جاتی ہے۔ رب فرماتا ہے: اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ (۳۵:۱۰) اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام۔ (کنزالایمان) یہی قول صوفیاء کا ہے دوسری روایت میں ہے کہ حضرت سعد کے جنازہ پر ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَآءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَآءُ اَصْدَقَ مِنْ اَبِيْ ذَرٍّ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۷۰) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آسمان نے کسی ایسے پر سایہ نہ کیا اور نہ زمین نے اپنے اوپر ایسے کو اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۱؎ (ترمذی)

(۵۹۷۰)۱؎ خضراء سے مراد آسمان ہے کہ اس کا رنگ نیلا مائل بہ سبز ہے غبراء سے مراد زمین ہے کہ اس کا رنگ غبار آلود ہے مگر آسمان کا رنگ دیکھنے میں نہیں آتا کہ وہ شفاف ہے یہ نیلا رنگ جو نظر آتا ہے وہ آسمان کا نہیں بلکہ ہوا کا ہے یا خلا کا اس لیے مختلف آسمانوں کے تارے ہم کو نظر آتے ہیں کوئی آسمان حجاب یا آڑ نہیں بنتا کیونکہ وہ شفاف ہیں۲؎ ان جیسے فرمانوں میں یا تو حصر اضافی ہوتا ہے یا اس سے بعض ہستیاں مستثنٰی ہوتی ہیں لہٰذا اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت ابوذر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابوبکر صدیق سے زیادہ سچے ہوں۔ رب فرماتا ہے: قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً (۶:۱۴۵) تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام مگر یہ کہ مردار ہو۔ (کنزالایمان)

وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَآءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَآءُ مِنْ

(۵۹۷۱) روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آسمان نے کسی ایسے پر سایہ نہ کیا

ذِیْ لَهْجَةٍ اَصْدَقَ وَلَا اَوْفٰی مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ شِبْهِ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ یَعْنِیْ فِی الزُّهْدِ ۔(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

زمین نے کسی ایسے کو نہ اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہوا اور زیادہ وفادار ہو وہ عیسیٰ ابن مریم سے مشابہ ہیں یعنی ترک دنیا میں۲ (ترمذی)

(۵۹۷۱)۱ لھجہ لام کے فتحہ ہ کے سکون سے بمعنی زبانی یا نوک زبان یا کلام یا طریقہ بیان۔(مرقات) حضرت ابوذر غفاری حق گوئی میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے اس کی وجہ سے کبھی دکھ بھی پاتے تھے۔آپ مکہ معظمہ میں آکر مسلمان ہوئے جب کہ کفار کا بہت زور تھا اور باز بار مجلس کفار میں آکر اپنے اسلام و ایمان کا اعلان کرتے رہے اور ان کے ہاتھوں بہت ہی ایذا پاتے رہے۔۲ چنانچہ حضرت ابوذر کا مذہب یہ تھا کہ مال رکھنا حرام ہے جو پاؤ فوراً خرچ کر دو وہ اس پر عامل تھے شعر:-

تج ڈال مال دھن کو، کوڑی نہ رکھ کفن کو   جس نے دیا ہے تن کو، دے گا وہی کفن کو

خلافت عثمانیہ میں حضرت عثمان سے فرمایا کرتے تھے کہ تم نے مال کیوں جمع کیا ہے یہ تو حرام ہے اور زہد کی احادیث پیش کیا کرتے تھے عیسیٰ علیہ السلام نے نہ کہیں مکان بنایا نہ مال جمع فرمایا۔

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ الْتَمِسُوْا الْعِلْمَ عِنْدَ اَرْبَعَةٍ عِنْدَعُوَیْمِرٍ اَبِی الدَّرْدَاءِ عِنْدَ سَلْمَانَ وَعِنْدَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعِنْدَ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ سَلَامِ الَّذِیْ کَانَ یَهُوْدِیًّا فَاَسْلَمَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّهٗ عَاشِرُ عَشَرَةٍ فِی الْجَنَّةِ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۹۷۲) روایت ہے حضرت معاذ ابن جبل سے، کہ جب انہیں موت آئی تو فرمایا کہ تم چار شخصوں کے پاس علم تلاش کرو عویمر یعنی ابوالدرداء ۱ سلمان اور ابن مسعود اور عبداللہ ابن سلام کے پاس۲ جو پہلے یہودی تھے۳ پھر اسلام لائے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ وہ جنت والوں کے دس میں سے دسویں ہیں۴ (ترمذی)

(۵۹۷۲)۱ حضرت ابوالدرداء کا نام عویمر ابن عامر ہے انصاری خزرجی ہیں درداء آپ کی بیٹی کا نام ہے آپ بڑے عالم فقیہ تھے ۳۲ ہجری میں دمشق میں وفات پائی (مرقات)۲ یعنی علم دین یا علم حلال و حرام ان چار شخصوں سے تم کو بہ آسانی اور بہ فراوانی حاصل ہوگا۳ اس میں حضرت عبداللہ ابن سلام کی تعریف ہے کہ آپ یہودی تھے۔پھر طلب حق اور طلب علم میں اپنی رضا و رغبت سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی ایمان لائے۴ اس فرمان عالی کی چند شرحیں ہوسکتی ہیں نمبر ۱ حضرت عبداللہ ابن سلام عشرہ مبشرہ میں سے ایک کی مثل ہیں درجات اور فضائل میں نمبر ۲ آپ جنت میں جاتے وقت دسویں ہوں گے کہ نو جنتی آپ سے جنت میں پہلے داخل ہوں گے دسویں آپ نمبر ۳ جنت میں مختلف قسم کی جماعتیں ترتیب وار جائیں گی آپ دسویں جماعت میں ہوں گے کہ نو جماعتیں آپ سے پہلے داخل ہوں گی دسویں جماعت آپ کی داخل ہوگی نمبر ۴ نو مسلم یہودی جو جنت میں جائیں گے ان میں سے دسویں نمبر میں آپ ہوں گے (مرقات، اشعہ) لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ آپ تو عشرہ مبشرہ میں سے نہیں ہیں پھر یہ فرمان عالی کیونکر درست ہوا۔

وَعَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوِ اسْتَخْلَفْتَ قَالَ اِنِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَیْکُمْ فَعَصَیْتُمُوْهُ عُذِّبْتُمْ وَلٰکِنْ مَا حَدَّثَکُمْ حُذَیْفَةُ فَصَدِّقُوْهُ وَمَا اَقْرَاَکُمْ عَبْدُاللّٰہِ فَاقْرَءُوْهُ

(۵۹۷۳) روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کسی کو خلیفہ بنا دیتے۱ فرمایا اگر میں تم پر خلیفہ مقرر کردوں پھر تم اس کی نافرمانی کرو تو عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۲ لیکن جو تم کو حذیفہ خبر دیں اس کو سچ مانو۳ اور

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) جو تم کو عبداللہ پڑھائیں تم پڑھو۔ (ترمذی)

(۵۹۷۳)۱؎ پہلے تو حضرات صحابہ نے انتظار کیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی کسی کا اپنا خلیفہ بنا دیں مگر جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ کیا تو خود زبانی عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو اپنا خلیفہ نامزد فرما دیں۔ ۲؎ اس ارشاد عالی کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ تم میرے نامزد خلیفہ کی میرے بعد نافرمانی کرو تو تم پر دنیا میں عذاب آ جائے گا دوسرے یہ کہ تم میرے نامزد کرنے کی مخالفت کرو تو تم پر عذاب آ جائے گا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ مقرر نہ کیا۔ ورنہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں، حضرت عائشہ صدیقہ اور ان کے ہمراہیوں پر دنیا میں عذاب آ جاتا کہ یہ حضرات ان کے مخالف رہے اس سے پر لطف بات یہ معلوم ہوئی کہ لوگوں نے خدا تعالٰی کے نامزد کردہ نبی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ان پر دنیا میں عذاب نہ آیا لیکن اگر حضور کے نامزد کردہ خلیفہ کی مخالفت کرتے تو عذاب آ جاتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب فرمانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نامزدگی بہت اہم ہے۔

ادب گاہے سب زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

صوفیاء فرماتے ہیں مصرع با خدا دیوانہ و با مصطفٰی ہشیار باش۔ بعض مجذوبوں نے جوش میں انا اللہ کہہ دیا۔ مگر انا محمد کہنے کی جرأت کسی میں نہ ہوئی۔ ۳؎ یعنی میرے بعد جو بات حضرت حذیفہ کہیں، اسے سچ مانا جسے وہ خلیفہ کہیں وہ خلیفہ برحق ہے اس لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کا مطالبہ پر یہ ارشاد فرمایا اور ظاہر ہے حضرت حذیفہ نے جناب صدیق و فاروق کی خلافت کا اقرار کیا لہٰذا وہ خلیفہ برحق ہیں حضرت حذیفہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب راز صحابی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی باتوں دلی ارادوں پر مطلع ہیں آپ جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ قلبی میں کون کون حضرات کب کب خلیفہ ہوئے ہیں۔ ۴؎ یعنی حضرت ابن مسعود تلاوت قرآن میرے فرمانوں کے متعلق جو تم کو ہدایت کریں اسے مان لینا حضرت حذیفہ دنیاوی فتنوں سے لوگوں کو ڈرانے والے تھے اور حضرت ابن مسعود اخروی فتنوں سے لوگوں کو ڈرانے والے ان دونوں نے خلفاء راشدین کی خلافت دل سے قبول کی اور مانی۔ چنانچہ حضرت ابن مسعود جناب صدیق اکبر کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہمارے دین کا امام بنا دیا تو ہم انہیں اپنی دنیا کا امام کیوں نہ بنائیں۔

وَعَنْهُ قَالَ مَا اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ تُدْرِكُهُ الْفِتْنَةُ اِلَّا اَنَا اَخَافُهَا عَلَيْهِ اِلَّا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَاِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ ۔

(۵۹۷۴) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ لوگوں میں کوئی نہیں جسے فتنہ پہنچے مگر میں اس پر خوف کرتا ہوں سوا محمد ابن مسلمہ کے۱؎ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم کو فتنہ نقصان نہ دے گا۔۲؎

(۵۹۷۴)۱؎ آپ انصاری ہیں سوا تبوک کے سارے غزوات میں شریک ہوئے آپ کے ہاتھ پر حضرت مصعب ابن عمیر ایمان لائے ۷۷ سال عمر ہوئی ۴۳ ہجری میں وفات پائی ۲؎ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حفاظت کی گارنٹی دیدی پھر انہیں کوئی فتنہ کیسے بہکا سکتا ہے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امان میں ہیں چنانچہ آپ فتنوں کے زمانہ میں گوشہ نشین ہوگئے اور وفات تک رہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی فِیْ بَيْتِ الزُّبَيْرِ مِصْبَاحًا فَقَالَ يَا عَائِشَةَ مَا اُرٰی

(۵۹۷۵) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کے گھر میں چراغ دیکھا تو فرمایا اے عائشہ میں نہیں

اَسْمَآءَ اِلَّا قَدْ نُفِسَتْ وَلَا تَسَمُّوْهُ حَتّٰى اُسَمِّيَهٗ فَسَمَّاهُ عَبْدُاللهِ وَحَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ بِيَدِهٖ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

سمجھتا مگر یہ کہ اسماء کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا اتو تم لوگ اس کا نام نہ رکھنا حتیٰ کہ میں اس کا نام رکھوں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور اپنے ہاتھ سے چھوہارے سے انکی تحسیک کی ۲؎ (ترمذی)

(۵۹۷۵) ۱؎ یعنی آج تہجد کے وقت ہم نے حضرت زبیر ابن عوام کے گھر سے چراغ کی روشنی دیکھی ہے یہ بے وقت روشنی بتا رہی ہے کہ ان کے فرزند پیدا ہوا۔ ۲؎ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ میں چھوہارا یا کھجور چبا کر زبان کی نوک سے آپ کے تالو پر لگا دیا یہ ہے تحسیک خود ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام رکھا آپ کے فضائل بے شمار ہیں آپ حضرت زبیر ابن عوام کے بیٹے ہیں اسماء بنت صدیق کے نور نظر صدیق اکبر کے نواسے عائشہ صدیقہ کے بھانجے حضرت صفیہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کے پوتے آٹھ سال کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کی آپ کو حجاج ابن یوسف نے سترہ جمادی اخری ۷۳ منگل کے دل سولی دی ۶۴ھ میں حجاز، یمن، عراق، خراسان کے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی۔ آپ نے لوگوں کو اپنی سلطنت میں آٹھ حج کرائے بڑے عابد زاہد تھے (مرقات)

وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عُمَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لِمُعٰوِيَةَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۷۶) روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی عمیرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ نے جناب معاویہ ۱؎ کے لیے فرمایا الٰہی انہیں ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنا اور ان سے ہدایت دے ۲؎ (ترمذی)

(۵۹۷۶) ۱؎ اس سے حضرت معاویہ ابن ابوسفیان مراد ہیں معاویہ ابن حکم یا معاویہ ابن جاہمہ مراد نہیں جب حدیث میں مطلقاً معاویہ آتا ہے تو آپ ہی مراد ہوتے ہیں ۲؎ اس دعا میں امیر معاویہ کو تین دعائیں دی گئیں آپ لوگوں کو ہدایت دیں۔ خود بھی ہدایت پر رہیں۔ آپ مکمل و کامل ہدایت پر رہیں ہدایت عامہ تو تمام صحابہ کرام کو حاصل ہے یہاں ہدایت سے مراد کوئی خاص ہدایت ہے۔ حکومت، ملک رانی فقہ وغیرہ کی ہدایت (مرقات) امام احمد نے بروایت عرباض ابن ساریہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی الٰہی معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم دے انہیں عذاب سے بچالے انہیں شہروں پر تسلط دے دوسری روایت میں ہے کہ اے معاویہ جب تم بادشاہ بنو تو سخت گیر نہ ہونا نرمی کرنا (اشعہ) آپ قرشی اموی ہیں آپ کی ماں ہند بنت عتبہ ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی یا کاتب خطوط رہے اپنے بھائی یزید ابن ابوسفیان کے بعد شام کے حاکم ہوئے عمر فاروق کے زمانہ میں پھر آخر عمر تک یعنی چالیس سال حاکم رہے یعنی بیس سال حاکم چار سال عہد فاروق میں بارہ سال خلافت عثمانیہ میں چار سال خلافت حیدری پھر امام حسن سے صلح کے بعد بیس سال تک سلطان رہے یہ صلح ۴۱ اکتالیس میں ہوئی اٹھتر سال عمر پائی رجب ۶۰ میں دمشق میں وفات ہوئی آپ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تہبند، چادر، قمیض، کچھ بال کچھ ناخن تھے مرتے وقت وصیت کی کہ مجھے ان کپڑوں میں کفن دینا اور میرے ناک اور منہ میں ناخن و بال رکھ دینا (مرقات)

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمَ النَّاسُ وَاٰمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ

(۵۹۷۷) روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ تو اسلام لائے مگر عمرو ابن عاص ایمان لائے ۱؎

اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ ۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اس کی اسناد قوی نہیں۔

(۵۹۷۷)۱ یہاں لوگوں سے مراد فتح مکہ کے دن اسلام لانے والے لوگ ہیں کہ وہ لوگ اس وقت ڈر و خوف سے مسلمان ہوگئے بعد میں اللہ کی رحمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازیوں سے پختہ مومن بنے مگر حضرت عمرو ابن عاص جب شاہ حبشہ نجاشی کے دربار میں پہنچے وہاں شاہ حبشہ کے ایمان لانے کی کیفیت دیکھی تو وہاں سے مدینہ منورہ آئے اور نہایت شوق و ذوق سے ایمان لائے بغیر کسی خوف یا لالچ کے ایک بار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسے لشکر کا امیر بنایا جس میں حضرت صدیق و فاروق بھی تھے پہلے آپ کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ کرام سے سخت عداوت تھی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے فدا اور قربان ہوئے کہ سبحان اللہ خلافت فاروقی میں فاتح مصر آپ ہی ہیں آپ فتح مکہ سے دو سال پہلے ایمان لائے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شرط کر کے ایمان لائے کہ میرے سارے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں (مرقات و اشعہ)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا جَابِرُ مَالِيْ اَرَاكَ مُنْكَسِرًا قُلْتُ اسْتُشْهِدَ اَبِيْ وَتَرَكَ عِيَالاً وَّدَيْنًا قَالَ اَفَلَا اُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللّٰهُ بِهٖ اَبَاكَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا كَلَّمَ اللّٰهُ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ وَاَحْيٰى اَبَاكَ فَكَلَّمَهٗ كِفَاحًا قَالَ يَا عَبْدِيْ تَمَنَّ عَلَىَّ اُعْطِكَ قَالَ يَا رَبِّ تُحْيِيْنِيْ فَاُقْتَلَ فِيْكَ ثَانِيَةً قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّهٗ قَدْ سَبَقَ مِنِّيْ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ فَنَزَلَتْ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا اَلْاٰيَةَ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۷۸) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے تو فرمایا اے جابر کیا وجہ ہے کہ میں تم کو دل شکستہ دیکھتا ہوں۱ میں نے عرض کیا کہ میرے والد شہید ہوگئے اور بچے اور قرض چھوڑ گئے۲ فرمایا کیا میں تم کو اس کی بشارت نہ دوں جس سے اللہ نے تمہارے والد سے ملاقات کی ہے۳ میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اللہ نے کسی سے بھی کبھی کلام نہ کیا مگر پردے کے پیچھے سے اور تمہارے والد کو زندہ کیا تو ان سے منہ در منہ کلام فرمایا۴ فرمایا اے میرے بندے مجھ سے تمنا کر میں تجھے دوں گا ۵ انہوں نے عرض کیا اے رب مجھے زندہ کر تاکہ دوبارہ تیری راہ میں قتل کیا جاؤں ۶ تو رب تعالٰی نے فرمایا کہ ہمارا قانون جاری ہو چکا ہے کہ وفات یافتہ لوٹائے نہ جائیں گے۷ تب یہ آیت اتری کہ جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے انہیں مردہ نہ سمجھو۸ (ترمذی)

(۵۹۷۸)۱ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سوال واقعہ غزوہ احد کے بعد کا ہے جیسا کہ جواب سے معلوم ہورہا ہے یہ سوال عالی اگلی کرم نوازی کی تمہید ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم امت کے دکھ درد سے بے خبر ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک کے ہر درد کی خبر ہے یہ سوال ایسا ہی ہے جیسے رب تعالٰی نے موسٰی علیہ السلام سے پوچھا تھا وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى (۲۰،۱۷) اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسٰی (کنزالایمان) یہ اگلے کلام کی تمہید تھی۔ ۲ یعنی مجھ پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ قرض اور بہنوں کا بوجھ مجھ ناتجربہ کار پر پڑ گیا اب میں کیا کروں۔ ۳ یعنی اے جابر اپنے والد کے اخروی درجات سنو جس سے تمہارا غم غلط ہو جائے ان فکروں سے تمہاری توجہ ہٹ جائے آخرت کی نعمت ادھر کا دھیان ایسا ٹیکہ ہے جس سے دنیا کے رنج و غم و تکالیف محسوس نہیں ہوتے۔ ۴ یعنی بعد ... رب تعالٰی شہداء سے کلام تو فرماتا ہے مگر آج تک اس نے اپنا دیدار کسی شہید کو نہیں دیا تمہارے والد پہلے وہ

شہید ہیں جنہیں دیدار بھی دیا کلام بھی کیا لہٰذا تمہارے والد شہداء میں دوسرے شہیدوں سے افضل ہیں۔ مسئلہ اس زندگی میں بلاواسطہ ربّ نے کلام کسی سے نہ کیا سوائے موسیٰ علیہ السلام کے بعد وفات قیامت سے پہلے کسی کو دیدار نہیں دیا۔ سوائے عبداللہ کے اس زندگی میں کسی کو اپنا دیدار نہیں دیا سواء ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو معراج میں عطا ہوا۔ بعد موت ہر شخص ربّ کا کلام سنے گا صدق عبدی یا کذب عبدی یہ سننا قبر کے حساب کے بعد ہوگا اور مومن کو دیدار الٰہی قیامت میں ہوگا۔ پھر جنت میں ہوا کرے گا۔ ۵؎ یعنی ربّ تعالیٰ نے ان کو اپنا دیدار بھی دیا اور بلاواسطہ کلام بھی کیا معلوم ہوا کہ جو کچھ عالم ارواح میں ہورہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مدینہ منورہ سے دیکھ رہی ہے۔ اور جو کچھ وہاں گفتگو ہورہی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے سن رہے ہیں جب لامکان کے کام و کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں دیکھ سن رہے ہیں تو یقینی بات ہے کہ ہر جگہ کے کام و کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتے دیکھتے ہیں کیونکہ مدینہ منورہ سے وہ عالم ارواح دور ہے ہمارا گجرات قریب ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ بندہ اپنی زندگی میں ربّ کو راضی کرے تو انشاء اللہ بعد موت ربّ ہم کو راضی کرے گا۔ ہم یہاں اللہ رسول سے پوچھ پوچھ کر کام کریں انشاء اللہ وہاں ربّ تعالیٰ ہم سے پوچھ پوچھ کر انعام دے گا۔ ۶؎ یعنی مجھے جو مزہ تیری راہ میں سر کٹانے میں آیا وہ کسی چیز میں نہ آیا مولیٰ تمنا ہے کہ پھر دنیا میں جاؤں اور تیرے نام پر سر کٹاؤں ۷؎ یعنی ہمارا یہ قانون نہیں کہ جسے امتحان لیکر پاس کردیں۔ اس کا دوبارہ امتحان لیں تم تو اول نمبر پاس ہوکر آ گئے اب دوبارہ امتحان کیسا۔ خیال رہے کہ مرنے کے بعد دنیا میں لوٹ کر نہ آنا یہ ربّ کا قانون ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا پر مردوں کا زندہ ہوکر آنا یہ ان کی خصوصیت ہے قانون اور خصوصیات میں فرق ہے یوں ہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے والدین کا زندہ کرنا انہیں کلمہ پڑھانا صحابی بنانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے ۸؎ یہاں تو ارشاد ہے کہ شہداء کو مردہ مت سمجھو مگر دوسری جگہ ارشاد ہے کہ شہداء کو مردہ نہ کہو۔

وَعَنْهُ قَالَ اسْتَغْفَرَلِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ مَرَّةً ۔ (اَلتِّرمِذِیُّ)

(۵۹۷۹) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے پچیس بار دعاء مغفرت کی ۱؎ (ترمذی)

(۵۹۷۹) ۱؎ یا تو ایک ہی مجلس میں پچیس بار ان کے لیے دعا مغفرت فرمائی یا متعدد موقعوں پر دعائیں فرمائیں خیال رہے کہ حضرت جابر ابن عبداللہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے انصاری اسلمی ہیں بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے شام اور مصر میں قیام رہا چورانوے سال عمر پائی ۷۴ ہجری میں وفات پائی جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ مدینہ منورہ کے آخری صحابی ہیں۔ آپ کی وفات پر مدینہ منورہ میں صحابہ کا دور ختم ہوگیا (مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَمْ مِنْ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِیْ طِمْرَیْنِ لَا یُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ مِنْهُمُ الْبَرَآءُ ابْنُ مَالِكٍ (رَوَاهُ التِّرمِذِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

(۵۹۸۰) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہت سے پریشان بال غبار میں اٹے ہوئے پرانے کپڑے والے جن کی پرواہ نہ کی جائے اگر اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ پوری کردے ۱؎ ان میں سے براء ابن مالک ہیں ۲؎ (ترمذی، بیہقی، دلائل النبوۃ)

(۵۹۸۰) ۱؎ یعنی میری امت میں بعض غرباء مساکین جن کی کوئی نہ سنے وہ عنداللہ ایسے مقبول ہوں گے کہ اگر وہ کہہ دیں کہ خدا کی قسم تو جنتی ہے یا قسم خدا کی تجھے بیٹا ملے گا یا قسم اللہ کی کل بارش ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کی لاج رکھتے ہوئے یہ کام کردے بزرگوں سے دعا

کرانے کی اصل یہ حدیث بھی ہے اللہ بے قراروں کی سنتا ہے یا بے قرار بنو یا کسی بے قرار سے دعا کراؤ۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دُعَاهُ (۲۷،۶۲) یا وہ جولاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے۔ (کنز الایمان) ۲؎ آپ حضرت انس ابن مالک کے بھائی ہیں۔ احد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے بڑے جانباز بہادر تھے۔ ان غزوات کے علاوہ موقعوں پر ایک سو کفار مبارزین کو قتل کیا (مرقات) جنگ یمامہ میں بڑی دلیری سے لڑے ۱۰ ہجری میں وفات ہوئی (اشعہ)

وَعَنِ ابْنِ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنَّ عَيْبَتِي الَّتِي اٰوِىْ اِلَيْهَا اَهْلُ بَيْتِي وَاِنَّ كَرِشِيَ الْاَنْصَارُ فَاعْفُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَاقْبَلُوْا عَنْ مُحْسِنِهِمْ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ)

(۵۹۸۱) روایت ہے ابو سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آگاہ رہو میرے وہ خاص لوگ جن کی طرف میں رجوع کرتا ہوں میرے گھر والے ہیں ۱؎ اور میرے اندرونی مشیر کار انصار ہیں تو ان کے خطا کاروں سے درگزر کرو اور ان کے نیک کاروں سے نیکی قبول کرو ۲؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

(۵۹۸۱) ۱؎ اہل بیت میں ازواج پاک اولاد مطہرات سب ہی داخل ہیں۔ ۲؎ اس فرمان عالی کی شرح پہلے گزر چکی کہ اس میں خطاب یا ساری امت سے ہے یا اسلام کے خلفاء اور بادشاہوں سے ہے کہ اگر کوئی انصاری کسی کے ذاتی معاملہ میں کچھ زیادتی کی کر دے تو اسے یہ سمجھ کر معاف کرو یہ ہمارے رسول کے میزبان بے مثال ہیں ان کا ہم سب پر احسان عظیم ہے اس پوری حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ مجھے اپنے گھر والوں اور جماعت انصار سے بہت ہی محبت ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُبْغِضُ الْاَنْصَارَ اَحَدٌ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

(۵۹۸۲) روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بغض رکھے گا انصار سے کوئی وہ شخص جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہو ۱؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن وصحیح ہے۔

(۵۹۸۲) ۱؎ یعنی جس کے دل میں ایمان ہے وہ جنس انصار سے یا سارے انصار سے بغض نہ رکھے گا (مرقات) لہٰذا اگر کسی شخص کا کسی انصاری سے کسی ذاتی معاملہ میں اختلاف ہو جائے اس کے متعلق یہ حکم نہیں یا اگر انصار کی کوئی بات خلاف قانون اسلامی ہونے کی وجہ سے قبول نہ کی جائے وہ اس حکم کی زد میں نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد انصار نے کہا تھا کہ ایک امیر ہم میں سے چاہئے ایک تم مہاجرین میں سے تو حضرت ابو بکر صدیق نے ان کی یہ رائے یہ حدیث پیش کر کے رد فرمادی کہ الخلافۃ فی القریش۔

وَعَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِي طَلْحَةَ قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ قَوْمَكَ السَّلَامَ فَاِنَّهُمْ مَاعَلِمْتُ اَعِفَّةٌ صُبُرٌ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۸۳) روایت ہے حضرت انس سے وہ ابو طلحہ سے راوی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی قوم کو سلام کہو ۱؎ کیونکہ جیسا میں جانتا ہوں وہ لوگ پاک باز صبر والے ہیں ۲؎ (ترمذی)

(۵۹۸۳) ۱؎ اقرا اگر الف کے زبر اور رے کے کسرہ سے ہو تو اس کے بعد علیٰ نہیں آتا اور اگر الف کے کسرہ اور رے کے فتحہ سے ہو تو بعد میں علیٰ آتا ہے اقرا علیٰ فلاں یہاں پہلی قراءۃ ہے غالبًا کسی جگہ انصار جمع ہوئے ہوں گے حضرت ابو طلحہ بھی وہاں جا رہے ہوں گے تب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کو ان کے ذریعہ سلام کہلایا۔ معلوم ہوا کہ کسی خاص شخص کو بھی سلام بھیجنا جائز ہے اور خاص قوم کو عام لوگوں کو بھی یہاں قومک سے مراد انصار ہیں کیونکہ ابوطلحہ خود انصاری ہیں ۲؎ یعنی ہم انصار کو سلام اس احترام کی وجہ سے بھیج رہے ہیں جو ان کا ہمارے دل میں ہے اور احترام کی وجہ ان کی یہ دوصفات ہیں تقویٰ پرہیزگاری اور مصیبتوں، جہادوں میں صبر، اعفہ جمع ہے عفیف۔ کی بمعنی پاک دامن صبر، ص اور ب کے پیش سے جمع صابر کی۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُوْ حَاطِبًا اِلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَاِنَّهٗ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَّةَ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۹۸۴) روایت ہے حضرت جابر سے کہ حاطب کا غلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۱؎ حاطب کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتا تھا تو بولا یا رسول اللہ حاطب دوزخ میں جائیں گے ۲؎ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے جھوٹ کہا وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوئے ہیں ۳؎ (مسلم)

(۵۹۸۴) ۱؎ یہ حاطب وہی حاطب ابن ابی بلتعہ ہیں جنہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے کی خبر اہل مکہ کو بھیجی تھی جس کا واقعہ پہلے گزر چکا۔ ۲؎ یا تو اس لیے حاطب دوزخ میں جائیں گے کہ انہوں نے مسلمانوں کی جاسوسی کفار کے لیے کی یا اس لیے کہ وہ مجھ پر بہت ظلم کرتے ہیں۔ ۳؎ یعنی دوزخ میں نہیں جاسکتے کہ وہ غزوہ بدر اور بیعت الرضوان دونوں میں شریک ہوئے ہیں اور ان دونوں میں سے ایک میں شرکت کرنے والا بھی جنتی ہے ان کا جاسوسی کا قصور ربّ تعالیٰ نے معاف کردیا۔ اور وہ تجھ پر ظلم نہیں کرسکتے جسے تو ظلم سمجھتا ہے وہ ظلم نہیں ہے خیال رہے کہ نبی کے صحابی ظالم نہیں ہوتے حضرت سلیمان کے صحابہ کے متعلق چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا تھا۔ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (۲۷،۱۸) تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں۔ (کنزالایمان) کہ تم کو وہ لوگ اپنے پاؤں سے کچل نہ دیں۔ حالانکہ انہیں خبر نہ ہو معلوم ہوا کہ چیونٹی کا بھی عقیدہ ہے کہ نبی اور نبی کے صحابی ظالم نہیں ہوتے وہ چیونٹیوں پر بھی ظلم نہیں کرتے اگر چیونٹی بھی ان کے پاؤں سے کچل جائے تو ان کی بے خبری بے توجہی کی وجہ سے کچل جائے گی۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ ذَكَرَ اللّٰهُ اِنْ تَوَلَّيْنَا اسْتُبْدِلُوْا بِنَا ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَنَا فَضَرَبَ عَلٰى فَخِذِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وَقَوْمُهٗ وَلَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِّنَ الْفُرْسِ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۸۵) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اگر تم منہ پھیرو گے تو ربّ دوسری قوم تمہارے سوا بدل لائے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے ۱؎ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ کون ہیں جن کے متعلق اللہ نے ذکر فرمایا کہ اگر ہم منہ پھیریں تو وہ ہماری عوض بدلہ میں لائے جائیں گے پھر وہ ہم جیسے نہ ہوں گے ۲؎ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سلمان فارسی کی ران پر ہاتھ مارا پھر فرمایا کہ یہ اور ان کی قوم ہے ۳؎ اگر دین ثریا تارے کے پاس ہوتا تو فارس کے کچھ لوگ اسے پالیتے ۴؎ (ترمذی)

(۵۹۸۵) ۱؎ اس آیت کریمہ میں خطاب حضرات صحابہ سے ہے کہ اگر تم لوگ دین اسلام کی خدمت نہیں کرو گے تو تمہاری جگہ ربّ

تعالٰی دوسری قوم سے خدمت دین لے لے گا۔تم دین کے حاجت مند ہو دین تمہارا حاجت مند نہیں تب وہ سوال ہوا جو آگے مذکور ہے۔۲ یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون خوش نصیب ہیں جو ہمارے فیل ہو جانے کی صورت میں دین کو وہ سنبھالیں گے اور اس صورت میں وہ ہم سے اچھے ہوں گے اس قوم کا تعین فرمایئے۔۳ اس کی شرح پہلے ہو چکی کہ ظاہر یہ ہے کہ اس فرمان عالی میں امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں بلکہ ان کے معتقدین کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت ابوحنیفہ حضرت سلمان فارسی کے ہم وطن اور ہم قوم یعنی فارسی النسل ہیں۔امام اعظم اور ان کے شاگردوں نے دین کی وہ خدمات کیں جسے زمانہ یادر کھے گا۔اب بھی دنیا میں دو تہائی مسلمان حنفی ہیں باقی ایک تہائی میں سارے لوگ۔حدیث وآیات سے ایسے مسائل مستنبط فرمائے کہ سبحان اللہ یہ فرس فرما کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرما دیا کہ اس فرمان عالی میں اشارہ سارے عجم کی طرف نہیں ہے بلکہ اہل فارس مراد ہیں یعنی امام حنیفہ کیونکہ صرف آپ ہی فارسی النسل ہیں آپ کے سوا کوئی امام فارسی نہیں امام اعظم کے دادا حضرت زولمی حضرت علی کی محبت میں ایران چھوڑ کر کوفہ آبسے اس لیے آپ کوفی ہوئے۔

وَعَنْهُ قَالَ ذُكِرَتِ الْاَعَاجِمُ عِنْدَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَانَا بِهِمْ اَوْبِبَعْضِهِمْ اَوْثَقُ مِنِّی بِكُمْ اَوْبِبَعْضِكُمْ .(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۸۶) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عجمیوں کا ذکر کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان پر یا ان کے بعض پر زیادہ بھروسہ رکھتا ہوں جتنا مجھ کو تم پر تمہارے بعض پر بھروسہ ہے۱(ترمذی)

(۵۹۸۶)۱بکم اور بعضکم میں خطاب مطلقاً اہل عرب سے ہے یعنی بعض عجمی لوگ بعض عربیوں سے افضل ہوں گے ایمان میں تقویٰ میں علم میں عمل میں اجتہاد میں لہٰذا اس فرمان سے نہ تو لازم آتا ہے کہ غیر صحابی صحابی سے افضل ہو جائیں اور نہ یہ کہ عجمی عربی سے افضل ہوں مسئلہ جنس عربی جنس عجمی سے افضل ہے مگر بعض عجمی افراد بعض عربی افراد سے افضل ہیں چنانچہ عجمی مومن عربی کافر سے عجمی مخلص عربی منافق سے عجمی عالم عربی غیر عالم سے عجمی مجتہد عربی غیر مجتہد سے افضل ہے۔مسئلہ کوئی غیر صحابی کسی صحابی سے افضل بلکہ برابر نہیں ہوسکتا تمام جہان کے علماء صلحاء اولیاء غوث وقطب ایک صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتے وہ حضرات صحبت یافتہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آسمان ہدایت کے تارے اسلام کے ستون ہیں ایمان کے معیار میں تقویٰ کی کسوٹی ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین اس کی تحقیق ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ وَرُقَبَاءَ وَاُعْطِيْتُ اَنَا اَرْبَعَةَ عَشَرَ قُلْنَا مَنْ هُمْ قَالَ اَنَا وَابْنَایَ وَجَعْفَرُ وَحَمْزَةُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ . (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۸۷) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کے سات برگزیدہ اور حافظین ہوئے۱اور مجھے چودہ عطا فرمائے گئے ہم نے عرض کیا وہ کون ہیں فرمایا میں اور میرے دونوں بیٹے جعفر، حمزہ،۲ابوبکر، عمر مصعب ابن عمیر، بلال سلمان، عمار عبداللہ ابن مسعود، ابوذر، مقداد۳ (ترمذی)

(۵۹۸۷)۱؎ انجباء جمع ہے نجیب کی بمعنی شریف یا منتخب اور برگزیدہ اور رقباء جمع ہے رقیب کی بمعنی حافظ ونگہبان یعنی ہر نبی کے ان کی امت میں سات امتی ان کے منتخب اور ان نبی کے پاسبان ہوتے تھے مگر ہم کو اللہ تعالٰی نے ایسے برگزیدہ چودہ افراد عطا فرمائے ۲؎ جعفر ابن ابی طالب تو حضرت علی کے بھائی ہیں اور حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور آپ کے رضاعی بھائی ہیں۔ حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا نے حضور کو بھی دودھ پلایا ہے اور جناب حمزہ کو بھی آپ کی کنیت ابوعمارہ ہے آپ کا خطاب اسد اللہ ہے نبوت کے دوسرے سال ایمان لائے بدر میں شریک ہوئے اور جناب حمزہ کو بھی آپ کی کنیت ابوعمارہ ہے آپ کا خطاب اسد اللہ ہے نبوت کے دوسرے سال ایمان لائے بدر میں شریک ہوئے اور احد میں شہید ہوئے آپ کو وحشی ابن حرب نے شہید کیا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو یا چار سال پہلے پیدا ہوئے تھے (مرقات) ۳؎ معلوم ہوا کہ ان چودہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص قسم کا ایسا قرب حاصل ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں دوسرے حضرات کو اور قسم کی خصوصیات حاصل ہیں اس چمن میں ہر پھول کا رنگ و بو علیحدہ ہے تمام احادیث پر نظر رکھنی چاہیئے۔ علماء دین نے ساری احادیث کے مطالعہ سے جو مراتب حضرات صحابہ کے معلوم کئے ہیں ان پر اعتقاد رکھو کہ ان کی نظر ساری روایات پر تھی۔

وَعَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَمَّارِ ابْنَ يَاسِرٍ كَلَامٌ فَاغْلَظْتُ لَهٗ فِي الْقَوْلِ فَانْطَلَقَ عَمَّارٌ يَشْكُوْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ خَالِدٌ وَهُوَ يَشْكُوْهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَعَلَ يُغْلِظُ لَهٗ وَلَا يَزِيْدُهٗ اِلَّا غِلْظَةً وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاكِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ فَبَكٰى عَمَّارٌ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَرَاهُ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ وَقَالَ مَنْ عَادٰى عَمَّارًا عَادَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَ عَمَّارًا اَبْغَضَهُ اللّٰهُ قَالَ خَالِدٌ فَخَرَجْتُ فَمَا كَانَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رِّضٰى عَمَّارٍ فَلَقِيْتُهٗ بِمَا رَضِيَ فَرَضِيَ ۔

(۵۹۸۸) روایت ہے حضرت خالد ابن ولید سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ میرے اور عمار ابن یاسر کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہوگئی تو میں نے گفتگو میں ان پر بہت سختی کی ۲؎ عمار میری شکایت کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے پھر خالد پہنچے ۳؎ فرمایا عمار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کررہے تھے تو خالد ان پر بہت سختی کرنے لگے ۴؎ ان کی سختی بڑھتی گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے ۵؎ کچھ کلام نہیں فرماتے تھے جناب عمار رونے لگے ۶؎ بولے یا رسول اللہ حضور خالد کو دیکھتے نہیں ۷؎ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا جو عمار سے دشمنی کرے خدا اس سے دشمنی کرے اور جو عمار سے بغض رکھے خدا اس سے ناراض ہو ۸؎ خالد فرماتے ہیں کہ پھر میں نکلا تو مجھے حضرت عمار کی خوشنودی سے زیادہ پیاری کوئی چیز نہ تھی ۹؎ پھر میں نے ان سے ان کی رضا کا برتاؤ کیا تو وہ راضی ہوگئے۔ ۱۰؎

(۵۹۸۸)۱؎ آپ مخزومی ہیں آپ کی والدہ لبانہ صغریٰ ہیں یعنی حضرت اُم المومنین میمونہ کی ہمشیرہ زمانہ جاہلیت میں قریش کے سردار تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو لقب سیف اللہ دیا ۲۱ ہجری میں وفات ہوئی مقام حمص شام میں آپ کا مزار ہے عبداللہ ابن عباس آپ کے خالہ زاد بھائی ہیں (اکمال، مرقات) ۲؎ یہاں سختی سے مراد گالی یا تہمت نہیں ہے بلکہ سخت آواز سے بات کرنا مراد ہے جیسے کہ غصہ میں ہوا کرتا ہے۔ کہ آواز اور طرح کی نکلتی ہے یہ جھگڑا کسی ذاتی معاملہ میں ہوا ہوگا نہ کہ دینی مسئلہ میں۔ ۳؎ یہ قول یا تو کسی راوی کا ہے کہ خالد آئے یا خود خالد ہی کا ہے رضی اللہ عنہ کہ اپنا نام لے کر بیان کیا یہ نہ فرمایا کہ میں آیا ۴؎ یعنی حضرت خالد جوش غصہ میں حضور انور صلی اللہ

علیہ وسلم کے سامنے جناب عمار پر سختی کرنے ان سے غصہ سے کلام کرنے لگے ابھی دربار عالی سے واقف نہ تھے یا اس وقت تک آداب آستانہ کی آیات نہ آئی تھیں اس لیے آپ پر بے ادبی کا اعتراض نہیں ہوسکتا۔۵؎ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاموشی میں بہت کچھ فرما دیا تھا جسے حضرت خالد نہ سمجھ سکے غصہ کی وجہ سے۔حضور کی اداؤں میں تامل اور غور سکون قلب سے ہی ہوسکتا ہے۔اللہ تعالٰی وہ سکون قلب نصیب کرے،جو حضور کی اداؤں تک پہنچا دے۶؎ حضرت عمار اپنی بے بسی جناب خالد کی سختی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی ان تینوں کو دیکھ کر رو پڑے پس رونے ہی کی دیر تھی دریائے رحمت جوش میں آ گیا۔مولانا روم فرماتے ہیں:

تانہ گرید ابر کے خند و چمن — تانہ گرید طفل کے جوشد لبن!

زور را بگزار زاری راگبیر — رحم سوئے زاری آید اے فقیر

۷؎ یعنی حضور کیا میری بے بسی اور خالد کی سختی پر توجہ نہیں فرماتے یہاں دیکھنے سے مراد توجہ فرمانا ہے۸؎ قربان ان اداؤں کے ایک دعا میں سب کچھ فرما دیا۔حضرت خالد کا غصہ ٹھنڈا کر دیا عمار کا طرہ آفتاب تک پہنچا دیا۔دونوں کے دلوں کو ملا دیا جناب عمار کا درجہ اور مقام سمجھا دیا اس کا نتیجہ وہ ہوا جو آگے مذکور ہے۔۹؎ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا شریف سے میرے دل کی دنیا بدل گئی اس دل میں عمار کی محبت عزت وعظمت بھر گئی آپ اس مجلس پاک سے اٹھے بھی اس لیے کہ حضرت عمار کو علیحدگی میں بلا کر معافی مانگ لیں اپنی گزشتہ کوتاہی کا کفارہ کرلیں رضی اللہ عنہما اب حضرت خالد کو جناب عمار سب سے زیادہ محبوب ہوگئے انہیں راضی کرنے کو اولین فرض سمجھنے لگے۱۰؎ چنانچہ حضرت خالد ان کے سینے سے لپٹ گئے ان سے معافی مانگی ان کے سامنے بہت ہی تواضع کی اور جس قدر اسباب رضا ہوسکتے تھے وہ سب جمع کر کے انہیں منالیا۔خیال رہے کہ آخر کار حضرت عمار جناب علی کے ساتھ تھے۔اور جماعت امیر معاویہ کے ہاتھوں شہید ہوئے۔مگر امیر معاویہ اس حدیث کی زد میں نہیں آتے۔کیونکہ وہاں اختلاف رائے تھا عداوت نہ تھی جیسے برادران یوسف علیہ السلام اور حضرت سارہ زوجہ ابراہیم علیہ السلام کہ انہیں حضرت یوسف علیہ السلام سے یا بی بی ہاجرہ سے اختلاف تھا بغض نہ تھا نہ عداوت تھی یہ بات یاد رکھو یہاں دنیا میں تو حضو دلوں کی دنیا بدل دیتے ہیں قیامت کا نقشہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دم سے بدل جائے گا شعر:-

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا — اوڑھ کر کالا کمبل وہ آ جائیں گے حشر کا سارا نقشہ بدل جائے گا

وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَالِدٌ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَنِعْمَ فَتَی الْعَشِیْرَةِ ۔ (رَوَاهُمَا اَحْمَدُ)

(۵۹۸۹) روایت ہے حضرت ابوعبیدہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۱؎ اور یہ اپنے کنبے کے بہترین جوان ہیں۲؎ (احمد)

(۵۹۸۹)۱؎ یعنی اللہ کی تلواریں دو قسم کی ہیں۔مشہور تلوار اور غیر مشہور خالد ان میں سے ایک ہیں جو مشرکین و کفار پر اللہ نے سونتی ہے۔۲؎ یعنی حضرت خالد قبیلہ بنی مخزوم میں بہترین بندے اور صالح مرد ہیں دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے مرفوعًا روایت کی کہ خالد اللہ کی تلوار ہیں۔حمزہ اللہ رسول کے شیر ہیں ابوعبیدہ ابن جراح اللہ رسول کے امین ہیں۔حذیفہ ابن یمان صفی الرحمٰن ہیں (یعنی اللہ کے چنے ہوئے بندے) عبدالرحمٰن ابن عوف اللہ کے تاجروں میں سے ہیں (مرقات) خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جس کو بھی خطاب دیتے ہیں بالکل درست اور برمحل دیتے ہیں حضور کے خطابات دنیاوی حکومتوں کے نہیں کہ نرے جاہل کو شمس

العلماء بڑے بزدل کو خان بہادر کے خطاب دیئے جاتے ہیں۔

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اَمَرَنِىْ بِحُبِّ اَرْبَعَةٍ وَ اَخْبَرَنِىْ اَنَّهٗ يُحِبُّهُمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِّهِمْ لَنَا قَالَ عَلِيٌّ مِّنْهُمْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ ثَلٰثًا وَاَبُوْ ذَرٍّ وَ الْمِقْدَادُ وَ سَلْمَانُ اَمَرَنِىْ بِحُبِّهِمْ وَاَخْبَرَنِىْ اَنَّهٗ يُحِبُّهُمْ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

(۵۹۹۰) روایت ہے بریدہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے چار شخصوں کی محبت کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے[۱] عرض کیا گیا یارسول اللہ ہم کو ان کے نام بتائیں۔[۲] فرمایا علی ان میں سے ہیں یہ تین بار فرماتے رہے[۳] اور ابوذر اور مقداد اور سلمان ہیں کہ مجھے ان سے محبت کا حکم دیا اور خبر دی کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے[۴] (ترمذی) فرمایا کہ یہ حدیث حسن بھی ہے غریب بھی۔

(۵۹۹۰)[۱] یوں تو ربّ تعالیٰ ہر مومن و متقی خصوصاً ہر صحابی سے محبت کرتا ہے۔ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ مگر ان چار حضرات سے خصوصی محبت فرماتا ہے محبت کی بہت نوعیتیں ہوتی ہیں[۲] تاکہ ہم بھی ان سے محبت کریں اللہ رسول کے پیارے ہمارے بھی پیارے ہونے چاہئیں[۳] بار بار فرمانے سے معلوم ہوا کہ حضرت علی ان چاروں میں فرد اعلیٰ ہیں[۴] یہ اس اجمال کی تفصیل ہے جو اجمال ابھی گزرا یہ حضرات اللہ کے محبوب کیوں نہ ہوں حضرت علی کے فضائل و مناقب ہمارے شمار سے سوا ہیں ابوذر بڑے عابد تھے بڑے تارک الدنیا صحابی ہیں حضرت مقداد چھٹے مومن ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے آپ حضرت عثمان غنی کی خلافت میں فوت ہوئے انہیں نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی اور حضرت سلمان تو اہل بیت میں شمار ہیں تین سو سال حضور کی تلاش میں پریشان سرگردان رہے آخر کار پہنچ گئے چٹائیاں بنا کر روزی کماتے اسی پر گزارہ کرتے تھے اپنی غنیمت اور وظیفے کو فقراء پر تقسیم کر دیتے تھے (اشعہ) یہ حضرات شکل انسانی میں فرشتے بلکہ فرشتوں سے افضل تھے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ اَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَيِّدَ نَايَعْنِىْ بِلَالًا ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۹۹۱) روایت ہے حضرت جابر سے فرمایا کہ جناب عمر فرماتے تھے کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور عتیق ہمارے سردار یعنی بلال کو آزاد کیا[۱] (بخاری)

(۵۹۹۱) پہلا لفظ سید آپ نے حقیقتاً فرمایا دوسرا سید تواضع اور انکسار کے طور پر کیونکہ حضرت بلال سے حضرت عمر افضل ہیں بعض شارحین نے فرمایا کہ سیادت سے افضلیت لازم نہیں آتی جیسے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر معاویہ سے بڑھ کر سید نہ دیکھا حالانکہ آپ نے خلفاء راشدین کو دیکھا ہے خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق دو طرح ہمارے سید ہیں ایک تو بذات خود دوسرے ہمارے سید کے آقا، جب حضرت بلال کی وفات کی خبر ہوئی تو آپ روتے تھے اور فرماتے تھے۔ شعر:۔

اٹھ گیا آج زمانہ سے ہمارا آقا   اٹھ گیا آج نقیب چشم پیغمبر!
اقبال کس کے لطف کا یہ فیض عام ہے   رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ حَازِمٍ اِنَّ بِلَالًا قَالَ لِاَبِىْ بَكْرٍ اِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِىْ لِنَفْسِكَ فَاَمْسِكْنِىْ وَاِنْ

(۵۹۹۲) روایت ہے حضرت قیس ابن ابی حازم سے[۱] کہ جناب بلال نے حضرت ابوبکر سے عرض کیا کہ اگر آپ نے مجھے اپنی

كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِىْ لِلّٰهِ فَدَعْنِىْ وَعَمَلَ اللّٰهِ ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ)

ذات کے لیے خریدا ہے تو مجھے رکھئے اور اگر آپ نے مجھے اللہ کے لیے خریدا ہے تو مجھے اللہ کے عمل کے لیے چھوڑ دیجئے۲ (بخاری)

(۵۹۹۲)۱آپ قبیلہ بنی احمس سے ہیں اسلام لانے مدینہ منورہ آئے تو حضور وفات پا چکے تھے کوفہ کے تابعین میں سے ہیں عشرہ مبشرہ میں سے آپ نے نوصحابہ سے روایت کی یعنی سوائے عبدالرحمٰن ابن عوف کے یہ آپ کی خصوصیت ہے غزوہ نہروان میں حضرت علی کے ساتھ تھے سو برس سے زیادہ عمر ہوئی ۹۸ ہجری میں وفات ہوئی (مرقات)۲حضور انور کی وفات کے بعد حضرت بلال تاب فراق نہ لاکر دمشق جانے لگے تب حضرت صدیق نے کہا اے بلال مدینہ میں رہو ہم کو اپنی دلنواز اذان سنایا کرو تب آپ نے حضرت صدیق سے یہ عرض کیا بعض روایات میں ہے کہ آپ نے عرض کیا اے میرے مولیٰ اب میں مسجد نبوی حضور سے خالی نہیں دیکھ سکتا۔شعر:-

چہ مشکل ترازیں بر عاشق راز که بے دلدار بیند جاء دلدار

چنانچہ آپ شام کے قافلہ کے ساتھ دمشق چلے گئے وہاں ہی ۲۰ ہجری میں وفات پاگئے (اشعہ) اس گنہگار نے قبر انور کو بوسہ دیا ہے۔

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّىْ مَجْهُوْدٌ فَاَرْسَلَ اِلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ فَقَالَتْ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَاعِنْدِىْ اِلَّا مَآءٌ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى اُخْرٰى فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَقُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّضَيِّفُهٗ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰى رَحْلِهٖ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ قَالَتْ لَا اِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِىْ قَالَ فَعَلِّلِيْهِمْ بِشَىْءٍ وَنَوِّمِيْهِمْ فَاِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَاَرِيْهِ اَنَّا نَاْكُلُ فَاِذَا اَهْوٰى بِيَدِهٖ لِيَاْكُلَ فَقُوْمِىْ اِلَى السِّرَاجِ كَىْ تُصْلِحِيْهِ فَاَطْفِئِيْهِ فَفَعَلَتْ فَقَعَدُوْا وَاَكَلَ الضَّيْفُ وَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ اَوْضَحِكَ اللّٰهُ مِنْ فُلَانٍ وَّفُلَانَةٍ وَفِىْ رِوَايَةٍ مِّثْلُهٗ وَلَمْ يُسَمِّ اَبَاطَلْحَةَ وَفِىْ اٰخِرِهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ

(۵۹۹۳) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا عرض کیا کہ میں بھوکا ہوں۱ تو حضور نے اپنی بعض ازواج کے پاس بھیجا۲ وہ بولیں اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۳ پھر دوسری کے پاس بھیجا انہوں نے بھی اسی طرح کہا اور سب نے اسی طرح کہا۴ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے کون مہمان بنائے گا اللہ اس پر رحم کرے۵ تو انصار میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے جنہیں ابوطلحہ کہا جاتا تھا۶ وہ بولے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں چنانچہ وہ انہیں اپنے گھر لے گئے۷ اپنی بیوی سے بولے کیا تمہارے پاس کچھ ہے وہ بولیں نہیں سوائے میرے بچوں کے کھانے کے۸ فرمایا تم انہیں کسی چیز سے بہلا دینا سلا دینا۹ پھر جب ہمارا مہمان آئے تو انہیں دکھانا کہ ہم کھا رہے ہیں۱۰ جب وہ اپنا ہاتھ کھانے کے لیے بڑھائیں تو تم چراغ کی طرف ٹھیک کرنے کے بہانے کھڑی ہونا اسے بجھا دینا۱۱ انہوں نے ایسا ہی کیا یہ سب بیٹھ گئے اور مہمان نے کھالیا انہوں نے بھوکے رات کاٹ دی۱۲ پھر سویرا ہوا یہ رسول اللہ کے پاس حاضر ہوئے۱۳ تو رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ خوش ہوا یا راضی ہوا فلاں اور فلاں

وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

سے۱۴ ایک روایت میں ہے تو یوں ہی مگر ابوطلحہ کا نام نہیں لیا ہے اس کے آخر میں یہ ہے کہ تب اللہ نے آیت اتاری اور ترجیح دیتے ہیں اپنی جانوں پر اگر چہ انہیں خود بھوک ہو۱۵ (مسلم بخاری)

(۵۹۹۳) ۱ مجہود بنا ہے جہد سے بمعنی مشقت اس کے معنی ہیں مشقت رسیدہ مراد ہے بھوکا کہ بھوک بھی ایک سخت مشقت ہے (مرقات) ۲ یہ کہلا کر بھیجا کہ اگر کچھ کھانا ہو تو ایک بھوکے کے لیے بھیجو معلوم ہوا کہ نیکی کی ابتداء اپنے اور اپنے گھر سے کرنی چاہئے۔ ۳ یعنی سوائے پانی کے کوئی چیز نہ کھانے کی ہے نہ پینے کی ہمارا گھر ان سب سے خالی ہے۔ اللہ اکبر یہ ہے اس دولت خانہ کا حال جہاں سے اللہ کی نعمتیں تمام جہان میں تقسیم ہورہی ہیں۔ جن کے لنگر سے زمانہ پل رہا ہے۔ شعر:-

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

۴ یہ واقعہ اور ان جیسے واقعات فتح خیبر سے پہلے کے ہیں (مرقات) فتح خیبر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر زوجہ صاحبہ کو ایک سال کی کھجوریں، جو وغیرہ عطا فرمادیتے تھے۔ ۵ یضیف یا باب تفعیل سے ہے یا باب افعال سے دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی مہمان بنانا اسے کھانا کھلانا۔ ۶ آپ کا نام زید ابن سہل انصاری ہے حضرت انس کے سوتیلے والد جن کا مزار مقدس بصرہ میں ہے آپ کے حالات بیان ہوچکے ہیں۔ ۷ رحل سامان کو بھی کہتے ہیں اور سامان رکھنے کی جگہ یعنی گھر کو بھی یہاں دوسرے معنی میں ہے یعنی گھر (اشعۃ اللمعات) ۸ یعنی ہمارے گھر میں اتنا تھوڑا کھانا ہے کہ ہم تم تو کھائیں گے نہیں صرف بچوں کو کھلائیں گے وہ بھی بقدر ضرورت ہی کھلائیں گے اسی لیے قوت فرمایا طعام نہ فرمایا۔ ۹ یعنی ناسمجھ چھوٹے بچے بھوکے ہیں وہ بھوکے آسانی سے سو نہ سکیں گے مگر انہیں کسی صورت سے بہانہ سے سلا دینا سلانے کا حکم اس لیے دیا کہ بچے مہمان کو کھانا دیکھ کر صبر نہ کرسکیں گے روئیں گے شور مچائیں گے اس وجہ سے مہمان نہ کھاسکے گا۔ ۱۰ اس زمانہ میں مہمان بغیر میزبان کے کھانا نہیں کھاتا تھا۔ اس لیے ان کو مہمان کے ساتھ کھانا ضروری تھا اور اس وقت پردہ فرض نہ ہوا تھا نیز یہ بی بی صاحبہ بہت بوڑھی تھیں لہذا یہ دونوں میاں بیوی مہمان کے ساتھ کھانے میں مشغول ہوئے (مرقات) ۱۱ یعنی ہم تم دونوں مہمانوں کے ساتھ کھانے کے لیے بیٹھیں پھر تم چراغ کی درستی کے بہانہ سے چراغ کو ہاتھ لگانا اور کھانس کر چراغ گل کردینا دیا سلائی اس زمانہ میں موجود نہ تھی اس لیے چراغ دوبارہ روشن نہ ہوسکے گا ہم تم جھوٹ موٹ کھاتے اور اپنے منہ کی طرف ہاتھ بڑھاتے رہیں اور خالی منہ چلاتے رہیں تاکہ مہمان سمجھے کہ ہم کھارہے ہیں اور وہ پیٹ بھر کر کھالے ۱۲ یعنی سارا گھر بھوکا سویا اور مہمان کو سیر کردیا ۱۳ یا تو نماز فجر پڑھنے مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئے مشکوۃ شریف کے بعض نسخوں میں الی رسول اللہ ہے تو غدا بمعنی ذہب ہے عام نسخوں میں علی رسول اللہ ہے کیونکہ غدا میں اقبل کے معنی شامل ہیں (مرقات) ۱۴ ان جیسی عبارتوں میں عجب یا ضحک بمعنی رضی ہوتا ہے یعنی اللہ تعالٰی ان کے اس کام سے راضی ہوگیا یا ان سے راضی اور خوش ہوگیا رضا سے مراد خصوصی رضا ہے اللہ تعالٰی ہر مومن سے راضی ہے اور قسم کی رضا اور ہر متقی پرہیز گار سے راضی ہے دوسری قسم کی رضا ان حضرات سے راضی ہے خصوصی رضا وہی یہاں مراد ہے فرماتا ہے۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (۱۸:۴۸) بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔ (کنزالایمان) ۱۵ یہ آیت انصار کی تعریف میں آئی ہے کہ یہ لوگ اپنی اور اپنے بال بچوں کی حاجت روک کر بھی دوسروں کی حاجت روائی کردیتے ہیں اس کے نزول کا سبب یہی واقعہ ہے۔ خیال رہے کہ شریعت کا مسئلہ ہے کہ پہلے خویش بعد میں درویش مگر عشق و رضا کا

فتویٰ یہ ہے کہ پہلے درویش بعد میں خویش چونکہ یہ شخص حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا تھا لہذا حضرت ابوطلحہ نے اس کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھا حضرت عمر کا آدھا مال خیرات کرنا آدھا مال گھر والوں کے لیے رکھنا شریعت تھا مگر حضرت صدیق اکبر کا اپنا سارا مال خیرات کرنا گھر میں جھاڑ دے دینا حکم طریقت تھا لہذا اس واقعہ پر یہ اعتراض نہیں کہ جناب ابوطلحہ نے اپنے بچوں کو بھوکا رکھ کر اجنبی شخص کو روٹی کیوں کھلادی۔

وَعَنْهُ قَالَ نَزَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلًا فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّوْنَ فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا يَا اَبَاهُرَيْرَةَ فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ نِعْمَ عَبْدُاللّٰهِ هٰذَا وَيَقُوْلُ مَنْ هٰذَا فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ بِئْسَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا حَتّٰى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ مَنْ هٰذا فَقُلْتُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ نِعْمَ عَبْدُاللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۹۴) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک منزل میں اترے تو لوگ گزرنے لگے[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھنے لگے۔ اے ابوہریرہ یہ کون ہے میں کہتا فلاں تو آپ فرماتے یہ اچھا بندہ ہے اور کہتے یہ کون ہے کہتا فلاں تو فرماتے یہ برا بندہ ہے۔[2] حتیٰ کہ خالد ابن ولید گزرے تو حضور نے فرمایا یہ کون ہے[3] میں نے کہا کہ خالد ابن ولید ہیں تو فرمایا خالد ابن ولید اچھے بندے ہیں اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔[4] (ترمذی)

(۵۹۹۴)[1] یہ واقعہ یا تو فتح مکہ کے سفر کا ہے یا کسی دوسرے سفر کا کہ اس دوران میں ایک منزل پر نزول فرمایا اور یہ واقعہ پیش آیا۔[2] خیال رہے کہ کسی کی برائی کرنا اس کے سامنے یا پیچھے جائز ہے جبکہ دوسرے کو اس کے فساد سے بچانا مقصود ہو محض گلہ مقصود نہ ہو۔ غیبت حرام ہے مگر غیبت میں چند شرطیں ہیں۔ مسلمان کی غیبت ہو اس کا چھپا ہوا عیب بیان کیا جائے۔ اور دلی غصہ وحسد کی بنا پر بیان ہو۔ لہذا اس حدیث پاک پر یہ اعتراض نہیں کہ یہ غیبت ہے۔[3] حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خالد ابن ولید کو پہچانتے ہیں مگر یہ سوال انہیں گواہ بنانے کے لیے ہے سوال کے بہت مقصد ہوتے ہیں بعض شارحین نے فرمایا کہ حضور انور خیمہ میں تھے حضرت ابوہریرہ باہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد کی آہٹ سن کر یہ سوال کیا۔[4] اس فرمان عالی کی شرح ابھی کچھ پہلے ہو چکی ہے بہت صحابہ اللہ کی تلوار ہیں ان میں سے حضرت خالد بھی ہیں۔ جیسے اسد اللہ حضرت علی مرتضیٰ بھی ہیں اور جناب امیر حمزہ بھی۔

وَعَنْ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لِكُلِّ نَبِيٍّ اَتْبَاعٌ وَاِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَ اَتْبَاعَنَا مِنَّا فَدَعَا بِهٖ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۹۹۵) روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے فرماتے ہیں کہ انصار نے عرض کیا یا نبی اللہ ہر نبی کے خاص تابعین ہیں ہم نے آپ کی اتباع کی ہے[1] دعا فرمائیں کہ اللہ ہمارے تابعین ہم میں سے بنائے[2] چنانچہ حضور نے یہ دعا کی[3] (بخاری)

(۵۹۹۵)[1] یعنی اللہ تعالٰی نے ہم کو یہ توفیق بخشی کہ ہم حضور کے خاص خدام خاص متبع ہوئے یہ توفیق اس کی مہربانی ہے۔[2] اس گزارش کے چند معنی ہو سکتے ہیں قوی اور ظاہر معنی یہ ہیں کہ تاقیامت جتنے مسلمان ہم انصار کی پیروی اور اطاعت کریں وہ کل قیامت میں ہمارے ہی زمرہ میں ہمارے ساتھ ہوں اللہ تعالٰی جو درجات ہم کو عطا فرمادے ان سب کو دے لہذا اس میں انشاء اللہ ہم سب مسلمان داخل ہیں یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ ہماری اولاد کو بھی انصاری کہا جائے۔[3] حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی اور رب تعالٰی نے ارشاد فرمایا:

مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (۹، ۱۰۰) مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ (کنزالایمان)

وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ اَكْثَرَ شَهِيْدًا اَعَزَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ وَقَالَ اَنَسٌ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ اُحُدٍ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ عَلٰى عَهْدِ اَبِيْ بَكْرٍ سَبْعُوْنَ .(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۹۹۶) روایت ہے حضرت قتادہ سے فرماتے ہیں کہ ہم عرب کے قبیلوں میں کوئی ایسا نہیں جانتے جو انصار سے زیادہ شہیدوں والا ہے اور قیامت میں زیادہ عزت والا ہو[1] بولے کہ حضرت انس نے فرمایا کہ انصار میں احد کے دن ستر شہید کئے گئے بیر معونہ میں ستر اور صدیق اکبر کے زمانہ میں یمامہ کے دن ستر[2] (بخاری)

(۵۹۹۶) [1] یعنی ہم تمام صحابہ میں یہ مشہور تھا اور ہے کہ انصار کا قبیلہ دنیا میں زیادہ شہیدوں والا ہے اور آخرت میں بہت درجات والا کہ یہ لوگ حضور کے میزبان معاونین اسلام اللہ رسول کے نام پر قربان ہیں انہیں میں زیادہ شہید ہیں۔ [2] دوسری جماعتوں میں اتنے حضرات شہید نہیں ہوئے چنانچہ غزوہ احد میں انصار چونسٹھ شہید ہوئے اور مہاجرین چھ بعض روایات میں ہے کہ ستر انصار شہید ہوئے اور مہاجرین میں صرف امیر حمزہ۔

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ كَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِيِّيْنَ خَمْسَةَ الْاٰفٍ خَمْسَةَ الْاٰفٍ وَقَالَ عُمَرُ لَاُفَضِّلَنَّهُمْ عَلٰى مَنْ بَعْدَهُمْ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۹۹۷) روایت ہے حضرت قیس ابن ابی حازم سے فرماتے ہیں کہ بدر والوں کا عطیہ پانچ پانچ ہزار تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں ان کو بعد والوں پر فضیلت دوں گا[1] (بخاری)

تَسْمِيَةُ مَنْ سُمِّيَ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ فِي الْجَامِعِ لِلْبُخَارِيِّ النَّبِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْهَاشِمِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُثْمَانَ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ الْقُرَشِيُّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِيُّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِيُّ خَلَّفَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِبْنَتِهٖ رُقَيَّةَ وَضَرَبَ لَهٗ بِسَهْمِهٖ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ الْهَاشِمِيُّ اَيَاسُ بْنُ بُكَيْرٍ بَلَالُ بْنُ رَبَاحٍ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيُّ حَاطِبُ بْنُ اَبِيْ بَلْتَعَةَ حَلِيْفٌ لِقُرَيْشٍ اَبُوْحُذَيْفَةَ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ الْقُرَشِيُّ حَارِثَةُ بْنُ الرُّبَيِّعِ الْاَنْصَارِيُّ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ كَانَ فِي النَّظَارَةِ خُبَيْبُ ابْنُ

ان بدر والوں کے نام جو بخاری کی جامع میں بیان کئے گئے[2] نبی محمد ابن عبداللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم[3] عبداللہ ابن عثمان یعنی ابوبکر صدیق قرشی[4] عمر ابن خطاب عدوی[5] عثمان ابن عفان قرشی جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دختر رقیہ کی تیمارداری کے لیے پیچھے چھوڑا اور ان کے لیے حصہ الگ رکھا[6] علی ابن ابی طالب ہاشمی[7] بلال ابن رباح یعنی ابوبکر صدیق کے غلام[8] حمزہ ابن عبدالمطلب ہاشمی[9] حاطب ابن ابی بلتعہ جو قریش کے حلیف تھے[10] ابو حذیفہ ابن عقبہ ابن ربیعہ قرشی[11] حارثہ ابن ربیعہ انصاری جو بدر کے دن شہید ہوئے[12] اور وہ حارثہ ابن سراقہ ہیں جو او۔ پی میں مقرر تھے[13] خبیب[14] ابن عدی انصاری خنیس ابن حذافہ سہمی[15] رفاعہ ابن رافع انصاری[16] رفاعہ ابن عبدالمنذر ابولبابہ انصاری[17] زبیر ابن عوام قرشی[18] زید ابن سہل یعنی ابوطلحہ انصاری[19] ابوزید انصاری[20] سعد ابن مالک زہری[21]

عَدِيّ الْاَنْصَارِيُّ خُنَيْسُ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ نِ الْاَنْصَارِيُّ رِفَاعَةُ بْنُ عَبْدِالْمُنْذِرِ اَبُوْ لُبَابَةَ الْاَنْصَارِيُّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِيُّ زَيْدُ ابْنُ سَهْلٍ اَبُوْ طَلْحَةَ نِ الْاَنْصَارِيُّ اَبُوْ زَيْدِ الْاَنْصَارِيُّ سَعْدُ ابْنُ مَالِكٍ نِ الزُّهْرِيُّ سَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ نِ الْقُرَشِيُّ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنُ نُفَيْلٍ نِ الْقُرَشِيُّ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ الْاَنْصَارِيُّ ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ الْاَنْصَارِيُّ وَاَخُوْهُ عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ نِ الْهُذَلِيُّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ نِ الزُّهْرِيُّ عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِيُّ عُبَادَةُ ابْنُ الصَّامِتِ الْاَنْصَارِيُّ وَ عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِيْفُ بَنِيْ عَامِرِ بْنُ لُوَيٍّ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو نِ الْاَنْصَارِيُّ عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ الْعَنَزِيُّ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ نِ الْاَنْصَارِيُّ عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَ الْاَنْصَارِيُّ عُتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ نِ الْاَنْصَارِيُّ قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُوْنٍ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الْاَنْصَارِيُّ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ مُعَوِّذُ بْنُ عَفْرَآءَ وَاَخُوْهُ مَالِكُ ابْنُ رَبِيْعَةَ اَبُوْ اُسَيْدٍ نِ الْاَنْصَارِيُّ مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ بْنَ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ عَبْدِ مُنَافٍ مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيُّ مَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ نِ الْاَنْصَارِيُّ مِقْدَادُبْنُ عَمْرٍو نِ الْكِنْدِيُّ حَلِيْفُ بَنِيْ زُهْرَةَ هِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ .

سعد ابن خولہ قرشی ۲۲ سعید ابن زید ابن عمرو ابن طفیل قرشی ۲۳ سہل ابن حنیف انصاری ۲۴ ظہیر ابن رافع انصاری ۲۵ اور ان کے بھائی ۲۶ عبداللہ ابن مسعود ہذلی ۲۷ عبدالرحمٰن ابن عوف زہری ۲۸ عبیدہ ابن حارث قرشی ۲۹ عبادہ ابن صامت انصاری ۳۰ عمرو ابن عوف جو بنی عامر ابن لوی کے حلیف تھے ۳۱ عقبہ ابن عمرو انصاری ۳۲ عامر ابن ربیعہ عنزی ۳۳ عاصم ابن ثابت انصاری ۳۴ عویم ابن ساعد انصاری ۳۴ ثابت انصاری' ابن مالک انصاری ۳۵ عتبان ابن مالک انصاری ۳۶ قدامہ ابن مظعون ۳۷ قتادہ ابن نعمان انصاری ۳۸ معاذ ابن عمرو ابن جموح ۳۹ معوذ ابن عفراء ۴۰ اور ان کے بھائی مالک ابن ربیعہ ابو اسید انصاری ۴۱ مسطح ابن اثاثہ ابن عباد بن عبدالمطلب ابن عبد مناف ۴۲ مرارہ ابن ربیع الانصاری ۴۳ معن بن عدی انصاری ۴۵ ہلال ابن امیہ انصاری ۴۶ اللہ تعالٰی ان سب سے راضی رہے۔

(۵۹۹۷) ۱؎ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المال سے جو وظیفے مقرر فرمائے تو فی انصاری پانچ پانچ ہزار درہم سالانہ تھے دوسروں کے وظیفے اس سے کم تھے اور حضرت عمر نے اس زیادتی کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ یہ حضرات درجات میں دوسروں سے افضل ہیں۔ ۲؎ اصحاب بدر تین سو تیرہ ہیں وہاں کفار ایک ہزار تھے امام بخاری نے یہاں ۴۴ حضرات کے نام ذکر کئے ہیں کچھ حضرات کے نام متفرق مقامات پر ذکر کئے اس بخاری میں ان کا تذکرہ مختلف حیثیتوں سے کیا کچھ نام بالکل ذکر نہ کئے یہ نام یکجا اس لیے ذکر کئے کہ ان ناموں کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں اگر اصحاب بدر کے نام پڑھ کر دعائیں کی جائیں تو انشاءاللہ قبول ہوں (اشعہ) یہ نام حروف تہجی کی ترتیب سے بیان ہوئے ہیں سوائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے۔ ۳؎ سب سے پہلے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف کیا برکت کے لیے اور یہ بتانے کے لیے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت شانہ بہ شانہ سپاہیوں کے ساتھ تھے موجودہ زمانہ کی طرح نہ تھے کہ لڑتے

ہیں سپاہی دور دور رہتے ہیں بڑے لوگ۔۴ آپ کا نام شریف عبداللہ ہے لقب عتیق خطاب صدیق قرشی ہیں تیم ابن مرہ کے خاندان سے ہیں اسلام سے پہلے آپ کا نام عبدرب الکعبہ تھا۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا (اشعہ) آپ کے والد بھی مومن صحابی ہیں ان کا نام عثمان ہے کنیت ابو قحافہ حضرت صدیق بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سایہ کی طرح رہے بدر کی رات عریش میں آپ کی حفاظت میں رات بھر تلوار لیے عریش کے اردگرد گھومتے رہے جدھر سے آہٹ پاتے ادھر ہی پہنچ جاتے تھے (مرقات) عریش وہی جگہ ہے جہاں آج مسجد عریش ہے یہاں حضرات صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک چھپر سا چھا دیا تھا۔ جہاں اللہ کے محبوب نے رات بھر دعائیں مانگی تھیں اس فقیر نے یہاں ایک رات گزاری ہے۔۵ آپ عدی ابن کعب کی اولاد سے ہیں آپ کے خاندان کا نام عدوی ہے یہ قریش کا مشہور خاندان ہے آپ کا نام عمر لقب فاروق اعظم ہے۔آپ دراز قد خوبصورت تھے آپ کی پیشین گوئی توریت میں بھی ہے قدرتی طور پر آپ کی ہیبت دلوں میں تھی آپ کی خلافت ساڑھے دس سال ہوئی تریسٹھ سال عمر شریف ہوئی آپ کے حالات شروع مرآت میں بیان ہو چکے۔۶ آپ کے حالات مذکور ہو چکے آپ حکماً بدر میں شریک ہوئے یعنی مدینہ منورہ میں آپ کا گھر آپ کے لیے بدر کا میدان بنا دیا گیا آپ کا لقب ذوالنورین ہے کیونکہ آپ کے نکاح میں حضور کی دو صاحبزادیاں تھیں رقیہ وکلثوم۔۶ آپ کے فضائل و کمالات ذروں اور تاروں کی طرح بے شمار ہیں آپ کی کنیت ابوتراب ہے لقب اسد اللہ الغالب پیر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی منگل کو آپ ایمان لائے سات سال کی عمر میں پست قدم، سرخ رنگ بڑی آنکھیں گھنی داڑھی وسیع العلم نہایت بہادر دلیر زاہد وسخی تھے آپ کی خلافت پانچ سال ہے ۱۷ رمضان شریف شب جمعہ کوکوفہ میں ابن ملجم مرادی کے ہاتھوں زخمی ہوئے ۲۱، رمضان میں شہید ہوئے عمر شریف تریسٹھ سال ۷ آپ لیثی ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے دارارقم میں ایمان لائے ۳۴ھ میں وفات ہوئی ۸ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن خاص ہیں آپ امیہ ابن خلف کے غلام تھے آپ کو وہ سخت ایذائیں دیتا تھا فتح مکہ کے دن کعبہ کی چھت پر پہلے آپ ہی نے اذان دی دمشق میں ۳۰ھ میں وفات پائی (اشعہ) اس فقیر نے قبر انور کی زیارت کی ہے الحمدللہ ۹ آپ کی کنیت ابوعمارہ ہے حضور کے چچا اور رضاعی بھائی بدر میں شریک احد میں شہید ہوئے حضور سے چار سال عمر میں زیادہ تھے آپ کی والدہ کا نام ہالہ بنت وہب ہے یعنی حضرت آمنہ کی بہت فرشتوں کو دیکھا گیا کہ آپ کی میت کو غسل دے رہے ہیں اور حنظلہ کو بھی (اشعہ) ۱۰ آپ کے حالات کچھ بیان ہو چکے ہیں آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے بدر وخندق وغیرہ غزوات میں شریک ہوئے ۳۰ تیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔عمر پینسٹھ سال ہوئی آپ کا اہل مکہ کو خط لکھنا وہ پکڑا جانا پہلے مذکور ہو چکا ہے ۱۱ آپ کے نام میں اختلاف ہے مشہور یہ ہے کہ آپ کا نام ہشام ابن عتبہ ابن ربیعہ ابن عبدالشمس ہے فضلاء صحابہ میں سے ہیں۔صاحب ہجرتین ہیں غزوہ یمامہ میں شہید ہوئے ترپن سال عمر ہوئی (اشعہ) ۱۲ ربیع حارثہ کی ماں کا نام شریف ہے والد کا نام سراقہ ہے آپ انصار کے پہلے شہید ہیں آج کل کی زبان میں نظارہ کا ترجمہ اوپی ہے جو جنگ میں کسی اونچی جگہ بیٹھ کر دشمن کی نگرانی کرتا ہے ۱۳ اور اپنی فوج کو مطلع کرتا ہے آپ اوسی ہیں بدر میں شریک ہوئے غزوہ رجیع ۳ھ میں کفار کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے انہوں نے آپ کو مکہ معظمہ لا کر بنو حارث کے ہاتھ فروخت کر دیا آپ نے بدر کے دن بنو حارث کے سردار کو قتل کیا تھا اس کی اولاد نے آپ کو خریدا اور سولی دی آپ پہلے سولی یافتہ ہیں۔آپ کی سولی کا واقعہ بہت مشہور ہے۔۱۴ آپ نے سولی کے وقت عرض کی کہ خدایا کوئی نہیں جو میرا اسلام میرے حبیب تک پہنچا دے تو ہی پہنچا دے چنانچہ حضرت جبرائیل نے آپ کا سلام حضور تک پہنچایا (اشعہ) آپ کے متعلق یہ شعر ہیں

لے سجناں میں توڑ نباہی جان دتی راہ تیرے　　حشر وہاڑے شرماں تلیوں رکھلیئں پردے میرے
مردے ویلے یار نہ ڈٹھا ایہہ افسوس ودھیرا　　چنگا سجناں کدوں کریں گا فیر میرے دل پھیرا

۱۵؎ آپ بی بی حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند ہیں غزوہ بدر میں شریک ہوئے احد میں زخمی ہوئے مدینہ منورہ آکر اس زخم سے وفات پائی پہلے حبشہ کے مہاجر تھے پھر مدینہ منورہ کے مہاجر ہوئے ان کی وفات کے بعد بی بی حفصہ انور کے نکاح میں آئیں (مرقات، اشعہ) ۱۶؎ دونوں باپ بیٹے صحابی انصاری ہیں بدر اور تمام غزوات میں شامل رہے جنگ جمل میں حضرت علی کے ساتھ۔تھے امیر معاویہ کی شروع سلطنت میں فوت ہوئے ۱۷؎ ابو البابہ انہی رفاعہ کی کنیت ہے آپ انصاری ہیں بیعت عقبہ میں شریک ہوئے قوی یہ ہے کہ آپ کو بدر کے موقع پر مدینہ منورہ میں حفاظت کے لیے رکھا گیا مگر غنیمت سے حصہ دیا گیا۔حضرت علی کی خلافت میں وفات ہوئی۔ایک موقع پر اپنے کو ستون سے باندھ دیا تھا۔اب تک اس ستون کا نام ستون ابولبابہ یا ستون توبہ ہے مسجد نبوی شریف میں ہے (اشعہ مرقات) ۱۸؎ آپ حضور کے پھوپھی زاد بھائی ہیں اور صدیق اکبر کے داماد یعنی صفیہ کے بیٹے اسماء کے خاوند جنگ جمل میں حضرت عائشہ کے ساتھ شہید ہوئے وادی عباع میں دفن ہوئے پھر وہاں سے آپ کی میت بصرہ پہنچائی گئی ان کی قبر مشہور ہے آپ کو ابن جرموز نے جو حضرت علی کا سپاہی تھا شہید کیا۔پھر حضرت علی کو اس نے اس قتل کی بشارت دی آپ نے فرمایا تو دوزخی ہے۔میں نے حضور کو فرماتے سنا کہ زبیر کا قاتل دوزخی ہوگا (اشعہ) ۱۹؎ آپ حضرت انس کے سوتیلے والد ام سلیم کے خاوند ہیں زید ابن سہل آپ کا نام ہے ابوطلحہ کنیت بارہا آپ کے حالات بیان ہو چکے ہیں بیعت عقبہ اور بدر وغیرہ میں شامل ہوئے۔بڑے امیر وسخی تھے ۳۱ ہجری میں وفات ہوئی۔ستتر سال عمر ہوئی (مرقات) ۲۰؎ آپ قرآن کے جامع اور قرآن کے حافظ صحابی ہیں آپ کے نام میں اختلاف ہے یا سعد ابن عمر ہے یا قیس ابن سکن۔۲۱؎ آپ ہی کو سعد ابن وقاص کہا جاتا ہے۔عشرہ مبشرہ سے ہیں۔حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر اسلام لائے حضور نے آپ سے فرمایا تھا اے سعد تیر مار تجھ پر میرے ماں باپ فدا مقام عقیق میں وفات پائی مدینہ منورہ میں دفن ہوئے ۵۵ پچپن ہجری امیر معاویہ کی سلطنت میں وفات ہوئی۔ستر سال سے زیادہ عمر ہوئی بہت ممالک اسلامیہ کے فاتح آپ ہی ہیں۔۲۲؎ آپ یمنی ہیں بدر میں حاضر ہوئے حجۃ الوداع میں مکہ معظمہ میں وفات پائی (اشعہ) ۲۳؎ آپ حضرت عمر کے بہنوئی ہیں آپ ہی کے ذریعہ حضرت عمر ایمان لائے مقام عقیق میں وفات پائی ۵۰ پچاس ہجری میں عمر شریف ستر سال سے زیادہ ہوئی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں آپ کے والد زید ابن عمر نے حضور سے ملاقات کی ہے مگر ظہور نبوت سے پہلے انہوں نے زمانہ جاہلیت میں بتوں کے نام کے ذبیحہ نہ کھائے انہیں موحد جاہلیت کہا جاتا ہے۔۲۴؎ آپ اوسی ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے حضرت علی نے آپ کو مدینہ منورہ کا حاکم بنایا پھر فارس کا کوفہ میں ۸۳ میں وفات پائی حضرت علی نے آپ کی نماز پڑھائی۔۲۵؎ آپ اوسی ہیں بیعت عقبہ ثانیہ اور بدر وغیرہ میں حاضر ہوئے ۲۶؎ ان کے بھائی کا نام مظہر ابن رافع ہے ۲۷؎ آپ کے فضائل بے شمار ہیں پہلے ذکر ہو چکے آپ خلافت فاروقی اور شروع خلافت عثمانی میں کوفہ کے افسر مال رہے پھر مدینہ منورہ میں رہے ۳۲ میں وفات ہوئی جنت البقیع میں دفن ہوئے ساٹھ سال سے زیادہ عمر ہوئی ۲۸؎ آپ بھی عشرہ مبشرہ سے ہیں زہرا ابن کلاب کی اولاد سے ہیں واقعہ فیل سے دس سال بعد ولادت ہوئی۔ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لائے اولاً حبشہ کی طرف ہجرت کی احد میں بیس سے زیادہ زخم کھائے آپ کے پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی ایک رکعت پڑھی ہے غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوئے اس کے کفارہ میں چار ہزار درہم خیرات کیے پھر چالیس ہزار دینار پھر پانچ سو گھوڑے پانچ سو اونٹ غازیوں کو دیئے حضور کی وفات کے بعد

ازواج پاک کی بہت ہی خدمت کی آپ کی چار بیویاں تھیں انہیں دس ہزار دینار میراث ملی خلافت عثمان میں وفات ہوئی (اشعہ) ۲۹؎ آپ کی کنیت ابوالحارث ہے قدیم الاسلام ہیں بدر کے دن ولید ابن عتبہ کو آپ نے للکار کر مقابلہ میں بلایا اور دونوں ایک دوسرے کے وار سے فوت ہوئے (اشعہ) ۳۰؎ آپ مشہور صحابی ہیں انصار کے نقیب تھے۔ دونوں بیعت عقبہ میں شریک ہوئے۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جامعین قرآن میں سے ہیں بیت المقدس میں وفات پائی بیاسی سال عمر ہوئی ۳۱؎ آپ قدیم الاسلام ہیں آپ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تَوَلَّوْا وَّاَعْیُنُهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ (۹۲،۹) اس پر یوں واپس جائیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسوا بلتے ہوں۔ (کنزالایمان) مدینہ منورہ میں رہے۔ امیر معاویہ کے آخری زمانہ میں وفات ہوئی۔ ۳۲؎ آپ کی کنیت ابومسعود انصاری ہیں بدری ہیں مشہور صحابی ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ آپ کا گھر بدر میں تھا غزوہ بدر میں شریک نہ ہوئے لہٰذا لفظ بدری سے امام بخاری کو دھوکا ہوا واللہ اعلم ۴۱ ہجری میں وفات ہوئی (مرقات واشعہ) ۳۳؎ آپ قبیلہ بنی عزہ سے ہیں عزہ آپ کے خاندان کے مؤرث اعلیٰ کا نام ہے صاحب ہجرتین ہیں تمام غزوات میں شریک ہوئے ۳۲ بتیس میں وفات پائی۔ ۳۴؎ آپ کی کنیت ابوسلیمان ہے انصاری ہیں بدر میں شریک ہوئے غزوہ رجیع میں آپ ہی کا واقعہ ہے کہ مشرکین نے جب آپ کا سر کاٹنا چاہا تو اللہ تعالٰی نے آپ کی لاش کی حفاظت کرنے کے لیے شہد کی مکھیاں اس پر بھیج دیں۔ جس سے مشرکین آپ کی لاش تک نہ پہنچ سکے پھر لاش مبارک کو سیلاب بہا کر لے گیا۔ آپ کی قبر کہیں نہیں بنی بنولحیان نے آپ کو شہید کیا تھا (مرقات، اشعہ) ۳۵؎ آپ انصاری اوسی ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ کی وفات، بعض کہتے ہیں کہ حضور انور کی حیات شریف میں ہی ہوگئی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کے بعد ۶۶ چھیاسٹھ سال عمر پائی (اشعہ) ۳۶؎ آپ خزرجی اوسی ہیں بدر میں حاضر ہوئے باوجودیکہ نابینا تھے آپ ہی کا یہ واقعہ ہے کہ آپ نے عرض کیا تھا کہ میں اپنی معذوری کی وجہ سے مسجد مقدس میں حاضر نہیں ہوسکتا ہوں۔ حضور میرے گھر تشریف لاکر ایک گوشہ میں دو رکعت ادا فرمالیں تاکہ میں وہاں نماز پڑھا کروں وہ جگہ مسجد خانہ بنا لوں حضور انور نے قبول فرمایا تھا۔ آپ کی وفات امیر معاویہ کے زمانہ میں ہوئی رضی اللہ عنہ (اشعہ) ۳۷؎ آپ حضرت عبداللہ ابن عمر کے ماموں ہیں دو ہجرتوں والے ہیں بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے حضرت عمر نے آپ کو بحرین کا حاکم مقرر فرمایا معزول بھر فرمادیا۔ ۶۸ سال عمر پائی ۳۶ چھتیس میں وفات ہوئی (اشعہ) ۳۸؎ آپ حضرت ابوسعید خدری کے اخیافی بھائی ہیں بیعت عقبہ اور بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے ۲۳ ہجری میں وفات ہوئی حضرت عمر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی (مرقات) ۳۹؎ آپ خزرجی انصاری ہیں بیعت عقبہ اور بدر وغیرہ میں شریک ہوئے آپ ہی نے معاذ ابن عفراء کے ساتھ مل کر ابوجہل کو قتل کیا آپ نے ابوجہل کا پاؤں کاٹ کر اسے زمین پر گرایا عکرمہ ابن ابوجہل نے آپ ہی کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جو بعد میں حضور نے اپنے لعاب شریف سے جوڑ دیا۔ ۴۰؎ آپ معاذ کے بھائی ہیں عفراء آپ کی ماں کا نام ہے جب ابوجہل زمین پر گر گیا تو اس کی گردن آپ نے کاٹی۔ پھر وہ سسک رہا تھا کہ اس خبیث کا سر حضرت عبداللہ ابن مسعود نے تن سے جدا کیا۔ غرضیکہ ابوجہل کے قتل میں تین صحابہ کی جماعت شریک ہوئی اللہ نے اس عظیم الشان کارخیر میں ایک جماعت کو حصہ دیا ان کے ایک بھائی عوف ہیں جو بدر میں شہید ہوئے (مرقات) ۴۱؎ یہ بھی حضرت معاذ و معوذ کے بھائی ہیں ان تینوں کی ماں عفراء بنت عبید ابن ثعلبہ ہیں آپ بدر و احد اور تمام غزوات میں شامل ہوئے ۶۰ ہجری میں وفات پائی ۷۷ سال عمر ہوئی آخر میں نابینا ہوگئے تھے سب سے آخری بدری آپ ہی فوت ہوئے آپ کی وفات سے زمین اہل بدر صحابہ سے خالی ہوگئی (اشعہ و مرقات) مالک نام ہے اور ابواسید کنیت ہے ۴۲؎ آپ کا نام عوف ہے مسطح آپ کا لقب ہے بدر، احد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے اُم المومنین

عائشہ صدیقہ کو تہمت میں آپ بھی شریک ہوگئے تھے آپ کی تہمت کی سزا اسی کوڑے لگائے گئے۔ جب آپ کا وظیفہ حضرت ابوبکر صدیق نے بند فرمادیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: وَلَا یَاْتَلِ اُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰى (۲۴،۲۲) اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں کو دینے کی۔ (کنزالایمان) تب آپ نے وظیفہ جاری کردیا اسی آیت میں حضرت صدیق کو اولوالفضل یعنی بعد رسول ساری مخلوف سے افضل فرمایا گیا ہم نے عرض کیا ہے۔

حق اولوالفضل کہے اور پیمبر صدیق تیرے مداح نبی تیرا ثنا گو اللہ

مسطح کی وفات ۳۴ھ میں ہوئی ۵۶ سال عمر پائی (مرقات وغیرہ) ۴۳؎ آپ انصاری عامری ہیں تیسرے وہ ہیں جو غزوۂ تبوک سے رہ گئے تھے۔ جن کا بائیکاٹ کیا گیا تھا پھر ان کی توبہ ربّ نے قبول فرمائی: وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ (۹،۱۱۸) اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے یہاں تک کہ جب زمین اتنی وسیع ہوکر ان پر تنگ ہوئی۔ (کنزالایمان) وہ تین حضرات حضرت کعب ابن مالک ہلال ابن امیہ مرارہ ابن ربیع ہیں اسی آیت کی وجہ سے سورۃ کا نام سورہ توبہ ہے۔ ۴۴؎ آپ بدری صحابی ہیں تمام غزوات میں شریک ہوئے خلافت صدیقی میں غزوہ یمامہ میں شریک ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حضرت زید ابن خطاب کا بھائی بنایا یہ دونوں ایک ہی دن میں شہید ہوئے۔ ۴۵؎ مقداد کے والد عمرو نے قبیلہ بنی کندہ سے معاہدہ کیا تھا ان کے حلیف تھے اس لیے انہیں کندی کہا جاتا ہے حضرت مقداد نے مقام جرف میں وفات پائی یعنی مدینہ منورہ سے تین میل دور وہاں سے آپ کی میت جنت البقیع میں لائی گئی جہاں آپ دفن ہوئے ۳۳ ہجری میں وفات ہوئی ستر سال عمر پائی ۴۶؎ آپ ہی تیسرے وہ صاحب ہیں جو غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوسکے انہوں نے ہی اپنی بیوی کو شریک ابن صحماء سے تہمت لگائی تھی اور لعان کیا تھا۔ یہ کل پینتالیس نام ہوئے۔ ان ناموں کی توسل سے جو دعا مانگی جائے انشاءاللہ قبول ہوگی۔ بعض عارفین اصحاب بدر کے نام کے وظیفے پڑھتے ہیں۔

بَابُ ذِكْرِ الْیَمَنِ وَالشَّامِ وَذِكْرِ اُوَیْسٍ الْقَرْنِیِّ

یمن اور شام کا ذکر اور اویس قرنی کا تذکرہ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

یمن یا تو بنا ہے یمین سے بمعنی داہنی جانب بائیں کی مقابل، چونکہ یہ مکہ معظمہ سے داہنی طرف ہے اسی لیے اس علاقہ کو یمن کہا جاتا ہے یا بنا ہے یمن بمعنی برکت سے چونکہ یہ متبرک علاقہ ہے لہٰذا یمن کہا جاتا ہے۔ یہ علاقہ عرب کا پانچواں صوبہ ہے آج کل اس کا دارالخلافہ عدن ہے۔ شام اس علاقہ کا نام ہے جو فلسطین سے متصل ہے اس کا دارالخلافہ آج کل دمشق ہے۔ یا تو شام مقابل ہے۔ یمن کا بمعنی بائیں جانب چونکہ یہ مکہ معظمہ سے بائیں طرف ہے لہٰذا شام کہلاتا ہے یا سام ابن نوح علیہ السلام کی طرف نسبت ہے استعمال میں بجائے سم کے شام ہوگیا اس زمین میں کچھ سفید سرخ کالے نشانات ہیں جیسے جسم پر تل عربی میں تل کو شامہ کہتے ہیں ان وجوہ سے اسے شام کہتے ہیں یہاں یمن اور شام کے ذکر سے مراد مطلقًا ان کا ذکر ہے خواہ اس سرزمین کا ذکر ہو یا وہاں کے باشندوں کا۔ بعض لوگ قرن سے مراد وہ جگہ سمجھے ہیں جو نجد والوں کا میقات یعنی جاءِ احرام ہے جسے قرنی منازل کہتے ہیں۔ مگر یہ غلط ہے وہ قرن تو طائف کے پاس ہے۔

حضرت اویس جہاں رہتے تھے وہ قرن یمن کی ایک بستی ہے جو قرابن رومان ابن ناجیہ ابن مراد نے بسائی یہ قرن حضرت اویس کے مورث اعلیٰ تھے۔

وَعَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَّ رَجُلًا يَّاْتِيْكُمْ مِّنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ لَّا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَّهٗ قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ فَاَذْهَبَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِالدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْلَكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ وَّلَهٗ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۹۹۸) روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے، پاس یمن سے ایک صاحب آئیں گے جنہیں اویس کہا جاتا ہے۱؎ انہیں یمن میں صرف ان کی ماں ہی روکے ہوئے ہے ان کو برص کی سفیدی تھی تو انہوں نے اللہ سے دعا کی اللہ نے وہ دور کردی سوا دینار یا درہم کی جگہ کے تو تم میں سے جو ان سے ملے تو وہ اس کے لیے دعا مغفرت کریں۲؎ اور ایک روایت میں ہے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تابعین میں بہترین وہ صاحب ہیں جنہیں اویس کہا جاتا ہے۳؎ ان کی ایک ماں ہیں انہیں برص کی سفیدی تھی ان سے عرض کرنا کہ وہ تمہارے لیے دعاء مغفرت کریں۔۴؎ (مسلم)

(۵۹۹۸) ۱؎ آپ اویس ابن عامر ہیں پہلے مراد میں پھر قرن میں رہے اس لیے آپ کو مرادی قرنی کہا جاتا ہے آپ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا۔مگر آپ کی والدہ کے پاس کوئی خدمت گار نہ تھا اس لیے ماں کو چھوڑ کر حاضر خدمت نہ ہوئے آپ کے بائیں پہلو پر برص کا سفید داغ تھا۔جو آپ کی بار بار دعا سے تھوڑا سا رہ گیا تھا آپ خلافت فاروقی میں حج کو آئے پھر حضرت عمر نے پوچھا کہ آپ کہاں رہنا پسند کرتے ہیں عرض کیا کہ کوفہ میں چنانچہ آپ عرصہ تک کوفہ میں رہے جنگ نہاوند یا جنگ صفین میں شہید ہوئے اکمال نے صفین فرمایا ہے مگر اشعۃ اللمعات نے نہاوند کو ترجیح دی ہے۔۲؎ چونکہ حضرت اویس قرنی حضرت عمر کے زمانہ ہی میں حج کو آنے والے تھے اس لیے اس علیم وخبیر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر ہی سے یہ فرمایا مگر فرمایا یہ کہ تم صحابہ میں سے جو بھی اویس کو پائے وہ اپنے لیے ان سے دعا کرائے اس سے معلوم ہوا کہ افضل بھی مفضول صالح سے دعا کرائے حضرات صحابہ جناب اویس سے کہیں افضل ہیں مگر ان حضرات کو جناب اویس سے دعا کرانے کا حکم دیا گیا۔ایک بار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے جب کہ وہ عمرہ کرنے مکہ معظمہ جارہے تھے فرمایا تھا کہ مجھے اپنی دعا میں نہ بھولنا۔۳؎ امام احمد نے فرمایا کہ افضل تابعین جناب سعید ابن مسیب ہیں اور بعض کے نزدیک حضرت اویس قرنی ہیں ان حضرات کی دلیل یہ حدیث ہے بعض فرماتے ہیں کہ حضرت سعید ابن مسیب علوم شرعیہ میں افضل ہیں اور حضرت اویس عشق رسول کے لحاظ سے افضل لہذا یہاں حدیث میں دوسری افضلیت مراد ہے۔(مرقات) ۴؎ حضرت اویس قرنی کے فضائل کے متعلق بہت احادیث وارد ہیں چنانچہ امام سیوطی نے جمع الجوامع میں ان کے فضائل کی بہت احادیث جمع فرمائی ہیں ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ابونعیم نے حلیہ میں بیہقی نے دلائل میں ابو یعلی نے اور ابن مندہ نے بہت احادیث اس قسم کی نقل فرمائی ہیں ہم صرف چند حدیثیں نقل کرتے ہیں۔نمبر ۱ ابن عساکر نے بروایت سعید ابن مسیب حضرت عمر فاروق سے روایت کی کہ ایک دفعہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میری امت میں ایک شخص اویس قرنی ہے ان کے جسم پر برص کا داغ تھا ان کی دعا سے وہ درست ہوا تھوڑا سا باقی رہا اگر ان سے

تمہاری ملاقات ہوتو ان کو میرا اسلام پہنچانا اوران سے اپنے لیے دعا کرانا وہ اللہ کے نزدیک بڑے درجہ والے ہیں اگر وہ رب پر قسم کھالیں تو رب ان کی قسم پوری فرمادے وہ میری امت کی شفاعت کریں گے ان کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ اور مضر کی عمر برابر لوگ بخشے جائیں گے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں پھر حضرت صدیق کی خلافت میں تلاش کیا مگر نہ پایا میں نے انہیں اپنی خلافت کے زمانہ میں پایا یہ حدیث بہت دراز ہے (اشعہ) نمبر۲ ابن عساکر نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت کی حضرت عمر بہت روز تک حضرت اویس کی آمد کے منتظر رہے حجاج میں تلاش کرتے تھے ایک بار آپ کو پتہ لگا کہ مراد سے حجاج کا قافلہ آیا ہے، آپ اور حضرت علی اس قافلہ میں پہنچے پوچھا کیا تم میں اویس نامی کوئی شخص ہے ایک شخص نے کہا کہ میرا ایک بھتیجا ہے بہت کمزور وغریب انہوں نے فرمایا ہم اس کی تلاش میں ہیں کہا وہ عرفات کے قریب قافلہ کے اونٹ چرا رہے ہیں یہ دونوں حضرات وہاں ہی پہنچے ان سے ملاقات ہوئی فرمایا کیا تم اویس ہو کہا ہاں کیا تم قرنی مرادی ہو فرمایا ہاں کیا تمہارے پہلو پر برص کے داغ کا کچھ بقیہ ہے فرمایا ہاں کہا ہم کو دکھاؤ انہوں نے کرتہ اٹھا کر داغ دکھایا حضرت عمر و علی دونوں نے دوڑ کر اس داغ کے بوسے لیے پھر فرمایا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام فرمایا ہے اور ہم کو دعا کرانے کا حکم دیا ہے آپ ہم دونوں کے لیے دعا کریں اولاً اویس نے معذرت کی مگر پھر دعا کی (اشعہ) ہم نے بعض بزرگوں کو فرماتے سنا کہ بعض صحابہ نے حضرت اویس سے کہا کہ تم نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر زیارت نہ کی بولے کیا تم نے زیارت کی ہے فرمایا ہاں کہا بتاؤ محبوب کے سر داڑھی اور ریش بچی میں کتنے کتنے بال سفید تھے صحابی نے کہا ہم نے شمار نہیں کیے فرمایا مجھ سے پوچھو میں نے گن لیے ہیں سر شریف میں چودہ بال سفید تھے داڑھی مبارک میں پانچ ریش بچی میں ایک۔ واللہ اعلم ہم نے عرض کیا ہے۔

گو میسر نہیں سالک کو حضور بدنی — روح حاضر ہے مگر مثل اویس قرنی
جسم ہندی ہے مرا جان ہے میری مدنی — یا خدا دور کسی طرح ہو بعد بدنی

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَّاَلْيَنُ قُلُوْبًا اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ اَصْحَابِ الْاِبِلِ وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ .(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۹۹) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا تمہارے پاس یمن والے آئے [1] یہ لوگ طبیعت کے ملائم اور دلوں کے نرم ہیں [2] پیارا ایمان یمنی ہے اور حکمت یمنی ہے [3] اور فخر وتکبر اونٹ والوں میں ہے [4] اور سکون و وقار بکری والوں میں ہے [5] (مسلم بخاری)

(۵۹۹۹) [1] یہ فرمان عالی جب ہوا جبکہ موسیٰ اشعری اور ان کے رفقاء یمن سے حضور انور کی خدمت میں وفد بن کر آئے تھے (اشعہ) [2] فواد اور قلب ان میں بہت طرح فرق کیا گیا ہے۔ قلب پورے دل کو کہتے ہیں فواد دل کے اندرونی حصہ کو قلب دل کہتے ہیں اس کی کچھ بحث ہم نے تفسیر نعیمی خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (۲،۷) اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی۔ (کنز الایمان) کی تفسیر میں کی ہے یعنی یمن والے نرم ملائم طبیعت والے ہوتے ہیں ان میں احکام الٰہیہ قبول کرنے کا مادہ زیادہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ زمین کے طبقات کا اثر لوگوں کی طبیعتوں پر پڑتا ہے کسی جگہ کے لوگ بہت نرم دل ہوتے ہیں جیسے یمنی اور کسی جگہ کے لوگ بہت سخت دل جیسے نجد۔ [3] یعنی بمقابلہ مشرقی نجدیوں کے مجھے یمن کے لوگوں کا ایمان ان کا علم بہت پیارا ہے یہاں حجاز اور حضرات صحابہ کے مقابل یہ فرمان نہیں ہے (از اشعہ) یعنی

یمنی لوگوں کے دل ایمان، عرفان، حکمت کی کان ہیں ان کے مقابل لوگوں کا ذکر آگے آرہا ہے الحمدللہ کہ اہل سنت کے عقائد کے امام ابو موسیٰ اشعری ہیں جو یمنی ہیں انہی کے متبعین اشاعرہ کہلاتے ہیں (دیکھو اشعہ) مرقات نے فرمایا کہ یہ فرمان عالی اس زمانہ کے یمنی لوگوں کے متعلق ہے۔ ۴؎ یعنی جو لوگ اونٹ گھوڑے پالنے، چرانے ان کی تجارت میں بہت مشغول رہتے ہیں ان میں عموماً غرور و تکبر پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ قیمتی مال ہے ان کا مالک اپنے کو بڑا امیر خیال کرتا ہے دوسروں کو ذلیل ۵؎ یعنی جو لوگ بکریاں پالتے ان کی تجارت کرتے ہیں وہ عموماً بمقابلہ اونٹ والوں گھوڑے والوں کے دل کے نرم ہوتے ہیں ان میں تکبر و غرور نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ جانوروں کی صحبت بھی انسان پر اثر کرتی ہے جب جانوروں کی صحبت اثر کرتی ہے تو کفار اور مومنوں کی صحبت میں بھی ضرور اثر ہوگا۔ (مرقات، اشعہ)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ اَهْلِ الْخَيْلِ وَالْاِبِلِ وَالْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۶۰۰۰) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کفر کا سرا مشرق کی طرف ہے۱؎ اور فخر و غرور سے رہنے والے اونٹ گھوڑے والوں میں ۲؎ اور خیمہ میں رہنے والے شور مچانے والوں میں ۳؎ اور اطمینان بکری والوں میں ہے۴؎ (مسلم، بخاری)

(۶۰۰۰) ۱؎ مشرق سے مراد یا تو ملک فارس ہے یا مدینہ منورہ کا شرقی علاقہ جہاں سے دجال نکلے گا یا اس سے مراد نجد کا علاقہ ہے کہ وہاں سے فرقہ وہابیہ پیدا ہوا۔ (مرقات اشعہ) نجدیوں سے اسلام کو بڑے نقصانات پہنچے ان کے حملے اہل اسلام پر ہوئے ۲؎ گھوڑے، والوں اونٹ والوں کے معنی ابھی عرض کیے گئے یہاں مرقات نے فرمایا کہ اکثر انسان جو گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں تو دل میں کچھ فخر آجاتا ہے (مرقات) غالبًا یہاں نفسانی لوگ مراد ہوں گے ورنہ گھوڑے اور اونٹ کی سواری سنت ہے رب فرماتا ہے: وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ (۸:۶۰) اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو۔ (کنزالایمان) ۳؎ وبر کہتے ہیں بھیڑ کی اون کو یہاں مراد اونی خیمے ہیں بدوی لوگ اکثر جنگلوں میں اونی خیموں میں رہتے ہیں اہل وبر سے وہی مراد ہیں فداد بمعنی شور مچانے والا یعنی بدوی اور بادیہ نشیں لوگوں میں فخر و تکبر زیادہ ہوتا ہے جو خیموں میں جنگل میں رہتے ہیں جانور چراتے ہیں ان کے پیچھے شور مچاتے ہیں ان تک علم کی روشنی بہت کم پہنچتی ہے اب بھی عرب کے بادیہ نشین بدوؤں میں یہ دیکھا جارہا ہے۔ ۴؎ اس لیے اکثر انبیاء کرام نے بکریاں چرائی ہیں اس سے ملک رانی سیکھنے میں مدد بھی ملتی ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْاِيْمَانُ فِيْ اَهْلِ الْحِجَازِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۶۰۰۱) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دلوں کی سختی اور ظلم مشرق میں ہے۱؎ اور ایمان حجاز والوں میں ہے۲؎ (مسلم)

(۶۰۰۱) ۱؎ یعنی عرب کا جو علاقہ مدینہ منورہ سے جانب مشرق ہے، نجد وہاں کے لوگوں کے دل سخت ہیں وہ لوگ ظالم ہیں۔ ۲؎ حجاز وہ علاقہ ہے جس میں مکہ معظمہ مدینہ منورہ طائف خیبر وغیرہ واقع ہیں اس علاقہ کے خصوصاً مدینہ منورہ کے لوگ بہت کامل الایمان ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰهُمَّ

(۶۰۰۲) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی ہم کو ہمارے شام میں برکت دے۱؎ الٰہی ہمارے یمن میں برکت دے۲؎ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی

بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّهٗ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

اللہ علیہ وسلم اور ہمارے نجد میں۳ فرمایا الٰہی ہم کو ہمارے شام میں برکت دے الٰہی ہم کو ہمارے یمن میں برکت دے۴ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے نجد میں مجھے خیال ہے کہ تیسری بار میں فرمایا۵ کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے۶ اور وہاں شیطانی گروہ نکلے گا۷ (بخاری)

(۶۰۰۲)۱یعنی خدایا ہمارے شام کے مسلمانوں کے دین و دنیا میں برکتیں عطا فرما شام کو یمن پر اس لیے مقدم فرمایا کہ شام ہی میں قیامت قائم ہوگی وہی فلسطین سے متصل ہے اور فلسطین میں بیت المقدس، عمان، وغیرہ واقع ہیں چہل ابدال وہاں ہی رہتے ہیں بعض لوگوں نے کہا ہے کہ مدینہ منورہ بھی شام ہی کا ایک شہر ہے بہرحال شام بہت افضل علاقہ ہے۔۲ یمن حضرات اویس قرنی کا وطن ہے وہاں کا ایمان وہاں کی حکمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے۔بعض لوگوں نے فرمایا کہ مکہ معظمہ یمن کا ایک شہر ہے یمن والوں کا علاقہ ہے۔ اہل مدینہ کے لیے اکثر غلے دانہ یمن سے آیا کرتے ہیں۔(مرقات)۳ اس عرض میں درخواست دعا ہے یعنی یا حبیب اللہ ہمارے نجد کے لیے بھی برکت کی دعا کریں۔۴ مکہ معظمہ حضور کی ولادت گاہ ہے مدینہ منورہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دفن گاہ ہے یہ دونوں شہر یمن اور شام سے خاص تعلق رکھتے ہیں اس لیے خاص طور پر ان دونوں علاقوں کے لیے خصوصیت سے دعائیں فرمائی جارہی ہیں (مرقات)۵ یعنی مجھے اس میں شک ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بار میں یہ اگلا کلام ارشاد فرمایا یا تیسری بار میں اس فرمان عالی میں تردد و شک نہیں ہے بلکہ اس میں تردد ہے کہ کس وقت فرمایا۶ نجد عرب کا پانچواں مشہور صوبہ ہے یہ ایسا منحوس خطہ ہے کہ حضور رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی دعا سے محروم رہا دعا بھی ایسے جوش کے وقت کی یعنی نجد کا خطہ میری دعا کے لائق نہیں اس خطہ کے مقدر میں فتنے زلزلے ہیں چنانچہ پہلے خوارج اور مرتدین نجد سے نکلے پھر عراق سے پھر فارس پھر خراسان سے پھرتا تارسے (حاشیہ اشعۃ اللمعات) زلزلے سے مراد ظاہر زلزلے بھی ہیں اور دلوں کے زلزلے انقلاب بھی (مرقات)۷ قرن کے بہت معنی ہیں ساتھی سینگ گروہ یہاں بمعنی گروہ ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خیر القرون قرنی یعنی نجد سے شیطانی گروہ نکلے گا چنانچہ وہاں سے عبدالوہاب نجدی اور اس کے متعبین یعنی وہابی فرقہ نکلا جس کے فتنے آج بھی دنیا کو ہلائے ڈالتے ہیں۔بعض وہابی کہتے ہیں کہ یہاں نجد سے مراد کوئی اونچی جگہ ہے۔یہ مشہور علاقہ مراد نہیں یہ تاویل ایسی ہے جیسے مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ" میں احمد سے مراد میں غلام احمد ہوں یا مسیح سے مراد ہیں مسیح قادیاں جو میں ہوں جیسے وہ تحریف ہے ایسے ہی یہ تحریف ہے جب یمن و شام سے خاص علاقے مراد ہیں یعنی مشہور شام یمن ہیں ایسے ہی نجد سے مراد بھی وہی مشہور علاقہ ایسے معانی کرنے سے قرآن و حدیث سے ایمان اٹھ جائے گا اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ سے دعا مراد لے لو۔اتوا الزکوۃ میں زکوۃ سے مراد صفائی پاکی لے لو سارے شرعی احکام ختم ہو جائیں گے نعوذ باللہ یا قرن بمعنی شیطان کا سینگ ہے۔یطلع سے یہی معلوم ہوتا ہے نجدیوں کو شیطان کا سینگ فرمانے کی تین وجہیں ہیں۔نمبر۱ سینگ والے جانور کے سارے جسم سے سخت تر سینگ ہی ہوتے ہیں یہ ٹولہ بھی انبیاء اولیاء کی عداوت میں شیطان سے سخت ہے کیونکہ شیطان نے کہا تھا کہ میں سب کو بہکاؤں گا سوا تیرے محبوبوں کے عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ (۱۵:۴۰) مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔(کنزالایمان) مگر یہ فرقہ ہمیشہ نبیوں ولیوں کے پیچھے ہی پڑا رہتا ہے نمبر۲ ہمیشہ سینگ والا جانور سینگوں ہی سے لڑتا ہے کہ سامنے والے کے مقابل سینگ کرتا ہے خود پیچھے سے سینگوں پر زور

لگا تا ہے توذھم اذًا نمبر۳ سینگ والا جانور جب کسی گھر میں گھستا ہے تو پہلے سینگ داخل کرتا ہے باقی اعضاء بعد میں شیطان دوزخ میں پہلے ان کو داخل کرے گا پیچھے خود جائے گا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ — دوسری فصل

وَعَنْ اَنَسٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَظَرَ قِبَلَ الْیَمَنِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِھِمْ وَبَارِكْ لَنَافِیْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۶۰۰۳) روایت ہے حضرت انس سے وہ جناب زید ابن ثابت سے روای کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف نظر کی پھر فرمایا الٰہی ان کے دل ادھر لگا دے۱ اور ہم کو ہمارے صاع میں اور ہمارے مد میں برکت دے۲ (ترمذی)

(۶۰۰۳)۱یعنی اہل یمن کے دلوں میں ہماری محبت پیدا فرمادے انہیں ایمان کی دولت سے مالا مال کردے اہل مدینہ پر رزق کی تنگی تھی یمن میں دانے پھل کثرت سے تھے ان کے ادھر آنے سے اہل مدینہ کو دنیاوی فائدے تھے اور انہیں دینی فائدے اس لیے یہ دعا فرمائی (مرقات اشعہ)۲یعنی یمن میں ہمارے لیے مدوصاع میں برکت دے خیال رہے کہ چار مد کا ایک صاع ہوتا تھا اور وہ صاع قریباً ساڑھے چار سیر کا لہٰذا ایک سیر سے کچھ زیادہ کا ہوا بہرحال اس سے مراد ہے وہاں کے رزق میں برکت۔

وَعَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طُوْبٰی لِلشَّامِ قُلْنَا لِاَیِّ ذٰلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لِاَنَّ مَلٰٓئِکَۃَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَۃٌ اَجْنِحَتَھَا عَلَیْھَا۔ (اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِیُّ)

(۶۰۰۴) روایت ہے حضرت زید ابن ثابت سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کو خوشخبری ہو ہم نے عرض کیا۱ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کس لیے فرمایا اس لیے کہ اللہ کے فرشتے اس پر اپنے پر بچھائے ہوئے ہیں۲ (احمد ترمذی)

(۶۰۰۴)۱ایک روایت میں ہے کہ الٰہی مکہ کے لیے تیرے خلیل نے دعا کی مدینہ کے لیے تیرے حبیب دعا کرتے ہیں کہ یہاں کے صاع و مد میں مکہ سے دگنی برکتیں عطا فرما (مرقات) ممکن ہے کہ بارک لنا میں بھی اہل مدینہ کے ناپ تول میں برکت مراد ہو۲چونکہ چالیس ابدال ہمیشہ شام کے شہر دمشق میں رہیں گے اس لیے وہاں فرشتے حفاظت کے لیے مقرر ہیں معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی برکت سے ملک میں حفظ وامان رہتی ہے خیال رہے کہ اس سے یہ لازم نہیں کہ شام میں کبھی کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی ہاں دوسرے مقامات سے کم یا وہاں کفرو گناہ کم ہوں گے جیسے ہر انسان کے ساتھ حفاظتی فرشتے رہتے ہیں۔ مگر پھر بھی انسان کو تکلیف پہنچ جاتی ہے کہ یہ تکلیف رب تعالٰی کے حکم سے آتی ہے اس وقت فرشتے حفاظت نہیں کرتے۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتَخْرُجُ نَارٌمِّنْ نَحْوِ حَضْرَمَوْتِ اَوْمِنْ حَضْرَمَوْتِ تَحْشُرُ النَّاسَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ عَلَیْکُمْ بِالشَّامِ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۶۰۰۵) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرموت کی طرف سے ایک آگ نکلے گی۱ جو لوگوں کو جمع کردے گی ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم دیتے ہیں فرمایا تم شام کو اختیار کرنا۲ (ترمذی)

(۶۰۰۵)۱؎حضر موت یمن کا ایک مشہور شہر ہے وہاں کے ایک قبیلہ کا نام بھی حضر موت ہے یہاں شہر حضر موت مراد ہے غالبًا یہ واقعہ قریب قیامت ہوگا ظاہر یہی ہے کہ آگ سے مراد یہی محسوس آگ ہے اور اس آگ کا نکلنا قیامت کی علامتوں میں سے ایک بڑی علامت ہے اور ہوسکتا ہے کہ آگ سے مراد فتنہ وفساد کی آگ ہو اور اس سے کوئی خاص فتنہ مراد ہو جو لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے یہ بھی قریب قیامت ہی ہوگا (مرقات، اشعہ) ۲؎ اگر پہلی خبر میں آگ سے مراد مخصوص آگ ہے تب مطلب یہ ہوگا کہ تم اس وقت ملک شام چلے جانا کیونکہ وہ آگ سب لوگوں کو شام میں لے جائے گی جہاں قیامت قائم ہوگی تم اس افراتفری سے وہاں نہ پہنچنا پہلے ہی آرام سے پہنچ جانا اور اگر آگ سے مراد فتنہ وفساد کی آگ تھی تو اس فرمان عالی کا مطلب یہ ہوگا کہ تم ایسے موقع پر ملک شام کے علماء کے عقائد ان کے سے اعمال اختیار کرنا کہ اس وقت وہ لوگ حق اور ایمان کی کسوٹی ہوں گے یا اس فتنہ وفساد میں تم شام میں رہنا کہ اس وقت شام کی حفاظت فرشتے کرتے ہوں گے (اشعہ)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ فَخِيَارُ النَّاسِ اِلٰى مُهَاجِرِ اِبْرَاهِيْمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَخِيَارُ اَهْلِ الْاَرْضِ اَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرَ اِبْرَاهِيْمَ وَيَبْقٰى فِى الْاَرْضِ شِرَارُ اَهْلِهَا تَلْفِظُهُمْ اَرْضُوْهُمْ تَقْذَرُهُمْ نَفْسُ اللّٰهِ تَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ تَبِيْتُ مَعَهُمْ اِذَا بَاتُوْا وَتَقِيْلُ مَعَهُمْ اِذَا قَالُوْا ۔ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

(۶۰۰۶) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عنقریب ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی۱؎ تو لوگوں میں بہتر وہ ہے جو حضرت ابراہیم کی ہجرت گاہ میں جائے۲؎ اور ایک روایت میں ہے کہ زمین والوں میں بہترین وہ ہے جو جناب ابراہیم کی ہجرت گاہ کو لازم پکڑے۳؎ اور زمین میں بدترین باشندے رہ جائیں گے کہ ان کی زمین انہیں پھینکے گی ان سے اللہ کی ذات ناراض ہوگی۴؎ انہیں آگ جمع کرے گی بندروں اور سوروں کے ساتھ۵؎ ان کے ساتھ رات گزارے گی جہاں وہ رات گزاریں اور قیلولہ کرے گی جب وہ قیلولہ کریں۶؎ (ابوداؤد)

(۶۰۰۶)۱؎اس فرمان عالی میں ہجرت بعد ہجرت سے مراد یا تو بار بار ہجرتیں ہیں یعنی اسلام میں آگے پیچھے ہجرتیں ہوتی ہی رہیں گی دیکھ لو آج بھی ہندوستان سے پاکستان کی طرف ہجرت کئی بار ہوئی یا پہلی ہجرت سے مراد ہے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت جو شروع اسلام میں ہوچکی اور دوسری ہجرت سے مراد وہ آخری ہجرت جب مسلمانوں کو دنیا میں کہیں پناہ نہ ملے گی اور وہ ہر جگہ سے نکلنے اور وطن چھوڑنے پر مجبور ہوں گے دوسرا احتمال قوی ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۲؎ ابراہیم علیہ السلام کوفہ کے علاقہ میں پیدا ہوئے مقام کوثی میں مگر وہاں نہ رہ سکے کفار نے بہت تنگ کیا تو مصر ہوتے ہوئے شام میں مقیم ہوئے خیال رہے کہ فلسطین اور شام دونوں علاقے ملے ہوئے ہیں چنانچہ اب بیت المقدس سے دمشق موٹر کار کے ذریعہ صرف اڑھائی گھنٹہ کا راستہ ہے ہوائی جہاز سے چند منٹ کا اس لیے فلسطین اور شام کو ایک دوسرے پر بول دیا جاتا ہے ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں آکر مقیم ہوئے تھے وہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے یعنی الخلیل میں جو بیت المقدس سے تیس میل فاصلہ پر ہے۳؎ کیونکہ شام کا علاقہ اس وقت فتنوں فسادوں سے محفوظ ہوگا خیال رہے کہ یہاں مہاجر جیم کے فتح سے ہے بمعنی ہجرت گاہ ایک وقت وہ بھی آئے گا جب مسلمانوں کو سواء مدینہ منورہ کے کہیں امان نہ ملے گی وہ دوسرا زمانہ ہوگا لہٰذا یہ حدیث

اس فرمان عالی کے خلاف نہیں کہ اسلام مدینہ کی طرف ایسا سمٹ آئے گا جیسے سانپ اپنے سوراخ کی طرف ہے قذر کے لفظی معنی پلیدی بھی ہوتے ہیں اور نفرت اور گھن کرنا بھی یہاں دونوں معنی مراد نہیں ہوسکتے کہ اللہ تعالیٰ ان سے پاک ہے لہذا قذر بمعنی ناراضی ہے یعنی دنیا بھر میں وہ کفار و مشرکین رہیں گے جن سے لوگ بھی نفرت کریں اور اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو مسلمانوں کو ان میں رہنا ٹھیک نہیں ہوگا بندروں سے مراد کفار کے بچے ہیں اور سوروں سے مراد بڑے کفار یا ان سے مراد یہ جانور ہی ہوں پہلے معنی کو شارحین نے ترجیح دی ہے۔۵ اس کی شرح باب علامات قیامت میں گزر چکی۔

وَعَنِ ابْنِ حَوَالَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَصِيْرُ الْاَمْرُ اَنْ تَكُوْنُوْا جُنُوْدًا مُجَنَّدَةً جُنْدٌ بِالشَّامِ وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ فَقَالَ ابْنُ حَوَالَةَ خِرْلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَدْرَكْتُ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالشَّامِ فَاِنَّهَا خِيَرَةُ اللّٰهِ مِنْ اَرْضِهٖ يَجْتَبِيْ اِلَيْهَا خِيَرَتَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ فَاَمَّا اِنْ اَبَيْتُمْ فَعَلَيْكُمْ بِيَمَنِكُمْ وَاسْقُوْا مِنْ غُدُرِكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ تَوَكَّلَ لِيْ بِالشَّامِ وَاَهْلِهٖ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْ دَاوٗدَ)

(۶۰۰۷) روایت ہے ابن حوالہ سے۱ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معاملہ اس حد تک ہو جائے گا کہ تم لوگ متفرق لشکر ہو جاؤ گے کوئی لشکر شام میں اور کوئی لشکر یمن میں اور کوئی جگہ۲ اختیار فرمایئے اگر میں یہ وقت پاؤں۳ تو فرمایا کہ تم شام کو اختیار کرنا کیونکہ وہ اللہ کی زمین میں بہترین زمین ہے۴ کھینچ آئیں گے اس کی طرف۵ اس کے بہترین بندے لیکن اگر تم نہ کرسکو تو اپنے یمن کو اختیار کرنا اور تالابوں سے پانی لینا۶ کیونکہ اللہ عزوجل نے میرے لیے شام اور شام والوں کی ضمان دی ہے۷
(احمد، ابوداؤد)

(۶۰۰۷)۱ ابن حوالہ صحابی ہیں اسدی ہیں شام میں رہے وہاں ہی انتقال ہوا ۸۵ ہجری میں وفات ہوئی۔ (جامع الاصول، اشعہ) ۲ یعنی ایک وقت ایسا آئے گا جبکہ مسلمان متفرق ہو کر اپنے وطن چھوڑ کر جگہ جگہ کھوہ جائیں گے ۳ اگرچہ حضرت حوالہ کو یہ خبر تھی کہ یہ واقعہ قریب قیامت ہوگا۔ اس وقت میں حیات نہ ہوں گا مگر پھر یہ سوال فرمایا تاکہ اس کا جواب لوگ سن لیں اور اس وقت جو مسلمان ہوں وہ اس پر عمل کریں ۴ ارض اللہ سے مراد زمین کے وہ علاقے ہیں جن میں اس وقت لوگ پھیل جائیں گے یعنی اس وقت تمام زمین سے شام بہتر زمین ہوگی لہذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ بہترین زمین تو مکہ معظمہ ہے اور مدینہ منورہ اور بیت المقدس ہے یا خیر سے مراد ہے امن کی جگہ یعنی اس وقت اس کی جگہ شام ہوگی ۵ یعنی اس وقت اللہ کے مقبول بندے شام میں جمع ہو جائیں گے دوسرے علاقوں میں ایسے مبارک اجتماع نہ ہوں گے معلوم ہوا کہ جہاں اللہ کے مقبول بندوں کا اجتماع ہو وہ جگہ بہترین جگہ ہو جاتی ہے مقبولوں کے قرب سے زمین بھی اشرف ہو جاتی ہے۔ ۶ غدر جمع ہے غدیر کی بمعنی تالاب یعنی یمن کے تالابوں کے پانی سے نہ روکے اس پر سب کا حق ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندوں کے قریب کا پانی بھی برکت والا ہو جاتا ہے حضرت خضر علیہ السلام کے قریب والا پانی آب حیات ہے جہاں بھنی مچھلی زندہ ہوگئی رب فرماتا ہے: فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا (۶۱،۱۸) اور اس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ بناتی۔ (کنزالایمان) ۷ یعنی رب تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں ہم شام والوں کو محفوظ رکھیں گے اللہ تعالیٰ ان کی جان کو بھی ان کے ایمان کو بھی اس علاقہ کو اس وقت کفار کے شر سے بچائے گا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ شُرَيْحِ ابْنِ عُبَيْدٍ قَالَ ذُكِرَ اَهْلُ الشَّامِ عِنْدَ عَلِيٍّ وَقِيلَ الْعَنْهُمْ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ لَا اِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْاَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُونَ رَجُلًا كُلَّمَامَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ رَجُلًا يُسْقَى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيَنْتَصَرُبِهِمْ عَلَى الْاَعْدَآءِ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ وَعَنْ رَّجُلٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتُفْتَحُ الشَّامُ فَاِذَا خُيِّرْتُمُ الْمَنَازِلَ فِيهَا فَعَلَيْكُمْ بِمَدِينَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ فَاِنَّهَا مَعْقِلُ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الْمَلَاحِمِ وَفُسْطَاطُهَا مِنْهَا اَرْضٌ يُقَالُ لَهَا الْغُوْطَةُ ۔

(رَوَاهُمَا اَحْمَدُ)

(۶۰۰۸) روایت ہے حضرت شریح ابن عبید[۱] سے فرماتے ہیں کہ حضرت علی کے پاس شام والوں کا ذکر ہوا اور عرض کیا گیا اے امیر المومنین ان پر لعنت کیجئے[۲] فرمایا نہیں[۳] میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ابدال شام میں ہوں گے[۴] وہ حضرات چالیس مرد ہیں جب ان میں ایک وفات پاتا ہے، تو اللہ اس کی جگہ دوسرے شخص کو بدل دیتا ہے[۵] ان کی برکت سے بارشیں برستی ہیں ان کے ذریعہ دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے[۶] ان کی برکت سے شام والوں سے عذاب دفع ہوتا ہے[۷] روایت ہے ایک صحابی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب شام فتح ہوگا[۸] تو جب تم اس میں کوئی منزل کا اختیار دیئے جاؤ تو اس شہر کو اختیار کرنا جسے دمشق کہا جاتا ہے[۹] کہ وہ جگہ مسلمانوں کی پناہ ہے لڑائیوں سے اور سامان کا خیمہ[۱۰] اس میں وہ زمین ہے جسے غوطہ کہا جاتا ہے[۱۱] دونوں حدیثیں احمد نے روایت کیں۔

(۶۰۰۸)[۱] آپ تابعی ہیں حمص کے بڑے پایہ کے عالم ہیں حضرمی ہیں۔[۲] عراق میں کوفہ حضرت علی کا دارالخلافہ تھا اور شام میں دمشق حضرت امیر معاویہ کا دارالخلافہ تھا اس زمانہ میں ان بزرگوں میں سخت اختلاف تھا حضرت علی کے حاشیہ نشینوں میں سے بعض نے حضرت علی سے عرض کیا کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں پر لعنت فرمائیں اس زمانہ میں جنگ کے زمانہ میں دونوں فریق ایک دوسرے پر لعنت کرتے تھے اس رواج کے مطابق یہ عرض کیا گیا[۳] یعنی شام اور شام والوں پر لعنت کرنا جائز نہیں یا ان پر میں لعنت نہیں کروں گا نہ تو کسی کا نام لے کر نہ اجمالی لعنت کسی وصف کے ساتھ خیال رہے کہ نام لے کر لعنت کرنا صرف کفار کے لیے ہے اور مرے کافر پر بھی نام لے کر لعنت جب درست جبکہ اس کا کفر پر مرنا یقین سے معلوم ہو مگر کسی صفت سے لعنت کرنا گنہگار مسلمان پر بھی جائز ہے جیسے جھوٹوں پر اللہ کی لعنت آپ نے شام اور اہل شام کی اس قدر عظمت کی کہ وصف کے ساتھ بھی ان پر لعنت جائز نہ رکھی[۴] یعنی امیر معاویہ اور ان کے لشکر والے نہ ہوتے۔[۵] اولیاء اللہ دو قسم کے ہیں تشریعی ولی اور تکوینی ولی تشریعی ولی یعنی اللہ سے قرب رکھنے والے اولیاء حضور کی امت میں بے شمار ہیں جہاں چالیس صالح مسلمان جمع ہوں وہاں ایک دو ولی ضرور ہوتے ہیں مگر تکوینی ولی جو دنیا کے انتظام کرتے ہیں یہاں کے سیاہ و سفید کے مالک ہوتے ہیں ان کی قسمیں بہت ہیں ہر قسم کی تعداد جدا گانہ ہے چنانچہ ہمیشہ امت رسول میں تین سو ولی حضرت آدم کے قلب پر چالیس ولی موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر سات ولی حضرت ابراہیم کے قلب پر پانچ ولی حضرت جبرائیل کے قلب پر اور تین ولی حضرت میکائیل کے قلب پر ایک ولی حضرت اسرافیل کے قلب پر جب یہ ایک فوت ہو جاتا ہے تو ان تین میں سے ایک اس کی جگہ لگا دیا جاتا ہے اور پانچ میں

سے ایک ان تین اور سات میں سے ایک ان پانچ میں اور چالیس میں سے ایک ان سات میں اور تین سو میں سے ایک ان چالیس اور کسی صالح مسلمان کو ان تین سو میں شامل کر کے یہ تعداد پوری کردی جاتی ہے غرضیکہ یہ مذکور تعداد پوری رہتی ہے چالیس ابدال کا یہاں ذکر ہے۔ایک قطب اور سات اوتاد۔ پانچ امنا وغیرہ کہ وہی ہیں خیال رہے کہ ان اولیاء میں کوئی قلب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں ہوتا کیونکہ قلب مصطفیٰ ایسا بے مثال ہے کہ عالم امر عالم امکان عالم اجسام کسی جگہ اس کی مثل ہوسکتا ہی نہیں کسی ولی کا قلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہیں ہوسکتا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں قطب حضرت اویس قرنی کے چچا عصام فخری کو کہا جاتا ہے واللہ اعلم (مرقات)۶ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جو شخص یا جو اسلامی فوج چہل ابدال کو اپنی پشت کی طرف لے کر کفار سے مناظرہ یا ان پر حملہ کرے انشاء اللہ کامیاب ہوگا ان کی سمتیں تاریخ وار ہماری کتاب الوظائف میں مطالعہ کرو۔ ۷ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کا وسیلہ برحق ہے اللہ اچھوں کے صدقے بروں کی مشکلیں حل کردیتا ہے اور ان سے مصیبتیں ٹال دیتا ہے خیال رہے کہ جن چالیسوں ولیوں کا یہاں ذکر ہے انہیں ابدال کہتے ہیں کیونکہ ان کے مقامات ان کی جگہ بدلتی رہتی ہے کبھی مشرق میں کبھی مغرب میں کبھی جنوب میں کبھی شمال میں نگران کا ہیڈکوارٹر شام ہے۔ ۸ چنانچہ خلافت صدیقی میں شام فتح ہونے کی ابتداء ہوئی اور خلافت فاروقی میں وہ مکمل فتح ہوا حضور کی یہ پیشین گوئی بالکل درست ہوئی۔ ۹ یعنی اگر تم اس زمانہ میں کسی وجہ سے حجاز کا علاقہ چھوڑ دو دوسرے کسی علاقہ میں رہائش اختیار کرو تو شام کی رہائش اختیار کرنا خصوصاً اس کے شہر دمشق کی ۱۰ یعنی شام خصوصاً دمشق کا علاقہ مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوگا فسطاط بڑے شہر کو بھی کہتے ہیں اور خیمہ کو بھی یہاں دونوں معنی درست ہیں ۱۱ غوطہ دمشق کا قنائی علاقہ ہے جہاں میت وغیرہ کثرت سے ہیں یہ مسلمانوں کا مرکز بنے گا۔فقیر نے وہ جگہ دیکھی ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخِلَافَةُ بِالْمَدِیْنَةِ وَالْمُلْكُ بِالشَّامِ ۔

(۶۰۰۹) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خلافت مدینہ میں ہے اور سلطنت شام میں۔۱

(۶۰۰۹)۱ یعنی خلافت راشدہ کا دارالخلافہ مدینہ منورہ میں ہوگا۔ یہ حکم اکثر ہے کلی نہیں کیونکہ حضرت علی نے اپنا دارالخلافہ کوفہ کو مقرر فرمالیا۔اور اسلام کی سلطنت کا دارالخلافہ شام میں ہے چنانچہ امیر معاویہ کا دارالخلافہ دمشق رہا اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ امیر معاویہ اسلام کے سلطان برحق ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشین گوئی فرمائی دوسرے یہ کہ امیر معاویہ امام حسن سے صلح فرمانے کے بعد بھی سلطان ہی رہے خلیفہ نہیں ہوئے خلافت تو امام حسن پر ختم ہوچکی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملک فرمایا۔

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ عَمُوْدًا مِّنْ نُوْرٍ خَرَجَ مِنْ تَحْتِ رَاْسِیْ سَاطِعًا حَتّٰى اسْتَقَرَّ بِالشَّامِ ۔
(رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِیُّ فِی دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

(۶۰۱۰) روایت ہے حضرت عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے ایک نور کا ستون دیکھا جو میرے سر کے نیچے سے چمکتا ہوا نکلا حتیٰ کہ شام میں ٹھہر گیا۔۱
(بیہقی دلائل النبوۃ)

(۶۰۱۰)۱ ظاہر یہ ہوا کہ نورانی ستون سے خلافت نبویہ امارت مصطفویہ کی طرف اشارہ ہے کہ مدینہ منورہ میں خلافت قائم ہوئی پھر سلطنت بن کر دمشق میں ٹھہری۔

وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوْطَةِ اِلٰی جَانِبِ مَدِيْنَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ. (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

(۶۰۱۱) روایت ہے حضرت ابوالدرداء سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی جنگ کے دن مسلمانوں کی پناہ گاہ غوطہ ہے جو اس شہر کے کنارہ میں ہے جسے دمشق کہا جاتا ہے[۱] یہ شام کے بہترین شہروں میں سے ہے[۲] (ابوداؤد)

(۶۰۱۱) [۱] یعنی قیامت کے قریب جو بڑی بڑی جنگیں ہوں گی۔ ان میں مسلمانوں کو دمشق میں پناہ ملے گی وہ جگہ ان کی پناہ گاہ ہوگی۔

[۲] شام ایک ملک ہے جس میں بہت شہر ہیں حمص، دمشق وغیرہ دمشق ان سب میں افضل شہر ہے۔

وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَيَأْتِيْ مَلِكٌ مِنْ مُلُوْكِ الْعَجَمِ فَيَظْهَرُ عَلَی الْمَدَائِنِ كُلِّهَا اِلَّا دَمَشْقَ. (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

(۶۰۱۲) روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن سلیمان سے فرماتے ہیں کہ عجمی بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ سارے شہروں پر غالب آجائے گا۔ سواء دمشق کے[۱] (ابوداؤد)

(۶۰۱۲) [۱] یہ کوئی ظالم یا کافر بادشاہ ہوگا۔ جو جبراً ہر جگہ قبضہ کرے گا مگر دمشق پر قبضہ نہ کر سکے گا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی تو یہ شان ہے کہ وہاں دجال بھی نہ پہنچ سکے گا اس وقت فرشتے اس خطے کی حفاظت کریں گے خیال رہے کہ دمشق میں صرف وہ ظالم بادشاہ راج نہ کر سکے گا یہ مطلب نہیں کہ وہاں کبھی کوئی ظالم بادشاہ نہ ہوگا نیز یہاں مدائن سے مراد غالباً شام کے سارے شہر ہیں۔

بَابُ ثَوَابِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ — اس امت کے ثواب کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ — پہلی فصل

جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سردار ہیں ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ساری امتوں کی سردار ہے۔ رب فرماتا ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (۳:۱۱۰) تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں (کنزالایمان) حتیٰ کہ نبیوں رسولوں نے تمنا کی کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہوتے (اشعہ) اس امت کے بہت سے فرقے ہوں گے یہاں جو فضائل بیان ہوں گے ناجی فرقے کے فضائل ہیں ناری فرقوں کے یہ فضائل نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے بہتر فرقے ہوں گے ایک ناجی ہے باقی ناری (از مرقات) نجات والے ناجی فرقے کی علامت یہ ہے کہ اس میں اولیاء اللہ ہوتے رہیں گے رب فرماتا ہے: وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ اور فرماتا ہے: صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (۱:۶) راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔ (کنزالایمان) معلوم ہوا کہ ایسے فرقے میں رہنا چاہئے جس میں صادقین یعنی اولیاء اللہ ہوں جس شاخ میں سبزہ پھل پھول ہوں اس کی جڑ کا فیض مل رہا ہوتا ہے جو شاخ ان چیزوں سے خالی ہو اس کا تعلق جڑ سے ٹوٹ چکا ہوتا ہے۔ وہ آگ میں جلانے کے قابل ہوتی ہے۔ سوائے اہل سنت کے کسی فرقے میں اولیاء اللہ نہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِیْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُكُمْ

(۶۰۱۳) روایت ہے حضرت ابن عمر سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں کہ گزشتہ امتوں کی عمروں کے مقابلہ میں تمہاری عمر وہ ہے جو عصر کی نماز کے درمیان سے سورج

وَمَثَلُ الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی کَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالاً فَقَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْیَهُوْدُ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ نِّصْفِ النَّهَارِ اِلٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰی مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰی قِیْرَاطَیْنِ اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ اَلَا لَکُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَیْنِ فَغَضِبَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی فَقَالُوْا نَحْنُ اَکْثَرُ عَمَلاً وَّاَقَلُّ عَطَآءً قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَهَلْ ظَلَمْتُکُمْ مِّنْ حَقِّکُمْ شَیْئًا قَالُوْا لَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَاِنَّهٗ فَضْلِیْ اُعْطِیْهِ مَنْ شِئْتُ ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

ڈوبنے کے درمیان ہے اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کچھ مزدوروں سے کام کرائے تو کہے کہ کون شخص ہے جو میرا کام کرے ایک ایک قیراط پر تو یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا پھر مالک نے کہا کہ کون شخص ہے جو دوپہر سے عصر کی نماز تک میرا کام کرے گا ایک ایک قیراط پر ۲ تو نصاریٰ نے دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس نے کہا کہ کون میرا کام کرے گا نماز عصر سے سورج ڈوبنے تک دو دو قیراط پر آگاہ رہو کہ تم ہی وہ ہو جو عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک کام کرتے ہو تمہاری مزدوری دگنی ہے ۳ تو یہود و نصاریٰ غصہ ہو کر بولے کہ کام میں ہم زیادہ ہیں اور عطیے کم ہیں ۴ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہارے حق میں سے کچھ کم کیا وہ بولے نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں میں دوں ۵۔ (بخاری)

(۶۰۱۳) ا یہاں اجل بمعنی عمر ہے نہ کہ بمعنی موت رب فرماتا ہے **واجل مسمی عنده** اور آیت کریمہ **اذا جاء اجلهم** میں اجل بمعنی موت ہے وہ یہاں مراد نہیں۔ یعنی پچھلی امتوں کے لحاظ سے اے میری امت والو! تمہاری عمریں بہت کم ہیں لہٰذا تمہارے کام بھی تھوڑے ہی ہوں گے ۲ یعنی یہود کا عمل بہت زیادہ ہے ثواب تھوڑا اور عیسائیوں کے اعمال اگرچہ یہود سے کم ہیں مگر ثواب ان کا اتنا ہی یہود کی برابر یہود کے احکام شرعیہ بہت سخت تھے عیسائیوں کے نرم لہٰذا یہ تشبیہ بہت موزوں ہے ۳ اس تشبیہ سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ عصر کا وقت دو مثل سایہ سے شروع ہوتا ہے کیونکہ وہ ظہر کے وقت سے کم ہے اگر ایک مثل پر شروع ہو جاتا تو ظہر کے وقت کے برابر بلکہ زیادہ بھی ہو جایا کرتا لہٰذا یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے۔ ۴ دیکھو شمسون یہودی نے ایک ہزار مہینے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی یعنی سوا اکیاسی سال مسلمانوں سے کہا گیا کہ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ (۹۷،۳) شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر۔ (کنزالایمان) تمہارے لیے ایک شب قدر ایک ہزار ماہ سے بہتر ہے کہ تم صرف اس رات میں عبادت کرلو تو تم کو اس شمسون اسرائیلی سے زیادہ ثواب ملے گا تو ظاہر ہے کہ ان قوموں کو شکایت ہوگی کہ مسلمانوں پر اس رحم و کرم کی وجہ کیا ہے خیال رہے کہ یہ مقابلہ اصلی یہودیوں عیسائیوں سے ہے جو اس زمانہ میں تھے جبکہ ان کا دین منسوخ نہیں ہوا تھا۔ اب جبکہ ان کا دین منسوخ ہو چکا تو انہیں کسی عمل کا کوئی ثواب نہیں کیونکہ ثواب کے لیے ایمان شرط ہے کٹی ہوئی شاخ پانی سے سرسبز نہیں رہ سکتی ۵ یعنی فضل عدل کے خلاف نہیں تم سے جو وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا پورا تم کو دے دیا گیا۔ خیال رہے کہ یہ تشبیہ صرف زیادتی میں ہے ورنہ مسلمانوں کا ثواب ان قوموں سے دگنا نہیں بلکہ سات سوگنا اور اس سے زیادہ تک ہے پھر اسلامی احکام ان کے احکام سے بہت نرم ان پر چوتھائی مال زکوٰۃ ہم پر چالیسواں حصہ ان کے لیے ترک دنیا ثواب ہمارے لیے رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف میں پوری زندگی ترک دنیا کا ثواب حضور کے صدقے سے ان کو ہم سے کوئی نسبت ہی نہیں معلوم ہوا کہ نسبت بڑی

بہاریں دکھاتی ہے مسلمانوں کی یہ عظمتیں صرف حضور کی نسبت سے ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٌ یَكُوْنُوْنَ بَعْدِیْ یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْرَاٰنِیْ بِاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۶۰۱۴) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں مجھ سے بہت محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے ان میں سے ہر ایک تمنا کرے کہ اپنے گھر بار مال کے عوض مجھے دیکھ لیتا ۲ (مسلم)

(۶۰۱۴) ا اس فرمان عالی میں تا قیامت ہم جیسے دور مجور مسلمانوں کی عزت افزائی ہے اس فرمان پاک کا مقصد یہ نہیں ہے کہ بعد کے لوگ حضرات صحابہ سے افضل ہوں گے۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان کی بن دیکھے مجھ سے محبت بہت ہی زیادہ قابل قدر ہوگی نوعیت محبت میں افضلیت اور چیز ہے کیفیت میں افضلیت کچھ اور تمام امت ایک صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتی وہ حضرات اسلام کی صف اول کے مقتدی ہیں جو امام المرسلین کو دیکھتے حضور کی سنتے ہیں بعد کے لوگ پچھلی صفوں کے ہیں جو امام کی حرکات و کلام ان حضرات کے ذریعہ جانتے مانتے ہیں۔ ۲ باھلہ میں ب عوض کی یعنی تمنا کریں گے کہ ہماری جان مال اولاد سب کچھ فدا ہو جائے مگر ایک نظارہ جمال جہاں آراء کا میسر ہو جائے آج مدینہ منورہ کی گلیاں دیکھنے کے لیے کیسے کیسے جتن کرتے ہیں مگر بعض کو میسر نہیں ہوتیں۔

وَعَنْ مُعَاوِیَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللهِ لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى یَاْتِیَ اَمْرُ اللهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) وَذُكِرَ حَدِیْثُ اَنَسٍ اَنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ فِیْ كِتَابِ الْقِصَاصِ ..

(۶۰۱۵) روایت ہے حضرت معاویہ سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری امت میں ایک جماعت اللہ کے حکم پر قائم رہے گی۔ انہیں وہ نقصان نہ دیں گے جو انہیں رسوا کریں ا نہ وہ جو ان کی مخالفت کریں حتی کہ اللہ کا حکم آئے گا ۲ حالانکہ وہ اس حال پر ہوں گے ۳ (مسلم، بخاری) اور حضرت انس کی حدیث ان من عباد اللہ، قصاص کے بیان میں ذکر کردی گئی ۴

(۶۰۱۵) ا گزشتہ امتیں اپنے نبی کے کچھ عرصہ بعد ساری کی ساری گمراہ ہو جاتی تھیں یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ تا قیامت آپ کی امت ساری گمراہ نہیں ہوگی۔ بلکہ ایک فرقہ حق پر ضرور رہے گا۔ اور اس حق والے فرقہ میں حق گو علماء مشائخ پیدا ہوتے رہیں گے ۲ یعنی کوئی دنیاوی طاقت والا انہیں اپنی طاقت سے نقصان نہیں پہنچا سکے گا اگر ساری قوم بھی مخالف ہو جائے تو ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ ان کے پائے استقلال میں جنبش نہ آئے گی۔ ان کا مشن ناکام نہ ہوگا۔ دیکھ لو حضرت حسین کے مقابل ساری یزیدی طاغوتی طاقت آ گئی مگر ان کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ شہادت اور تکالیف اور چیز ہے ناکامی کچھ اور لہذا حدیث واضح ہے بعض محدثین، فقہاء علماء، اولیاء اللہ شہید ہو گئے مگر اپنا کام کرتے رہے حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی انہیں تکلیف یا نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ مطلب وہی ہے جو عرض کیا گیا۔ امر اللہ سے مراد قیامت ہے قیامت سے مراد قرب قیامت ہے جب تک کہ اسلام موجود ہے لہذا یہ حدیث اس فرمان عالی کے خلاف نہیں کہ قیامت جب آئے گی تو اس وقت دنیا میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا ۳ اس گروہ سے مراد علماء محدثین، فقہا، غازیان اسلام اور استقلال والے مومنین سب ہی ہیں ۴ یعنی مصابیح میں وہ حدیث اس جگہ تھی ہم نے مناسبت کے لحاظ سے وہاں بیان کردی ہے یعنی اللہ کے بعض بندے وہ ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھا لیں تو وہ ان کی قسم پوری فرما دے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَا یُدْرٰی اَوَّلُہٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُہٗ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۶۰۱۶) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت کی مثل اس بارش کی سی ہے کہ خبر نہیں کہ اگلی خیر ہے یا پچھلی ا(ترمذی)

(۶۰۱۶) ا یعنی جیسے موقع پر آنے والی بارشوں کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں بارش مفید تھی باقی بیکار بلکہ ساری بارشیں فائدہ مند ہوتی ہیں کہ اگلی بارش سے کھیتوں کی نشوونما ہوتی ہے آخری بارشوں سے دانہ وغیرہ کا پکنا۔ اسی طرح میری ساری امت میں خیر ہے حضرات صحابہ میں بھی اور ان کے بعد تا قیامت مسلمانوں میں بھی کہ یہ سب لوگ دین کی مختلف خدمات انجام دیتے رہیں گے یہ مطلب نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں کہ صحابہ افضل ہیں یا بعد کے لوگ چنانچہ زمانہ نبوی سے آج تک مختلف شکلوں میں دینی خدمات انجام دے رہے اگرچہ حضرات صحابہ افضل ہیں خیر القرون قرنی مگر کوئی مومن بیکار نہیں (مرقات، اشعہ) یہ فرمان عالی ایسا ہے جیسے لوگ کہتے ہیں کہ وہ قوم ڈھلے ہوئے حلقے کی طرح ہے خبر نہیں کہ اس کے کنارے کہاں ہیں ایک شاعر کہتا ہے۔ شعر:-

ان الخیار من القبائل واحد   وبنو حنیفۃ کلھم اخیار!

خلاصہ یہ ہے کہ میری امت کے اگلے پچھلے ایک دوسرے سے گتھے ہوئے ہیں خیر وخوبی میں وابستہ ہیں کوئی خوبی سے خالی نہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْشِرُوْا وَاَبْشِرُوْا اِنَّمَا مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْغَیْثِ لَا یُدْرٰی اٰخِرُہٗ خَیْرٌ اَمْ اَوَّلُہٗ اَوْ کَحَدِیْقَۃٍ اُطْعِمَ مِنْھَا فَوْجٌ عَامًا ثُمَّ اُطْعِمَ مِنْھَا فَوْجٌ عَامًا لَعَلَّ اٰخِرَھَا فَوْجًا اَنْ یَّکُوْنَ اَعْرَضَھَا عَرْضًا وَّاَعْمَقَھَا عُمْقًا وَّاَحْسَنَھَا حُسْنًا کَیْفَ تَھْلِکُ اُمَّۃٌ اَنَا اَوَّلُھَا وَالْمَھْدِیُّ وَسْطُھَا وَالْمَسِیْحُ اٰخِرُھَا وَلٰکِنْ بَیْنَ ذٰلِکَ فَیْجٌ اَعْوَجُ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَلَا اَنَا مِنْھُمْ۔ (رَوَاہُ رَزِیْنٌ)

(۶۰۱۷) روایت ہے حضرت جعفر سے وہ اپنے والد سے راوی وہ اپنے دادا سے ا فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو جاؤ خوشی سناؤ کہ میری امت کی مثال بارش کی ہے نہیں کہا جاتا کہ اس کی پچھلی اچھی ہے یا کہ اگلی ۲ یا اس باغ کی سی ہے جس میں سے ایک سال ایک فوج نے کھایا پھر ایک سال دوسری فوج نے کھایا ۳ شاید کہ آخری فوج چوڑائی میں زیادہ چوڑی ہو اور گہرائی میں زیادہ گہری اور حسن میں زیادہ اچھی ہو ۴ وہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کا اول میں ہوں اور اس کے درمیان مہدی ہوں اور آخر مسیح ہوں ۵ لیکن اس کے درمیان ٹیڑھی فوج ہے نہ وہ مجھ سے ہیں نہ میں ان سے ۶ (رزین)

(۶۰۱۷) ا اس فرمان عالی میں جدہ کی ضمیر حضرت امام جعفر صادق کی طرف ہے امام جعفر صادق محمد باقر کے بیٹے ہیں اور امام باقر کے والد امام زین العابدین، ان کے والد امام حسین ابن علی ابن ابی طالب ہیں اس اسناد کو محدثین سلسلۃ الذہب کہتے ہیں یعنی سونے کی

زنجیر۔(مرقات)۲؎ یعنی ساری امت خیر ہے۔ایک شاعر کہتا ہے۔شعر:۔

تشابه یوماه علینا فاشکلا | فما نحن ندری ای یومیه افضل

ایوم بداء العمر ام یوم باسه | وما منهما الا اغر محجل

۳؎ یعنی باغ کے پھل جس بہار میں بھی کھاؤ لذت وہی ہوگی میرے اسلام واحکام کے پھل تا قیامت جب بھی کھاؤ لذت و رحمت وہی ہوگی نیز ہر زمانہ میں علماء اولیاء، مجاہدین شہداء ہوتے رہیں گے یہ قرآن اور ہماری ذات کریم یہ نعمتیں تا قیامت تقسیم کرتے رہیں گے اور دنیا ان سے فیوض پاتی رہے گی۔۴؎ یعنی ممکن ہے کہ ایک باغ سے اگلی فوج کے مقابلہ میں آخری فوج زیادہ کھائے اور اس باغ کے پھلوں سے مختلف قسم کے رس، عرق وغیرہ تیار کرے اور لوگوں کو مختلف طریقوں سے استعمال کرائے اسی طرح ہوسکتا ہے کہ میری امت کے آخری لوگ اس قرآن کی گہرائیوں میں زیادہ جائیں اس سے طرح طرح کے رس تیار کریں۔دیکھ لو کہ علم حدیث، اسماء الرجال، فقہ، اصول فقہ، تفسیر، شریعت اور طریقت کے چار چار سلسلے بعد ہی میں علماء کرام نے اسی قرآن و حدیث سے تیار کئے یہ ہے اس پیشین گوئی کا ظہور اس زبان کا ہر لفظ لوہے کا خط ہوتا ہے اس کے باوجود افضلیت مطلقہ صحابہ کرام ہی کو حاصل ہے ۵؎ اگرچہ حضرت مسیح اور امام مہدی ایک ہی زمانہ میں ہوں گے مگر چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات امام مہدی کے بعد ہوگی امام مہدی پہلے وفات پائیں گے اس لیے امام مہدی کو وسط اور حضرت مسیح کو آخر فرمایا ۶؎ یعنی میرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام و امام مہدی کے درمیان ٹیڑھی اور بے دین جماعتیں بھی ہوں گی۔جیسے مرزائی، چکڑالوی، وہابی، بہائی وغیرہم میں ان سے بیزار ہوں۔وہ میرے نہیں میں ان کا نہیں۔جو حضور کا نہ ہو وہ رب کا بھی نہیں ہوتا۔شعر:۔

ان کے در کا جو ہوا خلق خدا اس کی ہوئی | ان کے در سے جو پھرا اللہ اس سے پھر گیا

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اِلَیْکُمْ اِیْمَانًا قَالُوْا الْمَلٰٓئِکَةُ قَالَ وَمَا لَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالُوْا فَالنَّبِیُّوْنَ قَالَ وَمَا لَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَالْوَحْیُ یُنْزِلُ عَلَیْهِمْ قَالُوْا فَنَحْنُ قَالَ وَمَا لَکُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ وَاَنَا بَیْنَ اَظْهُرِکُمْ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْجَبَ الْخَلْقِ اِلَیَّ اِیْمَانًا لَقَوْمٌ یَکُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ یَجِدُوْنَ صُحُفًا فِیْهَا کِتَابٌ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا فِیْهَا۔

(۶۰۱۸) روایت ہے حضرت عمرو ابن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے نزدیک مخلوق میں کون زیادہ پیارے ایمان والا ہے ۱؎ عرض کیا فرشتے فرمایا وہ کیوں ایمان نہ لائیں وہ تو اپنے رب کے پاس ہیں ۲؎ بولے تو نبی حضرات فرمایا وہ حضرات کیوں ایمان نہ لائیں ان پر تو وحی اترتی ہے ۳؎ لوگوں نے عرض کیا کہ تو ہم فرمایا تم کیوں ایمان نہ لاؤ میں تو تمہارے درمیان ہوں ۴؎ فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ساری مخلوق میں پیاری ایمان والی وہ قوم ہے جو میرے بعد ہوگی وہ لوگ صحیفے پائیں گے جن میں وہ کتاب ہوگی، وہ کتاب کی ہر چیز پر ایمان لائیں گے ۵؎

(۶۰۱۸) ۱؎ خلق سے مراد سارے اہل ایمان ہیں خواہ فرشتے ہوں یا جنات یا انسان یعنی ان سارے مومنوں میں زیادہ قابل قدر کس کا ایمان ہے یہاں افضلیت کا ذکر نہیں ۲؎ صحابہ کرام سمجھے کہ اس سوال کا مقصد افضلیت کی تحقیق فرمانا ہے اس لیے انہوں نے فرشتوں کا نام

لیا کہ وہ نورانی اور معصوم مخلوق ہے۔ اسے ربّ تعالیٰ سے بہت ہی قرب حاصل ہے جواب میں فرمایا کہ ان کی افضلیت میں شک نہیں مگر جہاں اسباب ایمان بہت کم ہوں اور ایمان کامل ہو۔ دین کی خدمت مکمل ہو وہ بات فرشتوں میں موجود نہیں ان کا ایمان حیرت انگیز نہیں ۳؎ اس کا مطلب وہی ہے جو ابھی کیا گیا کہ حضرات انبیاء کرام کا ایمان بھی حیرت کا باعث نہیں کیونکہ وہ وحی الٰہی اور وحی والے فرشتے کو دیکھتے ہیں۔ ان کے اسباب ایمان بہت موجود ہیں۔ لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں کہ کسی کا ایمان نبی کے ایمان کے برابر ہو سکے ۴؎ یعنی تم نے مجھ کو دیکھا مجھ پر وحی الٰہی آتے دیکھی میرے معجزات دیکھے حضرت جبرائیل کو شکل انسانی میں آتے دیکھا تمہارے لیے بھی ایمان لانے کے بہت اسباب ہیں وہ لوگ بتاؤ جن کے لیے اسباب ایمان نہ ہوں یا کم ہوں مگر وہ ایمان میں بہت پختہ ہوں ۵؎ یعنی میری وفات کے بعد سے تا قیامت جو لوگ ایمان لائیں گے۔ جو صرف میرا نام سن کر ایمان لائیں گے وہ ایمان بہت ہی قابل قدر اور حیرت انگیز ہوگا کہ ان کا ایمان ہر طرح ایمان بالغیب ہوگا فرشتوں نبیوں کا ایمان بالشہادۃ ہے حضرات صحابہ کا ایمان بعض چیزوں پر بالغیب ہے بعض پر بالشہادۃ۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ نے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی شان اور ان کے معجزات کو آنکھوں دیکھا۔ خدا کی قسم ایمان تو ان کا ہوگا جنہوں نے یہ کچھ نہ دیکھا۔ جنہوں نے یہ کچھ نہ دیکھا اور ایمان لائیں گے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (۳،۲) وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں۔ (کنزالایمان) (مرقات، اشعہ) خیال رہے کہ شعر:-

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں ۔ سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ایمان بخش ہے آج غازی عبدالقیوم، غازی عبدالرشید، غازی علم دین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر اپنے سر دیدیے یہ ہے اس حدیث کا ظہور صحف سے مراد قرآن مجید کے صحیفے ہیں یا احادیث، فقہ، صوفیاء و علماء کی تصنیفات کے اوراق۔

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَوْمٌ لَّهُمْ مِثْلُ اَجْرِ اَوَّلِهِمْ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقَاتِلُوْنَ اَهْلَ الْفِتَنِ۔ (رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

(۶۰۱۹) روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن علاء حضرمی سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس نے خبر دی جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ۲؎ کہ فرماتے ہیں کہ اس امت کے آخر میں ایک ایسی قوم ہوگی جن کو اگلوں کا سا ثواب ہوگا ۳؎ وہ بھلائی کا حکم دیں گے، برائی سے روکیں گے اور فتنوں والوں سے لڑیں گے ۴؎ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیں۔

(۶۰۱۹) ۱؎ عبدالرحمٰن تو تابعی ہیں مگر ان کے والد علاء کا نام عبداللہ ہے حضرموت کے رہنے والے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بحیرین کے حاکم مقرر ہوئے حضرت صدیق اکبر فاروق اعظم نے انہیں قائم رکھا ان کی وفات ۱۴ ہجری میں ہوئی دیکھو اکمال، مرقات وغیرہ ۲؎ سننے والے صحابی کا نام نہ لیا اس سے حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ تمام صحابہ عادل ہیں ان کا نام معلوم نہ ہو تو حدیث مجہول نہیں بنتی ۳؎ یعنی میری امت کے آخری لوگ اگرچہ میرے صحابہ کے سے اعمال نہیں کر سکیں گے مگر اجر و ثواب میرے صحابہ کا سا پائیں گے خیال رہے کہ ثواب اور چیز ہے درجہ اور مرتبہ کچھ اور ہے ہوسکتا ہے کہ کسی کا ثواب حضرات صحابہ کے برابر ہو جائے مگر کسی کا درجہ ان کے برابر نہیں ہوسکتا۔ اگر بادشاہ کسی سپاہی کو وزیر کی برابر یا وزیر سے زیادہ انعام دیدے تو سپاہی کا عہدہ وزیر کے برابر

نہیں ہوسکتا۴؎ یہ اس فرمان عالی کی وجہ ہے یعنی جو فتنے روافض خوارج وہابیوں، مرزائیوں وغیرہم کے ہوں ان فتنوں کا مقابلہ وہی لوگ کریں گے اس لیے ان کو ثواب حضرات صحابہ کا سا ملے گا خیال رہے کہ قتال یعنی جہاد تلوار سے بھی ہوتا ہے۔قلم سے بھی زبان سے بھی یہاں قتال ان سب کو شامل ہے اسی طرح اچھی باتوں کا حکم بری باتوں سے روکنا بھی تلوار سے،قلم سے زبان سے عمل سے ہر طرح سے ہوتا ہے یہ فرمان ان سب کو بھی شامل ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُوْبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ وَطُوْبٰی سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَّمْ یَرَنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ .(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(۶۰۲۰) روایت ہے حضرت ابوامامہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشخبری ہو اسے جس نے مجھے دیکھا اور سات بار خوشخبری ہو اسے جس نے مجھے نہ دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۱؎(احمد)

(۶۰۲۰)۱؎ یہاں لفظ سبع یعنی سات تحدید و حد بندی کے لیے نہیں۔ بلکہ بیان کثرت کے لیے ہے یعنی بے شمار برکتیں خوشخبریاں ان لوگوں کو ہوں جو مجھ پر ایمان لائیں گے مگر مجھے بغیر دیکھے ہوئے صرف اور صرف میرا نام سن کر مجھ پر فدا ہوں گے یہ حدیث بخاری نے اپنی تاریخ میں ابن حبان نے اپنی صحیح میں حاکم نے مستدرک میں بروایت حضرت ابوامامہ روایت کی۔

وَعَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ جُمُعَةَ رَجُلٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ حَدِّثْنَا حَدِیْثًا سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ اُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا جَیِّدًا تَغَدَّیْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا اَبُوْعُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ اَحَدٌ خَیْرٌ مِّنَّا اَسْلَمْنَا وَجَاهَدْنَا مَعَكَ قَالَ نَعَمْ قَوْمٌ یَکُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِکُمْ یُؤْمِنُوْنَ بِیْ وَلَمْ یَرَوْنِیْ . (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ وَرَوَاى رَزِیْنٌ) عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ مِنْ قَوْلِهٖ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ اَحَدٌ خَیْرٌ مِّنَّا اِلٰی اٰخِرِهٖ .

(۶۰۲۱) روایت ہے ابن محیریز سے۱؎ فرماتے ہیں میں نے ابو جمعہ سے کہا۲؎(جو ایک صحابی ہیں) کہ ہم کو ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو،فرمایا ہاں میں تم کو ایک کھری حدیث سناتا ہوں۳؎ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ناشتہ کیا ہمارے ساتھ ابوعبیدہ ابن جراح بھی تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی ہم سے بہتر ہے ہم اسلام لائے ہم نے آپ کے ساتھ جہاد کیا۴؎ فرمایا ہاں وہ لوگ جو تمہارے بعد ہوں گے مجھے دیکھا نہ ہوگا اور مجھ پر ایمان لائیں گے۵؎(احمد، دارمی) اور رزین نے ابوعبیدہ سے روایت کی ان کے اس قول سے کہ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی ہم سے اچھا ہے آخر تک۔

(۶۰۲۱)۱؎ آپ کا نام عبداللہ ہے ابومحیریز کنیت ہے تابعی ہیں بہت ہی متقی پرہیز گار تھے(اشعہ)۲؎ ابو جمعہ کے نام شریف میں اختلاف ہے ان کا نام یا تو حبیب ابن سباع ہے یا جنید ابن سباع صحابی ہیں آخر میں شام میں قیام رہا(مرقات)۳؎ جید بنا ہے جودة سے بمعنی اچھی،کھری جو تم کو دین و دنیا میں بہت ہی نافع ہو۔۴؎ آپ کے یہ کلمات اپنی تعریف نہیں بلکہ اللہ کی نعمتوں کا اقرار ہے یعنی رب تعالٰی نے ہم کو ایسی نعمتوں سے مالا مال فرمایا اس کا شکر ہے اس نے ہم کو ایمان، اسلام، جہاد صحابیت،حضور کے دیدار سے مشرف فرمایا۔

۵؎ یعنی تم کو اللہ تعالٰی نے صحابیت، دیدار جمال یار وغیرہ نعمتوں سے مشرف فرمایا ہے۔تو ان لوگوں کو اس نعمت سے مالا مال کرے گا کہ وہ مجھے بغیر دیکھے مجھ پر ایمان لائیں گے۔ مجھ پر جان و مال فدا کریں گے دین کی بڑی خدمات انجام دیں گے فتنوں میں گھرے ہوں گے۔ مگر دین پر قائم رہیں گے۔اس خاص نعمت میں وہ تم سے بڑھ جائیں گے خیال رہے کہ یہ جزوی فضیلت ہے۔مطلقًا فضیلت صحابہ کرام

ہی کو حاصل ہے۔

وَعَنْ مُعٰوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَسَدَ اَهْلُ الشَّامِ فَلاَ خَيْرَ فِيْكُمْ وَلاَ يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ مَنْصُوْرِيْنَ لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ قَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيْ هُمْ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ . (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ)

(۶۰۲۲) روایت ہے معاویہ ابن قرہ سے[۱] وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب شام والے بگڑ جائیں گے تو تم میں بھلائی نہ ہوگی[۲] اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ فتح مند رہے گا انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا وہ جو انہیں رسوا کرے حتی کہ قیامت قائم ہو جائے[۳] ابن مدینی کہتے ہیں کہ وہ حدیث والے حضرات ہیں[۴] (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی[۵]

(۶۰۲۲) [۱] آپ تابعی ہیں۔ جنگ جمل کے دن پیدا ہوئے اور ۱۱۳ ہجری میں وفات پائی آپ کی کنیت ابو ایاس ہے بصری ہیں آپ کے والد قرہ ابن ایاس قرنی ہیں [۲] یہ واقعہ قریب قیامت ہوگا۔ شام ابدال کا مرکز ہے وہاں آخر تک ایمان رہے گا۔ جب وہاں کفر چھا جائے اور کوئی مومن نہ رہے تو سمجھو کہ شام کے ابدال ختم ہو گئے اور دنیا اولیاء اللہ سے خالی ہو گئی دنیا کا اولیاء اللہ سے خالی ہونا قیامت کی آمد ہے چنانچہ جب قیامت آئے گی تو روئے زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا خیال رہے کہ اس وقت مدینہ منورہ ویران ہو چکا ہوگا۔ وہاں کوئی آبادی نہ ہوگی۔ روضہ انور کی حفاظت جنگلی جانور کرتے رہیں گے لہذا حدیث پاک پر یہ اعتراض نہیں کہ اس سے لازم آتا ہے کہ مدینہ منورہ پہلے ہی بگڑ چکا ہوگا۔ وہاں کفر و شرک پھیل چکا ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھی فاسد یعنی کافر بلکہ فاسق العقیدہ نہ تھے ورنہ اس وقت ہی قیامت آ جاتی کیونکہ امیر معاویہ کا دارالخلافہ دمشق تھا۔ امیر معاویہ کی سلطنت پر شام والے متفق تھے یزید پلید کی حکومت پر اہل شام بھی متفق نہ تھے۔[۳] اس فرمان عالی کی شرح ابھی کچھ پہلے گزر چکی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایک جماعت تا قیامت حق پر رہے گی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت گمراہ نہ ہوگی اور وہ جماعت حقہ انشاء اللہ غالب رہے گی کوئی ان کو فنا نہ کر سکے گا وہ حضرات اپنے مقصد میں یعنی دین اسلام کو باقی رکھنے میں ہمیشہ کامیاب رہیں گے[۴] حدیث والوں سے مراد آج کل کے وہابی نہیں جو اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں ان بیچاروں کو نہ حدیث کی خبر ہے نہ ان کا حدیث پر عمل نہ انہوں نے فن حدیث کی کوئی خدمت کی۔ ان بیچاروں کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ سنت اور حدیث میں کیا فرق ہے ورنہ یہ لوگ اپنے کو اہل سنت کہتے نہ کہ اہل حدیث بلکہ اس سے مراد حضرات محدثین کرام اور فقہاء عظام ہیں جنہوں نے اپنی عمریں اس فن شریف کی خدمت میں گزاریں یہاں مرقات نے فرمایا کہ صحابہ حدیث سے مراد اہل سنت والجماعت ہیں خیال رہے کہ ہر فقیہ محدث ضرور ہوگا۔ کیونکہ علم فقہ بغیر حدیث دانی نہیں حاصل ہوتا[۵] یعنی یہ حدیث بہت سی اسنادوں سے مروی ہے بعض اسنادوں سے صحیح ہے بعض سے حسن۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِي الْخَطَاَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ . (ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ)

(۶۰۲۳) روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے میری امت کی بھول چوک سے درگزر کی[۱] اور جس پر وہ مجبور کیے جائیں[۲] (ابن ماجہ، بیہقی)

(۶۰۲۳) [۱] خطا اور نسیان دونوں مقابل ہیں عمد کے خطا میں مانع یاد ہوتا ہے مگر کام کا ارادہ نہیں ہوتا جیسے روزہ دار نے کلی کی بغیر ارادہ

پانی حلق سے اتر گیا یہ ہوئی خطا،نسیان میں کام تو ارادہ سے ہوتا ہے مگر مانع یاد نہیں ہوتا جیسے روزہ دار کو روزہ یاد نہ رہا اور اس نے کھا پی لیا اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے میری امت پر یہ کرم فرمایا کہ ان کی بھول چوک معاف فرمادی اس میں ان پر نہ گناہ ہوگا نہ پکڑ۔ اگرچہ بعض صورتوں میں ان دونوں پر احکام شرعیہ مرتب ہو جاتے ہیں۔جیسے نماز میں بھول کر بات کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔یا قتل خطاء میں کفارہ یا دیت لازم ہو جاتے ہیں نماز کا واجب بھول جانے سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔۲ یعنی مسلمان جو برا کام مجبوراً کرلے تو وہ گنہگار نہ ہوگا لہٰذا مجبوراً منہ سے کفریہ بات بول دینے والا کافر نہ ہوگا۔مجبوراً شراب پلائے جانے والا گنہگار نہ ہوگا۔غرضیکہ یہاں مجبور سے عصیان کی نفی ہے احکام کی نفی نہیں اس لیے یہاں تجاوز فرمایا یعنی رب نے درگزر فرمائی۔لہٰذا مجبور کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔یہی احناف کا مذہب ہے خیال رہے کہ ہر جرم کی مجبوری علیحدہ ہے کفر بکنے کے لیے خطرہ جان ضروری ہے جبراً طلاق و نکاح کے لیے دوسرے جبر بھی کافی ہیں اس کی بحث کتب فقہ کتاب الاکراہ میں مطالعہ فرماؤ۔

وَعَنْ بَهْزِبْنِ حَكِيمٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى . كُنْتُمْ خَيْرَاُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قَالَ اَنْتُمْ تُتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ اُمَّةً اَنْتُمْ خَيْرُهَا وَاَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى . (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ)

(۶۰۲۴) روایت ہے بہز ابن حکیم سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی۱ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا رب تعالٰی کے اس فرمان کے متعلق کہ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی۲ فرمایا تم ستر امتیں پوری کرو گے۳ تم اللہ پر ان سب سے بہتر اور عزت والے ہو۴ (ترمذی،ابن ماجہ،دارمی) ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

(۶۰۲۴)۱ آپ بہز ابن حکیم ابن معاویہ ابن حیدہ ہیں قشیری بصری ہیں حق یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں ثقہ ہیں لہٰذا یہ روایت معاویہ ابن حیدہ سے ہے۔۲ اس آیت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں تم لوگ اللہ کے علم میں بہترین امت تھے تمہارا انتخاب پہلے ہی ہو چکا تھا یا یہ کہ تم بہترین امت ہو حق یہ ہے کہ اس میں خطاب ساری امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ اس امت میں اگرچہ گنہگار بھی ہیں مگر چونکہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے اس لیے اس خیریت میں وہ بھی داخل ہیں۔موتی کیچڑ میں سن کر بھی موتی رہتا ہے۔ بشرطیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ رہیں۔۳ ستر سے مراد یا بیان زیادتی ہے جیسے اردو میں لفظ بیسیوں یا ستر کا عدد مراد ہے یعنی دنیا میں بڑی بڑی امتیں ستر گزریں خیال رہے کہ بعض انبیاء کرام ایسے گزرے جن کا کوئی امتی نہ بنا کوئی ان پر ایمان نہ لایا بعض پر صرف ایک آدمی ایمان لایا بعض پر دو چار بعض پر کچھ اور زیادہ مگر جن نبیوں پر بڑی جماعتیں ایمان لائیں جنہیں امت کثیر کہا جائے وہ کل ستر ہیں انہتر ہم سے پہلے ستر کا عدد امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا کیا۔۴ یعنی جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہیں یوں ہی آپ کی امت تمام امتوں سے افضل بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تمام نبیوں کے اصحاب سے افضل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین دوسرے نبیوں کے غیر نبی والدین سے افضل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت تمام نبیوں کے اہل بیت سے افضل بلکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ مدینہ منورہ دوسرے نبیوں کی بستیوں سے افضل حضور کی ازواج پاک تمام نبیوں کی ازواج سے افضل غرضیکہ افضلیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دم قدم سے وابستہ ہے۔

الحمد للہ کہ مرأۃ شرح مشکوٰۃ دور رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ پنج شنبہ کو شروع ہو کر آج ۲۱ رمضان ۱۳۸۸ ہجری پنج شنبہ کے دن دس

بجے دو پہر کو ختم ہوئی۔ آج اس گنہگار نے حضرت علی مشکل کشا شیر خدا جناب فاطمہ زہرا، عائشہ صدیقہ، خدیجۃ الکبریٰ شہداء بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عرس کر کے مرأۃ کو ختم کیا۔ ان تمام حضرات کی وفات وشہادت ماہ رمضان ہی میں ہے رب تعالٰی اسے قبول فرمائے اور اسے میرے لیے کفارہ سیات وصدقہ جاریہ بنائے۔ جو صاحب اس سے فائدہ اٹھائیں وہ مجھ گنہگار کی مغفرت کی دعا کریں کہ اسی لالچ میں میں نے یہ محنت کی ہے۔ شعر:۔

اے کہ برماں روی دامن کشاں ——— از سر اخلاص الحمد بخواں

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۔

احمد یار خان نعیمی اشرفی مقیم گجرات (مغربی پاکستان)

۲۱ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ ۱۲، دسمبر ۱۹۶۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجمال ترجمہ اکمال

یعنی

حالات صحابہ تابعین

آج بتاریخ ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۸۸ بمطابق ۱۲ دسمبر ۱۹۶۸ پنج شنبہ کو بفضل اللہ تعالیٰ میں مرأت شرح مشکوٰۃ شریف کی تصنیف سے فارغ ہوا۔ دل چاہا کہ مؤلف مشکوٰۃ حضرت ولی الدین ابن عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی کے رسالہ اکمال کا ترجمہ کردوں جوفن اسماء الرجال میں مختصر مگر جامع رسالہ ہے آج تاریخ دن مہینہ مبارک ہے اس لیے میں نے یہ کام اللہ کے نام سے آج ہی شروع کردیا ہے رب تعالیٰ تکمیل کی توفیق دے قبول فرمائے۔ اس رسالہ میں اکمال کے ترجمہ کے ساتھ حالات اکمال وغیرہ سے کچھ اضافہ بھی ہوگا۔ اس کا نام اجمال فی ترجمۃ اکمال رکھتا ہوں اس میں حرف تہجی کے ترتیب سے اولیائے کرام پھر تابعین عظام پھر صحابیات کے نام مع مختصر حالات درج ہوں گے۔

حالات صحابہ وتابعین

باب الالف صحابہ کرام

۱-انس ابن مالک: آپ کا نام انس ابن مالک ابن نصر سے کنیت ابوحمزہ ہے خزرجی انصاری ہیں حضور انور کے خادم خاص آپ کی والدہ ام سلیم بنت ملحان ہیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو جناب انس کی عمر دس سال تھی۔ جب حضور انور کی وفات ہوئی تو آپ بیس سالہ تھے دس سال تک مسلسل حضور انور کی خدمت کی خلافت فاروقی میں آپ بصرہ منتقل ہوگئے وہاں ہی آپ کی وفات ہوئی آپ بصرہ کے آخری صحابی ہیں ۹۱ھ میں وفات ہوئی ایک سوتین سال عمر ہوئی بعض نے فرمایا ۹۹ سال عمر ہوئی۔ آپ کے اولاد اسی سویا ۱۱۰ ہے۔ اٹھہتر لڑکے اور دولڑکیاں یعنی اولاد دراولاد آپ سے بہت مخلوق نے روایات لیں۔ خلاصہ میں ہے کہ آپ کی احادیث ایک ہزار دوسو چھیاسی ہیں جن میں سے ایک سواڑسٹھ حدیثیں متفق علیہ ہیں اور ۸۳ احادیث بخاری کی ۷۱ مسلم کی۔

۲-انس ابن مالک کعبی: آپ کی کنیت ابوامامہ ہے۔ آپ سے صرف ایک حدیث مروی ہے مسافر حاملہ اور مرضعہ کے روزے کے متعلق۔ آخر میں بصرہ میں رہے آپ سے ابن قلابہ نے روایت کی۔ رضی اللہ عنہ۔

۳-انس ابن نضر: آپ انصاری بنی نجار سے ہیں۔ انس بن مالک کے چچا ہیں غزوہ احد میں تیس سے زیادہ تیروں تلواروں کے زخم کھا کر شہید ہوئے انہیں کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ من المومنین رجال صدقوا ماعاھدوا اللہ الخ۔

۴-انس ابن مرثد: آپ کا نام انس ابن مرثد ابن ابی مرثد کنانہ ابن حصین ہے۔ بعض نے فرمایا کہ آپ کا نام انیس ہے ابن عبدالبر نے اسی کو ترجیح دی آپ فتح مکہ اور غزوہ حنین میں شریک ہوئے بعض کے خیال میں آپ سے ہی حضور انور نے فرمایا تھا کہ اے انیس اس کی بیوی کی طرف جاؤ اگر وہ اقرار زنا کرے تو اسے رجم کردو آپ کی وفات ۲۰ ہجری میں ہوئی آپ خود اور آپ کے بھائی والد دادا سب صحابی

ہیں آپ سے سہل ابن حنظلہ حکم ابن مسعود نے روایات کیں۔

۵-اسید ابن حضیر: آپ انصاری اوسی ہیں آپ دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہیں آپ نقیبوں میں سے تھے دونوں بیعت عقبہ میں ایک سال کا فاصلہ ہے آپ بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے آپ سے جماعت صحابہ نے روایات لیں مدینہ منورہ میں ۲۰ھ بیس میں خلافت فاروقی میں وفات ہوئی، بقیع میں دفن ہوئے۔

۶-ابواسید: آپ کا نام ابواسید ابن مالک ابن ربیعہ ہے انصاری ہیں ساعدی ہیں تمام غزوات میں شریک ہوئے اپنی کنیت میں مشہور ہیں آپ سے بہت مخلوق نے روایات کی ۶۰ھ ساٹھ میں وفات ہوئی اٹھہتر سال کی عمر ہوئی آخر میں نابینا ہوگئے تھے آپ آخری بدری ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین بدری صحابہ سے خالی ہوگئی۔

۷-اسلم: آپ کی کنیت ابورافع ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آپ کا ذکر را کی تختی میں ہوگا۔

۸-اسمر: آپ اسیمر ابن مضرس ہیں طاقی ہیں آپ کا شمار بصرہ کے بدویوں میں ہے صحابی ہیں۔

۹-اشعث ابن قیس: آپ اشعث ابن قیس ابن معدیکرب کنیت ابومحمد ہے کندی ہیں کندہ کے وفد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وفد کے سردار تھے۔ یہ واقعہ ۱۰ میں ہوا آپ زمانہ جاہلیت میں بھی اپنی قوم کے محترم سردار تھے اسلام میں بھی بڑے معزز حضور کی وفات کے بعد اسلام سے مرتد ہوگئے تھے پھر خلافت صدیقی میں دوبارہ مسلمان ہوئے آخر میں کوفہ میں رہے وہاں ہی وفات ہوئی۔ امام حسن ابن علی نے جنازہ پڑھایا ۴۰ ہجری میں وفات ہوئی۔ ایک جماعت نے ان سے روایت کیا۔

۱۰-اشیم ضبابی: آپ قبیلہ ضباب ابن کلاب کی اولاد سے ہیں آپ سے علم فرائض میں صرف ایک حدیث مروی ہے۔

۱۱-ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: آپ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن شریف سے مدینہ منورہ ذی الحجہ ۸ھ میں پیدا ہوئے سولہ مہینہ عمر پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

۱۲-الاعز المازنی: آپ اغرابن مزنی ہیں صحابی ہیں آپ سے حضرت ابن عمیر اور معاویہ ابن قرہ نے روایات کیں۔

۱۳-ابیض: آپ ابیض ابن حمال مار بی السبائی ہیں یمن میں قیام رہا آپ ماراب کے رہنے والے ہیں جو یمن کا ایک شہر ہے صنعاء کے قریب۔

۱۴-اقرع ابن حابس: آپ تمیمی ہیں فتح مکہ کے بعد بنی تمیم کے وفد میں حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں بڑی عزت والے تھے خراسان کے لشکر میں موجود تھے۔

۱۵-ابوالازہر: آپ انماری ہیں شام میں قیام رہا۔ آپ سے خالد ابن معدان وغیرہم نے روایات لیں۔

۱۶-اکیدر دومہ: آپ اکیدر ابن عبدالملک ہیں آپ کو دومتہ الجندل کہا جاتا ہے آپ نے حضور کی خدمت میں ہدایا بھیجے حضور انور نے آپ سے خط و کتابت کی ان کا ذکر باب الجزیہ میں آتا ہے اکیدر تصغیر ہے اکدر کی دومہ شام و حجاز کے درمیان ایک شہر ہے۔

۱۷-اوس ابن اوس: آپ کو اوس ابن ابی اوس بھی کہا جاتا ہے قبیلہ بنی تصیف سے ہیں عمرو ابن اوس کے والد ہیں۔

۱۸-ایاس ابن بکیر: آپ قبیلہ بنی لیث سے ہیں بدر وغیرہ غزوات میں شریک ہوئے جب حضور دار ارقم میں تھے تو ایمان لائے ۳۴ ہجری میں وفات ہوئی۔

۱۹-ایاس ابن عبداللہ: آپ دوسی مدنی ہیں۔ آپ کی صحابیت میں اختلاف ہے۔ آپ سے صرف ایک حدیث مروی ہے بیوی کو مارنے

کے متعلق۔

۲۰-اسامہ ابن زید: آپ اسامہ ابن زید ابن حارثہ ہیں قبیلہ بنی قضاعہ سے ہیں آپ کی ماں کا نام برکت ہے کنیت ام ایمن حضور کی دودھ کی والدہ وہ آپ کے والد جناب عبداللہ کی لونڈی تھیں اور اسامہ حضور کے غلام اور غلام زادے تھے کہ زید ابن حارثہ بھی حضور کے غلام تھے حضور کی وفات کے وقت اسامہ بیس سال کے تھے۔حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ وادی قرای میں رہے ہیں وصال ہوا۔بعض نے کہا کہ آپ کی وفات ۵۴ چون میں ہوئی ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ یہی قوی ہے۔

۲۱-ابی ابن کعب: آپ انصاری خزرجی ہیں کاتب وحی تھے آپ ان چھ صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے زمانہ نبوی میں قرآن مجید حفظ کیا اور ان فقہاء صحابہ میں سے ہیں جو زمانہ نبوی میں فتویٰ دیتے تھے۔صحابہ میں بڑے قاری تھے۔حضور انور نے آپ کی کنیت ابوالمنذر رکھی تھی اور عمر فاروق نے ابوالطفیل حضور انور نے آپ کو خطاب دیا سید انصار عمر فاروق نے خطاب دیا سید المسلمین کا آپ نے مدینہ منورہ میں ۱۹ھ انیس ہجری میں وفات پائی یعنی خلافت فاروقی میں۔

۲۲-اسامہ ابن شریک: آپ ذبیانی ثعلبی ہیں کوفہ میں آپ کی احادیث زیادہ مشہور ہوئیں۔

۲۳-افلح: آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام ہیں آزاد کردہ۔

۲۴-ایفع ابن ناکور: آپ ذوالکلاع کے نام سے مشہور ہیں۔یمن کے رہنے والے ہیں اپنی قوم کے سردار تھے۔جب ایمان لائے تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خط لکھا کہ اسود عنسی کے مقابلہ میں ہماری مدد کرو۔جنگ صفین میں امیر معاویہ کے ساتھ تھے اسی جنگ میں شہید ہوئے آپ کو اشتر نخعی نے قتل کیا ۳۷ھ میں۔

۲۵-انجشہ: آپ حبشی غلام تھے حضور انور کی خدمت میں رہتے تھے بڑے خوش آواز حدی خواں تھے ایک بار آپ سے ہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے انجشہ اپنی حدی یعنی گیت بند کردو میرے ساتھی کچی شیشیاں ہیں آپ سے چند صحابہ نے روایات لیں۔

۲۶-ابوامامہ باہلی: آپ ابوامامہ صدی ابن عجلان باہلی ہیں اولاً مصر میں حمص میں رہے وہاں ہی وفات پائی آپ شام کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین شام صحابہ سے خالی ہوگئی ۹۱ھ اکیانوے میں آپ کی وفات ہوئی۔

۲۷-ابوامامہ انصاری: آپ کا نام سعد ابن سہیل ابن حنیف ہے انصاری اوسی ہیں مگر اپنی کنیت سے مشہور ہوئے۔حضور انور کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے۔حضور نے آپ کا نام سعد اور کنیت ابوامامہ رکھی حضور سے کچھ سن نہ سکے کہ بہت چھوٹے تھے۔اسی لیے بعض محدثین نے آپ کو تابعی کہا ہے آپ مدینہ منورہ کے بڑے علماء میں سے تھے اپنے والد اور ابوسعید خدری وغیرہ صحابہ کے صحبت یافتہ ہیں بانوے سال عمر ہوئی ۱۰۰ ہجری میں وفات ہوئی۔

۲۸-ابوایوب انصاری: آپ کا نام خالد ابن زید ہے آپ انصاری خزرجی ہیں۔تمام جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے آپ کی وفات قسطنطنیہ میں ہوئی جسے اب استنبول کہتے ہیں ۵۱ھ میں آپ کی وفات ہے امیر معاویہ کے زمانہ میں جب یزید ابن معاویہ کی سرکردگی میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا گیا تو آپ اس لشکر میں تھے بیمار ہوگئے جب مرض زیادہ ہوا تو وصیت کی کہ جب میں وفات پاجاؤں تو میری میت اپنے ساتھ رکھنا۔جب تم دشمن کے مقابل صف آرا ہو تو مجھے اپنے قدموں کے نیچے دفن کرنا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا آپ کی قبر قسطنطنیہ کے شہر پناہ کے پاس ہے اب تک مشہور ہے اس قبر کا اب تک بہت ہی احترام ہے لوگ آپ کی قبر کی برکت سے شفا حاصل کرتے ہیں

انہیں شفا ملتی ہے آپ سے بہت حضرات نے احادیث روایت کی ہیں۔

خیال رہے کہ آپ ہی مدینہ منورہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے میزبان ہیں (مترجم)۔

۲۹-ابوامیہ مخزومی: آپ صحابی ہیں آپ کا شمار اہل حجاز میں ہوتا ہے آپ سے ابوالمنذ ر نے احادیث نقل فرمائیں حالات زندگی معلوم نہیں ہو سکے۔

۳۰-امیہ ابن مخشی: آپ بنی خزاعہ سے ہیں ازدی ہیں۔آپ کا شمار بصرہ والوں میں ہوتا ہے آپ سے ایک حدیث کھانے کے متعلق مروی ہے جسے آپ کے بھتیجا مثنی ابن عبدالرحمٰن نے روایت کیا۔

۳۱-امیہ ابن صفوان: آپ امیہ ابن خلف کے پوتے ہیں جمحی ہیں اپنے والد صفوان سے احادیث روایت فرماتے ہیں۔

۳۲-ابواسرائیل: آپ صحابی ہیں آپ نے ہی نذر مانی تھی کہ خاموش رہیں گے روزہ رکھ کر دھوپ میں کھڑے رہیں گے سایہ میں نہ بیٹھیں گے حضور انور نے اس کے توڑنے کا حکم دیا فرمایا کہ بیٹھو۔ کلام کرو اور سایہ لو حضرت ابن عباس و جابر نے آپ سے احادیث لیں۔

۳۳-آبی اللحم: آپ کا نام خلف ابن عبدالملک ہے یا عبداللہ ہے غفاری ہیں۔ چونکہ آپ گوشت قطعاً نہیں کھاتے تھے اس لیے آپ کا لقب آبی اللحم ہوا۔ یعنی گوشت کے انکاری۔ یا اپنے زمانہ جاہلیت میں بتوں کے نام پر ذبیحہ کا گوشت کبھی نہ کھایا۔ غزوہ حنین میں شہید ہوئے۔

الف-تابعین عظام

۱-اویس قرنی: آپ اویس ابن عامر ہیں کنیت ابوعمرو ہے قرن وہ جو یمن کا شہر ہے وہاں کے رہنے والے ہیں حضور انور کا زمانہ پایا مگر دیدار نہ کر سکے حضور انور نے آپ کے مدینہ آنے کی بشارت دی تھی حضرت عمر فاروق اور دوسرے صحابہ سے ملاقات ہے گوشہ نشینی اور زہد و تقویٰ میں مشہور تھے ۳۷ھ میں جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے۔

۲-ابان ابن عثمان: آپ حضرت عثمان غنی کے فرزند ہیں قرشی ہیں تابعی ہیں آپ سے بہت احادیث مروی ہیں یزید ابن عبدالملک کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۳-ایوب ابن موسیٰ: آپ ایوب ابن موسیٰ ابن عمرو ابن سعید ابن عاص ہیں اموی ہیں بڑے فقیہ تھے ۱۳۳ھ ایک سو تینتیس میں وفات پائی۔

۴-امیہ ابن عبداللہ: آپ امیہ ابن عبداللہ ابن خالد ابن اسید ہیں مکی ہیں ثقہ ہیں خراسان کے حاکم رہے ۸۰ ہجری میں وفات پائی۔

۵-اسلم: آپ کی کنیت ابوخالد ہے حضرت عمر فاروق کے آزاد کردہ غلام حبشی تھے آپ کو ۱۱ ہجری میں حضرت عمر نے مکہ معظمہ میں خریدا ایک سو چودہ برس عمر ہوئی مروان ابن حکم کی حکومت میں وفات پائی۔

۶-ازرق ابن قیس: آپ حارثی ہیں تابعی ہیں بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے۔

۷-اعمش: آپ کا نام سلیمان ابن مہران ہے اسدی ہیں کاہلی ہیں کاہل قبیلہ اسد کا ایک قبیلہ ہے ۶۰ ساٹھ برس عمر ہوئی آپ کی ولادت مقام رۓ میں ہوئی۔ وہاں سے کوفہ لاکر آپ کو ایک کاہلی آدمی کے ہاتھ فروخت کردیا گیا۔ آپ مشہور محدث بھی ہیں قاری بھی ہیں آپ سے ایک خلقت نے علمی فیض لیے ۱۴۷ ہجری میں وفات ہوئی علماء کوفہ اکثر آپ کے شاگرد ہیں۔

۸-اعرج: آپ کا نام عبدالرحمٰن ابن ہرمز مدنی ہے بنی ہاشم کے آزاد کردہ غلام ہیں مشہور ثقہ تابعی ہیں مقام اسکندر میں ۱۲۰ ایک سو بیس میں وفات پائی۔

۹-اسود: آپ اسود ابن ہلال محاربی ہیں حضرت عمرو ابن معاذ اور ابن مسعود سے ملاقات بھی ہے اور اخذ روایات بھی ۸۳ھ چوراسی میں وفات ہوئی

۱۰-ابراہیم ابن میسرہ: آپ طائف کے رہنے والے ہیں تابعی ہیں ثقہ ہیں۔

۱۱-ابراہیم ابن عبدالرحمٰن: آپ کے دادا کا نام عوف ہے ابراہیم کی کنیت ابواسحاق ہے زہری قرشی ہیں بچپن میں حضرت عمر فاروق اعظم ہوئی ۹۶ چھیانوے میں وفات ہوئی پچھتر سال عمر پائی۔

۱۲-ابراہیم ابن اسماعیل: آپ اشہلی ہیں آپ دن کے روزہ دار رات کے شب بیدار تھے دارقطنی وغیرہ نے کہا کہ آپ متروک الحدیث ہیں ۱۶۵ ایک سو پینسٹھ میں وفات پائی۔

۱۳-ابراہیم ابن فضل: آپ مخزومی ہیں محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں آپ سے حضرت وکیع اور ابن نمیرو نے احادیث لیں۔

۱۴-اسحاق ابن عبداللہ: آپ انصاری ہیں مدنی ہیں تابعی ہیں امام مالک آپ کو بہت سے محدثین پر ترجیح دیتے تھے آپ نے ۱۳۲ میں وفات پائی۔

۱۵-اسحاق ابن راہویہ: آپ کی کنیت ابویعقوب ہے نام اسحاق ابن ابراہیم تیمی ہے مگر مشہور ہیں ابن راہویہ سے مسلمانوں کے مضبوط ستون اسلام کی چمکتی ہوئی نشانی محدث فقیہ صحیح حافظہ والے بہت صفات کے جامع طلب علم کے لیے خراسان، عراق، حجاز، یمن، شام کے سفر کئے پھر وفات تک نیشاپور میں رہے ۷۴ چوہتر سال عمر ہوئی ۲۳۸ میں وفات ہوئی۔ آپ کے فضائل شمار سے باہر ہیں بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ محدثین نے آپ سے روایت لیں۔

۱۶-ابواسحاق سبعی: آپ کا نام عمرو ابن عبداللہ سبعی ہیں ہمدانی کوفی ہیں حضرت علی و ابن عباد وغیرہم سے ملاقات ہے، مشہور محدث ہیں حضرت عثمان کے خلیفہ بننے کے دو سال بعد پیدا ہوئے۔ ۱۲۹ ہجری میں وفات ہوئی (رضی اللہ عنہم)۔

۱۷-ابواسحاق ابن موسیٰ: آپ انصاری مدنی ہیں بعد کوفہ کے رہے بغداد میں حضرت سفیان ابن عیینہ وغیرہم سے فن حدیث حاصل کیا ۲۴۴ ہجری میں کوفہ میں وفات پائی۔

۱۸-ابوابراہیم اشہلی: آپ انصاری ہیں آپ سے یحییٰ ابن کثیر نے روایت کی۔

۱۹-ابواسرائیل: آپ کا نام اسماعیل ابن خلیفہ ملائی ہے ۱۶۹ ایک سو انہتر میں وفات ہوئی۔

۲۰-ابوایوب مراغی: آپ عقیلی ہیں حضرت جویریہ اور ابوہریرہ سے روایات لیں رضی اللہ عنہم۔

۲۱-ابوالاحوص: آپ کا نام عوف ابن مالک ابن فضلہ ہے اپنے والد اور حضرت ابن مسعود وغیرہم سے روایات لیں۔

۲۲-الاحوص: آپ ابن جواب ہیں اہل کوفہ سے ہیں آپ سے علی ابن مدینی نے روایت لیں ۲۲۱ ہجری میں وفات پائی۔

۲۳-ابوالاحوص: آپ کا نام سلام ابن سلیم حافظ ہیں آپ سے چار ہزار احادیث مروی ہیں ثقہ ہیں ۱۷۹ ایک سو اناسی میں وفات ہوئی۔

۲۴-ابی ابن خلف اس کا بھائی امیہ ابن خلف ہے: یہ ابن وہب کے پوتے ہیں ابی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن اپنے ہاتھ شریف سے قتل کیا امیہ بدر میں مارا گیا۔ ان بے دینوں کے نام تابعین کی فہرست میں نہیں آنا چاہئے تھا۔ (مترجم)

الف صحابیات

۱-اسماء بنت ابوبکر الصدیق: آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں حضور انور کی سالی آپ کا نام لقب ذات السطاقین یعنی دو کمر بندوالی ہے کیونکہ ہجرت کی رات آپ نے اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑے سے حضور انور کے سفر کا توشہ باندھا تھا۔ دوسرا ٹکڑا اپنے استعمال میں رکھا یا دوسرے سے حضور کے سفر کا مشکیزہ باندھا آپ حضرت عبداللہ ابن زبیر کی والدہ ہیں مکہ معظمہ میں ایمان لائیں آپ سے پہلے صرف سترہ آدمی ایمان لائے تھے آپ اٹھارویں مومنہ ہیں اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہ صدیقہ سے دس سال بڑی ہیں اپنے فرزند عبداللہ ابن زبیر کی شہادت سے دس دن بعد وفات ہوئی ان کے سولی سے اترنے کے بعد ۱۰۰ سو برس عمر ہوئی۔ ۷۳ ہجری میں مکہ معظمہ میں وفات ہوئی۔ رضی اللہ عنہا۔

۲-اسماء بنت عمیس: آپ حضرت جعفر ابن ابوطالب کی زوجہ ہیں اپنے خاوند کے ساتھ پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہاں ہی آپ کے بیٹے محمد، عبداللہ، عون پیدا ہوئے پھر مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئیں حضرت جعفر کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے آپ سے نکاح کیا ان سے محمد ابن ابوبکر پیدا ہوئے حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد حضرت علی کے نکاح میں آئیں ان سے یحیٰی ابن علی پیدا ہوئے آپ سے بہت صحابہ نے روایات لیں ہیں۔

۳-آنیسہ بنت خبیب: آپ انصاریہ ہیں صحابیہ ہیں اہل بصرہ ہیں آپ کا شمار ہے آپ کے بھانجے خبیب ابن عبدالرحمٰن نے آپ سے احادیث روایت کیں۔

۴-امیمہ بنت رقیقہ: آپ کے والد عبداللہ ہیں اور رقیقہ بنت خویلد آپ کی والدہ ہیں آپ کی والدہ بی بی خدیجہ کی بہن آپ اہل مدینہ سے ہیں۔

۵-امامہ بنت ابی العاص: آپ ابوالعاص ابن ربیع کی بیٹی ہیں آپ کی والدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضرت فاطمہ زہرا کی وفات کے بعد حضرت علی نے آپ سے نکاح کیا۔ حضرت فاطمہ زہرا نے وصیت کی تھی کہ میرے بعد میری بھانجی امامہ سے نکاح کرنا یہ نکاح زبیر ابن عوام کے اہتمام سے ہوا رضی اللہ عنہا۔

ب-صحابہ کرام

۱-ابوبکر الصدیق: آپ کا نام شریف عبداللہ ابن عثمان (ابوقحافہ) ابن عامر ابن عمرو ابن کعب ابن سعد ابن تمیم ابن مرہ ہے یعنی ساتویں والد مرہ میں حضور سے ملتے ہیں۔ آپ کا لقب صدیق بھی ہے عتیق بھی حضور نے فرمایا کہ جس نے آگ دوزخ سے عتیق دیکھنا ہو وہ ابوبکر کو دیکھے حضور انور کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں کبھی بھی حضور انور سے الگ نہ ہوئے آپ سب سے پہلے مومن ہیں قدرت خدا ہے کہ آپ کی کنیت ابوبکر ہے یعنی اولیت والے معنی اولیت بجوہ بکرۃ واصیلا آپ ایمان، ہجرت، بعد رسول وفات وغیرہ سب میں اول ہی رہے (مترجم) آپ سفید رنگ دبلا بدن ہلکے رخسارے چہرہ پر رگیں ظاہر آنکھیں کچھ دھنسی ہوئی پیشانی اُبھری ہوئی مہندی اور وسمہ کا خضاب لگاتے تھے آپ خود صحابی ہیں والدین صحابی ہیں ساری اولاد صحابی پوتی، پوتے نواسی نواسے صحابی کسی صحابی کو یہ شرف حاصل نہیں جیسے یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی ہیں۔ گروہ انبیاء میں صرف آپ کو یہ شرف حاصل ہے یوں ہی

جماعت صحابہ میں آپ ہی ہیں جو چار پشت کے صحابی ہیں۔آپ کی ولادت مکہ معظمہ میں واقعہ فیل کے دو سال چار ماہ بعد ہوئی مدینہ منورہ میں بائیس جمادی آخر ۱۳ ہجری منگل کی رات مغرب وعشاء کے درمیان آپ کی وفات ہوئی۔تریسٹھ سال عمر ہوئی آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو غسل آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس نے دیا اور نماز حضرت عمر نے پڑھائی آپ کی خلافت دو سال چار ماہ ہے آپ سے بہت تھوڑی احادیث مروی ہیں کیونکہ آپ کی حیات شریف حضور کے بعد بہت تھوڑی ہے روضہ رسول اللہ میں دفن ہیں۔ابوبکر آپ کا نام وقیع ابن حارث ابن کلدہ ہے ثقفی ہیں آپ غزوہ طائف کے موقع پر ایک کنوئیں کی رسی کے ذریعہ جسے عربی میں بکرہ کہتے ہیں لٹک کر حضور انور کی خدمت میں پہنچے حضور انور نے فرمایا تم ابوبکرہ یعنی رسی والے ہو آپ غلام تھے حضور نے آپ کو آزاد کیا بصرہ میں قیام رہا وہاں ہی وفات ہوئی ۴۹ ہجری میں وفات ہوئی۔

۲-ابوبرزہ: آپ کا نام فضلہ ابن عبید ہے اسلمی ہیں پرانے مسلمان ہیں عبداللہ ابن خطل کو حضور کے حکم سے آپ نے قتل کیا تھا۔حضور انور کی وفات تک ہر غزوہ میں حضور کے ساتھ رہے پھر بصرہ چلے گئے خراسان کے غزوہ میں شریک ہوئے مقام مرو میں آپ کی وفات ہوئی ۶۰ ساٹھ میں۔

۳-ابوبردہ: آپ کا نام ہانی ابن نیار ہے ستر صاحبوں کے ساتھ دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے بدر وغیرہ غزوات میں شرکت کی آپ حضرت براء ابن عازب کے ماموں ہیں آپ کی اولاد کوئی نہیں شوع زمانہ امیر معاویہ میں وفات پائی۔تمام جنگوں میں حضرت علی کے ساتھ رہے۔

۴-ابوبصیر: آپ کا نام عتبہ ابن اسید ہے ثقفی ہیں پرانے مومنین سے ہیں غزوہ حدیبیہ میں آپ کا ذکر آتا ہے۔حضور کے زمانہ حیات میں ہی وفات پا گئے تھے۔

۵-ابوبصرہ: آپ کا نام حمیل ابن بصرہ غفاری ہے۔

۶-ابوالبشیر: آپ کا نام قیس ابن عبید ہے انصاری مازنی ہیں ابن عبدالبر نے استیعاب میں فرمایا کہ ان کے نام کا یقینی علم نہ ہوسکا۔آپ صحابی ہیں آپ سے ایک جماعت نے احادیث لیں۔بہت لمبی عمر پائی جنگ حرہ کے بعد وفات ہوئی۔

۷-ابوالبداح: آپ کا نام غالبًا عاصم ابن عدی ہے بعض کے خیال میں عاصم کے بیٹے کی کنیت ابوالبداح ہے ان کی کنیت ابوعمرو ہے بعض نے آپ کو تابعی مانا ہے مگر قوی یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں ۱۱۷ ہجری میں وفات پائی چوراسی سال عمر ہوئی۔

۸-براء ابن عازب: آپ کی کنیت ابوعمارہ ہے انصاری حارثی ہیں ۲۴ ہجری میں کوفہ پہنچے اور حضرت علی کے ساتھ جنگ جمل صفین اور غزوہ نہروان میں شریک ہوئے مصعب ابن زبیر کے زمانہ میں کوفہ میں وفات پائی۔

۹-بلال ابن رباح: آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں سب سے پہلے مکہ معظمہ میں آپ نے اپنا اسلام ظاہر کیا بدر وغیرہ تمام غزوات میں شامل ہوئے آخر میں شام میں رہے آپ کی اولاد کوئی نہیں آپ سے صحابہ وتابعین کی جماعت نے روایات لیں ۲۰ ہجری میں دمشق میں وفات پائی باب الصغیر میں دفن ہوئے۔۶۳ تریسٹھ سال عمر ہوئی۔بعض نے کہا کہ حلب میں وفات ہے باب اربعین میں آپ کی قبر ہے مگر پہلی بات قوی ہے مترجم احمد یار کہتا ہے کہ فقیر نے دمشق میں آپ کی قبر انور کی زیارت کی ہے بی بی سکینہ کی قبر سے متصل ہے آپ نے اسلام کی خاطر اپنے پہلے مولی امیہ ابن خلف کے ہاتھوں بہت تکالیف برداشت کیں امیہ جمحی خود اپنے ہاتھوں سے آپ کو طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا اللہ کی شان کہ وہ مردود غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں چھیدا گیا اور حضرت بلال کے ہاتھوں جہنم میں پہنچا حضرت عمر فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر ہمارے سید ہیں انہوں نے ہمارے سید کو آزاد فرمایا۔

۱۰-بلال ابن حارث: آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے مزنی ہیں آپ اشعر میں رہے ۸۰ سال عمر ہوئی ۶۰ ہجری میں وفات پائی۔

۱۱-بریدہ ابن حصیب: آپ اسلمی ہیں غزوہ بدر سے پہلے ایمان لائے مگر اس میں شریک نہ ہوئے بیعۃ الرضوان میں موجود تھے مدینہ منورہ کے باشندے تھے پھر بصرہ چلے گئے وہاں سے خراسان کے جہاد میں گئے وہاں ہی شہید ہوئے یعنی یزید ابن معاویہ کے زمانہ میں ۶۲ ہجری میں وفات ہوئی۔مرہ میں آپ کی قبر شریف ہے۔

۱۲-بشیر ابن معبد: آپ ابن خصاصیہ کے لقب سے مشہور ہیں خصاصیہ آپ کی ماں ہیں جن کا نام کشہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

۱۳-بسر ابن ابی ارطاۃ: آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے اور آپ کے باپ کا نام عمیر عامری قرشی ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ نے حضور انور کا فرمان عالی نہیں سنا کہ اس زمانہ میں آپ بہت چھوٹے تھے مگر اہل شام کہتے ہیں کہ سنا ہے واقدی فرماتے ہیں کہ حضور انور کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے آخری عمر میں مخبوط الحواس ہوگئے تھے امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی۔

۱۴-بدیل ابن ورقاء: آپ خزاعی ہیں آپ جنگ صفین کے موقع پر قتل کئے گئے آپ کو خود آپ کے بیٹے نے قتل کیا بعض نے فرمایا کہ حضور انور کے زمانہ میں قتل کئے گئے آپ کے بیٹے کا نام عبداللہ ہے۔

۱۵-ابنا بسر: ان دونوں بیٹوں کا نام عطیہ اور عبداللہ ہے۔ان کا بیان عین کی تختی میں آئے گا ان سے صرف ایک حدیث کھجور مکھن کے ساتھ کھانے کے متعلق مروی ہے۔

۱۶-بیاضی: آپ بیاضہ ابن عامر کی اولاد ہیں آپ کا نام عبداللہ ابن جابر ہے۔صحابی ہیں۔

ب-تابعین عظام

۱-بلال ابن یسار: آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام زید کے پوتے یعنی یسار زید کے بیٹے ہیں مگر یہ زید، زید ابن حارثہ نہیں۔وہ دونوں حضرات صحابی ہیں۔اور بلال تابعی۔

۲-بلال ابن عبداللہ: آپ حضرت عبداللہ ابن عمر کے بیٹے ہیں قرشی ہیں۔عدوی ہیں ثقہ اور مقبول الحدیث ہیں۔

۳-بسر ابن محجن: آپ دیلمی حجازی ہیں ابن مندہ نے آپ کو صحابی کہا ہے امام بخاری وغیرہ نے انہیں تابعی فرمایا آپ سے صرف ایک حدیث مروی ہے۔

۴-بہز ابن حکیم: آپ بہز ابن حکیم ابن معاویہ ابن حیدہ ہیں قشیری بصری ہیں۔آپ کے متعلق علماء میں اختلاف رہا۔بخاری و مسلم نے آپ کی کوئی حدیث روایت نہیں کی۔

۵-بشر ابن مروان: آپ مروان ابن حکم کے بیٹے ہیں اموی ہیں قرشی ہیں عبدالملک ابن مروان کے بھائی ہیں اسی کی طرف سے آپ عراق کے حاکم رہے۔

۶-بشر ابن رافع: آپ نے یحییٰ ابن کثیر وغیرہ سے احادیث نقل کیں ابن معین نے آپ کو قوی کہا۔

۷-بشر ابن ابی مسعود: آپ کے والد ابو مسعود بدری ہیں صحابی ہیں آپ سے بہت سے محدثین نے روایت لیں۔

۸-بشیر ابن میمون: آپ نے اپنے چچا اسامہ ابن اخدری سے احادیث روایت کیں۔

۹-بحالہ بن عبدہ: آپ تمیمی ہیں جزء ابن معاویہ کے کاتب تھے مکی ہیں ثقہ ہیں اہل بصرہ ہیں آپ کا شمار ہے عمران ابن حسین سے روایت لیں۔

۱۰-ابو بردہ: آپ کا نام عامر ابن عبداللہ ابن قیس ہے۔یعنی ابوموسیٰ اشعری کے بیٹے ہیں کہ عبداللہ ابن قیس ابوموسیٰ اشعری کا نام ہے آپ حضرت علی کے ساتھ رہے قاضی شریح کے بعد کوفہ کے قاضی رہے حجاج ابن یوسف نے آپ کو معزول کیا۔اپنے والد اور حضرت علی سے احادیث نقل کیں۔

۱۱-ابوبکر ابن عیاش: آپ مخزومی ہیں تابعی ہیں حضرت عائشہ اور ابوہریرہ سے احادیث سنیں۔

۱۲-ابوبکر ابن عبداللہ ابن زبیر: آپ کا ذکر عین کی تختی میں آئے گا آپ حمیدی ہیں امام بخاری کے استاد ہیں۔

۱۳-ابوالبحری: آپ کا نام سعید ابن فروز ہے آپ نے چاند دیکھنے کے متعلق حدیث روایت کی۔

ب-صحابیات

۱-بریرہ: آپ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ ابن عباس عروہ ابن زبیر سے روایات لیں۔

مترجم کہتا ہے کہ آپ کے فضائل بہت ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تہمت کے موقع پر آپ نے نہایت نفیس طرح پاکدامنی بیان فرمائی آپ کے ذریعہ تین فقہی مسائل ثابت ہوئے۔

۲-بسرہ: آپ بسرہ بنت صفوان ابن نوفل ہیں قرسیہ اسدیہ ہیں ورقہ ابن نوفل کی بھتیجی ہیں۔

۳-مبہیسہ: آپ فزاریہ ہیں صحابیہ ہیں آپ نے اپنے والد سے بھی روایت لیں ہیں۔

۴-ام تحید: آپ کا نام حواء بنت یزید ابن سکن ہے انصاریہ ہیں اسماء بنت یزید کی بہن ہیں۔

۵-بنانہ: حق یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں عبدالرحمٰن ابن حبان کی آزاد کردہ لونڈی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت لیتی ہیں۔

ت-صحابہ کرام

۱-تمیم داری: آپ کا نام تمیم بن اوس ہے قبیلہ بنی عبدالدار سے ہیں پہلے عیسائی تھے ۹ نو میں اسلام لائے آپ ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کرتے تھے کبھی ایک آیت بار بار پڑھتے تھے حتیٰ کہ ایک رکعت میں سویرا ہو جاتا تھا۔آپ ایک رات سو گئے حتیٰ کہ تہجد نہ پڑھ سکے تو اس کے کفارہ میں ایک سال تک نہ سوئے تمام رات عبادت ہی کرتے رہتے اولاً مدینہ منورہ میں رہے پھر عثمان کی شہادت کے بعد شام منتقل ہو گئے وہاں ہی وفات پائی سب سے پہلے مسجد نبوی میں چراغ سے روشنی آپ ہی نے کی آپ نے دجال اور جساسہ کا واقعہ حضور اکرم سے بیان کیا۔

ت-تابعین کرام

۱-ابوتمیمہ: آپ کا نام طریف ابن خالد جحی ہے یمن کے باشندے تھے پھر بصرہ میں رہے آپ نے بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے ۹۵ ہجری میں وفات پائی۔

ث-صحابہ کرام

۱-ثابت ابن قیس ابن شماس: آپ انصاری خزرجی ہیں احد اور بعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے عظیم الشان صحابی ہیں آپ کے لیے حضور انور نے جنت کی گواہی دی حضور انور کے خطیب تھے ۱۲ بارہ ہجری میں غزوہ یمامہ میں شہید ہوئے جو عہد صدیقی میں مسلیمہ کذاب سے ہوا۔

۲-ثابت ابن ضحاک: آپ کی کنیت ابوزید ہے انصاری خزرجی ہیں بچپن میں بیعۃ الرضوان میں حضور انور سے بیعت کی واقعہ ابن زبیر میں وفات ہوئی۔

۳-ثابت ابن وحداح: آپ انصاری ہیں آپ غزوہ احد میں خالد ابن ولید کے برچھے سے شہید ہوئے بعض مورخین کا قول ہے کہ آپ نے بستر پر وفات پائی واللہ ورسولہ اعلم۔

۴-ثوبان: آپ ثوبان ابن بجدد ہیں کنیت ابوعبداللہ ہے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید کر آزاد کردیا آپ حضور انور کی وفات تک سفر وحضر میں حضور کے ساتھ رہے۔ پھر شام کی بستی رملہ میں قیام رہا وہاں سے حمص چلے گئے ۵۴ ہجری میں وہاں ہی وفات پائی آپ سے بہت لوگوں نے احادیث لیں۔

۵-ثمامہ ابن اثال: آپ حنفی یعنی قبیلہ حنفیہ سے ہیں یمامہ والوں کے سردار آپ حضور انور کی خدمت میں قید کرکے لائے گئے انہیں حضور انور نے چھوڑ دیا آپ چلے گئے پھر غسل کرکے کپڑے دھوکر حضور انور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہوگئے۔

۶-ابوثعلبہ: آپ کا نام جرہم ابن ناشب ہے آپ خشنی ہیں بیعۃ الرضوان میں حضور سے بیعت کی حضور نے آپ کو آپ کی قوم کے پاس تبلیغ کے لیے بھیجا۔ ساری قوم آپ کی تبلیغ سے مسلمان ہوگئی آخر میں شام میں رہے ۷۵ ہجری میں وہاں ہی وفات پائی۔

ث-تابعین عظام

۱-ثابت ابن ابی صفیہ: آپ کی کنیت ابوحمزہ ہے کوفی ہیں امام محمد ابن باقر سے روایات لیں ۱۴۸ ایک سو اڑتالیس میں وفات پائی۔

۲-ثابت ابن اسلم: آپ کی کنیت ابومحمد ہے بنانی ہیں تابعی ہیں اہل بصرہ سے ہیں مشہور محدث ہیں۔ حضرت انس کے ساتھ چالیس سال رہے چھیاسی سال عمر پائی ۱۲۳ ایک سو تیئس میں وفات پائی۔

۳-ثمامہ ابن حزن: آپ قشیری ہیں آپ نے متعدد صحابہ سے ملاقات کی ہے جیسے حضرت عمر اور عبداللہ ابن عمر اور ابوالدردا اور عائشہ صدیقہ۔

۴-ثور ابن یزید: آپ قبیلہ بنی کلاع سے ہیں شامی ہیں۔ حضرت خالد ابن معدان سے ملاقات ہے۔ ۱۵۵ ایک سو پچپن میں وفات ہوئی۔

ج-صحابہ کرام

۱-جابر ابن عبداللہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے انصاری ہیں سلمی ہیں بہت احادیث آپ سے مروی ہیں آپ بدر وغیرہ اٹھارہ غزوات میں شریک ہوئے حضور انور کی وفات کے بعد شام ومصر گئے۔ آخر نابینا ہوگئے تھے۔ آپ کی عمر چورانوے سال ہوئی ۷۴ چوہتر میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔ آپ مدینہ منورہ کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین مدینہ صحابی سے خالی ہوگئی۔

۲-جابر ابن سمرہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ عامری ہیں حضرت سعد ابن ابی وقاص کے بھانجے ہیں کوفہ میں قیام رہا وہاں ہی وفات ہوئی۔ ۷۴ چوہتر میں وفات ہے۔ایک جماعت نے آپ سے احادیث لیں۔

۳-جابر ابن عتیک: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے انصاری ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شامل ہوئے ۹۱ سال عمر ہوئی ۶۱ ہجری میں وفات ہوئی۔

۴-جبار ابن صخر: آپ انصاری سلمی ہیں بیعت عقبہ اور بدر وغیرہ تمام غزوات میں شامل ہوئے بیعت عقبہ میں آپ ستر میں سے ایک تھے۔

۵-جریر ابن عبداللہ: آپ کی کنیت ابوعمرو ہے۔حضور انور کی وفات کے سال آپ ایمان لائے خود فرماتے ہیں کہ میں وفات سے چالیس دن پہلے ایمان لایا آخر میں کوفہ میں رہے پھر بستی قرقس میں وفات پائی ۱۵۱ ایک سو اکیاون میں وفات ہے۔

۶-جندب ابن عبداللہ: آپ عبداللہ ابن سفیان کے بیٹے ہیں بجلی صلقی ہیں۔صلق بجلی کا ایک خاندان ہے واقعہ عبداللہ ابن زبیر کے چار سال بعد وفات پائی۔

۷-جبیر ابن مطعم: آپ کی کنیت ابومحمد ہے قرشی نوفلی ہیں۔فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے مدینہ منورہ میں رہے ۵۴ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۸-جرید ابن خویلد: آپ اسلمی مدنی ہیں صفہ والوں میں سے ہیں ۶۱ اکسٹھ میں وفات ہوئی۔

۹-جعفر ابن ابی طالب: آپ ہاشمی ومطلبی ہیں حضرت علی مرتضٰی کے بڑے بھائی آپ کا لقب ذوالجناحین بھی ہے یعنی دو پروں والے،اور طیار بھی یعنی اڑنے والے آپ اکتیس لوگوں کے بعد ایمان لائے یعنی بتیسویں مومن ہیں حضرت علی سے دس سال بڑے ہیں۔صورت و سیرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے آپ سے آپ کے بیٹے عبداللہ ابن جعفر اور دوسرے بہت صحابہ نے احادیث روایت کیں اکتالیس سال عمر پائی ۸ آٹھ ہجری غزوہ موتہ میں اس طرح شہید ہوئے کہ آپ کے جسم شریف کے سامنے والے حصے میں نوے زخم تھے تلواروں اور تیروں کے مترجم کہتا ہے کہ آپ کی شہادت کی خبر حضور انور نے مدینہ منورہ میں دی کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور خبر شہادت دے رہے تھے۔آپ نے مدینہ منورہ میں نماز جنازہ اور بعد نماز دعا مغفرت فرمائی۔آپ کے فضائل بہت ہیں ان چار میں سے ایک ہیں جنگی غائبانہ میت حاضر کی گئی۔

۱۰-جارود: آپ کا نام بشر ابن عمرو ہے جارود لقب ہے عبدی ہیں ۹ نو میں حضور انور کی خدمت میں وفد عبدالقیس میں حاضر ہوئے بعد ازاں مصر میں رہے۔اور فارس میں قتل کیے گئے ۲۱ اکیس خلافت فاروقی میں آپ کی شہادت ہے۔

۱۱-جبلہ ابن حارثہ: آپ کلبی ہیں اور زید ابن حارثہ کے بھائی ہیں زید سے بڑے ہیں زید کو حضور نے اپنا بیٹا بنایا تھا۔

۱۲-ابوجہیم: آپ کا نام ابوجہیم ہے بعض نے فرمایا کہ عبداللہ ابن حارث ابن صمہ ہے صحابی ہیں انصاری ہیں۔

۱۳-ابوجحیفہ: آپ کا نام وہب ابن عبداللہ ہے عامری ہیں کوفہ میں رہے نوعمر صحابہ میں سے ہیں آپ کے بلوغ سے پہلے حضور انور کی وفات ہوئی ۷۴ چوہتر میں کوفہ میں وفات ہوئی صحابیہ ہیں کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت تمیز و ہوش دیکھا ہے۔

۱۴-ابوجمعہ: آپ انصاری ہیں آپ کے نام میں اختلاف ہے کہ حبیب ابن سباع ہے یا جنید ابن سباع یا کچھ اور آپ شام میں رہے صحابی ہیں۔

۱۵-ابوالجعد: بعض نے فرمایا کہ یہی آپ کا نام ہے۔بعض نے کہا کہ آپ کا نام وہب ہے۔

۱۶-ابوجندل: آپ سہیل ابن عمر قرشی عامری کے بیٹے ہیں مکہ معظمہ میں ایمان لائے باپ نے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں۔آپ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر انہی بیڑیوں میں اپنے آپ کو حضور انور تک پہنچایا۔پھر آپ کے عجیب واقعات ہوئے۔خلافت فاروقی میں وفات پائی۔

۱۷-ابوجہیم: آپ کا نام عامر بن حذیفہ ہے عدوی قرشی ہیں حضور انور نے آپ ہی سے کپڑا خریدا اپنی کنیت میں مشہور ہیں۔

۱۸-ابو جری: آپ کا نام جابر ابن سلیم ہے تمیمی ہیں بصرہ میں رہے بہت کم روایت آپ سے ہیں۔

۱۹-ابوجمیل: کتاب الزکوۃ میں ان کا ذکر آتا ہے۔نام اور احوال کا پتہ نہیں۔

ج-تابعین عظام

۱-جعفر صادق: آپ جعفر ابن محمد بن علی ابن حسین ابن عالی ابن ابی طالب ہیں صادق لقب ہے ابوعبداللہ کنیت ہے سادات اہل بیت سے ہیں یحیٰی ابن سعید ابن جریج، مالک ابن انس، سفیان ثوری، ابن علیہ اور امام ابوحنیفہ سے روایات لیں۔۸۰ اسی میں ولادت، ۱۴۸ ہجری میں وفات ہے ۶۸ سال عمر ہوئی مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں اپنے والد محمد باقر اور دادا امام زین العابدین کے پاس دفن ہوئے مترجم نے زیارت کی ہے۔

۲-جعفر ابن محمد: آپ محمد ابن ابی عثمان کے فرزند ہیں طیالسی ہیں کنیت ابوالفضل ۲۸۲ ہجری میں وفات ہے۔

۳-ابوجعفر قاری: آپ کا نام یزید ابن قعقاع ہے قاری ہیں مدنی ہیں مشہور تابعی ہیں عبداللہ ابن عیاش کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

۴-ابوجعفر: آپ کا نام عمیر ابن یزید ہے خطمی ہیں جماعت صحابہ سے ملاقات ہے۔

۵-ابوالجویریہ: آپ کا نام حطان ابن حقاف ہے۔جرمی ہیں بہت صحابہ سے ملاقات ہے۔

۶-ابوالجوزا: آپ کا نام اویس ابن عبداللہ ہے۔ازوی ہیں بصری ہیں ۸۳ تراسی میں قتل کیے گئے۔

۷-حزاء ابن معاویہ: آپ تمیمی ہیں آپ سے بجالہ وغیرہم نے احادیث روایت کیں۔

۸-جمیع ابن عمیر: آپ تیمی ہیں اہل کوفہ سے ہیں حضرت عمر عائشہ صدیقہ وغیرہم سے احادیث سنیں۔

۹-ابن جریج: آپ کا نام عبدالملک ابن عزیز ابن جریج ہے مکی ہیں آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ میری طرح علم دوسروں نے جمع نہیں کیا ۱۵۰ ایک سو پچاس میں آپ کی وفات ہوئی۔

ج-صحابیات

۱-جویریہ: آپ بنت حارث ہیں ۵ پانچ ہجری میں غزوہ مریسیع میں تھے جسے غزوہ بنی مصطلق بھی کہتے ہیں گرفتار ہوکر آئیں اور حضرت ثابت ابن قیس کے حصہ میں آئیں انہوں نے آپ کو مکاتب کردیا۔حضور انور نے آپ کی کتابت کا روپیہ ادا کرکے آپ کو آزاد کرکے آپ سے نکاح کرلیا لہذا آپ ام المؤمنین ہیں آپ کا پہلا نام برہ تھا۔حضور انور نے بدل کر جویریہ نام رکھا آپ نے پینسٹھ سال عمر پائی۔ ربیع الاول ۵۶ چھپن میں وفات ہوئی آپ کے بہت فضائل ہیں۔

۲-جدامہ: آپ جدامہ بنت وہب ہیں اسدیہ ہیں مکہ معظمہ میں ایمان لائیں حضور انور سے بیعت کرکے اپنی ساری قوم کو چھوڑ دیا۔حضور کی خدمت میں رہیں۔

ح-صحابہ کرام

۱-حمزہ: آپ عبدالمطلب کے بیٹے ہیں۔حضورصلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی ہیں اور رضاعی بھائی بھی۔کیونکہ ثوبیہ نے حضور کو بھی دودھ پلایا ہے اور آپ کو بھی آپ کی کنیت ابوعمارہ ہے لقب اسد اللہ نبوت کے دوسرے سال ایمان لائے آپ کے ایمان لانے سے اسلام کو بہت قوت ملی غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں شریک ہوئے وحشی ابن حرب نے آپ کو شہید کیا حضور انور سے عمر میں چار سال زیادہ تھے۔مختلف زمانوں میں حضور نے اور حمزہ نے ثوبیہ کا دودھ پیا ہے۔حضرت علی عباس اور زید ابن حارث نے آپ سے احادیث لیں۔

۲-حمزہ ابن عمرو: آپ اسلمی ہیں اہل حجاز سے ہیں ۸۰ اسی سال عمر ہوئی ۶۱ اکسٹھ میں وفات ہوئی۔

۳-حذیفہ ابن یمامہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے عسی ہیں آپ کے والد کا نام حسیل ہے یمان لقب ہے حضرت حذیفہ حضور انور کے صاحب اسرار ازدار ہیں حضرت عثمان کی شہادت کے چالیس دن بعد آپ کی وفات مدائن میں ہوئی وہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے ۳۵ میں وفات ہے۔

۴-حسن ابن علی: آپ کی کنیت ابومحمد ہے سبط رسول اللہ ریحانہ رسول سید شباب اہل جنت آپ کے القاب ہیں ۱۵ رمضان ۳ تین ہجری میں آپ کی ولادت ہے ۵۰ میں وفات جنت البقیع میں مزار مقدس ہے۔اپنے والد ماجد علی مرتضیٰ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ ہوئے چالیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے موت پر آپ سے بیعت کی لیکن آپ نے مسلمانوں میں خونریزی دفع کرنے کے لیے امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے دست برداری فرمالی یہ واقعہ ۱۵ جمادی اولیٰ ۴۱ اکتالیس کو ہوا قریباً چھ ماہ خلافت کی۔آپ کی وفات زہر دیئے جانے سے ہوئی ۲۹ انتیس صفر یا چار ربیع الاول شنبہ کی شب ہوئی اس کے متعلق اور بھی قول ہیں مگر چہارم ربیع الاول قوی ہے (مترجم از کتاب ہشت بہشت)۔

۵-حسین ابن علی: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔اور سبط رسول، ریحانہ رسول، سید شباب اہل جنۃ آپ کے القاب ہیں۔آپ پانچ شعبان ۴ ہجری کو حضرت فاطمہ زہرا کے شکم پاک سے پیدا ہوئے آپ حسن کی ولادت سے پچاس رات بعد حضرت حسین کی حاملہ ہوئی تھیں اور حضرت حسین کی شہادت دسویں محرم ۶۱ ہجری جمعہ کے دن بعد زوال مقام کربلا میں ہوئی کربلا عراق میں کوفہ اور حلہ کے درمیان مشہور بستی ہے آپ کو سنان ابن انس نخی نے یا شمر ذی الجوشن نے شہید کیا خولی ابن یزید اصحی نے آپ کا سر مبارک تن شریف سے جدا کیا پھر یہی خولی عبیداللہ ابن زیاد گورنر کوفہ کے پاس پہنچا اور کچھ اشعار پڑھ کر انعام کا طالب ہوا۔ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے میری رکاب سونے چاندی سے بھر دے کیونکہ میں نے بڑے بادشاہ زادے کو قتل کیا ہے۔میں نے اسے تیری خاطر قتل کیا ہے جو ماں باپ دونوں کی طرف سے اشرف ہے جس کا نسب بہترین ہے۔حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کے خاندان کے یعنی اولاد بھائی بھتیجے ۲۳ اشخاص شہید ہوئے آپ شہادت کے وقت اٹھاون سالہ تھے آپ سے حضرت ابوہریرہ، امام زین العابدین فاطمہ اور سکینہ بنت حسین نے احادیث نقل فرمائیں۔اللہ کی شان کہ ۶۷ ہجری میں عین عاشورہ کے دن عبیداللہ ابن زیاد قتل کیا گیا۔اسے مالک ابن اشتر نخعی نے قتل کیا اس کا سر مختار کے پاس بھیجا مختار نے حضرت عبداللہ ابن زبیر کے پاس اور عبداللہ ابن زبیر نے امام زین العابدین کے پاس بھیجا۔مترجم کہتا ہے کہ پھر مختار بھی مارا گیا اس کی قبر کوفہ میں ہے میں نے دیکھی ہے۔تنور نوح کے پاس ہے۔

۶-حسان ابن ثابت: آپ کی کنیت ابوالولید ہے انصاری خزرجی ہیں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص شاعر ہیں۔شاعروں کے

سرتاج ابوعبید کہتے ہیں اہل عرب متفق ہیں کہ شاعروں سے افضل شاعر حسان ہیں آپ نے ۴۰ چالیس سے پہلے حضرت علی مرتضٰی کی خلافت میں وفات پائی ایک سوبیس سال عمر ہوئی ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں۔

۷-حکم ابن سفیان: آپ ثقفی ہیں سفیان کے یا حکم کے بیٹے ہیں یعنی یا تو حکم ابن سفیان یا ابن حکم بعض محدثین فرماتے ہیں کہ آپ تابعی ہیں مگر قوی یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں ابن عبدالبر نے صحابی مانا ہے۔

۸-حکم ابن عمرو: آپ کو غفاری کہا جاتا ہے اس لیے نہیں کہ آپ قبیلہ بنی غفار سے ہیں۔ بلکہ اس لیے کہ آپ غفار ابن ملیل کے بھائی کی اولاد سے ہیں بصرہ میں رہے مقام مرو میں وفات پائی۔ بعض کے نزدیک بصرہ میں پانچ سال رہے وہاں ہی وفات ہوئی مگر مقام مرو میں حضرو بردیدہ اسلمٰی کے ساتھ ایک جگہ دفن ہوئے۔

۹-حنظلہ ابن ربیع: آپ تمیمی ہیں آپ کو کاتب کہا جاتا تھا کیونکہ آپ کاتب وحی رہے ہیں۔ حضور انور کے بعد آپ مکہ معظمہ چلے گئے وہاں سے مقام قرقس گئے۔ وہاں ہی رہے امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات ہوئی آپ سے ابوعثمان اور یزید ابن شخیر نے احادیث لیں۔

۱۰- حاطب ابن ابی بلتعہ: آپ کے والد کا نام عمرو ہے یا راشد ابوبلتعہ ان کی کنیت ہے بدر اور خندق وغیرہ میں شریک ہوئے پینسٹھ سال عمر پائی ۳۰ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔

۱۱-حویصہ: آپ سعود ابن کعب کے بیٹے ہیں۔ انصاری حارثی ہیں محیصہ کے بڑے بھائی ہیں مگر اپنے چھوٹے بھائی محیصہ کے بعد ایمان لائے۔ غزوہ احد، خندق اور بعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

۱۲-حبیش ابن خالد: آپ خزاعی ہیں فتح مکہ کے دن حضرت خالد کے ساتھ تھے اور شہید ہوئے آپ کے بیٹے ہشام نے آپ سے روایات لیں۔

۱۳- حبیب ابن مسلمہ: آپ قرشی فہری ہیں۔ آپ کو حبیب الروم کہا جاتا ہے کیونکہ آپ نے روم پر بہت جہاد کیے آپ مقبول الدعا تھے ملک شام میں ۴۲ بیالیس میں وفات ہوئی۔

۱۴-حکیم ابن حزام: آپ کی کنیت ابو خالد ہے قرشی ہیں اسدی ہیں حضرت خدیجہ کے بھتیجے ہیں کعبہ معظمہ میں ولادت ہوئی واقعہ فیل سے تیرہ سال پہلے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں قریش کے سردار تھے مکہ کے سال ایمان لائے ایک سوبیس سال عمر ہوئی ۵۴ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی آپ نے جاہلیت میں ساٹھ سال گزارے۔ اور اسلام میں ساٹھ سال سے پہلے مؤلفۃ القلوب میں سے تھے پھر پختہ مومن ہوئے اسلام سے پہلے آپ نے سو غلام آزاد کیے اور سو اونٹ اللہ کی راہ میں خیرات کیے۔

۱۵-حکیم ابن معاویہ: آپ نمیری ہیں امام بخاری نے فرمایا کہ آپ کی صحابیت میں شک ہے۔

۱۶-حصین ابن وحوح: آپ انصاری ہیں آپ کی احادیث مدینہ منورہ میں مشہور ہیں آپ کو بہت ایذائیں دے کر قتل کیا گیا۔

۱۷-حبشی ابن جنادہ: آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں دیکھا۔

۱۸-حجاج ابن عمرو: آپ انصاری مازنی ہیں اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

۱۹- حارثہ ابن سراقہ: آپ انصاری ہیں آپ کی ماں کا نام ربیع ہے یعنی حضرت انس ابن مالک کی پھوپھی آپ غزوہ بدر میں شریک اور شہید ہوئے آپ انصار میں پہلے شہید ہیں جو بدر میں شہید ہوئے۔

۲۰- حارثہ ابن وہب: آپ خزاعی ہیں عبیداللہ ابن عمر ابن خطاب کے اخیافی بھائی آپ کا شمار اہل کوفہ میں سے ہے۔

۲۱-حارثہ ابن نعمان: آپ فضلاء صحابہ میں سے ہیں غزوۂ اُحد اور تمام غزوات میں شامل ہوئے آپ ہی کا وہ واقعہ ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر گزرے حضور کے ساتھ ایک صاحب اور بھی تھے آپ نے سلام کیا ان صاحب نے جواب دیا جب آپ واپس ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ کیا تم نے میرے پاس والے شخص کو دیکھا تھا۔ میں نے عرض کیا ہاں فرمایا وہ جناب جبریل تھے۔ انہوں نے تمہارے سلام کا جواب دیا آخر میں آپ نابینا ہوگئے آپ مشہور صحابی ہیں۔

۲۲-حارث ابن حارث: آپ اشعری ہیں اہل شام میں آپ کا شمار ہے۔

۲۳-حارث ابن ہشام: آپ مخزومی ہیں ابوجہل ابن ہشام کے بھائی ہیں حجاز میں بڑے شریف شمار ہوتے تھے۔ فتح مکہ کے دن ایمان لائے آپ کے لیے حضرت ام ہانی بنت ابوطالب نے حضور سے امان مانگی۔ حضور نے امان دیدی اور آپ کو سو اونٹ عطا فرمائے، آپ مکہ معظمہ سے شام چلے گئے تھے۔ شوق جہاد میں وہاں ہی رہے ۱۵، پندرہ جنگ یرموک میں خلافت فاروقی میں شہید ہوئے۔

۲۴-حارث ابن کدہ: آپ ثقفی ہیں طبیب ہیں ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ غلام ہیں حق یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں اول اسلام میں آپ کی وفات ہے۔

۲۵-ابوحبہ: آپ کا نام ثابت ابن نعمان ہے انصاری بدری ہیں۔ آپ کے نام میں اختلاف ہے۔ بدر میں شریک ہوئے احد میں شہید ہوئے۔

۲۶-ابوحمید: آپ کا نام عبدالرحمٰن ابن سعد ہے انصاری خزرجی ساعدی ہیں آپ سے ایک جماعت نے احادیث لیں وفات امیر معاویہ کے آخری دور میں ہوئی۔

۲۷-ابوحذیفہ: آپ کا نام مہشم یا ہشیم ہے عتبہ ابن ربیعہ کے بیٹے ہیں غزوہ بدر، احد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے ۵۳ ترپن سال عمر ہوئی غزوہ یمامہ میں شہید ہوئے۔ خلافت صدیقی میں۔

۲۸-ابوحطلیہ: آپ کا نام سہیل ابن عبداللہ ہے حطلیہ ہیں حطلیہ آپ کی پرداری کا نام ہے۔

۲۹-عبداللہ ابن غنام: آپ بیاضی ہیں۔ آپ کا شمار اہل حجاز میں سے ہے۔

۳۰-عبداللہ ابن مغفل: آپ مزنی ہیں بیعۃ رضوان میں شریک ہوئے اولاً مدینہ منورہ میں پھر بصرہ میں رہے آپ ان گیارہ میں سے ہیں جنہیں حضرت عمر نے بصرہ بھیجا لوگوں کو علم فقہ سکھانے کے لیے آپ نے بصرہ میں ۶۰ ساٹھ میں وفات پائی۔ آپ سے خواجہ حسن بصری وغیرہ نے روایات لیں حسن بصری فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ان سے افضل کوئی نہ ہوا۔

۳۱-عبداللہ ابن ہشام: آپ قرشی تیمی ہیں اہل حجاز ہیں آپ کا شمار ہے آپ کو آپ کی والدہ زینب بنت حمید بچپن میں حضور انور کی خدمت میں لے گئیں حضور انور نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا دعا کی بچپن کی وجہ سے بیعت نہ لی۔

۳۲-عبداللہ ابن یزید: آپ خطمی، انصاری ہیں، صلح حدیبیہ میں سترہ سالہ تھے وہاں شریک ہوئے۔ حضرت ابن زبیر کے زمانہ میں کوفہ کے گورنر رہے اسی زمانہ میں کوفہ میں وفات پائی۔ امام شعبی آپ کے کاتب یعنی میر منشی تھے۔

۳۳-عاصم ابن ثابت: آپ کی کنیت ابوسلیمان ہے انصاری بدری ہیں غزوہ رجیع ہیں جب بنی لحیان نے آپ کو قتل کر کے آپ کا سر کاٹ لیا تو لاش کی حفاظت شہد کی مکھیوں نے کی آپ عاصم ابن عمر ابن خطاب کے نانا ہیں آپ کے قتل کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ حضور انور نے دس آدمیوں کی جماعت بھیجی جناب عاصم کو ان کا امیر بنایا یہ لوگ جب مکہ معظمہ اور عسفان کے قریب پہنچے تو ان کا دو سو آدمیوں بنی لحیان نے

پتہ لگایا کھوج لیتے ہوئے یعنی مدینہ کی کھجوروں کی گٹھلیوں کے نشان کے ذریعہ ان لوگوں تک پہنچ گئے جب ان لوگوں نے دیکھا کہ ہم گھر گئے تو انہوں نے ایک ہموار جگہ میں پناہ لے لی۔ کفار بولے اپنے کو ہمارے حوالہ کرو۔ تم کو امان ہے عاصم نے کہا کہ مجھے کفار کی امان کی اطمینان نہیں خدایا اپنے حبیب کو ہماری خبر پہنچادے۔ کفار کے تیروں نے عاصم سمیت سات صحابہ کو شہید کردیا حضور انور نے صحابہ کرام کو مدینہ میں بیٹھے ہوئے اس واقعہ کی خبر دی۔ جب کفار قریش کو پتہ لگا کہ عاصم شہید کردیئے گئے تو انہوں نے اپنے آدمی آپ کی لاش پر بھیجے تاکہ ان کا کوئی عضو کاٹ کر لادیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی لاش پر شہد کی مکھیاں اس قدر بھیج دیں کہ کوئی کافر آپ تک نہ پہنچ سکا پورا واقعہ بخاری شریف میں ہے۔

۳۴-عامر رام: حق یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں ایک آدھ روایت بھی آپ سے ہے۔

۳۵-عامر ابن ربیعہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے غری ہیں دو ہجرتیں کیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ پرانے مومن ہیں ۳۲ بتیس میں وفات ہوئی۔

۳۶-عامر ابن مسعود: آپ مسعود ابن امیہ ابن خلف کے بیٹے ہیں یعنی امیہ کے پوتے صفوان ابن امیہ کے بھتیجے حق یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں آپ سے ایک مرسل حدیث ترمذی نے کتاب الصوم میں روایت کی ابن مندہ اور ابن عبدالبر نے آپ کو صحابی مانا ہے ابن معین کہتے ہیں کہ آپ تابعی ہیں۔

۳۷-عائذ ابن عمرو: آپ مدنی ہیں بیعت الرضوان میں شریک ہوئے آخر میں بصرہ میں رہے۔

۳۷-عباد ابن بشر: آپ انصاری ہیں سعد ابن معاذ سے پہلے آپ مدینہ منورہ میں اسلام لائے بدر و وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے کعب ابن اشرف کے قتل میں آپ شریک ہوئے۔ فضلاء صحابہ سے ہیں۔

۳۹-عباد ابن عبدالمطلب: آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے آپ سے کوئی حدیث مروی نہیں۔

۴۰-عبادہ ابن صامت: آپ کی کنیت ابوالولید ہے انصاری سالمی ہیں نقیب انصار تھے۔ عقبہ کی دونوں بیعتوں میں شریک ہوئے پھر بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے حضرت عمر نے آپ کو شام کا قاضی اور معلم بنا کر بھیجا آپ حمص میں مقیم رہے پھر وہاں سے فلسطین چلے گئے رملہ بیت المقدس میں وفات پائی۔ ۷۲ سال عمر پائی ۳۴ ہجری میں وفات ہوئی مشہور صحابی ہیں۔

۴۱-عباس ابن عبدالمطلب: آپ حضور انور کے چچا ہیں حضور انور سے دو سال بڑے تھے آپ کی والدہ نمر بن قاسط قبیلہ کی ایک بی بی تھیں آپ پہلی وہ بی بی ہیں جنہوں نے کعبہ معظمہ کو ریشمی اور اعلیٰ درجہ کے غلاف پہنائے کیونکہ ایک بار حضرت عباس گم ہوگئے تھے تو انہوں نے نذر مانی تھی کہ خدایا میرا بچہ مل جائے تو میں کعبہ کو بہترین غلاف پہناؤں گی۔ زمانہ جاہلیت میں حضرت عباس خادم کعبہ حجاج کو زمزم دینے والے اور کعبہ کو آباد کرنے والے تھے جو طواف کعبہ کرنے آتا اس سے آپ تقویٰ وطہارت کا عہد لیتے تھے۔ آپ نے اپنی وفات کے وقت ۷۰ ستر غلام آزاد کئے واقعہ فیل سے پہلے پیدا ہوئے اٹھاسی سال عمر پائی بارہ رجب جمعہ کے دن ۳۲ بتیس کو وفات ہوئی بقیع میں دفن ہوئے آپ پہلے مسلمان ہو چکے تھے مگر اپنا ایمان ظاہر نہ کرتے تھے بدر میں کفار جبراً آپ کو اپنے ساتھ لائے تھے۔ حضور انور نے اعلان فرمایا تھا کہ کوئی عباس کو قتل کرے وہ مجبوراً لائے گئے ہیں اسی غزوہ میں ابو یسر یعنی کعب ابن عمر نے آپ کو قید کرلیا تھا۔ آپ فدیہ دے کر چھوٹے مکہ معظمہ واپس گئے پھر مہاجر ہو کر مدینہ منورہ آئے مترجم کہتا ہے کہ فتح مکہ کے لیے حضور جارہے تھے اور حضرت عباس مکہ سے

مدینہ آ رہے تھے کہ راہ میں ملاقات ہوئی حضور نے فرمایا کہ عباس خاتم المہاجرین یعنی آخری مہاجر ہیں جنت البقیع میں آپ کی قبر ہے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہ کے پاس فقیر نے زیارت کی ہے۔ اللہ پھر نصیب کرے۔

۴۲-عباس ابن مرداس: آپ کی کنیت ابوالہشیم ہے سلمی ہیں بڑے شاعر تھے فتح مکہ سے کچھ پہلے ایمان لائے مؤلفتہ القلوب سے تھے پھر کامل مومن ہوئے آپ نے زمانہ جاہلیت میں بھی شراب نہیں پی۔

۴۳-عبدالمطلب ابن ربیعہ: آپ ربیعہ ابن حارث ابن عبدالمطلب ابن ہاشم کے بیٹے ہیں قرشی ہیں مدینہ منورہ میں رہے۔ پھر دمشق چلے گئے۔ وہاں ہی ۶۲ باسٹھ آپ کی وفات واقعہ ہوئی۔

۴۴-عبداللہ ابن محصن: آپ انصاری خطمی ہیں اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

۴۵-عبید ابن خالد: آپ سلمی بہزی ہیں مہاجر ہیں آخر میں کوفہ میں رہے۔

۴۶-عتاب ابن اسد: آپ قرشی اموی ہیں فتح مکہ کے دن اسلام لائے حضور نے اسی سال آپ کو مکہ معظمہ کا حاکم مقرر فرمایا یعنی حنین کی طرف روانگی کے وقت حضور انور کی وفات تک آپ مکہ کے حاکم رہے۔ خلافت صدیقی میں بھی اسی عہدے پر رہے ۱۳ تیرہ میں خاص صدیق اکبر کے وفات کے دن مکہ معظمہ میں وفات پائی سرداران قریش میں سے ہیں۔

۴۷-عتبہ ابن اسید: آپ کی کنیت ابوبصیر ہے ثقفی ہیں اور بنی زہرہ کے حلیف ہیں پرانے مومنین میں سے ہیں غزوہ حدیبیہ میں آپ کا ذکر آتا ہے آپ نے ہی مکہ والوں پر حملہ کیا جو آپ کو پکڑنے مدینہ منورہ آئے تھے آپ ہی کے متعلق حضور نے فرمایا تھا کہ یہ تو جنگ بھڑکانے والا ہے۔ قصہ مشہور ہے حضور انور کے زمانہ ہی میں وفات ہوئی مترجم کہتا ہے کہ آپ نے ہی پانی کے گھاٹ پر ان مسلمانوں کی جماعت جمع کر لی جو مکہ معظمہ میں کفار کے ہاتھوں قید تھے آپ نے ہی کفار مکہ کا یہ راستہ بند کر دیا جس پر وہ چیخ اٹھے۔

۴۷-عتبہ ابن عبدالسلمی: بعض نے فرمایا کہ انہی کا نام عتبہ ابن نذر ہے بعض نے کہا کہ یہ دو حضرات ہیں ان کا نام عتلہ تھا۔ حضور انور نے عتبہ رکھا۔ غزوہ خیبر میں شریک ہوئے چورانوے سال عمر پائی ۸۷ ستاسی میں حمص میں وفات ہوئی۔ واقدی کہتے ہیں کہ آپ شام کے آخری صحابی ہیں جن کی وفات سے شام صحابہ سے خالی ہو گیا۔

۴۹-عتبہ ابن غزوان: آپ مازنی ہیں پرانے مومن ہیں پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ منورہ کی طرف بدر وغیرہ میں شریک ہوئے آپ ساتویں مسلمان ہیں حضرت عمر نے آپ کو بصرہ کا حاکم بنایا۔ پھر آپ حضرت عمر کے پاس آئے تو آپ نے وہاں ہی واپس فرمادیا راستے میں انتقال ہوا ۵۷ سال عمر ہوئی ۱۵ میں وفات پائی۔

۵۰-عداء ابن خالد: آپ خالد ابن ہوزہ کے بیٹے ہیں عامری ہیں فتح مکہ کے بعد ایمان لائے دیہات میں رہتے تھے اہل بصرہ میں آپ کی احادیث مشہور ہیں۔

۵۱-عدی ابن حاتم: آپ حاتم طائی (مشہور سخی) کے بیٹے ہیں آپ کا نسب نامہ یہ ہے عدی ابن حاتم ابن عبدابن سعد طائی ہے سخی ہیں شعبان ۷ سات میں حضور انور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے کوفہ میں قیام رہا۔ جنگ جمل میں حضرت علی کے ساتھ تھے اسی جنگ میں آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی صفین اور نہروان میں شریک ہوئے ایک سوبیس سال عمر ہوئی ۶۷ ہجری میں کوفہ میں وفات پائی بعض نے فرمایا کہ مقام قرفیسا میں وفات ہوئی۔

۵۲-عدی ابن عمیرہ: آپ کندی حضرمی ہیں اولا کوفہ میں رہے پھر جزیرہ میں وہاں ہی آپ کی وفات ہے۔

۵۳-عرباض ابن ساریہ: آپ کی کنیت ابونجیح ہے۔ سلمی ہیں صفہ والوں میں سے تھے شام میں رہے وہاں ہی ۷۵ پچھتر میں وفات ہوئی مشہور صحابی ہیں۔

۵۴-عرفجہ ابن اسعد: آپ وہی صحابی ہیں جن سے حضور نے فرمایا کہ تم چاندی کی ناک لگالو پھر فرمایا سونے کی ناک لگالو جنگ کلاب میں آپ کی ناک جاتی رہی تھی۔

۵۵-عروہ ابن ابی الجعد: آپ بارقی ہیں حضرت عمر نے آپ کو کوفہ کا حاکم بنایا۔

۵۶-عروہ ابن مسعود: آپ صلح حدیبیہ میں کافروں کی طرف سے آئے تھے خود کافر تھے، پھر ۹ نو میں جب حضور طائف سے واپس ہوئے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے آپ کے نکاح میں اس وقت بہت عورتیں تھیں حضور انور نے حکم دیا یاد رکھو۔ باقی کو علیحدہ کردہ پھر حضور سے اجازت لے کر اپنے گھر واپس گئے اپنی قوم کو دعوت اسلام دی انہوں نے انکار کیا آپ فجر کے وقت اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گئے وہاں اذان دی کلمہ شہادت بلند آواز سے پڑھا ایک ثقفی نے آپ کو وہاں ہی تیر مارا۔ جس سے آپ شہید ہوگئے۔ حضور انور کو جب اس واقعہ کی خبر دی گئی تو فرمایا کہ عروہ سورہ یسین والے کی مثل ہیں کہ انہوں نے اپنی قوم کو ربّ کی طرف بلایا تھا۔ انہوں نے بھی انہیں اسی وجہ سے قتل کردیا تھا۔

۵۷-عطیہ ابن قیس: آپ سعدی ہیں صحابی ہیں یمن اور شام میں آپ کی احادیث مشہور ہیں۔

۵۸-عطیہ ابن بسر: آپ مازنی ہیں عبداللہ ابن بسر کے بھائی ہیں آپ سے ایک حدیث سرید اور چھوہارے کھانے کے متعلق مروی ہے۔ حضرت مکحول نے آپ سے روایت کی ہے۔

۵۰-عطیہ قرظی: آپ بنی قریظہ کے قیدیوں میں سے تھے آپ کے والد کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

۶۰-عقبہ ابن رافع: آپ قرشی ہیں افریقہ میں شہید ہوئے کہ ۳۶ چھتیس میں آپ کو بربر نے قتل کیا آپ کا ذکر خواب کی تعبیروں کی حدیث میں آتا ہے۔

۶۱-عقبہ ابن عامر: آپ جہنی ہیں عتبہ ابن ابی سفیان کے بعد امیر معاویہ کی طرف سے مصر کے حاکم رہے پھر امیر معاویہ نے آپ کو معزول کردیا ۵۸ اٹھاون میں مصر میں آپ کی وفات ہوئی آپ سے چند صحابہ اور بہت تابعین نے احادیث نقل کیں۔

۶۲-عقبہ ابن حارث: آپ قرشی ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے آپ کا شمار اہل مکہ میں ہے۔

۶۳-عقبہ ابن عمرو: آپ کی کنیت ابومسعود ہے آپ کا ذکر میم کی تختی میں آئے گا۔

۶۴-عکاشہ ابن محصن: آپ اسدی ہیں بنی امیہ کے حلیف تھے۔ آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے وہاں بڑی تکالیف اٹھائیں بعد میں تمام غزوات میں شریک ہوئے بدر میں آپ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضور انور نے آپ کو کھجور کی (چھڑی) دیدی وہ آپ کے ہاتھ میں تلوار بن گئی خلافت صدیقہ میں آپ افضل صحابہ میں شمار ہوتے تھے ۵۴ چون سال عمر پائی۔ آپ کی بہن ام قیس نے اور بہت صحابہ نے آپ سے احادیث لیں۔ آپ کے بڑے عجیب عجیب واقعات مشہور ہیں آپ ان حضرات میں سے ہیں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔ (مترجم)

۶۵-عکرمہ ابن ابوجہل: آپ عمرو ابن ہشام مخزومی قرشی یعنی ابوجہل کے بیٹے ہیں آپ کو اور ابوجہل کو حضور انور سے سخت عداوت تھی مشہور

شہ سوار تھے فتح مکہ کے دن یمن بھاگ گئے پھر آپ کی بیوی ام حکیم بنت حارث آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی۔ حضور انور نے دیکھ کر فرمایا مرحبا مہاجر سوار تو یہ آپ پر ایمان لے آئے یعنی فتح مکہ کے موقع پر ۸ آٹھ میں آپ کا اسلام بہت ہی مقبول ہوا۔ ۱۳ تیرہ میں غزوہ یرموک میں شہید ہوئے باسٹھ سال عمر ہوئی حضور انور نے جناب ام سلمہ سے فرمایا تھا کہ میں نے جنت میں ابوجہل کا ایک درخت دیکھا جب عکرمہ ایمان لائے تو فرمایا کہ یا ام سلمہ یہی ہے ہماری خواب کی تعبیر۔ ایک بار عکرمہ نے حضور انور سے شکایت کی کہ لوگ مجھے اللہ کے دشمن کا بیٹا کہتے ہیں حضور انور نے خطبہ فرمایا کہ جو جاہلیت میں سردار تھے وہ اسلام میں بھی سردار رہیں گے۔ جبکہ فقیہ ہوں۔ شیخ عبدالحق نے مدارج النبوۃ میں فرمایا کہ حضور نے حکم دیا تھا کہ کوئی عکرمہ کے سامنے ابوجہل کو برا نہ کہے۔ (مترجم)

۶۶-علاء حضرمی: حضرمی کا نام عبداللہ ہے چونکہ آپ حضرموت کے رہنے والے تھے اس لیے حضرمی کہلاتے تھے آپ حضور انور کی طرف سے بحرین کے حاکم تھے۔ حضرت ابوبکر و عمر نے بھی آپ کو اسی عہدہ پر رکھا حتیٰ کہ آپ کی وفات ۱۴ چودہ میں ہوگئی۔

۶۷-علقمہ ابن وقاص: آپ لیثی ہیں حضور انور کی حیات شریف میں پیدا ہوئے۔ غزوہ خندق میں شریک ہوئے عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں وفات پائی مدینہ منورہ میں قبر شریف ہے۔

۶۸-عمار ابن یاسر: آپ عنسی ہیں بنی مخزوم قبیلہ کے آزاد کردہ آپ کے والد یاسر اپنے دو بھائیوں حارث اور مالک کے ساتھ اپنے چوتھے بھائی کی تلاش میں مکہ معظمہ آئے حارث اور مالک تو یمن چلے گئے یاسر مکہ معظمہ رہ گئے اور انہوں نے ابوحذیفہ ابن مغیرہ سے حلف کرلیا ابوحذیفہ نے اپنی لونڈی سمیہ کا نکاح یاسر سے کردیا عمار پیدا ہوئے ابوحذیفہ نے انہیں آزاد کردیا حضرت عمار پرانے مومنین سے ہیں اسلام کی وجہ سے آپ کو مکہ والوں نے بہت ہی دکھ دیئے تاکہ اسلام چھوڑ دیں ایک بار آپ کو آگ میں زندہ ڈال دیا۔ اتفاقاً حضور انور وہاں سے گزرے آگ سے فرمایا اے آگ عمار پر اسی طرح ٹھنڈی سلامتی والی ہوجا جس طرح حضرت ابراہیم پر ہوئی تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ مہاجرین اولین سے ہیں بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے حضور انور نے آپ کا نام طیب مطیب رکھا یعنی صاف ستھرے جنگ صفین میں آپ حضرت علی کے ساتھ تھے اس میں قتل ہوئے یعنی ۳۷ میں ترانوے سال عمر پائی۔

۶۹-عمرو ابن احوص: آپ کلابی ہیں آپ سے آپ کے بیٹے سلیمان نے احادیث روایت کیں۔

۷۰-عمرو ابن اخطب: آپ کی کنیت ابوزید ہے اسی میں مشہور ہیں انصاری ہیں کئی غزوات میں حضور انور کے ساتھ حاضر ہوئے حضور انور نے آپ کے سر پر دست اقدس پھیرا اور حسن و جمال کی دعا فرمائی سو برس سے زیادہ عمر ہوئی مگر سر اور داڑھی میں صرف چند بال سفید ہوئے آپ سے بہت صحابہ نے احادیث نقل فرمائیں۔

۷۱-عمرو ابن امیہ: آپ ضمری ہیں بدر و احد میں مشرکوں کے ساتھ آئے تھے مگر احد سے واپسی پر مسلمان ہوگئے عرب کے مشہور بہادر تھے مسلمانوں کے ساتھ پہلے غزوہ بیر معونہ میں شریک ہوئے آپ کو عامر ابن طفیل نے اس غزوہ میں قید کرلیا پھر چھوڑ دیا ۶ میں حضور انور نے آپ کو دعوت اسلام کے لیے حبشہ بھیجا آپ کا شمار اہل حجاز میں ہے امیر معاویہ کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ بعض نے فرمایا کہ ۶۰ ساٹھ میں وفات ہے۔

۷۲-عمرو ابن حارث: آپ خزاعی ہیں ام المومنین جویریہ کے بھائی ہیں آپ کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔

۷۳-عمرو ابن حریث: آپ قرشی مخزومی ہیں حضور انور کو دیکھا حضور سے سنا ہے حضور انور نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا برکت کی

حضور انور کی وفات کے وقت آپ بارہ سال کے تھے کوفہ کے حاکم رہے ۸۵ پچاسی میں وفات پائی کوفہ میں دفن ہوئے۔

۷۴-عمرو ابن حزم: آپ کی کنیت ابوضحاک ہے انصاری ہیں غزوہ خندق میں شریک ہوئے اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال تھی۔حضور انور نے آپ کو نجران کا حاکم بنایا ۵۳ ترپن میں مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

۷۵-عمرو ابن سعید: آپ قرشی ہیں دو ہجرتوں والے ہیں۔پہلی ہجرت حبشہ کی طرف کی پھر مدینہ منورہ میں رہے حضرت جعفر ابن ابی طالب کے ساتھ خیبر کے سال مدینہ پہنچے ۱۳ تیرہ میں شام میں شہید کئے گئے۔

۷۶-عمرو ابن سلمہ: آپ مخزومی ہیں۔حضور انور کا زمانہ پایا اپنی قوم کی امامت کرتے تھے کیونکہ ان میں قرآن کے زیادہ قاری آپ ہی تھے کہا گیا ہے کہ اپنے والد کے ساتھ حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے آخر میں بصرہ میں رہے۔آپ چھ سال کی عمر میں اپنی قوم کی امامت کرتے تھے سجدہ میں آپ کے چوتڑ کھل جاتے تھے۔

۷۷-عمرو ابن عاص: آپ سہمی قرشی ہیں ۵ یا ۸ آٹھ میں اسلام لائے آپ اور خالد ابن ولید اور عثمان ابن طلحہ ایک ساتھ آکر مسلمان ہوئے حضور انور نے آپ کو عمان کا حاکم بنایا حضور کی وفات تک آپ حاکم رہے پھر حضرت عمر عثمان اور معاویہ نے آپ کو حاکم بنایا۔مصر آپ نے ہی فتح کیا اور وفات تک مصر کے حاکم رہے حضرت عثمان نے چار سال تو آپ کو عامل رکھا پھر معزول کردیا۔پھر امیر معاویہ نے اپنی حکومت میں وہاں کا حاکم بنایا نوے سال عمر ہوئی۔۴۳ ہجری میں وفات پائی آپ کے بعد آپ کے بیٹے عبداللہ ابن عمرو مصر کے حاکم ہوئے جنہیں حضرت معاویہ نے معزول کردیا۔بہت لوگوں نے آپ سے روایات لیں جیسے عبداللہ ابن عمر قیس ابن ابی حازم وغیرہم۔

۷۸-عمرو ابن عبسہ: آپ کی کنیت ابونجیح ہے سلمی ہیں۔پرانے مؤمنین میں سے ہیں حتی کہ بعض نے فرمایا کہ آپ چوتھے مسلمان ہیں حضور انور نے آپ کو مؤمن صحابی بنا کر فرمایا تھا کہ ابھی اپنے وطن جاؤ۔جب تم کو ہمارے غلبہ کی خبر ملے تب ہمارے پاس آجانا۔چنانچہ آپ کو فتح خیبر کی جب خبر ملی تو حضور کی خدمت میں آئے اور وہاں ہی رہے آپ کا شمار اہل شام میں ہوتا ہے۔

۷۹-عمرو ابن عوف: آپ انصاری ہیں بدر میں شریک ہوئے اور مدینہ منورہ میں رہے۔

۸۰-عمرو ابن عوف مزنی: آپ بڑے پرانے مؤمنین سے ہیں آپ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔تولوا واعینھم تفیض من الدمع مدینہ منورہ میں رہے وہاں ہی امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی۔

۸۱-عمرو ابن حمق: آپ خزاعی ہیں صحابی ہیں ۵۱ میں موصل میں قتل کئے گئے۔

۸۲-عمرو ابن مرہ: آپ کی کنیت ابومریم ہے جہنی ہیں یا ازدی اکثر غزوات میں شریک ہوئے شام میں قیام رہا اور امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات ہوئی۔

۸۳-عمرو ابن قیس: آپ قرشی عامری ہیں آپ کا دوسرا نام عبداللہ ہے آپ ہی کو ابن ام مکتوم کہتے ہیں نابینا تھے آپ کی والدہ کا نام عاتکہ ہے آپ ام المؤمنین خدیجہ کبریٰ کے ماموں زاد یا خالہ زاد بھائی ہیں مکہ معظمہ میں اول ہی میں ایمان لائے آپ نے مصعب ابن عمیر کے ساتھ ہجرت کی مہاجرین اوّلین میں سے ہیں حضور انور نے آپ کو بارہا مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور سفر میں تشریف لے گئے آخری بار حجۃ الوداع کے موقع پر وفات مدینہ منورہ میں ہوئی بعض کہتے ہیں کہ غزوہ قادسیہ میں شہید ہوئے۔مترجم کہتا ہے کہ سورہ عبس وتولیٰ آپ ہی کے متعلق نازل ہوئی۔اس سورۃ کے نزول کے بعد حضور انور آپ کے لیے اپنی چادر بچھادیتے تھے۔

۸۴-عمرو ابن تغلب: آپ عبدی ہیں یعنی قبیلہ بنی عبدالقیس سے آپ سے خواجہ بصری وغیرہم نے احادیث لیں۔

۸۵-عکراش ابن ذویب: آپ تمیمی ہیں اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے آپ اپنی قوم کے صدقات لے کر حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

۸۶-عمران ابن حصین: آپ کی کنیت ابونجید ہے خزاعی ہیں کعبی ہیں خیبر کے سال ایمان لائے تا وفات بصرہ میں رہے ۵۲ باون میں آپ کی وفات ہے آپ فضلاء صحابہ سے تھے مترجم کہتا ہے کہ آپ کو حضرت عمر نے علم سکھانے کے لیے بصرہ بھیجا ابن سیرین کہتے ہیں کہ بصرہ میں کوئی صحابی آپ سے افضل نہ تھا۔ آپ کو فرشتے سلام کرتے تھے۔ (کاشف)

۸۷-عمیر: آپ آبی اللحم کے آزاد کردہ غلام غفاری حجازی ہیں غزوہ خیبر میں اپنے مولی کے ساتھ حاضر ہوئے حضور انور کو دیکھا ہے۔ حضور کی احادیث حفظ کی ہیں آپ سے ایک جماعت نے روایات لیں۔

۸۸-عمیر ابن حمام: آپ انصاری ہیں بدر میں شریک اور شہید ہوئے خالد ابن اعلم نے آپ کو شہید کیا آپ انصار میں پہلے شہید ہیں جو راہ خدا میں شہید ہوئے۔

۸۹-عوف ابن مالک: آپ اشجعی ہیں غزوہ خیبر اور اس کے بعد غزوات میں شریک ہوئے بنی اشجع کا جھنڈا فتح مکہ کے دن آپ کے ہاتھ تھا آخر میں شام میں رہے وہاں ہی ۷۳ ہجری میں وفات پائی۔

۹۰-عویم ابن ساعدہ: آپ انصاری اوسی ہیں دونوں بیعت عقبہ میں اور تمام غزوات میں شریک ہوئے قوی یہ ہے کہ آپ خلافت فاروقی میں فوت ہوئے عمر ۶۵ پینسٹھ سال ہوئی۔ حضرت عمر نے آپ سے روایت کی۔

۹۱-عویمر ابن عامر: آپ کی کنیت ابوالدرداء ہے اسی کنیت میں مشہور ہیں دال کی تختی میں آپ کا ذکر ہو چکا ہے۔

۹۲-عویمر ابن ابیض: آپ انصاری عجلانی ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ یہ وہی عویمر ہیں جن کا لعان کا واقعہ احادیث میں آتا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ عویمر دوسرے ہیں ان کا نام عویمر ابن حارث ابن زید ابن حارثہ جد ابن عجلان ہے۔

۹۳-عیاض ابن حمار: آپ تیمی مجاشعی ہیں اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے حضور انور کا ان پر بہت کرم تھا۔

۹۴-عصام مزنی: آپ صحابی ہیں بہت ہی کم روایات کرتے ہیں۔

۹۵-عتبان ابن مالک: آپ خزرجی سالمی ہیں امیر معاویہ کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

۹۶-عمارہ ابن خزیمہ: آپ خزیمہ ابن ثابت کے بیٹے ہیں انصاری ہیں اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

۹۷-عمارہ ابن رویبہ: آپ ثقفی ہیں اہل کوفہ میں آپ کا شمار ہے بہت لوگوں نے آپ سے روایات لیں۔

۹۸-عراس ابن عمیرہ: آپ کندی ہیں آپ سے آپ کے بھتیجے عدی نے روایات لیں۔

۹۹-عیاش ابن ابی ربیعہ: آپ مخزومی قرشی ہیں ابوجہل کے اخیافی بھائی ہیں بڑے پرانے مومن ہیں حضور انور کے دار ارقم میں جانے سے پہلے ایمان لائے آپ نے پہلے حبشہ کی طرف پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ جب آپ ہجرت کر کے آئے تو ابوجہل اور اس کا بھائی حارث ابن ہشام آپ کے پاس آئے اور کہا کہ ماں نے قسم کھائی ہے کہ وہ تم کو دیکھے بغیر سایہ میں نہ بیٹھے گی۔ تم مکہ چلو تاکہ تمہاری ماں سایہ لے چنانچہ آپ ان دونوں کے ساتھ مکہ معظمہ چلے گئے۔ انہوں نے وہاں لے جا کر آپ کو قید کر دیا اور بہت ایذائیں دیں حضور انور نے قنوت نازلہ میں آپ کے لیے دعائیں فرمائیں۔ الٰہی عیاش کو نجات دے آپ خلافت فاروقی میں شہید ہوئے۔

۱۰۰-عابس ابن ربیعہ: آپ غطیفی ہیں فتح مصر میں شریک ہوئے آپ کے بیٹے عبدالرحمن نے آپ سے روایات لیں۔

۱۰۱-ابوعبیدہ ابن جراح: آپ کا نام عامر ابن عبداللہ ابن جراح ہے فہری قرشی ہیں عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اس امت کے امین ہیں حضرت عثمان ابن مظعون کے ساتھ ایمان لائے پھر ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تمام غزوات میں شامل رہے احد میں ثابت قدم رہے خود کے دو حلقے جو حضور انور کے سر کے زخم میں گڑھ گئے تھے آپ نے نکالے جس سے آپ کی ثنایا دانت گر گئے۔ یہ واقعہ غزوہ احد میں ہوا طاعون عمواس میں وفات ہوئی ۱۸ اٹھارہ میں اٹھاون سال عمر ہوئی حضرت معاذ بن جبل نے آپ کا جنازہ پڑھایا مقام بیسان میں دفن ہوئے حضور انور سے فہر ابن مالک میں مل جاتے ہیں۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ اسلام کے بڑے جرنیل ہیں شام کے فاتح آپ ہی ہیں حضرت عمر نے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ اگر آج ابوعبیدہ زندہ ہوتے تو میں خلافت ان کے سپرد کردیتا۔ (حاشیہ)

۱۰۲-ابو العاص ابن ربیع: آپ کا نام مقسم یا لقیط ہے حضور انور کے داماد ہیں۔ یعنی حضرت زینب بنت رسول اللہ کے خاوند غزوہ بدر میں کفار کی طرف سے آئے تھے مسلمانوں کے ہاتھ قید ہوگئے۔ پھر چھوڑے گئے مکہ معظمہ جا کر پھر حضور انور کی خدمت میں مہاجر بن کر آئے حضور انور آپ سے اور آپ کی وفاداری صادق الوعد ہونے کی وجہ سے بہت خوش تھے۔ خلافت صدیقی میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ بہت صحابہ نے آپ سے احادیث لیں۔

۱۰۳-ابوعیاش: آپ کا نام زید ابن صامت ہے انصاری زرقی ہیں چالیس ہجری کے بعد وفات پائی۔

۱۰۴-ابوعمر ابن حفص: آپ حفص ابن مغیرہ کے بیٹے ہیں مخزومی ہیں آپ کا نام عبدالمجید یا احمد ہے۔

۱۰۵-ابوعبس عبدالرحمان: آپ ابن جبیر کے بیٹے ہیں حارثی ہیں بدر میں شریک ہوئے ۳۴ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی وہاں ہی دفن ہوئے ۷۰ سال عمر ہوئی۔

۱۰۶-ابوعسیب: آپ حضور انور کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ کا نام احمر ہے۔

ع-تابعین

۱-عبداللہ ابن بریدہ: آپ اسلمی ہیں مرو کے قاضی رہے مشہور تابعی ہیں حضرت ابوہریرہ وغیرہ صحابہ سے ملاقات ہے۔ آپ سے بہت احادیث منقول ہیں مرو میں مزار ہے۔

۲-عبداللہ ابن ابی بکر: آپ ابوبکر ابن محمد ابن عمرو ابن حزم کے بیٹے ہیں انصاری مدنی علماء مدینہ سے ہیں بہت سچے امام احمد فرماتے ہیں کہ آپ کی احادیث شفاء ہیں ۷۰ ستر سال عمر ہوئی ۱۳۵ ہجری میں وفات پائی۔

۳-عبداللہ ابن زبیر: آپ کی کنیت ابوبکر حمیدی قرشی اسدی ہیں امام شافعی کے ساتھ مصر میں رہے حتیٰ کہ امام شافعی کی وفات ہوگئی پھر آپ مکہ معظمہ واپس آئے امام بخاری نے آپ کی بہت احادیث اپنی کتاب بخاری میں روایت کیں ۲۱۹ ہجری میں مکہ معظمہ میں وفات پائی اسلام کے بڑے خدمت گزار ہیں۔

۴-عبداللہ ابن مطیع: آپ قرشی عدوی ہیں مدنی ہیں حضور انور کے زمانہ شریف میں پیدا ہوچکے تھے آپ کے والد آپ کو حضور انور کی خدمت میں لے گئے تھے۔ آپ کے والد کا نام عاص تھا۔ حضور نے مطیع رکھا عبداللہ سرداران قریش سے تھے جب اہل مدینہ نے یزید کی

سلطنت سے علیٰحدگی کی تو آپ کو ہی اپنا امیر بنایا۔آپ صرف قریش کے امیر تھے اور قریش کے علاوہ کے امیر عبداللہ ابن حنظلہ غسیل ملائکہ تھے آپ حضرت عبداللہ ابن زبیر کے ساتھ مکہ معظمہ میں قتل کیے گئے ۷۳ ہجری میں آپ کو عبداللہ ابن زبیر نے کوفہ کا حاکم بنایا وہاں سے مختار ابن ابوعبید نے آپ کو نکال دیا۔

۵-عبداللہ ابن مسلمہ: آپ مسلمہ ابن قعب کے بیٹے ہیں۔تمیمی مدینی ہیں بصرہ میں قیام رہا مالک ابن انس کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ ہشام ابن سعد وغیرہ سے ملاقات ہے۔۲۲۱ ہجری میں محرم میں مکہ معظمہ میں آپ کی وفات ہے۔سواء ابن ماجہ کے باقی صحاح آپ کی احادیث موجود ہیں۔

۶-عبداللہ ابن موہب: آپ فلسطینی شامی ہیں فلسطین کے قاضی رہے حضرت تمیم داری وغیرہ سے ملاقات ہے آپ سے عمر ابن عبدالعزیز نے روایات لیں۔

۷-عبداللہ ابن مبارک: آپ مروزی ہیں بنی حنظلہ کے مولیٰ ہیں آپ امام ربانی متقی فقیہ، حافظ، زاہد، متقی سخی ثقہ ہیں اسمٰعیل ابن عیاش فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر ابن مبارک جیسا کوئی اچھی خصلت ایسی نہیں جو ابن مبارک میں موجود نہ ہو آپ بغداد میں رہے ۱۱۸ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۸۱ ہجری میں وفات پائی۔

۸-عبداللہ ابن حکیم: آپ نے حضور انور کا زمانہ پایا۔مگر دیدار نہ کرسکے بعض لوگوں نے آپ کو صحابی کہا ہے مگر حق یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں آپ کی ملاقات حضرت عمر ابن مسعود، حذیفہ سے ہے۔

۹-عبداللہ ابن ابی قتیس: آپ کی کنیت ابوالاسود ہے شامی عطیہ ابن عازب کے آزاد کردہ غلام ہیں حضرت عائشہ سے روایات لیں۔

۱۰-عبداللہ ابن عصم: آپ کوفی حنفی ہیں آپ سے یہ حدیث مروی ہے کہ تصیف میں ایک جھوٹا اور فسادی ہوگا۔حضرت ابن عمر اور ابوسعید سے ملاقات ہے۔

۱۱-عبداللہ ابن محیریز: آپ جمحی قرشی ہیں عظیم الشان تابعی بہت نیک وصالح بزرگ ہیں رجاء ابن حیوہ فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ حضرت ابن عمر کی عبادت پر فخر کرتے تھے اپنے ہم عابد ابن محیریز کی عبادت پر فخر کرتے ہیں آپ کی وفات سو ہجری سے پہلے ہے۔

۱۲-عبداللہ ابن ثنی: آپ ثنی ابن عبداللہ ابن انس ابن مالک کے بیٹے ہیں اپنے چچاؤں سے روایت کرتے ہیں صالح متقی ہیں۔

۱۳-عبداللہ ابن عمر ابن حفص: آپ عبداللہ ابن عمر ابن حفص ابن عاصم کے بیٹے ہیں عمری ہیں ابن عدی کہتے کہ وہ صدوق ہیں ۱۷۱ ہجری میں وفات پائی۔

۱۴-عبداللہ ابن عتبہ: آپ عتبہ ابن مسعود کے بھتیجے ہیں ہزلی ہیں عبداللہ ابن مسعود کے بھتیجے ہیں مدنی ہیں کوفہ میں رہے آپ نے حضور انور کا زمانہ پایا۔مگر ملاقات نہ ہوئی عظیم الشان تابعی ہیں کوفہ کے ہیں حضرت عمر فاروق وغیرہ سے ملاقات ہے آپ کی وفات ثمر ابن مروان کے زمانہ میں ہوئی کوفہ میں آپ کی قبر ہے۔

۱۵-عبداللہ ابن مالک بن بحینہ: آپ مالک ابن قشب کے بیٹے ہیں آپ کی والدہ بحینہ بنت حارث ابن مطلب ہیں امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات ہوئی یعنی ۵۴ یا ۵۸ میں۔

۱۶-عبداللہ ابن مالک: آپ کی کنیت ابوتمیم ہے آپ جیشانی ہیں۔مصری ہیں۔

۱۷-عبداللہ ابن مالک ہمدانی: آپ ہمدانی ہیں حضرت علی وابن عمر و عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایات لیتے ہیں۔

۱۸-عبداللہ ابن الرحمٰن: ابن ابی حسین آپ مکی قرشی تابعی ہیں ابوطفیل سے ملاقات ہے تابعین کی ایک جماعت نے حتیٰ کہ امام مالک ثوری نے آپ سے احادیث لیں۔

۱۹-عبداللہ ابن عبیداللہ: ابن ابی ملیکہ۔ابوملیکہ کا نام زہیر ابن عبداللہ ہے تیمی قرشی احول ہیں مشہور تابعی ہیں۔حضرت ابن زبیر کے زمانہ میں عالم و قاضی تھے ۱۱۷ہجری میں وفات پائی۔

۲۰-عبداللہ ابن شقیق: آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے عقیلی بصری ہیں مشہور تابعی ہیں۔

۲۱-عبداللہ ابن شہاب: آپ کی کنیت ابوالحرب ہے خولانی ہیں تابعین کے دوسرے طبقے میں ہیں آپ کی احادیث کوفہ میں مشہور ہیں۔

۲۲-عبیداللہ ابن رفاعہ: ابن رافع انصاری زرقی ہیں۔

۲۳-عبیداللہ ابن عبداللہ ابن عمر: آپ کی کنیت ابوبکر ہے اہل مدینہ سے ہیں اپنے بھائی سالم سے پہلے فوت ہوئے ثقہ ہیں امام زہری کے شیخ ہیں۔

۲۴-عبیداللہ ابن عدی ابن خیار: قرشی ہیں حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر زیارت نہ کی۔ولید ابن عبدالملک کے زمانہ میں وفات، پائی۔

۲۵-عبید ابن عمیر: آپ کی کنیت ابوعاصم ہے لیثی حجازی ہیں مکہ مکرمہ کے قاضی رہے۔حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے عظیم الشان تابعی ہیں۔حضرت عبداللہ ابن عمر سے پہلے وفات پائی۔

۲۶-عبدالرحمٰن ابن کعب: ابن مالک انصاری ہیں اور تابعین مدینہ سے ہیں۔

۲۷-عبدالرحمٰن ابن اسود: آپ قرشی زہری ہیں مشہور تابعین مدینہ سے ہیں۔

۲۸-عبدالرحمٰن ابن یزید: ابن خارثہ انصاری مدنی ہیں حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر ملاقات نہ ہوئی ۹۸ ہجری میں وفات پائی۔

۲۹-عبدالرحمٰن ابن ابی لیلے: انصاری ہیں جب خلافت فاروقی کے چھ سال رہ گئے تھے تب پیدا ہوئے یا تو مقام دجیل میں قتل کیئے گئے یا بصرہ کی نہر میں ڈوب گئے۔بعض نے فرمایا ۸۳ہجری میں دیر جماجم میں گم ہوگئے آپ نے بہت صحابہ سے احادیث لیں۔

۳۰-عبدالرحمٰن ابن غنم: آپ اشعری شامی ہیں آپ نے زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں پائے حضور انور کے زمانہ میں ایمان تو لائے مگر زیارت نہ کرسکے۔جب حضور انور نے حضرت معاذ ابن جبل کو یمن بھیجا تب آپ ان کے ساتھ رہے اور پھر ان کی وفات ہوگئی شام کے مشہور فقیہ تھے حضرت عمر فاروق سے ملاقات ہے ۷۸ہجری میں وفات ہوئی۔

۳۱-عبدالرحمٰن ابن ابی عمرہ: حضرت ابوعمرہ کا نام عمرو ابن محصن ہے انصاری بخاری ہیں مدینہ منورہ کے قاضی رہے ثقہ ہیں۔

۳۲-عبدالرحمٰن ابن عبداللہ ابن ابی صعصعہ: آپ مازنی انصاری ہیں ۱۳۹ہجری میں وفات واقع ہوئی۔

۳۳-عبدالرحمٰن ابن ابی عقبہ: آپ مجیر ابن عتیک کے آزاد کردہ غلام ہیں اصناری ہیں ابی عقبہ کا نام رشید ہے۔

۳۴-عبدالرحمٰن ابن عبدالقاری: آپ حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر ملاقات نہ ہوئی امام واقدی نے آپ کو صحابی کہا مگر صحیح ہے کہ آپ تابعی ہیں حضرت عمر فاروق سے ملاقات ہے اٹھہتر سال عمر ہوئی۔اور ۸۱ہجری میں وفات ہوئی۔

۳۵-عبدالرحمٰن ابن عبداللہ: آپ کی ماں ام حکم بنت ابوسفیان ابن حرب ہیں آپ کو امیر معاویہ نے کوفہ کا امیر بنایا۔

۳۶-عبدالرحمٰن ابن ابی بکر: تابعی ہیں آپ سے آپ کے بیٹے محمد نے روایات لیں۔

۳۷-عبدالرحمٰن ابن ابی بکرہ: آپ انصاری بصری ثقفی ہیں ۱۴ چودہ میں بصرہ میں پیدا ہوئے جبکہ مسلمان وہاں پہنچے آپ بصرہ میں پہلے وہ بچے ہیں جو مسلمانوں میں پیدا ہوئے آپ نے اپنے والد اور حضرت علی سے روایات لیں۔

۳۸-عبدالرحمٰن ابن عبداللہ: ابن ابی عمار آپ مکی ہیں آپ سے ایک جماعت نے روایات لیں۔

۳۹-عبدالرحمٰن ابن یزید: ابن اسلم آپ مدنی ہیں لوگوں نے آپ کو ضعیف کہا ہے ۱۸۲ ہجری میں وفات ہوئی۔

۴۰-عبدالعزیز ابن رفیع: آپ اسدی مکی ہیں کوفہ میں قیام رہا مشہور تابعی ہیں ۹۰ سال سے زیادہ عمر ہوئی حضرت ابن عباس اور انس ابن مالک سے روایات لیں۔

۴۱-عبدالعزیز ابن جریج: آپ مکی ہیں حضرت عائشہ اور ابن عباس سے ملاقات ہے۔

۴۲-عبدالعزیز ابن عبداللہ: آپ فقہاء مدینہ سے ہیں بغداد میں رہے وہاں علم حدیث کی خدمت کی ۱۶۴ ہجری میں وفات ہوئی وہاں ہی مقابر قریش میں دفن ہوئے۔

۴۳-عبدالملک ابن عمیر: آپ قرشی کوفی ہیں یہ نسبت قرش کی طرف ہے نہ کہ قریش کی طرف کوفہ کے قاضی رہے کوفہ کے مشہور تابعی ہیں بڑے عالم ثقہ تھے ایک سوتین سال عمر ہوئی اور ۱۳۶ ہجری میں وفات ہوئی۔

۴۴-عبدالواحد ابن ایمن: آپ مخزومی ہیں اور قاسم ابن عبدالواحد کے والد ہیں مشہور تابعی ہیں۔

۴۵-عبدالرزاق ابن ہمام: آپ کی کنیت ابوبکر ہے اپنے وقت کے بڑے علماء سے ہیں آپ نے بہت کتب تصنیف کی ہیں امام احمد وغیرہم کے شیخ ہیں پچاسی سال عمر ہوئی ۲۱۱ ہجری میں وفات پائی۔ ابن جریج و معمر سے ملاقات ہے۔

۴۶-عبدالحمید ابن جبیر: آپ حجبی ہیں اپنی پھوپھی صفیہ اور ابن مسیب سے روایات لیتے ہیں۔

۴۷-عبدالمہیمن ابن عباس: ابن سہل ساعدی اپنے والد اور ابی حازم وغیرہ سے روایات لیتے ہیں۔

۴۸-عبدالاعلیٰ ابن مسہر: آپ غسانی ہیں اہل شام کے شیخ ہیں بڑے فصیح عالم ہیں اس لیے قید کئے گئے کہ آپ خلق قرآن کے قائل نہ تھے۔ چنانچہ آپ جیل میں بھیجے گئے رجب ۲۷ دوسو اٹھارہ ہجری میں فوت ہوئے۔

۴۹-عبدالمنعم ابن نعیم: آپ اسواری ہیں ایک جماعت صحابہ سے ملاقات ہے۔

۵۰-عبدخیر ابن یزید: آپ کی کنیت ابوعمارہ ہے ہمدانی ہیں آپ نے حضور انور کا زمانہ پایا مگر ملاقات نہ کر سکے حضرت علی کے خاص ساتھیوں سے ہیں کوفہ میں رہے ایک سو بیس سال عمر ہوئی۔

۵۱-عمران ابن حطان: آپ دوسی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ ابن عمر وغیرہ سے روایات لیتے ہیں۔

۵۲-عمرو ابن شعیب: ابن محمد ابن عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سہمی ہین آپ نے اپنے والد شعیب، ابن مسیب، طاؤس وغیرہم سے روایت لیں بخاری مسلم نے ان کی کوئی حدیث نہ لی کیونکہ ان کی روایت میں عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم آتا ہے خبر نہیں ہوئی کہ جدہ سے ان کے اپنے دادا محمد مراد ہیں یا والد شعیب کے دادا ابن عمرو ابن عاص مراد ہیں محمد تابعی ہیں اور عبداللہ ابن عمرو صحابی ہیں تو پتہ نہیں لگتا کہ حدیث متصل ہے یا مرسل نیز شعیب نے اپنے دادا عبداللہ ابن عمرو سے ملاقات نہیں کی لہذا ان کی احادیث میں تدلیس ہے اس وجہ سے

بخاری مسلم نے ان کی احادیث نہ لیں۔

۵۳-عمرو ابن سعید: تصیف کے آزاد کردہ غلام ہیں بصری ہیں حضرت انس سے احادیث لیتے ہیں۔

۵۴-عمرو ابن عثمان: ابن عفان اپنے والد عثمان غنی اور اسامہ ابن زید سے روایات لیتے ہیں۔

۵۵-عمرو ابن شرید: آپ ثقفی تابعی ہیں اہل طائف سے ہیں اپنے والد اور ابن عباس وغیرہ سے احادیث لیتے ہیں۔

۵۶-عمرو ابن میمون: آپ اودی ہیں زمانہ جاہلیت پایا ہے حضور انور کی حیوۃ شریف میں ایمان لائے مگر ملاقات نہ کرسکے کوفہ کے عظیم تابعی ہیں۔حضرت عمر، معاذ بن جبل ابن مسعود سے ملاقات ہے رضی اللہ عنہم ۷۴ ہجری میں وفات پائی۔

۵۷-عمرو ابن عبداللہ: آپ ثقفی ہیں کنیت ابواسحاق ہے آپ کا ذکر الف کی تختی میں ہو چکا۔

۵۸-عمرو ابن عبداللہ: ابن صفوان آپ جمحی قرشی ہیں یزید ابن شیبان سے ملاقات ہے۔

۵۹-عمرو ابن واقد: آپ دمشقی ہیں یونس ابن میسرہ سے ملاقات ہے لوگوں نے آپ سے احادیث لینا چھوڑ دیا ہے۔

۶۰-عمرو ابن مالک: آپ کی کنیت ابوثمامہ ہے جاہلی ہیں آپ کا ذکر کسوف اور غصب میں آتا ہے۔

۶۱-عمر ابن عبدالعزیز: ابن مروان ابن حکم آپ کی کنیت ابوحفص ہے اموی قرشی ہیں آپ کی والدہ ام عاصم بنت عاصم ابن عمر ابن خطاب ہیں ان کا نام لیلیے ہے ۹۹ ننانوے میں سلیمان ابن عبدالملک کے بعد خلیفۃ المسلمین ہوئے اور ۱۰۱ ہجری ماہ رجب میں حمص کے قریب دیر سمعان میں وفات پائی مدت خلافت دو سال پانچ ماہ اور چند دن ہے کل چالیس سال عمر ہوئی۔عبادت، تقویٰ، زہد اور پاکدامنی حسن اخلاق میں بے مثال تھے خصوصاً زمانہ خلافت میں تو ہر صفت اور بھی اعلیٰ ہوگئی تھی۔جب آپ خلیفہ ہوئے تو آپ کے مکان سے رونے کی آوازیں آئیں پوچھا گیا تو معلوم ہوا کہ آپ نے اپنی لونڈیوں کو کہا ہے کہ اب میں تمہارے حقوق ادا نہیں کرسکتا تو اب تم میں سے جو چاہے اسے آزاد کردوں اس پر وہ لونڈیاں رو رہی ہیں عتبہ ابن نافع نے آپ کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک سے پوچھا کہ مجھے جناب عمر کے حالات بتاؤ۔وہ بولیں کہ جب سے آپ خلیفہ بنے ہیں آپ نے غسل جنابت نہیں کیا نہ صحبت سے نہ احتلام سے حتیٰ کہ وفات ہوگئی اور بولیں کہ ہوسکتا ہے کہ اور لوگ روزے نماز میں ان سے بڑھ جائیں مگر خوف خدا میں ان جیسا کوئی نہ ہوگا آپ رات کو گھر میں آتے تو اپنے آپ کو سجدہ میں گرادیتے روتے اور دعائیں مانگتے حتیٰ کہ نیند آجاتی پھر آنکھ کھلتی تو گریہ وزاری شروع ہوجاتی رات بھر یہی حال رہتا وہب ابن مہبہ فرماتے ہیں کہ آپ اپنے وقت کے مہدی تھے آپ کے مناقب بے شمار ہیں مترجم کہتا ہے کہ آپ نے بنی امیہ کے تمام مظالم بند کئے دبائے ہوئے حقوق ادا کئے ان کی بری رسمیں مٹائیں حتیٰ کہ خطبہ جمعہ میں بنی امیہ بنی ہاشم پر تبصرے کرتے تھے اور اس کے برعکس آپ نے اس کی بجائے خطبوں میں صحابہ اور اہل بیت کے صلوٰۃ وسلام کو داخل کیا۔جو آپ تک جاری ہے یہ ذکر سنت، حضرت عمر ابن عبدالعزیز ہے۔

۶۲-عمر ابن عطا ابن خواری: آپ مکی ہیں تابعی ہیں آپ کی احادیث مکہ معظمہ میں بہت مشہور ہیں عموماً آپ حضرت ابن سے احادیث لیتے ہیں۔

۶۳-عمر ابن عبداللہ: ابن ابی الحکم یحییٰ ابن ابی کثیر وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

۶۴-عثمان ابن عبداللہ ابن اوس: ثقفی ہیں اپنے چچا عمر اور اپنے دادا سے روایات لیتے ہیں۔

۶۵-عثمان ابن عبداللہ ابن موہب: آپ تیمی ہیں حضرت ابوہریرہ وغیرہ سے راوی۔

۶۶-علی ابن عبداللہ: ابن جعفر آپ ابن مدینی کے نام سے مشہور ہیں ابن مہدی کہتے ہیں کہ آپ اپنے وقت میں سب سے بڑے محدث

تھے۔نسائی کہتے ہیں کہ شاید اللہ نے آپ کو علم حدیث کے لیے پیدا کیا۔ذی القعدہ ۲۳۴ ہجری میں وفات ہوئی۔تہتر سال عمر ہوئی۔

۶۷-علی ابن حسین: ابن علی ابن ابی طالب آپ کی کنیت ابوالحسن لقب امام زین العابدین سادات اہل بیت سے ہیں جلیل القدر تابعی ہیں امام زہری کہتے ہیں کہ میں نے ان سے افضل کوئی قرشی نہیں دیکھا آپ کی عمر ۵۸ اٹھاون سال ہوئی ۹۴ میں وفات ہوئی۔ جنت البقیع میں اپنے تایا امام حسن کے ساتھ دفن ہیں مترجم کہتا ہے کہ امام حسین کے تینوں بیٹوں کا نام علی ہے علی اکبر علی اوسط علی اصغر، حضرت علی اکبر اور علی اصغر تو کربلا میں شہید ہوئے علی اوسط یعنی امام زین العابدین وہاں سے بچ کر آئے بقیہ زندگی بغیر روئے ہوئے کبھی پانی نہ پیا آپ کی قبر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

۶۸-علی ابن منذر: آپ کوفی ہیں بڑے عابد زاہد ہیں پچپن حج کئے ثقہ ہیں بہت ہی صادق ہیں امام نسائی کہتے ہیں کہ شیعہ تھا ۲۵۶ ہجری میں فوت ہوا۔لقب طریقی ہے۔

۶۹-علی ابن زید: قرشی بصرہ کے تابعی ہیں اصل میں مکی تھے رہے بصرہ میں انس ابن مالک وغیرہ سے ملاقات ہے ۱۳۰ ایک سوتیس میں وفات ہے۔

۷۰-علی ابن یزید: آپ ہانی ہیں محدثین کی ایک جماعت نے انہیں ضعیف کہا ہے۔

۷۱-علی ابن عاصم: آپ واسطی ہیں یحییٰ بکاء اور عطاء ابن سائب وغیرہما سے ملاقات ہے بہت لوگوں نے آپ کو ضعیف کہا آپ کے پاس ایک لاکھ حدیثیں تھیں ۹۰ سال سے زیادہ عمر ہوئی۔

۷۲-علاء ابن زیاد:۔ابن مطر آپ عدوی بصری ہیں شام میں قیام رہا ۹۴ میں وفات ہوئی۔

۷۳-عطاء ابن یسار: آپ کی کنیت ابومحمد ہے ام المؤمنین میمونہ کے آزاد کردہ غلام ہیں مدینہ منورہ کے مشہور تابعی ہیں۔ چوراسی سال عمر ہوئی ۹۷ ستانوے میں وفات پائی۔

۷۴-عطاء ابن عبداللہ: آپ خراسانی ہیں شام میں رہے ۵۰ پچاس میں پیدا ہوئے اور ۱۳۵ ایک سو پینتیس میں وفات پائی۔ مالک ابن انس آپ سے روایات لیں۔

۷۵-عطاء ابن ابی رباح: آپ کی کنیت ابومحمد ہے آپ ہاتھ پاؤں سے بیکار ایک آنکھ سے محروم تھے آخر میں نابینا ہو گئے تھے مکہ معظمہ کے بڑے فقیہ تھے امام اوزاعی کہتے ہیں کہ آپ مقبول ترین لوگوں سے ہیں امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ علم کا خزانہ اللہ جسے چاہے دے اگر علم نسب سے ملتا ہو۔تو حضور انور کی صاحبزادی اس کی مستحق ہوتیں دیکھو عطاء ابن ابی رباح حبشی تھے مگر علم کے خزانے انہیں ملے سلمہ ابن کہیل فرماتے ہیں کہ میں نے تین شخص دیکھے جن کا علم محض رضا الٰہی کے لیے تھا۔عطاء طاؤس، مجاہد حضرت عطاء کی عمر ۸۸ اٹھاسی سال ہوئی اور ۱۱۵ ہجری میں وفات ہوئی بہت صحابہ سے ملاقات کی۔ابن عباس ابوہریرہ ابوسعید خدری وغیرہم۔

۷۶-عطاء ابن عجلان: آپ بصری ہیں حضرت انس وغیرہ سے ملاقات ہے بعض لوگوں نے انہیں متہم کیا۔

۷۷-عطاء ابن سائب ابن یزید: آپ ثقفی ہیں آپ کی وفات ۱۳۶ ہجری میں ہے۔

۷۸-عدی ابن عدی: آپ کندی ہیں اپنے والد اور دوسرے صحابہ سے روایات کرتے ہیں۔

۷۹-عدی ابن ثابت: آپ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں عدی کے دادا کا نام دینار ہے امام بخاری کہتے ہیں کہ مجھے ان کا نام

معلوم نہیں۔

۸۰-عیسیٰ ابن یونس: ابن اسحاق، حفظ، عبادت میں مشہور تھے آپ ایک سال حج کرتے تھے ایک سال جہاد ۱۸۷ ہجری میں وفات پائی۔

۸۱-عامر ابن مسعود: آپ قرشی تابعی ہیں۔ابراہیم ابن عامر کے والد ہیں۔

۸۲-عامر ابن سعد ابن ابی وقاص آپ زہری قرشی ہیں ۱۰۴ ہجری میں وفات پائی۔

۸۳-عامر ابن اسامہ: آپ کی کنیت ابوالملیح ہے ہزلی بصری ہیں بہت صحابہ سے ملاقات ہے۔

۸۴-عاصم ابن سلیمان: احول آپ بصری تابعی ہیں حضرت انس وحفصہ سے ملاقات ہے ۱۴۲ ہجری میں وفات ہے۔

۸۵-عاصم ابن کلیب: آپ جرمی کوفی ہیں آپ کی احادیث نماز، حج اور جہاد کے متعلق ہیں۔

۸۶-عروہ ابن زبیر: ابن عوام آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے قرشی اسدی ہیں حضرت زبیر اور والدہ اسماء اور عائشہ صدیقہ سے روایات لیتے ہیں ۲۲ بائیس میں ولادت ہے آپ مدینہ منورہ کے ساتھ فقہاء میں سے ہیں ابن شہاب کہتے ہیں کہ آپ علم کے دریا ہیں۔

۸۷-عمروہ ابن عامر: آپ قرشی تابعی ہیں حضرت ابن عباس وغیرہ سے احادیث لیتے ہیں۔

۸۸-عبید ابن عمیر: آپ کی کنیت ابوعاصم ہے لیثی حجازی ہیں مکہ معظمہ کے قاضی رہے حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے بعض نے آپ کو صحابی مانا ہے مگر قوی یہ ہے کہ تابعی ہیں۔حضرت ابن عمر سے پہلے وفات پائی۔

۸۹-عبید ابن سباق: حجازی ہیں حضرت زید ابن ثابت سہل ابن حنیف وغیرہما سے روایات لیتے ہیں۔

۹۰-عبیداللہ ابن زیاد کلب: یزید ابن معاویہ کی طرف سے امام حسین کے مقابل لشکر کشی کرنے والا یہی تھا اس وقت یہی کوفہ کا گورنر تھا یزید کی طرف سے، یہ خود موصل میں ابراہیم ابن مالک اشتری نخعی کے ہاتھوں مارا گیا ۶۶ چھیاسٹھ میں مختار ابن عبید کی حکومت میں۔

۹۱-عکرمہ: آپ حضرت عبداللہ ابن عباس کے آزاد کردہ غلام ہیں کنیت ابوعبداللہ ہے بربر کے رہنے والے ہیں فقہاء مکہ سے ہیں آپ سے ایک مخلوق نے روایات لی ہیں۔۸۰ اسی سال عمر ہوئی ۱۰۷ ایک سوسات میں وفات پائی کسی نے سعید ابن جبیر سے پوچھا کہ کیا کوئی آپ سے بڑا عالم ہے فرمایا۔عکرمہ۔

۹۲-علقمہ ابن ابی علقمہ: ابوعلقمہ کا نام بلال ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ کے آزاد کردہ غلام ہیں بہت صحابہ کرام سے ملاقات ہے جیسے حضرت انس وغیرہ۔

۹۳-عوف ابن وہب: تابعی ہیں کنیت ابوجحفہ ہے۔

۹۴-ابوعثمان ابن عبدالرحمٰن: ابن مل آپ نہدی بصری ہیں زمانہ جاہلیت پایا ہے حضور انور کا زمانہ پالیا مگر زیارت نہ کرسکے ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں گزارے قریباً ایک سوتیس سال عمر ہوئی ۹۵ ہجری میں وفات پائی۔

۹۵-ابوعاصم: آپ شیبانی ہیں امام بخاری کے شیخ۔

۹۶-ابوعبیدہ ابن محمد ابن عمار: ابن یاسر آپ عسی ہیں۔حضرت جابر سے ملاقات ہے۔

۹۷-ابوعمر: ابن انس ابن مالک انصاری آپ کا نام عبداللہ ہے اپنے والد انس کے بعد بہت دراز عرصہ زندہ رہے اپنے انصاری چچاؤں سے روایات لیتے ہیں

۹۸-ابوالعشراء: آپ کا نام اسامہ ابن مالک ہے داری ہیں اپنے والد سے روایات لیتے ہیں آپ کے نام میں بڑا اختلاف ہے قوی یہ ہے کہ نام اسامہ ہے۔

۹۹-ابوالعالیہ: آپ کا نام رفیع ابن مہران ہے ریاحی بصری ہیں حضرت صدیق اکبر سے ملاقات ہے۔حضرت عمر فاروق اور ابی ابن کعب سے روایات لیتے ہیں حفصہ بنت سیرین فرماتی ہیں کہ ابوالعالیہ کہتے تھے کہ میں نے تین بار قرآن مجید حضرت عمر کو سنایا ہے۔حضور انور کی وفات کے دو سال بعد آئے ۹۰ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

۱۰۰-ابوالعلاء: ابن یزید ابن عبداللہ ابن شخیر حضرت عائشہ صدیقہ سے روایات لیں ۱۱۱ ایک سو گیارہ میں وفات پائی۔

۱۰۱-ابوعبدالرحمٰن: آپ کا نام عبداللہ ابن یزید ہے مصری ہیں عامری ہیں۔

۱۰۲-ابوعطیہ: آپ عقیلی ہیں مالک ابن حویرث سے ملاقات ہے۔آپ بنی عقیل کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

۱۰۳-ابوعاتکہ: حضرت انس سے روایات لیتے ہیں۔

س-تابعین عظام

۱-سعید ابن مسیب: آپ کی کنیت ابومحمد ہے قرشی مخزومی مدنی ہیں خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے۔جبکہ آپ کی خلافت کو دو سال گزرے تھے آپ کو سید التابعین کہا جاتا ہے فقہ حدیث،زہد،تقویٰ،ورع میں یکتا تھے حضرت ابوہریرہ کی احادیث عمر فاروق کے فیصلوں کے سب سے بڑے عالم تھے صحابہ کرام کی بڑی جماعت سے ملاقات ہے بہت تابعین آپ کے شاگرد ہیں مکحول فرماتے ہیں کہ میں نے طالب علم میں زمین چھان ماری ابن مسیب سے بڑا عالم نہ پایا آپ نے چالیس حج کیے ۹۳ ترانوے میں وفات ہوئی۔

۲-سعید ابن عبدالعزیز: آپ تنوخی ہیں دمشق میں امام اوزاعی کے ہم زمانہ ہیں شام کے رہنے والے امام احمد فرماتے ہیں کہ شام میں ان سے بہتر محدث نہیں آپ نماز میں بہت گریہ وزاری کرتے تھے فرماتے تھے کہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو دوزخ گویا میرے سامنے ہوتی ہے ستر سال سے زیادہ عمر پائی ۶۷ سرسٹھ میں وفات ہوئی۔

۳-سعیدی بن ابی الحسن: ابوالحسن کا نام یسار ہے۔آپ بصری ہیں آپ کی وفات اپنے بھائی سے ایک سال پہلے ہوئی۔۱۰۹ ایک سو نو میں وفات ہے۔

۴-سعید ابن حارث: آپ حارث ابن معلّٰی کے بیٹے انصاری ہیں مدینہ منورہ میں قاضی رہے مشہور تابعی ہیں۔

۵-سعید ابن ابی ہند: آپ حضرت سمرہ کے آزادہ کردہ ہیں بہت صحابہ سے ملاقات ہے۔

۶-سعید ابن جبیر: آپ اسدی کوفی ہیں شاندار تابعی ہیں شعبان ۹۳ ترانوے میں آپ کو حجاج ابن یوسف نے قتل کیا اس سال رمضان یا شوال میں حجاج مرگیا آپ کے قتل کے بعد حجاج کسی کو قتل نہ کرسکا۔جب حجاج نے آپ کو قتل کرنا چاہا تو پہلے بہت بحث مباحثہ کیا۔پھر جلاد کو قتل کا حکم دیا آپ اس حکم پر بہت ہنسے وجہ پوچھی تو فرمایا تیرے ظلم اور رب تعالٰی کے علم پر ہنستا ہوں۔جب ذبح کے لیے آپ کو لٹایا گیا تو آپ یہ پڑھ کر قبلہ رو لیٹے۔**انی وجهت وجهی** الخ۔حجاج بولا انہیں غیر قبلہ کی طرف لٹاؤ تو آپ نے پڑھا **فاینما تولوا فثم وجه الله**۔حجاج بولا انہیں اوندھا لٹاؤ۔آپ نے پڑھا۔**منها خلقنا کم وفیها نعید کم** الخ حجاج بولا انہیں ذبح کردو آپ بولے اے حجاج

میرے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا گواہ رہ تیرا میرا فیصلہ رب کے ہاں ہوگا۔ پھر آپ نے دعا کی الٰہی اب میرے بعد تو حجاج کو کسی کے قتل پر قابو نہ دے چنانچہ آپ کو ذبح کردیا گیا آپ کے قتل کے بعد حجاج پندرہ دن زندہ رہا اس کے پیٹ میں زخم ہوگیا۔ حکیم کو بلایا گیا اس نے گوشت کی بوٹی دھاگے میں باندھ کر اس کے حلق کے اندر لٹکائی۔ جب نکالی تو وہ خون سے لتھڑی ہوئی تھی اس نے کہا کہ اب تو بچ نہیں سکتا۔ وہ چیختا تھا کہ مجھے سعید ابن حجاج مرا حضرت سعید کا مزار عراق کے شہر واسط میں ہے آپ کی قبر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

۷-سعید ابن ابراہیم: آپ ابراہیم ابن عبدالرحمٰن ابن عوف کے فرزند ہیں زہری قرشی ہیں مدینہ کے قاضی رہے۔ بہتر سال عمر پائی۔ ۱۲۵ ایک سو پچیس میں وفات ہوئی۔

۸-سفیان ابن دینار: آپ تمار ہیں کوفی ہیں حضور کی قبر کی زیارت کی ہے۔

۹-سفیان ثوری: آپ سفیان ابن سعید ہیں ثوری کوفی ہیں اپنے زمانہ میں امام المسلمین حجۃ اللہ علی الخلق تھے۔ فقیہ، مجتہد، محدث، عابد، زاہد اور متقی تھے حدیث وغیرہ علوم کے جامع تھے۔ قطب اسلام تھے ارکان دین میں سے تھے سلیمان ابن عبدالملک کے زمانہ ۹۹ میں پیدائش ہے۔ بڑے بڑے محدثین فقہاء آپ کے شاگرد ہیں بصرہ میں ۱۶۱ ایک سو اکسٹھ میں وفات پائی۔

۱۰-سفیان ابن عیینہ: آپ بنی ہلال کے مولیٰ تھے ۱۰۷ ایک سو سات میں پندرہ شعبان کوفہ میں پیدا ہوئے آپ وقت کے امام عالم حجۃ زاہد تھے ایک خلقت نے آپ سے احادیث لیں علماء فرماتے ہیں کہ اگر امام مالک اور سفیان نہ ہوتے تو حجاز سے علم جاتا رہتا آپ یکم رجب ۱۹۸ ایک سو اٹھانوے میں مکہ معظمہ میں فوت ہوئے حجون میں دفن ہوئے ۷۰ حج کیے۔

۱۱-سلیمان ابن حرب: آپ بصری ہیں مکہ معظمہ کے قاضی رہے علماء بصرہ سے ہیں آپ سے دس ہزار احادیث مروی ہیں کبھی آپ نے کوئی کتاب ہاتھ میں نہ لی ابوحاتم فرماتے ہیں کہ بغداد میں ان کے مدرسہ میں حاضر ہوا چالیس ہزار شاگرد آپ کی مجلس درس میں دیکھے صفر ۱۴۰ ایک سو چالیس میں پیدا ہوئے ۱۵۸ ایک سو اٹھاون میں طلب علم حدیث کے لیے نکلے انیس سال حضرت حماد کے ساتھ رہے آپ سے امام احمد وغیرہ نے احادیث لیں ۲۲۴ ہجری میں وفات ہوئی۔

۱۲-سلیمان ابن ابی مسلم: آپ کا لقب احول ہے۔ مکی تابعی ہیں حجاز کے ثقہ و معتبر لوگوں میں سے ہیں اس زمانہ کے امام تھے۔

۱۳-سلیمان ابن ابی حمہ: آپ قرشی عدوی ہیں فضلاء مسلمین میں سے ہیں جلیل الشان تابعی ہیں۔

۱۴-سلیمان ابن مولیٰ میمونہ: یہ سلمان ابن یسار کے علاوہ اور صاحب ہیں۔

۱۵-سلیمان ابن عامر: آپ سلیمان ابن کندی ابن عمار ہیں مرد کے باشندے ہیں۔

۱۶-سلیمان ابن یسار: آپ کی کنیت ابوایوب ہے۔ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ ہیں آپ کے بھائی ابن یسار بھی اہل مدینہ سے ہیں۔ عظیم الشان تابعی فقیہ، فاضل، ثقہ، عابد، متقی تھے آپ سات فقہاء میں سے تھے تہتر سال عمر پائی ۱۰۷ ایک سو سات میں وفات ہوئی۔

۱۷-سالم ابن عبداللہ: آپ حضرت عبداللہ ابن عمر کے بیٹے ہیں کنیت ابوعمرو ہے قرشی، عدوی مدنی ہیں فقہاء مدینہ اور افضل تابعین سے ہیں ۱۰۶ ایک سو چھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔

۱۸-سالم ابن ابی الجعد: آپ کے والد کا نام رافع کنیت ابوجعد ہے آپ کوفی ہیں تابعین کے ثقہ ہیں ۹۷ ستانوے میں آپ کی وفات ہے۔

۱۹-سیار ابن سلامہ: آپ کی کنیت ابوالمنہال ہے بصری تمیمی مشہور تابعی ہیں

۲۰-سماک ابن حرب: آپ ذہلی ہیں کنیت ابومغیرہ ہے آپ سے دوسواحادیث مروی ہیں ابن مبارک نے آپ کوضعیف کہا ۱۲۳ ایک سو تئیس میں وفات ہوئی۔

۲۱-سوید ابن وہب: آپ ابن عجلان کے شیخ ہیں۔

۲۲-ابوسائب: آپ ہشام ابن زہرہ کے آزادہ کردہ ہیں تابعی ہیں۔

۲۳-ابوسلمہ: آپ اپنے چچا عبداللہ ابن عبدالرحمٰن ابن عوف سے روایات لیتے ہیں زہری قرشی ہیں سات فقہاء میں سے ہیں مدینہ منورہ کے باشندے تھے۔بہتر سال عمر پائی ۹۴ چورانوے میں وفات ہوئی۔

۲۴-ابوسورہ: آپ نے اپنے چچا ابوایوب اور عدی ابن حاتم سے روایات لیں ابن معین نے آپ کوضعیف کہا ہے امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاری کوفرماتے سنا کہ یہ منکرالحدیث ہیں۔

س-صحابیات

۱-سودہ بنت زمعہ: آپ ام المومنین یعنی زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ پہلے اپنے چچازاد سکران ابن عمرو کے نکاح میں تھیں ان کی وفات کے بعد حضور کے نکاح میں آئیں۔حضور انور نے آپ سے نکاح مکہ معظمہ میں ہجرت سے پہلے بی بی خدیجہ کی وفات کے بعد کیا گویا ہماری پہلی ماں حضرت خدیجہ ہیں دوسری ماں بی بی سودہ ہیں مدینہ منورہ کی طرف آپ نے ہجرت کی آخر میں آپ نے اپنی باری جناب عائشہ صدیقہ کو دے دی تھی ۵۴ چون میں مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

۲-ام سلمہ: آپ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے پہلے حضرت ابوسلمہ کے نکاح میں تھیں ۴ چار میں جب ابوسلمہ کا انتقال ہوگیا تو حضور انور کے نکاح میں آئیں اسی سال شوال کے مہینہ میں نکاح ہوا آپ کی عمر چوراسی سال ہوئی ۵۹ انسٹھ میں وفات ہوئی۔آپ سے آپ کی بیٹی زینب اور عائشہ صدیقہ وغیرہما نے روایات لیں۔

۳-ام سلیم: آپ ملحان کی بیٹی ہیں آپ کا نام سہیلہ یارمانہ یاملیکہ یاغمیصہ یارمیصا ہے آپ کا نکاح مالک ابن نضر سے ہوا جو حضرت انس کے والد ہیں حضرت انس مالک ابن نضر کے بیٹے ہیں آپ کے شکم سے پھر مالک مشرک ہوکر ہی قتل ہوا۔آپ ایمان لائیں ابوطلحہ نے آپ کو نکاح کا پیغام دیا۔آپ بولیں کہ اگر تم مسلمان ہوجاؤ تم سے نکاح کرلوں گی اور سوائے اسلام کے کوئی مہر نہ لوں گی چنانچہ ابوطلحہ ایمان لائے اور آپ سے نکاح کیا۔ایک مخلوق نے آپ سے احادیث روایت کیں۔

۴-سبیعہ بنت حارث: آپ اسلمیہ ہیں سعد ابن خولہ کی زوجہ کی وفات حجۃ الوداع میں مکہ معظمہ میں ہوئی۔

۵-صہیمہ بنت عمیر: آپ مزینہ ہیں رکانہ ابن عبد زید کی بیوی ہیں۔

۶-سلامہ بنت حر: آپ ازویہ یافزاریہ۔

۷-سلمٰی: آپ رافع کی والدہ اور ابورافع کی بیوی ہیں حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ کی دائی یعنی دودھ کی ماں ہیں۔حضرت فاطمہ کو بنت عمیس کے ساتھ غسل میت دیا۔

ش-صحابہ کرام

۱-شداد ابن اوس: آپ کی کنیت ابوعلی ہے انصاری ہیں حضرت حسان بن ثابت کے چچازاد بھائی ہیں آخر میں بیت المقدس میں رہے پچپن سال عمر ہوئی۔ ۵۸ اٹھاون میں وفات پائی۔ شام میں مزار ہے عبادہ ابن صامت اور ابوالدرداء فرماتے ہیں کہ انہیں علم وحکمت عطا ہوئی۔

۲-شریح ابن ہانی: آپ کی کنیت ابوالمقدام ہے حارثی ہیں حضور انور نے آپ کے والد کی کنیت ابوشریح رکی۔ چنانچہ ہانی ابن یزید کی کنیت ابوشریح ہے۔ حضرت علی کے ساتھیوں میں سے ہیں۔

۳-شرید ابن سوید: آپ ثقفی ہیں حضر موت کے رہنے والے۔

۴-شکل ابن حمید: آپ عبسی ہیں آپ سے آپ کے بیٹے شیر نے روایات لیں۔

۵-شریک ابن سحماء: خیال رہے کہ سحماء آپ کی ماں کا نام ہے آپ کے والد کا نام عبدہ ابن مغیث ہے۔ آپ کو ہی بلال ابن امیہ نے زنا کی تہمت لگائی تھی اپنی بیوی سے اور پھر لعان کیا تھا۔ آپ اپنے والد عبدہ کے ساتھ غزوہ احد میں شریک ہوئے۔ رضی اللہ عنہم۔

۶-ابوشرمہ: خیال رہے کہ شرمہ شین کے پیش ر کے سکون سے ہے آپ صحابی ہیں۔ حضور انور کے زمانہ پاک میں ہی آپ کی وفات ہوگئی تھی۔

۷-ابوشریح: آپ کا نام خولید ابن عمر ہے۔ کعبی عدوی۔ خزاعی ہیں فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے ۶۸ اڑسٹھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ اپنی کنیت میں مشہور ہیں۔

ش-تابعین کرام

۱-شقیق ابن ابی سلمہ: آپ کی کنیت ابووائل ہے اسدی ہیں حضور انور کا زمانہ پایا مگر زیارت نہ کرسکے فرماتے ہیں کہ میں حضور انور کے ظہور نبوت کے وقت بیس سال کا تھا۔ جنگل میں اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا بہت صحابہ سے ملاقات ہے حضرت ابن مسعود کے خاص ساتھیوں میں ہیں بڑے محدث اور ثقہ تھے ۹۹ ہجری میں یا حجاج کے زمانہ میں وفات پائی۔

۲-شریق ہوزنی: تابعی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ سے احادیث لیں۔

۳-شریک ابن شہاب: آپ حارثی بصری ہیں۔ حضرت ابوبرزہ اسلمی سے احادیث کے راوی۔

۴-شریح ابن عبید: آپ حضرمی ہیں چند صحابہ سے روایات لیتے ہیں۔

۵-شعبی: آپ کا نام شرجیل ہے۔ کوفی ہیں خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے پانچ سو صحابہ سے ملاقات ہے فرماتے ہیں میں نے کبھی کوئی حدیث کاغذ پر نہیں لکھی یعنی دل میں لکھیں۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ اپنے زمانہ میں عبداللہ ابن عباس امام تھے پھر اپنے زمانہ میں شعبی پھر اپنے زمانہ میں سفیان ثوری اور امام زہری کہتے ہیں کہ علماء چار ہوئے مدینہ منورہ میں سعید ابن مسیب کوفہ میں امام شعبی بصرہ میں خواجہ حسن بصری اور شام میں مکحول آپ نے بیاسی سال عمر پائی ۱۰۴ ایک سو چار میں وفات ہوئی۔

۶-ابن شہاب: آپ کا نام زہری ہے آپ کے حالات ز کی تختی میں بیان ہوچکے ہیں۔

ش-صحابیات

۱-شفاء بنت عبداللہ: آپ قرشیہ عدویہ ہیں آپ کا نام لیلیٰ ہے لقب شفاء ہجرت سے پہلے ایمان لائیں بڑی عقل وسمجھ والی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے گھر تشریف لاتے تھے وہاں آرام فرماتے تھے آپ نے حضور کے لیے بستر وتہبند علیحدہ رکھا ہوا تھا جس میں حضور آرام فرماتے تھے۔مترجم کہتا ہے کہ حضور انور کو پہلے دودھ آپ نے ہی پلایا۔

۲-ام شریک: آپ انصاریہ ہیں فاطمہ بنت قیس کی عدت کے بیان میں آپ کا ذکر آتا ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ ام شریک عتبہ انصاری کی زوجہ ہیں۔خیال رہے کہ ایک ام شریک قرشیہ بھی ہیں جو لوی ابن غالب کی اولاد سے ہیں یہ انصاریہ ہیں۔

ص-صحابہ کرام

۱-صفوان ابن عسال: آپ مرادی ہیں کوفہ میں قیام رہا۔

۲-صفوان ابن معطل: آپ کی کنیت ابوعمرو ہے سلمی ہیں تمام غزوات میں شریک ہوئے حضرت ام المومنین کی تہمت کا واقعہ آپ ہی کے متعلق ہوا آپ بڑے متقی اور صاحب خیر شجاع تھے،اس میں غزوہ آرمیسیا میں شہید ہوئے ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی مشہور صحابی ہیں۔

۳-صفوان ابن امیہ: آپ امیہ ابن خلف کے بیٹے ہیں۔جمحی قرشی ہیں فتح مکہ کے دن بھاگ گئے تھے عمیر ابن وہب نے آپ کے لیے امان حاصل کی حضور انور نے امن دے دی عمیر آپ کی تلاش کر کے لائے آپ حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوکر بولے عمیر نے مجھ سے کہا کہ آپ نے مجھے اس شرط پر امان دی ہے کہ میں دو ماہ تک سفر میں رہوں حضور انور نے امان عطا فرمائی آپ حنین اور طائف میں شریک ہوئے حضور انور نے آپ کو غنیمت سے بہت مال عطا فرمایا آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ حاضر ہوئے آپ کی بیوی آپ سے ایک ماہ پہلے ایمان لائیں صفوان کے ایمان لانے پر حضور نے آپ کا نکاح قائم رکھا۔حضرت صفوان نے مکہ معظمہ میں ۴۲ بیالیس میں وفات پائی آپ غزوہ طائف میں ایمان لائے۔

۴-صخر ابن وداعہ: آپ غامدی ہیں ازدی ہیں طائف میں رہے۔

۵-صخر ابن حرب: آپ کی کنیت ابوسفیان ہے امیر معاویہ کے والد آپ کا ذکر سین کی تختی میں ہو چکا ہے۔

۶-صہیب ابن سنان: آپ عبداللہ بن جدعان کے آزاد کردہ ہیں تیمی ہیں آپ کی کنیت ابویحیٰی ہے آپ کا وطن موصل کے علاقہ میں تھا۔رومیوں نے ان پر حملہ کیا آپ کو غلام بنالیا اس وقت آپ بچہ تھے۔پھر رومیوں میں آپ کی پرورش ہوئی حتیٰ کہ آپ کو عبداللہ ابن جدعان نے خرید کر آزاد کیا۔آپ اور عمار ابن یاسر ایک ہی دن مکہ معظمہ میں ایمان لائے۔جبکہ حضور انور دار ارقم ہی میں تھے اور اس وقت تک تیس سے کچھ زیادہ آدمی مسلمان ہوئے تھے۔مکہ معظمہ میں آپ کو اسلام کی وجہ سے بہت سخت ایذائیں دی گئیں۔پھر آپ مدینہ منورہ ہجرت کر کے آگئے آپ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ومن الناس من یشتری نفسه ابتغاء مرضات الله ۹۰ سال عمر ہوئی۔مدینہ منورہ میں وفات پائی۔اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

۷-صعب ابن جثامہ: آپ لیثی ہیں ودان اور ابواء میں قیام پذیر رہے تھے۔خلافت صدیقی میں وفات ہے۔

۸-صنابحی: آپ اسی نام سے مشہور ہیں کیونکہ آپ صنابح ابن زاہر ابن عامر قبیلہ سے ہیں جو مراد کے خاندان میں سے ہے۔ آپ کا اصلی نام عبداللہ ہے۔

۹-ابوصرمہ: آپ کا نام مالک ابن قیس ہے مازنی ہیں۔ بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

ص-تابعین عظام

۱-صالح ابن خوات: آپ انصاری مدنی ہیں ابوسہل ابن ابی حمہ سے آپ کی ملاقات ہے۔

۲-صالح ابن درہم: آپ باہلی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

۳-صالح ابن حسان: مدنی ہیں بصرہ میں رہے امام بخاری کہتے ہیں منکر الحدیث ہیں۔

۴-صخر ابن عبداللہ: آپ عبداللہ ابن بریدہ کے بیٹے ہیں اپنے والد اور دادا سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

۵-صفوان ابن سلیم: آپ زہری ہیں حمید ابن عبدالرحمٰن ابن عوف کے آزاد کردہ ہیں جلیل القدر تابعی ہیں اہل مدینہ سے ہیں بندگان صالحین سے ہیں چالیس سال زمین سے پیٹھ نہ لگائی زیادہ سجدہ کی وجہ سے پیشانی میں گڑھا پڑ گیا تھا کبھی بادشاہی عطیہ قبول نہیں کیا۔ آپ کے بہت فضائل ہیں ۱۳۲ ایک سو بتیس میں وفات پائی۔

۶-ابوصالح: آپ کا نام ذکوان ہے سمان اور زیات لقب ہے مدنی ہیں۔ چونکہ تیل اور گھی کوفہ لے جاتے تھے۔ اس لیے آپ کے القاب ہوئے ام المومنین جویریہ بنت حارث کے آزاد کردہ ہیں۔ آپ سے بہت احادیث مروی ہیں۔

ص-صحابیات

۱-صفیہ: آپ حی ابن اخطب کی بیٹی ہیں بنی اسرائیل سے ہیں حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں پہلے کنانہ ابن ابی حقیق کے نکاح میں تھیں جو جنگ خیبر میں مارا گیا یعنی محرم ۷ سات میں آپ قید ہو کر آئیں اور دحیہ کلبی ابن خلیفہ کلبی کے حصہ میں آئیں حضور انور نے سات غلام انہیں دے کر ان سے خرید لیں انہیں آزاد فرما کر خود ان سے نکاح فرمالیا یعنی ام المومنین ہیں ۵۰ پچاس میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔ بقیع میں دفن ہوئیں۔ آپ سے حضرت انس اور عبداللہ ابن عمرو غیرہما نے احادیث روایت کیں۔

۲-صفیہ بنت عبدالمطلب: آپ حضور کی پھوپھی ہیں اسلام سے پہلے حارث ابن حرب کے نکاح میں تھیں اس کی موت کے بعد عوام ابن خویلد کے نکاح میں آئیں ان سے حضرت زبیر پیدا ہوئے بہت عمر پائی خلافت فاروقی ۲۰ بیس میں وفات پائی تہتر سال عمر ہوئی مدینہ منورہ کے قبرستان میں بقیع میں دفن ہوئیں۔

۳-صفیہ بنت ابی عبید: آپ ثقفیہ ہیں مختار ابن ابی عبید کی بہن ہیں عبداللہ ابن عمر کی زوجہ حضور انور کی صحبت یافتہ ہیں آپ کے کلام سنے مگر کسی حدیث کی حضور سے روایت نہیں کی حضرت عائشہ صفصہ وغیرہما سے روایات لیتی ہیں۔

۴-صماء بنت بسر: آپ مازنیہ ہیں صحابیہ ہیں آپ کا نام بہیہ ہے صماء لقب ہے۔

ض-صحابہ کرام

۱-ضماد ابن العلبہ: آپ قبیلہ ازدشنوء سے ہیں اسلام سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت دوست تھے آپ طبیب بھی تھے اور دم درود کرنے والے بھی اسلام کی ابتداء میں ہی مسلمان ہوگئے تھے۔ جب حضور انور نے آپ کو قرآن سنایا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کلمات، سمندر کی تہہ تک پہنچے ہوئے ہیں حضرت ابن عباس وغیرہ نے آپ سے روایات لیں ہیں۔

۲-ضحاک ابن سفیان: آپ کلابی عامری اہل مدینہ سے ہیں نجد جایا کرتے تھے۔حضور انور نے آپ کو آپ کی قوم کا حاکم بنایا آپ سو پہلوانوں کے برابر سمجھے جاتے تھے بہادری کی وجہ سے خطرہ کے وقت حضور انور کے سر شریف کے پاس ننگی تلوار لے کر کھڑے ہوتے تھے حفاظت کے لیے۔

ض-تابعین عظام

۱-ضحاک ابن فیروز: آپ دیلمی تابعی ہیں آپ کا شمار اہل بصرہ میں ہے۔

۲-ضرار ابن صرد: آپ کی کنیت ابونعیم ہے۔ لقب طحان کوفی ہیں معمر ابن سلیمان سے آپ کی ملاقات ہے علی ابن منذر وغیرہ آپ سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

ط-صحابہ کرام

۱-طلحہ ابن عبید اللہ: آپ کی کنیت ابو محمد ہے قرشی ہیں عشرہ مبشرہ سے ہیں پرانے مومن ہیں سوا بدر کے تمام غزوات میں شریک ہوئے بدر کے دن حضور انور نے انہیں سعید ابن زید کے ساتھ ابوسفیان کے قافلہ کی تحقیق کے لیے بھیجا تھا آپ عین بدر کے دن واپس ہوئے احد کے دن حضور انور کی حفاظت اپنے ہاتھ سے کی چوبیس زخم کھائے ہاتھ کی انگلی بیکار ہوگئی بعض روایات میں ہے کہ اس دن آپ نے پچھتر زخم کھائے تلواروں نیزوں وغیرہ کے جمل کے واقعہ میں جمعرات کے دن ۳۰ھ میں بیس جمادی الاخریٰ کو شہید ہوئے چونسٹھ سال عمر پائی بصرہ میں دفن ہوئے مترجم نے قبر شریف کی زیارت کی ہے۔

۲-طلحہ ابن براء: آپ انصاری ہیں حضور انور کے زمانہ پاک میں آپ کی وفات ہوئی۔حضور انور نے جنازہ پڑھایا اور دعا کی کہ الٰہی تو اس سے راضی ہو کر ملاقات فرمائی اہل حجاز میں آپ کا شمار ہے۔

۳-طلق ابن علی: آپ کی کنیت ابوعلی ہے حنفی یمانی ہیں طلق ابن ثمامہ بھی آپ کو کہا جاتا ہے۔

۴-طارق ابن شہاب: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے بجلی کوفی ہیں حضور انور کی زیارت کی مگر آپ سے احادیث بہت ہی کم مروی ہیں خلافت صدیقی و فاروقی میں ۳۳ تینتیس جہاد کئے اور ۸۲ میں وفات پائی۔

۵-طارق ابن سوید: آپ صحابی ہیں آپ سے ایک حدیث شراب کے متعلق مروی ہے۔

۶-طفیل ابن عمرو: آپ دوسی ہیں مکہ معظمہ میں ہی ایمان لے آئے تھے۔ پھر اپنی قوم میں چلے گئے۔حضور انور کی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔حضور انور کی وفات تک وہاں ہی رہے۔حق یہ ہے کہ خلافت صدیقی میں یمامہ کے جہاد میں شہید ہوئے۔آپ کا شمار

اہل حجاز میں ہے۔

۷-ابوطفیل: آپ کا نام عامر ابن واثلہ ہے لیثی کنانی ہیں حضور انور کی صحبت پاک میں آٹھ سال رہے ۱۰۲ ایک سو دو میں وفات ہوئی آپ آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین صحابہ سے خالی ہوگئی۔

۸-ابوطیبہ: آپ کا نام نافع ہے محیصہ ابن مسعود انصاری کے غلام تھے۔حجام تھے۔یعنی فصد کھولنے والے جراح آپ نے حضور کی فصد کھولی (مترجم)۔

۹- ابوطلحہ: آپ کا نام زید ابن سہل ہے۔انصاری بخاری ہیں اپنی کنیت میں مشہور ہیں حضرت انس کے سوتیلے والد اعلیٰ درجہ کے تیرانداز تھے۔حضور انور نے فرمایا کہ لشکر میں ابوطلحہ کی صرف آواز، بڑی جماعت سے بہتر ہے ۷۷ ستتر سال عمر پائی ۳۱ھ اکتیس میں وفات ہوئی بیعت عقبہ میں ستر انصاریوں کے ساتھ آپ آئے تھے۔پھر غزوہ بدر وغیرہ تمام غزوات میں شامل ہوئے۔آپ سے ایک جماعت نے روایات کیں۔

ط-تابعین عظام

۱-طلحہ ابن عبداللہ: آپ عبداللہ ابن کریز کے فرزند ہیں خزاعی ہیں تابعی ہیں اہل مدینہ سے ہیں۔بہت صحابہ سے ملاقات ہے۔

۲-طلحہ ابن عبداللہ: آپ عبداللہ ابن عوف کے بیٹے ہیں۔زہری قرشی ہیں مشہور تابعی ہیں اہل مدینہ سے ہیں بڑے سخی تھے اپنے چچا عبدالرحمٰن ابن عوف سے احادیث لیتے ہیں ۹۹ ننانوے میں وفات ہوئی۔

۳-علق ابن حبیب: آپ عزی بصری ہیں بہت عبادت گزار تھے بہت صحابہ سے ملاقات ہے۔

۴-طفیل ابن ابی ابن کعب: آپ انصاری ہیں تابعی ہیں آپ کی احادیث حجاز میں بہت مشہور ہیں۔

۵-طاؤس ابن کیسان: آپ خولانی ہمدانی یمانی ہیں۔اصل میں فارسی النسل ہیں بڑے عالم و عامل تھے ۱۰۵ ایک سو پانچ میں وفات ہوئی۔

۶-ابوطالب: آپ کا نام عبدمناف ابن عبدالمطلب ابن ہاشم قرشی ہاشمی ہیں حضور انور کی پرورش کی اور بڑی حفاظت کی آپ کی وفات کے بعد کفار مکہ نے حضور انور کو بہت ایذا دی آپ کی اور جناب خدیجہ کی وفات میں صرف ایک ماہ پانچ دن کا فاصلہ ہے ابوطالب کی وفات کے بعد ہی حضور انور تبلیغ کے لیے طائف تشریف لے گئے۔خیال رہے کہ ابوطالب نے شرعی ایمان قبول نہیں کیا ورنہ ان کا شمار اول درجے کے صحابہ میں ہوتا ہے آپ کی بیوی فاطمہ بنت اسد اور آپ کے بیٹے علی، عقیل اور جعفر ایمان لائے۔طالب نے ایمان قبول نہیں کیا۔فاطمہ بنت اسد کی قبر مدینہ منورہ میں ہے۔فقیر نے زیارت کی ہے آپ نے جناب آمنہ کی طرح حضور انور کی پرورش کی۔

۷-ابن طاب: یہ وہ صاحب ہیں جن کی طرف کھجور کی ایک قسم منسوب ہے جسے رطب ابن طاب کہتے ہیں۔

ظ-صحابہ کرام

۱-ظہیر ابن رافع: آپ حارثی انصاری اوسی ہیں دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے پھر بدر وغیرہ غزوات میں شامل ہوئے خیال رہے کہ ظہیر کے والد رافع یہ اور ہیں رافع ابن خدیج نہیں ہیں

ع۔صحابہ کرام

۱۔عمر ابن خطاب: آپ کا لقب فاروق ہے کنیت ابوحفص عدوی قرشی ہیں نبوت کے چھٹے یا پانچویں سال ایمان لائے آپ سے پہلے چالیس مرد گیارہ عورتیں مسلمان ہو چکے تھے۔ بعض نے فرمایا کہ آپ سے چالیس مومنوں کا وعدہ پورا ہوا آپ کے ایمان لانے کے دن مکہ میں اسلام چمکا تین دن پہلے حضرت حمزہ ایمان لاچکے تھے۔آپ کی بہن فاطمہ بنت خطاب آپ کے ایمان کا ذریعہ بنیں اس دن حضور انور دار ارقم میں تھے۔صفا کے پاس جب آپ پہنچے تو جناب حمزہ حضور انور کے پاس تھے آپ نے دروازہ بجایا حاضرین بارگاہ باہر آئے جناب حمزہ نے پوچھا کون ہے لوگوں نے کہا عمر ہیں۔حضور انور باہر نکلے آپ کے دامن کو جھٹکا دیا آپ کھڑے نہ رہ سکے بیٹھ گئے دوزانو حضور نے فرمایا اے عمر کیا ابھی تمہارے ایمان کا وقت نہیں آیا آپ نے فوراً کلمہ پڑھ لیا۔حاضرین نے خوشی سے نعرہ تکبیر لگایا جو حرم شریف میں سنا گیا آپ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں ہیں۔حضور انور نے فرمایا خدا کی قسم تم حق پر ہو عرض کیا پھر ہم چھپتے کیوں ہیں چنانچہ مسلمان دو صفوں میں نکلے ایک میں حضرت حمزہ تھے دوسری صف میں حضرت عمر آپ کے سینے سے چکی کی سی آواز نکل رہی تھی آپ کو اور حضرت حمزہ کو کفار قریش نے مومنین کی صف میں دیکھا تو ان کے ہاں صف ماتم بچھ گئی بہت غمگین ہوئے حضور نے آپ کو فاروق کا لقب دیا جب آپ ایمان لائے تو جبریل امین حاضر خدمت ہوکر بولے یارسول اللہ آج حضرت عمر کے ایمان پر فرشتوں میں مبارکباد کی دھوم مچی ہے۔حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں اگر تمام دنیا والوں کے علوم ایک پلہ میں رکھے جائیں اور حضرت عمر کا علم دوسرے پلہ میں تو حضرت عمر کا علم وزنی ہوگا۔ حضرت عمر کی وفات سے نو حصے علم اٹھ گیا دسواں حصہ باقی رہ گیا آپ حضور کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے پہلے آپ ہی کا لقب امیر المومنین ہوا ابوبکر صدیق کے بعد آپ خلیفہ ہوئے آپ چھبیس ذی الحجہ ۲۳ تئیس ہجری بدھ کے روز ایک یہودی غلام ابولولو کے خنجر سے محراب النبی میں نماز فجر پڑھاتے ہوئے شہید کئے گئے اور دسویں محرم اتوار کے دن ۲۴ کو پہلوئے مصطفوی میں گنبد خضرا کے اندر دفن کئے گئے ساڑھے دس سال خلافت کی تریسٹھ سال عمر پائی۔حضرت صہیب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی خیال رہے کہ آپ سے پانچ سو انتالیس احادیث مروی ہیں۔دس حدیثیں متفق علیہ ہیں نو حدیثیں صرف بخاری میں ہیں پندرہ حدیثیں مسلم میں ہیں (مترجم از حاشیہ) عمر کے معنی ہیں آباد کرنے والے آپ نے اسلام کو آباد کیا آپ کی شہادت سے اسلام گویا یتیم ہوگیا۔

۲۔عمر ابن ابی سلمہ: آپ کے والد ابوسلمہ کا نام عبداللہ ابن عبدالاسد ہے آپ مخزومی قرشی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتیلے بیٹے ہیں یعنی جناب ام سلمہ کے فرزند آپ حبشہ میں پیدا ہوئے ۲ ہجری میں حضور انور کی وفات کے وقت نو سال کے تھے عبدالملک ابن مروان کی حکومت میں ۸۳ تراسی میں وفات پائی۔

۳۔عثمان ابن عفان: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے اموی قرشی ہیں آپ شروع اسلام میں ہی حضرت ابوبکر صدیق کی تبلیغ سے انہی کے ہاتھ پر اسلام لائے ابھی حضور انور دار ارقم میں نہیں گئے تھے آپ نے حبشہ کی طرف دو ہجرتیں کیں آپ غزوہ بدر میں شریک نہ ہوسکے کیونکہ آپ کی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ بیمار تھیں حضور انور کے حکم سے مدینہ منورہ میں رہے حضور نے بدر کی غنیمت سے حصہ آپ کو دیا نیز صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت الرضوان میں جسماً شریک نہ ہوئے۔کیونکہ حضور انور آپ کو اپنا نمائندہ بنا کر اہل مکہ کے پاس صلح کی بات چیت کرنے بھیجا تھا اور یہ بیعت آپ کے پیچھے ہوئی تھی اس خبر پر کہ عثمان کو اہل مکہ نے شہید کردیا۔حضور انور نے اپنے بائیں ہاتھ کے متعلق فرمایا کہ یہ

عثمان کا ہاتھ ہے اور آپ نے داہنے ہاتھ کے متعلق فرمایا کہ یہ محمد مصطفیٰ کا ہاتھ ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور بیعت کی چونکہ حضور انور کی دو بیٹیاں رقیہ وکلثوم آگے پیچھے حضرت عثمان کے نکاح میں آئیں اسی لیے آپ کا لقب ذوالنورین ہے یعنی دونور والے آپ یکم محرم ۲۴ چوبیس کو خلیفہ بنے بیاسی سال عمر پائی بارہ برس خلافت کی آپ کو اسود تجی مصری نے یا کسی اور نے شہید کیا۔ اور جنت البقیع کے کنارہ پر دفن ہوئے شہادت اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن ۳۵ پینتیس ہجری کو ہوئی۔

۴-عثمان ابن عامر: آپ کی کنیت ابوقحافہ ہے حضرت ابوبکر صدیق کے والد ماجد ہیں قرشی تیمی ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے خلافت فاروقی تک زندہ رہے ۱۴ چودہ ہجری میں وفات پائی ۹۷ ستانوے سال عمر ہوئی آپ سے ابوبکر صدیق اور اسماء بنت صدیق نے روایات لیں۔

۵-عثمان ابن مظعون: آپ کی کنیت ابوسائب ہے جمحی قرشی ہیں تیرہ مردوں کے بعد ایمان لائے دو ہجرتیں کیں غزوہ بدر میں شریک ہوئے زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی شراب نہ پی آپ مدینہ منورہ میں پہلے مہاجرین ہیں جن کی وفات ہوئی ہجرت کے ۳۰ ماہ بعد وفات پائی۔ حضور انور نے آپ کی میت کی پیشانی چومی بعد دفن فرمایا کہ تم ہمارے بہترین پیش رو ہو۔ جنت البقیع میں دفن ہوئے بڑے عابد زاہد تھے آپ سے آپ کے بیٹے سائب نے اور بھائی قدامہ ابن مظعون نے احادیث لیں۔

۶-عثمان ابن طلحہ: آپ عبدری، قرشی، جمحی ہیں ۴۲ بیالیس میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔

۷-عثمان ابن حنیف: آپ انصاری ہیں سہل کے بھائی ہیں آپ کو حضرت عمر نے سواد عراق اور جبانیہ کا حاکم بنایا تھا وہاں کے باشندوں کفار پر جزیہ قائم کیا تھا پھر حضرت علی نے بصرہ کا حاکم بنایا وہاں سے آپ کو طلحہ وزبیر نے نکال دیا۔ جبکہ وہ دونوں جنگ جمل میں وہاں آئے پھر آپ کوفہ میں رہے امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی آپ سے بہت لوگوں نے روایات لیں۔

۸-عثمان ابن ابوالعاص: آپ ثقفی ہیں آپ کو حضور انور نے طائف کا حاکم بنایا آپ وہاں حضرت عمر کی خلافت کے دو سال تک حاکم رہے حضرت عمر نے آپ کو وہاں سے ہٹا کر عمان اور بحرین کا حاکم بنایا آپ حضور انور کی خدمت میں وفد بنی ثقیف میں آئے تھے اس وقت آپ کی عمر ۲۹ انتیس سال تھی۔ آپ ۱۰ دس ہجری میں آئے تھے آخر میں بصرہ میں رہے۔ وہاں ہی وفات ہوئی ۵۱ اکیاون میں وفات پائی۔ حضور انور کی وفات کے بعد جب بنی ثقیف نے مرتد ہو جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے میری قوم تم آخر مومنین ہو اب اول مرتدین نہ بنو۔ چنانچہ وہ لوگ اس حرکت سے باز رہے خواجہ حسن بصری وغیرہم نے آپ سے احادیث روایت کیں۔

۹-علی ابن ابی طالب: آپ کی کنیت ابوالحسن بھی ہے اور ابوتراب بھی قرشی ہاشمی ہیں حضور انور کے چچازاد بھائی اور داماد بعض نے فرمایا کہ مردوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے اس وقت آپ کی عمر شریف دس بارہ سال تھی سوا تبوک کے سارے غزوات میں حضور انور کے ساتھ شریک ہوئے غزوہ تبوک میں حضور انور نے مدینہ منورہ اور اپنے گھر بار کا انتظام فرمانے کے لیے آپ کو مدینہ منورہ میں چھوڑا تھا اور فرمایا تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی آپ گندمی رنگ بڑی آنکھوں والے بڑے پستہ قد تھے اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن یعنی عین شہادت عثمان غنی کے دن ۳۵ھ پینتیس کو خلیفہ ہوئے آپ کو عبدالرحمٰن ابن ملجم مرادی نے اٹھارہ رمضان المبارک جمعہ کے دن ۴۰ ہجری چالیس میں آپ پر حملہ کیا تین دن بعد آپ کی وفات ہوئی آپ کو حسنین کریمین اور عبداللہ ابن جعفر نے غسل دیا امام حسن نے نماز پڑھائی عمر شریف تریسٹھ سال ہوئی خلافت چار سال نو مہینہ چند دن ہوئی۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ کے فضائل بے شمار ہیں آپ کے گھر میں حضور انور نے اور حضور کے گھر میں آپ نے پرورش پائی آپ ہی نسل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل ہیں کوفہ

کے قریب نجف اشرف میں مزار پرانور ہے فقیر نے زیارت کی ہے حضرت علی سے پانچ سو چھیاسی احادیث مروی ہیں جن میں بیس متفق علیہ ہیں نو بخاری کی ہیں اور پندرہ مسلم میں (خلاصہ)۔

۱۰-علی ابن طلق: آپ حنفی یمامی ہیں آپ سے سلم ابن سلام نے روایات لیں۔

۱۱-عبدالرحمٰن ابن عوف: آپ کی کنیت ابومحمد ہے زہری قرشی ہیں عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق کی تبلیغ سے آپ کے ہاتھ پر ایمان لائے دو ہجرتوں والے ہیں حضور کے ساتھ سارے غزوات میں شریک ہوئے غزوہ احد میں حضور کے ساتھ ثابت قدم رہے غزوہ تبوک میں حضور انور نے آپ کو مدینہ منورہ میں چھوڑا غزوہ احد میں بیس سے زیادہ زخم کھائے پاؤں زخم کی وجہ سے لنگ ہوگیا تھا۔ واقعہ فیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے اور ۳۲ بتیس میں وفات ہوئی بہتر سال عمر ہوئی بقیع میں دفن ہوئے آپ کے پیچھے حضور انور نے فجر کی ایک رکعت نماز پڑھی (مترجم)۔

۱۲-عبدالرحمٰن ابن ابزی: آپ خزاعی ہیں نافع ابن عبدالحارث کے آزاد کردہ ہیں کوفہ میں قیام رہا حضرت علی نے خراساں کا حاکم مقرر فرمایا حضور انور کے پیچھے بہت نمازیں پڑھی ہیں کوفہ میں وفات پائی وہاں ہی مزار واقع ہے۔

۱۳-عبدالرحمٰن ابن ازہر: آپ قرشی ہیں عبدالرحمٰن ابن عوف کے بھتیجے ہیں غزوہ حنین میں شریک ہوئے آپ کے بیٹے عبدالحمید نے آپ سے احادیث لیں۔

۱۴-عبدالرحمٰن ابن ابی بکر: آپ صدیق اکبر کے صاحبزادہ ہیں عائشہ صدیقہ کے سگے بھائی کہ دونوں کی ماں ام رومان ہیں حدیبیہ کے سال اسلام لائے ابوبکر صدیق کے سب سے بڑے بیٹے ہیں ۵۳ ہجری میں وفات ہے۔

۱۵-عبدالرحمٰن ابن حسینہ: آپ کی ماں کا نام حسنہ ہے باپ کا نام عبداللہ ابن مطاع ہے ماں کی نسبت سے مشہور ہیں۔

۱۶-عبدالرحمٰن ابن شرجیل: آپ شرجیل ابن حسنہ کے بیٹے ہیں یعنی عبدالرحمٰن ابن حسنہ کے بھتیجے صحابی ہیں فتح مصر میں شریک تھے۔

۱۷-عبدالرحمٰن ابن یزید: آپ یزید ابن خطاب کے بیٹے ہیں یعنی عمر فاروق کے بھتیجے عدوی قرشی ہیں آپ کے آپ کے دادا ابولبابہ حضور کی خدمت میں لائے حضور نے آپ کی تحنیک کی (گڑتی دی) اور آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا دعا برکت کی جب آپ چھ سالہ تھے تو حضور انور کی وفات ہوگئی۔ حضرت عمر سے روایات لیں عبداللہ ابن زبیر کے زمانہ میں وفات ہوئی عبدالرحمٰن ابن عمر سے پہلے۔

۱۸-عبدالرحمٰن ابن سمرہ: آپ قرشی ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے پھر حضور انور کے ساتھ رہے آپ کا شمار اہل بصرہ سے ہے ۵۱ اکیاون میں وہاں ہی وفات پائی ایک خلقت نے آپ سے روایات لیں۔

۱۹-عبدالرحمٰن ابن سہل: آپ انصاری ہیں خیبر میں قتل کیئے گئے قسامتہ کا واقعہ آپ ہی کا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔

۲۰-عبدالرحمٰن ابن شبل: آپ انصاری ہیں اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

۲۱-عبدالرحمٰن ابن عثمان: آپ تیمی قرشی ہیں طلحہ ابن عبداللہ کے بھتیجے ہیں آپ سے کوئی حدیث مروی نہیں۔

۲۲-عبدالرحمٰن ابن ابی قراد: آپ اسلمی ہیں اہل حجاز میں آپ کا شمار ہے۔

۲۳-عبدالرحمٰن ابن کعب: آپ کی کنیت ابویعلے ہے مازنی انصاری ہیں غزوہ بدر میں شریک ہوئے ۲۴ چوبیس میں وفات پائی آپ کے

متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ تولوا واعینھم تفیض من الدمع الخ۔

۲۴-عبدالرحمن ابن عمر: آپ ویلمی ہیں صحابی ہیں خراسان گئے ہیں کوفہ میں رہے ہیں۔

۲۵-عبدالرحمن ابن عائش: آپ حضرمی ہیں اہل شام میں آپ کا شمار ہے آپ کی صحابیت میں اختلاف ہے۔حق یہ ہے کہ آپ سے کوئی حدیث مرفوع مروی نہیں آپ کی روایت مرسل ہے۔

۲۶-عبدالرحمن ابن ابی عمیرہ: آپ قرشی ہیں شامی ہیں آپ کی صحابیت یقین سے ثابت نہیں۔مضطرب الحدیث ہیں۔

۲۷-عبداللہ ابن ارقم: آپ زہری ہیں قرشی ہیں فتح مکہ کے سال اسلام لائے۔حضور انور کے کاتب رہے پھر جناب صدیق و فاروق کے حضرت عمر نے آپ کو افسر مال بنایا تھا۔پھر عثمان غنی نے مگر خلافت عثمانی میں آپ نے استعفٰی دیدیا اسی خلافت عثمانی میں وفات پائی۔

۲۸-عبداللہ ابن ابی اوفی: آپ کے والد ابی اوفی کا نام علقمہ ابن قیس ہے آپ اسلمی ہیں صلح حدیبیہ اور غزوہ خیبر اور ان کے بعد والے غزوات میں شریک ہوئے حضور انور کی وفات تک مدینہ منورہ میں رہے۔پھر کوفہ چلے گئے۔آپ کوفہ کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے کوفہ صحابہ سے خالی ہوگیا۔ستاسی سال عمر ہوئی امام شعبی وغیرہ نے آپ سے روایات لیں۔

۲۹-عبداللہ ابن انیس: آپ جہنی انصاری ہیں احد اور اس کے بعد کے غزوات میں شامل ہوئے ۵۴ چون میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۳۰-عبداللہ ابن بسر: آپ سلمی مازنی ہیں آپ کے ماں باپ بھائی عطیہ بہن صماء سب صحابی ہیں شام میں رہے مقام حمص میں وفات پائی آپ کی موت اچانک وضو کرتے ہوئے ہوئی آپ شام کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے شام صحابہ سے خالی ہوگیا بعض نے فرمایا کہ وہاں کے آخری صحابی ابوامامہ ہیں۔

۳۱-عبداللہ ابن عدی: آپ قرشی زہری ہیں قدید اور عسفان کے درمیان قیام رہتا تھا۔

۳۲-عبداللہ ابن ابی بکر: آپ حضرت ابوبکر صدیق کے بیٹے ہیں حضور انور کے ساتھ طائف میں شریک ہوئے وہاں ہی آپ کو ابو محجن ثقفی نے تیر مارا شوال ۱۱ گیارہ میں شروع خلافت صدیقی میں وفات پائی آپ پرانے مومنین میں سے ہیں۔

۳۳-عبداللہ ابن ثعلبہ: آپ مازنی عدوی ہیں حضور انور کی ہجرت سے چار سال پہلے پیدا ہوئے اور ۸۹ نواسی میں وفات پائی فتح مکہ کے سال حضور انور کی زیارت کی حضور نے آپ کے چہرہ پر ہاتھ شریف پھیرا۔

۳۴-عبداللہ ابن جحش: آپ اسدی ہیں ام المومنین زینب بنت جحش کے بھائی ہیں حضور انور کے دار ارقم میں جانے سے پہلے ایمان لائے دو ہجرتیں کیں اور مقبول الدعا تھے بدر میں شریک ہوئے غزوہ احد میں شہید ہوئے پہلے آپ نے غنیمت کے پانچ حصے کئے ایک حصہ حضور انور کا اور چار مجاہدین کے پھر قرآن مجید نے آپ کی تائید کی وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ آپ کسی سریہ میں گئے تھے وہاں کی غنیمت میں سے پانچواں حصہ حضور کے لیے نکال لیا تھا۔آپ کو ابوالحکم ابن اخنس نے شہید کیا۔آپ کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہوئی حضرت حمزہ کے ساتھ ایک قبر میں دفن کئے گئے۔

۳۵-عبداللہ ابن ابی الحمساء: آپ عامری ہیں بصرہ والوں میں آپ کا شمار ہے۔

۳۶-عبداللہ ابن جعفر: آپ حضرت جعفر ابن ابی طالب کے فرزند ہیں آپ کی والدہ بی بی اسماء بنت عمیس ہیں حبشہ میں آپ کی پیدائش ہے۔حبشہ میں آپ اسلام میں پہلے ہیں جو پیدا ہوئے آپ نے ۹۰ سال عمر پائی ۸۰ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی بڑے سخی تھے

آپ کا لقب بحرالجود تھا بڑے خوش طبع اور حلیم تھے۔بعض کہتے ہیں کہ اسلام میں ان جیسا سخی نہیں پیدا ہوا۔

۳۷-عبداللہ ابن جہم: آپ انصاری ہیں۔حضرت بسرا ابن سعید نے آپ سے روایات لیں۔

۳۸-عبداللہ ابن جزء: آپ کی کنیت ابولحارث ہے سہمی ہیں غزوہ بدر میں شریک ہوئے آخر میں مصر میں قیام رہا ۸۵ پچاسی میں مصر میں وفات ہوئی۔

۳۹-عبداللہ ابن حبشی: آپ خثعمی ہیں۔آپ کا شمار اہل حجاز میں ہے۔

۴۰-عبداللہ ابن ابی حدرد: آپ کے والد کا نام سلامہ ابن عمرو ہے کنیت ابوالحرود اسلمی ہیں صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے پھر خیبر اور بعد کے غزوات میں ۸۱ اکیاسی سال عمر ہوئی ۷۱ اکہتر میں وفات پائی۔

۴۱-عبداللہ ابن حنظلہ: آپ انصاری ہیں آپ کے والد حنظلہ غسیل الملائکہ ہیں کہ انہیں فرشتوں نے غسل میت دیا عبداللہ حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے حضور انور کی وفات کے وقت آپ سات سال کے تھے آپ انصار کے سردار تھے یزید کے مقابل اہل مدینہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔اسی وجہ سے فتہ حرہ میں آپ قتل کئے گئے ۶۳ تریسٹھ میں۔

۴۲-عبداللہ ابن حوالہ: آپ ازدی ہیں شام میں قیام رہا ۸۰ اسی میں شام میں وفات پائی۔

۴۳-عبداللہ ابن خبیب: آپ جہنی ہیں انصار کے حلیف میں حجازی صحابی ہیں۔

۴۴-عبداللہ ابن رواحہ: آپ انصاری خزرجی ہیں انصار کے نقیب ہیں۔بیعت عقبہ میں شریک ہوئے پھر سواء فتح مکہ باقی تمام غزوات، بدر، احد، خندق وغیرہ میں شریک ہوئے کیونکہ آپ غزوہ موتہ ۸ آٹھ میں امیر تھے وہاں شہید ہوئے آپ بڑے شاعر تھے حضور انور نے آپ کے اشعار بہت شوق سے سنے ہیں مشہور صحابی ہیں۔

۴۵-عبداللہ ابن زبیر: آپ کی کنیت ابوبکر ہے اسدی قرشی ہیں حضور انور نے آپ کو آپ کے نانا جناب صدیق اکبر کی کنیت ابوبکر عطا فرمائی۔اور انہیں کا نام عبداللہ رکھا۔آپ اسلام میں مہاجرین میں پہلے بچہ ہیں جو پیدا ہوئے ایک ہجری میں ابوبکر صدیق نے کان میں اذان دی مقام قبا میں بی بی اسماء بنت صدیق اکبر کے شکم شریف سے پیدا ہوئے آپ انہیں حضور کی خدمت میں لائیں حضور انور نے چھوہارے سے تحنیک کی آپ کے پیٹ میں سب سے پہلے حضور کا لعاب پہنچا پھر کر حضور نے آپ کو دعا برکت دی آپ کے سر اور چہرہ پر کوئی بال نہ تھا۔آپ بہت زیادہ نماز روزے کے عادی تھے آپ کے والد حضرت زبیر والدہ بنت صدیق نانا خود صدیق وادی بی بی صفیہ حضور کی پھوپھی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ ہیں آٹھ سال کی عمر میں حضور چونسٹھ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔آپ کو حجاج ابن یوسف نے مکہ معظمہ میں ۱۷ سترہ جمادی آخرہ ۷۳ تہتر منگل کے دن سولی دے کر ہلاک کیا ۶۴ چونسٹھ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی گئی تھی۔حجاز، یمن، عراق، خراسان وغیرہ کے مسلمانوں نے آپ کی بیعت کیر لی تھی بجز شام کے مسلمانوں نے آپ نے اپنی خلافت میں آٹھ حج لوگوں کو کرائے۔

۴۶-عبداللہ ابن زمعہ: آپ قرشی، اسدی ہیں آپ کا شمار اہل مدینہ میں ہے۔

۴۷-عبداللہ ابن زید: آپ زید ابن عبدربہ کے فرزند ہیں انصاری خزرجی ہیں بیعت عقبہ، بدر اور بعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے اسلامی اذان آپ نے ہی خواب میں دی تھی ایک ہجری میں چونسٹھ سال عمر پائی، مدینہ میں وفات ہوئی۔

۴۸-عبداللہ ابن زید ابن عاصم: آپ انصاری مزنی ہیں بدر میں شریک نہ ہوئے احد میں شریک ہوئے آپ نے حضرت وحشی کے ساتھ مسلیمہ کذاب کو قتل کیا آپ ۶۳ تریسٹھ میں حرہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔

۴۹-عبداللہ ابن سائب: آپ قرشی مخزومی ہیں اہل مکہ نے قرآت ان سے سیکھی۔آپ شہادت ابن زبیر سے پہلے مکہ معظمہ میں فوت ہوئے۔

۵۰-عبداللہ ابن سرجس: آپ مزنی بصری ہیں آپ کی احادیث بصرہ والوں میں بہت مشہور ہیں۔

۵۱-عبداللہ ابن سلام: آپ کی کنیت ابو یوسف ہے اسرائیلی ہیں یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہیں بنی عوف ابن خزرج کے حلیف، تھے بنی اسرائیل کے چوٹی کے عالم تھے حضور انور نے آپ کے جنتی ہونے کی شہادت دی آپ کے بیٹوں یوسف اور محمد وغیرہما نے آپ سے روایات لیں۔مدینہ منورہ میں ۴۳ تینتالیس میں وفات ہوئی آپ کے فضائل بہت ہیں آپ کے متعلق بہت آیات ہیں (مترجم)۔

۵۲-عبداللہ ابن سہل: آپ انصاری حارثی ہیں عبدالرحمٰن کے بھائی اور محیصہ کے بھتیجے خیبر میں آپ ہی کو قتل کیا گیا۔واقعہ مشہور ہے۔

۵۳-عبداللہ ابن شخیر: آپ عامری ہیں قبیلہ بنی عامر کے وفد میں آپ بھی تھے جو حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

۵۴-عبداللہ ابن صنابحی: کا نام ابوعبداللہ ہے بعض نے آپ کو صحابہ میں شمار کیا ہے مگر قوی یہ ہے کہ صنابحی تو صحابی ہیں مگر آپ کے بیٹے عبداللہ تابعی ہیں۔

۵۵-عبداللہ ابن عامر: آپ عبداللہ ابن کریز کے بیٹے ہیں قرشی ہیں حضرت عثمان غنی کے ماموں زاد ہیں حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔حضور نے آپ کو اپنا لعاب دہن لگایا اور دعا دی حضور کی وفات کے وقت آپ تیرہ سال کے تھے آپ سے کوئی حدیث مروی نہیں حضرت عثمان نے بصرہ اور خراسان کا حاکم کیا آپ قتل عثمان تک وہاں ہی حاکم رہے امیر معاویہ کے زمانہ میں مستعفی ہو گئے بڑے سخی کریم تھے خراسان کے فاتح آپ ہی ہیں آپ ہی کی ولایت میں کسریٰ قتل کیا گیا آپ نے ہی بصرہ کی نہر کھدوائی فارس کے بہت سے شہر، خراسان، اصفہان آپ نے ہی فتح کیے ۵۹ انسٹھ میں وفات پائی آپ کے بہت فضائل ہیں۔

۵۶-عبداللہ ابن عباس: آپ حضور انور کے چچا زاد بھائی ہیں آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث ہیں یعنی ام المومنین میمونہ کی بہن ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے۔حضور کی وفات کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی۔حضور انور نے آپ کو علم وحکمت کی دعائیں دیں آپ کا لقب حبر الامت ہے یعنی مسلمانوں کے بڑے عالم آپ نہایت حسین بڑے عالم فقیہ مجتہد تھے حضرت عمر نے آپ کو اپنا مشیر خاص بنایا تھا ہر بات میں جلیل القدر صحابہ کے ساتھ آپ سے بھی مشورہ کرتے تھے آخر میں نابینا ہو گئے تھے ۶۸ اڑسٹھ ہجری میں طائف میں وفات پائی۔اکہتر سال عمر ہوئی مترجم نے قبر انور کی زیارت کی ہے آپ سے ایک خلق نے روایات لیں ہیں۔

۵۷-عبداللہ ابن عمر: آپ قرشی عدوی ہیں۔حضرت فاروق کے فرزند اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ میں ایمان لائے بدر میں لڑکپن کی وجہ سے شریک نہ ہوئے حق یہ ہے کہ غزوہ احد میں بھی حضور انور نے ان کے بچہ ہونے کی وجہ سے شریک نہیں کیا غزوہ خندق میں شریک ہوئے غزوہ احد میں آپ چودہ سالہ تھے بڑے عابد زاہد محتاط اور متبع سنت تھے۔حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو دنیا نے اپنی طرف راغب کرلیا سوائے حضرت عبداللہ ابن عمر کے حضور میمون ابن مہران فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر جیسا متقی ابن عباس جیسا عالم نہ دیکھا حضرت نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر نے ایک ہزار سے زیادہ غلام آزاد کیے ظہور نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے اور ۷۳ تہتر میں حضرت ابن زبیر کے قتل کے تین مہینہ بعد وفات پائی آپ کی وصیت تو تھی کہ آپ کو حل میں دفن کیا جائے مگر حجاج نے ایسا کرنے نہ دیا تو آپ ذی طوی

میں دفن کئے گئے مہاجرین کے قبرستان میں آپ کی وفات کا واقعہ یہ ہے کہ ایک بار حجاج نے جمعہ کا خطبہ دراز کیا آپ نے فرمایا کہ سورج تیرا انتظار نہ کرے گا وہ بولا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اندھا کردوں آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو ایسا کرسکتا ہے کہ تو ایک احمق شخص ہے جو ہم پر مسلط کردیا گیا ہے نیز آپ حج میں حجاج سے پہلے ہی عرفہ میں حضور انور کی قیام گاہ میں جا کر ٹھہر جاتے تھے۔ان وجوہ سے حجاج آپ سے کینہ رکھنے لگا اس نے ایک شخص سے کہا اس نے زہریلا نیزہ آپ کے تلوے میں چبھو دیا راہ چلتے ہوئے اس سے آپ کی موت واقع ہوئی چوراسی یا چھیاسی سال آپ کی عمر ہوئی۔آپ کے فضائل بہت ہیں۔

۵۸-عبداللہ ابن عمرو ابن عاص: آپ سہمی قرشی ہیں آپ اپنے والد سے پہلے ایمان لائے آپ کے والد آپ سے تیرہ سال بڑے تھے۔ آپ بڑے عالم حافظ تھے آپ نے حضور انور سے احادیث لکھنے کی اجازت حاصل کی آپ کی وفات میں بڑا اختلاف ہے آپ کی وفات ۶۳ ہجری حرہ کے واقعہ میں ہوئی یا ۷۳ تہتر میں یا ۶۷ سرسٹھ میں مکہ معظمہ میں یا ۵۵ میں طائف میں یا ۶۵ میں مصر میں یعلے ابن عطاء اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابن عمرو کے لیے سرمہ تیار رکھتی تھی۔تاکہ لگا کر سوئیں مگر آپ چراغ گل کردیتے تھے پھر خوف خدا سے رویا کرتے تھے۔حتی کہ آپ کی آنکھیں ابھر گئی تھیں۔یعنی خراب ہوگئی تھیں۔

۵۹-عبداللہ ابن مسعود: آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ہزلی ہیں پرانے مومنین سے ہیں۔حضرت عمر فاروق سے کچھ پہلے ایمان لائے بلکہ آپ چھٹے صاحب ہیں کہ آپ سے پہلے صرف پانچ آدمی ایمان لائے تھے حضور انور کے خاص خادم تھے۔حضور کے صاحب اسرار تھے سفر میں حضور انور کی نعلین مسواک وضو کا برتن آپ کے پاس رہتا تھا بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے حضور انور نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی اور فرمایا کہ میں اپنی امت کے لیے وہ چیز پسند کرتا ہوں جو ابن مسعود پسند کریں اور وہ چیز ناپسند کرتا ہوں جو ابن مسعود ناپسند کریں اخلاق عادات طور طریقہ میں حضور انور سے بہت ملتے جلتے تھے دبلے دراز قد گندمی رنگ تھے حضرت عمر کے زمانہ بلکہ خلافت عثمانیہ میں بھی کوفہ کے حاکم رہے۔پھر بیت المال کے محافظ پھر مدینہ منورہ آگئے وہاں ہی ۳۲ میں وفات ہوئی۔ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی۔خلفاء راشدین نے آپ سے احادیث لیں مترجم کہتا ہے کہ صحابہ کرام میں بڑے فقیہ صحابی ہیں حتی کہ امام اعظم ابوحنیفہ آپ کی اتباع کرتے ہیں۔

۶۰-عبداللہ ابن قرط: آپ ازدی ثمالی ہیں آپ کا نام پہلے شیطان تھا۔حضور انور نے عبداللہ رکھا اہل شام میں آپ کا شمار ہے ابوعبیدہ ابن جراح کی طرف سے حمص کے امیر رہے ۵۶ چھپن میں قتل کئے گئے روم میں شہید ہوئے۔

ح-تابعین عظام

۱-حارث ابن سوید: آپ تیمی کوفی ہیں فضلا،تابعین میں سے ہیں۔حضرت عبداللہ ابن زبیر کے آخر دور میں وفات پائی۔

۲-حارث ابن مسلم: آپ تیمی ہیں آپ کی احادیث اہل شام میں مشہور ہیں۔

۳-حارث ابن اعور: آپ عبداللہ اعور کے بیٹے ہیں حارثی ہیں ہمدانی ہیں حضرت علی مرتضٰی کے خاص صحبت یافتہ ہیں آپ علم فقہ علم فرائض میں بہت سے مشہور تھے لوگ آپ سے بڑی محبت کرتے تھے ۶۵ پینسٹھ میں کوفہ میں آپ نے وفات پائی۔

۴-حارثہ ابن شہاب: آپ حرمی ہیں لوگوں نے آپ کو ضعیف کہا ہے۔

۵-حارثہ ابن دحیہ: آپ راسی یعنی بنی راس سے ہیں مالک ابن دینار سے احادیث نقل کرتے ہیں۔
۶-حارثہ ابن مضرب: آپ عبدی کوفی ہیں مشہور تابعی ہیں حضرت علی اور ابن مسعود سے احادیث روایت کرتے ہیں۔
۷-حارثہ ابن ابی الرجال: آپ نے اپنے والد اور اپنی دادی عمرہ سے روایت لیں مگر آپ محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔
۸-حفص ابن عاصم: آپ عاصم ابن عمر ابن خطاب کے بیٹے ہیں قرشی عدوی ہیں۔جلیل القدر تابعی ہیں حضرت ابن عمر سے روایت لیتے ہیں۔
۹-شفص ابن سلیمان: آپ کے کنیت ابو عمرو ہے قبیلہ بن اسد کے آزاد کردہ ہیں علم قرأت میں بڑے محقق ہیں علم حدیث میں نہیں امام بخاری کہتے ہیں کہ محدثین نے آپ کو چھوڑ دیا ہے ۹۰ سال عمر ہوئی ۱۰۸اہجری میں وفات پائی۔
۱۰-حسن ابن عبداللہ: آپ سبائی ہیں کوفہ میں حضرت علی کے ساتھ رہتے تھے حضرت علی کی شہادت کے بعد مصر چلے گئے ۱۰۰سو ہجری میں وفات پائی۔
۱۱-حکیم ابن معاویہ: آپ قشیری ہیں بدوی ہیں اپنے والد سے احادیث لیتے ہیں۔
۱۲-حکیم ابن اثرم: آپ نے ابوتمیم سے روایت لیں صدوق یعنی سچے ہیں۔
۱۳-حکیم ابن طہیر: آپ فزاری ہیں علقمہ ابن مرثد وغیرہ صحابہ سے ملاقات ہے امام بخاری کہتے ہیں کہ متروک الحدیث ہیں۔
۱۴-حرام ابن سعید: آپ محیصہ کے پوتے ہیں کنیت ابونعیم ہے انصاری حارثی ہیں ستر سال عمر ہوئی ۱۱۳ایک سو تیرہ میں وفات پائی۔
۱۵-حماد ابن سلمہ: آپ دینار کے پوتے ہیں کنیت ابوسلمہ ہے ربیعہ ابن مالک کے آزاد کردہ ہیں حمید طویل کے بھانجے ہیں۔بصرہ کے علماء میں سے ہیں اتباع سنت اور عبادات میں مشہور ہیں ۱۶۷ایک سو سرسٹھ میں آپ کی وفات ہے ابن مبارک وکعب یحییٰ ابن سعید آپ کے شاگرد ہیں۔
۱۶-حماد بن زید: آپ ازدی ہیں ثابت بنانی وغیرہ صحابہ سے ملاقات ہے سلیمان ابن مالک کے زمانہ میں پیدا ہوئے ۱۹۹ایک سو ننانوے میں وفات ہوئی نابینا تھا۔
۱۷-حماد ابن ابی سلیمان: آپ کے والد کا نام مسلم اشعری ہے کنیت ابوسلیمان ابراہیم ابن ابوموسیٰ اشعری کے آزاد کردہ ہیں کوفی ہیں ابراہیم نخعی سے ملاقات ہے آپ سے شعبہ اور سفیان ثوری نے روایات لی ہیں اپنے زمانے کے بڑے عالم تھے ۱۲۰ایک سو بیس میں وفات ہے۔
۱۸-حماد ابن ابی حمید: آپ مدنی ہیں زید ابن اسلم سے روایت لیتے ہیں ضعیف ہیں۔
۱۹-حمید ابن عبدالرحمٰن: آپ عبدالرحمٰن ابن عوف کے بیٹے ہیں زہری قرشی مدنی ہیں جلیل الشان تابعی ہیں تہتر سال عمر ہوئی ۱۰۵ایک سو پانچ میں وفات ہوئی۔
۲۰-حمید ابن عبدالرحمٰن حمیری: آپ بصری ہیں ثقہ ہیں حضرت ابوہریرہ ابن عباس سے ملاقات ہے۔
۲۱-حسن بصری: آپ کے والد کا نام ابوالحسن ابوسعید ہے زید بن ثابت کے آزاد کردہ ہیں ابوسعید کے والد کا نام یسار ہے اور ربیع بنت نضر نے آزاد کیا تھا خواجہ حسن بصری کی ولادت عہد فاروقی میں ہے جب آپ کی خلافت کے دو سال باقی تھے تب حسن بصری مدینہ میں پیدا ہوئے حضرت عمر نے آپ کو تحنیک کی (پہلی گڑتی دی) آپ کی والدہ جناب ام سلمہ کی خدمت کرتی تھیں کبھی آپ کی والدہ کام میں ہوتیں۔آپ روتے تو حضرت ام سلمی اپنا پستان آپ کے منہ میں دیدتی تھیں آپ چوستے رہتے اگرچہ دودھ ان میں بالکل نہ ہوتا تھا مگر اس پستان شریف کی برکت آپ کی یہ پہنچی کہ آپ علوم کے امام ہوگئے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ مدینہ منورہ سے بصرہ چلے گئے

حق یہ ہے کہ آپ کی ملاقات حضرت علی سے ہوئی ہے مگر مدینہ منورہ میں نہیں ہوئی کیونکہ جب حضرت علی بصرہ تشریف لے گئے تب، آپ وادی قرٰی میں تھے آپ نے بہت صحابہ سے روایت کیں اور بہت سے تابعین تبع تابعین نے آپ سے احادیث لیں آپ اپنے وقت میں ہرفن وعلوم عبادت وزہد وتقوٰی میں امام تھے ماہ رجب ۱۱۰ ایک سودس میں آپ کی وفات ہوئی مترجم کہتا ہے کہ آپ حضرت علی کے خلیفہ ہیں اور طریقت کے تین سلسلے قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ آپ سے چلتے ہیں فقیر نے قبرانور کی زیارت کی ہے۔

۲۲-حسن ابن علی ہاشمی: اعرج سے روایت کرتے ہیں امام بخاری فرماتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث ہیں کہ ان کی روایات قابل قبول نہیں۔

۲۳-حسن ابن ابی جعفر: آپ جعفری ہیں متقی آدمی تھے ۱۶۷ ایک سوسرسٹھ میں وفات ہوئی۔

۲۴-حنظلہ ابن قیس زرقی: آپ انصاری ہیں مدینہ منورہ کے قابل اعتبار لوگوں میں سے ہیں۔حبیب ابن سالم: آپ نعمان ابن بشیر کے آزاد کردہ ہیں ان کے کاتب ہیں۔

۲۵-حرب ابن عبیداللہ: آپ ثقفی ہیں آپ کے نام میں بہت اختلاف ہے آپ کی حدیث، یہود ونصارٰی پر عشر مقرر کرنے کے متعلق ہے۔

۲۶-حرب ابن عبیداللہ: آپ ثقفی ہیں آپ کے نام میں بہت اختلاف ہے آپ کی حدیث، یہود ونصارٰی پر عشر مقرر کرنے کے متعلق ہے۔

۲۷-حجاج ابن حسان: آپ حنفی ہیں اہل بصرہ سے ہیں حضرت انس ابن مالک وغیرہم سے احادیث سنیں۔

۲۸-حجاج ابن حجاج: آپ اسلمی ہیں بصرٰی میں محدثین نے آپ کو ثقہ فرمایا ہے۔۱۳۱ ایک سواکتیس میں وفات پائی۔

۲۹-حجاج ابن یوسف: ثقفی ہے عبدالملک ابن مروان کی طرف سے عراق اورخراسان کا حاکم تھا مقام واسط میں مراماہ شوال ۹۴ چورانوے میں وفات ہوئی ۵۴ چون سال عمر ہوئی اس کی موت کا قصہ حرف سین میں سعید بن جبیر کے حالات میں مذکور ہوگا۔

۳۰-ابوحیہ: ان کا نام عمرو بن نصر ہے خارقی ہمدانی ہیں۔حضرت علی سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

۳۱-ابوحرہ: ان کا نام حنیفہ ہے رقاشی ہیں آپ سے ایک حدیث مروی ہے۔

۳۲-ابوحزم: آپ ابوبکر ابن محمد ابن عمرو ابن حزم حضرت ابوحیہ اور ابن عباس سے روایت لیتے ہیں۔

ح-صحابیات

۱-حفصہ بنت عمر: آپ ام المومنین ہیں حضرت عمر کی صاحبزادی آپ کی ماں کا نام زینب بنت مظعون ہے۔حضور انور سے پہلے حسین ابن حذافہ سہمی کے نکاح میں تھیں ان کے ساتھ ہجرت کی غزوہ بدر کے بعد حسین فوت ہوگئے حضرت عمر نے جناب ابوبکر صدیق سے عرض کیا کہ حفصہ سے نکاح کرلو حضرت عثمان سے بھی یہی کہا اس کے بعد حضور انور نے پیغام دیا۔چنانچہ ۳ تین ہجری میں حضور کے نکاح میں آئیں ایک بار حضور انور نے انہیں ایک طلاق دے دی تھی مگر پھر رجوع فرمایا کیونکہ وحی الٰہی آئی کہ حفصہ آپ کی زوجہ ہیں جنت میں بھی وہ بہت نمازی قیام اللیل ہیں آپ سے جماعت صحابہ اور تابعین نے روایات لیں۔شعبان ۴۵ پینتالیس میں وفات ہوئی۔مدینہ منورہ قبر انور ہے۔مترجم نے زیارت کی ہے رضی اللہ تعالٰی عنہا۔

۲-حلیمہ بنت ابی ذوہیب: آپ حضور انور کی دودھ کی والدہ ہیں بی بی ثوبیہ کے بعد حضور انور کو اپنے ہی آخر تک دودھ پلایا اس وقت آپ کی بڑی بیٹی شیما حضور انور کو گود میں کھلاتی لوریاں دیتی تھیں دوسال دو ماہ بعد یا پانچ سال بعد آپ کی مشہور ہیں قبیلہ ہوازن سے تھیں اس

قبیلہ سے غزوہ حنین میں جنگ ہوئی مسلمانوں کو فتح ہوئی مگر بعد ہوازن مسلمان ہوگئے حضور انور نے ان کے قیدی جو غلام بنائے گئے تھے واپس کردیئے کہ وہ حلیمہ کے اہل قرابت تھے رضی اللہ عنہا (مترجم)۔

۳-ام حبیبہ: آپ کا نام شریف رملہ ہے ابوسفیان ابن صخر ابن حرب کی بیٹی ہیں والدہ کا نام صفیہ بنت عاص ہے۔ حضرت عثمان غنی کی پھوپھی زاد ہیں اس میں اختلاف ہے کہ آپ کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کب اور کہاں ہوا۔قوی یہ ہے کہ ۶ ہجری میں نجاشی اصحمہ شاہ حبشہ نے زمین حبشہ میں آپ کا نکاح حضور انور نے شرجیل ابن حسنہ کو بھیجا وہ آپ کو مدینہ منورہ حضور کے پاس لائے بعض نے کہا مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد نکاح ہوا جو عثمان غنی نے کیا ۴۴ ہجری چوالیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ سے بہت حضرات نے بہت احادیث روایت کیں ہیں۔رضی اللہ عنہا۔

۴-ام حسین: آپ اسحاق کی بیٹی ہیں احمسی ہیں حجۃ الوداع میں حضور انور کے ساتھ شریک ہوئیں۔

۵-ام حرام: آپ ملحان ابن خالد کی بیٹی ہیں انصاریہ نجاریہ ہیں جناب ام سلیم کی بہن ہیں حضور کے دست اقدس پر ایمان لائیں بیعت کی عبادہ ابن صامت کی زوجہ ہیں حضور انور آپ کے گھر میں قیلولہ (دوپہر کا آرام) فرمایا کرتے تھے اپنے خاوند کے ساتھ روم میں غازیہ مجاہدہ ہونے کی حالت میں وفات پائی آپ کی قبر مقام قرنس میں ہے آپ سے آپ کے بھانجے حضرت انس نے اور آپ کے خاوند عبادہ ابن صامت نے روایات لیں آپ کی وفات خلافت عثمانیہ ہیں۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

۶-حمنہ: آپ جحش کی بیٹی ہیں حضور انور کی سالی ہیں یعنی حضرت زینب بنت جحش کی بہن ہیں بنی اسد قبیلہ سے ہیں مصعب ابن عمیر کی زوجہ ہیں جو غزوہ احد میں شہید ہوئے تو آپ طلحہ ابن عبیداللہ کے نکاح میں آئیں۔

ح-تابعیات

۱-حسناء: آپ معاویہ کی بیٹی ہیں صرمیہ ہیں آپ سے عوف اعرابی نے احادیث کیں۔بعض لوگوں نے کہا کہ آپ کا نام حساء بنت معاویہ ہے آپ کے چچا کا نام حارث ہے ان سے احادیث روایت کرتی ہیں

۲-حفصہ: آپ عبدالرحمٰن ابن ابی بکر الصدیق کی صاحبزادی ہیں۔یعنی حضرت صدیق اکبر کی پوتی منذر ابن زبیر ابن عوام کی زوجہ۔

۳-ام حریر: آپ طلحہ ابن مالک کی آزاد کردہ ہیں انہیں طلحہ سے روایات لیتی ہیں۔

خ-صحابہ کرام

۱-خالد ابن ولید: آپ قرشی مخزومی ہیں آپ کی والدہ لبابہ صغریٰ ہیں یعنی ام المومنین میمونہ کی بہن زمانہ جاہلیت میں سرداران قریش سے تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سیف اللہ کا خطاب دیا حضرت ابن عباس آپ کے خالہ زاد ہیں خلافت فاروقی میں ۲۱ اکیس میں وفات ہوئی شام کے مشہور شہر حمص میں آپ کا مزار ہے دمشق میں ایک سڑک کا نام شارع خالد ابن ولید ہے۔فقیر نے زیارت کی ہے (مترجم) عظیم الشان شخصیت ہیں۔

۲-خالد ابن ہوذہ: آپ عامری ہیں آپ اور آپ کے بھائی حرملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد بن کر آئے یہ دونوں مؤلفۃ

القلوب سے ہیں انہی خالد سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام ایک لونڈی خریدی تھی انہی کے لیے۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لکھ کر دیا تھا۔

۳-خلاد ابن سائب: آپ کے دادا کا نام بھی خلاد ہے خزرجی انصاری ہیں اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

۴-خباب ابن ارت: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے آپ تمیمی ہیں زمانہ جاہلیت میں غلام بنالئے گئے تھے پھر آپ کو قبیلہ خزاعہ کی ایک عورت نے خرید کر آزاد کردیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں جانے سے پہلے آپ ایمان لائے آپ ان میں سے ہیں جنہیں اسلام کی وجہ سے بہت ایذائیں دی گئیں آپ نے بہت صبر کیا آخر میں کوفہ میں رہے۔وہاں ہی وفات ہوئی آپ کی عمر ۷۳ تہتر سال ہوئی ۳۷ھ میں وفات پائی۔

۵-خارجہ ابن حذافہ: آپ قرشی عدوی ہیں قریش کے شہ سواروں میں سے تھے۔آپ کو لشکروں میں ایک ہزار سواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا آپ مصر کے باشندوں میں شمار ہوتے ہیں آپ کو ایک خارجی نے عمرو ابن عاص سمجھ کر شہید کیا یہ خارجی ان تین میں سے ایک تھا۔ جنہوں نے حضرت علی، معاویہ عمرو ابن عاص کے قتل کا بیڑا اٹھایا تھا امیر معاویہ تو بچ گئے حضرت علی شہید کردیئے گئے عمرو بن عاص کے دھوکے میں خارجہ شہید کیے گئے عمرو بچ گئے ۴۰ چالیس ہجری میں آپ کے قتل کا واقعہ ہوا۔

۶-خزیمہ ابن ثابت: آپ کی کنیت ابوعمارہ ہے انصاری ہیں انہی کا لقب ذوالشہادتین ہے کیونکہ آپ اکیلے کی گواہی دو گواہوں کے برابر تھی غزوہ بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے حضرت عمار ابن یاسر کی شہادت کے بعد آپ نے تلوار سونتی اور قتال کرتے رہے حتی کہ قتل ہوگئے آپ سے بہت صحابہ نے روایات لیں۔

۷-خزیمہ ابن جزء: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے سلمی ہیں آپ سے آپ کے بھائی حبان ابن جزء نے احادیث روایت کیں۔

۸-خزیم ابن اخرم: آپ شداد ابن عمرو بن فاتک کے پوتے ہیں اسدی ہیں کبھی انہیں خزیم ابن فاتک بھی کہہ دیتے ہیں۔

۹-خبیب بن عدی: آپ انصاری اوسی ہیں بدر میں شریک ہوئے غزوہ رجیع ۳ تین میں کفار کے ہاتھوں قید ہوگئے انہیں مکہ معظمہ میں حارث ابن عامر کی اولاد نے خرید لیا بدر کے دن خبیب نے حارث کو قتل کیا تھا اس کا بدلہ لینے کے لیے حارث کی اولاد نے خریدا آپ ان کے ہاں قید رہے پھر مقام تعیم میں انہیں سولی دی سب سے پہلی سولی اسلام میں انہیں کو دی گئی۔بخاری میں ہے کہ خبیب نے حارث کی ایک لڑکی سے استرہ مانگا پاکی کرنے کے لیے اس کا بچہ خبیب کی ران پر آبیٹھا وہ یہ دیکھ کر ڈر گئی کہ کہیں خبیب میرے بچے کو استرے سے ذبح نہ کردیں آپ نے فرمایا تم ڈرو مت میں تیرے بچہ کو کوئی تکلیف نہ دوں گا وہ عورت مسلمان ہونے کے بعد کہا کرتی تھی کہ میں نے خبیب جیسا قیدی آج تک نہ دیکھا وہ اپنی قید میں انگور کھاتے تھے یہ غیبی رزق تھا جو انہیں ملتا تھا جب انہیں سولی کے لیے حرم کی زمین سے باہر لے چلے تو فرمایا مجھے دو رکعت پڑھنے کی اجازت دے دو آپ نے ہلکی رکعتیں پڑھیں اور فرمایا کہ تم یہ خیال نہ کرو کہ مجھے قتل سے ڈر ہے تمہارے اس خیال کو دفع کرنے کے لیے میں نے نماز مختصر پڑھی ہے ورنہ دراز پڑھتا۔پھر آپ نے چند شعر پڑھے اور سولی چڑھ گئے آپ کا یہ واقعہ مشہور ہے۔

۱۰-خنیس ابن حذافہ: آپ سہمی قرشی ہیں۔حضرت حفصہ بنت عمر فاروق کے پہلے خاوند ہیں غزوہ بدر واحد میں شریک ہوئے پھر ایک زخم کی وجہ سے مدینہ منورہ میں وفات کے بعد بی بی حفصہ سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔

۱۱-ابوخراش: آپ کا نام حدرد ہے اسلمی ہیں۔

۱۲-ابوخلاد: آپ کے نام اور نسب کا پتا نہیں چلا آپ سے ایک حدیث ہے۔

خ۔تابعین عظام

۱-خسیمہ ابن عبدالرحمٰن: آپ ابوسیرہ جعفی کے پوتے ہیں ابوسیرہ کا نام یزید ابن مالک ہے خسیمہ عظیم الشان تابعی ہیں ابوواصل سے پہلے فوت ہوئے حضرت علی اور ابن عمرو وغیرہم سے احادیث لیں دولاکھ روپے میراث میں ملے سارے علماء پر خرچ کر دیئے۔

۲-خالد ابن معدان: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے شامی ہیں حمص کے رہنے والے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے ۷۰ ستر صحابہ سے ملاقات کی ثقہ ہیں طرسوس میں ۱۰۴ ایک سو چار میں وفات پائی۔

۳-خالد ابن عبداللہ: آپ واسطی ہیں طحان میں بڑے متقی پرہیزگار تھے تین بار اپنے وزن کی چاندی خیرات کی ۱۷۷ میں یا ۱۸۲ ایک سو بیاسی میں وفات، ولادت ایک سو دس میں۔

۴-خارجہ ابن زید: آپ زید ابن ثابت کے بیٹے ہیں۔انصاری مدنی ہیں تابعی ہیں مدینہ منورہ کے ساتھ بڑے فقہا میں سے ہیں ۱۹۹ ایک سوننانوے میں وفات پائی۔

۵-خارجہ ابن صلت: آپ تمیمی براجمی ہیں تابعی ہیں حضرت عبداللہ ابن مسعود وغیرہم صحابہ سے ملاقات ہے۔

۶-خشف ابن مالک: آپ قبیلہ بنی طے سے ہیں حضرت عمرو ابن مسعود وغیرہ صحابہ سے ملاقات رہے۔

۷-ابوخزامہ: آپ یعمر کے فرزند ہیں بنی حارث ابن سعد قبیلہ سے ہیں تابعی ہیں۔

۸-ابوخلدہ: آپ کا نام خالد ابن زیادہ ہے۔ثقہ تابعی ہیں تمیمی سعدی بصری ہیں۔

خ۔صحابیان

۱-خدیجہ بنت خویلد: آپ خویلد ابن اسد کی بیٹی ہیں قرشیہ ہیں پہلے ابوہال ابن زرارہ کے نکاح میں تھیں پھر عتیق ابن عائذ کے نکاح میں آئیں۔پھر آپ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال آپ مسلمانوں کی پہلی ماں ہیں یعنی حضور کی پہلی زوجہ آپ کی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور بیوی سے نکاح نہیں کیا سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ ایمان لائیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد آپ سے ہی ہے سواء حضرت ابراہیم کے کہ وہ ماریہ قبطیہ سے ہیں ہجرت سے تین سال پہلے آپ کی وفات ہوئی بعد نبوت دس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہیں ۶۵ پینسٹھ سال عمر پائی۔پچیس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں مقام حجون میں قبر شریف ہے۔مترجم نے زیارت کی ہے اب اس جگہ کو جنت معلیٰ کہتے ہیں۔

۲-خولہ بنت حکیم: آپ حضرت عثمان ابن مطعون کی زوجہ ہیں نہایت نیک صالحہ بی بی ہیں۔

۳-خولہ بنت ثامر: آپ انصاریہ ہیں خولہ بنت ثامر ہیں یا خولہ بنت قیس ابن مالک ابن نجار ثامر قیس کا لقب ہے مگر درست یہ ہے کہ یہ

دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں۔

۴-خولہ بنت قیس: آپ جہیہ ہیں آپ سے نعمان ابن خربوذ نے روایات لیں۔

۵-خنساء بنت خذام: آپ خذام ابن خالد کی بیٹی ہیں انصاریہ ہیں اسدیہ ہیں آپ سے حضرت عائشہ وابوہریرہ جیسے صحابہ نے احادیث لیں۔

۶-ام خالد: آپ خالد ابن سعید ابن عاص کی والدہ ہیں اموی ہیں آپ حبشہ میں پیدا ہوئیں بچپن میں مدینہ منورہ میں لائی گئیں پھر آپ سے حضرت زبیر ابن عوام نے نکاح کیا بہت صحابہ نے آپ سے روایات لیں۔

د۔صحابہ کرام

۱-دحیہ کلبی: آپ دحیہ ابن خلیفہ ہیں قبیلہ بنی کلب سے ہیں۔مشہور صحابی ہیں احد اور اس کے بعد والے غزوات میں شریک ہوئے۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ۶ چھ میں قیصر روم کے پاس تبلیغ کے لیے بھیجا۔قیصر روم ہرقل دل سے حضور پر ایمان لایا اس کے درباری ایمان نہ لائے حضرت جبرائیل علیہ السلام انہیں کی شکل میں آیا کرتے تھے امیر معاویہ کے زمانہ میں آپ ملک شام میں رہے۔بہت لوگوں نے آپ سے احادیث لیں۔

۲-ابوالدرداء: آپ کا نام عویمر ابن عامر ہے انصاری خزرجی ہیں اپنی کنیت میں مشہور ہیں۔درداء آپ کی بیٹی کا نام ہے اپنے گھر والوں کے ایمان لائے۔آپ بڑے فقیہ عالم ہیں شام میں قیام رہا دمشق میں آپ کی قبر انور ہے۔۳۲ بتیس میں وفات پائی۔مترجم نے قبر شریف کی زیارت کی ہے۔

د۔تابعین عظام

۱-داؤد ابن صالح: آپ داؤد ابن صالح ابن دینار ہیں تمار ہیں انصاری مدنی ہیں۔

۲-داؤد ابن حصین: آپ عمرو ابن عثمان ابن عفان کے آزاد کردہ ہیں ۱۳۵ ایک سو پینتیس میں وفات پائی ۷۲ بہتر سال عمر ہوئی آپ سے عکرمہ نے روایات لیں۔

۳-ابن دیلمی: آپ کا نام ضحاک ابن فیروز ہے دیلم ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے اس طرح کے رہنے والے ہیں اس لیے آپ کو دیلمی کہا جاتا ہے۔

۴-ابوداؤد کوفی: آپ کا نام نقیع ابن حارث ہے نابینا ہیں کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

د۔صحابیات

۱-ام الدرداء: آپ کا نام خیرہ بنت ابی حدود ہے اسلمیہ ہیں حضرت ابوالدرداء کی زوجہ ہیں بڑی عالمہ زاہدہ فاضلہ صحابیہ ہیں عبادات میں مشہور ابوالدرداء سے دوسال پہلے وفات پائی خلافت عثمانیہ میں شام کے علاقہ میں فوت ہوئیں۔

ذ۔صحابہ کرام

۱-ابوذر غفاری: آپ کا نام جندب ابن جنادہ ہے عظیم الشان صحابی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ آکر ایمان لائے

آپ پانچویں مومن ہیں۔ پھر اپنی قوم میں واپس گئے۔ پھر غزوہ خندق کے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ پھر خلافت عثمانیہ میں مقام ربذہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی ۳۲ میں آپ کی وفات ہے آپ اسلام سے پہلے بھی موحد تھے ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

۲-ذومخبر: آپ شاہ حبشہ کے بھتیجے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خادم۔

۳-ذوالیدین: آپ کا نام خرباق ابن ساریہ لقب ذوالیدین صحابی ہیں حجازی ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بار نماز میں سہو ہوگیا۔ تو آپ ہی نے اس کی اطلاع عرض کی تھی۔

ر۔ صحابہ کرام

۱-رافع ابن خدیج: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے حارثی ہیں انصاری ہیں غزوہ احد میں آپ کو تیر لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت میں تمہارا گواہ ہوں پھر عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں یہی زخم ہرا ہوگیا اس زخم سے آپ کی وفات ہوئی آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ۷۳ تہتر میں ہوئی ۸۶ چھیاسی سال عمر پائی ایک خلقت نے آپ سے روایات لیں۔

۲-رافع ابن عمرو: آپ غفاری ہیں اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے حضرت عبداللہ ابن ارفع نے آپ سے احادیث نقل کیں۔

۳-رافع ابن مکیث: جہنی ہیں حدیبیہ میں حاضر ہوئے بہت لوگوں نے آپ سے راوایات لیں۔

۴-رفاعہ ابن رافع: آپ کی کنیت ا۔معاذ ہے۔ زرقی انصاری ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں حاضر ہوئے۔ جنگ جمل وصفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے امیر معاویہ کی سلطنت میں وفات پائی۔

۵-رفاعہ ابن سموال: آپ قرظی ہیں آپ نے ہی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں آپ کی مطلقہ بیوی نے عبدالرحمن ابن زبیر سے نکاح کیا تھا۔

۶-رفاعہ ابن عبدالمنذر: آپ انصاری ہیں آپ کی کنیت ابولبابہ ہے آپ کا ذکر لام کی تختی میں ہوگا۔

۷-رویفع ابن ثابت: آپ سکن کے پوتے ہیں انصاری ہیں آپ کا شمار اہل مصر میں ہے امیر معاویہ نے آپ کو ۴۶ چھیالیس میں طرابلس المغرب کا حاکم بنایا تھا آپ کی وفات یا تو مقام بوقہ میں ہوئی یا شام میں خیال رہے کہ افریقہ امیر معاویہ نے ۴۷ میں فتح کیا دیکھو اشعۃ اللمعات جلد ثالث صفحہ ۴۴۷ کتاب الجہاد قسمۃ الغنائم (مترجم)

۸-رکانہ ابن عبدیزید: آپ رکانہ ابن عبدیزید ابن ہاشم ابن عبدالمطلب ہیں۔ آپ قرشی ہیں حضرت عثمان کے زمانہ تک رہے۔ بعض نے فرمایا کہ ۴۲ بیالیس میں وفات پائی آپ اہل حجاز سے ہیں۔

۹-رباح ابن ربیع: آپ اسیدی ہیں آپ کی احادیث اہل بصرہ میں مشہور ہیں۔

۱۰-ربیعہ ابن کعب: آپ کی کنیت ابوافراس ہے اسلمی ہیں اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے اہل صفہ سے تھے حضور کے خاص خادم ہیں سفر و حضر میں حضور کے ساتھ رہے ۶۳ ترسیٹھ میں وفات پائی۔ آپ نے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت مانگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کی (مترجم)۔

۱۱-ربیعہ ابن حارث: آپ ربیعہ ابن حارث ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ہیں یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد صحابی ہیں خلافت

فاروقی ۳۲ وفات ہے حضور انور نے آپ ہی کے متعلق فتح مکہ کے دن فرمایا کہ میں ربیعہ ابن حارث کا خون معاف کرتا ہوں کہ آپ ہی کا بیٹا زمانہ جاہلیت میں قتل کیا گیا تھا جس کا نام آدم تھا۔

۱۲-ابورافع: آپ کا نام اسلم ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ہیں کنیت میں مشہور ہیں قبطی تھے اولاً حضرت عباس کے غلام تھے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دے دیا یعنی مالک کردیا غزوہ بدر سے پہلے ایمان لائے انہوں نے ہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عباس کے ایمان کی خبر دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی میں آپ کو آزاد کیا۔عثمان کی شہادت سے کچھ پہلے وفات پائی۔

۱۳-ابورمثہ: آپ ابن رفاعہ ابن یثربی ہیں تمیمی ہیں القیس ابن زید ابن مناۃ ابن تمیم کی اولاد سے ہیں آپ کے نام میں بہت اختلاف ہے عمارہ نام ہے یا کچھ اور آپ اپنے والد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ کا شمار اہل کوفہ میں ہوتا ہے۔

۱۴-ابورزین: آپ لقیط عامر ابن صبرہ ہیں آپ کا ذکر لام میں ہوگا۔

۱۵-ابوریحانہ: آپ مشعون ابن یزید کے بیٹے ہیں قرطی ہیں یعنی بنی قریظہ کے حلیف ہیں انصاری ہیں۔آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہیں آپ کی بیٹی کا نام ریحانہ ہے بڑے عالم زاہد تارک الدنیا تھے آخر میں شام میں قیام رہا۔

ر۔تابعین عظام

۱-ابورجاء: آپ کا نام عمران ابن تمیم ہے عطاردی ہیں۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پاک میں ایمان لائے مگر زیارت نہ کرسکے عالم باعمل تھے حضرت عمر سے روایات لی ہیں۔۱۰۷ ایک سو سات میں وفات ہے بڑے قاری تھے قرات میں مشہور ہیں۔

۲-ربیعہ ابن عبدالرحمٰن: آپ جلیل القدر تابعی ہیں فقہا مدینہ سے تھے آپ سے امام مالک اور سفیان ثوری وغیرہ نے روایات لیں ۱۳۶ ایک سو چھتیس میں وفات ہے۔

۳-رعل ابن مالک: آپ رعل ابن مالک ابن عوف ہیں اسی قبیلہ رعل سے ہیں۔جن پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت روز قنوت نازلہ پڑھی آپ کی قوم نے قراء کو شہید کیا تھا۔

ر۔صحابیات

۱-ربیع بنت معوذ: آپ مشہور صحابیہ ہیں انصاریہ ہیں مدینہ منورہ اور مصر میں آپ کی احادیث بہت مشہور ہیں۔

۲-ربیع بنت نضر: آپ انس بن مالک کی پھوپھی ہیں اور حارثہ ابن سراقہ کی والدہ انصاریہ ہیں مگر بخاری شریف میں ہے کہ آپ ربیع بنت نضر کی والدہ ہیں۔

۳-رمیصاء: آپ ام سلیم بنت ملحان کی والدہ ہیں اور ام سلیم حضرت انس ابن مالک کی ماں ہیں ان کا ذکر سین کی تختی میں آئے گا۔

ز۔صحابہ کرام

۱-زید ابن ثابت: آپ انصاری ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب ہیں ہجرت کے بعد سے وفات پاک تک کاتب رہے صحابہ کرام میں بڑے فقیہ ہیں۔علم میراث کے امام ہیں۔قرآن مجید جمع کرنے والی جماعت کے امیر ہیں کہ آپ نے اپنی جماعت کے ساتھ خلافت

صدیقی میں قرآن مجید جمع کیا اور عہد عثمانی میں اسے مصاحف میں نقل فرمایا آپ سے بڑی مخلوق نے احادیث روایت کیں پچاس سال عمر پائی ۴۵ پینتالیس میں وفات شریف ہوئی۔

۲-زید ابن ارقم: آپ کی کنیت ابوعمرو ہے انصاری خزرجی ہیں آخر میں کوفہ میں رہے ٦٦ چھیاسٹھ میں وہاں ہی وفات ہوئی آپ کا نسب یوں ہے زید ابن ارقم ابن زید ابن قیس ابن نعمان آپ ہی کے ذریعہ عبداللہ ابن ابی کا نفاق ظاہر ہوا۔آپ ہی کی تصدیق میں سورہ منافقون نازل ہوئی۔مختار ابن عبدالملک ابن مروان کے زمانہ ٦٦ میں وفات ہوئی۔(مترجم)

۳-زید ابن خالد: آپ جہنی ہیں کوفہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی۔پچاس سال عمر ہوئی ۷۸ اٹھتر میں وفات ہوئی۔

۴-زید ابن حارثہ: آپ کی کنیت ابواسامہ ہے آپ کی ماں سعدہ بنت ثعلبہ ہیں بنی معن قبیلہ سے آپ کی والدہ آپ کولیکر اپنی قوم کی طرف چلیں آپ پر معن ابن ابی الجریر والوں نے حملہ کردیا آپ کو غلام بنالیا۔اس وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی آپ کو عکاظ بازار میں لائے آپ کو حکیم ابن حزام نے اپنی پھوپھی خدیجہ بنت خویلد کے لیے چارسو درہم میں خرید لیا۔جب حضرت خدیجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں تو انہوں نے آپ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیا۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا اس کے بعد آپ کے والد حارثہ اور چچا کعب آپ کا فدیہ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یہ ہمارا بیٹا ہے ہم کو عنایت کردیا جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زید کو اختیار ہے چاہیں میرے پاس رہیں چاہیں تمہارے پاس آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر بار ماں باپ قرابت دار آپ پر فدا آپ پر قربان میں تو آپ ہی کے پاس رہوں گا آپ جیسا محسن اور محبت والا میں نے کوئی نہیں دیکھا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ شریف میں لائے اور فرمایا کہ اے حاضرین کعبہ گواہ رہو کہ میں نے زید کو اپنا بیٹا بنالیا۔چنانچہ آپ کو زید ابن محمد کہا جانے لگا۔پھر جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا اور آیت کریمہ **ادعوھم لاباٰئھم** نازل ہوئی تب آپ کو زید ابن حارثہ کہا گیا بعض مورخین نے کہا کہ پہلے آپ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو اپنی لونڈی ام ایمن سے آپ کا نکاح کیا جن سے اسامہ ابن زید پیدا ہوئے پھر زینت بنت جحش سے آپ کا نکاح کیا۔آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین صحابی ہیں قرآن مجید میں صرف آپ کا نام آیا ہے اور کسی صحابی کا نام نہیں آیا فلما قضی زید منھا وطرا آپ غزوہ موتہ ۸ آٹھ میں شہید ہوئے اس لشکر کے آپ ہی امیر تھے آپ نے پچپن سال عمر پائی غزوہ موتہ جمادی الاوّل ۸ ہجری میں ہی ہوا۔

۵-زید ابن خطاب: آپ قرشی عدوی ہیں حضرت عمر فاروق کے بڑے بھائی ہیں مہاجرین اولین سے ہیں حضرت عمر سے پہلے ایمان لائے بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے خلافت صدیقی میں غزوہ یمامہ میں شہید ہوئے۔

٦-زید ابن سہیل: آپ کی کنیت ابوطلحہ ہے اسی میں مشہور ہوئے آپ کا ذکر طاء کی تختی میں ہوگا۔

۷-زبیر ابن عوام: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے قرشی ہیں آپ کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی آپ اور آپ کی والدہ بڑے پرانے مومنین میں سے ہیں آپ سولہ برس کی عمر میں ایمان لائے آپ کے چچا نے آپ کو دھوئیں کی سزا دی تاکہ اسلام چھوڑ دیں۔مگر نہ چھوڑا تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے سب سے پہلے آپ نے اللہ کی راہ میں تلوار سونتی احد میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں آپ کو عمرو ابن جرموز نے بصرہ کے قریب مقام

سفوان میں قتل کیا ۳۶ میں چونسٹھ سال عمر پائی۔ پھر بصرہ لاکر آپ کو دفن کیا گیا۔ مقام وادی السباع میں آپ کی قبر زیارت گاہ عام ہے۔ مترجم نے زیارت کی ہے۔

۸-زیاد ابن لبید: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے انصاری ہیں زرقی ہیں تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرموت پر حاکم مقرر کیا۔ امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات ہوئی۔

۹-زید ابن حارث: آپ صدائی ہیں آپ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تو آپ کے سامنے اذان دی آپ کا شمار بصرہ والوں میں ہے۔

۱۰-زراع ابن عامر: آپ عامر ابن عبدالقیس کے بیٹے ہیں۔ وفد عبدالقیس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوکر ایمان لائے آخر میں بصرہ میں رہے۔

۱۱-زاہر ابن اسود: آپ اسلمی ہیں بیعت رضوان میں شریک ہوئے آخر میں کوفہ میں رہے۔

۱۲-زرارہ ابن ابی اوفی: آپ صحابی ہیں حضرت عثمان کے زمانہ میں آپ کی وفات ہے۔

۱۳-ابوزید: آپ کے نام میں اختلاف ہے سعید ابن عمیر ہے یا قیس ابن سکن آپ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن مجید حفظ کیا تھا۔

۱۴-ابوزہیر نمیری: آپ قبیلہ نمیر سے ہیں آخر میں شام میں رہے۔

۱۵-زبیدی: آپ قبیلہ زبیدہ سے ہیں آپ کا نام مسبہ ابن سعد ہے لوگ کہتے ہیں کہ آپ صحابی ہیں واللہ اعلم۔

ز۔ تابعین عظام

۱-زبیر ابن عدی: آپ ہمدانی کوفی ہیں علاقہ رے کے حاکم تھے تابعی ہیں ۱۳۱ ایک سو اکتیس میں وفات ہوئی حضرت انس سے ملاقات ہے۔

۲-زبیر عربی: آپ نمیری ہیں بصری ہیں حضرت ابن عمر سے ملاقات ہے۔

۳-زیاد ابن کسیب: آپ عدوی ہیں اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے۔

۴-زہرا ابن معبد: آپ کی کنیت ابوعقیل ہے قرشی مصری ہیں اپنے دادا عبداللہ ابن ہشام سے احادیث لیتے ہیں آپ کی احادیث مصر میں مشہور ہیں۔

۵-زہیر ابن معاویہ: آپ کی کنیت ابوخیسمہ ہے۔ جعفی کوفی ہیں حافظ ثقہ تھے۔ ۱۷۴ ایک سو چوہتر میں آپ کی وفات ہے۔

۶-زمیل ابن عباس: آپ تابعی ہیں آپ نے مولی حضرت عروہ سے روایات لیں ہیں۔

۷-زہری: آپ کا نام محمد ابن عبداللہ ابن شہاب ہے کنیت ابوبکر زہرہ ابن کلاب کے قبیلہ سے ہیں۔ مدینہ منورہ کے علماء فقہا محدثین میں سے ہیں بہت صحابہ سے ملاقات ہے۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز فرماتے تھے کہ میں نے کوئی عالم بالسنہ ان سے بہتر نہ دیکھا کسی نے حضرت مکحول سے پوچھا کہ آپ نے بڑا عالم پایا وہ بولے امام زہری ابن شہاب کو پوچھا پھر کون فرمایا ابن شہاب پوچھا پھر کون فرمایا ابن شہاب ماہ رمضان ۱۲۴ ایک سو چوبیس میں آپ کی وفات ہے۔

۸-زر ابن حبیش: آپ کی کنیت ابوحریم ہے اسدی کوفی ہیں ایک سو بیس سال عمر ہوئی ساٹھ سال جاہلیت میں گزارے اور ساٹھ سال اسلام میں عراق کے بڑے قاریوں میں سے ہیں۔حضرت عمر اور ابن مسعود سے ملاقات ہے آپ سے ایک مخلوق نے فیض لیا۔

۹-زرارہ ابن ابی اوفی: آپ کی کنیت ابوحاجب ہے۔جرشی ہیں بصرہ کے قاضی رہے۔حضرت ابن عباس وغیرہم سے ملاقات ہے ایک بار آپ نے یہ آیت پڑھی فاذانقرفی الناقور اس پر بیہوش ہوکر گرے اور فوت ہوگئے آپ کی وفات ۹۳ ہجری میں ہے۔

۱۰-زیادہ ابن حدیر: آپ کی کنیت ابومغیرہ ہے اسدی کوفی ہیں حضرت عمر وعلی سے ملاقات ہے۔

۱۱-زید ابن اسلم: آپ کی کنیت ابواسامہ ہے حضرت عمر فاروق کے آزاد کردہ ہیں مدنی ہیں۔جلیل القدر تابعی ہیں ۱۳۶ ہجری میں وفات ہوئی۔

۱۲-زید ابن طلحہ: آپ سے حضرت سلمہ ابن صفوان زرق نے روایات لیں۔

۱۳-زید ابن یحییٰ: آپ دمشقی ہیں ثقہ ہیں۔

۱۴-ابوزبیر: آپ کا نام محمد ابن اسلم ہے مکی ہیں حکیم ابن حزام کے آزاد کردہ ہیں ۱۲۵ میں وفات ہے۔

۱۵-ابوزراعہ: آپ کا نام عبیداللہ ابن عبدالکریم رازی ہے آپ امام حافظ ثقہ ہیں۔حدیث کے ماہر مشائخ کے عارف جرح تعدیل والے ہیں ۲۰۰ ہجری میں ولادت ہے اور ۲۶۴ ہجری میں وفات ہے واللہ اعلم مترجم کہتا ہے کہ صحابہ کا زمانہ ۲۰۰ تک نہیں ہے پھر یہ تابعی کیسے ہوئے۔

ز۔صحابیات

۱-زینب بنت جحش: آپ کا نام برہ تھا۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر زینب رکھا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی ہیں۔پہلے زید ابن حارثہ کے نکاح میں تھیں۔انہوں نے طلاق دے دی۔تب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں یہ نکاح ۵ پانچ میں ہوا انہی کے متعلق ربّ تعالٰی نے فرمایا فلما قضٰی زیدٌ منھا وطرازو جنکھا۔تمام لڑکیوں کے نکاح ان کے ماں باپ کرتے ہیں ان کا نکاح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے ربّ نے کیا (مترجم) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے بڑھ کر متقی پرہیزگار سچی زبان والی کوئی بی بی نہ دیکھی آپ بڑی سخیہ' صلہ رحمی کرنے والی اپنے ہاتھ سے روزی حاصل کر کے صدقہ وخیرات کرنے والی تھیں ازواجِ مطہرات میں سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ پہنچیں یعنی پہلے آپ کی وفات ہوئی۔۵۳ سال عمر پائی بیس یا اکیس ہجری میں وفات ہوئی۔مدینہ منورہ میں دفن ہیں۔مترجم نے قبر انور کی زیارت کی ہے۔

۲-زینب بنت عبداللہ: آپ عبداللہ ابن معاویہ کی بیٹی ہیں اور حضرت عبداللہ ابن مسعود کی زوجہ ثقفیہ ہیں آپ سے حضرت ابن مسعود، ابوسعید خدری اور عائشہ صدیقہ نے روایات لیں۔

۳-زینب بنت ابی سلمہ: ان کا نام برہ تھا۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رکھا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوتیلی بیٹی ہیں۔یعنی ام المومنین ام سلمٰی کی دختر آپ ملک حبشہ میں پیدا ہوئیں عبداللہ ابن زمعہ کے نکاح میں آئیں اپنے زمانہ کی بڑی فقیہ عالمہ بی بی تھیں واقعہ حرہ کے بعد وفات ہوئی۔

ز۔تابعیات

۱-زینب بنت کعب: آپ کعب ابن عجرہ کی بیٹی ہیں۔انصاریہ ہیں قبیلہ بنی سالم سے ہیں۔

س۔صحابہ کرام

۱-سعد ابن ابی وقاص: آپ کی کنیت ابواسحاق ہے آپ کے والد یعنی ابووقاص کا نام مالک ابن وہیب ہے۔آپ قرشی ہیں۔عشرہ مبشرہ میں سے ہیں پرانے مومن ہیں۔سترہ سال کی عمر میں ایمان لائے آپ تیسرے مومن ہیں اور آپ نے سب سے پہلے کفار پر تیر چلایا تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے آپ بڑے مقبول الدعا تھے آپ کا لقب مجاب الدعوات تھا لوگ آپ کی بددعا سے بہت ہی ڈرتے تھے۔کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے دعا کی تھی۔اللھم سدد سھمہ واجب دعوتہ خلایا سعد کا نشانہ اور دعا کبھی خالی نہ جائے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم انور نے آپ سے اور حضرت زبیر سے فرمایا کہ تم پر میرے ماں باپ فدا ان کے سوا کسی سے نہ فرمایا آپ کی وفات اپنے منزل عتیق میں ہوئی جو مدینہ منورہ سے قریب ہے لوگ میت شریف مدینہ منورہ لائے مروان ابن حکم نے آپ کا جنازہ پڑھایا کہ اس وقت وہی حاکم مدینہ تھا بقیع شریف میں دفن ہوئے ۵۵ پچپن میں وفات ہے ستر سال سے زیادہ عمر شریف ہوئی عشرہ مبشرہ میں آخری وفات آپ کی ہے آپ کو حضرت عمر و عثمان نے کوفہ کا حاکم بنایا تھا آپ سے ایک خلقت نے احادیث روایت کیں۔

۲-سعد ابن معاذ: آپ انصاری اشہلی اوسی ہیں مدینہ منورہ میں ایمان لائے دونوں بیعت عقبہ کے درمیان آپ کے اسلام پر بہت سے اشہلی لوگ مسلمان ہوگئے انصار میں سب سے پہلے آپ کا گھرانہ ایمان لایا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سید الانصار کا لقب دیا اپنی قوم کے سردار تھے جلیل القدر صحابی ہیں آپ غزوہ بدر و احد میں شریک ہوئے احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے غزوہ خندق میں آپ کے شانہ پر ایک تیر لگا اس کا خون نہ ٹھہرا اور ایک ماہ بعد وفات ہوگئی یعنی ذی قعدہ ۵ میں وفات ہوئی ۳۷ سال عمر شریف ہوئی۔بقیع میں دفن ہوئے۔

۳-سعد ابن خولہ: غزوہ بدر میں شریک ہوئے حجۃ الوداع مکہ معظمہ میں وفات ہوئی۔

۴-سعد ابن عبادہ: آپ کی کنیت ابوثابت ہے انصاری ساعدی خزرجی ہیں بارہ نقیبوں میں آپ بھی تھے انصار کے سردار تھے۔انصار کو اس کا اقرار تھا۔آپ کی وفات خلافت فاروقی ۱۵ پندرہ میں ہوئی شام کے علاقہ میں مقام حوران میں اپنے غسل خانہ میں مردہ پائے گئے لوگوں کو آپ کی موت کا علم نہیں ہوا۔حتیٰ کہ کسی غیبی آواز نے ان کو آپ کی موت کی خبر دی کہا جاتا ہے کہ آپ کو جنات نے قتل کیا انہوں نے ہی اس شعر سے آپ کے قتل کی خبر دی۔

نحن قتلنا سید الخزرج سعد ابن عباد ورمیناہ بسھمین فلم نحظ فوادہ

۵-سعد ابن الربیع: آپ انصاری خزرجی ہیں غزوہ احد میں شہید ہوئے۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے ساتھ عبدالرحمٰن ابن عوف کا بھائی چارہ کرایا۔آپ اور خارجہ ابن زید ایک قبر میں دفن کیئے گئے۔

۶-سعید ابن زید: آپ کی کنیت ابوالاعور ہے قرشی ہیں عشرہ مبشرہ میں سے ہیں بڑے پرانے مومن ہیں بدر کے سوا سارے غزوات میں

شریک ہوئے بدر میں آپ حضرت طلحہ ابن عبداللہ کے ساتھ ابوسفیان کے قافلہ کی تلاش پر مامور تھے اس لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی بدر کی غنیمت سے حصہ دیا۔ حضرت عمر کی بہن فاطمہ بنت خطاب آپ کی بیوی تھیں جن کے ذریعہ حضرت عمر کو ایمان ملا آپ مقام عتیق میں فوت ہوئے مدینہ منورہ لاکر بقیع میں دفن کیے گئے۔ ستر سال سے زیادہ عمر پائی۔ ۵۱ اکیاون میں وفات ہوئی۔

۷-سعید ابن حریث: آپ قرشی مخزومی ہیں پندرہ سال کی عمر میں فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ پھر کوفہ میں وفات پائی۔ وہاں ہی دفن ہوئے۔ آپ کی اولاد کوئی نہیں آپ سے عمرو ابن حریث نے احادیث لیں۔

۸-سعید ابن عاص: آپ قرشی ہیں ہجرت کے سال پیدا ہوئے قرشی سردار تھے مصحف عثمان کے لکھنے والوں میں سے ایک آپ بھی ہیں۔ حضرت عثمان نے آپ کو کوفہ کا حاکم بنایا آپ نے طبرستان فتح کیا ۵۹ انسٹھ میں وفات ہوئی۔

۹-سعید ابن سعد: آپ سعد ابن عبادہ کے بیٹے ہیں انصاری ہیں بعض محدثین نے آپ کو صحابی مانا ہے آپ حضرت علی کی طرف سے یمن کے حاکم تھے۔

۱۰-سبرہ ابن معبد: آپ جہنی ہیں مدینہ منورہ میں رہے مصریوں میں آپ کا شمار ہے۔

۱۱-سہل ابن سعد: آپ ساعدی انصاری ہیں آپ کی کنیت ابوالعباس ہے آپ کا نام پہلے حزن تھا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل رکھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ پندرہ سال کے تھے آپ کی وفات ۹۱ میں مدینہ منورہ میں ہوئی مدینہ منورہ میں آخری صحابی آپ ہی فوت ہوئے کہ آپ کی وفات سے مدینہ صحابہ سے خالی ہوگیا۔

۱۲-سہل ابن حنیف: آپ انصاری اوسی ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی کے ساتھ رہے مدینہ پاک پھر فارس کے حاکم رہے ۳۸ ہجری میں کوفے میں وفات ہوئی۔

۱۳-سہل ابن بیضاء: آپ اور آپ کے بھائی سہیل دونوں کی ماں کا لقب بیضاء ہے نام وعد۔ والد کا نام وہب ابن ربیعہ ہے آپ مکہ معظمہ میں ایمان لاچکے تھے مگر اپنا ایمان چھپائے رہے حتی کہ بدر میں کفار کے ساتھ آئے اور قید ہوگئے مگر حضرت عبداللہ ابن مسعود نے گواہی دی کہ میں نے انہیں مکہ میں نماز پڑھتے دیکھا تب چھوڑ دیئے گئے مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا اور آپ کے بھائی سہیل کا جنازہ مسجد نبوی میں پڑھایا۔

۱۴-سہل ابن ابی حسیمہ: آپ کی کنیت ابومحمد یا ابوعمارہ ہے۔ انصاری اوسی ہیں ۳ ہجری میں پیدا ہوئے کوفہ میں قیام رہا۔ آپ کا شمار اہل مدینہ سے ہے مصعب ابن زبیر کے زمانہ میں آپ کی وفات ہے۔

۱۵-سہل ابن حنظلیہ: خیال رہے کہ حنظلیہ یا تو آپ کی دادی ہیں یا ماں آپ کے والد کا نام ربیع ابن عمرو ہے حضرت سہیل بیعۃ الرضوان میں شریک تھا آپ دنیا سے کنارہ کش عبادات ریاضات میں مشغول تھے اولاد کوئی نہیں ہوئی۔ امیر معاویہ کے زمانہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

۱۶-سہیل ابن عمرو: قرشی عامری ہیں جندل کے والد ہیں۔ قریش کے سردار ہیں۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوئے۔ حضرت عمر نے عرض کیا کہ اس کے دانت نکال دیئے جائیں تاکہ یہ کبھی آپ کے خلاف تقریریں نہ کرسکے یہ بہت اعلیٰ مقرر تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جلدی نہ کرو عنقریب یہ درست ہو جائے گا۔ یہ صلح حدیبیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کفار کے نمائندے بن کر آئے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب لوگ مرتد ہونے لگے تو آپ نے ارتداد سے روکا۔ ۱۸ اٹھارہ میں عمواس کی

طاعون میں وفات ہوئی۔بعض نے فرمایا کہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے آپ کے فضائل بہت ہیں۔

۱۷-سہیل ابن بیضاء: آپ قرشی ہیں پرانے مسلمان ہیں دوہجرتوں والے ہیں پہلے مکہ معظمہ سے حبشہ کو ہجرت کی پھر وہاں سے مدینہ منورہ بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شریف میں وفات پائی ۹ نو ہجری میں جبکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس ہوئے اولاد کوئی نہیں۔

۱۸-سمرہ ابن جندب: آپ انصار کے حلیف تھے حافظ قرآن تھے۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے فیض پائے ۵۹ انسٹھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

۱۹-سلیمان ابن صرد: آپ کی کنیت ابوالمطرف ہے خزاعی ہیں۔عالم عابد ہیں کوفہ میں رہے۔ترانوے سال عمر ہوئی۔

۲۰-سلیمان ابن بریدہ: آپ اسلمی ہیں بہت صحابہ سے روایات لیتے ہیں ۱۵ پندرہ میں وفات ہوئی۔

۲۱-سلمہ ابن اکوع: آپ کی کنیت ابومسلم ہے اسلمی ہیں مدنی ہیں بیعۃ الرضوان میں شامل ہوئے بڑے بہادر تھے۔پیدل کی لڑائی میں مشہور تھے اسی برس عمر پائی مدینہ منورہ میں ۷۴ چوہتر میں وفات ہوئی۔

۲۲-سلمہ ابن ہشام: آپ قرشی مخزومی ہیں حبشہ کے مہاجرین میں سے ہیں۔بہترین صحابی ہیں ابوجہل کے بھائی ہیں پرانے مومن ہیں اللہ کی راہ میں آپ نے بہت ایذائیں جھیلیں مکہ معظمہ میں قید کرلیے گئے تھے۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت نازلہ میں جن مومنین معذبین کے لیے چالیس دن دعائیں کیں ان میں آپ بھی ہیں غزوہ بدر میں اسی قید وبند کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے خلافت فاروقی میں ۱۴ چودہ ہجری میں جنگ مرج الصغیر میں شہید کیے گئے۔

۲۳-سلمہ ابن صخر: آپ انصاری بیاضی ہیں۔آپ کا نام سلیمان ہے انہوں نے ہی اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا۔پھر صحبت کرلی تھی اللہ کے خوف سے بہت گریہ وزاری کرتے تھے آپ کی احادیث صحیح نہیں ہوتیں۔

۲۴-سلمہ ابن محبق: آپ کی کنیت ابوسنان ہے اور محبق کا نام صخر ابن عتبہ ہذلی ہے اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے۔

۲۵-سلمہ ابن قیس: آپ اشجعی ہیں آپ کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔

۲۶-سلیمان فارسی: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ہیں آپ فارسی النسل رام ہرمز کی اولاد سے ہیں۔فارس کے شہر اصفہان کے علاقہ کے رہنے والے تھے تلاش دین میں دیس چھوڑ پردیسی بنے پہلے عیسائی بنے ان کی کتابیں پڑھیں۔بہت مصیبتیں جھیلیں۔حتیٰ کہ انہیں بعض عربیوں نے غلام بنالیا اور یہود کے ہاتھ فروخت کردیا۔ان کے آقا نے انہیں مکاتب کردیا۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مال کتابت ادا کرکے آزاد کردیا۔آپ دس سے زیادہ آقاؤں کے پاس پہنچے حتیٰ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئے۔حضور انور نے فرمایا کہ سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں جنت ان کی مشتاق ہے بڑی عمر پائی اڑھائی سو بلکہ ساڑھے تین سو سال عمر ہوئی۔ہمیشہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا صدقہ کیا مدائن میں وفات ہوئی وہاں ہی مزار ہے ۵۳ ہجری میں وفات ہے۔مترجم کہتا ہے کہ مدائن کا نام اب سلمان پاک ہے یہ جگہ بغداد شریف سے ۳۰ تیس میل ہے ان کے ساتھ حذیفہ ابن یمان اور جابر کے مزارات ہیں میں فقیر نے زیارت کی ہے مدینہ منورہ کے عوالی میں سلمان کا باغ ہے اس میں دو کھجور کے درخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لگائے ہوئے ہیں۔فقیر نے زیارت کی ہے۔

۲۷-سلمان ابن عامر: آپ ضبی ہیں اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے بہت کم عمر صحابی ہیں یعنی لڑکپن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔

۲۸-سفینہ: آپ کا نام رباح یا رومان ہے لقب سفینہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے ایک صحابی نے تھک کر اپنی تلوار، ڈھال نیزہ وغیرہ انہیں دے دیا اور بہت سامان انہوں نے لادا ہوا تھا۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تو ہمارے سفینہ یعنی کشتی ہو تب سے آپ کا لقب سفینہ ہوا یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔بعض نے فرمایا کہ آپ حضرت ام سلمہ کے غلام تھے انہوں نے آپ کو آزاد کیا اس شرط پر کہ زندگی بھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کریں۔مترجم کہتا ہے کہ حق یہی ہے کہ حضور انور کے غلام ہیں کیونکہ آپ نے جنگل میں شیر سے کہا تھا کہ اے ابو حارث میں رسول اللہ کا غلام ہوں جس پر شیر دم ہلاتا ہوا آپ کے ساتھ ہولیا تھا آپ بدوی ہیں یا فارسی النسل۔

۲۹-سالم ابن معقل: آپ حضرت ابوحذیفہ ابن عتبہ ابن ربیعہ کے آزاد کردہ ہیں ملک فارس کے شہر اصطخر کے رہنے والے ہیں۔بہترین صحابی ہیں قاریوں میں آپ کا شمار ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ چار شخصوں سے قرآن لو ابن مسعود۔ابی ابن کعب سالم ابن معقل اور معاذ ابن جبل آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔

۳۰-سالم ابن عبید: آپ اشجعی ہیں اہل صفہ سے ہیں آپ کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔

۳۱-سراقہ ابن مالک: آپ مالک ابن جعشم کے بیٹے ہیں۔مدلجی کنانی ہیں اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے بڑے شاعر تھے ۲۴ چوبیس ہجری میں وفات ہے۔مترجم کہتا ہے کہ ہجرت میں آپ ہی کا وہ واقعہ ہوا تھا۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑنے نکلے تھے مگر آپ پر ایمان لے آئے آپ کو حضور نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے ہاتھ میں شاہ فارس کے کنگن دیکھتا ہوں۔

۳۲-سفیان ابن اسید: آپ حضرمی شامی ہیں حضرت جبیر وغیرہم نے آپ سے روایات لیں۔

۳۳-سفیان ابن ابی زہیر: آپ ازدی ہیں بنی شنوہ سے ہیں حجازی محدث ہیں۔

۳۴-سفیان ابن عبداللہ: آپ عبداللہ ابن ربیعہ کے بیٹے ہیں کنیت ابوعمرو ہے ثقفی ہیں۔طائف والوں میں سے ہیں۔حضرت عمر فاروق کی طرف سے طائف کے حاکم رہے۔

۳۵-سنجرہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے ازدی ہیں۔

۳۶-سائب ابن یزید: آپ کی کنیت ابویزید ہے کندی میں ۲ دو ہجری، میں پیدا ہوئے۔حجۃ الوداع میں اپنے والد کے ساتھ شریک ہوئے اس وقت سات سال کے تھے۔۸۰ ہجری اسی میں وفات ہے۔

۳۷-سائب ابن خلاد: آپ کی کنیت ابوصفوان ہے آپ کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔

۳۸-ابوسیف قین: آپ جناب ابراہیم ابن رسول اللہ کے دودھ کے والد ہیں آپ کا نام براء ابن اوس ہے انصاری ہیں آپ کی بیوی جو جناب ابراہیم کی دودھ کی والدہ ہیں ان کا نام ام بردہ ہے۔

۳۹-ابوسعید خدری: آپ کا نام سعد ابن مالک ہے انصاری خدری ہیں اپنی کنیت میں مشہور ہیں آپ حافظ ہیں بہت احادیث کے راوی ہیں صحابہ تابعین نے آپ سے روایات لیں ۷۴ چوہتر میں وفات ہوئی چوراسی سال عمر پائی جنت البقیع سے باہر آپ کی قبر انور ہے حضرت فاطمہ بنت اسد کی قبر کے برابر۔مترجم فقیر نے زیارت کی ہے۔

۴۰-ابوسعید ابن معلّٰی: آپ کا نام حارث ابن معلّٰی ہے۔انصاری زرقی ہیں۔چونسٹھ سال عمر ہوئی ۶۴ چونسٹھ ہی میں وفات پائی۔

۴۱-ابوسعید ابن ابی فضالہ: آپ حارثی انصاری ہیں کنیت ہی آپ کا نام ہے اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

۴۲-ابوسلمہ: آپ عبداللہ ابن عبدالاسد کے بیٹے ہیں مخزومی قرشی ہیں۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ہیں یعنی جناب برہ بنت عبدالمطلب کے فرزند حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ام سلمہ کے خاوند تھے ان کی وفات کے بعد ام سلمہ حضور کے نکاح میں آئیں تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے مدینہ منورہ میں وفات پائی۔۴ چار ہجری میں۔

۴۳-ابوسفیان: آپ صخر ابن حرب ابن امیہ کے بیٹے ہیں اموی قرشی ہیں امیر معاویہ کے والد واقعہ فیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے قرشی ہیں۔زمانہ جاہلیت میں قریش کے سرداران کے علمبردار تھے۔فتح مکہ کے دن ایمان لائے مؤلفۃ القلوب سے تھے غزوہ حنین میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔حضور نے اس غزوہ میں آپ کو سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا غزوہ طائف میں آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی۔غزوہ یرموک یعنی عہد فاروقی میں دوسری آنکھ شہید ہوگئی کہ اس میں پتھر لگا آپ سے حضرت عبداللہ ابن عباس نے احادیث لیں۔۳۴ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی جنت البقیع میں دفن ہوئے ام المومنین جناب ام حبیبہ آپ کی دختر ہیں یعنی آپ حضور انور کے خسر ہیں۔(مترجم)

۴۴-ابوسفیان ابن حارث: آپ حارث ابن عبدالمطلب کے بیٹے ہیں یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریک بھائی بھی ہیں کہ حلیمہ بنت ابی ذویب سعدیہ نے آپ کو بھی دودھ پلایا ہے۔بعض نے فرمایا کہ آپ کا نام مغیرہ ہے بعض نے فرمایا کہ مغیرہ آپ کے بھائی کا نام ہے اور آپ کا نام یہ کنیت ہی ہے زمانہ جاہلیت کے شعراء میں سے تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار لکھا کرتے تھے۔حضرت حسان ابن ثابت آپ کے اشعار کا اشعار میں جواب دیتے تھے۔پھر جب اسلام لائے تو عمر بھر کبھی حضور کے سامنے شرم وحیاء سے نگاہ اونچی نہ کی فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے حضرت علی نے آپ سے کہا تھا کہ ابوسفیان تم آستانہ عالیہ میں جاکر یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھ دینا۔تاللہ لقد اٰثرك اللہ علینا و ان کنا لخطئین طئین۔یعنی اللہ نے آپ کو بڑی عزت دی ہے ہم خطا کار ہیں آپ نے یہی کیا۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر رحمت سے دیکھا اور جواب دیا۔لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم۔یعنی تم پر آج کوئی ملامت نہیں اللہ تمہیں بخشے یہ فرماکر آپ کا اسلام قبول فرمایا دامن رحمت میں جگہ دے دی آپ کی موت کا واقعہ یہ ہوا آپ حج کو گئے۔سرمنڈایا نائی نے آپ کے سر پر جو غدود تھا کاٹ دیا اس پر بیمار ہوگئے اور حج میں ہی فوت ہوگئے عقیل ابن ابی طالب کے گھر میں دفن ہوئے حضرت عمر فاروق نے جنازہ پڑھایا وفات ۲۰ میں ہوئی۔

۴۵-ابوسمح: آپ کا نام ایاد ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خادم یا آپ کے آزاد کردہ ہیں خبر نہیں کہ وفات کب اور کہاں ہوئی۔

۴۶-ابوسہلہ: آپ کا نام سائب ابن خلاد ہے آپ کا ذکر گزر چکا ہے۔

ع۔صحابیات

۱-عائشہ صدیقہ: ام المومنین ہیں ابوبکر صدیق کی دختر آپ کی ماں ام رومان بنت عامر ابن عویمر ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح کا پیغام دیا نبوت کے دسویں سال مکہ معظمہ میں آپ سے نکاح کیا یعنی ہجرت سے تین سال پہلے ۲ دو ہجری شوال میں مدینہ منورہ

میں رخصتی ہوئی اس وقت آپ کی عمر شریف صرف نو برس تھی نو سال حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی آپ کے سواء کسی کنواری بیوی سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح نہیں کیا ہے مثال عالمہ فقیہ فصیحہ فاضلہ تھیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث روایت فرمائیں تاریخ عرب پر بڑی خبر تھی اشعار عرب پر بڑی نظر تھی مدینہ منورہ میں ۱۷ سترہ رمضان منگل کی رات وفات ہوئی۔ وصیت فرمائی تھی کہ مجھے رات میں دفن کیا جائے آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں آپ پر حضرت ابوہریرہ نے نماز پڑھائی مروان ابن حکم کی طرف سے اس وقت مروان مدینہ کے حاکم تھے امیر معاویہ کا زمانہ خلافت تھا مترجم کہتا ہے کہ صرف آپ کے بستر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی حضرت جبرائیل آپ کو سلام کرتے تھے آپ پر بہتان لگا۔ تو سورہ نور کی قریباً اٹھارہ آیتیں آپ کی برات میں نازل ہوئیں یعنی حضرت مریم اور حضرت یوسف کو بہتان لگا تو بچے گواہ مگر محبوبہ، محبوب رب العالمین کو بہتان لگا تو خود رب تعالٰی گواہ رضی اللہ عنہا۔

یعنی ہے سورہ نور جن کی گواہ انکی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ تہذیب میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے دو ہزار دوسو دس احادیث مروی ہیں جن میں ایک سو چہتر متفق علیہ ہیں یعنی بخاری مسلم دونوں کی روایات اور چون احادیث صرف بخاری کی ہیں اڑسٹھ احادیث صرف مسلم کی عروہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے بڑھ کر کسی کو اشعار کا عالم نہ پایا (حاشیہ)۔

۲-عمرو بنت رواحہ: آپ انصاریہ ہیں نعمان ابن بشیر کی والدہ آپ سے بشیر ابن سعد نے احادیث لیں۔

۳-ام عمارہ: آپ کا نام شیبہ بنت کعب ہے انصاریہ ہیں بیعت عقبہ میں شریک ہوئیں پھر اپنے خاوند زید ابن عاصم کے ساتھ غزوہ احد میں شریک ہوئیں۔ پھر بیعت الرضوان میں اور غزوہ یمامہ میں خود جہاد کیا حتیٰ کہ آپ کا ایک ہاتھ کٹ گیا اور جسم پر بارہ زخم نیزوں تلواروں کے کھائے بہت لوگوں نے آپ سے روایات لیں۔

۴-ام العلاء: آپ انصاریہ صحابیہ ہیں خارجہ ابن زید ابن ثابت کی والدہ ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بیماری میں آپ کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔

۵-ام عطیہ: آپ کا نام شیبہ بنت کعب یا بنت حارث ہے انصاریہ ہیں صحابیات نے آپ سے احادیث روایت کیں اکثر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئیں زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں رضی اللہ عنہا آپ کے بہت فضائل ہیں۔

ع۔تابعات

۱-عمرہ بنت عبدالرحمٰن: آپ عبدالرحمٰن سعد ابن زرارہ کی دختر ہیں حضرت عائشہ صدیقہ نے آپ کی پرورش کی آپ نے ان ہی سے بہت احادیث روایت کیں ۱۰۳ ایک سو تین میں وفات ہوئی۔

غ۔صحابہ کرام

۱-غضیف ابن حارث: آپ ثمالی ہیں کنیت ابواسماء ہے شامی ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم سے بیعت کی بعض لوگوں نے آپ کو تابعی کہا مگر قوی یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں۔

۲-غیلان ابن سلمہ: آپ ثقفی ہیں فتح طائف کے بعد ایمان لائے ثقیف کے سرداروں میں سے تھے بڑے شاعر اور عبادت گزار تھے۔ حضرت عمر فاروق کی خلافت میں وفات پائی۔

غ۔ تابعین کرام

۱-غالب ابن ابی غیلان: ابن خطاف بصری ہیں بکر ابن عبداللہ سے ملاقات ہے۔

۲-غریف ابن عیاش: ابن دیلمی آپ نے حضرت واحلہ ابن اسقع سے ملاقات کی۔

۳-ابو غالب: آپ کا نام حزور ہے باہلی بصری ہیں۔عبدالرحمٰن ابن حضرمی کے آزاد کردہ غلام ہیں ابوامامہ سے روایات لیں۔

ف۔ صحابہ کرام

۱-فضل ابن عباس: ابن عبدالمطلب آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک ہوئے اور ثابت قدم رہے حجۃ الوداع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے والوں میں آپ بھی تھے۔ پھر شام میں جہاد کرتے رہے۔ اردن کے علاقہ میں وفات پائی۔ اکیس سال عمر ہوئی اپنے بھائی عبداللہ اور حضرت ابوہریرہ سے روایات کرتے ہیں۔

۲-فضالہ ابن عبید: آپ انصاری اوسی ہیں احد اور اس کے بعد غزوات میں شریک ہوئے۔ بیعۃ الرضوان میں شامل ہوئے۔ امیر معاویہ کی طرف سے دمشق کے قاضی رہے جبکہ وہ صفین کی جنگ میں گئے ۵۳ ہجری زمانہ معاویہ میں وفات پائی۔

۳-فجیع ابن عبداللہ: آپ عامری ہیں اپنی قوم کے نمائندے بن کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث سنیں۔

۴-فروہ ابن مسک: آپ مراوی غطیفی ہیں اہل یمن سے ہیں ۹ نو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے خلافت فاروقی میں کوفہ چلے گئے شاعر بھی تھے بہت عابد زاہد تھے۔

۵-فروہ ابن عمرو: آپ بیاضی انصاری ہیں بدر وغیرہ میں حاضر ہوئے۔

۶-فیروز دیلمی: آپ حمیری فارسی ہیں صنعاء میں رہے آپ نے یمن میں اسود عنسی مدعی نبوت کو قتل کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے بالکل قریب یہ واقعہ ہوا۔ خلافت عثمانیہ میں وفات ہوئی۔ آپ سے ضحاک اور عبداللہ نے روایات لیں۔

ف۔ تابعین

۱-فرافصہ ابن عمیر حنفی: تابعین مدینہ سے ہیں حضرت عثمان سے روایات لی ہیں آپ سے قاسم ابن محمد وغیرہ نے روایات لیں۔

۲-فروہ ابن نوفل: آپ اشجعی کوفی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

۳-ابن فرک: آپ کا نام احمد ابن زکریا ابن فارس لغوی ہے۔ لغت کے بڑے ماہر تھے ہمدان میں رہے۔ آپ کے والد کا لقب فراس تھا۔

اپنے زمانہ میں بڑے عالم مصنف شاعر تھے۔

ف۔صحابیات

۱-فاطمہ کبریٰ: آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی صاحبزادی ہیں والدہ خدیجہ الکبریٰ ہیں لقب زہرا اور سیدۃ نساء العالمین ہے۔ظہور نبوت سے پانچ سال قبل مکہ معظمہ میں آپ کی ولادت ہے۔مترجم کہتا ہے۔کہ آپ حیض ونفاس سے پاک تھیں (ہشت بہشت) رمضان ۲ دو ہجری میں حضرت علی سے آپ کا نکاح ہوا بقرہ عید کے مہینہ رخصتی ہوئی آپ سے حسن،حسین،محسن تین بیٹے اور زینب،ام کلثوم،رقیہ تین بیٹیاں ہوئیں۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چھ ماہ بعد تین رمضان سہ شنبہ ۱۱ ہجری دن میں وفات پائی اٹھائیس سال عمر ہوئی۔

نبی کی لاڈلی بانو ولی کی ماں شہیدوں کی یہاں جلوہ نبوت ولایت کا شہادت کا

۲-فاطمہ بنت ابی حبیش: آپ قرشیہ اسدیہ ہیں انہیں کو استحاضہ کا خون بہت آتا تھا۔عبداللہ ابن جحش کی زوجہ ہیں عروہ ابن زبیر اور حضرت ام سلمہ نے ان سے روایات لیں۔

۳-فاطمہ بنت قیس: آپ قرشیہ ہیں حضرت ضحاک کی بہن اولین مہاجرات سے ہیں جمال وعقل میں کمال رکھتی تھیں پہلے ابوعمرو ابن حفص کے نکاح میں تھیں انہوں نے طلاق دے دی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ ابن زید سے آپ کا نکاح کردیا۔

۴-فریعہ بنت مالک ابن سنان: آپ حضرت ابوسعید خدری کی بہن ہیں بیعۃ الرضوان میں شریک ہوئیں آپ سے زینب بنت کعب ابن عجرہ نے احادیث روایت کیں۔

۵-ام الفضل: آپ کا نام لبابہ حارث ہے حضرت عباس ابن عبدالمطلب کی زوجہ ہیں عامریہ ہیں۔ام المومنین میمونہ کی بہن ہیں۔مشہور یہ ہے کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ کے بعد عورتوں میں آپ ہی ایمان لائیں آپ سے بہت احادیث مروی ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی ہیں۔

۶-ام فروہ: آپ انصاریہ ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی قاسم ابن غنام نے آپ سے روایات لیں۔

ف۔تابعیات

۱-فاطمہ صغریٰ. آپ حضرت حسین ابن علی ابن ابی طالب کی بیٹی ہیں قرشیہ ہاشمیہ ہیں۔حسن ابن حسن ابن علی ابن ابی طالب کے نکاح میں تھیں ان کی وفات کے بعد عبداللہ ابن عمرو ابن عثمان ابن عفان کے نکاح میں رہیں۔

ق۔صحابہ کرام

۱-قبیصہ ابن ذویب: آپ خزاعی ہیں ایک ہجری میں پیدا ہوئے آپ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔تو حضور سرکار نے آپ کو فقہ اور بلندی درجات کی دعا دی ابوالزناد کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں یہ چار حضرات فقہاء شمار کیے جاتے تھے ابن مسیب،عروہ ابن زبیر،عبدالملک ابن مروان قبیصہ ابن ذویب ۷۶ میں آپ کی وفات ہوئی۔ابن عبدالبر کے علاوہ دوسرے محدثین نے آپ کو صحابی نہیں مانا شام کے تابعین سے مانا ہے۔

۲-قبیصہ ابن وقاص: آپ سلمی ہیں بصرہ میں رہے انہیں لوگوں میں آپ کا شمار ہے۔

۳-قتادہ ابن نعمان: آپ انصاری ہیں بیعت عقبہ میں شریک ہوئے بدر وغیرہ غزوات میں شامل رہے حضرت ابوسعید خدری آپ کے ماں شریکے بھائی ہیں۔ ۶۵ پینسٹھ سال عمر ہوئی ۲۳ تئیس میں وفات پائی۔فضلاء صحابہ سے ہیں۔

۴-قدامہ ابن عبداللہ: آپ کلابی یا عامری ہیں پرانے مومنین سے ہیں مکہ معظمہ میں رہے حجۃ الوداع میں شریک ہوئے۔

۵-قدامہ ابن مظعون: آپ قرشی جمحی ہیں حضرت عبداللہ ابن عمر کے ماموں ہیں حبشہ کے مہاجرین سے ہیں بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے آپ سے عبداللہ ابن عمر اور عبداللہ ابن عامر نے احادیث لیں ۶۸ اڑسٹھ سال عمر ہوئی ۳۶ چھتیس میں وفات پائی آپ کے بہت فضائل ہیں۔

۶-قطبہ ابن مالک: آپ ثعلبی ہیں کوفی ہیں۔حضور کی خدمت میں رہے۔

۷-قیس ابن ابی غرزہ: آپ غفاری کوفی ہیں۔حضور کی خدمت میں رہے۔

۸-قیس ابن سعد ابن عبادہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ انصاری خزرجی ہیں فاضل صحابہ سے ہیں جنگی تدابیر میں بہت ماہر تھے اپنی قوم کے سردار تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بڑے عزت یافتہ تھے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کے حاکم رہے۔حضرت علی کی شہادت تک کبھی ان سے جدا نہ ہوئے۔۶۰ ساٹھ میں وفات پائی۔

۹-قیس ابن سعد،عبداللہ ابن زبیر: قاضی شریح اور احنف کے چہروں پر کبھی بال نہ آئے داڑھی نہ اگی۔

۱۰-قیس ابن عاصم: آپ کی کنیت ابوقبیصہ ہے۔یا ابوعلی تمیمی ہیں بنی تمیم کے وفد میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ۹ نو میں ایمان لائے جب یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خیمہ والوں کے سردار ہیں علم اور حلم میں مشہور تھے اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے۔

۱۱-قرظہ ابن کعب: آپ انصاری خزرجی ہیں احد وغیرہ غزوات میں شریک ہوئے۔حضرت علی نے آپ کو کوفہ کا حاکم بنایا آپ ہی کی خلافت میں کوفہ میں وفات پائی امام شعبی وغیرہ نے آپ سے احادیث لیں۔

۱۲-قرہ ابن ایاس: آپ مزنی بصری ہیں آپ کے بیٹے معاویہ نے آپ سے احادیث لیں ازارقہ نے آپ کو قتل کیا اور کسی نے آپ سے احادیث نہ لیں۔

۱۳-ابوقتادہ آپ کا نام حارث بن ربعی ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیادہ سپاہیوں میں سے ہیں ۵۴ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔بعض نے فرمایا کہ خلافت حیدری میں کوفہ میں فوت ہوئے۔ستر سال عمر ہوئی۔تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

۱۴-ابوقحافہ۔آپ کا نام عثمان ابن عامر ہے حضرت ابوبکر صدیق کے والد ہیں عین کی تختی میں آپ کا ذکر ہو چکا ہے۔

ق۔تابعین عظام

۱-قاسم ابن محمد ابن ابوبکر الصدیق: آپ مدینہ منورہ کے سات مشہور فقہاء میں سے ایک ہیں عظیم الشان تابعی ہیں اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھے۔یحیٰی ابن سعید کہتے ہیں کہ ہم نے مدینہ منورہ میں ایسا کوئی نہ پایا جو قاسم سے افضل ہو آپ نے بہت صحابہ سے احادیث روایت

کیں عائشہ صدیقہ اور امیر معاویہ سے بھی آپ کی بھی ستر سال عمر ہوئی ۱۰۱ ایک سو ایک میں وفات پائی خیال رہے کہ آپ کی بیٹی فردہ بنت قاسم کا نکاح امام باقر سے ہوا ان کے بطن سے امام جعفر پیدا ہوئے تو صدیق اکبر تمام سیدوں کے نانا ہیں اور علی مرتضٰی سیدوں کے دادا (مترجم)۔

۲-قاسم ابن عبدالرحمٰن: آپ شامی ہیں عبدالرحمٰن ابن خالد کے آزاد کردہ غلام ہیں اپنے زمانہ میں بہترین بزرگ تھے۔

۳-قبیصہ ابن ہلب: آپ طائی ہیں اپنے والد سے روایت کرتے ہیں آپ کے والد صحابی ہیں۔

۴-قعقاع ابن حکیم: آپ مدنی تابعی ہیں حضرت جابر اور ابو یونس سے ملاقات ہے۔

۵-قطن ابن قبیصہ: آپ ہلالی ہیں اہل بصرہ سے ہیں اور بحستان کے حاکم رہے۔

۶-قتادہ ابن دعامہ: آپ کی کنیت ابوالخطاب ہے سدوسی ہیں نابینا تھے حافظ تھے غضب کے حافظ پایا تھا۔خود فرماتے ہیں کہ جو کچھ میرے کان سنتے ہیں وہ میرا دل محفوظ کر لیتا ہے عبداللہ ابن سرجس سے روایات لیتے ہیں ۱۰۷ ایک سو سات میں وفات پائی۔

۷-قیس ابن عباد: آپ بصری ہیں بصرہ کے تابعین میں سے ہیں جماعت صحابہ سے روایت کرتے ہیں۔

۸-قیس ابن ابی حازم: آپ احمسی بجلی ہیں زمانہ جاہلیت کو پایا ہے آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے مدینہ منورہ آئے تو معلوم ہوا کہ قریب ہی وفات شریف ہو چکی ہے آپ کوفہ کے تابعین میں سے ہیں عشرہ مبشرہ سے روایات لیتے ہیں سواء عبدالرحمٰن ابن عوف کے، آپ کے سواء کسی تابعی نے عشرہ مبشرہ سے اجازت نہیں لیں۔نہروان میں حضرت علی کے ساتھ تھے آپ نے سو برس سے زیادہ عمر پائی ۱۹۸ اٹھانوے میں وفات ہوئی۔نہروانی خوارج پر جہاد کیا۔

۹-قیس ابن کثیر: آپ نے حضرت ابوالدرداء سے روایات لیں۔

۱۰-ابوقلابہ: آپ کا نام عبداللہ ابن زید ہے جرمی ہیں مشہور تابعی ہیں۔حضرت انس وغیرہ سے ملاقات ہے شام کے علماء میں سے ہیں ۱۰۶ ایک سو چھ میں شام میں وفات پائی۔

۱۱-ابن قطن: آپ کا نام عبدالعزیز ابن قطن ہے۔یہ جاہلی ہیں دجال کی احادیث میں آپ کا نام آتا ہے۔

۱۲-قزمان: یہ وہ شخص ہے جس نے ایک غزوہ میں بہت اچھی طرح جنگ کی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دوزخی ہے آخر کار خودکشی کر کے مرا۔اسے تابعی کہنا درست نہیں۔(مترجم)

ق۔صحابیات

۱-قیلہ بنت مخرمہ: آپ صحابیہ ہیں آپ سے آپ کی دو پوتیوں صفیہ وحیبہ بنت علیبہ نے روایات لیں غالباً یہ وہی قیلہ ہیں جو جمعہ کے دن کچھ لپٹا ساپکا کر بیٹھ جاتی تھیں صحابہ کرام آکر کھاتے تھے۔فرماتے ہیں کہ ہم کو جمعہ کے دن کا انتظار ہوتا ہے۔قیلہ کے اس کھانے کی وجہ سے واللہ اعلم۔(مترجم)

۲-ام قیس بنت محصن: آپ عکاشہ ابن محصن کی بہن ہیں مکہ معظمہ کے پرانے مسلمانوں میں سے ہیں۔پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ حاضر ہو گئیں۔

ک۔صحابہ کرام

۱-کعب ابن مالک: آپ انصاری خزرجی ہیں بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے بدر کی حاضری میں اختلاف ہے۔سوائے تبوک کے باقی تمام غزوات میں شریک ہوئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص شاعروں میں سے ہیں غزوہ تبوک میں تین صاحب پیچھے رہ گئے تھے۔ جن کا بائیکاٹ کیا گیا ان میں سے ایک آپ تھے۔دوسرے ہلال ابن امیہ ہیں تیسرے مرارہ ابن ربیعہ آپ کے متعلق سورہ توبہ میں قبول توبہ کی آیات نازل ہوئیں آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ۷۷ ستتر سال عمر شریف پائی ۵۰ پچاس میں وفات ہوئی آخر میں نابینا ہو گئے۔

۲-کعب ابن عجزہ: آپ بلوی ہیں کوفہ میں رہے مدینہ منورہ میں وفات پائی۔پچھتر سال عمر ہوئی ۵۱ ہجری اکیاون میں وفات پائی۔

۳-کعب ابن مرہ: آپ بہی ہیں سلمی ہیں۔اردن میں رہے ۵۹ انسٹھ میں وفات پائی۔

۴-کعب ابن عیاض: آپ اشعری ہیں اہل شام میں آپ کا شمار ہے آپ سے حضرت جابر،جبیر ابن نفیر وغیرہما نے روایات لیں۔

۵-کعب ابن عمرو: آپ انصاری سلمی ہیں بیعت عقبہ اور بدر میں حاضر ہوئے غزوہ بدر میں آپ نے ہی حضرت عباس کو گرفتار کیا تھا ۵۵ پچپن میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۶-کثیر ابن صلت: ابن معدیکرب آپ کندی ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شریف میں پیدا ہوئے آپ کا نام قلیل تھا۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کثیر رکھا۔بہت صحابہ سے روایات لیتے ہیں۔

۷-کرکرہ: آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کے منتظم ہوا کرتے تھے۔سفروں اور غزوات میں آپ کا ذکر غلول میں آتا ہے کرکرہ میں دونوں کاف کو فتح حاصل ہے۔

۸-کلدہ ابن حنبل: آپ اسلمی ہیں صفوان ابن امیہ کے سوتیلے بھائی ہیں آپ کو عبدالمعمر ابن حبیب نے یمن کے سوق عکاظ سے خریدا انہیں حلیف بنایا وفات تک مکہ معظمہ میں رہے۔

۹-ابو کبشہ: آپ کا نام عمرو ابن سعد انماری ہے شام میں قیام رہا۔

ک۔تابعین

۱-کعب احبار: آپ کا نام کعب ابن مانع ہے۔کنیت ابو اسحاق ہے مشہور ہیں کعب احبار کے نام سے قبیلہ حمیر سے ہیں۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر زیارت نہ کر سکے خلافت فاروقی میں اسلام لائے اور خلافت عثمانیہ میں ۳۲ بتیس میں مقام حمص میں وفات پائی۔

۲-کثیر ابن عبداللہ: ابن عمرو ابن عوف مزنی آپ مدنی ہیں۔

۳-کثیر ابن قیس: یا قیس ابن کثیر آپ کا ذکر قاف کی تختی میں ہو چکا ہے۔

۴-کریب ابن ابی مسلم: آپ عبداللہ ابن عباس کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

۵-ابوکریب ابن محمد ابن علاء: آپ ہمدانی کوفی ہیں ابوبکر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں ۲۴۸ ہجری میں وفات ہوئی۔

ک۔صحابیات

۱-کبشہ بنت کعب ابن مالک: آپ عبداللہ ابن ابی قتادہ کی زوجہ ہیں بلی کے جھوٹے کے متعلق آپ کی حدیث مشہور ہے۔

۲-کریمہ بنت ہمام: آپ سے خضاب کے متعلق حدیث مروی ہے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کرتی ہیں ہمام میم کے پیش یا میم کے فتحہ سے۔

۳-ام کرز: آپ خزاعیہ ہیں چند احادیث آپ سے مروی ہیں۔خصوصاً عقیقہ کی حدیث۔

۴-ام کلثوم بنت عقبہ: ابن ابی معیط مکہ معظمہ میں اسلام لائیں پیدل ہجرت کی مکہ معظمہ میں کنواری تھیں مدینہ منورہ میں زاہد ابن حارثہ کے نکاح میں آئیں۔ جب حضرت زید غزوہ موتہ میں شہید ہوگئے تو زبیر ابن عوام سے نکاح کیا انہوں نے طلاق دے دی۔تو عبدالرحمٰن ابن عوف کے نکاح میں آئیں ان سے ابراہیم اور حمید پیدا ہوئے جب ان کے یہ خاوند فوت ہوئے۔تو عمرو ابن عاص سے نکاح کیا انہیں کے نکاح میں فوت ہوئیں آپ حضرت عثمان غنی کی سوتیلی بہن ہیں۔

ل۔صحابہ کرام

۱-لقیط ابن عامر ابن صبرہ: آپ کی کنیت ابورزین ہے عقیلی مشہور صحابی ہیں اہل طائف سے ہیں۔

۲-لقمان ابن عاعو: آپ ایوب علیہ السلام کے بھانجے یا خالہ کے بیٹے ہیں بعض نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں تھے بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔بعض نے کہا کہ آپ مصر کے حبشی غلاموں میں سے تھے اکثر کا قول یہ ہے کہ نبی نہ تھے حکیم تھے آپ کا ذکر کتاب الرقاق کی احادیث میں ہے(نہ معلوم مؤلف نے انہیں صحابہ کی فہرست میں کیوں داخل کیا) (مترجم)۔

۳-لبید ابن ربیعہ: آپ عامری ہیں شاعر ہیں۔اپنی قوم بنی جعفر ابن کلاب کے وفد میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں بہت عزت والے تھے آخر میں کوفہ میں رہے ۴۱ اکتالیس میں وفات ہے ۱۵۷ ایک سوستاون سال عمر پائی۔

۴-ابولبابہ: آپ کا نام رفاعہ عبدالمنذر رہے اوسی انصاری ہیں بیعت عقبہ غزوہ بدر اور تمام غزوات شریک ہوئے بعض نے کہا کہ بدر میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مدینہ منورہ میں انتظام کے لیے رہے مگر آپ کو غنیمت سے حصہ دیا گیا حضرت علی کی خلافت میں وفات پائی۔

۵-ابن لبیبہ: آپ کا نام عبداللہ ہے آپ کا ذکر صدقات کی وصولی میں آتا ہے۔

ل۔تابعین عظام

۱-لیث ابن سعد: آپ کی کنیت ابوالحارث ہے مصر کے فقیہ ہیں خالد ابن ثابت فہمی کے آزاد کردہ ہیں ۹۴ چورانوے میں مصر کے علاقہ میں پیدا ہوئے ۱۶۱ ایک سو اکسٹھ میں بغداد آئے خلیفہ منصور نے آپ کو مصر کا حاکم بنانا چاہا آپ نے انکار کردیا یحیٰی ابن بکیر فرماتے ہیں کہ میں

نے لیث سے بڑھ کر کوئی کامل نہ دیکھا قتیبہ ابن سعید کہتے ہیں کہ لیث کی سالانہ آمدنی بیس ہزار دینار تھی مگر آپ پر کبھی زکوٰۃ واجب نہ ہوئی شعبان ۱۷۵ میں آپ کی وفات ہوئی۔

۲-ابن ابی لیلیٰ: آپ کا نام عبدالرحمٰن قاسم ابن ابی لیلیٰ یسار ہے انصاری ہیں خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے۔ جب کہ ان کی خلافت کو چھ سال گزر گئے ۸۳ ہجری میں بصرہ کی ایک نہر میں ڈوب کر وفات ہوئی۔ بہت صحابہ سے ملاقات ہے کوفہ کے تابعین میں سے ہیں آپ کے بیٹے محمد کو بھی ابن ابی لیلیٰ کہا جاتا ہے وہ کوفہ کے قاضی تھے مشہور فقیہ تھے خیال رہے کہ محدثین جب ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں تو یہی مراد ہوتے ہیں اور جب فقہاء ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں تو آپ کے بیٹے مراد ہوتے ہیں۔ یہ محمد ۷۴ میں پیدا ہوئے اور ایک سو اڑتالیس میں وفات پائی۔

۳-ابن لہیعہ: آپ کا نام عبداللہ ہے کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے حضرمی ہیں فقیہ ہیں مصر کے قاضی تھے۔ بہت محدثین سے ملاقات ہے یحییٰ ابن بکیر اور قتیبہ مقری کہتے ہیں کہ آپ ضعیف الحدیث ہیں احمد ابن حنبل کہتے ہیں کہ مصر میں ان جیسا کوئی محدث نہ ہوسکا آپ حدیث کے حافظ اتقان وضبط والے ہیں ۱۷۴ ہجری میں وفات پائی۔

ل-صحابیات

۱-لبابہ بنت حارث: آپ کی کنیت ام الفضل ہے۔ آپ کا ذکر ف کی تختی میں آ چکا ہے۔

م-صحابہ کرام

۱-مالک ابن اوس: ابن حدثان آپ بصری ہیں آپ کی صحابیت میں اختلاف ہے آپ کی احادیث بہت تھوڑی ہیں ہاں صحابہ کے آثار آپ سے بہت مروی ہیں ۹۲ بانوے میں مدینہ میں وفات پائی مشہور ہستی ہے۔

۲-مالک ابن حویرث: آپ لیثی ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد بن کر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیس دن رہے آخر میں بصرہ میں قیام رہا وہاں ہی ۹۴ چورانوے میں وفات پائی۔

۳-مالک ابن صعصعہ: آپ انصاری مازنی ہیں بصرہ میں رہے احادیث کم روایت کرتے ہیں۔

۴-مالک ابن ہبیرہ: آپ سکونی ہیں۔ اہل شام میں آپ کا شمار ہے امیر معاویہ کی طرف سے لشکروں کے سردار رہے روم پر جہاد کیا یہ جہاد امیر معاویہ کے زمانہ میں ہوئے۔

۵-مالک ابن یسار: آپ سکونی پھرعونی ہیں شام میں قیام رہا آپ کی صحابیت میں اختلاف ہے۔

۶-مالک ابن تیہان: آپ کی کنیت ابوالہیثم ہے انصاری ہیں عقبہ میں شریک ہوئے ۲۰ بیس خلافت فاروقی میں وفات پائی بعض مورخین نے کہا کہ ۳۷ ہجری میں صفین میں وفات پائی۔

۷-مالک ابن قیس: آپ کی کنیت ابوصرمہ ہے آپ کا ذکر صاد کی تختی میں ہو چکا ہے۔

۸-مالک ابن ربیعہ: آپ کی کنیت ابواسید ہے اپنی کنیت میں مشہور ہیں الف کی تختی میں آپ کا ذکر ہو چکا۔

۹-ماعز ابن مالک: اسلمی ہیں مدنی ہیں آپ کو ہی سنگسار کیا گیا تھا آپ سے آپ کے بیٹے عبداللہ نے ایک حدیث روایت کی۔

۱۰-مطر ابن عکامس: آپ اسلمی ہیں اہل کوفہ سے ہیں آپ سے صرف ایک حدیث مروی ہے۔

۱۱-معاذ ابن انس: آپ جہنی ہیں اہل مصر سے ہیں آپ کے بیٹے نے آپ سے احادیث لیں۔

۱۲-معاذ ابن جبل: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے انصاری ہیں خزرجی ہیں بیعت عقبہ دوم میں ستر صحابہ میں آپ بھی تھے بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کا قاضی و معلم بنا کر بھیجا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام لائے حضرت عمر نے ابوعبیدہ ابن جراح کے بعد آپ کو شام کا حاکم بنایا اڑتیس سال عمر پائی ۱۸ اٹھارہ ہجری میں طاعون عمواس میں وفات ہوئی۔

۱۳-معاذ ابن عمرو: ابن جموح آپ انصاری خزرجی ہیں بیعت عقبہ اور غزوہ بدر میں شریک رہے آپ بھی اور آپ کے والد عمرو بھی آپ نے معاذ ابن عفراء کے ساتھ مل کر ابوجہل کو قتل کیا۔ عبدالرحمن ابن اسحاق کے فرزند کہتے ہیں کہ آپ نے ابوجہل کی ٹانگ کاٹی اور اسے زمین پر بچھاڑا ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے آپ کا ہاتھ کندھے سے کاٹ کر گرا دیا اتنے میں معاذ ابن عفراء نے ابوجہل پر دوسرا وار کر کے اسے ٹھنڈا کر دیا۔ سسک رہا تھا کہ عبداللہ ابن مسعود نے اس کا سر کاٹ ڈالا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کی لاش تلاش کرائی اس کے قتل پر سجدہ شکر ادا کیا۔ آپ نے خلافت عثمانی میں وفات پائی۔

۱۴- معاذ ابن حارث: ابن رفاعہ آپ انصاری زرقی ہیں آپ کی والدہ عفراء بنت عبید ابن ثعلبہ ہیں آپ اور رافع ابن مالک خزرجی انصاری ہیں پہلے مومن ہیں آپ اور آپ کے دونوں بھائی عوف اور معوذ بدر میں شریک ہوئے دونوں بھائی وہاں ہی شہید ہوئے آپ کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں آپ بدر میں زخمی ہوئے پھر کچھ عرصہ کے بعد وفات پائی بعض کی رائے ہے کہ خلافت عثمانیہ میں آپ کی وفات ہے آپ سے بہت صحابہ نے روایات لیں۔

۱۵-معوذ ابن حارث: آپ کی والدہ کا نام عفراء ہے بدر میں شریک ہوئے آپ نے معاذ ابن عمرو کے ساتھ مل کر ابوجہل کو قتل کیا آپ کھیت اور باغ والے تھے۔

۱۶- مسطح ابن اثاثہ: ابن عباد ابن عبدالمطلب ابن عبد مناف قرشی مطلبی ہیں بدر، احد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے ام المومنین عائشہ صدیقہ کی تہمت میں آپ بھی شریک ہوگئے تھے۔ آپ کو تہمت کی سزا اسی کوڑے لگائے گئے آپ کا نام عوف ہے مسطح لقب چھپن سال عمر ہوئی ۳۴ ہجری میں وفات پائی مترجم کہتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے جناب عائشہ کے معاملہ میں آپ کا وظیفہ بند کر دیا تھا اس کے متعلق یہ آیت آئی وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ جس پر آپ نے وظیفہ جاری کر دیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

۱۷-مسور ابن مخرمہ: آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے زہری قرشی ہیں عبدالرحمن ابن عوف کے بھانجے ہیں ۲ دو ہجری میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے ۸ آٹھ میں آپ کو مدینہ منورہ لایا گیا ذی الحجہ میں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی۔ اس کے باوجود آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کیں بڑے فقیہ دیندار پرہیزگار تھے شہادت عثمان غنی تک آپ مدینہ منورہ میں رہے پھر مکہ معظمہ چلے گئے امیر معاویہ کی وفات تک وہاں رہے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا جب یزید کی فوجوں نے مکہ معظمہ پر حملہ کر کے آپ پر پتھر برسائے منجنیق سے اس وقت آپ حطیم میں نفل پڑھ رہے تھے ایک پتھر آپ کے لگا جس سے آپ کی وفات ہوگئی۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۶۴ چونسٹھ میں ہوا آپ سے ایک خلقت نے روایات لیں۔

۱۸- مسیب ابن حزن: آپ کی کنیت ابوسعید ہے آپ قرشی مخزومی ہیں اپنے باپ حزن کے ساتھ ہجرت کی۔ بیعۃ الرضوان میں شریک

ہوئے آپ سے آپ کے بیٹے سعید ابن مسیب نے احادیث لیں۔

۱۹-مستورد ابن شداد: آپ فہری قرشی ہیں اہل کوفہ سے ہیں مصر میں قیام رہا۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت یہ لڑکے تھے۔ مگر حضور سے سماع ثابت ہے۔

۲۰-مغیرہ ابن شعبہ: آپ ثقفی ہیں خندق کے سال ایمان لائے پھر مہاجر ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے آخر میں کوفہ میں رہے ستر سال عمر ہوئی ۵۰ پچاس میں وفات ہوئی۔امیر معاویہ کی طرف سے حاکم رہے آپ کا مزار کوفہ میں ہے مشہور صحابی ہیں۔

۲۱-مقدم ابن معدیکرب: آپ کی کنیت ابوکریمہ ہے۔کندی ہیں اہل شام میں آپ کا شمار ہے اکیانوے سال عمر ہوئی۔ ۸۷ ہجری میں شام میں وفات پائی۔ بہت احادیث کے آپ راوی ہیں مشہور صحابی ہیں۔

۲۲-مقداد ابن اسود: آپ کے والد نے قبیلہ بنی کندہ سے حلف کیا تھا اس لیے آپ کو کندی کہا جاتا ہے۔اسود نے آپ کی پرورش کی تھی۔ اس لیے ابن اسود کہا جاتا ہے آپ چھٹے مومن ہیں آپ سے حضرت علی اور طارق ابن شہاب وغیرہما نے احادیث لیں ستر سال عمر ہوئی ۳۳ ہجری میں وفات پائی آپ کی وفات مدینہ منورہ سے تی میل دور مقام جرف میں ہوئی وہاں سے، آپ کو مدینہ منورہ لایا گیا بقیع میں دفن کیا گیا۔

۲۳-مہاجر ابن خالد: ابن ولید ابن مغیرہ آپ مخزومی قرشی ہیں۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بچہ تھے۔ جنگ جمل وصفین میں آپ تو حضرت علی کے ساتھ تھے مگر آپ کے بھائی عبدالرحمٰن امیر معاویہ و عائشہ صدیقہ کے ساتھ تھے۔جمل میں آپ کی ایک آنکھ زخمی ہو کر بیکار ہوگئی اور صفین میں آپ قتل ہوئے۔حضرت علی کے ساتھ رہے۔

۲۴-مہاجر ابن قسفذ: آپ قرشی تیمی ہیں آپ کا نام عمرو ابن خلف ہے آپ کا لقب مہاجر ہے آپ کے والد کا لقب قفذ۔قوی یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے۔بعض نے فرمایا کہ پہلے ہی ایمان لاکر ہجرت کر کے آگئے تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سچے مہاجر ہیں آخر میں بصرہ میں رہے۔وہاں ہی وفات پائی۔

۲۵-معیقیب ابن ابی فاطمہ: آپ دوسی ہیں سعید ابن ابی العاص کے آزاد کردہ غلام ہیں بدر میں شریک ہوئے۔مکہ معظمہ میں اول ہی سے ایمان لائے حبشہ ہجرت کر کے گئے وہاں ہی رہے حتی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔حضرت ابوبکر وعمر نے آپ کو بیت المال کا افسر مقرر فرمایا ۴۰ھ چالیس میں وفات پائی۔

۲۶-معقل ابن یسار: آپ مزنی ہیں بیعت الرضوان میں شریک ہوئے بصرہ میں رہے نہر معقل آپ ہی کی طرف منسوب ہے ۶۰ ہجری میں وفات پائی عبیداللہ ابن زیاد کی حکومت میں۔

۲۷-معقل ابن سنان: آپ اشجعی ہیں فتح مکہ میں حاضر ہوئے کوفہ میں قیام رہا جنگ حرہ میں قتل کئے گئے باندھ کر۔

۲۸-معن ابن عدی: آپ بلوی ہیں آپ اپنے بھائی عاصم کے ساتھ بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔غزوہ یمامہ میں یعنی خلافت صدیقی میں شہید ہوئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ میں اور زید ابن خطاب میں مواخاۃ (بھائی چارہ) کیا تو یہ دونوں حضرات بیک

شمار ہے۔

۳۰-مجمع ابن جاریہ: آپ انصاری مدنی ہیں آپ کا باپ جاریہ منافق تھا۔مسجد ضرار بنانے والوں میں سے تھے۔مجمع بڑے عالم قاری تھے۔مشہور ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے آدھا قرآن مجید آپ سے لیا امیر معاویہ کے آخر زمانہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

۳۱-مجحن ابن ادرع: آپ اسلمی پرانے مومن ہیں دراز عمر پائی امارت امیر معاویہ کے آخر میں وفات ہوئی۔

۳۲-محف ابن سلیم: آپ غامدی ہیں حضرت علی نے آپ کو اصفہان کا حاکم بنایا اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے۔

۳۳-مدعم: آپ حبشی غلام تھے رفاعہ ابن زید کے غلام تھے انہوں نے حضور انور کی خدمت میں پیش کر دیا آخر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رہے آپ کا ذکر غلول میں آتا ہے مشہور واقعہ ہے۔

۳۴-مرداس ابن مالک: آپ اسلمی ہیں بیعۃ الرضوان میں شریک ہوئے اہل کوفہ میں آپ کا شمار ہے آپ سے صرف ایک ہی حدیث مروی ہے۔

۳۵-محیصہ ابن مسعود: آپ انصاری حارثی ہیں اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے غزوہ احد، خندق اور بعد کے غزوات میں شرکت کی۔

۳۶-مخارق ابن عبداللہ: آپ سلمی ہیں ماہ صرف ۳۶ ہجری یوم جمل میں قتل ہوئے۔

۳۷-مخرمہ عبدی: آپ کے نام میں اختلاف ہے مخرمہ یا مخرفہ سوید کی حدیث میں آپ کا ذکر آتا ہے آپ کی وفات ۵۴ چون ہجری میں ہوئی۔

۳۸-مرارہ ابن ربیع: آپ عامری انصاری ہیں بدر میں شریک ہوئے جو تین حضرات غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے ان میں ایک آپ بھی تھے جن کی قبولیت توبہ کا ذکر سورہ توبہ میں ہے۔

۳۹-معصب ابن عمیر: آپ قرشی عبدری ہیں جلیل القدر صحابہ سے ہیں پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر بدر میں شریک ہوئے۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو عقبہ کی دوسری بیعت کے بعد مدینہ منورہ بھیجا تاکہ آپ وہاں کے مسلمانوں کو قرآن اور فقہ کی تعلیم دیں ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں پہلا جمعہ آپ نے اپنے اجتہاد سے پڑھا اسلام سے پہلے آپ بڑے عیش وطرب میں پلے بڑے اعلیٰ درجہ کا لباس پہنتے تھے بعد اسلام تارک الدنیا ایسے ہوئے کہ موٹے لباس سے آپ کا جسم کھردار ہوگیا بعض مورخین نے فرمایا کہ حضور نے پہلی بیعت عقبہ کے بعد آپ کو مدینہ منورہ بھیجا آپ انصار کے گھروں میں جاکر تبلیغ دین کرتے تھے آپ کی ہر تبلیغ پر ایک دو آدمی مسلمان ہوتے تھے حتیٰ کہ انصار میں اسلام عام پھیل گیا تب آپ نے حضور انور سے جمعہ قائم کرنے کی اجازت چاہی جو مل گئی آپ پھر دوسری بیعت عقبہ کے موقع پر ستر انصار کے ساتھ مکہ معظمہ آئے چند دن مکہ معظمہ میں قیام کر کے واپس مدینہ منورہ چلے گئے۔یہ واقعات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے ہے چالیس سال کی عمر ہوئی اور غزوہ احد میں شہید ہوئے جن کے متعلق یہ آیت آئی فیہ رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ ان میں آپ بھی داخل ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں جانے کے بعد آپ ایمان لائے۔

۴۰-معاویہ ابن ابی سفیان: آپ قرشی اموی ہیں آپ کی ماں ہند بنت عتبہ ہیں آپ فتح مکہ کے دن ایمان لائے مؤلفۃ القلوب میں سے ہیں آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے۔بعض مورخین نے کہا کہ آپ کاتب وحی نہ تھے بلکہ دوسری تحریریں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لکھتے تھے آپ سے حضرت عبداللہ ابن عباس اور ابوسعید خدری نے احادیث لیں خلافت فاروقی میں اپنے بھائی یزید

ابن ابوسفیان کے بعد شام کے حاکم بنے پھر وفات تک وہاں ہی حاکم رہے۔حکومت کی خلافت فاروقی میں چار سال خلافت عثمانیہ میں پورے بارہ سال پھر خلافت حیدری اور خلافت امام حسن میں اس طرح بیس سال حکومت کی پھر مستقل سلطان اسلام بن کر بیس سال سلطنت کی ۴۱ اکتالیس میں امام حسن نے آپ کو خلافت سونپ دی خود علیحدہ ہوگئے رجب ۶۰ ساٹھ میں وفات پائی دمشق میں دفن ہوئے۔ اڑتالیس سال عمر ہوئی آخر عمر میں لقوہ ہوگیا تھا آپ وفات کے وقت کہتے تھے کہ کاش میں ایک قرشی شخص ہوتا جو ذی طوی گاؤں میں رہتا حکومت میں حصہ نہ لیتا آپ کے پاس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات بال ناخن شریف تہبند تھے وصیت کی کہ مجھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے تہبند میں لپیٹا جائے ہونٹوں ناک نتھنوں۔آنکھوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال ناخن رکھ دینا۔پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کردینا۔مترجم کہتا ہے کہ آپ کی عمر شریف کے بیان میں غلطی غالبًا کاتب نے کی آپ کی عمر اٹھتر سال ہوئی حق یہ ہے کہ آپ کاتب وحی رہے اور آپ نے اپنا اسلام فتح مکہ کے دن ظاہر فرمایا ایمان پہلے ہی لاچکے تھے عمرۂ قضا میں حضور انور کی حجامت آپ ہی نے کی تھی جیسا بخاری میں ہے کاتب بجائے ثمان وسبعون کے ثمان واربعون لکھ گیا امیر معاویہ کے صحیح حالات شریفہ ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔

۴۱-معاویہ ابن حکم:آپ سلمی ہیں مدینہ منورہ میں بہت آتے جاتے رہتے تھے ۱۱۷ ایک سو سترہ میں وفات ہوئی آپ سے کثیر اور عطانے روایات لیں۔

۴۲-معاویہ ابن جاہمہ:آپ اسلمی ہیں آپ کا شمار اہل حجاز میں ہے۔

۴۳-مروان ابن حکم:سلمی ہے قرشی اموی ہے عبدالملک کا والد اور حضرت عمر ابن عبدالعزیز کا دادا ہے ۲ دو ہجری یا خندق کے سال پیدا ہوا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باپ حکم کو مدینہ منورہ سے طائف کی طرف جلاوطن کردیا یہ ساتھ گیا اس لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکا لہٰذا صحابی نہیں خلافت عثمانیہ میں حکم کو مدینہ منورہ میں آنے کی اجازت ملی تب یہ بھی ساتھ آیا ۶۵ پینسٹھ میں دمشق میں فوت ہوا اس نے حضرت عثمان،علی سے روایات لیں اور اس سے عروہ ابن زبیر امام زین العابدین نے روایات لیں مترجم کہتا ہے کہ جس جرم کی بنا پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کو مدینہ منورہ سے نکالا اس نے توبہ کرلی۔تب حضرت عثمان نے واپس بلایا پھر حضرت علی نے اپنے دور خلافت میں بھی اسے مدینہ منورہ سے نہ نکالا لہٰذا نہ حضرت عثمان پر کوئی اعتراض ہوسکتا ہے نہ حضرت علی پر **التائب من الذنب کمن لاذنب له** یہ بات خیال میں رہے۔

۴۴-مرہ ابن کعب:آپ بہزی ہیں آپ کا شمار اہل شام میں ہے ۵۵ پچپن میں اردن میں وفات ہوئی۔

۴۵-مزیدہ ابن جابر:آپ بصری ہیں آپ سے متعدد تابعین نے روایات لیں۔

۴۶-مسلم قرشی:آپ مسلم ابن عبداللہ ہیں یا عبیداللہ بن مسلم ہیں۔

۴۷-المطلب ابن ابی وداعہ:آپ کے والد ابو وداعہ کا نام حارث ہے سہمی قرشی ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے پھر کوفہ میں بعد میں مدینہ منورہ میں رہے آپ کے والد بدر کے دن قید کرلیے گئے تھے تو آپ ان کا فدیہ یعنی چار ہزار درہم لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے آپ سے متعدد صحابہ وتابعین نے روایات لیں۔

۴۸-المطلب ابن ربیعہ ابن حارث ابن عبدالمطلب ابن ہاشم آپ قرشی ہاشمی ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بچے تھے

افریقہ کے لیے مصر گئے ۲۹ میں۔

۴۹-محمد ابن ابی بکر صدیق: آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے حجۃ الوداع میں ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے یعنی آٹھ میں آپ کی والدہ اسماء بنت عمیس ہیں ۳۸ ہجری میں امیر معاویہ کے ساتھیوں نے آپ کو قتل کیا اور گدھے کی کھال میں بھر کر نعش جلادی آپ کے بیٹے قاسم نے آپ سے روایات لیں۔

۵۰-محمد ابن حاطب: آپ قرشی جمحی ہیں آپ خود اور آپ کے ماں باپ آپ کے بھائی حارث اور چچا خطاب سب ہی صحابی ہیں حبشہ میں پیدا ہوئے ۷۴ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی سب سے پہلے آپ ہی کا نام محمد رکھا گیا۔

۵۱-محمد ابن عبداللہ ابن جحش: آپ قرشی اسدی ہیں۔ہجرت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئے اپنے والد کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مکہ معظمہ آئے پھر وہاں سے مدینہ منورہ ہجرت کی۔

۵۲-محمد ابن عمرو ابن حزم: آپ انصاری ہیں آپ کے والد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نجران کے حاکم تھے۔آپ وہاں ہی ۱۰ دس میں پیدا ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے والد کو حکم دیا کہ اس بچے کی کنیت ابوعبدالملک رکھو آپ بڑے فقیہ تھے۔۵۳ سال عمر ہوئی ۶۳ تریسٹھ میں حرہ کے دن قتل کیے گئے۔

۵۳-محمد ابن ابی عمیرہ: آپ مزنی ہیں آپ کا شمار اہل شام میں ہے۔

۵۴-محمد ابن مسلمہ: آپ انصاری حارثی ہیں سوائے تبوک کے تمام غزوات میں شامل ہوئے۔حضرت عمر وغیرہ سے آپ نے روایات لیں۔فضلاء صحابہ سے ہیں ۷۷ سال عمر ہوئی اور ۴۳ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۵۵-محمود ابن لبید: آپ انصاری اشہلی ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوئے امام بخاری فرماتے ہیں کہ آپ صحابی ہیں مگر امام مسلم نے آپ کو تابعین میں شمار کیا ۹۶ چھیانوے میں آپ کی وفات ہوئی۔

۵۶-معمر ابن عبداللہ: آپ قرشی عدوی ہیں پرانے مومنین سے ہیں اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

۵۷-مغیث: آپ جناب بریرہ کے خاوند ہیں خود آل ابی احمد کے آزاد کردہ ہیں اور آپ کی زوجہ جناب عائشہ صدیقہ کی آزاد کردہ۔

۵۸-منذر ابن ابی اسید: آپ ساعدی ہیں آپ جب پیدا ہوئے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی ران شریف پر لٹایا اور آپ کا نام منذر رکھا۔

۵۹-ابوموسیٰ اشعری: آپ کا نام عبداللہ ابن قیس ہے مکہ معظمہ میں ایمان لائے پھر حبشہ ہجرت کر گئے پھر کشتی والوں کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے راہ میں خیبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوگئی۔حضرت عمر فاروق نے آپ کو ۲۰ بیس میں بصرہ کا حاکم بنایا آپ نے اہواز کا علاقہ فتح کیا شروع خلافت عثمانیہ تک آپ بصرہ کے حاکم رہے۔پھر حضرت عثمان نے آپ کو معزول کر کے کوفہ کا حاکم بنا دیا آپ حضرت عثمان کی شہادت تک کوفہ کے حاکم رہے حضرت علی نے آپ کو امیر معاویہ کے مقابلہ میں اپنا پنچ مقرر کیا تھا اس کے بعد آپ مکہ معظمہ چلے گئے وہاں ہی ۵۲ باون میں آپ کی وفات ہوئی۔

۶۰-امر مرثد غنوی: آپ کا نام کناز ابن حصین ہے غنوی ہیں اپنی کنیت میں مشہور ہیں آپ اور آپ کے بیٹے مرثد غزوہ بدر میں شریک ہوئے ۱۲ بارہ ہجری میں وفات پائی۔

۶۱-ابومسعود: آپ کا نام عقبہ ابن عمرو ہے انصاری بدری ہیں دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے اکثر مورخین کہتے ہیں کہ بدر میں شریک نہیں ہوئے آپ ایک بار بدر کے کنویں پر اترے تھے اس لیے آپ کو بدری کہا جاتا ہے۔آخر میں کوفہ میں رہے خلافت علی میں یا ۴۲ ہجری میں وفات پائی۔

۶۲-ابومالک اشعری: آپ کا نام کعب ابن عاصم ہے اشعری ہیں۔خلافت فاروقی میں وفات پائی۔

۶۳-ابومحذورہ: آپ کا نام سمرہ ابن مغیرہ ہے یا اوس ابن مغیر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مکہ معظمہ میں مؤذن تھے ۵۹ ہجری میں وفات پائی آپ نے مکہ معظمہ سے ہجرت نہیں کی وہاں ہی رہے۔

۶۴-ابن مربع: آپ کا نام زید یا یزید ابن مربع ہے۔انصاری ہیں اہل حجاز میں آپ کا شمار ہے۔

م۔تابعین عظام

۱-محمد ابن حنفیہ: آپ محمد ابن علی ابن ابی طالب ہیں۔کنیت ابوالقاسم ہے آپ کی والدہ خولہ بنت جعفر حنفیہ ہیں یمامہ کے غزوہ میں وہ قید ہو کر مدینہ منورہ لائی گئیں۔حضرت علی کو دی گئیں۔اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں کہ میں نے خولہ کو دیکھا سندی سیاہ فام تھیں آپ سے آپ کے بیٹے ابراہیم نے روایات لیں آپ کی عمر پینسٹھ سال ہوئی ۱۸۱ کیاسی میں مدینہ میں وفات پائی۔

۲-محمد ابن علی: بن حسین ابن علی ابن ابی طالب آپ کی کنیت ابوجعفر ہے لقب امام باقر ہے اپنے والد امام زین العابدین اور حضرت جابر سے روایت لیتے ہیں آپ سے آپ کے بیٹے امام جعفر صادق نے روایات لیں آپ کی ولادت ۵۶ چھپن میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور وفات ۱۱۸،ایک سو اٹھارہ میں مدینہ پاک میں ہوئی تریسٹھ سال عمر پائی بقیع میں دفن ہوئے چونکہ آپ وسیع العلم تھے لہٰذا آپ کو باقر کہا گیا۔

۳-محمد ابن یحیٰ: ابن حبان آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔انصاری ہیں آپ مالک ابن انس کے مشائخ سے ہیں امام مالک آپ کا بڑا احترام کرتے تھے ان کی عبادت زہد تقویٰ فقہ،علم کا اکثر تذکرہ کرتے تھے۔آپ کی عمر ۷۴ چوہتر سال ہوئی ۱۲۱ ایک سو اکیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی آپ سے ایک جماعت نے روایات لیں۔

۴-محمد ابن سیرین: آپ کی کنیت ابوبکر ہے آپ انس ابن مالک کے آزاد کردہ ہیں انس ابن مالک ابن عمر اور ابوہریرہ سے روایات لیتے ہیں آپ بڑے عابد عالم فقیہ زاہد محدث تھے مشہور جلیل القدر تابعی ہیں مختلف علوم میں مشہور ہیں مورق عجلی کہتے ہیں کہ میں نے ابن سیرین سے زیادہ کوئی فقیہ عابد نہ دیکھا،حلف ابن ہشام کہتے ہیں کہ رب نے ابن سیرین کو خشوع خضوع خوش خلقی عطا فرمائی تھی لوگ جب انہیں دیکھتے تھے خدا یاد آتا تھا۔اشعث کہتے ہیں کہ محمد ابن سیرین سے جب کوئی شرعی مسئلہ پوچھا جاتا تو ان کا چہرہ فق ہو جاتا تھا۔مہدی کہتے ہیں کہ ہم ابن سیرین کے پاس بیٹھتے تھے مختلف تذکرے کرتے تھے مگر جب موت کا ذکر آتا تو آپ کا چہرہ فق ہو جاتا اور ہم سے اجنبی ہو جاتے گویا پہلا والا حال تھا ہی نہیں آپ کی عمر ۷۷ سال ہوئی ۱۱۰ ہجری میں وفات ہوئی۔مترجم نے قبر انور کی زیارت کی ہے بصرہ کے قریب ہی ہے خواجہ حسن بصری اور محمد ابن سیرین ایک ہی حجرہ میں آرام فرما ہیں آپ تعبیر خواب کے امام جانے جاتے ہیں آپ کا تعبیر نامہ درہے۔

۵-محمد ابن سوقہ: آپ کی کنیت ابوبکر ہے غنوی کوفی ہیں آپ گناہ سے بہت بچتے تھے ایک لاکھ درہم اپنے بھائیوں میں خرچ کئے۔

۶-محمد ابن عمرو: ابن حسن ابن علی ابن ابی طالب حضرت جابر سے روایات لیتے ہیں۔

۷-محمد ابن سلیمان: آپ اباغندی ہیں کنیت ابوبکر ہے واسطی ہیں بغداد میں رہے ۲۷۳ ہجری میں وفات پائی۔

۸-محمد ابن ابی بکر: ابن محمد ابن عمرو ابن حزم آپ انصاری ہیں مدنی ہیں اپنے والد کے بعد آپ مدینہ منورہ کے حاکم رہے اپنے بھائی عبداللہ سے بڑے تھے آپ کے والد ابوبکر ۱۲۰ میں فوت ہوئے آپ کی عمر ۷۲ بہتر سال ہوئی اور ۱۳۲ ایک سوبتیس میں وفات پائی۔

۹-محمد ابن منکدر: آپ تیمی ہیں۔ حضرت جابر، انس ابن زبیر وغیرہم سے روایات لیتے ہیں آپ سے سفیان ثوری امام مالک نے روایات لیں ستر سال سے زیادہ عمر ہوئی اور ۱۳۰ ایک سوتیس میں وفات پائی زہد عبادت دینداری، صدق و امانت فقہ میں مشہور تھے۔

۱۰-محمد ابن منتشر: آپ ہمدانی ہیں مسروق کے بھتیجے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ ابن عمر سے روایات لیتے ہیں۔

۱۱-محمد ابن صباح: آپ کی کنیت ابوجعفر ہے بزار دولابی ہیں کتاب السنن کے مصنف ہیں بخاری مسلم احمد وغیرہم نے آپ سے روایات نقل کیں آپ ثقہ حافظ تھے ۲۲۷ ہجری میں وفات ہوئی۔

۱۲-محمد ابن خالد: آپ سلمی ہیں آپ کے والد تابعی ہیں دادا صحابی ہیں ان سے روایات لیتے ہیں۔

۱۳-محمد ابن زید: ابن عبداللہ ابن عمر فاروق اپنے دادا اور حضرت ابن عباس سے روایات لیتے ہیں ثقہ ہیں۔

۱۴-محمد ابن کعب: آپ قرظی مدنی ہیں ایک جماعت صحابہ سے روایات لیتے ہیں ۱۰۸ ایک سو آٹھ میں وفات پائی۔

۱۵-محمد ابن ابی مجالد: آپ کوفی تابعی ہیں آپ سے ابواسحاق نے روایت کی۔

۱۶-محمد ابن قیس: ابن مخرمہ آپ قرشی حجازی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ اور ابوہریرہ سے روایات لیتے ہیں۔

۱۷-محمد ابن ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم آپ قرشی تیمی ہیں حضرت علقمہ وغیرہ سے ملاقات ہے۔

۱۸-محمد ابن ابی بکر عوف: آپ ثقفی ہیں حجازی ہیں حضرت انس سے راوی۔

۱۹-محمد ابن مسلم: آپ کی کنیت ابوالزبیر ہے آپ کا ذکر زا کی تختی میں ہو چکا۔

۲۰-محمد ابن قاسم: آپ کی کنیت ابوخلاد ہے نابینا تھے ابوالعباس نام مشہور ہے اصل آپ کی یمامہ ہے ولادت ایک سو اکیانوے میں اہواز میں ہوئی پرورش بصرہ میں اپنے زمانہ میں قوت حافظ فصاحت و بلاغت فی البدیہ جواب دینے میں مشہور تھے ۲۸۳ ہجری میں وفات پائی۔

۲۱-محمد ابن فضل: ابن عطیہ اپنے والد اور زیاد ابن علاقہ سے روایات لیتے ہیں ۱۸۰ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

۲۲-محمد ابن اسحاق: آپ مدنی ہیں قیس ابن مخرمہ کے آزاد کردہ ہیں تابعی ہیں انس ابن مالک او سعید ابن مسیب سے روایات ہیں آپ سے اکابر علماء نے احادیث لیں۔ جیسے یحییٰ ابن سعید سفیان ثوری امام یحییٰ ابن عیینہ وغیرہم آپ سیر غزوات اخبار، قصص انبیاء علم حدیث قرآن فقہ کے بڑے ہی عالم تھے۔ بغداد میں رہے وہاں ہی خدمت حدیث کی وہاں ہی ۱۰۵ ہجری میں وفات ہوئی وہاں ہی کے مقبرہ خیزران جانب شرقی میں دفن ہوئے۔

۲۳-مسدد ابن مسرہد: آپ بصری ہیں حماد ابن زید اور ابوعوانہ سے روایات لیتے ہیں ۲۲۸ ہجری میں وفات پائی۔

۲۴-مجاہد ابن جبر: آپ کی کنیت ابوحجاج ہے عبداللہ ابن سائب مخزومی کے آزاد کردہ ہیں مکہ معظمہ کے عظیم الشان تابعی وہاں کے فقیہ بڑے

قاری قراءۃ کے امام مفسرین کے پیشوا ہیں ۱۰۰ ہجری میں وفات ہوئی آپ مشہور تابعی ہیں۔

۲۵-مہاجر ابن مسمار: آپ زہری خاندان کے آزاد کردہ ہیں عامر ابن سعد ابن ابی وقاص سے روایات لیتے ہیں ثقہ ہیں آپ سے ابوذیب نے احادیث لیں۔

۲۶-مکحول ابن عبداللہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے شامی ہیں غزول کابل میں گرفتار ہوکر آئے قبیلہ بنی قیس یا بنی لیث کی آزاد کردہ ہیں امام اوزاعی کے استاد ہیں امام زہری فرماتے ہیں کہ علماء کاملین چار ہیں مدینہ منورہ میں ابن میسب کوفہ میں شعبی، بصرہ میں خواجہ حسن بصری شام میں مکحول، مکحول کے زمانے میں ان جیسا مفتی کوئی نہ تھا آپ فتویٰ دیتے وقت پہلے لاحول پڑھتے تھے پھر فتویٰ دیتے پھر کہتے، کہ یہ میری شرعی رائے ہے رائے غلط بھی ہوسکتی ہے اور صحیح بھی بہت صحابہ سے ملاقات ہے ۱۱۸ ہجری میں وفات پائی ایک خلق خدا نے آپ سے فیض لیا۔

۲۷-مسروق ابن اجدع: آپ ہمدانی کوفی ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے ایمان لائے خلفاء راشدین سے ملاقات کی اپنے وقت کے بڑے فقیہ عالم تھے مرہ ابن شرجیل کہتے ہیں کہ کسی ہمدانی عورت نے مسروق جیسا نہ جنا امام شعبی کہتے ہیں کہ اگر کوئی گھرانہ جنت کے لیے پیدا کیا گیا ہے تو وہ یہ لوگ ہیں اسود، علقمہ، مسروق، محمد ابن منتشر کہتے ہیں کہ خالد ابن عبداللہ بصرہ کے حاکم تھے۔ایک بار انہوں نے مسروق کو تیس ہزار روپیہ ہدیہ کئے اس وقت مسروق بہت حاجت مند تھے مگر آپ نے قبول نہ کئے بچپن میں آپ چرا لیے گئے تھے اسی لیے آپ کو مسروق کہا جاتا ہے آپ کی وفات کوفہ میں ۶۲ باسٹھ میں ہوئی۔

۲۸-مرثد ابن عبداللہ: آپ کی کنیت ابوالخیر ہے یزنی مصری ہیں جماعت صحابہ سے ملاقات ہے۔

۲۹-مالک ابن مرثد: آپ اپنے والد مرثد سے روایات لیتے ہیں آپ سے سماک ابن ولید وغیرہ روایات لیتے ہیں۔

۳۰-مسلم ابن ابی بکرہ: آپ ثقفی تابعی ہیں اپنے والد سے احادیث لیتے ہیں۔

۳۱-مسلم ابن یسار: آپ جہنی ہیں ترمذی نے آپ سے بروایت عمر حدیث نقل کی بخاری فرماتے ہیں کہ آپ نعیم سے وہ حضرت عمر سے راوی ہیں۔

۳۲-مصعب ابن سعد: ابن ابی وقاص آپ قرشی ہیں اپنے والد اور حضرت علی سے روایات لیتے ہیں۔

۳۳-معن ابن عبدالرحمن: ابن عبداللہ ابن مسعود آپ ہزلی ہیں اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

۳۴-معدان ابن طلحہ: آپ یعمری ہیں حضرت عمر، ابوالدرداء اور ثوبان سے روایات لیتے ہیں۔

۳۵-معمر ابن راشد: آپ کی کنیت ابوعروہ ہے۔ بنی ازد کے آزاد کردہ ہیں یمن کے عالم ہیں عبدالرزاق نے آپ سے دس ہزار احادیث لیں اٹھاون سال عمر ہوئی ۱۵۳ ہجری میں وفات پائی۔

۳۶-مہلب ابن ابی صفرہ: آپ ازدی ہیں آپ کے درجات مشہور ہیں اور خوارج سے آپ کی جنگیں مشہور ہیں آپ کی وفات عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں ۸۳ تراسی میں خراسان کے علاقہ مرو میں ہوئی بصرہ کے تابعی ہیں۔

۳۷-مورق ابن مشمرج: آپ کی کنیت ابوالمعتمر ہے عجلی بصری ہیں حضرت ابوذر، انس، ابن عمر وغیرہم صحابہ سے روایات لیتے ہیں۔

۳۸-موسیٰ ابن طلحہ: آپ کی کنیت ابوعیسیٰ ہے۔ تیمی قرشی ہیں ۱۰۴ ہجری میں وفات پائی۔

۳۹-موسیٰ ابن عبداللہ: آپ جہنی کوفی ہیں مجاہد اور مصعب وغیرہما روایات لیتے ہیں۔

۴۰-موسیٰ ابن عبیدہ: آپ زیدی ہیں محدثین نے آپ کو ضعیف کہا ہے ۱۵۳ ہجری میں وفات پائی۔

۴۱-مطرف ابن عبداللہ ابن شخیر: آپ عامری بصری ہیں حضرت عثمان ابن ابی العاص اور ابوذر سے روایات لیتے ہیں۔ ۸۷ ستاسی کے بعد وفات پائی۔

۴۲-معاذ ابن عبداللہ: ابن حبیب آپ جہنی مدنی ہیں اپنے والد سے روایات لیتے ہیں۔

۴۳-مخلد ابن خفاف: آپ حضرت عروہ سے روایات لیتے ہیں

۴۴-مخلد ابن فلفل: آپ مخزومی کوفی ہیں حضرت انس سے ملاقات ہے۔

۴۵-مختار ابن ابی عبید ابن مسعود یہ: ثقفی ہے اس کے والد صحابی ہیں مختار ہجرت کے سال پیدا ہوا مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کر سکا عبداللہ بن عصمہ فرماتے ہیں کہ مختار وہی جھوٹا ہے جس کے متعلق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا یہ شخص پہلے علم فضل اور عمل میں مشہور تھا دل کا چور تھا جب یہ حضرت عبداللہ ابن زبیر سے الگ ہوا اور سلطنت کا خواہاں ہوا تو اپنے بغض و بدعقیدگی ظاہر کرنے لگا اس سے بہت سی حرکات خلاف دین ظاہر ہوئیں۔ حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد اس نے یزیدیوں سے بدلہ لینے کا اعلان کیا تاکہ اس ذریعہ سے سلطنت حاصل کرے اسی حال پر رہا حتیٰ کہ مصعب ابن زبیر کے زمانہ میں ۶۷ ہجری میں قتل کیا گیا۔ مترجم کہتا ہے کہ اس کی قبر کوفہ میں ہے شیعہ اس کی زیارت کرتے ہیں فقیر نے دیکھی ہے عبداللہ ابن زیاد کو اسی نے قتل کرایا۔ پھر وحی کا دعویدار ہوگیا۔

۴۶-مغیرہ ابن زیاد: آپ بجلی موصلی ہیں مکرمہ مکحول وغیرہما سے روایات لیتے ہیں احمد ابن حنبل کہتے ہیں کہ منکر الحدیث ہیں صحابی نہیں۔

۴۷-مغیرہ ابن مقسم: آپ کوفی فقیہ ہیں نابینا تھے آپ فرماتے تھے کہ میرے کان میں جو پڑ جاتا ہے وہ میرے حافظہ سے نہیں نکلتا ۱۳۳ ہجری میں وفات ہے۔

۴۸-مثنّٰی ابن صباح: آپ یمنی پھر مکی ہیں بعض لوگوں نے کہا کہ یہ حدیث میں نرم ہیں ۱۴۹ ہجری میں فوت ہوئے۔

۴۹-معاویہ ابن قرہ: آپ کی کنیت ابو یاس ہے بصری ہیں اپنے والد اور حضرت انس اور عبداللہ ابن معقل سے روایات لیتے ہیں۔

۵۰-معاویہ ابن مسلم: آپ کی کنیت ابونوفل ہے حضرت ابونوفل ہے حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایات لیتے ہیں۔

۵۱-میناء: آپ عبدالرحمٰن ابن عوف کے آزاد کردہ ہیں خود ان سے اور حضرت عثمان و ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات لیتے ہیں۔

March 2019

اہلسنت وجماعت کا قرآن وسنت کا عظیم ادارہ

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلبہ:

شعبہ حفظ: 145 شعبہ ناظرہ: 240

شعبہ درس نظامی: 105 شعبہ تجوید: 10

اورانہیں شعبہ جات میں 400 سے زائد طلبا اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کررہے ہیں نیز کم وبیش 100 طلباء مدرسے میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام وقیام اور میڈیکل کا مکمل خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ وناظرہ 14 اساتذہ شعبہ درس نظامی وتجوید 10 اساتذہ

شعبہ عصری علوم یعنی اسکول 11 اساتذہ باورچی 2 خادم 4 چوکیدار 2

کل طلبہ کم وبیش پانچ سو اور پورہ اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

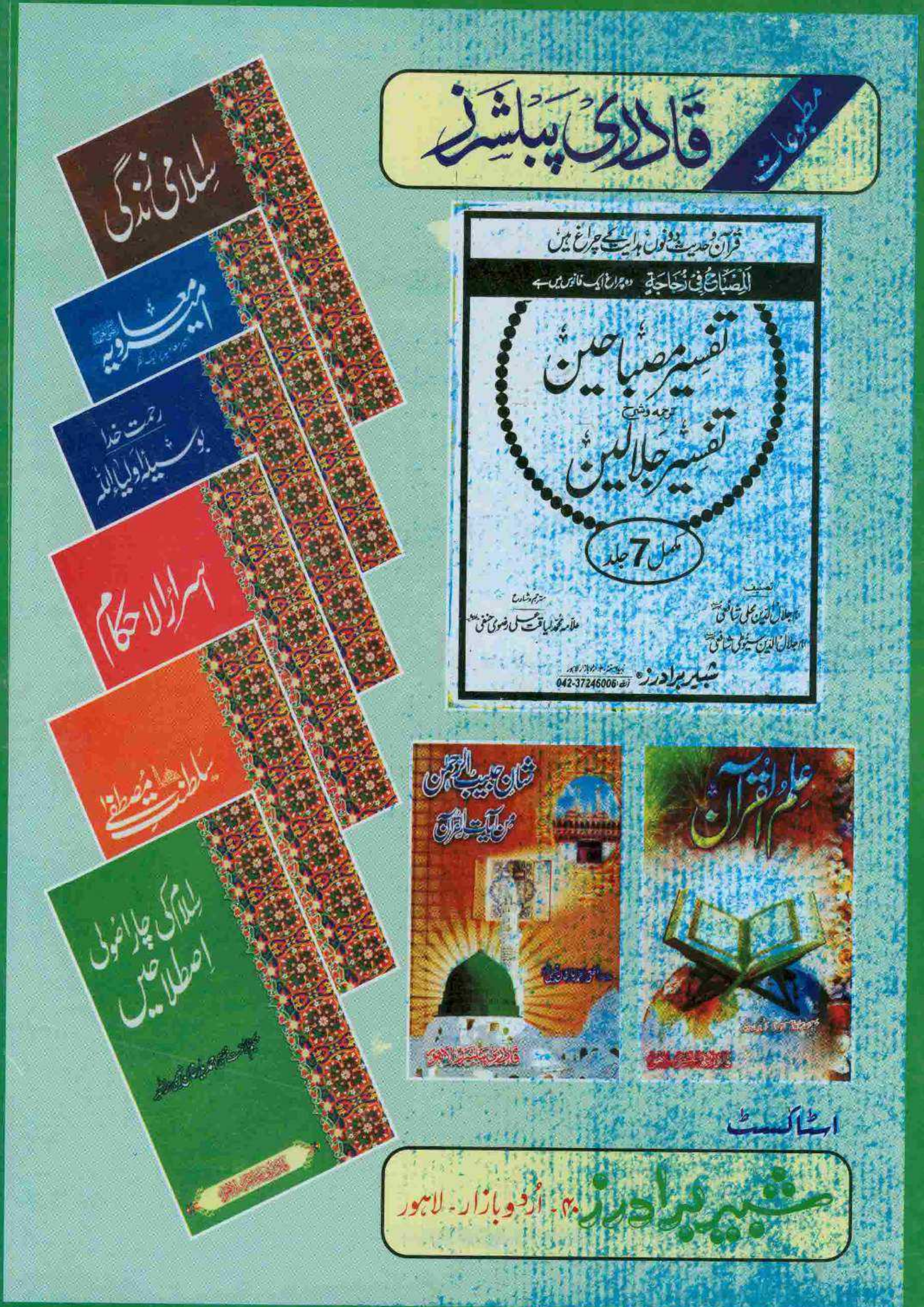
مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD. BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE: MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA (TRUST)
ACC NO: 0050002565 7003 - BRANCH CODE :0050

www.facebook.com/markazuloloom

https://www.waseemziyai.com https://www.youtube.com/waseemziyai


مطبوعات
قادری پبلشرز
قرآن وحدیث دونوں ہدایت کے چراغ ہیں
المصباح فی زجاجۃ وہ چراغ ایک فانوس میں ہے
تفسیر مصباحین
ترجمہ وشرح
تفسیر جلالین
مکمل 7 جلد
تصنیف
امام جلال الدین محلی شافعی
امام جلال الدین سیوطی شافعی
مترجم وشارح
علامہ محمد لیاقت علی رضوی حنفی
شبیر برادرز
042-37246006
شان حبیب الرحمن
من آیات القرآن
علم القرآن
اسلامی زندگی
امیر معاویہ
رحمت خدا
بوسیلہ اولیاء اللہ
اسرار الاحکام
سلطنت مصطفی
اسلام کی چار اصولی اصطلاحیں
اسٹاکسٹ
شبیر برادرز ۴۰۔ اردو بازار۔ لاہور